انسائیکلوپیڈیا

امام حسین علیہ السلام

جلد دوم

موسوعة الامام الحسین فی الکتاب والسنة والتاریخ کا اردو ترجمہ

تالیف

رئیس المحققین علامہ محمد الری شہری

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی

مصحح

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری (دام ظلہ)

ریسرچ سکالر اسلامک یونیورسٹی ، قم ، ایران

انسائیکلوپیڈیا

امام حسین علیہ السلام

جلد دوم

موسوعة الإمام الحسين عليه السلام في الكتاب والسنة والتاريخ کا اردو ترجمہ

تالیف

رئیس المحققین علامہ محمد الری شہری

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی

مصحح

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری (دام عزہ)

ریسرچ سکالر اسلامک یونیورسٹی قم ایران

ناشر: ادارہ منہاج الصالحین

الحمد مارکیٹ فرسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

نام کتاب : انسائیکلوپیڈیا امام حسینؑ (جلد دوم)

مؤلف : رئیس المحققین علامہ محمد الری شہری

مترجم : حجۃ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی

مصحح : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری

ادبی اصلاح : پروفیسر سید ذوالفقار حسین نقوی

فنی اصلاح : محمد عمران حیدر

پروف ریڈر : اسد علی ڈار

بائنڈنگ : فیاض حسین حیدری

ہدیہ : -/700 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

ترتیب

تیسری فصل

چوتھی قسم

فصل پنجم

دوسری فصل

تیسری فصل

تیسری فصل

انتساب

محبِ اہلِ بیتؑ اور عاشقِ حسینؑ اہلِ سنت ڈاکٹر کے نامِ نامی کرتا ہوں،

جنھوں نے زرِ کثیر خرچ کر کے اس کتاب (انسائیکلوپیڈیا امام حسینؑ) کو

اپنے مکتبۂ فکر کے لوگوں میں نیاز و ثواب کے طور پر تقسیم کیا۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اَجرِ عظیم اور ثوابِ جزیل عطا فرمائے،

اور آپ کو خانوادۂ رسولؐ و بتولؑ کے کتب کی

مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور آپ کو بلیاتِ اَرضی وسماوی

سے محفوظ رکھے۔ آمین!

طالبِ دُعا!

ریاض حسین جعفری

عرضِ مترجم

فخرِ دو عالم، نیرِ اعظم، سرورِ کائنات، علتِ غائی کائنات و ممکنات، صاحبِ لولاک، سیدِ عرب و عجم، قمرِ تاباں، مہرِ درخشاں، شافعِ محشر، مرسلِ داور، شاہِ اُمم، محبوبِ رب العالمین، سیّد المرسلین، خاتم النبیین، رحمت للعالمین، بشیر و نذیر، احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند دل بند، سبطِ اصغر، سیدِ شبابِ جنت حضرت امام حسین علیہ السلام کا ظلم و بربریت کے خلاف وہ بے مثل و مثال جہاد ہے جس کے اثر و آثار صبح قیامت تک باقی رہیں گے۔

۶۱ ہجری سے لے کر آج تک حسینؑ انقلاب کے خلاف باطل قوتیں سرگرم رہی ہیں۔ انھوں نے اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لا رکھے ہیں، لیکن پھر بھی انسان فوج در فوج اس انقلاب سے متاثر ہو رہے ہیں۔

اس وقت دُنیا ایک بستی کی شکل میں موجود ہے۔ ہر آدمی پَل پَل لحہ بہ لحہ کی خبروں سے آشنا ہے۔ عالمی طاقتیں حسینیت کے محبت و خلوص سے بھرپور انقلاب کو دیکھ رہی ہیں۔ جس کا دائرہ اُفق آفاق کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ ارضِ کربلا میں اربعین کا جمِ غفیر اس اَمر کی دلیل ہے۔ ایسے اجتماع حکومتوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

زیارتِ اربعین کا کروڑوں کا اجتماع دُنیا کے سامنے مدینہ فاضلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر سال اہلِ ایمان کی طرف سے اس اجتماع کی تجدید ہوتی ہے۔ ہر نیا سال ایک نئی شان آن بان کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔

اہلِ دانش و بینش اور معاشرتی اُمور کے ماہرین نے مدینہ فاضلہ کی بہت سی تفسیرات کی ہیں۔ ان میں سے ایک تفسیر یہ ہے کہ جس شہر کے نظام کو چلانے کے لیے اور اُسے کنٹرول کرنے کے لیے کسی کنٹرولر، میئر اور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی ضرورت نہ ہو۔ اس کا نظام خود بخود چل رہا ہو۔ اُس شہر کے باشندے عقل و روح اور علم و عمل کے اعتبار سے اس قدر بالغ ہوں کہ وہ دوسرے لوگوں کے حقوق کے پاسبان، نگہبان اور نگران موجود ہوں۔ وہ اس قدر مہذب ہوں

کہ وہ اپنی تہذیب و تربیت کے لیے کسی غیر کے محتاج نہ ہوں۔

جی ہاں! یہ سب کچھ اس صورت میں ممکن ہے جب اہلِ شہر کے غرائز پر عقل و شعور اور نُورِ ہدایت کا غلبہ ہو۔ اُن غرائز کی بات ہو رہی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف انسان کے ساتھ اُترے تھے۔ جس طرح کہ قرآن مجید میں آیا ہے:

"فرشتوں نے کہا: کیا تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا؟ جب کہ ہم تیری تسبیح اور تیری پاکیزگی کا ورد کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: اَسرارِ خلقت بشر کے بارے میں مَیں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے"۔ (سورۂ بقرہ: آیت ۳۰)

آئیں اور اس فاضل اور نُورانی ملکوتی اجتماع کو دیکھیں۔ وہ نفوس جو زیارتِ اَربعین کے موقع پر اس اجتماع میں ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو روحانی اور نُورانی معراج کے ماحول میں پاتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو سکون و راحت کی پُرنور وادی میں پاتے ہیں۔ چشمۂ سلسبیل کی خنک اور معطر ہوائیں اُن پر چل رہی ہوتی ہیں۔ وہ اس سکون و راحت کی ملکوتی وادی میں ہوتے ہیں جس سکون کی انسان کو تلاش ہے۔ اَربعین کی فضائیں جنت الفردوس کا ایک باغ ہے۔ ہر انسان یہی آرزو کرتا ہے کہ وہ زندگی بھر اسی وادی میں رہ جائے۔

جی ہاں! سیدالشہداء کی قیادت انسان کو روحانیت و معنویت کی فضاؤں میں پرواز عطا کرتی ہے۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا تھا:

یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ! اُسْوَۃٌ اَنْتَ قُدَمَاءُ

"اے ابوعبداللہ! آپؑ روزِ اوّل سے ہی اُسوہ ہیں"۔

اس فرمان کی تفسیر و تشریح یہ ہے کہ آپؑ زمانۂ قدیم کے تمام انبیاءؑ اور بزرگواروں کے لیے صبر و استقلال کی مثال ہیں۔ جی ہاں! یہ آپؑ کی منقبت اور آپؑ کا معجزہ ہے۔ اسی اَمر کو ہم اپنے اس زمانہ میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔ آپؑ کا سفینۂ نجات اس کائنات سے وسیع و عریض ہے۔ ہر نبیؑ اور اُس کے وصی کے سامنے آپؑ کی قربانی کا ذکر کیا گیا، تا کہ انھیں آپؑ کی دردناک داستان

سے توانائی ملے اور وہ اپنی مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ جب بھی کسی نبیؑ کے سامنے آپؑ کے مصائب کا تذکرہ کیا گیا تو اُس نے خوب گریہ و بکا کیا اور اپنے آپ کو قربانی کے لیے تیار کیا کہ اُنھوں نے اس الٰہی راستے میں مصائب و آلام کو جھیلنا ہے۔ مصائب سے دوچار ہونا ہے۔ حسینؑ ایک تحریک کا نام ہے، حسینؑ ایک انقلاب ہے، حسینؑ ایک تہذیب ہے، حسینؑ ایک تمدن ہے۔ حسینؑ جرأت و شجاعت کا دوسرا نام ہے۔

اسرائیل نے گذشتہ ۵۰ برسوں سے دنیائے عرب کو ذلیل و رُسوا کر رکھا ہے۔ جنوبی لبنان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہاں کے جوانوں کی حسینیؑ مجالس میں تربیت کی گئی۔ جب یہ حسینیؑ جانباز حسینیؑ جذبوں سے سرشار ہو کر اُٹھے تو اسرائیل کو اپنی حدود میں محدود ہونا پڑا۔ داعش نے جب سونامی کی کیفیت میں عراق و شام کو ہر طرف سے گھیر لیا تھا تو انھی حسینیؑ جذبوں سے اس کا صفحۂ ارضی سے صفایا کیا گیا۔

ان شاء اللہ ایک دن وہ آنے والا ہے جس دن روضۂ حسینیؑ قلوب کا کعبہ بنے گا اور اَرواح کا قبلہ بنے گا۔ اللہ ربّ العزت نے سیّد الشہداءؑ کو دُنیائے بشر کے لیے ملجا و ماویٰ اور مصدر و مرکز قرار دیا ہے۔ آپؑ کی ذات صرف اہلِ ایمان کی اِصلاح کے لیے نہیں ہے، بلکہ آپؑ کو تمام بنی آدمؑ کی اِصلاح کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔

ہر بدن کا علاج ہے، ہر روح کا علاج ہے، سبطِ اصغر حضرت امام حسین علیہ السلام جہاں جمال و کمال کا خزانہ ہیں وہاں اَرواح و اَبدان کے معالج ہیں، جس طرح کہ زیارتِ جامعہ میں کہا گیا ہے:

اَرْوَاحُکُمْ فِی الْاَرْوَاحِ وَاَنْفُسُکُمْ فِی النُّفُوْسِ وَاَجْسَادُکُمْ فِی الْاَجْسَادِ

"آپؑ کے اَرواح اَرواح میں ہیں اور آپؑ کے نفوس نفوس میں ہیں اور آپؑ کے اجسام اَجسام میں ہیں"۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نفس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس روحانی منبع سے روحانی غذا حاصل کر کے اپنے روح کی بیماریوں کا علاج کرے۔ حسینؑ قرآنِ ناطق ہیں۔ جس طرح قرآنِ کریم مرکزِ شفا ہے، اس طرح حسینؑ قرآنِ ناطق کی صورت میں مرکزِ شفا ہیں۔ جس طرح قرآن کی منازل ہیں، اس میں سورتیں اور آیات ہیں تو اس طرح اس قرآن میں بھی منازل سورتیں

اور آیات ہیں۔ اس قرآن کی منازل کا آغاز مدینہ سے ہوا ہے۔ پہلے مدینہ پھر مکہ، اس کے بعد کی ۳۴ منازل جس کی آخری منزل کربلا ہے۔ پھر کوفہ، شام اور پھر مدینہ۔ جس طرح قرآن کریم علمی خزائن کا مرکز ہے اسی طرح حسینی قرآن بھی علمی خزائن کا مرکز ہے۔ اس قرآن میں تدبر کرنے سے وہ اَسرار اور عبرتیں حاصل ہوتی ہیں جنھیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

جہاں اللہ ربّ العزت نے سیدالشہداءؑ کی ذُریتِ طاہرہ میں امامت رکھی ہے۔ وہاں آپؑ کے روضہ کے قُبّہ کے نیچے دُعا کی قبولیت رکھی ہے۔ جی ہاں! اس قبّہ سے مراد مٹی اور اینٹوں کا قُبّہ مراد نہیں ہے بلکہ یہ قبّہ آفاقی اور آسمانی قبّہ ہے، جس کی حدود میں زمین و آسمان آتے ہیں۔ اصل راز قربِ حسینیؑ میں ہے، جو آدمی حسینؑ آقا کے قریب ہے وہ آپؑ کے قُبّہ کے سایہ تلے ہے، جو دُعا مانگے گا وہ قبول ہوگی۔ قرب و قرابت حسینیؑ کا مطلب یہ ہے کہ وہ حسینیؑ خط پر چلے اور حسینیؑ انقلاب کے لیے جدوجہد کرے اور اس راہ میں بوقتِ ضرورت مالی جانی قربانیاں پیش کرے۔

قارئین کرام! انسائیکلوپیڈیا حضرت امام حسین علیہ السلام کی دوسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ انسائیکلوپیڈیا (موسوعہ) کی پہلی جلد کے مقدمہ میں موسوعہ کا تفصیلی تعارف موجود ہے یہاں مزید لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں جس اَمر کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت یزیدیت سرگرم ہے۔ نئی نسل کو گمراہ کرنے کے لیے بے پناہ لٹریچر مارکیٹ میں موجود ہے۔ ہمارے ایمان و اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ حسینیؑ سیرت اور کربلا کی قربانیوں کو اس قدر اُجاگر کریں کہ یزید اور یزیدیت کا نام ہی نہ رہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام پر لکھی جانے والی دوسری کتابوں کے ساتھ انسائیکلوپیڈیا حضرت امام حسین علیہ السلام کو عام کیا جائے اور مومنین کے گھروں تک پہنچایا جائے۔

جب موسوعہ کی پہلی جلد چھپی تو فیصل آباد کے ایک اہلِ سنت ڈاکٹر صاحب نے ادارہ منہاج الصالحین کو کثیر تعداد میں آرڈر دیا کہ یہ کتاب اُن کی طرف بھجوائی جائے، تاکہ وہ یہ کتاب اپنے دوستوں میں تقسیم کریں۔ میں ہر ایمانی بھائی سے التماس کروں گا کہ وہ اس کتاب کو دوسرے ایمانی بھائیوں تک پہنچانے کی کوشش کرے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی خوشنودی اور دُعائیں لینے کا اہتمام کریں۔

جناب حجۃ الاسلام علامہ قاضی غلام مرتضیٰ صاحب سابق شیعہ علما کونسل پنجاب نے

بندۂ حقیر سے کہا کہ یہ کتاب موسوعہ امام حسین علیہ السلام جتنا جلدی ہو سکے ترجمہ ہو کر چھپ کر منظر عام پر آنی چاہیے۔ اُنھوں نے بندہ سے کہا کہ آپ تمام کام چھوڑ کر صرف یہی کام کریں اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

جی ہاں! میری کوشش ہے کہ بہ توفیق ایزدی اس کام کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں۔ لیکن اپنے بزرگواروں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کام کے لیے لاکھوں روپے کی ضرورت ہے۔ وہ اس سلسلہ میں مالی معاونت فرمائیں، تاکہ یہ علمی، ایمانی اور انقلابی سرمایہ جلد از جلد منظر عام پر آئے۔

ادارہ منہاج الصالحین کے بانی حجۃ الاسلام والمسلمین آقائ ریاض حسین جعفری قمی قبلہ شبانہ روز کی محنت شاقہ سے قوم کی روحانی غذا کا کام پرزور طریقے سے کر رہے ہیں۔

الحمدللہ! ان کا ادارہ دن رات اپنے کام میں مصروف بہ عمل ہے۔ ہر ماہ کسی موضوع پر کوئی نئی کتاب چھپ کر بازار میں آجاتی ہے۔ علامہ موصوف کے پاس نہ تو مالِ امامؑ ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا فنڈ۔ وہ اپنی ذات پر انحصار کرتے ہیں۔ اہلِ ایمان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر معاونت کریں اور اپنے لیے ذخیرۂ آخرت قرار دیں۔

حسینؑ سرکار تو وہ سرکار ہے جس نے اُن کی خدمت میں اپنے آپ کو کسی حوالے سے بھی پیش کیا تو اُسے قیامت تک زندگی مل گئی۔ آپؑ کے سفیر حضرت مسلم بن عقیلؑ کو کوفہ کی ایک معزز خاتون (طوعہ) نے اپنے گھر میں ایک رات کے لیے پناہ دی تھی تو جب بھی کربلا کا ذکر ہوتا ہے تو اس خاتونِ معظمہ کا ذکر بھی ہوتا ہے۔

آیئے! یہ زندگی ناپائیدار ہے، فانی ہے، چندروزہ ہے، اسے پائیداری عطا کریں، اِسے باقی رکھیں اور فنا ہونے سے بچائیں۔ حسینیت کے لیے کام کریں۔

آخر میں تمام اہلِ ایمان برادران اور ادارہ منہاج الصالحین کے بانی حجۃ الاسلام والمسلمین آقائ ریاض حسین جعفری قمی قبلہ کے لیے دُعاگو ہوں کہ خداوند قدوس بھی کو عمرِ نوح عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام

الطاف حسین کلاچی

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

یہ وہ اٹل حقیقت ہے کہ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امامت مناصب الٰہیہ میں سے ہے، جو نبوت کا ایک تسلسل ہے۔ قرآن کریم نے بعض انبیاءؑ کی امامت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں نبوت کے ساتھ ساتھ امامت بھی عطا فرمائی تھی، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۴)

"میں آپؑ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں"۔

قرآن مجید کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ امامت و نبوت کے درمیان ایک دقیق علاقہ و رابطہ ہے، اس لیے ہم پر واجب ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ نبوتِ الٰہیہ کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ وہ ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

① اللہ رب العزت کی طرف سے وحی کا حاصل کرنا۔

② الٰہی پیغام کو لوگوں تک پہنچانا۔

③ لوگوں کے درمیان وحی کی تشریح و تبیین کرنا۔

④ لوگوں کے درمیان معاشرتی قیادت کی شریعت کے ساتھ تطبیق کرنا۔

⑤ نبی کا اپنی اُمت کے لیے نمونۂ عمل ثابت ہونا۔

مزید وضاحت کے لیے عرض ہے کہ مندرجہ بالا پہلے دو کاموں کے لیے نبیؐ کی موجودگی ضروری ہے۔ جب نبیؐ اس دنیا سے رحلت کرتا ہے تو یہ دونوں کام ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن آخری تین کام عوام کے لیے نہایت ضروری ہیں کہ ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے ایک ایسی

شخصیت کی ضرورت ہے، جو نبیؐ کی طرح ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکے۔ یہی وہ حالت و کیفیت ہے جو منصبِ امامت کا تقاضا کرتی ہے کہ نبیؐ کے بعد امام ہونا چاہیے جو اُن کے سلسلۂ نبوت کو جاری رکھے۔

اللہ رب العزت نے اپنے رسولؐ کی رحلت کے بعد سلسلۂ امامتؑ کو آپؐ کے اہلِ بیتؑ میں رکھ دیا۔ یہ منصبِ امامت کسی معاشرے کا وہ منصب نہیں ہے کہ جس کا اختیار عوام کے پاس ہوتا ہے، بلکہ یہ منصب دین کا مُبین اور شارحِ منصب ہے اور عوام الناس کے لیے نمونہ عمل ہے اور اس کی اساس علمی اور روحانی مراتب ہیں۔ اس منصب کا دوسرا نام ولایتِ الٰہیہ ہے۔ اس منصب کی اہل وہ ہستیاں ہیں، جو معصوم عن الخطا ہوتی ہیں۔ مزید تحقیق کے لیے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی معروف حدیث [1] کا مطالعہ ضروری ہے۔

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئی مرتبہ اپنے بعد آنے والے أئمہ اطہار علیہم السلام کا تعارف کروایا اور اُن کے اوصاف حمیدہ بھی بیان کیے۔ قرآنِ مجید کی بہت سی آیات اسی موضوع امامت پر مشتمل ہیں جیسے آیتِ تطہیر اور آیتِ مباہلہ وغیرہ۔

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری حج کی ادائیگی کے بعد غدیر کے مقام پر اپنی نبوت کے اِستمرار کی تاکید فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا: ''قرآن اور آپؐ کی عترت لازم وملزوم ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے جدا ہونے والے نہیں ہیں''۔ اس دن آپؐ نے اپنے بعد اس سلسلۂ امامت کے اوّلین امام کا تعارف کرایا۔ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ساتھ منبر پر کھڑا کیا، اُن کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کو دکھایا۔

آپؐ نے فرمایا: ''میرے بعد اُمت کے رہبر و امام یہ علیؑ ہیں۔ انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھو اور پہچانو''۔

امام ایک معنوی منصب ہے۔ وہ علم کا مرجع اور معاشرے کا قائد ہوتا ہے۔ امامت کو تیسرے محور میں کیوں محصور کیا گیا ہے؟ اس کی وجہ عدمِ رُویت ہے اور دقیق معرفت کا فقدان ہے۔ امامت ایک تاریخی رجحان نہیں ہے کہ جس کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اور نہ اس میں کسی نزاع کی

---

[1] الکافی: ج ۱، ص ۱۹۹

اجازت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ منصب معنوی اور علمی مرجعیت کی ہر زمانے میں ضرورت رہی ہے۔ ملت اسلامیہ کا کوئی فرد اس سے بے نیاز نہیں ہے۔ جس طرح اب زمانۂ غیبت میں اجتماعی قیادت کی ضرورت ہے۔ اس معنوی قیادت اور علمی مرجعیت کا اپنا ایک عظیم اثر ہے کہ ایک دینی حکومت ہو اور اس کے حکمران دین دار ہوں۔

امامت کی اہمیت اور عظمت اس وقت سمجھ میں آتی ہے کہ جب اُسے نبوت کی قیادت کی روشنی میں دیکھا جائے کہ ائمہ کی تعداد اور اُن کے مصادیق کا اِرتباط دینی نص سے ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امامیہ، مسئلہ امامت کو اُن دلائل و براہین سے ثابت کرتے ہیں جن کی توضیح و تشریح خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنی آیات کی تفسیر میں فرمائی تھی یا وہ نصوص ہیں جو تفسیری نصوص کے علاوہ ہیں۔ رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب پہلے امام کی امامت و رہبری کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا تو آپؐ نے جہاں امام علی علیہ السلام کے منصبِ امامت کی توضیح فرمائی تھی تو وہاں امامؑ کے بعد آنے والے اماموںؑ کی بھی تشریح فرمائی تھی۔

ایک دوسری عبارت کے ساتھ ہم اپنے موقف کو یوں پیش کر سکتے ہیں کہ امامت نبوت کی طرح اُمر توقیفی ہے، جو نص کے ساتھ مربوط ہے۔ بالکل اس طرح جس طرح کہ وہ دلائل جو اس میدان میں فکری بحثوں سے متعلق ہیں وہ آیات اور احادیث عامّہ و خاصّہ کی نصوص کے دائرے سے باہر نہیں ہیں۔ ہم عنقریب موسوعہ (انسائیکلوپیڈیا) کی اس قسم میں وہ نصوص پیش کریں گے جن کا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہیں۔ یہ سب حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے فرزندانؑ کی امامت کو ثابت کرتی ہیں۔ ہم نے ان تمام نصوص اور روایات (جو شیعہ اور سُنّی مصادیق میں موجود ہیں) کو چار مجموعوں میں تقسیم کیا ہے۔

مجموعۂ اوّل: اس مجموعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کی اولاد کی امامت کے بارے میں وہ دلائل ہیں جو قرآن کریم سے ثابت ہیں۔ یہ روایات دلالت کرتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے نبیؐ کی طرف صحیفہ یا وصیت نامہ بھیجے جس میں آپؐ کے بعد آنے والے ائمہ اطہار علیہم السلام کے نام درج ہیں۔ یہ صحیفہ یا وصیت نامہ ہر امامؑ کو اُن کے دورِ امامت میں وصول ہوا۔ اس طرح کچھ وہ احادیث بھی موجود

ہیں کہ جب رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج نصیب ہوئی تو اس دوران آپ کو اس برنامہ سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

مجموعۂ ثانی: اس مجموعہ میں وہ احادیثِ مبارکہ موجود ہیں جن میں امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے فرزندانؑ کی امامت کا تذکرہ ہے۔ اس مجموعہ میں صحیفہ یا وصیت والی احادیث کے علاوہ اُن احادیث کا تذکرہ بھی ہے کہ اِن ائمہ کی اطاعت کرنا ہر ایک پر واجب ہے اور ان کی معصیت کرنا حرام ہے۔ ان معصوم ہستیوں کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور ان کی معصیت اللہ کی معصیت ہے۔

مجموعۂ ثالث: اس مجموعہ میں ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام نے خبر دی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کی اولاد کی امامت منصوص من اللہ ہے۔ ہم نے اس فصل میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا کلام نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ صحیفۂ حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، امام سجادؑ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ، امام موسیٰ کاظمؑ، امام علی رضاؑ اور امام محمد مہدیؑ کے وہ اقوال ذکر کیے ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت کے اِردگرد گھومتے ہیں۔

مجموعۂ رابعہ: یہ مجموعہ ان وصیتوں پر مشتمل ہے، جو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت اُمِ سلمہؓ کے حوالے کیا تھا۔ یہ صحیفہ مختوم تھا۔ آپؑ نے فرمایا تھا کہ میری شہادت کے بعد یہ صحیفہ میرے فرزند کے حوالے کرنا ہے۔ اس طرح کی وصیتیں آپؑ نے اپنی دُختر فاطمہ کبریٰؑ اور اپنی بہن حضرت زینب کبریٰ علیہا السلام کے حوالے بھی کی تھیں۔

یہ روایات نہ فقط امام علیہ السلام کی امامت کی صراحت کرتی ہیں بلکہ اس نص پر مشتمل ہیں کہ جس میں آپؑ کے بعد آنے والے ائمہ اطہار علیہم السلام کا ذکر موجود ہے۔

پہلی فصل

امام حسینؑ اور آپؑ کی اولاد کی امامت پر مشتمل احادیث قدسیہ

﴿ امامت کی وصیت ﴾

علل الشرائع میں ہے، عبدالعلی بن اعین نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے ارشاد فرمایا:

اللہ رب العزت نے حضرت امام علی علیہ السلام کو اپنے رسولؐ کی وصیت سے خاص کیا۔ جو حالات آپؑ کو اپنی زندگی میں درپیش تھے وہ بھی اُس میں مذکور تھے۔ حضرت امام علی علیہ السلام کے بعد وصیت نامہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے لیے خاص تھا۔ آپؑ کی ذمہ داری تھی کہ یہ وصیت نامہ اپنے برادر حضرت امام حسین علیہ السلام کے حوالے کریں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے یہ وصیت نامہ اپنے بھائی کے حوالے کیا۔ یہ اُمرِ ولایت حضرت امام حسین علیہ السلام تک جا پہنچا۔ اس دوران اُمرِ امامت میں کوئی تنازع والی بات پیدا نہ ہوئی۔ امامِ مظلومؑ کے بعد امامت کے مستحق حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ٹھہرے۔

اللہ ربّ العزت کے اس فرمان کے مطابق:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ

"اور اللہ کی کتاب میں خونی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں"۔ (سورۂ انفال: آیت ۷۵ و سورۂ اُحزاب: آیت ۶)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد آپؑ کی اولادِ اَمجاد میں ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا امام ہے، اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ ①

---

① علل الشرائع: ص ۲۰۷؛ الامامت والتبصرہ: ص ۱۷۸؛ بحارالانوار: ج ۲۵، ص ۲۵۷؛ کمال الدین: ص ۴۱۳

﴿صحیفۂ امامت﴾

الکافی میں عبید اللہ عمری سے روایت ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اللہ رب العزت نے اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپؐ کی رحلت پُرملال سے قبل ایک صحیفہ نازل فرمایا تھا جس کی تحریر یہ ہے:

يَا مُحَمَّدُ هٰذِهِ وَصِيَّتُكَ إِلَى النُّجَبَةِ مِن أَهلِكَ. قَالَ: وَمَا النُّجَبَةُ يَا جِبرَئِيلُ؟ فَقَالَ: عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ وَوُلدُهُ. وَكَانَ عَلَى الكِتَابِ خَوَاتِيمُ مِن ذَهَبٍ.

فَدَفَعَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِلَى أَمِيرِ المُؤمِنِينَ علیہ السلام، وَأَمَرَهُ أَن يَفُكَّ خَاتَماً مِنهُ وَيَعمَلَ بِمَا فِيهِ. فَفَكَّ أَمِيرُ المُؤمِنِينَ علیہ السلام خَاتَماً وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ. ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى ابنِهِ الحَسَنِ علیہ السلام فَفَكَّ خَاتَماً وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ. ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام. فَفَكَّ خَاتَماً، فَوَجَدَ فِيهِ أَنِ اخرُج بِقَومٍ إِلَى الشَّهَادَةِ، فَلَا شَهَادَةَ لَهُم إِلَّا مَعَكَ. وَاشرِ نَفسَكَ لِلّٰهِ فَفَعَلَ. ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ علیہ السلام....

"اے محمدؐ! یہ وصیت نامہ آپؐ کے اہلِ بیتؑ کے نُجباء کی طرف ہے، یہ اُن کے حوالے کیجیے۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا: نُجباء کون ہیں؟ جبرائیلؑ نے عرض کیا: وہ علیؑ بن ابی طالبؑ اور اُن کے بیٹے ہیں۔ وہ صحیفہ سونے کی مُہروں کے ساتھ بند تھا۔

رسولِ اسلام نے وہ صحیفہ حضرت امام علی علیہ السلام کے حوالے فرمایا۔ ساتھ ہی یہ حکم بھی جاری کیا کہ آپؑ اس کی مُہر کھولیں اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس پر عمل کریں۔ آپؑ نے وہ وصیت نامہ اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اُنھوں نے اس کی مُہر کھولی اور جو فرامین مذکور تھے آپؑ نے اُن پر عمل کیا، پھر اُنھوں نے وہ وصیت نامہ اپنے برادر امام حسین علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اُنھوں نے مُہر کھولی، اس میں لکھا تھا کہ آپؑ ایک قوم کی

طرف خروج کریں گے، آپؑ نے شہید ہونا ہے، جو آپؑ کی نصرت میں مارا جائے گا وہ شہید ہوگا۔ اپنے نفس کو اللہ رب العزت کے لیے بیچ ڈالنا۔

آپؑ نے وصیت کے مطابق عمل کیا۔ آپ نے وہی وصیت نامہ اپنے فرزند حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے حوالے کیا تھا"۔ ①

الکافی کی وہ روایت جو معاذ بن کثیر سے مروی ہے اور کتاب غیبت طوسیؒ کی روایت کا مضمون بھی یہی ہے جو آپ نے ابھی پڑھا ہے۔

الغیبت نعمانی میں ہے، یونس بن یعقوب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحیفہ مختومہ حضرت امام علی علیہ السلام کی طرف بھیجا جس میں بارہ مُہریں تھیں۔ امام علیہ السلام نے پہلی مُہر کھولی اور اس کے مطابق عمل کیا اور وصیت نامہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اُنھوں نے دوسری مُہر کھولی اور اُس کے مطابق عمل کیا۔ اُنھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حوالے کیا۔ جب امام علیہ السلام نے مُہر کھولی تو اُس میں لکھا تھا: "آپؑ نے اسلام کی خاطر جنگ کرنی ہے اور شہادت حاصل کرنی ہے"۔

پھر یہ سلسلہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں یکے بعد دیگرے چلتا رہا۔

الکافی میں حریز سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، اہلِ بیتِ رسولؐ کی عمریں بہت کم کیوں ہیں، حالانکہ آپ لوگوں کی شدید ضرورت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک صحیفہ ہے کہ جس پر عمل کرنے کے ہم پابند ہیں۔ جب ہم اپنی امامت کی ذمہ داریاں مکمل کر لیتے ہیں تو امامؑ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی اَجل قریب ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی آپؐ کی رحلت کے بارے میں بتا دیا گیا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس صحیفے کو پڑھا جو کچھ اُس میں لکھا تھا۔ آپؑ نے اُس پر عمل کیا۔ جب آپؑ نے قتال کے لیے خروج کیا تو اس وقت کچھ ملائکہ نے اللہ رب العزت کی

---

① الکافی: ج ۱، ص ۲۸۰؛ امالی طوسی: ص ۴۴۱؛ امالی صدوق: ص ۴۸۶؛ علل الشرائع: ص ۱۷۱؛ کمال الدین: ص ۲۳۲؛ امامت والتبصرہ: ص ۱۶۶؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۱۹۲؛ بصائر الدرجات: ص ۱۳۶

بارگاہ میں عرض کیا: انھیں اُن کی نصرت کی اجازت دی جائے۔ جب اُنھیں اجازت ملی اور وہ قتال کی تیاری کے لیے آمادہ ہوئے۔ جب وہ نصرت کے لیے کربلا میں آئے تو اُس وقت امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تھا۔ اُنھوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

"اے پروردگار! ہم نے تیرے ولی کی نصرت کی تجھ سے اجازت مانگی تھی اور تُو نے ہمیں اجازت دی تھی، اب جب ہم اُن کی نصرت کے لیے یہاں آئے ہیں تو تُو نے اُنھیں اپنے پاس بلا لیا ہے۔ اللہ رب العزت نے اُن کی طرف وحی فرمائی: اب تم نے اُن کے بیٹے کے خروج وظہور تک اُن کی قبر مبارک پر رہنا ہے۔ جب وہ ظہور کریں تو اُن کی نصرت کرنا۔ اب تم ان کی قبر پر گریہ میں مصروف رہو۔ تمھیں اُن کی نصرت اور گریہ کے لیے خاص کیا گیا ہے کیونکہ وہ ملائکہ امام علیہ السلام کی نصرت کرنے سے رہ گئے تھے تو وہ اب اس دن سے لے کر اب تک مافات پر گریہ کناں ہیں۔ جب ہمارا بارھواں ظہور کرے گا تو یہ ملائکہ اُن کی نصرت کریں گے"۔ ①

الاختصاص میں ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خبر دی کہ حضرت امام علی علیہ السلام کی تلوار کے دستے کے ساتھ صحیفہ معلق تھا۔ آپؑ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ صحیفہ میرے پاس لے آئیں۔ جب آپؑ لے کر آئے تو امامؑ نے حکم دیا کہ اسے کھولیں۔ جب اُنھوں نے کھولنے کی کوشش کی تو اُسے نہ کھول سکے۔ امیر المومنینؑ نے اُسے خود کھولا اور امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اسے پڑھیں۔ اُنھوں نے الف، با، سین اور لام کے بعد حرف بہ حرف اُسے پڑھا۔ پھر اُسے لپیٹ کر اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے حوالے کیا اور آپؑ نے فرمایا: اُسے پڑھیں۔ اُنھوں نے پڑھ کر اُسے لپیٹ کر اپنے بھائی محمد بن حنفیہؒ کے حوالے کیا، وہ بھی اُسے نہ کھول سکے۔ امام علی علیہ السلام نے اُسے خود کھولا اور اُنھیں فرمایا: اسے پڑھیں۔ ان کے لیے کوئی چیز باہر نہ آئی۔ آپؑ نے اُن سے لیا اور لپیٹ دیا۔ پھر اسے تلوار کے دستے کے ساتھ لٹکا دیا۔

راوی کا کہنا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: اس صحیفے کے اندر کیا تھا؟ آپؑ نے

---

① الکافی: ج۱، ص ۲۸۳؛ کامل الزیارات: ص ۱۷۸؛ بصائر الدرجات: ص ۱۷۸؛ بحارالانوار: ج۴۵، ص ۲۲۵

فرمایا: اس میں حروف تھے۔ ان حروف کے ہر حرف سے ہزار حروف کے ابواب کھلتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس وقت لوگوں کے پاس جس قدر علم ہے صرف دو حرفوں کا نتیجہ ہے جو اُن حروف سے باہر آئے ہیں۔

ائمہ طاہرین علیہم السلام کا انتخاب

کمال الدین میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کو جب مطلع کیا تو اُس میں سے میرا انتخاب کیا۔ مجھے نبی بنا دیا، پھر دوسری دفعہ زمین کو مطلع کیا اور اُس میں علیؑ کا انتخاب کیا، اُنھیں امام بنا دیا۔ اس کے بعد اُس ذات نے مجھے حکم دیا کہ میں علیؑ کو اپنا بھائی، ولی، وصی، خلیفہ اور وزیر بناؤں، پس علیؑ مجھ سے ہیں اور مَیں علیؑ سے ہوں۔ آپؑ میری دُختر کے شوہر اور اَسباط حسنؑ و حسینؑ کے والد ہیں۔ خبردار! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اور اِن سب کو اپنے بندوں کے لیے حجت قرار دیا ہے۔ اُس ذات نے حسینؑ کی صُلب میں ائمہ علیہم السلام کو رکھ دیا ہے۔ وہ سب میرے اَمر کے لیے قیام کریں گے اور میری وصیت کی حفاظت و نگرانی کریں گے"۔ ①

کمال الدین میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جب رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ امَنُوْا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَرَفْنَا اللهَ وَرَسُوْلَهُ. فَمَنْ أُولُوا الْأَمرِ الَّذِينَ قَرَنَ اللهُ طَاعَتَهُم بِطَاعَتِكَ؟

فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: هُمْ خُلَفَائِي يَا جَابِرُ! وَأَئِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ بَعْدِي، أَوَّلُهُمْ عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ، ثُمَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، ثُمَّ عَلِيُّ

---

① الاختصاص: ص ۲۸۳؛ بصائر الدرجات: ص ۳۰۷؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۵۸؛ کمال الدین: ص ۲۵۷؛ کفایۃ الاثر: ص ۱۰؛ کشف الغمہ: ج ۳، ص ۳۰۰؛ اعلام الوریٰ: ج ۲، ص ۱۸۲؛ صراط مستقیم: ج ۲، ص ۱۲۱؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۲۸۲؛ شرح الاخبار: ج ۱، ص ۱۱۸

بنُ الحُسَینِ ثُمَّ....

"اے صاحبانِ ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اُولی الامر کی اطاعت کرو۔ جو تم میں سے ہیں" (سورۂ نساء: آیت ۵۹)

میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم اللہ کی اطاعت اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کو جانتے ہیں، لیکن یہ بتایئے کہ اُولی الامر کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے جن کی اطاعت آپؐ کی اطاعت کے ساتھ مقرون کردی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اے جابرؓ! وہ میرے خلفا ہیں اور میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں۔ اُن کے اوّل امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ، اُن کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں، ان کے بعد علیؑ بن الحسینؑ امام ہیں"......

بصائر الدرجات عن أبي الجارود عن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام:

اِنَّ رَسُولَ اللهِ دَعَا عَلِيًّا فِي الْمَرَضِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ. فَقَالَ: يَا عَلِيُّ! أُدنُ مِنِّي حَتَّى أُسِرَّ اِلَيكَ مَا أَسَرَّ اللهُ اِلَيَّ. وَأَأْتَمِنَكَ عَلى مَا ائتَمَنَنِيَ اللهُ عَلَيهِ. فَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ بِعَلِيٍّ. وَفَعَلَهُ عَلِيٌّ بِالحَسَنِ، وَفَعَلَهُ الحَسَنُ بِالحُسَينِ. وَفَعَلَهُ الحُسَينُ بِأَبِي. وَفَعَلَهُ أَبِي بِي صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيهِم أَجمَعِينَ

"ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت ناساز تھی۔ کچھ دنوں کے بعد اسی مرض کی حالت میں آپؐ نے رحلت فرمائی تھی۔ آپؐ نے امام علی علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا۔ جب امام علیہ السلام بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! میرے قریب آیئے، تاکہ میں آپؑ کو اُس سرِّ الٰہی سے آگاہ کروں، جس کی خبر اللہ نے مجھے دی ہے اور آپؑ کو اُس پر امین بناؤں جس پر اللہ نے مجھے امین بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علی علیہ السلام کو سرِّ الٰہی ودیعت کیا۔ یہی راز امام

علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو عطا کیا۔ امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کے حوالے کیا۔ امام حسین علیہ السلام نے میرے والد کو عطا کیا اور اُنھوں نے وہ راز مجھے عطا فرمایا۔ اُن سب پر اللہ کا درود و سلام ہو"۔ (بصائر الدرجات: ص ۲۷۷، بحار الانوار: ج ۲، ص ۱۷۴)

كمال الدين عن علي بن أبي حمزة عن الصادق جعفر بن محمّد عن أبيه عن آبائه عليهم السلام: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: حَدَّثَنِي جِبْرَئِيلُ عَنْ رَبِّ العِزَّةِ جَلَّ جَلالُهُ، أَنَّهُ قَالَ: مَنْ عَلِمَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحدِي، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبدِي وَرَسُولِي، وَأَنَّ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ خَلِيفَتِي، وَأَنَّ الأَئِمَّةَ مِن وُلدِهِ حُجَجِي، أُدخِلُهُ الجَنَّةَ بِرَحمَتِي....

فَقَامَ جَابِرُ بنُ عَبدِ اللهِ الأَنصَارِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَنِ الأَئِمَّةُ مِن وُلدِ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ؟

قَالَ: الحَسَنُ وَالحُسَينُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهلِ الجَنَّةِ، ثُمَّ.... هٰؤُلَاءِ يَا جَابِرُ! خُلَفَائِي وَأَوصِيَائِي وَأَولَادِي وَعِترَتِي، مَن أَطَاعَهُم فَقَد أَطَاعَنِي، وَمَن عَصَاهُم فَقَد عَصَانِي، وَمَن أَنكَرَهُم أَو أَنكَرَ وَاحِداً مِنهُم فَقَد أَنكَرَنِي، بِهِم يُمسِكُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الأَرضِ إِلَّا بِإِذنِهِ، وَبِهِم يَحفَظُ اللهُ الأَرضَ أَن تَمِيدَ بِأَهلِهَا

"علی بن ابی حمزہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، اُنھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے، اُنھوں نے اپنے آباء سے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل امینؑ اللہ رب العزت کی طرف سے میرے پاس یہ پیغام لائے: "جو آدمی یہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ میرے عبد اور میرے رسولؐ ہیں اور علیؑ بن ابی

طالبؑ میرے خلیفہ ہیں اور اُن کی اولاد میں سے جو امامؑ ہیں وہ سب میری حجتیں ہیں۔ ان سب کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کروں گا"۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کھڑے ہوئے اور آپؐ سے عرض کیا: علیؑ بن ابی طالبؑ کی اولاد میں سے کون ہستیاں امامؑ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: حسن و حسین علیہما السلام جوانانِ جنت کے سیّد و سالار ہیں۔ اُن کے بعد یہ تمام ہستیاں میرے خلیفہ، میرے اوصیاء، میری اولاد اور میری عترت ہیں۔ جس کسی نے ان کی اطاعت و پیروی کی اُس نے میری اطاعت و پیروی کی، جس نے اِن کی مخالفت و نافرمانی کی اُس نے میری مخالفت اور نافرمانی کی۔ جس نے ان کا انکار کیا یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا تو اُس نے میرا انکار کیا۔ اللہ نے اِن کی وجہ سے اپنے آسمان کو اپنے مقام پر رکھا ہے جس کی وجہ سے اہلِ زمین زندہ ہیں۔ انھی کے وجود کے شرف سے اُس نے زمین کے نظام کو محفوظ کر رکھا ہے ورنہ زمین اپنے اُوپر بسنے والوں کو اُن کی معصیت کی بنا پر لے ڈوبتی"۔ (1)

علل الشرائع میں ہے، عبدالرحمٰن بن کثیر ہاشمی نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اَقدس میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں آپؑ یہ فرمائیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کو حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد پر فضیلت کیوں حاصل ہے حالانکہ وہ دونوں مقام و مرتبہ میں برابر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ جبرئیل امینؑ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئے تھے کہ ابھی حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: آپؐ کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوگی جسے آپؐ کی اُمت آپؐ کے بعد

---

(1) کمال الدین: ص ۲۵۸؛ الاحتجاج: ج ۱،ص ۱۶۷؛ کفایۃ الاثر: ص ۱۴۳؛ قصص الانبیاء راوندی: ص ۳۶۸؛ اعلام الوریٰ: ج ۲،ص ۱۸۳؛ کشف الغمہ: ج ۳،ص ۳۰۰؛ صراط مستقیم: ج ۲،ص ۱۳۹؛ بحارالانوار: ج ۳۶،ص ۲۵۱

قتل کر دے گی۔ پیغمبرِ اسلام نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! مجھے ایسے بچے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپؐ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور اُنھیں فرمایا: ابھی ابھی جبرئیلؑ آئے تھے اور اُنھوں نے یہ خبر دی ہے کہ آپؑ کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوگا، اُمت اُسے قتل کر دے گی۔

حضرت علی علیہ السلام نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: اُنھیں ایسے فرزند کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے بھی یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپؑ کا یہ فرزند امام ہوگا اور اُن کی اولاد میں امامت کا سلسلہ چلے گا۔ وہ سب میری رسالت کے وارث اور امین ہوں گے۔

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی طرف یہی پیغامِ خداوندی بھیجا کہ اللہ آپؑ کو ایک فرزند کی خوش خبری دیتا ہے جسے میری اُمت میرے بعد قتل کر دے گی۔ یہ سن کر حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے فرمایا: مجھے ایسے فرزند کی ضرورت نہیں ہے۔ آپؑ نے بھی یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا۔ پھر آپؑ کی طرف یہ پیغام بھیجا اللہ نے امامت اور وراثت ان میں رکھ دی ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے عرض کیا: میں اللہ رب العزت کے اس فیصلے پر راضی ہوں۔

کچھ دنوں بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کا آغاز ہوگیا۔ آپؑ چھے ماہ اپنی مادر کے شکم عصمت و طہارت میں رہے۔ چھے ماہ کے عرصے کے بعد آپؑ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ چھے ماں رحمِ مادر میں رہنے والا بچہ زندہ پیدا نہیں ہوا۔ اگر زندہ پیدا ہو بھی گیا تو پیدا ہوتے ہی فوراً موت کے منہ میں چلا گیا سوائے امام حسین اور حضرت عیسٰی علیہما السلام کے۔ [1]

کفایۃ الأثر عن علقمۃ بن قیس عن أمیر المؤمنین علیہ السلام: قَالَ

---

[1] روایات یہ ہیں کہ چھے ماہ حمل والے جو بچے زندہ رہے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت یحیٰی علیہ السلام ہیں۔ لیکن اس روایت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام ہے حالانکہ ان کا حمل نوساعت کا تھا (مترجم)۔ علل الشرائع: ص ۲۰۶؛ الامامت والتبصرہ: ص ۱۸۱؛ بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۲۴۵؛ کفایۃ الاثر: ص ۲۱۷؛ بحارالانوار ج ۳۶، ص ۳۵۵؛ صراط المستقیم: ج ۲، ص ۱۵۰

النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : لَمَّا عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ نَظَرْتُ إِلَى سَاقِ الْعَرْشِ، فَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ: لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، أَيَّدْتُهُ بِعَلِيٍّ، وَنَصَرْتُهُ بِعَلِيٍّ. وَرَأَيْتُ اِثْنَي عَشَرَ نُورًا. فَقُلْتُ: يَارَبِّ! أَنْوَارُ مَنْ هٰذِهِ؟ فَنُودِيتُ: يَامُحَمَّدُ! هٰذِهِ أَنْوَارُ الْأَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ.

قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! أَفَلَا تُسَمِّيهِمْ لِي؟

قَالَ: نَعَمْ. أَنْتَ الْإِمَامُ وَالْخَلِيفَةُ بَعْدِي تَقْضِي دَيْنِي وَتُنْجِزُ عِدَاتِي. وَبَعْدَكَ ابْنَاكَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ. بَعْدَ الْحُسَيْنِ اِبْنُهُ عَلِيٌّ زَيْنُ الْعَابِدِينَ....

''علقمہ بن قیس نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ رسولؐ اسلام نے ارشاد فرمایا: ''معراج کے دوران مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا تو جب میری نگاہ ساقِ عرش پر پڑی تو مَیں نے وہاں پہ تحریر دیکھی: ''اللہ رب العزت کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ میں نے اُن کی تائید علیؑ کے ذریعے کی ہے اور اُن کی نصرت علیؑ کے ذریعے کی ہے۔ میں وہاں گیا، میں نے وہ نُور دیکھے ہیں اُس وقت میں نے بارگاہِ ربوبیت میں عرض کیا: اے پروردگار! یہ بارہ نُور کون ہیں؟ اُس وقت آواز آئی: اے محمدؐ! یہ آپؐ کی اُمت کے ائمہ اور رہبروں کے اَنوارِ مقدسہ ہیں جو آپؐ کی ذُریت سے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ مجھے اُن ائمہ کے نام بتائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اُن میں سے پہلے امام آپؑ ہیں اور میرے بعد آپؑ ہی میرے خلیفہ ہیں۔ میرے قرض ادا کرنے والے آپؑ ہیں اور میرے وعدوں کے پورا کرنے والے آپؑ ہیں۔ آپؑ کے بعد آپؑ کے دونوں فرزند حسنؑ اور حسین علیہما السلام امام ہیں اور

اُن کے بعد علی زین العابدین علیہ السلام امامؑ ہیں"۔

امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں امامت

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! اللہ نے امامت کا سلسلہ صرف حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذُرّیت میں رکھا اور امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں نہیں رکھا حالانکہ دونوں رسول اللہؐ کی اولاد ہیں؟ دونوں اس اُمت کے سبط ہیں اور جوانانِ جنّت کے سردار ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں نبی اور رسولؐ تھے۔ دونوں آپس میں بھائی تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت حضرت ہارونؑ کی صلب میں رکھی۔ حضرت موسیٰؑ کی صُلب میں نہ رکھی۔ کسی نے اعتراض نہیں کیا کہ ایسا کیوں ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کی اولاد میں نبوت کیوں نہیں رکھی؟ امامت اللہ کی طرف سے خلافت ہے۔ کسی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی صُلب میں امامت رکھی ہے اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں امامت نہیں رکھی۔ کیونکہ اللہ اپنے افعال کا خود حکیم ہے۔

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝ (سورۂ انبیاء: آیت ۲۳)

"وہ جو کام کرتا ہے اس کی پُرسش نہیں ہوگی اور جو کام یہ لوگ کرتے ہیں اس سے پُرسش ہوگی"۔ (۱)

عیون الاخبار الرضاؑ میں یہی روایت ہے۔

جنابِ موسیٰ بن عبداللہ بن حسن سے روایت ہے کہ میرے والد اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے درمیان بحث ومباحثہ ہوا۔ میرے والد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ وہ کون سی بات ہے کہ جس کے سبب حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں امامت کا سلسلہ جاری ہوا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد کے حصّے میں امامت نہیں آئی؟

---

(۱) الخصال: ص ۳۰۵؛ معانی الاخبار: ص ۱۲۶؛ کمال الدین: ص ۳۳۹؛ المناقب ابن شہرآشوب: ج ۴، ص ۳۶؛ بحارالانوار: ج ۲۳، ص ۷۰

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ رب العزت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائی۔ تم نے ایسی بات کیوں کی ہے؟

عبداللہ نے کہا: حضرت امام حسین علیہ السلام پر لازم تھا کہ وہ اپنے بعد امامت کے لیے حضرت امام حسن علیہ السلام کے بڑے بیٹے کے نام وصیت کرتے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جو وحی فرمائی تھی اپنی مشیت کے مطابق فرمائی تھی۔ اس کی تخلیق میں بات کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ رسولِ اسلام نے جو چاہا وہی حکم امام علی علیہ السلام کو کیا۔ امامؑ نے بھی وہی کیا جو انھیں حکم دیا گیا تھا۔ ہمیں اُن کے بارے میں بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر حضرت امام حسین علیہ السلام کو یہی حکم ہوتا کہ وہ امامت کی وصیت حضرت امام حسن علیہ السلام کے بڑے بیٹے کے لیے کریں تو آپؑ ایسا ہی کرتے۔ یا امامت کو اپنی اور اُن کی اولاد دونوں میں منتقل کرنے کا حکم ہوتا تو آپؑ اس طرح کرتے۔ آپؑ نے اُس برنامہ پر عمل کیا جس کے آپؑ پابند تھے۔ وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کر کے چلے گئے ہیں۔ وہ آپؑ کے دادا اور چچا ہیں۔ اگر آپؑ اُن کے بارے میں اچھی بات کریں گے تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے۔ اگر اُن کی عظمت کے خلاف بات کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمھاری مغفرت کرے۔ (الکافی: ج ۱، ص ۳۵۹، بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۲۸۱)

علل الشرائع عن الربیع بن عبداللہ: وَقَعَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِاللهِ بنِ الحَسَنِ كَلامٌ فِي الإمَامَةِ. فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بنُ الحَسَنِ: إنَّ الإمَامَةَ فِي وُلْدِ الحَسَنِ وَالحُسَينِ عليهما السلام. فَقُلْتُ: بَلْ هِيَ فِي وُلْدِ الحُسَينِ عليه السلام إلى يَوْمِ القِيَامَةِ دُوْنَ وُلْدِ الحَسَنِ عليه السلام. فَقَالَ لِي: وَكَيْفَ صَارَتْ فِي وُلْدِ الحُسَينِ عليه السلام دُونَ الحَسَنِ عليه السلام وَهُمَا سَيِّدَا شَبَابِ أهْلِ الجَنَّةِ، وَهُمَا فِي الفَضْلِ سَوَاءٌ إلَّا أنَّ لِلحَسَنِ عليه السلام عَلَى الحُسَينِ عليه السلام فَضْلاً بِالكِبَرِ، وَكَانَ الوَاجِبُ أنْ تَكُونَ الإمَامَةُ إذَنْ فِي الأفْضَلِ؟

فَقُلْتُ لَهُ: إنَّ مُوسَى وَهَارُونَ عليهما السلام كَانَا نَبِيَّيْنِ مُرْسَلَيْنِ.

وَكَانَ مُوسٰى عليه السلام أفضَلُ مِن هَارُونَ عليه السلام. فَجَعَلَ اللهُ النُّبُوَّةَ وَالخِلافَةَ فِي وُلدِ هَارُونَ عليه السلام دُونَ وُلدِ مُوسٰى عليه السلام. وَكَذٰلِكَ جَعَلَ اللهُ الإِمَامَةَ فِي وُلدِ الحُسَينِ عليه السلام دُونَ وُلدِ الحَسَنِ عليه السلام. لِيُجرِيَ فِي هٰذِهِ الأُمَّةِ سُنَنَ مَن قَبلَهَا مِنَ الأُمَمِ حَذوَ النَّعلِ بِالنَّعلِ. فَمَا أَجَبتَ فِي أَمرِ مُوسٰى وَهَارُونَ عليهما السلام بِشَيءٍ فَهُوَ جَوَابِي فِي أَمرِ الحَسَنِ وَالحُسَينِ عليهما السلام. فَانقَطَعَ.

وَدَخَلتُ عَلَى الصَّادِقِ عليه السلام فَلَمَّا بَصُرَ بِي قَالَ لِي: أَحسَنتَ يَارَبِيعُ فِيمَا كَلَّمتَ بِهِ عَبدَ اللهِ بنَ الحَسَنِ، ثَبَّتَكَ اللهُ

"ربیع بن عبداللہ سے روایت ہے، ایک دفعہ میرے اور عبداللہ بن حسن کے درمیان امامت کے موضوع پر بحث ہوئی۔ عبداللہ بن حسن نے مجھ سے کہا: امامت کا سلسلہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام دونوں کی اولاد میں جاری ہے۔ میں نے اُن سے کہا: نہیں، امامت کا سلسلہ صرف امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں جاری ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں امامت کا سلسلہ چلے اور اُن کے برادر بزرگوار امام حسن علیہ السلام کی اولاد کے حصے میں امامت نہ ہو، حالانکہ دونوں جوانانِ جنّت کے سردار ہیں؟ دونوں فضائل میں مساوی ہیں۔ اگر فرق ہے تو عمر کا ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام سے عمر میں بڑے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ امامت افضل کی اولاد میں ہوتی۔

میں نے اُن سے کہا: آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں نبی اور رسول تھے۔ حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ سے افضل تھے۔ لیکن اللہ سبحانہ نے نبوت و خلافت حضرت ہارونؑ کی اولاد میں رکھ دی تھی۔ اسی طرح اللہ نے امامت کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں رکھ دیا تاکہ وہ سنت جو گذشتہ اُمتوں میں جاری ہوئی تھی وہ حرف بہ حرف

آگے چلے۔ جو آپ کا جواب حضرت موسیٰ کے بارے میں ہے وہی میرا جواب حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کی امامت کے بارے میں ہے۔

یہ سن کر وہ لاجواب ہو گئے اور میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ آپؑ ہماری بحث کو سن رہے تھے۔ آپؑ نے مجھے فرمایا: اے ربیع! تم نے بہت دلائل پیش کیے ہیں، اللہ تمھیں ہمیشہ اسی طرح ثابت قدمی عطا فرمائے"۔ (علل الشرائع: ص ۲۰۹، بحار الانوار: ج ۲۵،ص ۲۸۵، مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴،ص ۴۷)

عبدالرحیم بن روح القصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ (نبی) مومنین کی جانوں پر خود اُن سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے اور نبی کی ازواج اُن کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ کی رُو سے رشتے دار آپس میں مومنین اور مہاجرین سے زیادہ حق دار ہیں۔ سورۂ احزاب:۶) کس کی شان میں نازل ہوئی؟

آپؑ نے فرمایا: اُمت کی امارت و امامت کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس اُمت کے امام کون ہیں؟ یہ آیت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد اُن کی اولاد کی امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ہم رسولؐ اللہ کی وجہ سے تمام مومنین مہاجر و انصار پر امامت و امارت کے لحاظ سے اولویت رکھتے ہیں۔

میں نے اُن کی خدمت میں عرض کیا: جنابِ جعفر کی اولاد اس میں حق رکھتی ہے؟

اُنھوں نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا حضرت عباس کی اولاد اس میں حصہ رکھتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت عبدالمطلبؑ کی تمام اولاد کے آپؑ کے سامنے نام لیے لیکن آپؑ نے سب کا انکار کیا۔ میں اس دوران حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں پوچھنا بھول گیا تھا۔ دوسری مرتبہ جب میں اُن کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اُن کے بارے میں

پوچھ لیا تو آپؑ نے اُن کی اولاد کی امامت کے بارے میں بھی نفی میں جواب دیا۔ آخر میں آپؑ نے فرمایا: اے عبدالرحیم! اُمت محمدیہ میں اُمر امامت کے صرف ہم ہی حق دار ہیں۔ ہمارے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ (الکافی: ج۱،ص ۲۸۸، بحارالانوار: ج۲۵،ص ۲۵۶، امامت والتبصرہ: ص ۱۷۸)

ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا حضرت امام حسن علیہ السلام افضل ہیں یا حضرت امام حسین علیہ السلام ؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسن علیہ السلام افضل ہیں۔

میں نے عرض کیا: جب امام حسن علیہ السلام اُن سے افضل ہیں تو پھر امامت کا سلسلہ اُن کی اولاد میں کیوں جاری نہ ہوا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں جاری ہو گیا؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ سبحانہ نے اپنی اس سنت کو جو اُس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے درمیان جاری فرمائی تھی اس ذات نے اِن کے درمیان اُسی سنت کو جاری کیا۔ وہ دونوں اس طرح نبوت میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔ جس طرح امام حسن اور امام حسین علیہما السلام امامت میں شریک ہیں۔ اللہ نے اپنی نبوت کو حضرت ہارونؑ کی صُلب میں رکھا اور حضرت موسیٰؑ کی صُلب میں نہ رکھا حالانکہ حضرت موسیٰؑ حضرت ہارونؑ سے افضل تھے۔ (کمال الدین: ص ۴۱۶، بحارالانوار: ج۲۵،ص ۲۴۹)

دوسری فصل

ائمہ طاہرین علیہم السلام امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں

عیون أخبار الرضا علیہ السلام بإسناده عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :
اَلأَئِمَّةُ مِن وُلدِ الحُسَينِ ، مَن أَطاعَهُم فَقَد أَطاعَ اللهَ ، وَمَن عَصاهُم فَقَد عَصَى اللهَ ، هُمُ العُروَةُ الوُثقىٰ، وَهُمُ الوَسِيلَةُ إِلَى اللهِ

"عیون اخبار الرضاؑ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد کے ائمہ کے بارے میں فرمایا: جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اُن کی مخالفت کی اس نے اللہ رب العزت کی مخالفت کی۔ وہ سب عروۃ الوثقیٰ ہیں اور اللہ کی طرف وسیلہ ہیں"۔

كمال الدين عن أبي الطفيل عن أبي جعفر (الباقر) علیہ السلام :قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِأَميرِ المُؤمِنينَ علیہ السلام : أُكتُب مَا أُملِي عَلَيكَ، قَالَ: يا نَبِيَّ اللهِ! أَتَخافُ عَلَيَّ النِّسيانَ؟

فَقالَ: لَستُ أَخافُ عَلَيكَ النِّسيانَ، وَقَد دَعَوتُ اللهَ لَكَ أَن يُحَفِّظَكَ وَلَا يُنسِيَكَ، وَلكِنِ اكتُب لِشُرَكائِكَ. قَالَ: قُلتُ: وَمَن شُرَكائِي يا نَبِيَّ اللهِ!

قَالَ : الأَئِمَّةُ مِن وُلدِكَ ، بِهِم تُسقىٰ أُمَّتِيَ الغَيثَ ، وَبِهِم يُستَجابُ دُعاؤُهُم ، وَبِهِم يَصرِفُ اللهُ عَنهُمُ البَلاءَ ، وَبِهِم تَنزِلُ الرَّحمَةُ مِنَ السَّماءِ ، وَهٰذا أَوَّلُهُم . وَأَومأَ بِيَدِهِ إِلَى

الْحَسَنِ علیہ السلام. ثُمَّ أَومَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام. ثُمَّ قَالَ علیہ السلام: اَلْأَئِمَّةُ مِن وُلْدِهِ

"کمال الدین میں ابو طفیل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ رسولِ امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: میں جو کچھ آپؑ کے سامنے بیان کروں آپؑ اُسے لکھ لیا کریں۔

امام علی علیہ السلام نے اُن کی خدمت میں عرض کیا: یا نبی اللہ! کیا مجھے نسیان کا خوف ہے کہ آپؐ کے بیان کا کچھ حصّہ بھول نہ جاؤں؟

رسولِ اسلام نے فرمایا: مجھے اطمینان ہے کہ نسیان آپؑ کے قریب نہیں آئے گا۔ میں نے آپؑ کے بارے میں اللہ سے دُعا مانگی ہے کہ آپ کا حافظہ مضبوط رہے گا اور آپؑ کے قریب نسیان نہیں آئے گا۔ مگر آپؑ اپنے شرکائے امامت کے نام لکھ لیجیے۔

امام علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے شرکاء کون ہیں؟

رسولِ اسلام نے فرمایا: وہ ائمہ جو آپؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ اُنھی کے ذریعے میری اُمت کو بارشوں سے سیراب کیا جاتا ہے اور اُنھی کے وجود کی برکت سے اُمت کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اُنھی کی بہ دولت اُن سے اُن کے مصائب و آلام دُور ہوتے ہیں۔ اُنھی کی وجہ سے آسمان سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ اُن میں پہلے یہ ہیں (آپؐ نے امام حسن علیہ السلام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا)۔ پھر امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کے بعد فرمایا: باقی امامؑ اُن کی اولاد میں سے اس مرتبہ پر ہیں"۔[1]

الكافي عن سليم بن قيس: سَمِعتُ عَبدَ اللهِ بنَ جَعفَرٍ الطَّيّارِ يَقُولُ: كُنّا عِندَ مُعاوِيَةَ أَنَا وَالحَسَنُ وَالحُسَينُ وَعَبدُ اللهِ بنُ

---

[1] کمال الدین: ص ۲۰۶؛ علل الشرائع: ص ۲۰۸؛ امالی طوسی: ص ۴۳۱؛ امالی صدوق: ص ۳۸۵؛ الامامۃ والتبصرۃ: ص ۱۸۳؛ بصائر الدرجات: ص ۱۶۸؛ بشارت المصطفیٰ: ص ۷۹؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۲۳۲

عَبَّاسٍ وَعُمَرُ بْنُ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَجَرَى بَيْنِي وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ كَلَامٌ، فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ يَقُولُ: أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ أَخِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَإِذَا اسْتُشْهِدَ عَلِيٌّ فَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ ابْنِي الْحُسَيْنُ مِنْ بَعْدِهِ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَإِذَا اسْتُشْهِدَ فَابْنُهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَسَتُدْرِكُهُ يَا عَلِيُّ، ثُمَّ ابْنُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَسَتُدْرِكُهُ يَا حُسَيْنُ! ثُمَّ يُكَمِّلُهُ اثْنَيْ عَشَرَ إِمَامًا، تِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ.

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ: وَاسْتَشْهَدْتُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعُمَرَ بْنَ أُمِّ سَلَمَةَ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَشَهِدُوا لِي عِنْدَ مُعَاوِيَةَ.

قَالَ سُلَيْمٌ: وَقَدْ سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْ سَلْمَانَ وَأَبِي ذَرٍّ وَالْمِقْدَادِ، وَذَكَرُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ

"الکافی میں سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے سنا کہ ایک دفعہ میں، حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عمر بن اُم سلمہؓ اور اُسامہ بن زید، ہم سب امیر شام کے پاس تھے۔ اس محفل میں میرے اور امیر شام کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو میں مَیں نے اُس سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: میں مومنین کی جانوں پر اُن سے زیادہ حق رکھتا ہوں۔ میرے بعد میرے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ اہلِ ایمان کے نفوس پر اُن سے زیادہ اولویت رکھتے ہیں۔ جب امام علی علیہ السلام شہید

ہوجائیں تو اُن کے بعد حسن بن علیؑ اہلِ ایمان کی جانوں پر اولویت رکھتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: میرے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام تمام اہلِ ایمان کے نفوس پر اُن سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ جب وہ شہید ہوجائیں تو اس مقام و مرتبہ پر اُن کے فرزند حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فائز ہوں گے۔ اُن کی شہادت کے بعد اُن کے قائم مقام اُن کے فرزند محمدؑ بن علیؑ ہیں، جو اہلِ ایمان کی جانوں کے خود اُن سے زیادہ حقِ ملکیت رکھتے ہیں، ان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اسمائے گرامی بیان فرمائے اور فرمایا: ان میں سے نَو امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کی شہادت امام حسنؑ، امام حسینؑ، عبداللہ بن عباسؓ، عمر بن اُمِ سلمہؓ اور اسامہ بن زیدؓ سے لی۔ ان تمام بزرگواروں نے معاویہ بن ابوسفیان کی موجودگی میں اپنی اپنی شہادتیں پیش کیں کہ واقعی پیغمبرِ اسلام نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی۔

جنابِ سُلیم کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور مقدادؓ سے سنی۔ ان تمام صاحبان نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی تھی۔ [1]

امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سلسلہ اوصیاء

كمال الدين بسندٍ معتبر عن أبي بصير عن أبي عبدالله عن آبائه صلوات الله عليهم عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : إنَّ اللهَ اختارَ مِنَ الأيّامِ الجُمُعَةَ . وَمِنَ الشُّهورِ شَهرَ رَمَضانَ . وَمِنَ

[1] الکافی: ج ۱، ص ۵۲۹؛ الخصال: ص ۴۷۷؛ کمال الدین: ص ۲۷۰؛ الغیبۃ الطوسی: ص ۱۳۷؛ الغیبۃ النعمانی: ص ۹۵؛ عیون اخبار الرضا: ج ۱، ص ۴۷؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۲۳۱

اللَّيَالِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ ، وَاخْتَارَنِي عَلَى جَمِيعِ الأَنْبِيَاءِ ، وَاخْتَارَ مِنِّي عَلِيًّا ، وَفَضَّلَهُ عَلَى جَمِيعِ الأَوْصِيَاءِ ، وَاخْتَارَ مِنْ عَلِيٍّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ ، وَاخْتَارَ مِنَ الْحُسَيْنِ الأَوْصِيَاءَ مِنْ وُلْدِهِ ، يَنْفُونَ عَنِ التَّنْزِيلِ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ ، وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ ، وَتَأْوِيلَ الْمُضِلِّينَ ، تَاسِعُهُمْ قَائِمُهُمْ وَهُوَ ظَاهِرُهُمْ ، وَهُوَ بَاطِنُهُمْ

"کمال الدین میں ہے، ابوبصیرؒ نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے اپنے آباء علیہم السلام سے سنا، اُنھوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے ایام میں سے جمعہ کے دن کو، مہینوں میں سے ماہِ رمضان المبارک کو اور راتوں میں شبِ قدر کو اپنے لیے خاص کیا ہے۔ تمام انبیاءؑ میں سے مجھے منتخب فرمایا اور مجھ سے امام علیؑ کو اختیار کیا اور انھیں تمام اوصیاءؑ پر فضیلت بخشی۔ پھر امام علیؑ سے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو چُن لیا۔ اِن کے بعد امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے اوصیاءؑ کا انتخاب فرمایا۔ وہ سب تنزیل کے محافظ ہیں۔ وہ اِس میدان میں غالیوں کی تحریف کی نفی کرنے والے، اہلِ باطل کی سازشوں کو بے نقاب کرنے والے اور گمراہ کرنے والوں کی تاویلات کو باطل کرنے والے ہیں۔ اُن کا نواں قائمؑ ہے۔ وہ اُن کا ظاہر اور باطن ہے"۔ (1)

كمال الدين عن سلمان الفارسي : كُنتُ جَالِساً بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي مَرَضَتِهِ الَّتِي قُبِضَ فِيهَا ، فَدَخَلَت فَاطِمَةُ ، فَلَمَّا رَأَت مَا بِأَبِيهَا مِنَ الضَّعفِ بَكَت حَتَّى جَرَت دُمُوعُهَا عَلَى خَدَّيهَا ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : مَا يُبكِيكِ يَا فَاطِمَةُ ؟ قَالَت : يَا رَسُولَ اللهِ ! أَخشَى عَلَى نَفسِي وَوُلدِي الضَّيعَةَ بَعدَكَ

(1) کمال الدین: ص ۲۸۱؛ الغیبۃ نعمانی: ص ۶۷؛ غیبتِ طوسی: ص ۱۴۲؛ دلائل امامت: ص ۴۵۴؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۲۵۶؛ امالی طوسی: ص ۶۰۸؛ الصراط مستقیم: ج ۲، ص ۱۲۰

فَاغرَو رَقَت عَينَا رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالبُكَاءِ . ثُمَّ قَالَ: يَافَاطِمَةُ ! أَمَا عَلِمتِ اَنَّا اَهلُ بَيتٍ اختَارَ اللهُ لَنَا الآخِرَةَ عَلَى الدُّنيَا. وَاَنَّهُ حَتَمَ الفَنَاءَ عَلَى جَمِيعِ خَلقِهِ؛ ! وَاَنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى اطَّلَعَ إِلَى الأَرضِ اطِّلاعَةً. فَاختَارَنِى مِن خَلقِهِ، فَجَعَلَنِى نَبِيًّا ثُمَّ اطَّلَعَ إِلَى الأَرضِ اطِّلاعَةً ثَانِيَةً . فَاختَارَ مِنهَا زَوجَكِ، وَأَوحَى إِلَىَّ اَن أُزَوِّجَكِ إِيَّاهُ، وأَتَّخِذَهُ وَلِيّاً وَوَزِيراً . وَاَن أَجعَلَهُ خَلِيفَتِى فِي أُمَّتِي، فَأَبُوكِ خَيرُ اَنبِيَاءِ اللهِ وَ رُسُلِهِ، وَبَعلُكِ خَيرُ الأَوصِيَاءِ، وَاَنتِ أَوَّلُ مَن يَلحَقُ بِى مِن أَهلى

ثُمَّ اطَّلَعَ إِلَى الأَرضِ اطِّلاعَةً ثَالِثَةً . فَاختَارَكِ وَوَلَدَيكِ، فَأَنتِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ، وَابنَاكِ حَسَنٌ وحُسَينٌ سَيِّدَا شَبَابِ اَهلِ الجَنَّةِ، وأَبنَاءُ بَعلِكِ أوصِيَائى إلى يَومِ القِيَامَةِ، كُلُّهُم هَادُونَ مَهدِيّونِ

وأَوَّلُ الأَوصِيَاءِ بَعدِى أَخِى عَلِيٌّ، ثُمَّ حَسَنٌ، ثُمَّ حُسَينٌ، ثُمَّ تِسعَةٌ مِن وُلدِ الحُسَينِ فِى دَرَجَتِى، وَلَيسَ فِي الجَنَّةِ دَرَجَةٌ أَقرَبَ إِلَى اللهِ مِن دَرَجَتِى وَدَرَجَةِ أَبِى إِبرَاهِيمَ

أَمَا تَعلَمِينَ يَا بُنَيَّةُ اَنَّ مِن كَرَامَةِ اللهِ إِيَّاكِ اَن زَوَّجَكِ خَيرَ أُمَّتِي، وَخَيرَ اَهلِ بَيتِي، أَقدَمَهُم سِلمًا، وَأَعظَمَهُم حِلمًا، وَأَكثَرَهُم عِلماً؛!

فَاستَبشَرَت فَاطِمَةُ علیہا السلام وَفَرِحَت بِمَا قَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم . ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّةُ، اِنَّ لِبَعلِكِ مَنَاقِبَ: إِيمَانَهُ بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ قَبلَ كُلِّ أَحَدٍ، فَلَم يَسبِقهُ إِلَى ذٰلِكَ اَحَدٌ مِن أُمَّتِي، وَعِلمَهُ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّتِى، وَلَيسَ اَحَدٌ مِن أُمَّتِي يَعلَمُ جَمِيعَ عِلمِى غَيرُ عَلِيٍّ علیہ السلام ، وَاِنَّ اللهَ جَلَّ وَعَزَّ عَلَّمَنِى عِلماً لَا يَعلَمُهُ

غَيرِي، وَعَلَّمَ مَلَائِكَتَهُ وَرُسُلَهُ عِلماً. فَكُلَّمَا عَلَّمَهُ مَلَائِكَتَهُ وَرُسُلَهُ فَأَنَا أَعلَمُهُ، وَأَمَرَنِي اللهُ أَن أُعَلِّمَهُ إِيَّاهُ، فَفَعَلتُ. فَلَيسَ أَحَدٌ مِن أُمَّتِي يَعلَمُ جَمِيعَ عِلمِي وَفَهمِي وَحِكمَتِي غَيرُهُ. وَإِنَّكِ يَا بُنَيَّةُ زَوجَتُهُ، وَابنَاهُ سِبطَايَ حَسَنٌ وَحُسَينٌ، وَهُمَا سِبطَا أُمَّتِي. وَأَمرُهُ بِالمَعرُوفِ، وَنَهيُهُ عَنِ المُنكَرِ؛ فَإِنَّ اللهَ جَلَّ وَعَزَّ آتَاهُ الحِكمَةَ وَفَصلَ الخِطَابِ.

يَا بُنَيَّةُ! إِنَّا أَهلُ بَيتٍ أَعطَانَا اللهُ سِتَّ خِصَالٍ لَم يُعطِهَا أَحَداً مِنَ الأَوَّلِينَ كَانَ قَبلَكُم، وَلَم يُعطِهَا أَحَداً مِنَ الآخِرِينَ غَيرَنَا. نَبِيُّنَا سَيِّدُ الأَنبِيَاءِ وَالمُرسَلِينَ، وَهُوَ أَبُوكِ. وَوَصِيُّنَا سَيِّدُ الأَوصِيَاءِ، وَهُوَ بَعلُكِ. وَشَهِيدُنَا سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ، وَهُوَ حَمزَةُ بنُ عَبدِ المُطَّلِبِ عَمُّ أَبِيكِ

قَالَت: يَا رَسُولَ اللهِ، هُوَ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ الَّذِينَ قُتِلُوا مَعَهُ؟

قَالَ: لَا، بَل سَيِّدُ شُهَدَاءِ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ مَا خَلَا الأَنبِيَاءَ وَالأَوصِيَاءَ. وَجَعفَرُ بنُ أَبِي طَالِبٍ ذُو الجَنَاحَينِ الطَّيَّارُ فِي الجَنَّةِ مَعَ المَلَائِكَةِ.

وَابنَاكِ حَسَنٌ وَحُسَينٌ سِبطَا أُمَّتِي، وَسَيِّدَا شَبَابِ أَهلِ الجَنَّةِ.

وَمِنَّا. وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ. مَهدِيُّ هٰذِهِ الأُمَّةِ الَّذِي يَملَأُ الأَرضَ قِسطاً وَعَدلاً كَمَا مُلِئَت جَوراً وَظُلماً

قَالَت: وَأَيُّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ سَمَّيتَهُم أَفضَلُ؟

قَالَ: عَلِيٌّ بَعدِي أَفضَلُ أُمَّتِي، وَحَمزَةُ وَجَعفَرٌ أَفضَلُ أَهلِ بَيتِي بَعدَ عَلِيٍّ وَبَعدَكِ وَبَعدَ ابنَيَّ وَسِبطَيَّ حَسَنٍ وَحُسَينٍ، وَبَعدَ الأَوصِيَاءِ مِن وُلدِ ابنِي هٰذَا. وَأَشَارَ إِلَى الحُسَينِ. مِنهُم

الْمَهْدِيُّ، إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللهُ لَنَا الْآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا ثُمَّ نَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهَا وَ إِلَى بَعْلِهَا وَ إِلَى ابْنَيْهَا. فَقَالَ: يَا سَلْمَانُ! أُشْهِدُ اللهَ أَنِّي سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ. وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ. أَمَا إِنَّهُمْ مَعِي فِي الْجَنَّةِ

''کمال الدین میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن دنوں رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارک ناساز تھی انھی ایام میں آپؐ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے تھے۔ میں آپؐ کی بارگاہِ رسالت میں موجود تھا کہ آپؐ کی شہزادی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام آپؐ کے ہاں تشریف لائیں۔ جب اُنھوں نے آپؐ کی کمزوری اور طبیعت کی ناسازی کو محسوس کیا تو وہ آپؐ کی یہ حالت برداشت نہ کر سکیں۔ اُنھوں نے بے اختیار رونا شروع کیا۔ اُن کے آنسو اُن کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ رحمت عالمؐ نے اُن سے فرمایا: اے فاطمہ زہراؑ! آپؑ کیوں رو رہی ہیں؟ اُنھوں نے عرض کیا: آپؐ کی رحلت کے بعد کے حالات میرے سامنے ہیں کہ میرے ساتھ اور میری اولاد کے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ یہی چیز مجھے رونے پر مجبور کر رہی ہے۔

جب سید الانبیاؐ نے اپنی بیٹی کو روتے ہوئے دیکھا تو آپؐ بھی رو پڑے۔ آپؐ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپؐ نے روتے ہوئے فرمایا: اے میری شہزادیؑ! کیا آپؑ کو معلوم نہیں ہے کہ ہم اہلِ بیتؑ ہیں۔ اللہ نے ہمیں اس دنیا کے مقابلے میں آخرت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ اللہ سبحانہ نے اپنی تمام مخلوقات کے مقدر میں فنا لکھ دی ہے۔ کسی نے اس دنیا میں باقی نہیں رہنا۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھا دیا تو اُس پر اپنی نگاہِ رحمت ڈالی۔ اپنی تمام مخلوق میں مجھے اپنے لیے منتخب کیا اور مجھے نبوت عطا فرمائی۔ پھر دوسری دفعہ زمین پر نگاہ ڈالی اپنی مخلوق میں سے آپؑ کے

شوہر کو چن لیا۔ مجھے اس نے وحی کی کہ میں آپ کا ازدواج اُن سے کروں اور اُنھیں اپنا ولی اور وزیر بناؤں اور اُنھیں اپنی اُمت کا خلیفہ منتخب کروں۔ آپؑ کے بابا اللہ کے تمام انبیاءؑ کے سیّد و سردار ہیں اور آپؑ کے شوہر نامدار تمام اوصیاء کے سیّد و سالار ہیں اور آپؑ میرے اہلِ بیتؑ میں مجھ سے لاحق ہونے والی پہلی ہستی ہیں۔ تیسری دفعہ اللہ نے زمین کی طرف دیکھا اور تمام مخلوق میں سے آپؑ کو اور آپؑ کے شہزادوں کو منتخب کیا۔ آپؑ جنت کی خواتین کی سیّدہ و سالار ہیں۔ آپؑ کے دونوں شہزادے حسن و حسین علیہما السلام جنت کے جوانوں کے سیّد و سالار ہیں، آپؑ کے شوہر کے بیٹے قیامت تک میرے اوصیاء ہیں، وہ سب ہادی اور مہدی ہیں۔ میرے اوصیاء میں سے میرے بعد پہلے وصی و جانشین میرے بھائی علیؑ ہیں، اُن کے بعد حسنؑ، پھر حسینؑ ہیں۔ باقی آپؑ کے نو شہزادے حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ سب میرے قائم مقام ہیں۔ جنت میں اور بارگاہِ خداوندی میں جو مقام مجھے اور حضرت ابراہیمؑ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

اے میری شہزادی! کیا آپؑ کو معلوم ہے کہ آپؑ پر اللہ کا انعام و اکرام ہے کہ آپؑ کے شوہر میری اُمت میں سب سے بہتر و برتر ہیں اور میرے اہلِ بیتؑ میں میرے بعد اُن کا مقام ہے۔ امن و سلامتی کے لحاظ سے وہ سب پر مقدم ہیں۔ حلم و بُردباری کے لحاظ سے اَرفع و اعلیٰ ہیں۔ علم کے لحاظ سے وہ پوری کائنات پر بھاری ہیں۔

جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکوتی گفتگو خاتونِ جنت سیّدہ زہرا علیہا السلام نے سنی تو آپؑ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس کے بعد پیغمبرؐ اسلام نے فرمایا:

اے میری شہزادی! آپؑ کے شوہر کے بے پناہ فضائل و مناقب ہیں۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ پر اپنے ایمان کے اظہار میں وہ اوّلین حیثیت رکھتے ہیں۔ میری اُمت میں اُن سے قبل کسی نے اپنے ایمان کا اظہار نہیں کیا ہے۔

وہ اللہ کی کتاب اور میری سنّت کے عالم ہیں۔ میری اُمت میں تمام علوم پر کماحقہٗ عبور کسی کو حاصل نہیں سوائے علیؑ بن ابی طالبؑ کے۔ خداوند قدوس نے مجھے جو علم عطا فرمایا وہ میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس نے ملائکہ اور اپنے رسولوںؑ کو جو علم عطا فرمایا اُن کا تمام علم میرے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ مَیں وہ تمام علم اُنھیں تعلیم کروں۔ میں نے یہ تمام علم اُنھیں عطا کر دیا ہے۔ میری اُمت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جسے میرے علم، میرے فہم اور میری حکمت پر عبور ہو سوائے امام علیؑ کے۔

اے میری شہزادی! آپؑ اُن کی زوجہ ہیں۔ آپؑ کے فرزند حسنؑ و حسینؑ میری اُمت کے اَسباط ہیں۔ اس نے معروف کا حکم دیا ہے اور منکر سے روکا ہے۔ اللہ رب العزت نے اُنھیں دانش و حکمت اور فصل خطاب عطا فرمایا ہے۔

اے میری شہزادی! اللہ رب العزت نے ہم اہلِ بیتؑ کو چھ ایسے خصائل عطا فرمائے ہیں جو کسی اور کو عطا نہیں کیے جو آپ سے پہلے تھے اور ہمارے علاوہ آخرین میں سے بھی کسی کو عطا نہیں کیے۔

سیّدالانبیا والمرسلینؐ آپؑ کے بابا ہیں، ہمارے وصی سیّدالاوصیاء ہیں۔ وہ آپؑ کے شوہر ہیں۔ ہمارے شہید سیّدالشہدا ؑ ہیں۔ وہ آپؑ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ ہیں۔

خاتونِ جنّت نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا وہ ان شہدا کے سیّد و سالار ہیں جو اُن کے ہمراہ شہید ہوئے تھے؟ آپؐ نے فرمایا: انبیاءؑ اور اوصیاءؑ اور جعفر بن ابی طالبؓ جو جنّت میں ملائکہ کے ساتھ اُڑتے ہیں اُن کے علاوہ باقی تمام اوّلین و آخرین کے سردار ہیں۔ آپؑ کے شہزادے میری اُمت کے سبط ہیں اور جوانانِ جنّت کے سیّد و سالار ہیں۔

اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میری اُمت

کے مہدی ہم سے ہیں جنھوں نے زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دینا ہے جس طرح وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔

شہزادی نے عرض کیا: بابا! آپؐ نے جن ہستیوں کے نام لیے ہیں ان سب میں افضل ہستی کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: میرے بعد میری اُمت میں سب سے افضل امام علیؑ ہیں۔ میرے اہلِ بیتؑ میں سے حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفرؓ، امام علیؑ اور آپؑ کے شہزادے حسن و حسین علیہما السلام اور میرے اس فرزند کی اولاد میں سے جو اوصیاءؑ ہیں ان سب کے بعد افضل ہیں (آپؐ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا)۔

امام مہدی علیہ السلام بھی اِن کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا کے مقابلے میں آخرت کے لیے چُنا ہے۔ اس کے بعد رسولِ عالمینؐ نے اپنی شہزادیِ عصمت اور اُن کے شوہرِ نامدار اور اُن کے فرزندانِ ارجمندان کی طرف دیکھا اور سلیمانؓ سے فرمایا: "میں اللہ کو گواہ کر رہا ہوں۔ میری ان سے دوستی ہے جو اِن سے دوستی رکھے اور میری اُن سے جنگ ہے جو اِن سے جنگ کرے۔ جنّت میں یہ سب میرے ساتھ ہوں گے"۔ [1]

آپؑ کی پشت میں امامت رکھ دی گئی ہے

کمال الدین میں ہے، علی بن رہاب نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے شکمِ اطہر میں تھے تو رسولِ امینؐ نے اُن سے فرمایا: اللہ رب العزت نے آپ کو وہ فرزند عطا فرمایا ہے کہ جس کا نام حسینؑ ہے، جسے میری اُمت شہید کردے گی۔

آپؑ کی شہزادی نے فرمایا: مجھے ایسے فرزند کی ضرورت نہیں ہے۔

---

① کمال الدین: ص ۲۶۲؛ الخصال: ص ۳۱۲؛ بحار الانوار: ج ۲۸، ص ۵۲

رسولِؐ صادق نے فرمایا: اللہ سبحانہ نے میرے ساتھ اِن کے بارے میں وعدہ کیا ہے؟

شہزادی نے پوچھا: وہ کون سا وعدہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ سبحانہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ آپؐ کے بعد میں نے امامت کو اِن کی اولاد میں رکھ دیا ہے۔

شہزادیؑ نے فرمایا: میں اللہ کے فیصلے پر راضی ہوں۔ (۱)

تفسیر قمی میں ہے، ابھی حضرت امام حسین علیہ السلام شکمِ مادر میں نہیں آئے تھے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن کی ولادت کی خبر دی اور یہ مبارک پیش فرمائی: "قیامت تک جو امام آئیں گے وہ اُن کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اُن کے مصائب کے بارے میں بھی خبر دی کہ اُنھوں نے کس قدر مصائب سے دوچار ہونا ہے اور ان کی اولاد نے کتنے غم و اَلم برداشت کرنے ہیں۔ اللہ نے اِن مصائب پر صبر کرنے کا عوض انھیں یہ دیا ہے کہ امامت کو ان کی پشتِ اطہر میں رکھ دیا ہے۔ (۲)

کامل الزیارات میں ہے، عبداللہ بن بُکیر نے ہمارے کسی صحابی سے سنا اور اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اَقدس میں آئیں تو اُنھوں نے آپؐ کی مبارک آنکھوں میں آنسو دیکھے۔ اُنھوں نے سوال کیا: بابا جان! آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے جبرئیل امینؑ نے خبر دی ہے کہ میری اُمت حسینؑ کو شہید کر دے گی۔ اس خبر نے مجھے محزون کر دیا ہے، جس نے مجھے رُلا دیا ہے۔ پھر اس نے مجھے خبر دی کہ آپ کے یہ فرزند ان چیزوں کے مالک ہوں گے۔ اس بات نے مجھے تسکین دے دی۔ (۳)

کفایۃ الاثر میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

(۱) کمال الدین: ص ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷؛ علل الشرائع: ص ۲۰۵؛ امامت والتبصرہ: ص ۱۷۹؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۲۱

(۲) تفسیر قمی: ج ۲، ص ۲۹۷؛ مختصر بصائر الدرجات: ص ۲۰۶؛ بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۲۳۶؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۲

(۳) کامل الزیارات: ص ۱۲۵؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۳

سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (سورۂ زخرف: آیت ۲۸) کی تفسیر پوچھی۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امامت امام حسین علیہ السلام کے عقب میں رکھ دی۔ اُن کی صُلب سے نو امام پیدا ہوں گے۔ اس اُمت کے مہدی بھی اِن کی اولاد میں سے ہیں۔[1]

كفاية الأثر عن حذيفة بن اليمان: صَلّى بِنا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ثُمَّ أَقبَلَ بِوَجهِهِ الكَريمِ عَلَينا، فَقالَ: مَعاشِرَ أَصحابي، أُوصيكُم بِتَقوَى اللهِ وَالعَمَلِ بِطاعَتِهِ، فَمَن عَمِلَ بِها فازَ وَغَنِمَ وَأَنجَحَ، وَمَن تَرَكَها حَلَّت بِهِ النَّدامَةُ. فَالتَمِسوا بِالتَّقوَى السَّلامَةَ مِن أَهوالِ يَومِ القِيامَةِ. فَكَأَنّي أُدعى فَأُجيبُ، وَإِنّي تارِكٌ فيكُمُ الثَّقَلَينِ كِتابَ اللهِ، وَعِترَتي أَهلَ بَيتي، ما إِن تَمَسَّكتُم بِهِما لَن تَضِلّوا، وَمَن تَمَسَّكَ بِعِترَتي مِن بَعدي كانَ مِنَ الفائِزينَ، وَمَن تَخَلَّفَ عَنهُم كانَ مِنَ الهالِكينَ.

فَقُلتُ: يا رَسولَ اللهِ، عَلى مَن تُخَلِّفُنا؟

قالَ: عَلى مَن خَلَّفَ موسَى بنُ عِمرانَ قَومَهُ؟ قُلتُ: عَلى وَصِيِّهِ يوشَعَ بنِ نونٍ.

قالَ: فَإِنَّ وَصِيّي وَخَليفَتي مِن بَعدي عَلِيُّ بنُ أَبي طالِبٍ عليه السلام، قائِدُ البَرَرَةِ، وَقاتِلُ الكَفَرَةِ، مَنصورٌ مَن نَصَرَهُ، مَخذولٌ مَن خَذَلَهُ. قُلتُ: يا رَسولَ اللهِ! فَكَم يَكونُ الأَئِمَّةُ مِن بَعدِكَ؟

قالَ: عَدَدَ نُقَباءِ بَني إِسرائيلَ، تِسعَةٌ مِن صُلبِ الحُسَينِ عليه السلام، أَعطاهُمُ اللهُ عِلمي وَفَهمي، خُزّانُ عِلمِ اللهِ، وَمَعادِنُ وَحيِهِ.

قُلتُ: يا رَسولَ اللهِ! فَما لِأَولادِ الحَسَنِ؟

---

[1] كفاية الأثر: ص ۸۶؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۳۶؛ صراط مستقیم: ج ۲، ص ۱۱۴؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۱۵

قَالَ : إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَعَلَ الإِمَامَةَ فِي عَقِبِ الحُسَيْنِ، وَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ

"کفایۃ الاثر میں ہے، جناب حذیفہ بن الیمانؓ سے مروی ہے کہ ایک دن پیغمبرِ اعظم نے ہمارے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ آپؐ نے نماز کے بعد ہماری طرف رُخِ انور کیا اور فرمایا:

"اے میرے صحابہ! میں تمھیں اللہ کے تقویٰ اور اُس کی اطاعت کے عمل کی وصیت کرتا ہوں۔ جس نے اِن باتوں پر عمل کیا وہ کامیاب ہو گیا اور اُس نے بہت کچھ پا لیا اور جس نے اسے ترک کیا وہ ندامت اور خسارے میں رہا۔ تقویٰ کے ذریعے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ گویا کہ مجھے دعوت دی گئی ہے اور میں نے لبیک کہہ دیا ہے۔ میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اپنی عترت اہلِ بیتؑ۔ اگر تم نے اِن سے تمسک رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوں گے۔ جس نے میرے بعد میری عترت کی اطاعت کی تو وہ کامران ہونے والا ہے اور جس نے اُن سے اعراض و اِنکار کیا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔

جنابِ حذیفہ کہتے ہیں: یارسولؐ اللہ! اس اُمت کا تخلف کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: وہی تخلف جو حضرت موسیٰؑ کی اُمت نے کیا تھا۔ میں نے عرض کیا: اُنھوں نے اُن کے وصی یوشع بن نون کو چھوڑ دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں! میرے بعد میرے وصی و خلیفہ علی بن ابی طالبؑ ہیں، جو نیکوکاروں کے قائد ہیں۔ کافروں سے جنگ کرنے والے ہیں۔ اُن کا ناصر منصور اور اُن کا خاذل مخذول ہے۔ اس وقت میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے بعد کتنے اُمت کے رہبر و امام ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اُن کی تعداد بنی اسرائیل کے نُقباء کے برابر ہے۔ اُن میں سے تو حضرت امام حسین علیہ السلام

کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ نے اُنھیں میرا علم اور فہم عطا فرمایا ہے۔ وہ اللہ کے علم کے خزان ہیں اور اس کی وحی کے معدن ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں امامت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ سبحانہ نے امامت کو امام حسین علیہ السلام کے عقب میں رکھ دیا ہے۔ اسی لیے فرمانِ خداوندی ہے: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ "اور اللہ نے اِس توحید پرستی کو ابراہیمؑ کی نسل میں کلمہ باقیہ قرار دیا ہے"۔

كفاية الأثر عن عمر بن الخطاب: سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي فَرَطٌ لَكُم، وَإِنَّكُم وَارِدونَ عَلَيَّ الحَوضَ، حَوضاً عَرضُهُ مَا بَينَ صَنعَاءَ إِلَى بُصرى. فِيهِ قُدحَانٌ عَدَدَ النُّجومِ مِن فِضَّةٍ. وَإِنِّي سَائِلُكُم حِينَ تَرِدونَ عَلَيَّ عَنِ الثَّقَلَينِ، فَانظُروا كَيفَ تَخلُفونِّي فِيهِمَا: السَّبَبُ الأَكبَرُ كِتَابُ اللهِ، طَرَفُهُ بِيَدِ اللهِ وَطَرَفُهُ بِأَيدِيكُم. فَاستَمسِكُوا بِهِ وَلَا تُبَدِّلُوا. وَعِترَتِي أَهلُ بَيتِي، فَإِنَّهُ قَد نَبَّأَنِي اللَّطِيفُ الخَبِيرُ أَنَّهُمَا لَن يَفتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ الحَوضَ

فَقُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَن عِترَتُكَ؟

قَالَ: أَهلُ بَيتِي مِن وُلدِ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ. وَتِسعَةٌ مِن صُلبِ الحُسَينِ أَئِمَّةٌ أَبرَارٌ. هُم عِترَتِي مِن لَحمِي وَدَمِي

"کفایۃ الاثر میں ہے، حضرت عمرؓ بن خطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: قیامت کے دن حوضِ کوثر پر پہنچنے والا پہلا شخص میں ہوں۔ تم سب لوگ میرے پاس حوضِ کوثر پر آؤ گے۔ حوضِ کوثر اللہ رب العزت کی وہ عظیم الشان نعمت ہے جس کی چوڑائی اتنی ہے جتنی صنعا[1]

[1] صنعا: ملک یمن میں ایک شہر ہے جس کا نام صنعا ہے۔ آج کل صنعا یمن کا دارالحکومت ہے۔ (معجم البلدان: ج ۳، ص ۴۲۶)

سے بصرہ[1] کی مسافت ہے۔ اس کے کناروں پر آسمان کے ستاروں کی تعداد میں چاندی کے خوب صورت جام رکھے ہوں گے جو دمکتے چمکتے آسمان کا سماں باندھے ہوئے ہوں گے۔ میں اُس وقت تم سے جواب طلبی کر رہا ہوں کہ تم لوگوں نے اُن دونوں چیزوں کے بارے میں میرے حکم کی کس طرح حکم عدولی کی ہے؟ اس امر میں خوب سوچ سمجھ لو۔ میں نے ہر صورت تم سے اس اُمر کی جواب طلبی کرنی ہے۔ اُن دو چیزوں میں سے سب اکبر کتاب اللہ ہے، اس کی ایک طرف میرے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف تمھارے ہاتھوں میں ہے۔ اپنی طرف کو مضبوطی کے ساتھ اپنے ہاتھوں میں تھام رکھو، اِس کو مت چھوڑو! اسے چھوڑ کر اس کے غیر سے تمسک نہ رکھنا، دوسرے میری عترت اہلِ بیتؑ ہیں، لطیف و خبیر ذات نے مجھے وحی کی ہے کہ کتاب اللہ اور میرے اہلِ بیتؑ دونوں قیامت تک ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ آخر قیامت کے دن اکٹھے میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں گے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسولؐ میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کی عترت کون لوگ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میرے اہلِ بیت و عترت وہ ہستیاں ہیں جو علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد ہیں۔ اُن میں نُو ہستیاں (امام) حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ وہ سبھی ائمہ اَبرار ہیں، وہ سب میری عترت ہیں اور میرے گوشت اور خون میں سے ہیں"۔[2]

---

[1] بصرہ: شام کے ایک شہر کا نام ہے جو دمشق کے علاقے میں ہے۔ (معجم البلدان: ج۱،ص۴۴۱)

[2] کفایۃ الاثر: ص ۹۱؛ البرہان تفسیر القرآن: ج۱،ص ۲۰؛ بحار الانوار: ج۳۶،ص ۳۱۷؛ الصراط المستقیم: ج۲،ص ۱۲۲

امام حسین علیہ السلام نو اماموں کے والدِ بزرگوار ہیں

الخصال بسندٍ معتبر عن سلمان الفارسی: دَخَلتُ عَلَى النَّبِيِّ وَإِذَا الحُسَيْنُ عَلَى فَخِذَيهِ، وَهُوَ يُقَبِّلُ عَيْنَيْهِ، وَيَلْثِمُ فَاهُ: وَهُوَ يَقُوْلُ: أَنْتَ سَيِّدٌ ابنُ سَيِّدٍ، أَنْتَ إِمَامٌ ابنُ إِمَامٍ أَبُو الأَئِمَّةِ، أَنْتَ حُجَّةٌ ابنُ حُجَّةٍ، أَبُو حُجَجٍ تِسْعَةٍ مِنْ صُلْبِكَ، تَاسِعُهُمْ قَائِمُهُمْ

"الخصال میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا، جب کہ حسینؑ بن علیؑ آپؐ کے زانو پر بیٹھے تھے اور آپؐ ان کی آنکھوں کو بوسے دے رہے تھے اور اُن کے دہن مبارک کو چوم رہے تھے اور فرما رہے تھے: آپؑ سیّد ابن سیّد ہیں۔ آپؑ ہی امام بن امام ہیں اور آئمہ کے باپ ہیں۔ آپؑ ہی حجت ابنِ حجت ہیں اور نو حجتوں کے باپ ہیں، جو آپؑ کی صُلب سے ہیں۔ انھی کا نواں اُن کا قائمؑ ہے"۔ [1]

کفایۃ الأثر عن زینب بنت علیؑ عن فاطمۃ علیہا السلام: كَانَ دَخَلَ إِلَىَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عِندَ وِلَادَتِي الحُسَينَ، فَنَاوَلتُهُ إِيَّاهُ فِي خِرقَةٍ صَفرَاءَ، فَرَمى بِهَا، وَأَخَذَ خِرقَةً بَيضَاءَ وَلَفَّهُ فِيهَا
ثُمَّ قَالَ: خُذِيهِ يَا فَاطِمَةُ، فَإِنَّهُ إِمَامٌ ابنُ إِمَامٍ، أَبُو الأَئِمَّةِ، تِسعَةٌ مِن صُلبِهِ أَئِمَّةٌ أَبرَارٌ، وَالتَّاسِعُ قَائِمُهُم

"کفایۃ الاثر میں حضرت زینبؑ بنت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے سنا، اُنھوں نے فرمایا: جب (امام) حسینؑ پیدا ہوئے تو میں اُنھیں اُٹھا کر بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئی۔ اس وقت میں نے اپنے شہزادے کو زرد رنگ کے کپڑے

---

[1] الخصال: ص ۴۷۵؛ کمال الدین: ص ۲۶۲؛ عیون اخبار الرضا: ج۱، ص ۵۲؛ الاختصاص: ص ۲۰۷؛ مئۃ منقبۃ: ص ۱۱۳؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج۳، ص ۷۰؛ کفایۃ الاثر: ص ۳۶؛ بحار الانوار: ج۳۶، ص ۲۹۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۴۳

میں لپیٹ رکھا تھا۔ آپؐ نے مجھ سے بچہ لیا اور زرد رنگ کے کپڑے کو پھینک دیا اور سفید رنگ کے کپڑے میں انھیں لپیٹ لیا۔ آپؐ نے اس وقت مجھ سے فرمایا: اے فاطمہؑ! اپنے اس شہزادے کو اُٹھاؤ یہ امامؑ ابن امامؑ ہیں اور ائمہؑ کے باپ ہیں۔ نو امامؑ ان کی صُلب سے پیدا ہوں گے۔ وہ سب ائمہؑ ابرار ہیں اُن کے نویں قائمؑ ہیں"۔ ①

کفایۃ الأثر عن أبي هُرَيرَة: كُنتُ عِندَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم وَأَبُو بَكرٍ وَعُمَرُ وَالفَضلُ بنُ العَبّاسِ وَزَيدُ بنُ حارِثَةَ وَعَبدُ اللهِ بنُ مَسعودٍ، إذ دَخَلَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیه السلام. فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم وَقَبَّلَهُ، ثُمَّ قالَ: حُزُقَّةٌ حُزُقَّةٌ تَرَقَّ عَينَ بَقَّةٍ، وَوَضَعَ فَمَهُ عَلى فيهِ، ثُمَّ قالَ: اللّهُمَّ إنّي اُحِبُّهُ، فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَن يُحِبُّهُ، يا حُسَينُ، أنتَ الإِمامُ ابنُ الإِمامِ، أبُو الأَئِمَّةِ، تِسعَةٌ مِن وُلدِكَ أئِمَّةٌ أبرارٌ

"کفایۃ الاثر میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ بارگاہِ نبوت میں حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، فضل بن عباسؓ، زید بن حارثہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ موجود تھے کہ حسینؑ بن علیؑ اس محفل میں داخل ہوئے۔ نبی کریم صلى الله عليه وآله وسلم نے انھیں اُٹھایا اور انھیں بوسے دینے لگے۔ آپؐ انھیں بوسے بھی دے رہے تھے، ساتھ یہ بھی فرما رہے تھے: حُزُقَّةٌ حُزُقَّةٌ تَرَقَّ عَينَ بَقَّةٍ ② پھر آپؐ نے اپنا دہنِ اقدس ان کے مبارک دہن پر رکھ دیا اور فرمایا: خدایا! میں اپنے اس شہزادے سے محبت رکھتا ہوں تو اس سے محبت رکھ اور جو اس سے محبت رکھے تو اُس سے محبت فرما۔ اے حسینؑ! آپ امام ابن

---

① کفایۃ الاثر: ص ۱۹۴-۱۹۷؛ الصراط المستقیم: ج ۲، ص ۱۲۳؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۵۱

② حُزُقَّةٌ: عرب اپنے بچوں سے اپنے پیار کا اظہار ان الفاظ سے کرتے تھے۔ یعنی اے چھوٹے چھوٹے قدموں والے۔ تَرَقَّ: میرے قدموں پر اُوپر کی طرف چڑھتے آؤ۔ بَقَّةٍ: چھوٹی آنکھ سے کنایہ ہے۔

امام ہیں اور ابوالائمہ ہیں۔ نو ائمہ ابرار آپؑ کی اولاد میں سے ہیں"۔ ①

كفاية الأثر عن زيد بن ثابت :مَرِضَ الحَسَنُ وَالحُسَيْنُ فَعادَهُما رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .فَأَخَذَهُما وقَبَّلَهُما .ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ إِلَى السَّماءِ ،فَقالَ:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبعِ وَمَا أَظَلَّت . وَ رَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَت . اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيءٍ . أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَا شَيءَ قَبلَكَ . وَأَنْتَ البَاطِنُ فَلَا شَيءَ دُونَكَ . وَرَبَّ جِبرَئِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسرَافِيلَ . وَ إِلٰهَ إِبرَاهِيمَ وَإِسحَاقَ وَيَعقُوبَ . أَسأَلُكَ أَن تَمُنَّ عَلَيهِمَا بِعَافِيَتِكَ . وَتَجعَلَهُمَا تَحتَ كَنَفِكَ وَحِرزِكَ . وَأَن تَصرِفَ عَنهُمَا السُّوءَ [وَ] المَحذُورَ بِرَحمَتِكَ .

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى كَتِفِ الحَسَنِ علیہ السلام . فَقَالَ : أَنتَ الإِمَامُ ابنُ وَلِيِّ اللهِ . وَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى صُلبِ الحُسَينِ علیہ السلام . فَقَالَ : أَنتَ الإِمَامُ أَبُو الأَئِمَّةِ . تِسعَةٌ مِن صُلبِكَ أَئِمَّةٌ أَبرَارٌ . وَالتَّاسِعُ قَائِمُهُم . مَن تَمَسَّكَ بِكُم وَبِالأَئِمَّةِ مِن ذُرِّيَّتِكُم كَانَ مَعَنَا يَومَ القِيَامَةِ . وَكَانَ مَعَنَا فِي الجَنَّةِ فِي دَرَجَاتِنَا .

قَالَ : فَبَرَءَا مِن عِلَّتِهِمَا . بِدُعَاءِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کفایۃ الاثر میں زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ایک دفعہ دونوں شہزادوں (امام حسن و امام حسین علیہما السلام) کی طبیعت ناساز ہوئی۔ رسولؐ اسلام اُن کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپؐ نے اُنھیں اپنے ہاتھوں پر لیا اور اُنھیں بوسے دیے۔ پھر آپؐ نے اپنے مبارک ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور بارگاہِ خدا میں عرض کیا: خدایا! تو ساتوں آسمانوں کا رب ہے اور ہر جو چیز سایہ کرتی ہے اس کا رب ہے۔ تو تمام

① کفایۃ الاثر: ص ۸۱؛ صراطِ مستقیم: ج ۲، ص ۱۴۰؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۱۲

ہواؤں کا رب ہے اور ہوائیں جن چیزوں کو بکھیر دیتی ہیں اُن کا رب ہے۔ خدایا! تو ہر چیز کا رب ہے۔ تو ہی اوّل ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں تو ہی باطن ہے۔ تو ہی ہر چیز کا سبب ہے تو جبرائیلؑ و میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کا رب ہے۔ تو ہی ابراہیمؑ و اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا معبود ہے۔ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ تو ان دونوں شہزادوں پر عافیت کا احسان فرما۔ تو ان دونوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں رکھ، اِن کی حفاظت فرما، اپنی رحمت سے ان سے ہر قسم کا ضرر دُور فرما۔

اس کے بعد آپؐ نے امام حسن علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: آپؑ امام ہیں اور ولی اللہ کے فرزند ہیں۔ پھر آپؐ نے حسینؑ کی پشت پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: آپؑ امام ہیں اور ابوالائمہ ہیں۔ نَو آئمہ اَبرار آپؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ اِن کا نواں قائمؑ ہے۔ جس کسی نے تمھاری اطاعت کی اور اُن آئمہ کی اطاعت کی جو آپ کی اولاد میں سے ہیں۔ وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہوگا اور وہ جنّت میں ہمارے درجات میں ہوگا"۔

راوی کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا سے فوراً حضرات حسنین شریفینؑ نے صحت و شفا پائی۔ (1)

کمال الدین میں ہے، حسین بن خالد نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے اپنے آباء سے سنا کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حسنؑ و حسینؑ اپنے والد بزرگوار کے بعد میری اُمت کے امام ہیں اور وہ دونوں جوانانِ جنّت کے سردار ہیں۔ اُن کی والدہ ماجدہ عالمین کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہیں۔ اُن کے والد بزرگوار سیّدالاوصیاء ہیں۔ (امام) حسینؑ کی اولاد سے نَو امامؑ ہیں، ان کے نویں میری اولاد میں سے ہیں اور وہی قائمؑ ہیں۔ اُن سب کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اُن کی مخالفت میری

---

(1) کفایۃ الاثر: ص ۹۵؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۱۸

مخالفت ہے۔ (۱)

کفایۃ الاثر میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا:

اے حسینؑ! آپؑ امامؑ ابن امامؑ ہیں۔ آپؑ کی اولاد میں سے نو ائمہ ابرار ہیں۔ اُن کا نواں قائمؑ ہے۔ (۲)

کفایۃ الاثر عن أبي سعيد الخدري عن رَسُولَ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : الْخُلَفَاءُ بَعدِي اثنَا عَشَرَ. تِسعَةٌ مِن صُلبِ الحُسَينِ، وَالتَّاسِعُ مَهدِيُّهُم. فَطوبىٰ لِمُحِبِّيهِم، وَالوَيلُ لِمُبغِضِيهِم

"کفایۃ الاثر میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسولؐ اسلام نے فرمایا: میرے بعد میرے بارہ خلفاء ہیں۔ اُن میں نو حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ اُن کا نواں مہدیؑ ہے۔ ان کی اطاعت کرنے والا خوش قسمت ہے اور اُن سے بغض رکھنے والا بدقسمت و ہلاک ہونے والا ہے"۔

كفاية الأثر عن جابر بن عبدالله الأنصاري: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام : يَا حُسَينُ! يَخرُجُ مِن صُلبِكَ تِسعَةٌ مِنَ الأَئِمَّةِ مِنهُم مَهدِيُّ هٰذِهِ الأُمَّةِ . فَإِذَا استُشهِدَ أَبُوكَ فَالحَسَنُ بَعدَهُ. فَإِذَا سُمَّ الحَسَنُ فَأَنتَ. فَإِذَا استُشهِدتَ فَعَلِيٌّ ابنُكَ....

"کفایۃ الاثر میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: اے میرے فرزند حسینؑ! آپؑ کی اولاد میں سے نو امام ہیں، جو

---

(۱) کمال الدین: ص ۲۶۰؛ التحصین ابن طاؤس: ص ۵۵۳؛ صراط مستقیم: ج ۲، ص ۱۲۶؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۲۵۴

(۲) کفایۃ الاثر: ص ۳۰؛ کشف الیقین: ص ۳۴۹؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۳۶۱

سب ابرار ہیں۔ اُن میں سے جو نواں ہے وہ اس اُمت کے مہدیؑ ہیں، جب آپؑ کے والد بزرگوار شہید ہو جائیں تو اُن کے بعد حسنؑ امام ہوں گے، جب اُنھیں زہر سے شہید کر دیا جائے تو آپؑ امام ہوں گے، آپؑ کی شہادت کے بعد آپؑ کے فرزند امام ہوں گے"۔

الغيبة للنعماني عن سليم بن قيس عن علي عليه السلام عن رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله: يا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَنْصِبَ لَكُم إِمَامًا يَكُونُ وَصِيِّي فِيكُم، وَخَلِيفَتِي فِي أَهلِ بَيتِي وَفِي أُمَّتِي مِن بَعدِي، وَالَّذِي فَرَضَ اللهُ طَاعَتَهُ عَلَى المُؤمِنِينَ فِي كِتَابِهِ، وَأَمَرَكُم فِيهِ بِوِلَايَتِهِ،

فَقُلتُ: يَا رَبِّ، خَشِيتُ طَعنَ أَهلِ النِّفَاقِ وَتَكذِيبَهُم! فَأَوعَدَنِي لَأُبَلِّغَنَّهَا أَو لَيُعَاقِبُنِي،

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ أَمَرَكُم فِي كِتَابِهِ بِالصَّلَاةِ، وَقَد بَيَّنتُهَا لَكُم، وَسَنَنتُهَا لَكُم، وَالزَّكَاةِ وَالصَّومِ، فَبَيَّنتُهُمَا لَكُم وَفَسَّرتُهُمَا، وَقَد أَمَرَكُمُ اللهُ فِي كِتَابِهِ بِالوِلَايَةِ، وَإِنِّي أُشهِدُكُم.

أَيُّهَا النَّاسُ أَنَّهَا خَاصَّةً لِهَذَا وَلِأَوصِيَائِي مِن وُلدِي وَوُلدِهِ، أَوَّلُهُمُ ابنِي الحَسَنُ، ثُمَّ الحُسَينُ، ثُمَّ تِسعَةٌ مِن وُلدِ الحُسَينِ، لَا يُفَارِقُونَ الكِتَابَ حَتَّى يَرِدُوا عَلَيَّ الحَوضَ،

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَد أَعلَمتُكُم مَفزَعَكُم بَعدِي، وَإِمَامَكُم وَوَلِيَّكُم وَهَادِيَكُم بَعدِي.

"غیبت نعمانی میں سُلیم بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے اور اُنھوں نے رسولِ امین سے سنا: آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ رب العزت نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمھارے درمیان امام نصب کروں جو تمھارے درمیان میرے وصی ہوں اور میرے بعد میری اُمت میں

میرے اہلِ بیتؑ میں سے خلیفہ ہوں۔ اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب میں مومنین پر ان کی اطاعت فرض کی ہے اور اس نے اپنی کتاب میں تمھیں اُن کی ولایت کا حکم دیا ہے۔

میں نے بارگاہِ ربوبیت میں عرض کیا: اے پروردگار! اگر میں نے یہ اعلان کیا تو مجھے منافقین کی طعن و تشنیع اور تکذیب کا خوف ہے۔ اللہ رب العزت نے مجھ پر واجب قرار دیا ہے کہ میں یہ پیغام تم تک پہنچا دوں:

اے لوگو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمھیں اپنی کتاب میں حکم دیا ہے کہ نماز پڑھو۔ میں نے تمھیں نماز سکھلا دی ہے، اس کی مکمل تفصیل بتا دی ہے۔ میں نے اس کی سنتیں تمھارے سامنے پیش کر دی ہیں۔ اللہ نے زکوٰۃ اور روزے کا حکم دیا ہے وہ بھی میں نے تمھیں بتا دیا ہے۔ اِس طرح اُس ذات نے اپنی کتاب میں تمھیں ولایت کا حکم دیا ہے، اس پر میں تمھیں گواہ بناتا ہوں۔

اے لوگو! وہ ولایت اس کے لیے اور میرے اوصیاء کے لیے خاص کر دی گئی ہے، جو میری اور اِن کی اولاد میں سے ہیں۔ اُن میں پہلے میرے فرزند حسنؑ ہیں، اُن کے بعد میرے فرزند حسینؑ ہیں، اُن کے بعد حسینؑ کی اولاد میں سے نُو امام ہیں۔ یہ سب کتاب اللہ سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ دونوں حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔

اے لوگو! میں تمھیں صاف صاف بتا رہا ہوں میرے بعد تمھارے لیے مشکلات کھڑی ہوں گی۔ ان مشکلات کو طے کرنے کے لیے حقیقی رہبروں کی ضرورت ہوگی جو تمھیں ان مشکلات سے نجات دلائیں گے، اُن نجات دہندہ رہبروں اور اماموں کی نشان دہی بھی کر رہا ہوں۔ میرے بعد یہ امام تمھارے آقا و مولا ہیں، ہادی اور مہدی ہیں جن کی اطاعت میں تم نے

زندگی کامیابی کے ساتھ بسر کرنی ہے"۔①

کفایۃ الأثر عن أبي خالد الکابلي عن علي بن الحسین عن أبیہ الحسین بن علي علیہما السلام في حدیثٍ لہٗ مع جدّہٖ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قُلتُ: یا رسولَ اللّٰہِ! فَمَن یَملِكُ ھٰذا الأمرَ بَعدَكَ؟

قالَ: أبوكَ عليُّ بنُ أبي طالبٍ أخي وخَلیفَتي، ویَملِكُ بَعدَ عليٍّ الحَسَنُ، ثُمَّ تَملِكُ أنتَ وتِسعَةٌ مِن صُلبِكَ، یَملِكُہٗ اِثنا عَشَرَ إماماً، ثُمَّ یَقومُ قائِمُنا یَملَأُ الدُّنیا قِسطاً وعَدلاً کَما مُلِئَت جَوراً وظُلماً، ویَشفي صُدورَ قَومٍ مُؤمِنینَ، ھُم شیعَتُہٗ

"کفایۃ الاثر میں ابوخالد کابلی سے مروی ہے کہ میں نے امام علی بن حسین علیہ السلام سے سنا، انھوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ اپنے جدِّ بزرگوار (رسولؐ اللہ) کی بارگاہ میں تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے بعد آپؐ کی رسالت وحکومت کا مالک کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: میرے بعد میرے اِن اُمورِ حکومت کے مالک آپؑ کے والد ماجد علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔ وہ میرے بھائی اور میرے خلیفہ ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے قائم مقام حسنؑ ہیں۔ اُن کے بعد اِن مذکورہ تمام اُمور کے مالک آپؑ ہیں اور وہ نو امام ہیں جو آپؑ کی صُلب سے ہوں گے، یعنی میری اس سلطنت وحکومت کے مالک بارہ امامؑ ہیں۔ آخر میں ہمارے قائمؑ آئیں گے جو دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجَور سے بھر چکی ہوگی۔ اہلِ ایمان کی ایک جماعت ہوگی جو اِن کے ساتھ ہوگی۔ ان کی حکومت سے ان کے سینوں میں ٹھنڈ پیدا ہوگی۔ اَمن و

---

① الغیبۃ النعمانی: ص ۷۱؛ کتاب سُلیم بن قیس: ج ۲، ص ۷۶۰؛ کمال الدین: ص ۲۷۷؛ الاحتجاج: ج ۱، ص ۳۴۳، التحصین ابن طاؤس۔

سکون کی دنیا میں آجائیں گے۔ اُن کے دشمن مغلوب ہو جائیں گے"۔[1]

كمال الدين عن أبي حمزة الثمالي عن أبي جعفر محمد بن علي الباقر عن أبيه علي بن الحسين عن أبيه الحسين بن علي: دَخَلتُ أنَا وَأخِي عَلَى جَدِّي رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، فَأَجلَسَنِي عَلَى فَخِذِهِ، وَأَجلَسَ أخِي الحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الأُخرَى، ثُمَّ قَبَّلَنَا، وَقَالَ: بِأَبِي أَنتُمَا مِن إمَامَينِ صَالِحَينِ اختَارَكُمَا اللهُ مِنِّي وَمِن أَبِيكُمَا وَأُمِّكُمَا، وَاختَارَ مِن صُلبِكَ يَا حُسَينُ تِسعَةَ أَئِمَّةٍ، تَاسِعُهُم قَائِمُهُم، وَكُلُّكُم فِي الفَضلِ وَالمَنزِلَةِ عِندَ اللهِ تَعَالَى سَوَاءٌ

"کمال الدین میں ہے، ابوحمزہ ثمالیؒ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے، اُنھوں نے اپنے والد بزرگوار سے، اُنھوں نے اپنے والد ماجد حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنا، کہ ایک دن میں اور میرے برادر بزرگوار دونوں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے مجھے اپنے ایک زانو پر بٹھایا اور دوسرے زانو پر اُنھیں بٹھایا۔ آپؐ نے ہمیں بوسے دینے شروع کیے اور اس دوران آپؐ نے اپنی لسانِ رسالت سے فرمایا: میرے والد گرامی قربان ہوجائیں، تم دونوں صالح اماموں پر، اللہ نے آپؑ دونوں کو مجھ سے اور تمھارے والدین سے منتخب فرمایا ہے۔ اے حسینؑ! آپؑ کی صلب سے نو اماموں کو منتخب فرمالیا ہے، ان کا نواں قائمؑ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں تم سب کی منزلت وفضیلت ایک ہی ہے۔ آپ اپنے فضائل کے اعتبار سے برابر ہیں"۔

كتاب سُليم بن قيس عن عبدالله بن جعفر : سَمِعتُ رَسُولَ

---

[1] کفایۃ الاثر: ص ۱۷۹؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۴۵؛ الاحتجاج: ج ۱، ص ۱۶۹، کمال الدین: ص ۲۶۹؛ دلائل امامت: ص ۲۳۷؛ کشف الغمہ: ج ۳، ص ۳۰۱؛ اعلام الوریٰ: ج ۲، ص ۱۹۱؛ صراط مستقیم: ج ۲، ص ۱۲۹، بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۲۵۵

اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ وَهُوَ عَلَى المِنبَرِ وَاَنَا بَينَ يَدَيهِ . . . اَيُّهَا النَّاسُ! إِذَا اَنَا استُشهِدتُ فَعَلِيٌّ أَولَى بِكُم مِن اَنفُسِكُم.

فَإِذَا استُشهِدَ عَلِيٌّ فَابنِيَ الحَسَنُ أَولَى بِالمُؤمِنِينَ مِنهُم بِأَنفُسِهِم . فَإِذَا استُشهِدَ ابنِيَ الحَسَنُ فَابنِيَ الحُسَينُ أَولَى بِالمُؤمِنِينَ مِنهُم بِأَنفُسِهِم . فَإِذَا استُشهِدَ ابنِيَ الحُسَينُ فَابنِي عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ أَولَى بِالمُؤمِنِينَ مِنهُم بِأَنفُسِهِم. لَيسَ لَهُم مَعَهُ أَمرٌ.

ثُمَّ أَقبَلَ عَلَى عَلِيٍّ علیہ السلام فَقَالَ: يَا عَلِيُّ. إِنَّكَ سَتُدرِكُهُ. فَأَقرِئهُ عَنِّي السَّلَامَ . فَإِذَا استُشهِدَ فَابنُهُ مُحَمَّدٌ أَولَى بِالمُؤمِنِينَ مِنهُم بِأَنفُسِهِم . وَسَتُدرِكُهُ اَنتَ يَاحُسَينُ . فَأَقرِئهُ مِنِّي السَّلَامَ.

ثُمَّ يَكُونُ فِي عَقِبِ مُحَمَّدٍ رِجَالٌ وَاحِدٌ بَعدَ وَاحِدٍ. وَلَيسَ لَهُم مَعَهُم أَمرٌ. ثُمَّ أَعَادَهَا ثَلَاثًا. ثُمَّ قَالَ: وَلَيسَ مِنهُم اَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ أَولَى بِالمُؤمِنِينَ مِنهُم بِأَنفُسِهِم. لَيسَ لَهُم مَعَهُ أَمرٌ . كُلُّهُم هَادُونَ مُهتَدُونَ. تِسعَةٌ مِن وُلدِ الحُسَينِ.

فَقَامَ إِلَيهِ عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيهِ . وَهُوَ يَبكِي، فَقَالَ: بِأَبِي اَنتَ وَأُمِّي يَانَبِيَّ اللهِ. أَتُقتَلُ؟

قَالَ : نَعَم . اَهلِكُ شَهِيداً بِالسَّمِّ . وَتُقتَلُ اَنتَ بِالسَّيفِ، وَتُخضَبُ لِحيَتُكَ مِن دَمِ رَأسِكَ. وَيُقتَلُ ابنِيَ الحَسَنُ بِالسَّمِّ، وَيُقتَلُ ابنِيَ الحُسَينُ بِالسَّيفِ. يَقتُلُهُ طَاغٍ ابنُ طَاغٍ. دَعِيٌّ ابنُ دَعِيٍّ. مُنَافِقٌ ابنُ مُنَافِقٍ.

"کتاب سُلیم بن قیس میں ہے، سُلیم نے عبداللہ بن جعفر سے سنا، اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لسانِ وحی سے سنا، آپ مسجد

نبویؐ میں منبر پر تشریف فرما تھے۔ میں منبر کے قریب تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! جب میں شہید کر دیا جاؤں اور میرا رفیقِ اعلیٰ مجھے اپنی بارگاہِ ربوبیت میں بلا لے تو اُس وقت علیؑ تمھارے نفوس پر تم سے زیادہ حقِ ملکیت رکھنے والے ہوں گے۔ تم پر اُن کی اطاعت کرنا لازم ہوگی۔ جب امام علی علیہ السلام شہید کر دیے جائیں تو میرے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام مومنین کی جانوں پر خود اُن سے زیادہ اولویت رکھنے والے ہوں گے، اُن کی اطاعت کرنا، جب میرے فرزند حسنؑ کی شہادت ہو جائے تو اُن کے بعد میرے فرزند حسینؑ اُن کے منصب کے مالک ہوں گے۔ وہ صاحبانِ ایمان کے نفوس کے اُن سے زیادہ مالک ہوں گے۔ جب اُنھیں شہید کر دیا جائے تو اُن کے قائم مقام اُن کے فرزند علیؑ بن الحسینؑ ہیں۔ وہ اہلِ ایمان کی جانوں کے تصرف میں اُن سے زیادہ حق رکھنے والے ہوں گے۔ اس امر میں وہ اکیلے ہوں گے۔

دورانِ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف رُخِ اَنور کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! آپؑ اپنے اس فرزند کو اپنی زندگی میں ضرور پائیں گے۔ اُنھیں میرا سلام کہنا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: جب وہ شہید ہو جائیں تو اُن کے بیٹے اُن کے منصب کو سنبھالیں گے اور وہ اہلِ ایمان کی جانوں میں تصرف کے اعتبار سے اُن سے زیادہ حقِ ملکیت رکھنے والے ہوں گے۔ پھر محمد باقرؑ کے بعد یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ایک کے بعد دوسرے اس منصب کے مالک ہوں گے۔ اُن کے اس منصب میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہوگا۔ آپؐ نے یہ جملہ تین مرتبہ دُہرایا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اُن میں سے کوئی نہیں ہوگا سوائے اُس ہستی کے وہی مومنین کے نفوس پر اولویت رکھنے والے ہوں گے۔ اس اَمر میں اُن کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ اِن ہستیوں میں ہر ایک ہادی اور مہدی ہے۔

ان سب میں سے نو میرے فرزند حسینؑ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس خطاب کے دوران حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے، حالانکہ اس وقت آپؑ رو رہے تھے۔ عرض کیا: یا نبیؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، کیا آپؑ کو شہید کر دیا جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں مجھے زہر کے ذریعے شہید کیا جائے گا اور آپؑ کو تلوار کے ذریعے شہید کیا جائے گا۔ آپؑ کے سر کے خون سے آپؑ کی ریش مبارک کو رنگین کیا جائے گا۔ میرے فرزند حسنؑ زہر سے شہید کیے جائیں گے اور میرے فرزند حسین تلوار سے شہید ہوں گے۔ انھیں طاغی ابن طاغی پست و فرومایہ کا پست و گھٹیا ترین بیٹا اور منافق ابن منافق شہید کرے گا"۔ (کتاب سُلیم بن قیس: ج ۲، ص ۸۳۶؛ بحارالانوار: ج ۳۳، ص ۲۶۶)

کمال الدین عن عبد الرحمن بن سمرة: قُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أرشِدنِي إلَى النَّجاةِ!

فَقالَ: يَابنَ سَمُرَةَ! إذا اختَلَفَتِ الأَهواءُ، وَتَفَرَّقَتِ الآراءُ، فَعَلَيكَ بِعَلِيِّ بنِ أَبي طالِبٍ، فَإِنَّهُ إمامُ اُمَّتي، وَخَليفَتي عَلَيهِم مِن بَعدي، وَهُوَ الفارُوقُ الَّذي يُمَيِّزُ بِهِ بَينَ الحَقِّ وَالباطِلِ، مَن سَأَلَهُ أجابَهُ، وَمَنِ استَرشَدَهُ أرشَدَهُ، وَمَن طَلَبَ الحَقَّ عِندَهُ وَجَدَهُ، وَمَنِ التَمَسَ الهُدى لَدَيهِ صادَفَهُ، وَمَن لَجَأَ إلَيهِ آمَنَهُ، وَمَنِ استَمسَكَ بِهِ نَجّاهُ، وَمَنِ اقتَدى بِهِ هَداهُ.

يَابنَ سَمُرَةَ! سَلِمَ مِنكُم مَن سَلَّمَ لَهُ وَوالاهُ، وَهَلَكَ مَن رَدَّ عَلَيهِ وعاداهُ. يَابنَ سَمُرَةَ، إنَّ عَلِيًّا مِنّي، روحُهُ مِن روحي، وَطينَتُهُ مِن طينَتي، وَهُوَ أخي وَأنا أخوهُ، وَهُوَ زَوجُ ابنَتي

فَاطِمَةَ سَیِّدَةِ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ مِنَ الْأَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ. إِنَّ مِنْهُ إِمَامَیْ أُمَّتِیْ. وَسَیِّدَیْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ. وَتِسْعَةً مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ. تَاسِعُهُمْ قَائِمُ أُمَّتِیْ. یَمْلَأُ؟ الْأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً.

"کمال الدین میں عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے نجاتِ اَبدی کی رہنمائی فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابنِ سمرہ! جب ہوا و ہوس کی تند و تیز اندھیریاں چلنے لگیں اور بے بنیاد آرا کی جنگ کے شعلے بھڑکنے لگیں، تو تجھ پر لازم ہے کہ دنیا کو چھوڑ کر علیؑ بن ابی طالبؑ کی اطاعت اختیار کر، ان کی قیادت میں چل، کیوں کہ وہ میری اُمت کے امام ہیں۔ میرے بعد میرے خلیفہ ہیں، وہ ہی فاروق ہیں جن کے ذریعے حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم کیا جاتا ہے۔ جس کسی نے اُن پر سوال کیا تو اُنھوں نے اُسے جواب دیا، جس نے اُن سے رُشد و ہدایت چاہی تو اُنھوں نے اُسے رُشد و ہدایت عطا کردی۔ جس نے اُن کی بارگاہ میں حق طلب کیا تو اُس نے حق پالیا۔ جس نے اُن کی خدمت میں ہدایت کی درخواست کی تو اُسے اُن کے خزینۂ ہدایت سے ہدایت مل گئی۔ جس نے اُن کے دامن میں پناہ لی اُسے امن و امان مل گیا۔ جس نے کائنات کو چھوڑ کر اُن سے تمسک رکھا اور اُن کی اطاعت کی وہ اَبدی نجات پا گیا جو اُن کی اقتداء میں چلا اُس نے اپنی حقیقی منزل پالی۔

اے ابنِ سمرہ! تم میں سے وہ آدمی امن و سلامتی کی وادی میں جا پہنچتا ہے کہ جس نے اُنھیں تسلیم کیا اور اُنھیں اپنا آقا و مولا بنایا، جس نے اُنھیں رد کیا وہ مردود ٹھہرا اور اَبدی ہلاکت سے دوچار ہوا۔

اے ابنِ سمرہ! یاد رکھ، علیؑ مجھ سے ہیں، اُن کی روح میری روح کا حصہ

ہے، اُن کی طینت میری طینت سے ہے۔ وہ میرے بھائی ہیں۔ میں اُن کا بھائی ہوں۔ وہ میری شہزادی فاطمہؑ کے شوہر ہیں، جو اوّلین و آخرین کی عورتوں کی سیدہ و سالار ہیں۔ میری اُمت کے دو امام اُنھی کے فرزند ہیں جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ وہ حسنؑ و حسینؑ ہیں، نُو ائمہ حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ اُن کے نویں میری اُمت کے قائمؑ ہیں۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"۔ ①

نُو الٰہی خلفاء کے والد بزرگوار

كمال الدين عن الأصبغ بن نباتة : خَرَجَ عَلَيْنَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام ذَاتَ يَوْمٍ وَيَدُهُ فِي يَدِ ابنِهِ الحَسَنِ عليه السلام، وَهُوَ يَقُولُ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله ذَاتَ يَوْمٍ وَيَدَي فِي يَدِهِ. هٰكَذا، وَهُوَ يَقُولُ : خَيرُ الخَلقِ بَعدِي وَسَيِّدُهُم أَخِي هٰذَا ، وَهُوَ إِمَامُ كُلِّ مُسلِمٍ ، وَمَولى كُلِّ مُؤمِنٍ بَعدَ وَفَاتِي.

أَلا وَ إِنِّي أَقُولُ : خَيرُ الخَلقِ بَعدِي وَسَيِّدُهُم اِبنِي هٰذَا ، وَهُوَ إِمَامُ كُلِّ مُؤمِنٍ ، وَمَولى كُلِّ مُؤمِنٍ بَعدَ وَفَاتِي ، أَلا وَ إِنَّهُ سَيُظلَمُ بَعدِي كَمَا ظُلِمتُ بَعدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله.

وَخَيرُ الخَلقِ وَسَيِّدُهُم بَعدَ الحَسَنِ ابنِي أَخُوهُ الحُسَينُ ، المَظلُومُ بَعدَ أَخِيهِ ، المَقتُولُ فِي أَرضِ كَربَلاءَ ، أَمَا إِنَّهُ وَأَصحَابُهُ مِن سَادَةِ الشُّهَدَاءِ يَومَ القِيَامَةِ.

---

① كمال الدين: ص ۲۷۵؛ امالی صدوق: ص ۸۷؛ العدد القويہ: ص ۸۹؛ التحصين ابن طاؤوس: ص ۶۲۵؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۱۳؛ صراط مستقیم: ج ۲، ص ۱۱۵؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۲۲۶

وَمِن بَعدِ الحُسَينِ تِسعَةٌ مِن صُلبِهِ. خُلَفَاءُ اللهِ فِي أَرضِهِ وَحُجَجُهُ عَلَى عِبَادِهِ ، وَأُمَنَاؤُهُ عَلَى وَحيِهِ ، وَأَئِمَّةُ المُسلِمِينَ ، وَقَادَةُ المُؤمِنِينَ. وَسَادَةُ المُتَّقِينَ. تَاسِعُهُم القَائِمُ الَّذِي يَملَأُ اللهُ بِهِ الأَرضَ نُوراً بَعدَ ظُلمَتِهَا ، وَعَدلاً بَعدَ جَورِهَا ، وَعِلماً بَعدَ جَهلِهَا.

وَالَّذِي بَعَثَ أَخِي مُحَمَّداً بِالنُّبُوَّةِ وَاختَصَّنِي بِالإِمَامَةِ. لَقَد نَزَلَ بِذٰلِكَ الوَحيُ مِنَ السَّمَاءِ عَلَى لِسَانِ الرُّوحِ الأَمِينِ جَبرَئِيلَ. وَلَقَد سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَنَا عِندَهُ. عَنِ الأَئِمَّةِ بَعدَهُ. فَقَالَ لِلسَّائِلِ : وَالسَّمَاءِ ذَاتِ البُرُوجِ ، إِنَّ عَدَدَهُم بِعَدَدِ البُرُوجِ ، وَرَبِّ اللَّيَالِي وَالأَيَّامِ وَالشُّهُورِ إِنَّ عَدَدَهُم كَعَدَدِ الشُّهُورِ.

فَقَالَ السَّائِلُ : فَمَن هُم يَا رَسُولَ اللهِ ؟ فَوَضَعَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَدَهُ عَلَى رَأسِي. فَقَالَ: أَوَّلُهُم هٰذَا ، وَآخِرُهُم المَهدِيُّ مَن وَالَاهُم فَقَد وَالَانِي ، وَمَن عَادَاهُم فَقَد عَادَانِي ، وَمَن أَحَبَّهُم فَقَد أَحَبَّنِي ، وَمَن أَبغَضَهُم فَقَد أَبغَضَنِي ، وَمَن أَنكَرَهُم فَقَد أَنكَرَنِي. وَمَن عَرَفَهُم فَقَد عَرَفَنِي. بِهِم يَحفَظُ اللهُ دِينَهُ ، وَبِهِم يَعمُرُ بِلَادَهُ ، وَبِهِم يَرزُقُ عِبَادَهُ ، وَبِهِم نَزَلَ القَطرُ مِنَ السَّمَاءِ ، وَبِهِم يُخرِجُ بَرَكَاتُ الأَرضِ ، هٰؤُلَاءِ أَصفِيَائِي وَخُلَفَائِي وَأَئِمَّةُ المُسلِمِينَ وَمَوَالِي المُؤمِنِينَ

"کمال الدین میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپؑ کا دستِ مبارک حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا اور آپؑ فرما رہے تھے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ اسی طرح میرا ہاتھ اُن

کے دستِ مبارک میں تھا، جس طرح اب میرا ہاتھ میرے بیٹے (حسنؑ) کے ہاتھ میں ہے اور آپؐ فرما رہے تھے: میرے بعد اس کائنات کی بہترین مخلوق اور اُن کے آقا و مولا میرے یہ بھائی ہیں، یہ ہر مسلمان کے امام ہیں اور میری رحلت کے بعد ہر مومن کے آقا و مولا رہیں گے۔

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: اے لوگو! یاد رکھو، میرے بعد اللہ رب العزت کی بہترین مخلوق اور اُمت کے سیّد و سردار میرے یہ فرزند ہیں۔ یہ ہر مومن کے امام ہیں اور میری شہادت کے بعد ہر مومن کے ولی اُمر اور آقا ہیں۔

یادرکھنا! میرے بعد اُن پر اس طرح ظلم و ستم کیا جائے گا جس طرح رسولؐ اللہ کے بعد مجھ پر ستم ڈھائے گئے ہیں۔ میرے بیٹے حسنؑ کے بعد اللہ کی سب سے بہترین مخلوق اور اُن کے ولی امر اور آقا و مولا اِن کے بھائی حسینؑ ہیں۔ اُن کے بھائی کی شہادت کے بعد اُن پر مظالم ڈھائے جائیں گے۔ اُنھیں کربلا کی سرزمین پر شہید کر دیا جائے گا۔ بہرحال یہ خود اور اِن کے ہمراہ شہید ہونے والے اِن کے اصحاب قیامت تک کے شہدا کے سیّد و سردار ہوں گے۔ (امام) حسینؑ کی شہادت کے بعد اُن کی اولاد میں سے نو امامؑ منصبِ امامت پر فائز ہوں گے۔ اللہ کی زمین میں وہ سب اس کے خلفاء ہیں اور اُس کے بندگان پر وہ اللہ کی حجتیں ہیں اور اُس کی وحی کے امین ہیں اور مسلمانوں کے امام ہیں۔ مومنین کے قائد اور متقین کے سیّد و سالار ہیں۔ ان کے نویں قائمؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ وہ سراپا علم ہیں اور جہالت کی تاریکی کو ختم کر دینے والے ہیں۔

جس ذات نے میرے بھائی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی نبوت کے لیے مبعوث فرمایا اُس ذات نے مجھے اپنی امامت کے لیے مختص فرمایا۔ ہمارے اس نبیؐ کی یہ دولت آسمان سے جبرئیل امینؑ وحی لے کر زمین پر

آتے تھے۔ میں اس وقت بارگاہِ نبوت میں موجود تھا۔ جب آپؐ سے پوچھا گیا کہ آپؐ کے بعد کتنے امام ہیں؟ آپؐ نے سائل سے فرمایا: بروج والے آسمان کی قسم! میرے بعد ائمہ کی تعداد آسمانی بروج کی تعداد کے برابر ہے۔ راتوں، دنوں اور مہینوں کے رب کی قسم! اُن کی تعداد سال کے مہینوں کے مطابق ہے۔

سائل نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جن اماموںؑ کے بارے میں آپؐ نے فرمایا ہے وہ کون ہیں؟

رسولِ امینؐ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا اور فرمایا: اُن اماموں میں سے پہلے امام یہ ہیں اور ان کے آخری مہدیؑ ہیں جس نے اُن کی ولایت و ریاست کو تسلیم کیا اُس نے میری ولایت و ریاست کو تسلیم کیا، جس نے اُن سے عداوت رکھی اُس نے مجھ سے عداوت رکھی، جس نے اُن سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی، جس نے اُن سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا، جس نے اُن کی ولایت و حکومت سے انکار کیا اُس نے میری ولایت و حکومت سے انکار کیا، جس نے اُن کے حقوق کی معرفت حاصل کی اور اُن حقوق کو ادا کیا تو اُس نے میرے حقوق کی معرفت حاصل کی اور میرے حقوق کو ادا کیا۔ اللہ نے اِن کے ذریعے اپنے دین کو محفوظ کیا ہے۔ اُنھی کی برکت سے اُس نے اپنے شہروں کو آباد رکھا ہوا ہے۔ اُنھی کی یہ دولت وہ اپنے بندوں کو رزق عطا کرتا ہے۔ ان کی عظمت کی وجہ سے آسمان سے بارش برستی ہے۔ اِن کی رفعت کی یہ دولت زمین سے برکات خارج ہوتی ہیں۔ یہ سب میرے اصفیاء اور خلفاء ہیں، مسلمانوں کے ائمہؑ ہیں، اور اہلِ ایمان کے آقا و مولا ہیں"۔ (1)

---

(1) کمال الدین: ص ۲۵۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۲، ص ۱۸۳؛ قصص الانبیاء: ص ۳۶۷؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۲۵۳

امام حسینؑ اور آپؑ کے نُو معصوم فرزندان

كمال الدين عن ابن عبّاس عن رسول الله: أنا وعليٌّ والحسنُ والحُسَينُ وتِسعةٌ من وُلدِ الحُسَينِ مُطهّرونَ معصومُونَ

"کمال الدین میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے آقائے نامدارؐ سے سنا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میں علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور اُن کے نُو فرزندان بھی طیب وطاہر اور معصوم ہیں"۔ (۱)

كفاية الأثر عن موسى بن عبد ربّه: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام يَقُولُ فِي مَسجِدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَذلِكَ فِي حَياةِ أبِيهِ عَلِيٍّ علیہ السلام: سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: ... ألا إنَّ أهلَ بَيتِي أمانٌ لَكُم، فَأَحِبُّوهُم لِحُبِّي، وتَمَسَّكُوا بِهِم لَن تَضِلُّوا.

قِيلَ: فَمَن أهلُ بَيتِكَ يا نَبِيَّ اللهِ؟

قالَ: عَلِيٌّ، وَسِبطايَ، وَتِسعَةٌ مِن وُلدِ الحُسَينِ، أئِمَّةٌ اُمَناءُ مَعصُومُونَ. ألا إنَّهُم أهلُ بَيتِي وَعِترَتِي مِن لَحمِي وَدَمِي.

"کفایۃ الاثر میں موسیٰ بن عبدربہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنا، آپؑ مسجد نبویؐ میں یہ حدیث بیان فرمارہے تھے: یہ اُس زمانے کی بات ہے کہ آپؑ کے والد بزرگوار کا سایہ آپؑ کے سر پر موجود تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ فرمارہے تھے: یاد رکھیں: میرے اہلِ بیت تمھارے لیے امن وسلامتی کا باعث ہیں۔ میری محبت کی وجہ سے اُن سے محبت کیجیے، ان سے متمسک رہیے، ان کی اطاعت کیجیے، تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔

---

(۱) کمال الدین: ص ۲۸۰؛ عیون اخبار الرضاؑ: ج۱، ص ۶۳؛ کفایۃ الاثر: ص ۳۹؛ مناقب ابن شہرآشوب: ج۱، ص ۲۹۵؛ کشف الغمہ: ج ۳، ص ۲۹۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۲، ص ۱۸۱؛ صراطِ مستقیم: ج ۲، ص ۱۱۰؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۲۴۳

سائل نے آپؐ سے پوچھا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے اہلِ بیتؑ کون ہیں؟
آپؐ نے فرمایا: میرے اہلِ بیتؑ یہ علیؑ ہیں اور میرے یہ دو سبط ہیں اور حسینؑ کی اولاد میں سے نَو فرزند ہیں۔ یہ سب امین ائمہ اور معصوم ہیں۔
یاد رکھنا! یہی میرے اہلِ بیتؑ اور عترت ہیں۔ یہ سب میرا گوشت اور خون ہیں"۔ (۱)

کفایۃ الاثر میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے فرمایا: "حسنؑ و حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ دونوں ہی امام ہیں قیام فرمائیں یا صلح کریں۔ اِن کے والد بزرگوار ان سے بہتر و برتر ہیں۔ عنقریب حسینؑ کی پشت سے نَو ہستیاں پیدا ہوں گی جو سب امامؑ ہوں گے، وہ سب معصوم ہوں گے، عدل و انصاف قائم کریں گے۔ اس اُمت کے مہدیؑ ہم میں سے ہیں"۔ (۲)

- كفاية الأثر عن زيد بن ثابت : قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم :
مَعَاشِرَ النَّاسِ! أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ خَيْرِ النَّاسِ جَدًّا وَجَدَّةً؛ قُلْنَا : بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، أَنَا جَدُّهُمَا، وَجَدَّتُهُمَا خَدِيجَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ.
أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ خَيْرِ النَّاسِ أَبًا وَأُمًّا؛ قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ.
قَالَ: الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، أَبُوهُمَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَأُمُّهُمَا فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعٰلَمِينَ.
أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ خَيْرِ النَّاسِ عَمًّا وَعَمَّةً؛ قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ.
قَالَ: الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، عَمُّهُمَا جعفرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَعَمَّتُهُمَا أُمُّ هَانِي بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ.
أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ خَيْرِ النَّاسِ خَالًا وَخَالَةً؛ قُلْنَا :

---

(۱) کفایۃ الاثر: ص ۱۷۱؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۴۲

(۲) کفایۃ الاثر: ص ۳۸؛ صراطِ مستقیم: ج ۲، ص ۱۱۸؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۲۸۹

بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ.

قَالَ: اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ علیہما السلام. خَالُهُمَا الْقَاسِمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ.

ثُمَّ قَالَ: عَلٰی قَاتِلِهِمَا لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ.

وَ اِنَّهُ لَیَخْرُجُ مِنْ صُلْبِ الْحُسَیْنِ علیہ السلام أَئِمَّةٌ أَبْرَارٌ، أُمَنَاءُ مَعْصُوْمُوْنَ. قَوَّامُوْنَ بِالْقِسْطِ. وَمِنَّا مَهْدِیُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ. الَّذِیْ یُصَلِّیْ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ خَلْفَهُ. قُلْنَا: مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟

قَالَ: هُوَ التَّاسِعُ مِنْ صُلْبِ الْحُسَیْنِ. تِسْعَةٌ مِنْ صُلْبِ الْحُسَیْنِ أَئِمَّةٌ أَبْرَارٌ. وَالتَّاسِعُ مَهْدِیُّهُمْ. یَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً.

"کفایۃ الاثر میں زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمھیں اُن ہستیوں کے بارے میں بتاؤں جو اپنے جدِ نامدار اور اپنی جدہ معظمہ کے اعتبار سے تمام لوگوں سے بہتر و برتر ہیں۔ ہم سب نے آپؐ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جی ہاں فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا: وہ دو ہستیاں حسنؑ و حسینؑ ہیں، میں اُن کا جدِّ نامدار ہوں اور اُن کی جدّہ معظمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ ہیں جو جنّت کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمھیں اُن ہستیوں کے بارے میں بتاؤں جو اپنے والد اور والدہ کے اعتبار سے تمام لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہیں؟ ہم نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: جی ہاں، یارسولؐ اللہ! فرمایئے وہ کون لوگ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: وہ حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ اُن کے والد علی بن ابی طالبؑ ہیں اور اُن کی والدہ ماجدہ فاطمۃ الزہراؑ ہیں، جو عالمین کی عورتوں کی سیّدہ و سالار ہیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: کیا میں اُن ہستیوں کے بارے میں بتاؤں جو اپنے چچا اور پھوپھی کے اعتبار سے اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے؟

ہم نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! فرمایئے۔

آپؐ نے فرمایا: وہ ہستیاں حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اُن کے چچا بزرگوار حضرت جعفر طیارؓ بن ابی طالبؑ ہیں اور اُن کی پھوپھی حضرت اُمِ ہانیؓ بنت ابی طالبؑ ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمھیں ان باعظمت افراد کے بارے میں بتاؤں جو اپنے ماموں کے اعتبار سے تمام مخلوق سے بہتر ہیں؟

ہم نے عرض کیا: جی ہاں فرمایئے۔

آپؐ نے فرمایا: وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں، اُن کے ماموں حضرت قاسم بن رسولؐ اللہ ہیں۔ آپؐ نے بعد ازیں فرمایا: ان دونوں کے قاتلوں پر اللہ، اُس کے ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

(امام) حسینؑ کی صُلب میں سے نُو امامؑ ہیں، وہ سب کے سب امین اور معصوم ہیں، عدل و انصاف کا نظام رائج کرنے والے ہیں، اس اُمت کے مہدیؑ ہم میں سے ہیں۔ اُن کے پیچھے حضرت عیسیٰؑ نماز پڑھیں گے۔

ہم نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: اُن کا نمبر نُو ہے، وہ حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ بھی ائمہ اَبرار ہیں۔ اُن کے نویں مہدیؑ ہیں، جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی"۔ [1]

ارکانِ دین

الأمالي للمفيد عن جابر بن يزيد عن أبي جعفر محمد بن علي بن

[1] کفایۃ الاثر: ص ۹۸؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۱۹

الحسین عن أبیه عن جدّه علیہم السلام عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِيٍّ:
يَا عَلِيُّ، أَنَا وَأَنْتَ وَابْنَاكَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَتِسْعَةٌ مِن وُلْدِ الْحُسَيْنِ أَرْكَانُ الدِّينِ، وَدَعَائِمُ الْإِسْلَامِ، مَن تَبِعَنَا نَجَا، وَمَن تَخَلَّفَ عَنَّا فَإِلَى النَّارِ.

''امالی مفید میں جابر بن یزید سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی بن حسین علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے اپنے والد گرامی سے اور اُنھوں نے اپنے نانا رسولؐ اللہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام سے فرمایا:
یا علیؑ! مَیں، آپؑ، آپؑ کے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ اور اُن کی پشت سے نَو بیٹے دین کے ارکان اور اسلام کے ستون ہیں۔ جس نے ان کی اتباع کی وہ ناجی ہے اور جس نے اِن سے اعراض کیا اس کا قیام و مقام جہنم میں ہے''۔ ①

﴿ وہ سب قرآن کے ساتھ ہیں ﴾

الغیبة للنعمانی عن سُلیم بن قیس عن علی علیہ السلام عن رَسُولَ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عَلِيٌّ أَخِي وَوَصِيِّي وَوَارِثِي، وَخَلِيفَتِي فِي أُمَّتِي، وَوَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي، وَأَحَدَ عَشَرَ إِمَاماً مِن وُلْدِهِ، أَوَّلُهُم ابْنِي حَسَنٌ، ثُمَّ ابْنِي حُسَيْنٌ، ثُمَّ تِسْعَةٌ مِن وُلْدِ الْحُسَيْنِ، وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ، هُم مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَهُم، لَا يُفَارِقُونَهُ وَلَا يُفَارِقُهُم حَتَّى يَرِدُوا عَلَيَّ الْحَوْضَ

''غیبتِ نعمانی میں سُلیم بن قیس سے روایت ہے، اُنھوں نے حضرت امام علی علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: علیؑ میرے بھائی، میرے وصی، میرے وارث، میری اُمت کے

① امالی مفید: ص ۲۱۷؛ بشارت المصطفیٰ: ص ۳۹، بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۲۷۲

خلیفہ، میرے بعد ہر مومن کے آقا و مولا ہیں۔ گیارہ امام اُن کی اولاد میں سے ہیں، اُن میں پہلے میرے فرزند حسنؑ، اُن کے بعد میرے فرزند حسینؑ ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے نو فرزند امامؑ ہیں جن کی آمد یکے بعد دیگرے ہے۔ وہ سب قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن اُن کے ساتھ ہے۔ وہ کبھی قرآن سے جدا نہیں ہوں گے اور قرآن اُن سے جدا نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ سبھی اکٹھے میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں گے"۔ (۱)

﴿اُن کے ساتھ تمسک کی برکات﴾

الفضائل عن الإمام الرِّضا عن آبائه عن الإمام علی: قَالَ لِی أَخِی رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَن سَرَّهُ أَن یَلقَی اللهَ تعالی مُقبِلًا عَلَیهِ غَیرَ مُعرِضٍ عَنهُ فَلیُوالِ عَلِیًّا، وَمَن سَرَّهُ أَن یَلقَی اللهَ تَعالی وَهُوَ عَنهُ رَاضٍ فَلیُوالِ ابنَهُ الحَسَنَ، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَهُوَ لَا خَوفٌ عَلَیهِ فَلیُوالِ ابنَهُ الحُسَینَ، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَهُوَ یُمَحَّصُ عَنهُ ذُنُوبُهُ فَلیُوالِ عَلِیَّ بنَ الحُسَینِ السَّجَّادَ، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَهُوَ قَرِیرُ عَینٍ فَلیُوالِ مُحَمَّداً البَاقِرَ، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَهُوَ خَفِیفُ الظَّهرِ فَلیُوالِ جَعفَرَ الصَّادِقَ، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَهُوَ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ فَلیُوالِ مُوسَی الکَاظِمَ، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَهُوَ ضَاحِکٌ مُستَبشِرٌ فَلیُوالِ عَلِیَّ بنَ مُوسَی الرِّضَا، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَقَد رُفِعَت دَرَجَاتُهُ وَبُدِّلَت سَیِّئَاتُهُ حَسَنَاتٍ فَلیُوالِ مُحَمَّداً الجَوَادَ، وَمَن أَحَبَّ أَن یُحَاسِبَهُ اللهُ حِسَاباً یَسِیراً فَلیُوالِ عَلِیًّا الهَادِیَ، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَهُوَ مِنَ الفَائِزِینَ فَلیُوالِ الحَسَنَ العَسکَرِیَّ، وَمَن أَحَبَّ أَن یَلقَی اللهَ وَقَد کَمَلَ إِیمَانُهُ

---

(۱) الغیبت النعمانی: ص ۷۰؛ بحار الانوار: ج ۳۶ ص ۲۱۱

وَحُسْنَ إِسلَامُهُ فَلیُوالِ الحُجَّةَ صَاحِبَ الزَّمانِ القَائِمَ المُنتَظَرَ المَهدِيَّ (م ح م د) بنَ الحَسَنِ. فَهؤُلَاءِ مَصَابِیحُ الدُّجیٰ، وَ أَئِمَّةُ الهُدٰی، وَأَعلَامُ التُّقٰی. فَمَن أَحَبَّهُم وَتَوَلَّاهُم کُنتُ ضَامِنًا لَهُ عَلَی اللّٰہِ الجَنَّةَ.

"الفضائل میں ہے، حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آباء سے، اُنھوں نے حضرت امام علی علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے فرمایا کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے فرمایا: جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ رب العزت سے اس صورت میں ملاقات کرے کہ وہ ذات اُس کی ملاقات کی منتظر ہو تو وہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کو تسلیم کرے۔ جو آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے رب سے اس صورت میں ملاقات کرے کہ اللہ اُس پر راضی ہو تو وہ اِن کے فرزند ارجمند امام حسن علیہ السلام کی ولایت و ریاست کو اپنے اُوپر نافذ کرے۔ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں اس اعزاز کے ساتھ جائے کہ اُسے کوئی خوف لاحق نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ اُن کے فرزند عزیز حضرت امام حسین علیہ السلام کی مودّت کو قبول کرتے ہوئے اُنھیں اپنا آقا و مولا قرار دے۔ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے ربِ مہربان کی بارگاہ میں اس صورت میں پہنچے کہ اس کے نامۂ اعمال میں کوئی عصیان و معصیت نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ امام علی بن الحسین علیہ السلام کی امامت و خلافت کا اقرار کرے۔ جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ وہ اس حال میں رب العالمین کے قُرب میں جائے اور نعماتِ جنت پانے کی صورت میں اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں تو وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا مطیع و فرماں بردار ہو جائے۔ جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ جب وہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش ہو اور اُس کی پشت پر گناہوں کا کوئی بوجھ نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ولادت و

صداقت کا دَم بھرتے ہوئے زندگی بسر کرے اور جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ طیب و طاہر ہو کر اپنے رب کے حضور حاضر ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولایت و آقائیت کی حدود میں رہتے ہوئے زندگی گزارے۔ جس کی خواہش ہے کہ وہ خداوند قدوس کی بارگاہ میں ہنستا مسکراتا ہوا پیش ہو اُسے چاہیے کہ وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی حکمرانی و ولایت کا اقرار کرے۔ جس کی آرزو یہ ہے کہ وہ اپنے نامۂ اعمال کو گناہوں سے صاف کرا کر عالی و متعالی درجات کی سند لے کر بارگاہِ ربوبیت میں حاضری دے تو اُس پر لازم ہے کہ وہ حضرت امام محمد جواد علیہ السلام کی ولایت و مودّت کو اپنی حیات کا مشن بنا کر زندگی گزارے۔ جو عبدِ خدا یہ پسند کرتا ہے کہ وہ روزِ قیامت میدانِ حساب و کتاب میں کامیابی و کامرانی کی سند فوراً حاصل کر کے اللہ کی بارگاہ میں قدم رکھے اُسے چاہیے کہ وہ امام علی نقی علیہ السلام کی ولایت و سرکار کو تسلیم کرے۔ جو آدمی کامیابی و کامرانی کے ساتھ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونا چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی حکومت و عسکریت کو اختیار کرے اور جو بندۂ خدا یہ چاہتا ہے کہ وہ کامل ایمان اور پسندیدہ اسلام کے ساتھ بارگاہِ ربوبیت میں داخل ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ حجتِ خدا صاحب الزمان، القائم المنتظر المہدی محمد بن حسن علیہ السلام کی ولایت کو تسلیم کرتے ہوئے اُن کے مشن کی نصرت میں زندگی گزارے۔ جی ہاں! یہ سبھی جہالت کی تاریکیوں میں مینارۂ نُور ہیں۔ یہی ائمہ ہدیٰ ہیں، تقویٰ کے بلند و بالا نشان ہیں۔ جس کسی نے اِن سے محبت رکھی اور اِن کی ولایت کا اقرار کیا میں نبیؐ ضمانت دیتا ہوں کہ اللہ اُسے ہر صورت جنّت عطا کرے گا"۔ (الفضائل: ص ۱۴۰؛ بحار الانوار: ج ۲۷، ص ۱۰۷)

تیسری فصل

ائمہ طاہرینؑ کی امام حسین علیہ السلام کی امامت و ولایت پر نص

حضرت علی علیہ السلام کی آپؑ کی امامت پر نص

كفاية الأثر عن طارق بن شهاب عن أمير المؤمنين عليه السلام لِلحَسَنِ وَالحُسَينِ عليهما السلام: أنتُما إمامانِ بَعدِي، سَيِّدا شَبابِ أهلِ الجَنَّةِ، وَالمَعصومانِ، حَفِظَكُمَا اللهُ، وَلَعنَةُ اللهِ عَلى مَن عاداكُما.

"کفایۃ الاثر میں طارق بن شہابؓ سے روایت ہے، انھوں نے حضرت امام علی علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام سے فرمایا: آپؑ دونوں میرے بعد امام ہیں۔ آپؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ آپؑ دونوں پیکر عصمت و طہارت ہیں۔ اللہ رب العزت تمھاری حفاظت فرمائے، اللہ اُس پر لعنت کرے جو تم سے عداوت رکھے"۔ (کفایۃ الاثر: ص ۲۲۱؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۲۶۵)

الكافي عن جابر عن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام: أوصى أميرُ المُؤمِنينَ إلَى الحَسَنِ [عِندَما ضَرَبَهُ ابنُ مُلجَمٍ] وَأشهَدَ عَلى وَصِيَّتِهِ الحُسَينَ عليه السلام ومُحَمَّداً، وَجَميعَ وُلدِهِ، وَرُؤَساءَ شيعَتِهِ، وَأهلَ بَيتِهِ، ثُمَّ دَفَعَ إلَيهِ الكِتابَ وَالسِّلاحَ.

ثُمَّ قالَ لِابنِهِ الحَسَنِ عليه السلام: يا بُنَيَّ! أمَرَني رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وآله أن

أُوصِيَ إِلَيْكَ، وَأَنْ أَدفَعَ إِلَيْكَ كُتُبِي وَسِلَاحِي، كَمَا أَوصى إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَدَفَعَ إِلَيَّ كُتُبَهُ وَسِلَاحَهُ، وَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَكَ إِذَا حَضَرَكَ الْمَوتُ أَنْ تَدفَعَهُ إِلَى أَخِيكَ الْحُسَينِ علیہ السلام.

ثُمَّ أَقبَلَ عَلَى ابنِهِ الْحُسَينِ علیہ السلام وَقَالَ: أَمَرَكَ رَسُولُ اللهِ أَنْ تَدفَعَهُ إِلَى ابنِكَ هٰذَا. ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ ابنِ ابنِهِ عَلِيِّ بنِ الْحُسَينِ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بنِ الْحُسَينِ علیہ السلام: يَا بُنَيَّ، وَأَمَرَكَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنْ تَدفَعَهُ إِلَى ابنِكَ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، وَأَقرِئهُ مِن رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمِنِّي السَّلَامَ.

"الکافی میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے فرمایا: یہ اس زمانے کی بات ہے کہ جس زمانے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ابن ملجم کی ضربت سے زخمی ہوئے تھے۔ آپؑ نے اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور اُنھیں وصیت فرمائی اور اس وصیت پر حضرت امام حسین علیہ السلام، محمد حنفیہؒ، رُوسائے شیعہ اور اپنے اہلِ بیتؑ کو گواہ بنایا۔ پھر یہ وصیت نامہ اور اپنا اسلحہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے حوالے کرتے ہوئے اُن سے فرمایا: اے میرے فرزند دلبند! مجھے اللہ کے رسولؐ نے حکم دیا کہ وقتِ شہادت اس طرح آپؑ سے وصیت کروں، وصیت نامہ اور اسلحہ آپؑ کے حوالے کروں جس طرح آپؐ نے مجھے وصیت کی تھی۔ آپؐ نے اپنا وصیت نامہ اور اسلحہ میرے حوالے کیا تھا۔ مجھے اُنھوں نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ میں آپ کو حکم دوں کہ جب تمھارا وقتِ شہادت قریب آئے تو یہ چیزیں اپنے بھائی امام حسین علیہ السلام کے حوالے کرنا۔

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے فرمایا: اللہ کے رسولؐ نے آپؑ کے لیے بھی یہی حکم جاری فرمایا

تھا کہ آپؑ نے بھی وقتِ شہادت اِن اُمور کو اپنے فرزند کے حوالے کرنا ہے۔ پھر آپؑ نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے فرمایا: اے میرے فرزند! رسولؐ اللہ نے آپؑ کے لیے بھی یہی حکم صادر فرمایا تھا کہ آپؑ نے اِن اُمور کو اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالے کرنا ہے۔ انھیں اللہ کے رسولؐ کا اور میرا سلام کہنا"۔ ①

مئة منقبة عن المسيّب بن نجيّة عن أمير المؤمنين عليه السلام: أنا وَالحَسَنُ وَالحُسَينُ وَتِسعَةٌ مِن وُلدِ الحُسَينِ خُلَفاءُ اللهِ في أرضِهِ، وَأُمَناؤُهُ عَلى وَحيِهِ، وَأَئِمَّةُ المُسلِمينَ بَعدَ نَبِيِّهِ، وَحُجَجُ اللهِ عَلى بَرِيَّتِهِ.

"مئة منقبہ میں مسیب بن نجبہ سے روایت ہے، اُس نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: میں حسنؑ، حسینؑ اور، نو وہ امام جو حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ کی سرزمین میں اس کے خلفاء ہیں اور اُس کی وحی کے امین ہیں۔ اس کے نبیؐ کے بعد مسلمانوں کے رہبر و امام ہیں اور اس کی مخلوق پر اس کی طرف سے حجتیں ہیں"۔ ②

كمال الدين عن عبد الله بن الحارث عَن عَلِيّ عليه السلام وَقَد سَأَلَهُ عَبدُ اللهِ بنُ الحارِثِ: أَخبِرني بِما يَكونُ مِنَ الأَحداثِ بَعدَ قائِمِكُم: يَابنَ الحارِثِ، ذٰلِكَ شَيءٌ ذِكرُهُ مَوكولٌ إلَيهِ، وَإنَّ رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَهِدَ إلَيَّ ألّا أُخبِرَ بِهِ إلَّا الحَسَنَ وَالحُسَينَ عليهما السلام.

---

① الکافی: ج۱، ص ۲۹۷-۲۹۸؛ تہذیب الاحکام: ج ۹، ص ۱۷۹؛ کتاب من لایحضرہ الفقیہ: ج ۴، ص ۱۸۹؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۱۵۸، کتاب سُلیم بن قیس: ج ۲، ص ۹۲۳، دعائم الاسلام: ج ۲، ص ۳۴۸؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۰۸؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۳۲۲؛ الغیبۃ الطوسی: ص ۱۹۴

② مئۃ منقبہ: ص ۸۳؛ الاستبصار: ص ۴۲

"کمال الدین میں عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام علی علیہ السلام سے پوچھا: جب آپؑ کے قائمؑ ظہور فرمائیں گے تو اُن کے ظہور کے بعد کے حالات کیسے ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: اے فرزندِ حارث! یہ وہ چیز ہے کہ جس کا ذکر صرف اُنھیں تفویض کیا گیا ہے۔ رسولؐ اسلام نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ مَیں اس کی خبر کسی کو نہ دوں سوائے حسنؑ و حسینؑ کے۔ وہ دونوں اس خبر کے اہل ہیں"۔ ①

الکافی میں ہے، ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ جب حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے اپنے بیٹوں کو بلایا جو بارہ تھے۔ آپؑ نے اُن سے فرمایا: اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے میرے لیے وہ سنت جاری فرمائی جو اُس نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے لیے جاری کی تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے وقتِ رحلت اپنے بیٹوں کو اپنے پاس بلایا تھا۔ وہ بھی تعداد میں بارہ تھے۔ اُنھوں نے اُن سب کو اُن کے صاحب کے بارے میں بتایا تھا کہ تمھارا امیر فلاں ہے۔ میں تمھیں تمھارے صاحب کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔

یاد رکھنا! یہ دونوں حسنؑ اور حسینؑ رسولؐ اللہ کے فرزند ہیں۔ اِن کی بات سننا اور اِن کی اطاعت کرنا، اِن کے وزیر بن کر رہنا۔ میں انھیں تمھاری امان میں اس طرح دے رہا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن دونوں کو میری امان میں دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں میری امان میں اس طرح دیا تھا جس طرح اللہ سبحانہ نے اپنی مخلوق اور اپنے غیب میں سے اُن کی ذات کو اُن پر امین بنایا تھا اور اپنے اُس دین میں سے انھیں اس پر امین بنایا تھا جس دین کو اُس نے خود اپنی ذات کے لیے پسند فرمایا۔

اللہ نے اُن کے لیے مجھ علیؑ کی طرف سے وہی ذمہ داری دی ہے جو اُس نے مجھ علیؑ پر رسولؐ اللہ کی طرف سے ذمہ داری رکھی تھی۔ اِن دونوں کے فضائل برابر ہیں، اِن میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں ہے، سوائے اس کے کہ اِن میں سے ایک اپنی عمر کے لحاظ سے دوسرے سے بڑے ہیں۔

---

① کمال الدین: ص ۷۷، بحارالانوار: ج ۶، ص ۳۱۲

جب حضرت علی علیہ السلام کا آخری وقت آیا تو امام حسن علیہ السلام نے اُن سے وصیت حاصل کی اور دوسرے اُمور سنبھالے۔ امام حسین علیہ السلام خاموش رہے۔ جب امام حسن علیہ السلام کا وقتِ شہادت قریب آیا تو آپؑ نے وصایا امام حسین علیہ السلام کے حوالے کیں۔ جب امام حسین علیہ السلام کا وقتِ شہادت قریب آیا تو آپؑ نے اپنی شہزادی حضرت فاطمہ کبریٰؑ کو اپنے پاس بلایا اور وہی ملفوف کتاب اور وصیت طاہرہ اُن کے سپرد کی جو اُنھیں اُن کے برادر بزرگوار حضرت امام حسنؑ نے پیش کی تھی۔ اُس وقت امام زین العابدین علیہ السلام کی طبیعت ناساز تھی۔ جب اُنھیں شفا ملی تو اُن کی ہمشیرہ نے اپنے بابا کی امانت اُن کے حوالے کر دی۔ اللہ کی قسم! پھر یہ امانت امین ہاتھوں کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ (الکافی: ج۱، ص۲۹۱)

الکافی عن حبابة الوالبیّة: رَأَیتُ أَمِیرَ المُؤمِنِینَ علیہ السلام فِي شُرطَةِ الخَمِیسِ وَمَعَهُ دِرَّةٌ لَهَا سَبابَتانِ یَضرِبُ بِهَا بَیّاعِي الجِرِّيِّ وَالمَارمَاهِيِ وَالزِّمّارِ، وَیَقُولُ لَهُم: یَا بَیّاعِي مُسوخِ بَنِي إسرائِیلَ وَجُندِ بَنِي مَروانَ.

فَقامَ إلَیهِ فُراتُ بنُ أحنَفَ، فَقالَ: یَا أَمِیرَ المُؤمِنِینَ! وَمَا جُندُ بَنِي مَروانَ؟

فَقَالَ لَهُ: أَقوامٌ حَلَقُوا اللِّحی، وَفَتَلُوا الشَّوارِبَ، فَمُسِخوا.

فَلَم أَرَ نَاطِقاً أَحسَنَ نُطقاً مِنهُ. ثُمَّ اتَّبَعتُهُ، فَلَم أَزَل أَقفو أَثَرَهُ حَتّی قَعَدَ فِي رَحبَةِ المَسجِدِ، فَقُلتُ: لَهُ یَا أَمِیرَ المُؤمِنِینَ، مَا دَلالَةُ الإمامَةِ یَرحَمُكَ اللهُ؟

فَقَالَ: إیتِینِي بِتِلكَ الحَصاةِ، وَأَشارَ بِیَدِهِ إلَی حَصاةٍ، فَأَتَیتُهُ بِهَا، فَطَبَعَ لِي فِیهَا بِخاتَمِهِ، ثُمَّ قالَ لِي: یَا حَبابَةُ، إذَا ادَّعَی مُدَّعٍ الإمامَةَ، فَقَدَرَ أَن یَطبَعَ کَمَا رَأَیتِ، فَاعلَمِي أَنَّهُ إمَامٌ مُفتَرَضُ الطّاعَةِ وَالإمَامُ لَا یَعزُبُ عَنهُ شَيءٌ یُرِیدُهُ.

قَالَت: ثُمَّ انصَرَفتُ حَتّی قُبِضَ أَمِیرُ المُؤمِنِینَ علیہ السلام، فَجِئتُ إلَی

الْحَسَنِ علیہ السلام وَهُوَ فِي مَجْلِسِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام وَالنَّاسُ يَسْأَلُونَهُ. فَقَالَ: يَا حَبَابَةُ الْوَالِبِيَّةُ. فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا مَوْلَايَ. فَقَالَ: هَاتِي مَا مَعَكِ. قَالَ: فَأَعْطَيْتُهُ. فَطَبَعَ فِيهَا كَمَا طَبَعَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام.

قَالَتْ: ثُمَّ أَتَيْتُ الْحُسَيْنَ علیہ السلام وَهُوَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَقَرَّبَ وَرَحَّبَ. ثُمَّ قَالَ لِي: إِنَّ فِي الدَّلَالَةِ دَلِيلًا عَلَى مَا تُرِيدِينَ. أَفَتُرِيدِينَ دَلَالَةَ الْإِمَامَةِ؟

فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا سَيِّدِي. فَقَالَ: هَاتِي مَا مَعَكِ. فَنَاوَلْتُهُ الْحَصَاةَ. فَطَبَعَ لِي فِيهَا....

"الکافی میں حبابہ والبیہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دفعہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو لشکر میں دیکھا۔ آپؑ کے ہاتھ میں تازیانہ تھا جس کے ساتھ آپؑ مَلی مچھلی، سانپ مچھلی اور زِمار مچھلی بیچنے والوں کو مار رہے تھے اور ساتھ یہ بھی فرما رہے تھے: اے بنی اسرائیل اور جُند بنی مروان کے مسخ ہونے والوں کو بیچنے والو! اُس وقت فرات بن اَحنف کھڑا ہوا اور اُس نے آپؑ سے پوچھا: یا امیر المومنینؑ! جُند بنی مروان کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جُند بنی مروان وہ قوم ہے جو داڑھیاں منڈواتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے۔ اللہ نے اُنھیں مچھلی کی صورت میں مسخ کر دیا۔

حبابہ والبیہ کہتی ہیں کہ میں نے ایسی خوب صورت گفتگو آج تک نہیں سنی تھی جس طرح آپؑ نے بیان فرمائی۔ اس دوران میں اُن کے ساتھ رہی۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور صحن میں بیٹھ گئے۔ وہاں میں نے اُن کے حضور عرض کیا: اللہ آپؑ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، امامت کے دلائل کیا ہیں جس سے ہم اپنے امامؑ کو پہچان سکیں؟

آپؑ نے فرمایا: سامنے جو پتھر کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے اُسے میرے پاس اُٹھا کر

لے آ (آپؑ نے اس وقت اپنے ہاتھ سے پتھر کی طرف اشارہ فرمایا)۔
میں وہ پتھر کا ٹکڑا اُٹھا کر آپؑ کے حضور لائی۔ آپؑ نے اپنی مُہر اُس پتھر سے مَس کی تو آپؑ کی مُہر اس پتھر پر طبع ہوگئی (جسے میں دیکھ کر حیران رہ گئی کہ پتھر میں مُہر کندہ کرنا معجزہ ہے اور ایسا کام عام انسان نہیں کرسکتا کیوں کہ یہ خارقِ عادت کام ہے)۔
آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے حبابہ! جب کوئی امامت کا دعویٰ کرے تو وہ آدمی اپنے اس دعویٰ میں صادق ہوسکتا ہے جو ایسا کام کرنے پر قادر ہو جو میں نے کیا ہے اور تُو نے دیکھا ہے۔ یقین کرلے اور اس بات کو یاد رکھ۔ امامؑ (جس کی اطاعت کرنا واجب ہے) وہ ہوتا ہے جو کچھ وہ چاہے تو اُسے کرسکے۔
حبابہ کہتی ہیں: جب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کو شہید کردیا گیا تو میں امام حسن علیہ السلام کے حضور حاضر ہوئی۔ آپؑ اس مقام پر تشریف فرما تھے جہاں امیرالمومنین تشریف فرما ہوتے تھے۔ لوگ آپؑ پر سوالات کررہے تھے اور آپؑ انھیں جوابات دے رہے تھے۔ جب اُن کی نگاہ مجھ پر پڑی تو آپؑ نے فرمایا: تم حبابہ والبیہ ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ میرے پاس لے آؤ۔ میں نے پتھر کا ٹکڑا اُٹھایا اور اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔ اُنھوں نے پتھر سے اپنی انگوٹھی مَس کی تو اس میں آپؑ کی مہر اس طرح چھپ گئی جس طرح اُمیرالمومنینؑ نے چھاپی تھی۔
راویہ کہتی ہیں: میں سرکار امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں آئی۔ آپؑ اُس وقت مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے۔ آپؑ نے مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا: تمھارے پاس امامت کی نشانی ہے۔ کیا تو مجھ سے وہی دلالت و نشانی چاہے گی؟

میں نے عرض کیا: میرے آقا! آپؑ کی امامت کی دلیل چاہیے۔

آپؑ نے فرمایا: پتھر کا ٹکڑا لے آؤ۔ میں نے اُن کی خدمت میں پتھر کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ آپؑ نے میرے سامنے اس پر اپنی انگوٹھی مَس کی تو آپؑ کی مُہر اس پتھر پر کندہ ہو گئی"۔ ①

﴿ صحیفۂ حضرت فاطمہ زہراؑ ﴾

الکافی بسندٍ معتبر عن عبد الرحمٰن بن سالم عن أبي بصير عن أبي عبدالله [الصادق علیہ السلام]: قَالَ أَبِي لِجَابِرِ بنِ عَبدِاللهِ الأَنصارِيّ: إِنَّ لِي إِلَيكَ حَاجَةً فَمَتَى يَخِفُّ عَلَيكَ أَن أَخلُوَ بِكَ فَأَسأَلَكَ عَنهَا؟ فَقَالَ لَهُ جَابِرٌ: أَيَّ الأَوقَاتِ أَحبَبتَهُ. فَخَلا بِهِ فِي بَعضِ الأَيَّامِ. فَقَالَ لَهُ: يَا جَابِرُ، أَخبِرنِي عَنِ اللَّوحِ الَّذِي رَأَيتَهُ فِي يَدِ أُمِّي فَاطِمَةَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمَا أَخبَرَتكَ بِهِ أُمِّي أَنَّهُ فِي ذٰلِكَ اللَّوحِ مَكتُوبٌ؟

فَقَالَ جَابِرٌ: أَشهَدُ بِاللهِ أَنِّي دَخَلتُ عَلَى أُمِّكَ فَاطِمَةَ علیہا السلام فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَهَنَّيتُهَا بِوِلادَةِ الحُسَينِ، وَرَأَيتُ فِي يَدَيهَا لَوحاً أَخضَرَ، ظَنَنتُ أَنَّهُ مِن زُمُرُّدٍ، وَرَأَيتُ فِيهِ كِتَاباً أَبيَضَ شِبهَ لَونِ الشَّمسِ.

فَقُلتُ لَهَا: بِأَبِي وَأُمِّي يَا بِنتَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مَا هٰذَا اللَّوحُ؟ فَقَالَت: هٰذَا لَوحٌ أَهدَاهُ اللهُ إِلَى رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فِيهِ اِسمُ أَبِي، وَاسمُ بَعلِي، وَاسمُ ابنَيَّ، وَاسمُ الأَوصِيَاءِ مِن وُلدِي، وَأَعطَانِيهِ أَبِي لِيُبَشِّرَنِي بِذٰلِكَ.

---

① الکافی: ج۱، ص۳۲۶؛ کمال الدین: ص۵۳۶؛ اثبات فی المناقب: ص۱۳۰؛ کشف الغمہ: ج۲، ص۱۶۰، اعلام الوریٰ: ج۱، ص۴۰۸، بحار الانوار: ج۲۵، ص۱۷۵، المناقب ابن شہر آشوب: ج۱، ص۲۹۹

قَالَ جَابِرٌ: فَأَعطَتنِيهِ أُمُّكَ فَاطِمَةُ علیہا السلام. فَقَرَأتُهُ وَاستَنسَختُهُ.
فَقَالَ لَهُ أَبِي: فَهَل لَكَ يَا جَابِرُ أَن تَعرِضَهُ عَلَيَّ؟ قَالَ: نَعَم،
فَمَشَى مَعَهُ أَبِي إِلَى مَنزِلِ جَابِرٍ. فَأَخرَجَ صَحِيفَةً مِن رَقٍّ.
فَقَالَ: يَا جَابِرُ! انظُر فِي كِتَابِكَ لِأَقرَأَ أَنَا عَلَيكَ. فَنَظَرَ جَابِرٌ فِي نُسخَتِهِ. فَقَرَأَهُ أَبِي. فَمَا خَالَفَ حَرفٌ حَرفاً. فَقَالَ جَابِرٌ: فَأَشهَدُ بِاللهِ أَنِّي هٰكَذَا رَأَيتُهُ فِي اللَّوحِ مَكتُوباً:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

هٰذَا كِتَابٌ مِنَ اللهِ العَزِيزِ الحَكِيمِ لِمُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ وَنُورِهِ وَسَفِيرِهِ وَحِجَابِهِ وَدَلِيلِهِ. نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الأَمِينُ مِن عِندِ رَبِّ العٰلَمِينَ:

عَظِّم يَا مُحَمَّدُ أَسمَائِي، وَاشكُر نَعمَائِي، وَلَا تَجحَد آلَائِي. إِنِّي أَنَا اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا. قَاصِمُ الجَبَّارِينَ، وَمُدِيلُ المَظلُومِينَ، وَدَيَّانُ الدِّينِ. إِنِّي أَنَا اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا. فَمَن رَجَا غَيرَ فَضلِي، أَو خَافَ غَيرَ عَدلِي، عَذَّبتُهُ عَذَاباً لَا أُعَذِّبُهُ أَحَداً مِنَ العٰلَمِينَ. فَإِيَّايَ فَاعبُد، وَعَلَيَّ فَتَوَكَّل.

إِنِّي لَم أَبعَث نَبِيًّا، فَأُكمِلَت أَيَّامُهُ، وَانقَضَت مُدَّتُهُ، إِلَّا جَعَلتُ لَهُ وَصِيًّا، وَإِنِّي فَضَّلتُكَ عَلَى الأَنبِيَاءِ، وَفَضَّلتُ وَصِيَّكَ عَلَى الأَوصِيَاءِ، وَأَكرَمتُكَ بِشِبلَيكَ وَسِبطَيكَ حَسَنٍ وَحُسَينٍ فَجَعَلتُ حَسَناً مَعدِنَ عِلمِي بَعدَ انقِضَاءِ مُدَّةِ أَبِيهِ.

وَجَعَلتُ حُسَينًا خَازِنَ وَحيِي، وَأَكرَمتُهُ بِالشَّهَادَةِ، وَخَتَمتُ لَهُ بِالسَّعَادَةِ. فَهُوَ أَفضَلُ مَنِ استُشهِدَ، وَأَرفَعُ الشُّهَدَاءِ دَرَجَةً، جَعَلتُ كَلِمَتِيَ التَّامَّةَ مَعَهُ، وَحُجَّتِيَ البَالِغَةَ عِندَهُ.

بِعِترَتِهِ أُثِيبُ وَأُعَاقِبُ، أَوَّلُهُم عَلِيٌّ سَيِّدُ العَابِدِينَ وَزَينُ

أَولِيَائِيَ الْمَاضِينَ ، وَابْنُهُ شِبهُ جَدِّهِ الْمَحمُودِ مُحَمَّدٌ البَاقِرُ عِلمِي، وَالْمَعدِنُ لِحِكمَتِي.

سَيَهلِكُ الْمُرتَابُونَ فِي جَعفَرٍ ، الرَّادُّ عَلَيهِ كَالرَّادِّ عَلَيَّ ، حَقَّ القَولُ مِنِّي لَأُكرِمَنَّ مَثوَى جَعفَرٍ ، وَلَأَسُرَّنَّهُ فِي أَشيَاعِهِ وَأَنصَارِهِ وَأَولِيَائِهِ.

أُتِيحَت بَعدَهُ مُوسَى فِتنَةٌ عَمياءُ حِندِسٌ لِأَنَّ خَيطَ فَرضِي لَا يَنقَطِعُ، وَحُجَّتِي لَا تَخفَى ، وَأَنَّ أَولِيَائِي يُسقَونَ بِالكَأسِ الأَوفَى، مَن جَحَدَ وَاحِداً مِنهُم فَقَد جَحَدَ نِعمَتِي، وَمَن غَيَّرَ آيَةً مِن كِتَابِي فَقَدِ افتَرَىٰ عَلَيَّ، وَيلٌ لِلمُفتَرِينَ الجَاحِدِينَ عِندَ انقِضَاءِ مُدَّةِ مُوسَى عَبدِي وَحَبِيبِي ، وَخِيَرَتِي فِي عَلِيٍّ وَلِيِّي وَنَاصِرِي ، وَمَن أَضَعُ عَلَيهِ أَعبَاءَ النُّبُوَّةِ ، وَأَمتَحِنُهُ بِالِاضطِلَاعِ بِهَا ، يَقتُلُهُ عِفرِيتٌ مُستَكبِرٌ، يُدفَنُ فِي المَدِينَةِ الَّتِي بَنَاهَا العَبدُ الصَّالِحُ إِلَى جَنبِ شَرِّ خَلقِي.

حَقَّ القَولُ مِنِّي لَأُسُرَّنَّهُ بِمُحَمَّدٍ ابنِهِ ، وَخَلِيفَتِهِ مِن بَعدِهِ ، وَوَارِثِ عِلمِهِ ، فَهُوَ مَعدِنُ عِلمِي ، وَمَوضِعُ سِرِّي وَحُجَّتِي عَلَى خَلقِي ، لَا يُؤمِنُ عَبدٌ بِهِ إِلَّا جَعَلتُ الجَنَّةَ مَثوَاهُ ، وَشَفَّعتُهُ فِي سَبعِينَ مِن أَهلِ بَيتِهِ كُلُّهُم قَدِ استَوجَبُوا النَّارَ ، وَأَختِمُ بِالسَّعَادَةِ لِابنِهِ عَلِيٍّ وَلِيِّي وَنَاصِرِي ، وَالشَّاهِدِ فِي خَلقِي، وَأَمِينِي عَلَى وَحيِي.

أُخرِجُ مِنهُ الدَّاعِيَ إِلَى سَبِيلِي، وَالخَازِنَ لِعِلمِيَ الحَسَنَ، وَأُكمِلُ ذٰلِكَ بِابنِهِ (م ح م د) رَحمَةً لِلعَالَمِينَ ، عَلَيهِ كَمَالُ مُوسَى ، وَبَهَاءُ عِيسَى، وَصَبرُ أَيُّوبَ، فَيُذَلُّ أَولِيَائِي فِي زَمَانِهِ، وَتُتَهَادَى رُؤُوسُهُم كَمَا تُتَهَادَى رُؤُوسُ التُّركِ وَالدَّيلَمِ ، فَيُقتَلُونَ

وَيُحرَقُونَ ، وَيَكونُونَ خَائِفِينَ ، مَرعوبِينَ وَجِلِينَ ، تُصبَغُ الأرضُ بِدِمَائِهِم ، وَيَفشُو الوَيلُ وَالرَّنَّةُ فِي نِسَائِهِم ، أُولئِكَ أَولِيَائِي حَقًّا ، بِهِم أَدفَعُ كُلَّ فِتنَةٍ عَميَاءَ حِندِسٍ ، وَبِهِم أَكشِفُ الزَّلازِلَ ، وَأَدفَعُ الآصَارَ وَالأَغلَالَ ، أُولئِكَ عَلَيهِم صَلَواتٌ مِن رَبِّهِم وَرَحمَةٌ ، وَأُولئِكَ هُمُ المُهتَدُونَ.

قَالَ عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ سَالِمٍ : قَالَ أَبُو بَصِيرٍ : لَو لَم تَسمَع فِي دَهرِكَ ، إِلَّا هٰذَا الحَدِيثَ لَكَفَاكَ ، فَصُنهُ إِلَّا عَن أَهلِهِ.

"اصولِ کافی میں ہے، صحابیِ امامؑ حضرت ابوبصیرؓ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ میرے والد بزرگوار نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے فرمایا: مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ جب کبھی آپ کو فرصت ملے تو میں خلوت میں آپ کو وہ کام بتاؤں گا۔ حضرت جابرؓ نے عرض کیا: آپؑ جس وقت مناسب خیال کریں بندہ حاضر ہے۔

ایک دن جب میرے والد گرامی اور حضرت جابرؓ ایک مقام پر اکٹھے ہوئے وہاں اُن کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ میرے والد بزرگوار نے حضرت جابرؓ سے فرمایا: وہ لوح جو تُو نے میری ماں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے دستِ مبارک میں دیکھی تھی تو اُس کے بارے میں میری ماں نے تجھے کیا بتایا تھا اور اس میں کیا لکھا ہوا تھا؟

حضرت جابرؓ نے عرض کیا: بخدا یہ اُس زمانے کی بات ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملکوتی سایہ اُمت پر موجود تھا۔ میں آپؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے خانۂ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپؑ کے ہاں آپؑ کے عظیم الشان مولود امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہو چکی تھی۔ میں نے آپ کو آپؑ کے فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت پر مبارک پیش کی۔ اس وقت

میں نے اُن کے مبارک ہاتھوں میں ایک نُورانی لوح دیکھی۔ وہ زمرد کی مانند دکھائی دیتی تھی۔ اس لوح میں تحریر تھا کہ جس کا رنگ سفید تھا وہ تحریر اپنی درخشندگی میں آفتاب تھی اور اس کی خوشبو مشک وعنبر کو شرما رہی تھی۔

اُس وقت میں نے اُن کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: میرے والدین آپؑ پر قربان ہو جائیں، آپؑ اس لوح کا تعارف فرمایئے۔

سیدہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا: یہ وہ نُورانی لوح ہے جو اللہ رب العزت نے اپنے رسولؐ کو ہدیہ فرمائی ہے۔ اس میں سرفہرست میرے والد عالی قدرؐ کا مبارک اسم ہے۔ اُن کے بعد میرے شوہر نامدار علیؑ اور میرے دونوں فرزندوں اور میری اولاد میں سے جو اوصیاء اللہ ہیں اُن کے اسماء ہیں۔ یہ لوح میرے والدِ بزرگوارؐ نے مجھے عطا فرمائی ہے اور یہ میرے لیے ملکوتی مژدہ ہے۔

میں نے وہ نُورانی لوح آپؑ کی والدہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے لی، اس کی زیارت کی اور اس کا مطالعہ کیا اور اس کی تحریر کو اپنے ہاں لکھ لیا۔

حضرت جابرؓ اپنے گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد چمڑے کا ایک صحیفہ لائے۔ میرے والد مہربان نے فرمایا: اے جابرؓ! یہ صحیفہ اپنے پاس رکھیں، میں اسے زبانی پڑھتا ہوں اور تم اس صحیفے کی عبارت کو دیکھتے جاؤ۔ حضرت جابرؓ نے اُس صحیفے کی عبادت کو دیکھنا شروع کیا۔ میرے والدِ بزرگوار نے پڑھنا شروع کیا اور حرف بہ حرف سنا دیا۔ ایک حرف کا اضافہ ہوا اور نہ کمی ہوئی۔ حضرت جابرؓ بول اُٹھے: میں اللہ رب العزت کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اس صحیفہ کی تحریر بالکل اُس طرح ہے جس طرح کہ آپؑ نے میرے سامنے پڑھی ہے۔

وہ تحریر یہ تھی:

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے

یہ مکتوب اُس معبودِ برحق کی طرف سے ہے جو غالب اور حکیم ہے۔ اُس ذات نے یہ مکتوب اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جاری کیا ہے، جو اُس کے نُور اور سفیر ہیں اور اُس کے حجاب اور اُس کی دلیل ہیں۔ اُن پر رب العالمین کی طرف سے روح الامین نازل ہوا۔

یا محمدؐ! میرے اسماء کو بلند و بالا کیجیے، میری نعمات کا شکر ادا کیجیے اور اُن کا انکار مت کیجیے۔ معبودِ برحق میں ہی ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں جابروں کی دنیا کو نیست و نابود کرنے والا ہوں۔ مظلوموں کا بدلہ لینے والا ہوں۔ قیامت کے دن جزا دینے والا ہوں۔ میں ہی معبودِ برحق ہوں جس نے میرے فضل و کرم کے علاوہ کسی اور کے فضل و کرم کی اُمید رکھی یا میرے عدل و انصاف کے علاوہ کسی اور عدالت سے خوف زدہ ہوا تو میں اُسے وہ عذاب دوں گا کہ میں نے عالمین میں کسی کو اس طرح معذب نہیں کیا۔ پس تم میری ہی بندگی و عبادت کرو اور مجھ پر توکل کرو۔ میں نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس کے دور کو کامل و مکمل نہ کیا ہو اور اس کی مدتِ بعثت ختم نہ کی، جب تک اُس کا وصی نہ بنایا ہو۔ میں نے آپؐ کو تمام انبیاءؑ پر فضیلت دی ہے اور آپؐ کے وصی کو تمام اوصیاء پر برتری عطا کی ہے۔ میں نے آپؐ کو دو سبط (حسنؑ و حسینؑ) دے کر برگزیدہ کیا ہے۔

میں نے حسنؑ کو اُن کے والد گرامیؑ کے بعد اپنے علم کا معدن بنایا ہے۔ میں نے حسینؑ کو اپنی وحی کا خزانہ و خازن بنایا ہے اور اُنھیں شہادت کے مرتبے سے محترم و مکرم کیا ہے۔ اُن کی زندگی کو اَبدی سعادت کے ساتھ اختتام پذیر کیا ہے۔ وہ تمام شہیدانِ حق سے اَفضل و اعلیٰ ہیں اور وہ اُن کے سیّد و سالار ہیں اور میں نے اپنے کامل و تام کلمہ کو اُن کے ہمراہ کر دیا ہے اور اپنی حجتِ بالغہ کو اُن کے نزدیک کر دیا ہے۔ میں اُن کے خاندان

کی برکت سے مخلوق کو جزا عطا کروں گا اور جو اُن سے اجنبی رہا میں اُسے شدید ترین سزا دوں گا۔ اُن کی اولاد میں سے پہلے علی زین العابدینؑ ہیں جو گذشتہ اَدوار کے اولیا کی زینت ہیں اور اُن کے فرزند اپنے جدِّ نامدار کی شکل وشمائل رکھنے والے ہیں اور وہ محمدؐ ہیں اور وہ میری حکمت و دانش کے سرچشمہ کو جاری وساری کرنے والے ہیں اور وہ میری حکمت و دانش کے خزینہ ومعدن ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند جعفرؑ ہیں۔ اُن کی امامت کی تردید کرنے والے نیست ونابود ہوں گے۔ جس نے اُن کی امامت کو تسلیم نہ کیا اُس نے مجھے تسلیم نہیں کیا۔ میرا ہی فرمان حق ہے۔ میرا وعدہ ہے کہ میں اُنھیں عزّت وعظمت بخشوں گا اور اُن کے پیروکاروں اور دوستوں کوشادمان کروں گا۔

اُن کے بعد میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ایک تاریک ترین دور میں اپنے بندوں کی نجات اور رہنمائی کے لیے منتخب کیا، کیونکہ میرے مقررات کا رشتہ کبھی منقطع نہ ہوگا اور میری روشن حجت پر کبھی تاریکی کے پردے نہیں پڑسکتے۔ میرے دوست مہرومحبت کے جام سے سیراب ہوں گے۔ اُن میں سے کسی نے اُن سے اعراض وانکار کیا تو میری نعمتِ عظمیٰ سے اِعراض وانکار کیا۔ جس نے اُن کی کتاب کے کسی مفہوم کو تبدیل کیا تو اُس نے مجھ پر فریب باندھا۔ اِفترا پردازوں اور منکرین کے لیے اَبدی ہلاکت وبربادی ہے۔

اُن کے دورِ امامت کے خاتمے پر میں نے امامت کے لیے امام علی رضا علیہ السلام کا انتخاب کیا جو میرے عظیم عبد، میرے حبیب اور میری خیروبھلائی کے معدن ہیں۔ وہ میرے ولی وناصر ہیں۔ میں نے اپنے پیغام کی نگہبانی اُن کے دوشِ مبارک پر ڈال دی ہے۔ میں نے اس مسئولیت میں اُنھیں بار بار آزمایا ہے۔ آخرکار اُنھیں ایک عفریت، مستکبر شہید کردے گا۔ وہ اُس

شہر میں ایک بدترین آدمی کے پہلو میں دفن ہوں گے جس شہر کی بنیاد ہمارے ایک عبد صالح نے رکھی ہوگی۔

میں نے اس کے حق میں فیصلہ کیا ہے کہ میں اُنھیں ایک صاحبِ دانش و حکمت فرزند عطا کر کے شاداں و فرحان کردوں، جن کا اسمِ گرامی محمد تقیؑ ہے، جو اُن کا نائب ہے۔ وہ میرے علم کے معدن ہیں، میرے اُسرار کی منزل ہیں، میری تمام مخلوق پر حجت ہیں۔ وہ اپنے والد کی شہادت کے بعد عہدۂ امامت سنبھالیں گے۔ جو آدمی اُن کی امامت کو تسلیم کرے گا میں اُسے جنت میں مقام دوں گا۔ ایسا آدمی اپنے خاندان کے اُن ستر افراد کی شفاعت کرے گا کہ جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔ میں اُن کے فرزند امام علی نقی علیہ السلام سے جو اُمت کے دسویں رہبر ہیں، اپنی سعادت کو کامل و اکمل کروں گا۔ وہ میرے ولی اور دین کے ناصر ہیں، وہ میری مخلوق کے درمیان میرے گواہ ہیں۔ وہ میری وحی و رسالت اور میرے قرآنِ کریم کے امین و محافظ ہیں۔ میں اُنھیں وہ فرزند ارجمند عطا کروں گا جو میرے راستے کی طرف دعوت دینے والا ہوگا۔ وہ میرے علم و رُشد کا خازن و خزینہ ہے۔ اُن کا بلند و بالا اسم ''حسن عسکریؑ'' ہے۔

میں امامت کو اُن کے فرزند جن کا اسمِ گرامی ''محمد مہدیؑ'' ہے کے ساتھ کامل کروں گا۔ وہ عالمین کے لیے رحمت ہیں۔ وہ عروج و کمال میں موسیٰؑ، حسن و جمال میں عیسیٰؑ اور صبر و تحمل میں ایوبؑ ہیں۔ اُن کے زمانہ غیبت میں میرے دوست حیران و پریشان اور سرگردان ہوں گے۔ حق و عدالت کے دفاع کی خاطر میرے اِن بندوں کے سر ستم پیشہ بادشاہوں کے ہاں بطور تحفہ و ہدیہ اس طرح پیش کیے جائیں گے جس طرح ترک و دیلم (مشرکین) کے سر بطور ہدیہ بھیجے جاتے تھے۔ زمین اُن کے مقدس خون سے رنگین کردی جائے گی۔ اُن کے گھروں کو نذرِ آتش کیا جائے گا۔

اس دور میں وہ سب خوف زدہ رہیں گے۔ اُن کے بچوں اور عورتوں کی دردناک فریادیں بلند ہوں گی۔ یہ لوگ میرے حقیقی اولیاء ہوں گے اور یہی لوگ دین اور انسانیت کا دفاع کرنے والے ہوں گے۔

جی ہاں! ہم اُنھیں رہبرانِ نُور کے ذریعے تیرہ و تاریکی کے ہر فتنے کی بساط کو اُلٹ کر رکھ دیں گے اور عقیدہ کے تزلزل کو برطرف کردیں گے اور اپنے بندوں کے ہاتھ اور پاؤں سے ظلم و اِستبداد اور دجال گردی کی زنجیروں کو کاٹ دیں گے۔ اُنھی لوگوں پر اُن کے رب کا درود وسلام ہو۔ یہی لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں اور لوگوں کے حقیقی رہبر ہیں۔

راوی عبدالرحمٰن بن سالم کہتے ہیں کہ جب ابوبصیرؓ نے مجھے یہ حدیث سنائی تو مجھ سے کہا: اگر تم نے اپنی زندگی میں اس حدیث کو سن یا پڑھ لیا تو یہی درس آموز حدیث تمھاری ہدایت کے لیے کافی و وافی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ اِس حدیث کو اُن کے اَہل کے علاوہ دوسروں سے محفوظ رکھیں گے"۔ ①

امالی طوسی میں بھی یہی روایت ہے۔ ②

حضرت امام حسینؑ کی امامت پر حضرت امام حسنؑ کی نص

• الكافي عن المفضّل بن عمر عن أبي عبدالله [الصّادق] عليه السلام: لَمَّا حَضَرَتِ الحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام الوَفَاةُ قَالَ: يَا قَنبَرُ! انظُر هَل تَرىٰ مِن وَرَاءِ بَابِكَ مُؤمِناً مِن غَيرِ آلِ مُحَمَّدٍ؛ فَقَالَ: اللهُ تَعالىٰ وَرَسُولُهُ وَابنُ رَسُولِهِ أَعلَمُ بِهِ مِنّي. قَالَ: أُدعُ لِي مُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ

---

① الکافی: ج ۱، ص ۵۲۷؛ عیون اخبار الرضا: ج ۱، ص ۳۲؛ الغیبۃ الطوسی: ص ۱۴۳؛ الغیبۃ النعمانی: ص ۶۲؛ الاختصاص: ص ۲۱۰؛ الاحتجاج: ج ۱، ص ۱۶۲؛ اعلام الوریٰ: ج ۲، ص ۱۷۳؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۱۹۵

② امالی طوسی: ص ۲۹۱؛ بشارت المصطفیٰ: ص ۱۸۳؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۲۹۲

فَأَتَيْتُهُ فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ، قَالَ: هَلْ حَدَثَ إِلَّا خَيْرٌ؟ قُلْتُ: أَجِبْ أَبَا مُحَمَّدٍ، فَعَجَّلَ عَلَى شِسْعِ نَعْلِهِ، فَلَمْ يُسَوِّهِ وَخَرَجَ مَعِي يَعْدُو، فَلَمَّا قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ سَلَّمَ.

فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام: اجْلِسْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِثْلُكَ يَغِيبُ عَنْ سَمَاعِ كَلَامٍ يَحْيَى بِهِ الْأَمْوَاتُ، وَيَمُوتُ بِهِ الْأَحْيَاءُ، كُونُوا أَوْعِيَةَ الْعِلْمِ، وَمَصَابِيحَ الْهُدَى، فَإِنَّ ضَوْءَ النَّهَارِ بَعْضُهُ أَضْوَأُ مِنْ بَعْضٍ، أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ جَعَلَ وُلْدَ إِبْرَاهِيمَ علیہ السلام أَئِمَّةً، وَفَضَّلَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ، وَآتَى دَاوُدَ علیہ السلام زَبُوراً، وَقَدْ عَلِمْتَ بِمَا اسْتَأْثَرَ بِهِ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ! إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ الْحَسَدَ، وَإِنَّمَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ الْكَافِرِينَ، فَقَالَ اللَّهُ: كُفَّاراً حَسَداً مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ وَلَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْكَ سُلْطَاناً.

يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِيكَ فِيكَ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاكَ علیہ السلام يَقُولُ يَوْمَ الْبَصْرَةِ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَبَرَّنِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَبَرَّ مُحَمَّداً وَلَدِي. يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ! لَوْ شِئْتُ أَنْ أُخْبِرَكَ وَأَنْتَ نُطْفَةٌ فِي ظَهْرِ أَبِيكَ لَأَخْبَرْتُكَ.

يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ علیہ السلام بَعْدَ وَفَاةِ نَفْسِي، وَمُفَارَقَةِ رُوحِي جِسْمِي إِمَامٌ مِنْ بَعْدِي، وَعِنْدَ اللَّهِ جَلَّ اسْمُهُ فِي الْكِتَابِ، وِرَاثَةً مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَضَافَهَا اللَّهُ لَهُ فِي وِرَاثَةِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ، فَعَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ خِيَرَةُ خَلْقِهِ، فَاصْطَفَى مِنْكُمْ مُحَمَّداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَاخْتَارَ مُحَمَّدٌ عَلِيّاً علیہ السلام، وَاخْتَارَنِي عَلِيٌّ بِالْإِمَامَةِ، وَاخْتَرْتُ أَنَا الْحُسَيْنَ علیہ السلام.

"الکافی میں مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب حضرت امام حسن علیہ السلام کا وقتِ شہادت قریب آیا تو آپؑ نے قنبرؓ سے فرمایا: اے قنبرؓ! دروازے پر دیکھ، دروازے پر ہمارا کوئی غیر تو موجود نہیں ہے؟ قنبرؓ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ، اُس کا رسولؐ اور اُس کے رسولؐ کا فرزند مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ آپؑ کے دوستوں کے علاوہ کوئی اور موجود نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: محمد حنفیہؒ کو میرے پاس بلا کر لائیں۔ میں اُن کے پاس آیا اور اُنھیں امام علیہ السلام کا پیغام دیا۔ جنابِ محمد حنفیہؒ نے فرمایا: خیریت تو ہے کوئی نئی بات تو نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ کو فرزندِ رسولؐ اپنے پاس بلا رہے ہیں۔ جب اُنھوں نے امام علیہ السلام کا پیغام سنا تو فوراً اُٹھے، نعلین کے بغیر دوڑتے ہوئے امام علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے۔ جب سامنے آئے تو امام علیہ السلام کو سلام کیا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: تشریف رکھیں۔ جب جناب محمد حنفیہؒ آپؑ کے سامنے بیٹھ گئے تو آپؑ نے فرمایا: وہ ذات تمھاری مثل نہیں ہے جو ہر بات غیب سے سُن لیتی ہے۔ وہ مُردوں کو زندہ کرتی ہے اور زندوں کو موت دیتی ہے۔ تم سب علم کے ظروف اور ہدایت کے چراغ بن جاؤ، دن کی بعض روشنی بعض روشنیوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بعض کو امام بنایا ہے اور اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔ خداوند عالم نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاءؑ پر فضیلت عطا کی ہے۔

اے محمد بن علیؒ! مجھے آپؒ سے حسد کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حسد کو کافروں کی صفت قرار دیا ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے: "اپنے بغض اور حسد

کی بنا پر یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح ایمان کے بعد تمھیں دوبارہ کافر بنا دیں، پس آپ درگزر کریں یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے"۔ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۰۹)

اللہ سبحانہٗ نے آپ لوگوں کو شیطان کے تسلط سے محفوظ رکھا ہے۔ اے محمد بن علیؒ! کیا میں آپؒ کو وہ بات بتاؤں جو آپؒ کے والد گرامیؑ نے آپؒ کے بارے میں فرمائی تھی؟ جنابِ محمد حنفیہؒ نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے بصرہ کے دن خود سنا کہ اُنھوں نے آپؒ کے بارے میں فرمایا: "جو آدمی مجھ سے دنیا اور آخرت میں نیکی کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ میرے فرزند محمدؒ سے بھلائی کرے"۔

اے محمد حنفیہؒ! میں آپؒ کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ اگر میں چاہوں تو میں آپ کو اس وقت بھی خبر دے سکتا ہوں جب آپؒ اپنے والد گرامیؑ کی پشت میں مادہ تخلیق تھے۔

اے محمد بن علیؒ! آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ جب میری روح پرواز کرے گی اور میری شہادت ہوجائے گی تو اس وقت حسینؑ بن علیؑ امام ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی اس طرح ہے کہ میرے بعد امامت کا حق اُن کا ہے۔ اللہ نے اُنھیں جو میراث آپؒ کے والد اور والدہ کی طرف سے عطا کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اُنھیں جو میراث ملی ہے وہ اضافی ہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ آپؒ کا خاندان کائنات کا سب سے بہترین اور افضل ترین خاندان ہے۔ اللہ نے تم میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منتخب فرمایا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا انتخاب کیا۔ میرے بابا علیؑ نے مجھے امامت کے لیے چنا اور اس وقت میں (امام) حسینؑ کی امامت کا اعلان کر رہا ہوں"۔ [1]

---

[1] الکافی: ج۱،ص ۳۰۰؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۲۲، بحارالانوار: ج ۴۲،ص ۱۷۴

ارشاد میں زیاد المحارقی سے روایت ہے: جس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام کا آخری وقت قریب آیا تو آپؑ نے امام حسین علیہ السلام کو بلایا، اُنھیں اپنے اہلِ بیتؑ، اولاد اور تبرکات کی وصیت فرمائی۔ وہی وصیت کی جو آپؑ کے والد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اُنھیں کی تھی۔ جس وقت اُنھوں نے اُنھیں اپنا خلیفہ بنایا تھا، اپنے شیعوں کو بتایا تھا کہ میرے بعد خلیفہ وقت میرے فرزند (امام) حسنؑ ہیں۔ اُنھیں اپنے بعد خلافت کا منصب عطا فرمایا۔ (۱)

الکافی میں ہے، ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ وصال قریب آیا تو آپؑ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ سبحانہٗ نے جو امانت مجھے سونپی ہے وہ آپؑ کے سپرد کروں۔ (الکافی: ج۱،ص۲۹۱)

حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے وقتِ شہادت یہی کچھ حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا اور اُن کے حوالے وصیت کی۔

کفایۃ الاثر میں ہے، اصبغ بن نباتہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امامؑ بارہ ہیں۔ نو امام میرے بھائی حسینؑ کی صُلب سے ہیں۔ اس اُمت کے مہدیؑ اُنھی میں سے ہیں۔ (۲)

عيون المعجزات فِي ذِكرِ الإمَامِ الحَسَنِ عليه السلام وَهُوَ فِي سَاعَاتِهِ الأَخِيرَةِ: وَدَخَلَ عَلَيهِ أَخُوهُ الحُسَينُ عليه السلام. فَقَالَ: كَيفَ تَجِدُ نَفسَكَ؟ قَالَ: أَنَا فِي آخِرِ يَومٍ مِنَ الدُّنيَا وَأَوَّلِ يَومٍ مِنَ الآخِرَةِ، عَلَى كُرهٍ مِنِّي لِفِرَاقِكَ وَفِرَاقِ إِخوَتِي.

ثُمَّ قَالَ: أَستَغفِرُ اللهَ. عَلَى مَحَبَّةٍ مِنِّي لِلِقَاءِ رَسُولِ اللهِ وَأَمِيرِ المُؤمِنِينَ وَفَاطِمَةَ وَجَعفَرٍ وَحَمزَةَ عليهم السلام ثُمَّ أَوصَى إِلَيهِ. وَسَلَّمَ

(۱) ارشاد: ج۲،ص۱۷؛ روضۃ الواعظین: ص۱۸۵؛ کشف الغمہ: ج۲،ص۲۱۱؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص۴۱۳؛ بحارالانوار: ج۴۴،ص۱۵۶

(۲) کفایۃ الاثر: ص۲۲۳؛ الصراط المستقیم: ج۲،ص۱۲۸؛ بحارالانوار: ج۳۶،ص۳۸۳

إِلَيْهِ الاِسمَ الأَعظَمَ، وَمَوَارِيثَ الأَنْبِيَاءِ علیہم السلام الَّتِي كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام سَلَّمَهَا إِلَيْهِ.

عیون المعجزات میں ہے، حضرت امام حسن علیہ السلام کا آخری وقت تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپؑ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: آپؑ کی طبیعت کیسی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ دنیا کا آخری اور آخرت کا پہلا دن ہے۔ آپؑ سب کی جدائی ناقابلِ برداشت ہے۔

آپؑ نے اس کے بعد فرمایا: میں اللہ سبحانہٗ کی بخشش و مغفرت کا طلب گار ہوں۔ مجھے نانا رسولؐ اللہ، بابا امیرالمومنینؑ، اماں فاطمہ زہراؑ، چچا جعفر طیارؑ اور چچا حمزہؑ کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے وصیتیں پیش کیں اور اسمِ اعظم سپرد کیا اور وہ موارث پیش کیے جو آپؑ کو امیرالمومنینؑ نے پیش کیے تھے"۔ [1]

اپنی امامت پر ذاتی نص

معانی الأخبار بسندٍ معتبر عن الحسين علیہ السلام : سُئِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ. عَنْ مَعنى قَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : إِنِّي مُخَلِّفٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ : كِتَابَ اللهِ، وَعِتْرَتِي مَنِ الْعِتْرَةُ؛

فَقَالَ: أَنَا وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ. وَالأَئِمَّةُ التِّسعَةُ مِن وُلْدِ الْحُسَيْنِ، تَاسِعُهُم مَهدِيُّهُم وَقَائِمُهُم. لَا يُفَارِقُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَلَا يُفَارِقُهُم حَتّٰى يَرِدُوا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَوضَهُ.

"معانی الاخبار میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیرالمومنینؑ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان: "میں تمھارے درمیان ثقلین

---

[1] عیون المعجزات: ص ۶۶؛ بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۱۴۰؛ امالی طوسی: ص ۱۵۹؛ بشارۃ المصطفیٰ: ص ۲۷۱

چھوڑے جارہا ہوں: کتاب اللہ اور اپنی عترت"۔ اس عترت سے مراد کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میں اور حسنؑ و حسینؑ اور وہ نو امام جو حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں، اُن میں سے جو نویں مہدی قائمؑ ہیں وہ سب اللہ کی کتاب کو نہیں چھوڑیں گے اور اللہ کی کتاب اُنھیں نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ دونوں حوضِ کوثر پر اللہ کے رسولؐ کے پاس اکٹھے پہنچیں گے"۔ (۱)

مقتضب الأثر عن أمّ سُليم عن الحسين علیہ السلام :أنَا وَصِيُّ الأَوصِيَاءِ ، وأنَا أَبُو التِّسعَةِ الأَئِمَّةِ الهَادِيَةِ . أنَا وَصِيُّ أَخِي الحَسَنِ ، وَأَخِي وَصِيُّ أَبِي عَلِيٍّ . وَعَلِيٌّ وَصِيُّ جَدِّي رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

"اُمِ سلیمؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: میں وصی الاوصیاء ہوں۔ میں نو ہادی اماموںؑ کا باپ ہوں۔ میں اپنے بھائی حسنؑ کا وصی ہوں۔ میرے بھائی میرے والد بزرگوار علیؑ کے وصی اور میرے والد علیؑ میرے نانا بزرگوار رسول اللہؐ کے وصی تھے"۔ (۲)

كفاية الأثر عَن عبدالله بن إبرَاهيم عَن أَبيه عن جَدّه عَن عليّ بن الحسين عن الحسين بن عليّ عليهم السلام :كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ فِيمَا بَشَّرَنِي بِهِ: يَا حُسَينُ! أَنتَ السَّيِّدُ ابنُ السَّيِّدِ، أَبُو السَّادَةِ. تِسعَةٌ مِن وُلدِكَ أَئِمَّةٌ أُمَنَاءُ. التَّاسِعُ قَائِمُهُم . أَنتَ الإِمَامُ ابنُ الإِمَامِ . أَبُو الأَئِمَّةِ . تِسعَةٌ مِن

---

(۱) معانی الاخبار: ص ۹۰؛ کمال الدین: ص ۲۴۰؛ عیون اخبار الرضا: ج ۱، ص ۵۷؛ قصص الانبیاء: ص ۳۶۰؛ اعلام الوریٰ: ج ۲، ص ۱۸۰؛ کشف الغمہ: ج ۳، ص ۲۹۹؛ بحار الانوار: ج ۲۳، ص ۱۴۷

(۲) مقتضب الاثر: ص ۲۳؛ بحار الانوار: ج ۲۵، ص ۱۸۷

صُلبِكَ أَئِمَّةٌ أَبرَارٌ ، وَالتَّاسِعُ مَهدِيُّهُم ، يَملَأُ الأَرضَ قِسطًا وَعَدلًا ، يَقومُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ كَمَا قُمتُ فِي أَوَّلِهِ.

''کفایۃ الاثر میں عبداللہ بن ابراہیم سے روایت ہے کہ اس نے اپنے والد سے سنا، اس نے اپنے والد سے سنا، اُنھوں نے حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے امام حسین علیہ السلام سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خوش خبری سناتے ہوئے فرمایا: اے حسینؑ! آپ سردار ابنِ سردار ہیں، آپؑ سادات کے بابا ہیں، آپؑ کی اولاد میں سے نُو امام ہوں گے جو میری آیت کے امین ہیں، اُن میں سے نواں اُن کا قائمؑ ہے۔ آپؑ امام ابنِ امام ہیں اور آپؑ ابوالائمہ ہیں۔ نُو ائمہ ابرار آپؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ اُن کا نواں مہدی ہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ وہ آخری زمانے میں اس طرح قیام کریں گے جس طرح میں نے قیام کیا تھا''۔ ①

كفاية الأثر عن إسماعيل بن عبدالله عن الحسين بن علي عليه السلام:
لَمَّا أَنزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وتَعَالَى هٰذِهِ الآيَةَ : وَأُولُوا الأَرحَامِ بَعضُهُم أَولَى بِبَعضٍ سَأَلتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عَن تَأوِيلِهَا ،
فَقَالَ : وَاللهِ ، مَا عَنَى غَيرَكُم ، وَأَنتُم أُولُو الأَرحَامِ ، فَإِذَا مِتُّ فَأَبُوكَ عَلِيٌّ أَولَى بِي وَبِمَكَانِي ، فَإِذَا مَضَى أَبُوكَ فَأَخُوكَ الحَسَنُ أَولَى بِهِ ، فَإِذَا مَضَى الحَسَنُ فَأَنتَ أَولَى بِهِ.
قُلتُ : يَا رَسُولَ اللهِ ! فَمَن بَعدِي أَولَى بِي ؟
فَقَالَ : اِبنُكَ عَلِيٌّ أَولَى بِكَ مِن بَعدِكَ ، فَإِذَا مَضَى فَابنُهُ مُحَمَّدٌ أَولَى بِهِ مِن بَعدِهِ ، فَإِذَا مَضَى فَابنُهُ جَعفَرٌ أَولَى بِهِ مِن بَعدِهِ

① کفایۃ الاثر: ص ۱۷۵؛ صراط مستقیم: ج ۲، ص ۱۵۵؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۳۴۳

بِمَكَانِهِ. فَإِذَا مَضَى جَعْفَرٌ فَابْنُهُ مُوسَى أَوْلَى بِهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَإِذَا مَضَى مُوسَى فَابْنُهُ عَلِيٌّ أَوْلَى بِهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَإِذَا مَضَى عَلِيٌّ فَابْنُهُ مُحَمَّدٌ أَوْلَى بِهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَإِذَا مَضَى مُحَمَّدٌ فَابْنُهُ عَلِيٌّ أَوْلَى بِهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَإِذَا مَضَى عَلِيٌّ فَابْنُهُ الْحَسَنُ أَوْلَى بِهِ مِنْ بَعْدِهِ. فَإِذَا مَضَى الْحَسَنُ وَقَعَتِ الْغَيْبَةُ فِي التَّاسِعِ مِنْ وُلْدِكَ. فَهٰذِهِ الْأَئِمَّةُ التِّسْعَةُ مِنْ صُلْبِكَ. أَعْطَاهُمْ عِلْمِي وَفَهْمِي. طِينَتُهُمْ مِنْ طِينَتِي. مَا لِقَوْمٍ يُؤْذُونَنِي فِيهِمْ! لَا أَنَالَهُمُ اللهُ شَفَاعَتِي.

"کفایۃ الاثر میں اسماعیل بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے امام حسین علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ (سورۂ انفال: آیت ۷۵) نازل ہوئی تو میں نے آپؐ سے اس کی تاویل کا سوال کیا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: بخدا! اس آیت کے مصداق تم ہو، تم ہی اُولوالارحام ہو۔ جب میری رحلت ہوجائے تو میرے مقام پر آپؑ کے والد گرامی ہوں گے۔ جب آپؑ کے والد کی شہادت ہوجائے تو اس مقام کی اولویت، آپؑ کے بھائی امام حسن علیہ السلام رکھنے والے ہیں، جب آپؑ کے بھائی شہید ہوجائیں تو اس منصب کے لائق آپؑ ہی ہوں گے۔

اُس وقت میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے بعد اس منصب کی اولویت کون رکھے گا؟

آپؐ نے فرمایا: آپؑ کے فرزند علیؑ اس منصب کے اہل ہیں۔ جب اُن کی شہادت ہوگی تو اُن کے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام اس مقام پر فائز ہوں گے۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام اُن کے قائم مقام ہوں گے۔ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوں گے تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اس منصب کے سزاوار ہیں۔ ان کی شہادت کے بعد اُن کے فرزند امام علی رضا علیہ السلام

اِس منصب کے سب سے زیادہ اولیٰ ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند امام محمد تقیؑ امام ہیں۔ ان کی شہادت کے بعد عہدۂ امامت کے مالک اُن کے فرزند امام علی نقی علیہ السلام ہوں گے۔ اُن کی شہادت کے بعد اِس منصب کے اہل اُن کے فرزند امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں۔ جب اُن کی شہادت ہوگی تو اُن کے فرزند محمد مہدیؑ پردۂ غیبت میں رہیں گے۔ محمد مہدیؑ آپ کی اولاد میں سے نویں نمبر پر ہوں گے۔ یہ نو امام آپؑ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اُنھیں اللہ میرا علم اور فہم عطا فرمائے گا۔ اُن کی طینت میری طینت سے ہے۔ کسی قوم کے لیے میری طرف سے اُنھیں اذیت دینا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے اُنھیں اذیت دی تو اُنھیں میری شفاعت نصیب نہ ہوگی"۔ (1)

کفایۃ الاثر میں یحییٰ بن یعمن سے روایت ہے، میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں تھا کہ وہاں ایک عرب آیا، جو نقاب پوش تھا۔ اُس نے سلام کیا۔ امام علیہ السلام نے اُس کے سلام کا جواب دیا۔ اُس نے کہا: فرزندِ رسولؐ! ایک مسئلہ ہے اس کا جواب چاہیے۔ آپؑ نے فرمایا: بتایئے اُس نے کہا: رسول اللہؐ کے بعد امام کتنے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: امام بارہ ہیں، اُن کی تعداد بنو اسرائیل کے نُقباء کے برابر ہے۔

اُس نے کہا: اُن کے اسماء بیان فرمایئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک لمحے کے لیے سر جھکایا۔ پھر اپنے سر مبارک کو بلند کیا اور فرمایا: اے بھائی! میں تجھے بتاتا ہوں۔ رسول اللہؐ کے بعد پہلے امام اور خلیفہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ آپؑ کے بعد امام حسن علیہ السلام اور آپؑ کے بعد مَیں امام ہوں گا۔ اس کے بعد میری اولاد سے نو امام ہیں۔

اُس وقت اعرابی کھڑا ہوا اور کہا:

---

(1) کفایۃ الاثر: ص ۱۷۵، صراط مستقیم: ج ۲، ص ۱۳۰، بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۴۴

مَسَحَ النَّبِيُّ جَبِينَهُ فَلَهُ بَرِيْقٌ فِي الْخُدُوْدِ
أَبَوَاهُ مِن أَعلىٰ قُرَيْشٍ وَجَدُّهُ خَيْرُ الْجُدُوْدِ

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی جبینِ مبارک کے پسینے کو صاف کیا۔ اُن کے رخسارے روشن و منور ہیں۔ اُن کے والدین قریش سے بلند تر ہیں اور اُن کے جدِّ بزرگوار پوری کائنات سے بہتر و برتر ہیں''۔ (1)

شرح الاخبار میں قیس بن غالب اسدی سے روایت ہے کہ جب یزید تختِ حکومت پر بیٹھا تو اطراف و اکناف سے لوگ اُسے ملنے کے لیے گئے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے اپنے گھر والوں سے مشورہ کیا کہ لوگ یزید کو ملنے جارہے ہیں، ہم کیوں نہ فرزند رسولؐ کی ملاقات کے لیے اُن کے پاس جائیں؟ میری برادری نے مجھے اثبات میں جواب دیا۔ میرے بھائی عبداللہ بن غالب، زر بن حبیش، ہانی بن عروہ، عبادہ بن ربعی اور مَیں خود سب مل کر مدینہ کی طرف چل پڑے۔ ہم سب لوگ مدینہ منورہ میں امام حسین علیہ السلام کے خانہ اقدس پر پہنچے، دق الباب کیا، آپؑ کی کنیز باہر آئی، ہم نے اُسے کہا کہ امامؑ کو ہماری طرف سے پیغام دیں کہ آپؑ کے دوست آپؑ سے ملنا چاہتے ہیں۔ جب آپؑ کی طرف سے ہمیں اجازت ملی تو ہم آپؑ کی بارگاہِ امامت میں پہنچے۔

آپؑ نے ہم سے پوچھا کہ اس موسم میں اِدھر کیسے آنا ہوا۔ نہ تو حج کا موسم ہے اور نہ عمرے کا؟

ہم نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! لوگ یزید کی طرف جارہے تھے ہم نے چاہا کہ ہم مدینہ جاکر آپؑ کو سلام کریں۔

آپؑ نے فرمایا: واللہ ایسی بات ہے۔

ہم نے عرض کیا: اللہ کی قسم! ہمارا مقصود صرف آپؑ کی ملاقات کرنا ہے۔

آپؑ نے تین دفعہ فرمایا: آپ کے لیے خوش خبری ہے۔

---

(1) کفایۃ الاثر: ص ۲۳۲؛ صراطِ مستقیم: ج ۲، ص ۱۵۶، بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۸۳

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: تشریف رکھیے، میں ابھی آتا ہوں۔ ہم نے کہا: جی! ہم انتظار کریں گے۔

آپؑ نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور ہمارے پاس تشریف لے آئے۔

ابن ربعی نے آپؑ کے حضور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! حواریوں کی کچھ علامات ہوتی ہیں جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ کیا آپؑ کی علامات بھی ہیں جن کے ذریعے آپ پہچانے جاتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے عبادہ! ایمان کے گھر میں ہم ہی ایمان کی علامات ہیں جو ہمیں دوست رکھتا ہے، اللہ اُسے دوست رکھتا ہے۔ قیامت کے دن اُن کا ایمانؑ اُنھیں فائدہ دے گا اور اُس کا عمل قبول ہوگا اور جس نے ہم سے دشمنی رکھی، اللہ اُس سے دشمنی رکھتا ہے۔ اس کا ایمان اُسے قیامت کے دن کوئی فائدہ نہیں دے گا اور اُس کا عمل قبول نہیں ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ اگرچہ کوئی محنت بھی کرے پھر بھی اس کا عمل قبول نہیں ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، روزے رکھے اور نمازیں پڑھے۔ پھر بھی اُس کا ایمان اُسے فائدہ نہیں دے گا۔

آخر میں آپؑ نے فرمایا: اے عبادہ! ہم حکمت کے سرچشمے ہیں۔ ہمارے خاندان سے نبوت جاری ہوئی۔ ہم ہی سے آغاز ہوا اور ہم ہی سے اختتام ہوگا۔ (شرح الاخبار: ج ۳، ص ۴۵۶)

مقتضب الاثر میں اُمِ سلیمؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میری حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حالانکہ میں آپؑ کی علامات و صفات سابقہ کتب میں دیکھ چکی تھی کہ وہ خود امام ہیں اور نو امامؑ اُن کی اولاد میں سے ہوں گے۔ میری یہ ملاقات اس زمانے کی ہے جب آپؑ صغیر السن تھے۔ میں قریب ہوئی۔ آپؑ اُس وقت مسجد کے صحن میں تھے۔ میں اُنھیں پہچان گئی کہ آپؑ کون ہیں، لیکن انجان بن کر پوچھا: اے میرے آقا! آپؑ کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے اُمِ سلیمؓ! میں وہی ہوں جسے تم تلاش کر رہی ہو۔ میں وصی الاوصیاء ہوں، میں نو ہادی و مہدی اماموںؑ کا باپ ہوں۔ میں اپنے برادرِ بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام کا وصی ہوں اور میرے برادر میرے بابا امام علی علیہ السلام کے وصی ہیں اور میرے بابا میرے نانا

بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔

جب اُنھوں نے میرے دل کی بات کی تو میں بحرِ استعجاب میں غوطے کھانے لگی۔ ابھی میری بات میرے لبوں پر آئی ہی نہیں تھی کہ اُنھوں نے میرے سوال کا جواب دے دیا۔

میں نے اُن کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: آپؑ کی امامت کی علامت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سامنے جو پتھر کا ٹکڑا پڑا ہے وہ اُٹھا لایئے اور مجھے دے دیجیے۔ میں نے پتھر کا ٹکڑا اُٹھایا اور آپؑ کے حوالے کر دیا۔ آپؑ نے اُسے اپنی ہتھیلیوں کے درمیان رکھا۔ میں دیکھ رہی تھی کہ آپؑ نے اس پتھر کو اپنی ہتھیلیوں میں آٹے کی طرح پیس کر رکھ دیا ہے۔ پھر اُسے آٹے کی مانند گوندھ دیا اور وہ آپؑ کے مبارک ہاتھوں پر سرخ یاقوت بن گیا۔ آپؑ نے اس یاقوت سے اپنی مہر والی انگوٹھی مَس کی تو آپؑ کی مہر یاقوت میں نقش ہو گئی۔ آپؑ نے وہ یاقوت میرے حوالے کر دیا اور فرمایا: اے اُمِ سلیمؓ! اس میں غور سے دیکھو تمھیں کیا دکھائی دیتا ہے؟

اُمِ سلیمؓ کا بیان ہے: جب میں نے اس نقش کو دیکھا تو اس میں رسولؐ اللہ، امام علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور اُن اماموں کے نام منقش تھے جو آپؑ کی اولاد میں سے ہیں اور سبھی اوصیاء ہیں۔ ان تمام کے اسماء کے بعد دیگرے نقش تھے، لیکن دو اماموں کے نام علیحدہ تھے۔ اُن میں سے ایک امام جعفر صادق علیہ السلام اور دوسرے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تھے۔

میں نے انجیل میں بالکل اسی ترتیب کے ساتھ اُن کے نام پڑھے تھے۔ اس منظر کو دیکھ کر میرا تعجب مزید بڑھ گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: اللہ رب العزت نے اپنی رحمت سے اب مجھے وہ دلیل عطا کی ہے جو اس سے پہلے میرے پاس نہیں تھی۔

میں نے دوبارہ عرض کیا: اے میرے آقا! کوئی دوسری نشانی بیان فرمائیں۔

آپؑ نے میری بات سن کر تبسم فرمایا حالانکہ اس وقت آپؑ بیٹھے تھے۔ آپؑ کھڑے ہوئے، آپؑ نے اپنا مبارک ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا تو ایسے معلوم ہوا جیسے فضا میں آگ کا بلند و بالا ستون ہو کہ جس نے فضا کو پھاڑ کر رکھ دیا ہو۔ پھر وہ میری آنکھوں سے غیب ہو گیا۔ آپؑ وہیں ایسے کھڑے رہے جیسے آپؑ اُس سے متاثر بھی نہ ہوئے ہوں لیکن خوف نے مجھے گھیر لیا۔ میں وہیں گر پڑی اور بے ہوش ہو گئی۔ جب میں ہوش میں آئی تو آپؑ ایک پودے کی

تھی میرے ناک کے نتھنوں سے مَس کر رہے تھے تاکہ میں ہوش میں آجاؤں۔ پھر میں ہوش میں آ گئی۔ (منتخب الاثر: ص ۲۴۲؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۱۸۷)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی نص

الکافی میں ابوعبیدہؓ اور زرارہؓ دونوں سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اُس زمانے کی بات ہے۔ جب امام حسین علیہ السلام شہید کر دیے گئے اور امام زین العابدین علیہ السلام واپس مدینہ آ گئے تھے۔ حضرت محمد بن حنفیہؒ نے امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ جب حضرت محمد بن حنفیہؒ امام علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے کہا: اے میرے بھائی کی نشانی! آپؑ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ رسولؐ اسلام نے وصیت و امامت حضرت امام علی علیہ السلام کے حوالے فرمائی تھی۔ انھوں نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے حوالے کی اور انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سپرد کی تھی۔ اب آپؑ کے والد گرامی شہید ہو گئے ہیں۔ اللہ ان کی روح پر درود و سلام بھیجے۔ انھوں نے وصیت نہیں فرمائی تھی۔ میں آپ کا چچا ہوں اور آپؑ کے والد کا سگا بھائی ہوں۔ میں امام علی علیہ السلام کا بیٹا ہوں میں آپؑ سے عمر میں بڑا بھی ہوں۔ آپؑ نوجوان ہیں۔ امامت میرا حق ہے۔ وصیت اور امامت کے معاملے میں آپؑ مجھ سے جھگڑا نہ کریں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: چچا جان! خدا کا خوف کیجیے جو چیز آپ کی نہیں ہے اس کا دعویٰ نہ کیجیے۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اُن لوگوں میں سے نہ ہو جائیں جو اس اَمر سے واقف ہی نہیں ہیں۔

چچا جان! میرے بابا نے مجھے عراق جانے سے پہلے وصیت فرمائی تھی۔ انھوں نے اپنی شہادت سے کچھ لمحات قبل مجھ سے عہد لیا تھا۔ یہ دیکھیے میرے پاس رسولؐ اللہ کا اسلحہ ہے۔ آپ اس معاملے میں میرے ساتھ جھگڑا نہ کیجیے۔ اگر اس معاملے میں میرے ساتھ جھگڑیں گے تو مجھے خوف ہے کہ آپ کی عمر کم ہو جائے گی اور حالات کے ہاتھوں شکار ہو جائیں گے۔ اللہ رب العزت نے وصیت امامت، امام حسین علیہ السلام کے عقب میں رکھ دی ہے۔ اگر اس اَمر کو

جانا چاہتے ہیں تو ہم دونوں حجرِ اسود کے پاس چلتے ہیں اور وہ ہمارے درمیان فیصلہ کردے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دونوں بزرگوار مکہ تشریف لے گئے اور حجرِ اسود کے پاس آئے۔ وہاں میرے والد بزرگوار نے حضرت محمد بن حنفیہؒ سے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا مانگیں تا کہ حجرِ اسود آپ سے کلام کرے۔ حضرت محمد بن حنفیہؒ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی پھر حجرِ اسود سے کلام کیا لیکن حجرِ اسود نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ دیکھ کر میرے والد بزرگوار نے اُن سے فرمایا: چچا جان! اگر آپؒ وصی اور امام ہوتے تو حجرِ اسود آپ کو جواب دیتا۔

محمد بن حنفیہؒ نے امام علیہ السلام سے کہا: میرے بھتیجے! اب آپ اللہ سے دُعا مانگیے تا کہ حجرِ اسود آپ سے بات کرے۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ دُعا مانگی:

أسألُكَ بِالَّذِي جَعَلَ فِيكَ مِيثَاقَ الأَنبِيَاءِ وَمِيثَاقَ الأَوصِيَاءِ وَمِيثَاقَ النَّاسِ أَجمَعِينَ. لَمَّا أَخبَرتَنَا مَنِ الوَصِيُّ وَالإِمَامُ بَعدَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام؛ قَالَ: فَتَحَرَّكَ الحَجَرُ حَتَّى كَادَ أَن يَزُولَ عَن مَوضِعِهِ. ثُمَّ أَنطَقَهُ اللهُ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ. فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّ الوَصِيَّةَ وَالإِمَامَةَ بَعدَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام إِلَى عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ بنِ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ. وَابنِ فَاطِمَةَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ.

قَالَ: فَانصَرَفَ مُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ وَهُوَ يَتَوَلَّى عَلِيَّ بنَ الحُسَينِ علیہ السلام.

"میں تجھے اُس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس نے تجھ میں انبیاءؑ، اوصیاءؑ اور تمام لوگوں کے میثاق رکھے ہیں تو ہمیں یہ بتا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد امام اور وصی کون ہیں؟ اِدھر امام علیہ السلام کی دُعا کے آخری الفاظ تھے کہ حجرِ اسود میں حرکت پیدا ہوئی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنی جگہ سے باہر آجائے۔ پھر اُس نے اللہ کے اذن سے زبانِ نطق کھولی اور فصیح عربی زبان میں بات کی۔ اے اللہ! امام حسین علیہ السلام کے بعد وصیت اور امامت کے حق دار علی بن الحسینؑ بن علی بن ابی طالبؑ اور ابنِ فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ ہیں"۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: اس واقعہ کے بعد حضرت محمد حنفیہ بن علیؑ نے حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام کی ولایت و امامت کا اقرار کر لیا۔ ①

کمال الدین میں ہے، ابو خالد کابلی نے حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو صاحبانِ اَمر قرار دیے ہیں وہ لوگوں کے امام ہیں۔ اُن میں سے اپنے بندوں پر جن کی اطاعت واجب قرار دی ہے اُن میں سے اوّل امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام ہیں۔ اُن کے بعد امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام جو امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فرزندان ہیں، امام ہیں۔ پھر یہ اَمر ہم تک آپہنچا۔ ②

امام محمد باقر علیہ السلام کی نص

الکافی میں جناب زرارہؓ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ہم بارہ امامؑ ہیں اُن میں سے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ہیں۔ باقی نو امام حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ③

الکافی میں جناب ابو بصیرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھے ایک ایسا آدمی ملا ہے جس کا عقیدہ ہے کہ جناب محمد بن حنفیہؒ امام ہیں۔ یہ سن کر آپ غضب ناک ہوئے اور فرمایا: کیا میں نے تمھیں نہیں بتایا تھا؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپؑ نے جو کچھ فرمایا تھا میرا وہی عقیدہ ہے۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: کیا میں نے ائمہ اثنا عشر کی تفصیل تمھیں نہیں بتائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو

① الکافی: ج۱، ص ۳۴۸؛ الاحتجاج: ج۲، ص ۱۴۷؛ امامت والتبصرہ: ص ۱۹۳؛ دلائل امامت: ص ۲۰۶، مختصر بصائر الدرجات: ص ۱۴، بصائر الدرجات: ص ۵۰۲؛ بحار الانوار: ج ۴۲، ص ۷۷، الغیبۃ الطوسی: ص ۱۸

② الکافی: ج۱، ص ۵۳۳؛ ارشاد: ج۲، ص ۳۴۷؛ الخصال: ص ۴۷۸، ۴۸۰؛ کشف الغمہ: ج۳، ص ۲۳۸، بحار الانوار: ج۳۶، ص ۳۹۲

③ الکافی: ج۲، ص ۵۳۳؛ ارشاد: ج۲، ص ۳۴۷؛ الخصال: ص ۴۷۸-۴۸۰، عیون اخبار رضا: ج۱، ص ۵۶؛ کشف الغمہ: ج۳، ص ۲۳۸؛ بحار الانوار: ج۳۶، ص ۳۹۲

وصیت کی تھی۔ جب حضرت امام علی علیہ السلام کا وقتِ شہادت قریب آیا تو اُنھوں نے حضراتِ امام حسن و حسین علیہما السلام کو وصیت کی تھی۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں حضرت امام علی علیہ السلام اور حسنین شریفین علیہم السلام کو وصیت کی تھی۔ جب رسولؐ اللہ کی رحلت ہوئی تو اُنھوں نے اپنے بابا سے نہیں کہا تھا کہ جس طرح آپ رسولؐ اللہ کے وصی ہیں اس طرح ہم بھی ہیں۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کا وقتِ شہادت قریب آیا تو اُنھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو وصیت کی تھی، حالانکہ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے برادرِ بزرگوار سے کہہ سکتے تھے کہ جس طرح آپ رسولؐ اللہ اور میرے والدؑ کی طرف سے وصی ہیں اِس طرح مَیں بھی وصی ہوں، لیکن آپؑ نے کوئی ایسی بات نہیں کی تھی کیونکہ آپؑ اپنے منصب اور اپنے دورِ امامت کو جانتے تھے۔

اللہ سبحانہ کا فرمان ہے: وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ "کتاب اللہ کی رُو سے رشتے دار بعض بعض سے اولویت رکھتے ہیں"۔ (سورۂ احزاب: آیت ۶)

یہ آیت ہمارے اور ہماری اولاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ امامت ہمارا حق ہے۔ یہ سلسلہ ہماری اولاد میں جاری رہے گا۔ (الکافی: ج۱، ص ۲۹۱)

الکافی میں ابوبصیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد نو امام ہیں۔ اُن میں سے جو نویں ہیں وہی قائمؑ ہیں"۔ [1]

کمال الدین میں جناب ابوحمزہ ثمالیؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا: آپؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ سبحانہ کی مقرب اور اُس کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والی اور اُس کی مخلوق پر سب سے زیادہ رحم کرنے والی ہستیاں حضرت محمدؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں جہاں وہ داخل ہوں تم بھی وہاں داخل ہو جاؤ۔ جس سے وہ جدا ہو جائیں تم بھی اُس سے جدا ہو جاؤ۔ میری مراد حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کی اولاد ہیں۔ حق کے ساتھ ہے اور وہ سب اوصیاء ہیں، امامؑ اُن میں سے ہیں۔ تم جہاں انھیں دیکھو اُن کی پیروی کرو۔ (کمال الدین: ص ۳۲۸؛ بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۱۳۶)

---

[1] الکافی: ج۱، ص ۵۳۳؛ الخصال: ص ۳۱۹؛ الغیبۃ الطوسی: ص ۱۴۰؛ الغیبۃ نعمانی: ص ۹۳، المناقب ابن شہرآشوب: ج۱، ص ۲۹۶؛ دلائل امامت: ص ۴۵۳، بحارالانوار: ج ۳۶، کمال الدین: ۲۶۱۔

علل الشرائع میں ہے، عبدالرحیم قیصر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں اس آیت کا شانِ نزول پوچھا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ (سورۂ احزاب: آیت ۶)

"نبی مومنین کی جانوں پر خود اُن سے زیادہ حقِ تصرف رکھتا ہے اور نبیؐ کی ازواج اُن کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ کی رُو سے رشتے دار آپس میں مومنین اور مہاجرین سے زیادہ حق دار ہیں"۔

آپ نے فرمایا: یہ آیت امامت پر مشتمل ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کی اولاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ہم سب رسول اللہؐ کی وجہ سے تمام مہاجرین اور انصار پر اولویت رکھتے ہیں۔

الکافی میں اسماعیل بن جابرؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں اپنا عقیدہ آپؑ کے حضور پیش کرتا ہوں آپؑ اس کی تصحیح فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، سنائیے۔

میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے عبد اور اُس کے رسولؐ ہیں۔ جو کچھ اللہ کی طرف سے اُن پر نازل ہوا ہے میں اُس کا اقرار کرتا ہوں۔ حضرت امام علی علیہ السلام امام ہیں کہ اللہ نے اُن کی اطاعت واجب قرار دی ہے۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام ہیں۔ اللہ نے اُن کی اطاعت فرض کی ہے۔ اُن کے بعد امام حسین علیہ السلام امام ہیں۔ اللہ نے اُن کی اطاعت واجب کی ہے۔ اُن کے بعد علیؑ بن الحسینؑ ہیں۔ اللہ سبحانہ نے جن کی اطاعت واجب کی ہے۔ پھر یہ سلسلۂ ولایت و وصایت یہاں تک پہنچا۔ آخر میں نے آپؑ کے حضور عرض کیا: اب آپؑ امام ہیں کہ جن کی اطاعت اللہ نے اپنے بندوں پر واجب کی ہے۔

اسماعیل بن جابر کہتے ہیں کہ جب میں اس مقام پر پہنچا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں!

یہی دین خداوندی ہے اور دین ملائکہ ہے۔ (کافی: ج ۱، ص ۱۸۸)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نص

الکافی میں ابوصباح سے روایت ہے کہ میں اس بات کا شاہد ہوں کہ میں نے خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی اطاعت فرض قرار دی ہے۔ حضرت حسن علیہ السلام امام ہیں۔ اُن کی اطاعت اللہ نے واجب کی ہے۔ حضرت حسین علیہ السلام امام ہیں، اللہ نے اُن کی اطاعت فرض کردی ہے۔ حضرت علیؑ بن الحسینؑ امام ہیں کہ اُن کی اطاعت اللہ نے اُمت پر فرض کی ہے۔ حضرت محمد بن علی علیہ السلام امام ہیں اُن کی اطاعت اللہ نے واجب کردی ہے۔

الکافی میں عمرو بن ابی مقدام نے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو میدانِ عرفات میں دیکھا کہ آپؑ بلند آواز کے ساتھ فرما رہے تھے:

اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام تھے۔ اُن کے بعد حضرت علی علیہ السلام امام تھے۔ اُن کے بعد حضرت حسنؑ، پھر حضرت حسینؑ، ان کے بعد حضرت علی بن الحسینؑ، اُن کے بعد حضرت علیؑ بن الحسینؑ، اُن کے بعد محمدؑ بن علیؑ امام تھے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: ھَہ۔ آپؑ نے یہ اعلان اپنے سامنے پھر دائیں طرف، پھر بائیں طرف اور پھر اپنے پیچھے تین تین دفعہ فرمایا۔ اس طرح بارہ مرتبہ آواز بلند کی۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں جب منیٰ میں آیا تو وہاں عرب موجود تھے، میں نے اُن سے ھَہ کی تفسیر پوچھی۔ اُنھوں نے کہا: ھَہ۔ فلاں قبیلے کی زبان ہے جس کا معنیٰ ہے: ''میں ہوں اور مجھ سے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ سکتے ہو''۔

راوی کہتا ہے: میں نے دوسرے لوگوں سے اس لفظ کا معنیٰ پوچھا تو اُنھوں نے وہی بات کی جو ان عربوں نے کی تھی۔

الکافی میں عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کے حضور حاضر ہوا۔ آپؑ اُس وقت اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن محمدؑ کے گھر تشریف فرما تھے۔ میں نے آپؑ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں آپؑ اس منزل میں کیوں رہائش پذیر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہاں تفریحِ طبع کے لیے رہائش پذیر ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ کے سامنے ایسا دین وعقیدہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: بیان کیجیے۔ میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے عبد اور رسول ہیں۔ قیامت حق ہے اُس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ ایک دن تمام مُردوں کو زندہ کرے گا۔ نماز، زکوٰۃ، ماہِ رمضان کے روزے، بیت اللہ کا حج واجب ہیں۔ رسولؐ اللہ کے بعد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ولی اَمر ہیں۔ اُن کے بعد اُن کے دونوں شہزادے حسنین شریفینؑ ولی اَمر ہیں۔ اُن کے بعد امامت و ولایت کے وارث حضرت امام سجاد علیہ السلام ہیں۔ اُن کے بعد حضرت محمدؑ بن علیؑ امام ہیں۔ اُن کے بعد ولایت و وصایت کا منصب آپؑ کے پاس ہے۔ تم سب پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ آپ سب میرے امام ہیں۔ زندگی میں آپؑ سب کی اطاعت کرنا واجب ہے اور موت بھی آپؑ احباب کی ولایت کے عقیدے پر آئے۔ یہ میرا عقیدہ اور یقین ہے۔ جو میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے عمرو! اللہ کی قسم یہی اللہ کا دین ہے۔ میرے آباء کا دین بھی یہی ہے۔ میرا ظاہر و باطن اسی عقیدے کے لیے مختص ہے۔

الكافي بسندٍ معتبرٍ عَن أبي بصير :سَأَلتُ أبَا عَبدِ اللهِ علیہ السلام عَن قَولِ اللهِ : أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمرِ مِنكُم، فَقَالَ: نَزَلَت فِي عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ وَالحَسَنِ وَالحُسَينِ علیہم السلام۔

فَقُلتُ لَهُ :إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ : فَمَا لَهُ لَم يُسَمِّ عَلِيًّا وَأَهلَ بَيتِهِ علیہم السلام فِي كِتَابِ اللهِ؟

قَالَ : فَقَالَ: قُولُوا لَهُم :إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نَزَلَت عَلَيهِ الصَّلَاةُ وَلَم يُسَمِّ اللهُ لَهُم ثَلَاثًا وَلَا أَربَعًا، حَتَّى كَانَ رَسُولُ

اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هُوَ الَّذِي فَسَّرَ ذٰلِكَ لَهُم.
ونَزَلَت عَلَيهِ الزَّكاةُ وَلَم يُسَمِّ لَهُم مِن كُلِّ أربَعِينَ دِرهماً دِرهَمٌ، حَتّٰى كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هُوَ الَّذِي فَسَّرَ ذٰلِكَ لَهُم.
ونَزَلَ الحَجُّ فَلَم يَقُل لَهُم: طوفوا أسبوعاً، حَتّٰى كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هُوَ الَّذِي فَسَّرَ ذٰلِكَ لَهُم.
وَنَزَلَت: أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُم، وَنَزَلَت فِي عَلِيٍّ وَالحَسَنِ وَالحُسَينِ علیہم السلام، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ فِي عَلِيٍّ علیہ السلام: مَن كُنتُ مَولَاهُ فَعَلِيٌّ مَولَاهُ. وَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أُوصِيكُم بِكِتَابِ اللهِ وَأَهلِ بَيتِي، فَإِنِّي سَأَلتُ اللهَ أَلَّا يُفَرِّقَ بَينَهُمَا حَتّٰى يورِدَهُمَا عَلَيَّ الحَوضَ، فَأَعطَانِي ذٰلِكَ.
وَقَالَ: لَا تُعَلِّمُوهُم، فَهُم أَعلَمُ مِنكُم.
وَقَالَ: إِنَّهُم لَن يُخرِجُوكُم مِن بَابِ هُدًى، وَلَن يُدخِلُوكُم فِي بَابِ ضَلَالَةٍ.
فَلَو سَكَتَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَم يُبَيِّن مَن أَهلُ بَيتِهِ، لَادَّعَاهَا آلُ فُلَانٍ وَآلُ فُلَانٍ، لٰكِنَّ اللهَ أَنزَلَهُ فِي كِتَابِهِ تَصدِيقاً لِنَبِيِّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ أَهلَ البَيتِ وَيُطَهِّرَكُم تَطهِيرًا، فَكَانَ عَلِيٌّ وَالحَسَنُ وَالحُسَينُ وَفَاطِمَةُ علیہم السلام، فَأَدخَلَهُم رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَحتَ الكِسَاءِ فِي بَيتِ أُمِّ سَلَمَةَ.
ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَهلًا وَثَقَلاً، وَهٰؤُلَاءِ أَهلُ بَيتِي وَثَقَلِي.
فَقَالَت أُمُّ سَلَمَةَ: أَلَستُ مِن أَهلِكَ؟ فَقَالَ: إِنَّكِ إِلَى خَيرٍ، وَلٰكِنَّ هٰؤُلَاءِ أَهلِي وَثَقَلِي، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ

عَلِيٌّ عليه السلام أَولَى النَّاسِ بِالنَّاسِ، لِكَثْرَةِ مَا بَلَّغَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، وَإِقَامَتِهِ لِلنَّاسِ، وَأَخْذِهِ بِيَدِهِ.

فَلَمَّا مَضَى عَلِيٌّ عليه السلام لَم يَكُن يَستَطِيعُ عَلِيٌّ وَلَم يَكُن لِيَفعَلَ أَن يُدخِلَ مُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ، وَلَا العَبَّاسَ بنَ عَلِيٍّ، وَلَا وَاحِداً مِن وُلدِهِ. إِذاً لَقَالَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ عليهما السلام: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وتَعَالَى أَنزَلَ فِينَا كَمَا أَنزَلَ فِيكَ، فَأَمَرَ بِطَاعَتِنَا كَمَا أَمَرَ بِطَاعَتِكَ، وَبَلَّغَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم كَمَا بَلَّغَ فِيكَ، وَأَذهَبَ عَنَّا الرِّجسَ كَمَا أَذهَبَهُ عَنكَ.

فَلَمَّا مَضَى عَلِيٌّ عليه السلام كَانَ الحَسَنُ عليه السلام أَولَى بِهَا لِكِبَرِهِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ لَم يَستَطِع أَن يُدخِلَ وُلدَهُ، وَلَم يَكُن لِيَفعَلَ ذٰلِكَ، وَاللهُ يَقُولُ: وَأُولُوا الأَرحَامِ بَعضُهُم أَولَى بِبَعضٍ فِي كِتٰبِ اللهِ. فَيَجعَلَهَا فِي وُلدِهِ، إِذاً لَقَالَ الحُسَينُ عليه السلام: أَمَرَ اللهُ بِطَاعَتِي كَمَا أَمَرَ بِطَاعَتِكَ وَطَاعَةِ أَبِيكَ، وَبَلَّغَ فِيَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم كَمَا بَلَّغَ فِيكَ وَفِي أَبِيكَ، وَأَذهَبَ اللهُ عَنِّي الرِّجسَ كَمَا أَذهَبَ عَنكَ وَعَن أَبِيكَ.

فَلَمَّا صَارَت إِلَى الحُسَينِ عليه السلام لَم يَكُن أَحَدٌ مِن أَهلِ بَيتِهِ يَستَطِيعُ أَن يَدَّعِيَ عَلَيهِ كَمَا كَانَ هُوَ يَدَّعِي عَلَى أَخِيهِ وَعَلَى أَبِيهِ، لَو أَرَادَا أَن يَصرِفَا الأَمرَ عَنهُ، وَلَم يَكُونَا لِيَفعَلَا، ثُمَّ صَارَت حِينَ أَفضَت إِلَى الحُسَينِ عليه السلام، فَجَرَى تَأوِيلُ هٰذِهِ الآيَةِ: وَأُولُوا الأَرحَامِ بَعضُهُم أَولَى بِبَعضٍ فِي كِتٰبِ اللهِ.

ثُمَّ صَارَت مِن بَعدِ الحُسَينِ لِعَلِيِّ بنِ الحُسَينِ، ثُمَّ صَارَت مِن بَعدِ عَلِيِّ بنِ الحُسَينِ إِلَى مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ عليهم السلام-

وَقَالَ: الرِّجسُ هُوَ الشَّكُّ، وَاللهِ لَا نَشُكُّ فِي رَبِّنَا أَبَداً.

"الکافی میں ابوبصیرؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان: "اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اُولی الامر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں"۔
آپؑ نے فرمایا: یہ فرمانِ خداوندی حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام اور حسنین شریفینؑ کی شان میں نازل ہوا ہے۔ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: لوگ کہتے ہیں: اللہ کی کتاب میں امام علی علیہ السلام اور اہلِ بیتؑ کے نام کیوں نہیں ہیں؟
آپؑ نے فرمایا: اُن لوگوں کو اس سوال کا یہ جواب دیں: اللہ سبحانہٗ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز کا حکم نازل فرمایا۔ نماز کی ترتیب و تفصیل قرآن نے بیان نہیں کی بلکہ اس کی ترتیب اللہ کے رسولؐ نے فرمائی۔ اُن پر زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا لیکن یہ نہیں بتایا کہ چالیس درہموں پر ایک درہم زکوٰۃ ہے۔ اس کی تفصیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے حج کا حکم نازل فرمایا، اس کے مناسک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے۔
یہ آیت أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ حضرت امام علی علیہ السلام اور حسنین شریفین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ رسولؐ اللہ نے لوگوں کو اس کی تفصیل خود بتائی کہ "جس کا میں آقا و مولا ہوں علیؑ اُس کے آقا و مولا ہیں"۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: میں تمھیں اللہ کی کتاب اور اپنے اہلِ بیت علیہم السلام کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ میں نے اللہ سے دُعا مانگی ہے کہ ان دونوں کے درمیان جدائی نہ ہو۔ یہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے اور میرے پاس حوضِ کوثر پر اکٹھے پہنچیں گے۔ اللہ رب العزت نے میری یہ دُعا قبول فرمائی۔
آپؑ نے فرمایا: تم ان کو نہ پڑھاؤ وہ تم سے اعلم ہیں۔ یہ بھی فرمایا: وہ

تمھیں ہدایت کے باب سے خارج نہیں کریں گے اور ضلالت کے باب میں داخل نہیں کریں گے۔ اگر رسولؐ اللہ خاموش رہتے اور اپنے اہلِ بیتؑ کے بارے میں وضاحت نہ فرماتے تو لوگ اپنی اپنی باتیں کرتے کہ اہلِ بیتؑ فلاں کی آل ہیں یا فلاں کی آل ہیں، لیکن اللہ سبحانہٗ نے اپنے نبی کی تصدیق کے لیے اپنی کتاب میں آیت نازل فرمائی۔

یہ آیت امام علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام اور حسنین شریفینؑ کی شان میں نازل ہوئی کہ یہی رسولؐ کے اہلِ بیتؑ ہیں۔ اللہ کے رسولؐ نے ان سب کو حضرت اُم سلمہؓ کے گھر اپنی چادر کے نیچے داخل فرمایا تھا۔ جب وہ سب کے سب آپؐ کے ہاں جمع ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

خدایا! ہر نبیؐ کے اہلِ بیتؑ اور گرامی قدر سرمایہ تھے۔ یہ میرے اہلِ بیتؑ اور میرا گراں قدر سرمایہ ہیں۔

حضرت اُمِ سلمہؓ نے عرض کیا تھا: یارسولؐ اللہ! کیا میں آپؐ کے اہلِ بیتؑ میں سے نہیں ہوں؟

آپؐ نے فرمایا: اے اُمِ سلمہؓ! آپ خیر پر ہیں لیکن میرے اہلِ بیتؑ اور میرا گرانقدر سرمایہ یہی ہیں جو اس چادر کے نیچے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو اس وقت حضرت امام علی علیہ السلام تمام لوگوں پر اولویت رکھتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یومِ غدیر اُن کے ہاتھ کو پکڑ کر اعلان کیا تھا کہ میرے خلیفہ اور وصی یہ ہیں۔

جب امام علی علیہ السلام کا وقتِ شہادت قریب آیا تو آپؑ اس اُمرِ ولایت و وصایت میں اپنے فرزند جناب محمد بن حنفیہؒ اور جناب عباسؓ کو شریک کرنے کے مستطیع نہ تھے اور نہ حسنین کریمینؑ کے علاوہ کسی اور بیٹے کو شریک کر سکتے تھے۔ اگر کرتے تو حسنین کریمینؑ کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں اُس طرح آیت نازل فرمائی ہے جس طرح کہ آپؑ

کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ہماری اطاعت کا اس طرح حکم دیا ہے جس طرح آپؑ کی امامت کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری اطاعت کی اس طرح تبلیغ فرمائی ہے جس طرح کہ آپؑ کی اطاعت کی تبلیغ فرمائی ہے۔ اُس ذات نے ہم سے رِجس اِس طرح دُور فرمایا ہے کہ جس طرح آپؑ سے دُور فرمایا ہے۔ جب حضرت امام علی علیہ السلام اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو حضرت امام حسن علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام سے عمر میں بڑے ہونے کی وجہ سے اُن سے پہلے اَمرِ ولایت و امامت کے مالک ٹھہرے۔ جب اُن کا وقتِ شہادت قریب آیا تو اُنھوں نے اپنی اولاد میں سے کسی کو اس منصب پر نصب نہ کیا، کیونکہ آپؑ اس امر کے مستطیع نہ تھے، کیونکہ اُن کے سامنے اللہ رب العزت کا فرمان تھا:

"اگر آپ اپنے کسی فرزند کو امامت کے منصب پر فائز کرتے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کہتے: اللہ سبحانہ نے میری اطاعت کا اس طرح حکم دیا ہے جس طرح اُس نے آپؑ کی اطاعت اور آپؑ کے والد گرامی کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں اس اَمر کی اس طرح تبلیغ فرمائی ہے جس طرح آپؑ کے حق میں تبلیغ فرمائی تھی۔ اللہ سبحانہ نے مجھ سے رِجس اس طرح دُور فرمایا ہے جس طرح آپؑ اور آپؑ کے والد بزرگوار سے دُور فرمایا ہے۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام منصبِ امامت پر فائز ہوئے تو آپؑ کے اہلِ بیتؑ میں اس طرح کسی نے اس منصب کا دعویٰ نہیں کیا تھا، جس طرح آپؑ نے اپنے والد بزرگوار اور اپنے بھائی کے زمانے میں یہ دعویٰ نہیں کیا تھا۔ قرآنِ مجید کی اس آیت (وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ، سورۂ احزاب: آیت۶) کے مطابق اَمرِ ولایت و امامت کے مالک آپؑ تھے۔ اُن کے بعد یہ عہدۂ امامت آپؑ کے فرزند حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

کے پاس آیا۔ اُن کے بعد اُن کے فرزند حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس منصب پر فائز ہوئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ جس شک ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے اپنے رب کی ربوبیت میں کبھی شک نہیں کیا"۔ [1]

الکافی میں منصور بن حازم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ اس امر سے بزرگ و برتر ہے کہ وہ مخلوق کے ذریعے پہچانا جائے، بلکہ مخلوق اُس کے ذریعے پہچانی جاتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تُو نے بالکل سچ کہا ہے۔ میں نے عرض کیا: جب ایک آدمی جانتا ہے کہ اُس کا رب ہے تو اس پر واجب ہو جاتا ہے کہ کیا اُس کا رب اُس پر راضی ہے یا ناراض ہے؟ لیکن اس کی رضایت یا ناراضگی اُس کی وحی یا اُس کے رسولؐ کے ذریعے معلوم کی جاسکتی ہے۔ جس پر وحی نازل نہیں ہوتی اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے رسولوں کے پاس جائے۔ جب وہ رسولوں سے ملاقات کرے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ رسولؐ، اللہ کی طرف سے حجت ہیں۔ جو حجت ہیں اُن کی اطاعت واجب ہے۔

میں لوگوں سے کہتا ہوں کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے مخلوق پر حجت تھے؟ وہ کہتے ہیں: جی ہاں! وہ حجت تھے۔

پھر میں اُنھیں کہتا ہوں جب اُن کی اِس دنیا سے رحلت ہوئی تو اُن کے بعد حجت کون ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ قرآن حجت ہے۔

جب میں قرآنِ کریم میں غور و خوض کرتا ہوں۔ وہ لوگ جو قرآن پر ایمان نہیں رکھتے جیسے مرجئہ، قدریہ اور زندیق ہیں۔ وہ اس سے مناظرہ کرتے ہیں، لیکن قرآن اُنھیں لاجواب کر دیتا ہے تو مجھے اس بات سے معلوم ہوا کہ قرآن اپنے عالم کے ساتھ حجت و برہان ہے۔

جب لوگ میرا موقف تسلیم کر لیتے ہیں تو میں اُن سے کہتا ہوں کہ قرآن کا قیم اور عالم کون ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ابنِ مسعودؓ عالم ہیں۔ حضرت عمرؓ عالم ہیں، حضرت حذیفہؓ عالم ہیں۔

---

[1] الکافی: ج۱، ص۲۸۶؛ تفسیر عیاشی: ج۱، ص۲۴۹؛ بحار الانوار: ج۳۵، ص۲۱۰

میں اُنھیں کہتا ہوں کہ کیا وہ سارے قرآن کے عالم ہیں؟ اُن کا جواب ہوتا ہے: نہیں، وہ سارے قرآن کے عالم نہیں ہیں۔

پس میں تمام لوگوں میں سے کوئی ایک آدمی نہیں پاتا جو قرآن کا مکمل عالم ہو، سوائے حضرت امام علی علیہ السلام کے، صرف آپؑ ہیں جو قرآن پر کامل عبور رکھتے ہیں۔ اُن کی ذات پر اللہ کے درود وسلام ہوں۔ جب لوگوں کے درمیان قرآنی مسائل پر بحث ہوتی ہے تو ایک کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ دوسرا کہتا ہے کہ مجھے اس مسئلہ کا علم نہیں ہے۔ تیسرا کہتا ہے کہ یہ میری پہنچ سے دُور ہے، صرف ایک ہے جو کہتا ہے کہ میں یہ بھی جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ قرآنِ کریم کے عالم اور قیم صرف امام علی علیہ السلام ہیں اور اُن کی اطاعت فرض ہے۔ آپؑ رسولؐ اللہ کے بعد لوگوں پر حجت تھے۔ آپؑ نے قرآن سے جو دلیل دی ہے وہ حق ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ آپؑ پر رحم کرے، آپ کا موقف ونظریہ لاجواب ہے۔ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ابھی امام علی علیہ السلام سفرِ آخرت کے لیے روانہ نہیں ہوئے تھے کہ آپؑ نے اس طرح اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کے سامنے اُمرِ وصایت وولایت رکھ دیا۔ جس طرح رسولؐ اللہ نے آپ کو اُمرِ وصایت وِولایت کے لیے منتخب کرلیا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام کے بعد حجت امام حسن علیہ السلام تھے۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسن علیہ السلام اس دنیا سے رخصت نہیں ہوئے تھے کہ آپؑ نے اس حجت کو اپنے بعد والے کے لیے اس طرح چھوڑا جس طرح آپؑ کے والد اور نانا بزرگوار نے چھوڑا تھا۔ آپؑ کے بعد حجت حضرت امام حسین علیہ السلام تھے۔ وہ امام تھے اور اُن کی اطاعت واجب تھی۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ آپ پر رحمت نازل کرے۔

کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں ہے، سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام دونوں کو وصیت کی تھی۔

میدانِ عرفات میں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام دونوں تشریف فرما

تھے۔ امامِ زمان حضرت امام حسن علیہ السلام تھے۔ ایک آدمی آپؑ کے پاس آیا۔ اُس دن آپؑ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا لیکن امام حسین علیہ السلام روزے کے ساتھ تھے۔ جب امام حسن علیہ السلام شہید کردیے گئے تو اُن کے بعد امامِ وقت حضرت حسین علیہ السلام تھے۔ اتفاق کی بات ہے حج کے ایام میں امام حسین علیہ السلام اور امام زین العابدین علیہ السلام دونوں میدانِ عرفات میں تھے۔ وہی آدمی آپؑ کے پاس آیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام روزے کے ساتھ نہیں تھے لیکن امام زین العابدین علیہ السلام روزے کے ساتھ تھے۔

اس آدمی نے کہا: ایک دفعہ جب میں میدانِ عرفات میں آپؑ کے حضور آیا تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا لیکن آپؑ روزے کے ساتھ تھے۔ پھر مَیں آج آپؑ کے پاس آیا ہوں تو آج آپؑ روزے کے ساتھ نہیں ہیں۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسن علیہ السلام امام تھے۔ آپؑ اُس دن روزے کے ساتھ اس لیے نہیں تھے کہ کہیں لوگ آپؑ کے روزہ کو سنت نہ سمجھ لیں اور آپؑ کی اقتداء میں روزہ رکھنا شروع نہ کردیں۔ اُن کی شہادت کے بعد مَیں امامؑ ہوں۔ آج میں نے اس لیے روزہ نہیں رکھا کہ کہیں لوگ سنت نہ سمجھ لیں اور میری اقتدا میں روزہ رکھنا شروع نہ کردیں۔ [1]

الامامت والتبصرہ میں ابوبصیرؒ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے اَمرِ امامت اکٹھا نازل ہوا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کو پہلے امامت اس لیے ملی، کیونکہ آپؑ اپنے بھائی سے عمر میں بڑے تھے۔ (الامامت والتبصرہ: ص ۱۸۵؛ اثبات الوصیت: ص ۱۷۴)

الکافی میں ہے، عیسیٰ بن مستفاد ابوموسیٰ ضریرؒ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: میں نے اپنے والدِ بزرگوار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا حضرت علی علیہ السلام وصیت کے کاتب نہیں تھے؟ کیا وصیت لکھوانے والے رسولؐ اللہ تھے اور اس پر گواہ جبرئیل امینؑ اور ملائکہ مقربین تھے؟

---

[1] الکافی: ج ۱، ص ۱۸۸؛ علل الشرائع: ص ۱۹۲؛ رجال کشی: ج ۲، ص ۷۱۸؛ بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۱۷

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے والد کافی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے۔ طویل غور و خوض کے بعد آپؑ نے فرمایا: بات وہی ہے جو آپؑ نے بیان کی ہے لیکن جب رسولؐ اللہ پر اَمر نازل ہوا تو اللہ کی طرف سے لکھا ہوا وصیت نامہ بھی نازل ہوا۔ جب جبرئیل امینؑ یہ وصیت نامہ اپنے ساتھ لائے تو اُن کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسرے امین ملائکہ بھی تھے۔ حضرت جبرائیلؑ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یا محمدؐ! اس وقت آپؐ کے پاس جو افراد بیٹھے ہوئے ہیں اُنھیں باہر بھیج دیجیے سوائے امام علی علیہ السلام کے، جو آپؐ کے وصی ہیں، تاکہ یہ وصیت نامہ اپنے قبضے میں لیں اور آپؐ ہمیں اس اَمر پر گواہ بنائیں کہ امانت اُن تک پہنچ گئی ہے۔

رسولؐ اسلام نے حکم صادر فرمایا کہ اس وقت جو اَحباب یہاں تشریف فرما ہیں سوائے امام علی علیہ السلام کے باقی سب باہر چلے جائیں۔ اس وقت حضرت فاطمہ علیہا السلام پردے اور دروازے کے درمیان تھیں۔ اس کے بعد رسولِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اندر بلایا، اُنھیں وہی بات تعلیم فرمائی جو امام علی علیہ السلام کو تعلیم کی تھی اور اُنھوں نے آپؐ کو وہی جواب دیا جو امام علی علیہ السلام نے دیا تھا۔ پھر وصیت کو سونے کی مُہروں سے بند کر دیا گیا۔ اس وصیت کو مُہر کرتے وقت آگ نے مَس نہیں کیا تھا۔ اسے امیر المومنینؑ کے حوالے کر دیا گیا۔ (۱)

معانی الاخبار میں ابو بصیرؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ (سورۂ زخرف: آیت ۲۸) "اور اللہ نے (اس توحید پرستی) کو ابراہیمؑ کی نسل میں کلمہ باقیہ قرار دیا ہے"، کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: امامت حضرت امام حسین علیہ السلام کی نسل میں رکھ دی گئی ہے جو قیامت تک باقی رہے گی۔ (۲)

الکافی میں ذُریح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ

---

(۱) الکافی: ج ۱، ص ۲۸۱؛ بحار الانوار: ج ۲۲، ص ۴۷۹؛ صراطِ مستقیم: ج ۲، ص ۹۱

(۲) معانی الاخبار: ص ۱۲۶ و ۱۳۲؛ خصال: ص ۳۰۵؛ کمال الدین: ص ۳۵۹؛ بحار الانوار: ج ۲۵، ص ۲۶۰؛ علل الشرائع: ص ۲۰۷؛ امامت والتبصرہ: ص ۱۷۹

رسول اللہ ﷺ کے بعد امامؑ کتنے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: امیرالمومنین امام ہیں، اُن کے بعد امام حسن علیہ السلام، اُن کے بعد امام حسین علیہ السلام، اُن کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام، اُن کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام امامؑ ہیں۔ جس نے ان کا انکار کیا اُس نے اللہ اور اُس کے نبیؐ کی معرفت کا انکار کیا۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا: قربان ہو جاؤں اُن کے بعد کیا آپؑ امام ہیں؟ میں نے یہ کلمہ تین مرتبہ دُہرایا۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں! میں نے تم سے یہ بات اس لیے کی ہے، تاکہ تم اللہ کی زمین پر اللہ کے گواہوں میں سے ہو جاؤ۔ (الکافی: ج ۱ص ۱۸۱؛ اصول الستۃ عشر: ص ۹۰)

رجال کشی میں یوسف سے روایت ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور حاضر ہوا اور عرض کیا: میں اپنا دین و عقیدہ آپؑ کو سنانا چاہتا ہوں اگر صحیح ہے تو تائید فرمائیں اور اگر غلط ہے تو تردید فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: بیان کرو۔

میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود حقیقی اللہ ہے، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ محمدؐ اس کے عبد اور رسول ہیں۔ علیؑ میرے امام ہیں، حسنؑ میرے امام ہیں، حسینؑ میرے امام ہیں۔ اُن کے بعد علیؑ بن الحسینؑ امام ہیں۔ اُن کے بعد محمدؑ بن علیؑ امام ہیں۔ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں آپؑ میرے امام ہیں اور اپنے آباء کے منہاج پر ہیں۔

جب امام علیہ السلام نے میرا عقیدہ سنا تو فرمایا: اللہ آپ پر رحم کرے۔ خدا کی قسم! یہی اللہ اور اس کے ملائکہ کا دین ہے اور یہی میرا اور میرے آباء کا دین ہے۔ اس دین کے علاوہ کوئی اور دین اللہ کو قبول نہیں ہے۔ (رجال کشی: ج ۲ص ۷۲۱؛ بحارالانوار: ج ۶۹ص ۸)

المحاسن میں معاذ بن مسلمؒ سے روایت ہے کہ میں اپنے بھائی عمرؒ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں لے گیا اور آپؑ سے عرض کیا: یہ میرے بھائی عمرؒ ہیں۔ آپؑ کے فرمودات سننا چاہتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جو پوچھنا ہے، پوچھو۔

اس نے کہا: میں آپؑ سے الٰہی عقیدہ کے بارے پوچھنا چاہتا ہوں اور اس عقیدہ کے علاوہ اللہ کو کوئی دوسرا عقیدہ قبول نہیں ہے اور اُس عقیدے سے جہالت کی صورت میں معذرت قبول نہ ہو۔

معصومؑ نے فرمایا: شہادتِ توحید ہے کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے رسول ہیں، نماز پنجگانہ کی شبانہ روز ادائیگی کرنا، ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا، غسلِ جنابت کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، اللہ کے رسولؐ پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر ایمان لانا، آلِ محمدؐ کے ائمہ کی ولایت کا اقرار کرنا۔

راوی کہتا ہے: میرے بھائی عمرؓ نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! ائمہ اطہارؑ کے اسماء بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ امیر المومنینؑ، الحسنؑ والحسینؑ وعلیؑ بن الحسینؑ، محمدؑ بن علیؑ یہ سب امام ہیں۔ اللہ رب العزت جسے چاہتا ہے خیر عطا فرماتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ اَمر ہمارے اوّل سے جاری ہے اور ہمارے آخر تک جاری رہے گا۔ ①

امالی طوسی میں ابراہیم فارقی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ کو اپنا دین وعقیدہ سنانا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: سنائیے۔

میں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور نہ ہی اُس کا کوئی شریک ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے رسول ہیں، اُن کے بعد حضرت علی علیہ السلام امامِ حق ہیں، اُن کے بعد حضرت حسنؑ وحسینؑ امام ہیں، اُن کے بعد علیؑ بن حسینؑ امام ہیں، اُن کے بعد اُن کے فرزند حضرت محمدؑ بن علیؑ اور اُن کے بعد آپؑ امامِ زمان ہیں۔

---

① المحاسن: ج۱، ص ۲۳۹؛ شرح الاخبار: ج۱، ص ۲۲۳؛ بحار الانوار: ج ۶۹، ص ۴

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ آپ پر رحم کرے۔ پھر آپؑ نے تین مرتبہ فرمایا: اللہ سے ڈرتے رہو، ہمیشہ پرہیزگاری اور صدقِ حدیث کے ساتھ وابستہ رہو۔ امانت کی ادائیگی کریں، شکم اور فرج کو حرام سے محفوظ رکھیں۔ اگر تم نے ان باتوں پر عمل کر کے زندگی بسر کی تو تم رفیق اعلیٰ کی بارگاہ میں ہمارے ساتھ ہو گے۔ ①

مختصر بصائر الدرجات عَن يونس بن ظبيان: دَخلتُ عَلَى الصَّادِقِ جَعفرِ بنِ مُحَمَّدٍ علیہ السلام... ثُمَّ قَالَ: يَا يُونُسُ! إِذَا أَردتَ العِلمَ الصَّحِيحَ فَعِندَنَا أَهلَ البَيتِ. فَإِنَّا وَرِثنَاهُ وأُوتِينَا شَرحَ الحِكمَةِ وَفَصلَ الخِطَابِ. فَقُلتُ: يَابنَ رَسُولِ اللهِ. فَكُلُّ مَن كَانَ مِن اَهلِ البَيتِ وَرِثَ مَا وَرِثَ وُلدُ عَلِيٍّ وفاطمة عليهما السلام؛ فَقَالَ: مَا وَرِثَهُ إِلَّا الأَئِمَّةُ الاِثنَا عَشَرَ. قُلتُ: سَمِّهِم لِي يَابنَ رَسُولِ اللهِ.

قَالَ: أَوَّلُهُم عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام، وَبَعدَهُ الحَسَنُ علیہ السلام، وَبَعدَهُ الحُسَينُ علیہ السلام، وَبَعدَهُ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ علیہ السلام، وَبَعدَهُ مُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام، وَبَعدَهُ أَنَا، وَبَعدِي مُوسَى علیہ السلام وَلَدِي، وَبَعدَ موسى عَلِيٌّ علیہ السلام ابنُهُ، وَبَعدَ عَلِيٍّ مُحَمَّدٌ علیہ السلام، وَبَعدَ مُحَمَّدٍ عَلِيٌّ علیہ السلام، وَبَعدَ عَلِيٍّ الحَسَنُ علیہ السلام، وَبَعدَ الحَسَنِ الحُجَّةُ علیہ السلام. اصطفانَا اللهُ وَطَهَّرَنَا. وأُوتِينَا مَا لَم يُؤتَ أَحَدًا مِنَ العٰلَمِينَ.

"مختصر بصائر الدرجات میں یونس بن ظبیان سے روایت ہے، ایک دفعہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: جب تمھیں حقیقی علم کی ضرورت ہو تو وہ علم ہم اہلِ بیتؑ کے پاس موجود ہے۔ ہم ہی علم کے وارث ہیں۔ ہمیں شرح حکمت اور

---

① امالی طوسی: ص ۲۲۲؛ بشارت المصطفیٰ: ص ۱۰۹؛ رجال الکشی: ج ۲، ص ۷۱۸؛ بحار الانوار: ج ۹۶، ص ۳

فصل خطاب عطا کیے گئے ہیں۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! اہلِ بیتؑ کے جتنے افراد ہیں کیا وہ سب اس اَمر کے وارث ہیں کہ جس کے وارث امام علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہؑ کی اولاد وارث تھے؟

آپؑ نے فرمایا: اس اَمر کے صرف ائمہ اثنا عشر وارث ہیں، اُن کے علاوہ کوئی اور اِس اَمر کا وارث نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: ائمہ اثنا عشر کے اسماء بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: پہلے امام علی بن ابی طالبؑ ہیں، اُن کے بعد امام حسنؑ، اُن کے بعد امام حسینؑ، اُن کے بعد علیؑ بن الحسینؑ، اُن کے بعد محمدؑ بن علیؑ، اُن کے بعد امام میں ہوں اور میرے بعد میرے فرزند موسیٰ کاظمؑ ہیں۔ اور اُن کے بعد اُن کے فرزند علی رضاؑ امام ہیں۔ اُن کے بعد محمد تقیؑ اور اُن کے بعد علی نقیؑ، پھر اُن کے بعد حسن عسکریؑ اور اُن کے بعد اُن کے فرزند محمد مہدی الحجتؑ امام ہیں۔ اللہ نے ہمیں منتخب کیا ہے اور ہمیں طیب و طاہر بنایا ہے اور اُس نے ہمیں وہ اُمور عطا فرمائے ہیں جو عالمین میں سے کسی اور کو عطا نہیں ہوئے"۔ (1)

الغيبة للنعماني عَن دَاوُد بن كثير الرقي: قُلتُ لِأَبِي عَبدِاللهِ جَعفَرِ بنِ مُحَمَّدٍ علیہ السلام: جُعِلتُ فِدَاكَ، أَخبِرنِي عَن قَولِ اللهِ: السَّبِقُونَ السَّبِقُونَ ○ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ قَالَ: نَطَقَ اللهُ بِهَا يَومَ ذَرَأَ الخَلقَ فِي المِيثَاقِ قَبلَ أَن يَخلُقَ الخَلقَ بِأَلفَي عَامٍ. فَقُلتُ: فَسِّر لِي ذٰلِكَ؛ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ جَلَّ وَعَزَّ لَمَّا أَرَادَ أَن يَخلُقَ الخَلقَ خَلَقَهُم مِن طِينٍ، وَرَفَعَ لَهُم نَارًا، فَقَالَ: أُدخُلُوهَا،

(1) مختصر بصائر الدرجات: ص ۱۳۱؛ کفایۃ الاثر: ص ۲۵۵؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۴۰۳

فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَهَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَتِسْعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ، إِمَامٌ بَعْدَ إِمَامٍ، ثُمَّ أَتْبَعَهُمْ بِشِيعَتِهِمْ، فَهُمْ وَاللهِ السَّابِقُونَ.

"الغیبت نعمانی میں داؤد بن کثیر رقیؒ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی تفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے یومِ میثاق میں اپنا یہ فرمان صادر فرمایا تھا۔

میں نے عرض کیا: اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب اپنی خاص مخلوق کی تخلیق کا ارادہ کیا تو اُنھیں مٹی سے خلق فرمایا اور اُن پر جہنم کی آگ حرام قرار دی اور اُن سے فرمایا: اس میں داخل ہو جاؤ۔ سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے۔ ان کے بعد حضرت امام علی علیہ السلام اور حسنین کریمینؑ داخل ہوئے۔ اُن کے بعد امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے جو نو امامؑ ہیں وہ یکے بعد دیگرے داخل ہوئے۔ اُن کے بعد اُن کے پیروکار داخل ہوئے۔ اللہ کی قسم! وہ سب سابقون کے مصداق ہیں"۔ ①

کفایۃ الاثر میں ہشام سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: انسان کا افضل ترین اور اوجب فریضہ اپنے رب کی معرفت ہے۔ اُس کے بعد رسولؐ اللہ کی معرفت ہے۔ اُس کے بعد امامؑ کی معرفت ہے کہ وہ اپنے امامؑ کو اُن کی صفات اور اسم کے ذریعے پہچانے اور پھر ہر زمانے اور ہر حال میں اپنے امامؑ کی محبت میں زندگی گزارے۔

① الغیبت نعمانی: ص ۹۰؛ مختصر بصائر الدرجات: ص ۱۷۶؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۳۰۱

امام علیہ السلام کی کم از کم معرفت یہ ہے کہ امام کا وہی مقام ہے جو نبیؐ کا مقام ہے، لیکن اُن کے درمیان فرق صرف نبوت کا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ امام نبیؐ کا وارث ہوتا ہے، اُس کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت ہے۔ اپنے معاملاتِ زندگی امامؑ کے حوالے کرنا اور اُس کے فرمان کے مطابق زندگی بسر کرنا۔ علاوہ ازیں وہ یہ جانتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلے امام حضرت علی علیہ السلام ہیں، اُن کے بعد حسنؑ، حسینؑ، علیؑ بن الحسینؑ، محمدؑ بن علیؑ امامؑ ہیں۔ ان سب کے بعد امامِ وقت مَیں ہوں۔ میرے بعد میرے فرزند موسیٰ کاظمؑ، اُن کے بعد اُن کے فرزند علی رضاؑ، اُن کے بعد اُن کے فرزند محمد تقیؑ، اُن کے بعد اُن کے فرزند علی نقیؑ اور اُن کے بعد حسن عسکری علیہم السلام امام ہیں۔ آخری امام مہدی آخرالزمانؑ ہیں جو امام حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں۔ (کفایۃ الاثر: ص ۲۵۸؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۴۰۹)

کفایۃ الاثر میں علقمہ بن محمد حضرمی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امامؑ بارہ ہیں۔

میں نے عرض کیا: اُن کے اسماء بیان فرمائیے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ ائمہؑ جو ہم سے پہلے تھے وہ حضرات امام علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، امام زین العابدینؑ اور امام محمدؑ بن علیؑ ہیں۔ امامِ وقت مَیں ہوں۔ (کفایۃ الاثر: ص ۲۶۲؛ صراطِ مستقیم: ج ۲، ص ۱۵۸؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۴۰۹)

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نص

كتاب من لا يحضره الفقيه بسندٍ معتبر عَن عبدالله بن جندب عَن مُوسَى بن جعفر (الكاظم) عليه السلام: تَقولُ فِي سَجدَةِ الشُّكرِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اُشهِدُكَ وَاُشهِدُ مَلائِكَتَكَ وَاَنبِياءَكَ وَرُسُلَكَ وجَمِيعَ خَلقِكَ اَنَّكَ اَنتَ اللهُ رَبِّي. وَالإِسلامَ دِينِي، وَمُحَمَّداً نَبِيِّي. وَعَلِيًّا وَالحَسَنَ وَالحُسَينَ، وَعَلِيَّ بنَ الحُسَينِ،

وَمُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ، وَجعفرَ بنَ مُحَمَّدٍ، وَمُوسٰى بنَ جَعفَرٍ، وَعَلِيَّ بنَ مُوسٰى، وَمُحَمَّدَ بنَ عَلِيٍّ، وَعَلِيَّ بنَ مُحَمَّدٍ، وَالحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ، وَالحُجَّةَ بنَ الحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ، أَئِمَّتِي، بِهِم أَتَوَلّٰى، وَمِن أَعدَائِهِم أَتَبَرَّأُ.

"کتاب من لایحضرہ الفقیہ میں عبداللہ بن جندب سے مروی ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: تم سجدۂ شکر میں پڑھ سکتے ہو: "اے اللہ! میں تجھے، تیرے ملائکہ، تیرے انبیاءؑ، رُسل اور تیری تمام مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ تو اللہ ہی میرا رب ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی ہیں اور علیؑ، حسنؑ وحسینؑ وعلیؑ بن الحسینؑ ومحمدؑ بن علیؑ وعلیؑ بن محمدؑ والحسنؑ بن علیؑ اور حجت ابن الحسنؑ میرے امام ہیں۔ میں ان سب کی ولایت وریاست کا اقرار کرتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے بے زار ہوں"۔ (۱)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی نص

الکافی میں عبداللہ العزیز نے مسلم سے روایت کی ہے اور اُس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امامت کا مقام وہی ہے جو انبیاءؑ کا مقام ہے۔ وہ اوصیاء کے وارث ہیں۔ امامت اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خلافت ہے۔ اور یہ وہی مقام ہے جو امیر المومنینؑ کا مقام ہے اور یہ وہی وراثت ہے جو حضرات حسنین کریمینؑ کی وراثت ہے۔ (۲)

رجال الكشي عن إسماعيلَ بن سهل: حَدَّثَني بَعضُ أَصحابِنا وَسَأَلَني أَن أَكتُمَ اسمَهُ، قالَ: كُنتُ عِندَ الرِّضا علیہ السلام فَدَخَلَ عَلَيهِ عَلِيُّ بنُ أَبي حَمزَةَ وَابنُ السَّرّاجِ وَابنُ المُكاري، فَقالَ لَهُ ابنُ أَبي حَمزَةَ: ما فَعَلَ أَبوكَ؟ قالَ: مَضىٰ. قالَ: مَضىٰ مَوتاً؟

---

(۱) کتاب من لایحضرہ الفقیہ: ج۱،ص ۳۲۹؛ الکافی: ج ۳،ص ۳۲۵؛ تہذیب الاحکام: ج ۲،ص ۱۱۰؛ مصباح المتہجد: ص ۲۳۸؛ بحار الانوار: ج ۸۶،ص ۲۳۵

(۲) الکافی: ج۱،ص ۲۰۰؛ کمال الدین: ص ۶۷۷؛ معانی الاخبار: ص ۹۳؛ عیون اخبار الرضا: ج۱،ص ۲۱۸؛ امالی صدوق: ص ۷۷۵؛ احتجاج: ج ۲،ص ۴۳۱؛ بحار الانوار: ج ۲۵،ص ۱۲۲

قَالَ: نَعَم.

قَالَ: فَقَالَ: إلى مَن عَهِدَ؟ قَالَ: إليَّ. قَالَ: فَأَنتَ إمَامٌ مُفتَرَضٌ طَاعَتُهُ مِنَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَم. قَالَ ابنُ السَّرَاجِ وَابنُ المُكَارِي: قَد وَاللهِ أمكَنَكَ مِن نَفسِهِ.

قَالَ علیہ السلام: وَيلَكَ وَبِمَا أُمكِنُتُ؟ أتُرِيدُ أن آتِيَ بَغدَادَ وَأقُولَ لِهَارُونَ: أنَا إمَامٌ مُفتَرَضٌ طَاعَتِي؟ وَاللهِ مَا ذَاكَ عَلَيَّ. وَإنَّمَا قُلتُ ذٰلِكَ لَكُم عِندَمَا بَلَغَنِي مِنِ اختِلَافِ كَلِمَتِكُم، وَتَشَتُّتِ أمرِكُم، لِئَلَّا يَصِيرَ سِرُّكُم فِي يَدِ عَدُوِّكُم.

قَالَ لَهُ ابنُ أبِي حَمزَةَ: لَقَد أظهَرتَ شَيئًا مَا كَانَ يُظهِرُهُ أحَدٌ مِن آبَائِكَ، وَلَا يَتَكَلَّمُ بِهِ. قَالَ: بَلَى وَاللهِ، لَقَد تَكَلَّمَ بِهِ خَيرُ آبَائِي رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمَّا أمَرَهُ اللهُ تَعَالَى أن يُنذِرَ عَشِيرَتَهُ الأقرَبِينَ، جَمَعَ مِن أهلِ بَيتِهِ أربَعِينَ رَجُلًا، وَقَالَ لَهُم: إنِّي رَسُولُ اللهِ إلَيكُم، وَكَانَ أشَدَّهُم تَكذِيبًا لَهُ وَتَألِيبًا عَلَيهِ عَمُّهُ أبُو لَهَبٍ.

فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إن خَدَشَنِي خَدشٌ فَلَستُ بِنَبِيٍّ، فَهٰذَا أوَّلُ مَا أبدِعُ لَكُم مِن آيَةِ النُّبُوَّةِ، وَأنَا أقُولُ: إن خَدَشَنِي هَارُونُ خَدشًا فَلَستُ بِإمَامٍ، فَهٰذَا مَا أبدِعُ لَكُم مِن آيَةِ الإمَامَةِ.

قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إنَّا رُوِّينَا عَن آبَائِكَ أنَّ الإمَامَ لَا يَلِي أمرَهُ إلَّا إمَامٌ مِثلُهُ. فَقَالَ لَهُ أبُو الحَسَنِ علیہ السلام: فَأخبِرنِي عَنِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، كَانَ إمَامًا أو كَانَ غَيرَ إمَامٍ؟ قَالَ: كَانَ إمَامًا.

قَالَ: فَمَن وَلِيَ أمرَهُ؟ قَالَ: عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ علیہ السلام. قَالَ: وَأينَ كَانَ عَلِيُّ بنُ الحُسَينِ علیہ السلام؟

قَالَ : كَانَ مَحبوسًا بِالكوفَةِ فى يَدِ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ، قَالَ : خَرَجَ وهُم لَا يَعلَمُونَ حَتّٰى وَلِىَ أمرَ أبيهِ، ثُمَّ انصَرَفَ.

فَقَالَ لَهُ أبُو الحَسَنِ علیہ السلام : إنَّ هٰذَا أمكَنَ عَلِىَّ بنَ الحُسَينِ علیہ السلام أن يَأتِىَ كَربَلَاءَ فَيَلِىَ أمرَ أبيهِ، فَهُوَ يُمكِنُ صَاحِبَ هٰذَا الأمرِ أن يَأتِىَ بَغدَادَ، فَيَلِىَ أمرَ أبيهِ، ثُمَّ يَنصَرِفَ، وَلَيسَ فى حَبسٍ وَلَا فِى إسَارٍ.

قَالَ لَهُ عَلِىٌّ: إنَّا رُوِّينَا أنَّ الإمَامَ لَا يَمضِى حَتّٰى يَرَى عَقِبَهُ.

قَالَ : فَقَالَ أبُو الحَسَنِ علیہ السلام : أمَا رُوِّيتُم فِى هٰذَا الحَدِيثِ غَيرَ هٰذَا ؛ قَالَ : لَا . قَالَ : بَلٰى وَاللهِ لَقَد رُوِّيتُم فِيهِ إلَّا القَائِمَ، وَأنتُم لَا تَدرُونَ مَا مَعنَاهُ وَلِمَ قِيلَ.

قَالَ لَهُ عَلِىٌّ: بَلٰى وَاللهِ إنَّ هٰذَا لَفِى الحَدِيثِ.

قَالَ لَهُ أبُو الحَسَنِ علیہ السلام : وَيلَكَ كَيفَ اجتَرَأتَ عَلَىَّ بِشَىءٍ تَدَعُ بَعضَهُ ؛ ثُمَّ قَالَ : يَا شَيخُ، اتَّقِ اللهَ وَلَا تَكُن مِنَ الصَّادِّينَ عَن دِينِ اللهِ تَعَالٰى.

"رجال کشی میں اسماعیل بن سہلؒ سے مروی ہے کہ ہمارے ایک دوست نے یہ روایت کی ہے اور اُس نے مجھ سے کہا کہ میں اُس کے نام کو صیغۂ راز میں رکھوں۔ اُس نے کہا کہ ایک دفعہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں تھا کہ جناب علی بن ابی حمزہؒ، جناب ابن سراجؒ اور جناب ابنِ مکاریؒ یہ تینوں صاحبان وہاں حاضر ہوئے تو اُن میں ابنِ ابی حمزہؒ نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کے والد بزرگوار کا کیا ہوا؟ آپؑ نے فرمایا: آپؑ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ ابن ابی حمزہؒ نے کہا: کیا اُن کی وفات ہوئی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

راوی کہتا ہے: ابنِ ابی حمزہؒ نے کہا: عہدۂ امامت اب کس کے پاس ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میرے پاس ہے، میں امامِ وقت ہوں۔

ابنِ ابی حمزہؒ نے کہا: آپؑ وہ امام ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کی اطاعت واجب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، میری اطاعت واجب ہے۔

امام علیہ السلام اور ابنِ ابی حمزہؒ کی گفتگو جاری تھی کہ درمیان میں ابنِ سراجؒ اور ابنِ مکاریؒ بول پڑے: اللہ کی قسم! آپؑ خود امام بن بیٹھے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: افسوس ہے کہ میں کس طرح اپنے آپ امام بن گیا ہوں؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں بغداد آؤں اور ہارون رشید سے کہوں کہ میں امام ہوں اور میری اطاعت فرض ہے؟ اللہ کی قسم! ایسا کہنا میرے لیے ضروری نہیں ہے۔ میں نے اتنا کچھ تم سے اس لیے کہہ دیا ہے کیونکہ مجھے تمھارے اندرونی اختلاف کی اطلاع ملی ہے کہ تم اس اَمر میں آپس میں اختلاف کر رہے ہو۔ میں نے اس لیے یہ بات کی ہے کہ کہیں تمھارا یہ راز تمھارے دشمن تک نہ پہنچ جائے۔

ابنِ ابی حمزہؒ نے کہا: آپؑ نے اُس چیز کا اظہار کیا ہے جس چیز کا اظہار آج تک آپؑ کے آباء نے نہیں کیا اور نہ ہی ایسا کلام کیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں! اللہ کی قسم! میرے جدِّ نامدار نے ایسی گفتگو اس وقت کی تھی جب اللہ نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے اقربا کو اِنذار کریں۔ جب آپؐ کے قبیلے کے چالیس افراد جمع ہوئے تھے تو آپؐ نے اُن کے درمیان اپنی رسالت کا اظہار فرمایا تھا۔ مجھے تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اِن لوگوں میں سے جس نے شدومد کے ساتھ پیغمبرِ خدا کی تکذیب کی تھی وہ ابولہب تھا۔

آپؐ نے حاضرین میں اِس بات کا اعلان کیا تھا: میری نبوت کی پہلی علامت یہ ہے کہ ابولہب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اگر اس نے مجھے ایک

خراش بھی لگا دی تو مجھے اللہ کا نبی تسلیم نہ کرنا۔ میں آج علانیہ کہہ رہا ہوں کہ ہارون رشید میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اگر اس نے مجھے معمولی سی خراش بھی لگا دی تو مجھے امامِ وقت نہ سمجھنا۔ یہ میری امامت کا پہلا ثبوت ہے۔

راوی کہتا ہے: اس دوران علی بول پڑے کہ ہم نے آپؑ کے آبا کی طرف سے سنا ہے کہ امامؑ کی طرف سے اَمرِ ولایت اُسے ملتا ہے جو اُس جیسا امام ہو؟

امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں کی بات صحیح ہے لیکن مجھے یہ بتایئے کیا حضرت امام حسین علیہ السلام امام تھے؟

علیؒ نے کہا: جی ہاں وہ امامؑ تھے۔

آپؑ نے فرمایا: آپؑ کے بعد اَمرِ ولایت کس کے پاس آیا؟

اُس نے کہا: حضرت علیؑ بن الحسینؑ امام بنے؟

آپؑ نے فرمایا: اس وقت حضرت علیؑ بن الحسینؑ کہاں تھے؟

اُس نے کہا: آپؑ کوفہ میں ابنِ زیاد کی قید میں تھے۔ آپؑ اُس کی قید سے خود باہر آئے حالانکہ ان کے دشمن کو معلوم بھی نہ تھا۔ (آپؑ نے اپنے والد بزرگوار پر نماز پڑھی)۔ اُن کا منصب سنبھالا اور پھر واپس کوفہ چلے آئے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علیؑ بن الحسینؑ تو خود بخود امام بن گئے تھے۔ آپؑ کوفہ سے کربلا تشریف لائے، وہاں اپنے والد بزرگوار کا منصب سنبھالا اور واپس کوفہ چلے آئے۔ آپؑ کے لیے اَمر امامت و ولایت ممکن ہے۔ کیا میرے لیے بغداد آنا ممکن نہیں ہے کہ مَیں بغداد آ کر اپنے والد بزرگوارؑ سے اَمرِ ولایت حاصل کروں اور واپس اپنے مقام پر پہنچ جاؤں حالانکہ میں محبوس تھا اور نہ قید میں تھا۔

امام علیہ السلام کی یہ گفتگو سن کر علی نے بات کا رُخ دوسری طرف موڑ دیا کہ

ہمیں کہا گیا ہے کہ ایک امامؑ اپنی شہادت سے قبل اپنا نائب مقرر کر کے جاتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمھیں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث بتائی گئی ہے؟

علی نے کہا: نہیں، یہی حدیث بیان کی گئی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں! خدا کی قسم! تمھیں جو حدیث بیان کی گئی ہے اس میں سوائے "قائم" کے الفاظ ہیں۔ تمھیں اس حدیث اور اس کے ان الفاظ کا علم نہیں ہے کہ اس کا مفہوم کیا ہے اور اس بارے میں یہ الفاظ بیان کیوں کیے گئے ہیں؟

امام علیہ السلام کی بات سن کر علی نے کہا: جی ہاں! اللہ کی قسم! یہ الفاظ حدیث میں موجود ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم میرے ساتھ کس جرأت سے بات کر رہے ہو کہ حدیث کا کچھ حصہ پیش کرتے ہو اور کچھ حصہ چھوڑ دیتے ہو؟

آپؑ نے فرمایا: یا شیخ! اللہ کا خوف کرو۔ اللہ کے دین کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی نہ کرو"۔ (رجال الکشی: ج ۲، ص ۷۱۳؛ بحار الانوار: ج ۴۸، ص ۲۶۹)

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی نص

کمال الدین میں عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنیؒ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے آقا و مولا حضرت امام علی بن محمد علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔ جب آپؑ کی نگاہِ مبارک مجھ پر پڑی تو آپؑ نے فرمایا: ابوالقاسم خوش آمدید! ہمارے سچے دوست ہیں۔

میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! میں آپ کو اپنا عقیدہ بتانا چاہتا ہوں۔ اگر میرا عقیدہ صحیح ہے تو تائید فرمائیں، اگر غلط ہے تو تردید فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: ابوالقاسم بیان کیجیے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اُن کے حضور یوں عرض کیا: اللہ رب العزت واحد و اَحد ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے عبد اور رسول ہیں اور آپؐ آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد قیامت تک کسی نبی نے نہیں آنا۔ آپؐ کی شریعت تمام شریعتوں کو ختم کر دینے والی ہے۔ آپؐ کی شریعت کے بعد قیامت تک کوئی اور شریعت نہیں آئے گی۔

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُن کے خلیفہ اور امام امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اُن کے بعد حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، حضرت علیؑ بن الحسینؑ، حضرت محمدؑ بن علیؑ، حضرت جعفر صادقؑ، حضرت موسیٰ بن جعفرؑ، حضرت علی بن موسیٰؑ، حضرت محمدؑ بن علیؑ امام ہیں۔ اِن کے بعد اے میرے آقا آپؑ امامِ وقت ہیں۔

امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوالقاسم! اللہ کی قسم! یہی دین خداوندی ہے جو اُس نے اپنے بندوں کے لیے پسند فرمایا ہے۔ اسی دین پر ثابت قدم رہو، اللہ آپ کو دنیا و آخرت میں اس دین پر ثابت قدم رکھے۔[1]

---

[1] کمال الدین: ص ۳۷۹؛ التوحید: ص ۸۱؛ صفات الشیعہ: ص ۱۲۷؛ امالی صدوق: ص ۳۱۹؛ کفایۃ الاثر: ص ۲۸۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۳۹؛ کشف الغمہ: ج ۳، ص ۳۱۵؛ بحارالانوار: ج ۳۶، ص ۴۱۲

امام حسین علیہ السلام کی وصیتیں

امام حسین علیہ السلام کی اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہؓ کو وصیت

الغیبت الطوسی میں جنابِ فضیل بن یسارؒ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام عازمِ عراق ہوئے تو آپؑ نے اپنی وصیت و کتب وغیرہ زوجۂ پیغمبرؐ حضرت اُمِ سلمہؓ کے حوالے کیں اور اُن سے فرمایا: جب آپ کے پاس میرے بیٹے آئیں تو یہ تمام اشیاء اُن کے حوالے کر دینا۔

جب میدانِ کربلا میں امام علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تو حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام واپس مدینہ تشریف لائے تو حضرت اُمِ سلمہؓ نے وہ تمام چیزیں آپؑ کے حوالے کر دی تھیں۔ [1]

الکافی میں جناب حمرانؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مختوم وصیت نامہ حضرت اُمِ سلمہؓ کے حوالے کیا تھا کیا یہ بات صحیح ہے؟

آپؑ نے فرمایا تھا: جب رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ رحلت قریب آیا تو آپؐ نے اپنے علم اور اسلحے کا وارث حضرت امام علی علیہ السلام کو بنایا تھا۔ اُن کی شہادت کے بعد رسولؐ اللہ کے اِس ورثے کے وارث حضرت امام حسن علیہ السلام ہوئے۔ اُن کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ میراث پائی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ تمام اشیاء حضرت اُمِ سلمہؓ کے حوالے کیں۔ بعد میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے بابا کی میراث اُن سے واپس لے لی تھیں۔

یہ سن کر میں نے عرض کیا: رسولؐ اللہ کا وصیت نامہ اور اسلحہ پھر آپؑ کے والدِ بزرگوار کے پاس آ گیا، اُن کی شہادت کے بعد آپؑ کے پاس آ گیا۔

---

[1] الغیبت الطوسی: ص ۱۹۵؛ بحار الانوار: ج ۴۶، ص ۱۸۔

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! اب وہ تمام اشیاء میرے پاس ہیں۔ ①

الکافی میں وہی روایت ہے جو ابھی آپ نے پڑھی ہے۔ ②

اِثبات الوصیت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے یومِ عاشورا کے اَحوال میں سے ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت علی بن الحسین علیہ السلام (جو اُس دن علیل تھے) کو اپنا وصیت نامہ، اسمِ اعظم اور انبیاءؑ کے مواریث آپؑ کے حوالے کیے اور اُنھیں یہ بھی بتایا کہ میں نے مدینہ چھوڑتے وقت کچھ خاص علوم، صحیفے، مصاحف اور اسلحہ حضرت اُمِ سلمہؓ کے حوالے کیے تھے۔ جب واپس جانا تو اُن سے وصول کر لینا کیونکہ میں نے اُنھیں اس بات کی تاکید کی تھی۔ (اِثبات الوصیت: ص ۱۷۷)

الکافی کی روایت کا مضمون وہی ہے جو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں۔ ③

حضرت امام حسین علیہ السلام کی حضرت فاطمہ کبریٰ علیہا السلام کو وصیت کرنا

الکافی میں ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا وقتِ شہادت قریب آیا تو آپؑ نے اپنی دُختر حضرت فاطمہ کبریٰ علیہا السلام کو اپنے پاس بلایا اور ایک ملفوف اور ایک غیر ملفوف وصیت نامہ اُن کے حوالے کیا۔ اس وقت حضرت امام سجاد علیہ السلام علیل تھے۔ حضرت فاطمہ کبریٰؑ نے مدینہ واپسی پر اپنے والد کی امانت حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام کے حوالے کی۔

راوی کہتا ہے: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں یہ فرمائیں اُس کتاب کے اندر کون سے علوم ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت آدمؑ سے لے کر تا قیامِ قیامت بنی آدم کی تمام ضروریات کا

---

① الکافی: ج۱، ص ۲۳۵؛ بصائر الدرجات: ص ۱۷۷؛ بحارالانوار: ج۲۶، ص ۲۰۷

② الکافی: ج۱، ص ۲۳۶؛ ارشاد: ج۲، ص ۱۸۹؛ کشف الغمہ: ج۲، ص ۳۸۳؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۳۱؛ بصائر الدرجات: ص ۱۸۶؛ بحارالانوار: ج۲۶، ص ۲۰۷۔

③ الکافی: ج۱، ص ۳۰۳؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۴، ص ۱۷۳؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۸۳؛ بحارالانوار: ج۴۶، ص ۱۹

علم اس کتاب میں موجود ہے۔ بخدا اس میں تمام حدود کی تفصیلات موجود ہیں حتیٰ کہ خراش کی دیت بھی موجود ہے۔ ①

کتاب الکافی کی دوسری روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔ ②

امام علیہ السلام کا حضرت زینب علیہا السلام کو وصیت کرنا

الغیبت الطوسی میں احمد بن ابراہیمؒ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن حضرت حکیمہ بنت محمد بن علی رضا علیہ السلام کے حضور حاضری دی۔ میں نے اُن سے پردے میں بات کی۔ میں نے اُن سے دین کے بارے میں پوچھا۔ اُنھوں نے مجھے تفصیلات بتائیں اور فرمایا: فلاں ابن الحسنؑ ہیں۔

میں نے اُن کی خدمت میں عرض کیا: اللہ مجھے آپ کا فدیہ قرار دے۔ آپ نے اُنھیں دیکھا ہے یا آپ کو صرف اُن کے بارے میں بتایا گیا ہے؟

ابو محمدؑ نے اپنی والدہ کی طرف لکھا تھا، اُس تحریر سے ہمیں علم ہوا ہے؟

میں نے عرض کیا: تو مولود کہاں ہیں؟

آپ نے فرمایا: مستور ہیں۔

میں نے عرض کیا: اِن حالات میں اُن کے شیعہ کہاں جائیں اور حالات کی اطلاع کس سے حاصل کریں؟

آپؑ نے فرمایا: تو مولود کی دادی اماں سے حاصل کریں جو ابو محمدؑ کی والدہ ہیں۔

میں نے عرض کیا: آپ میری رہبری فرمائیں کیا عورت کو وصیت کی جا سکتی ہے؟

اُنھوں نے فرمایا: امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن حضرت زینب علیہا السلام کو وصیت کی تھی، حالانکہ اُس وقت امام زین العابدینؑ موجود تھے۔

---

① الکافی: ج ۱، ص ۳۰۳؛ الامامت والتبصرہ: ص ۱۹۷؛ بصائر الدرجات: ص ۱۴۸؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۸۲؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۱۷۲؛ اِثبات الوصیت: ص ۱۷۷

② الکافی: ج ۱، ص ۳۰۴؛ بصائر الدرجات: ص ۱۶۸؛ امامت والتبصرہ: ص ۱۹۷؛ بحار الانوار: ج ۴۶، ص ۵۴

پھر آپؑ نے فرمایا: تم لوگ اصحابِ اخبار ہو۔ تمھیں روایت کی گئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے اُن کے نویں فرزند کی میراث اُن کی زندگی میں تقسیم کردی گئی ہے۔ ①

حضرت امام حسین علیہ السلام کی مختلف وصیتوں پر ایک نظر

حضرت امام حسین علیہ السلام کی وصیتوں کے بارے میں جو احادیث کتابوں میں موجود ہیں اُنھیں تین مجموعوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(مجموعۂ اوّل): اس مجموعہ میں وہ احادیث موجود ہیں کہ جو امام حسین علیہ السلام نے مدینہ میں عازمِ عراق ہوتے وقت اپنا وصیت نامہ، کتب اور خاص اسلحہ حضرت اُمِ سلمہؓ کے حوالے کیا تھا کہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مدینہ واپس آئیں تو یہ سب کچھ اُن کے حوالے کردینا۔

(مجموعۂ دوم) اس مجموعہ میں وہ احادیث ہیں کہ جو امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت سے پہلے اپنی وصیت اپنی دُختر حضرت فاطمہ کبریٰ علیہا السلام کے حوالے کی تھی تاکہ وہ اُن کی شہادت کے بعد امامِ وقت کے حوالے کردیں۔

(مجموعۂ سوم) اس مجموعہ میں ایک حدیث ہے کہ آپؑ نے اپنا وصیت نامہ اپنی ہمشیرہ حضرت زینب عالیہؑ کے حوالے کیا تھا۔

جی ہاں! جب اِن روایات میں غوروخوض کیا جاتا ہے تو انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ان روایات کے درمیان کسی قسم کا تعارض نہیں ہے۔ اِن سب کا آپس میں جمع کرنا ممکن ہے۔

ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے خروج کرتے وقت اپنا وصیت نامہ اور وہ اشیاء جو آپؑ کے اپنے جد بزرگوار رسولؐ اللہ، اپنے والد بزرگوار اور اپنے برادر بزرگوار کی طرف سے ورثے میں ملی تھیں جن میں وصیتیں بھی تھیں، انبیاءؑ کے مواریث بھی تھے اور خاص اسلحہ بھی تھا۔ یہ سب اشیاء حضرت اُمِ سلمہؓ کے حوالے کیے تھے، تاکہ اُن کی عدم موجودگی میں محفوظ رہیں اور پھر اُن کے بعد آنے والے ائمہؑ کے درمیان منتقل ہوتی رہیں۔

---

① الغیبۃ الطوسی: ص ۲۳۰؛ کمال الدین: ص ۵۰۱؛ بحارالانوار: ج ۴۶، ص ۱۹

اس طرح آپؑ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں آخری وصیتیں اپنی دختر حضرت فاطمہ کبریٰؑ کے حوالے کی تھیں، تاکہ وہ بعد میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے حوالے کردیں۔

اب بات رہی اس وصیت کی جو آپؑ نے اپنی ہمیشہ حضرت زینب عالیہ علیہا السلام کے حوالے کی تھی۔ روایت مذکورہ کا ظاہر یہ بتاتا ہے کہ امام علیہ السلام نے انھیں خاص وصیت نہیں سونپی تھی بلکہ وصیت وہی تھی جو اس وصیت سے قبل آپؑ اپنے خاندان کے دوسرے افراد کے حوالے کرچکے تھے۔ آپؑ چاہتے تھے کہ آپؑ کا وصیت نامہ مختلف افراد کے ذریعے مختلف اوقات میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تک پہنچ جائے۔ آپؑ نے اس وصیت نامہ کے تحفظ کے لیے ایک حکیمانہ عمل کیا، تاکہ امین ہاتھوں کے ذریعے یہ امانت اپنے مقام پر پہنچ جائے اور ان ظالم حکمرانوں سے یہ محفوظ رہے۔

جب اس اَمر میں مزید غور کیا جاتا ہے تو یہ امکان بھی سامنے آتا ہے کہ امامؑ کا وصیت نامہ صرف ایک تھا، لیکن اس کے نسخے زیادہ تھے۔ جتنے افراد تھے اتنے نسخے تھے تاکہ وصیت نامہ محفوظ ہوجائے۔ اِن افراد میں سے اگر کسی سے وصیت نامہ ضائع ہوجائے تو مشکل پیدا نہ ہو۔ آپؑ نے احتیاط کے تقاضوں کے مطابق ایک وصیت کے متعدد نسخے جاری فرمائے تاکہ یہ وصیت نامہ آپؑ کے بعد والے ائمہ تک پہنچ جائے۔

چوتھی قسم

امام حسین علیہ السلام رسولؐ اللہ کی رحلت سے لے کر امام علیؑ کی شہادت تک

(مدخل)

مدخل

سبط اصغر، سید الوریٰ، فرزند رسولؐ کی حیاتِ مبارکہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ آپؑ کی زندگی کا چوتھائی حصّہ عصرِ خلفاء میں گزرا۔ جب حضرت ابوبکرؓ تختِ حکومت پر متمکن ہوئے تو آپؑ اپنی عمر کی ساتویں بہار دیکھ چکے تھے۔ جب حضرت عمرؓ کو حکومت ملی اُس وقت آپؑ کی عمر شریف نَو سال تھی۔ جب حضرت عثمانؓ کو حکومت ملی تو اُس وقت آپؑ انیس سال کے تھے۔ اِن خلفاء کے زمانے میں آپؑ نے جس طرح زندگی بسر کی یہاں ہم اُس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

امام حسینؑ اور خلفاء

حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام عام مسلمانوں کے درمیان اَرفع و اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ تمام لوگ اُنھیں عزّت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اِس احترام و اِکرام کا سبب اُن کا اپنا اَخلاقی کمال اور بلند و بالا نسب تھا۔ علاوہ اَزیں تمام صحابہ کرام اِن دونوں شہزادوں کے فضائل سیدالانبیاءؐ سے سن چکے تھے۔ اس لیے وہ سب ان کے سامنے اپنی آنکھیں بچھاتے تھے۔ وہ سب اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اِن شہزادوں کی محبت، ایمان کی اساس اور روح ہے اور یہی حال سیاسی اور حکومتی عمائدین کا تھا۔

خلیفۂ ثانی آپؑ دونوں برادران کو اپنی اولاد سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے اور بیت المال میں سے اُنھیں اپنی اولاد سے کئی گنا زیادہ مال دیتے تھے، بلکہ جتنا اُن کے والد بزرگوار کو مال ملتا تھا اُس قدر آپؑ دونوں کی پذیرائی کی جاتی تھی۔ تاریخی مصادر اِن روایات سے بھرے پڑے ہیں۔ اِس ضمن میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُحِبُّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيُقَدِّمُهُمَا عَلَىٰ وُلْدِهِ

"حضرت عمر بن خطابؓ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ اُنھیں اپنی اولاد پر مقدم سمجھتے تھے۔ اُنھیں ہر معاملے میں ترجیح دیتے تھے"۔

ابنِ کثیر نے یہی بات خلیفۂ ثالث کے متعلق نقل کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

كَانَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانٍ يَكْرِمُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيُحِبُّهُمَا

"حضرت عثمان بن عفانؓ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا بہت زیادہ احترام و اِکرام کرتے تھے اور اُنھیں دل کی گہرائیوں سے چاہتے تھے"۔

(البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۳۶، ص ۱۵۰)

حکومت و سیاست سے دُوری

جب فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ابتدائی حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ اپنے والد بزرگوار اور دوسرے اہلِ بیتؑ کی مانند حکومت اور ملکی سیاست سے کنارہ کش رہے۔ جس طرح اُنھوں نے حکومتی اُمور میں دلچسپی نہیں لی اسی طرح آپؑ نے بھی کوئی دلچسپی نہ لی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت سے لے کر ایامِ خلافت تک کا یہ دور آپؑ کی زندگی کے حالات و واقعات سے کچھ زیادہ بحث نہیں کرتا۔ جو کچھ ہمیں تاریخی مصدر سے ملا ہے وہ ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔

خلیفۂ اوّل کا عہدِ خلافت (۱۱ھ تا ۱۳ھ)

شہزادۂ کونین و ثقلین کی وہ حیاتِ مبارکہ جو رحلتِ رسولؐ کے بعد شروع ہوتی ہے وہ رنج و الم سے بہت زیادہ دوچار نظر آتی ہے۔ جوں ہی رحمتِ عالمینؐ کا سایۂ عاطفت آپؑ کے سرِ اقدس سے اُٹھا تو معاشرہ و ماحول کی چلچلاتی دھوپ نے آپ کی پُر بہار زندگی کی رونقوں کو مرجھا دیا۔ جب آپؑ کے جدِّ نامدار کی رحلت ہوئی تو آپؑ اُس وقت سات سال کے تھے۔ اس عمر سے لے کر اپنی عمر کے نویں سال تک یہ زمانہ آپؑ کے لیے نہایت پُر کٹھن تھا۔ اِس دور میں آپؑ کو اپنے مہربان نانا کی رحلت کے کڑوے کسیلے گھونٹ پینے پڑے۔ آپؑ کے والدِ بزرگوار علی مرتضیٰؑ کی مظلومیت نے آپؑ کے درد و الم میں کئی گنا اضافہ کر دیا۔ ابھی آپؑ کی مجروحیتِ قلبی مندمل نہیں ہونے پائی تھی کہ آپؑ کے سر سے آپؑ کی مہربان ماں کا سایہ اُٹھ گیا۔ سیدہ کی اچانک ہجر و فراق نے آپؑ کو تند و تیز اندھیریوں کے تھپیڑوں کے حوالے کر دیا۔ آپؑ

سے سکھ وسکون اور چین وراحت رُوٹھ گئے۔ آپؑ کا چین وآرام، مہربان ماں کی آغوش تھی یا پھر رحیم وکریم نانا کے زانو تھے۔ گھر میں ہوتے تو والدہ ماجدہ کی ملکوتی آغوش میں شیریں نیند کے مزے لیتے۔ اگر مسجد میں آتے تو سیّدالانبیاءؐ جیسے نانا کے زانو پر بیٹھ کر اُن کی محبتوں کا مظہر ہوتے۔ صحابہ کرام کی نظریں مرکوز ہوتی تھیں۔ جب عالمین کے رسولؐ امام حسینؑ کے رخساروں پر رسالت ونبوت کے تعلّی لب مَس کرتے۔ کبھی رسول اللہؐ حسینؑ کے ہونٹوں کو چوس رہے ہوتے تھے۔ آپؑ کا لُعابِ دہن اپنے دہن میں لیتے اور کبھی آپؑ کی ضوفشاں جبین پر بوسوں کی برسات کردیتے اور بلند آواز سے فرماتے:

"خدایا! یہ میرا حسینؑ ہے، میری محبتوں کی معراج ہے۔ میرے دل کا سکھ وچین ہے، تو اس سے محبت فرما اور جو اِس سے محبت کرے تو اُس سے محبت فرما"۔

نانا رسولؐ کی رحلت کے بعد حالات کچھ اس طرح منقلب ہوئے کہ آپؑ جس منبر پر اپنے نانا کے زانو پر ہوتے تھے یا اُن کی آغوشِ رحمت میں ہوتے تھے اُس منبر پر آج نانا نہیں ہیں۔ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ جب کسی کو اپنا حبیب ومحبوب نظر نہ آئے اور اُن کی جگہ پر کوئی دوسرا ہو تو اُس وقت دل ودماغ کی کیا حالت ہوتی ہے؟ بہت سے تاریخی مصادر میں یہ روایت موجود ہے کہ جب آپؑ اپنے جدِ نامدار کی رحلت کے بعد مسجد نبویؐ میں آئے اور منبر پر خلیفۂ اوّل کو دیکھا تو آپؑ نے اپنی لسانِ طفولیت سے فرمایا:

اَنْزِلْ عَنْ مَجْلِسِ اَبِیْ

"میرے بابا کے منبر سے اُتر جاؤ"۔

حسنین کریمین علیہما السلام بے پناہ عزت وعظمت کے مالک تھے۔ وصالِ نبیؐ کے بعد ضرورت تھی کہ حق کا اِحقاق کیا جائے۔ امیر المومنین امام علی علیہ السلام نے جہاں اپنی عظمت کو پیش کیا وہاں اپنے ان دونوں شہزادوں کو اپنے ساتھ لیا اور لوگوں کو بتایا: دیکھو! یہ دونوں رسول اللہؐ کے فرزند ہیں اور آپؐ کی شہزادی کے شہزادے ہیں۔ اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو حق کہاں ہے؟

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں حاکمِ شام کے اُس مکتوب کا حوالہ دیا ہے جس

میں اُس نے امیر المومنینؑ پر طعن وتشنیع کے تیر برسانے کی کوشش کی۔ وہ خط یہ ہے:

"جب حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہوئی تو میں تمھیں یاد دلاتا ہوں جب تم اپنی زوجہ کو سوار کر کے رات کو اپنے گھر سے باہر نکلے تھے تو اُس وقت تیرے ہاتھ تیرے بیٹوں حسنؑ وحسینؑ کے ہاتھوں میں تھے۔ تُو نے اصحابِ بدر اور سوابق میں سب سے سے ملاقات کی تھی اور انھیں اپنی بیعت کی دعوت دی تھی۔ تم اُن کے پاس اپنی زوجہ اور بیٹوں کے ہمراہ گئے تھے"۔

سُلیم بن قیسؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے حوالے سے یہ خط اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

خلیفۂ ثانی کا عہدِ خلافت (۱۳ھ تا ۲۴ھ)

جب خلیفۂ ثانی کی خلافت کا آغاز ہوا تو اُس وقت امام حسین علیہ السلام اپنی عمر شریف کے نویں سال میں تھے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا دور تقریباً گیارہ سالوں پر محیط ہے۔ اُن کی وفات کے وقت آپؑ اپنی حیاتِ مبارکہ کی انیسویں بہار میں تھے۔ آپؑ نے اُن کی خلافت کے ابتدائی دور میں اُن سے کئی مرتبہ احتجاجی لہجے میں گفتگو کی کہ جب آپؑ نے انھیں رسول اللہ کے منبر پر دیکھا تو فرمایا: "یہ منبر میرے نانا کا ہے، اس سے نیچے اُتر آؤ"۔ (المعجم الکبیر: ج ۱، ص ۱۰۷، تاریخ طبری: ج ۴، ص ۱۹۴، طبقات الکبریٰ: ج ۳، ص ۲۴۷)

بعض روایات میں موجود ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے بیت المال میں سے مال تقسیم کیا تو حضرات حسن وحسین علیہما السلام میں سے ہر ایک کو اُن کے والدِ بزرگوار کے برابر عطا کیا۔ اس لیے انھیں اس مقدار میں عطا کیا کیونکہ آپؑ رسول اللہ سے قرابت رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ ہزار پیش کیے۔

شہر بن حوشب نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے مالیات کا نظام تدوین کیا تو اُنھوں نے سرفہرست حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کے اسماء لکھے۔ اُنھوں نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور مال اُن کے حوالے کیا۔ پھر انھیں اپنی

آغوش میں یا زانو پر بٹھایا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسے دیے۔ پھر شہزادۂ حسینؑ کو مال دیا اور اُنھیں اپنی آغوش میں بٹھایا اور اُن کی آنکھوں کے درمیان بوسے دیے۔ اس محفل میں حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہؓ بھی موجود تھے۔ جب اُنھوں نے یہ منظر دیکھا تو بول پڑے: بابا جان! آپ ان دونوں شہزادوں کو مجھ پر ترجیح دے رہے ہیں، یہ پیار تو مجھ سے ہونا چاہیے تھا۔ آپ مجھ سے پیار نہیں کر رہے، بلکہ اِن سے کر رہے ہیں۔ یہ آغوش میری ہے۔ آپ مجھے نہیں بٹھا رہے بلکہ اِنھیں اپنی آغوش میں بٹھا رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اُنھیں ڈانٹ کر کہا:

اُسْكُتْ لَا اُمَّ لَكَ اَبُوْهُمَا خَيْرٌ مِنْ اَبِيْكَ وَ اُمُّهُمَا خَيْرٌ مِنْ اُمِّكَ

”خاموش ہو جا، تیری ماں مرجائے۔ اِن کے والد تیرے والد سے بہتر و برتر ہیں، اِن کی والدہ تیری والدہ سے اَرفع و اعلیٰ ہیں“۔ (۱)

خلیفۂ ثالث کا عہدِ خلافت

جوانانِ جنت کے سیّد و سالار حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے شباب لاجواب کا کچھ حصّہ (۱۹ سال سے لے کر ۳۱ سال تک) حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں گزارا۔ آپؑ سے متعلق اس دور کے کچھ واقعات ہیں۔ ہم یہاں اُن کی طرف اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اشارہ کرتے ہیں۔

۱ مشایعت حضرت ابوذر غفاریؓ:

جب حضرت عثمانؓ نے صحابی رسولؐ حضرت ابوذر غفاریؓ کو ربذہ (۲) کی طرف جلاوطن کیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت عثمانؓ کے روکنے کے باوجود اُن کی مشایعت کی۔

حضرت ابن عباسؓ نے اس واقعہ کو اس طرح نقل کیا ہے:

---

(۱) المعجم الکبیر: ج ۱، ص ۸۰۷، تاریخ طبری: ج ۴، ص ۱۹۳، اُسد الغابہ: ج ۳، ص ۵۸۵

(۲) ربذہ مدینہ منورہ سے تین دنوں کی مسافت پر ہے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کا مزار وہاں ہے۔ (المعجم البلدان: ج ۳، ص ۲۴) جلد سوم کے آخر میں نقشہ ملاحظہ فرمائیے۔

لَمّا أُخرج أبو ذر إلى الربذة، أمر عثمان فنودي في النّاس إلَّا يكلّم أحد أبَا ذَرّ وَلَا يَشيّعه، وأمر مروان بن الحكم أن يخرج به، فخرج به، وتحاماه النّاس إلَّا علي بن أبي طَالِبٍ وَعَقِيلًا أخاه، وحسنًا وحُسَينًا، وعمّارًا، فإنّهم خرجوا معه يشيّعونه۔ فجعل الحسن يكلّم أبا ذر، فقال له مروان: إيهًا يا حسن! ألا تعلم أنّ أمير المؤمنين قد نهى عن كلام هذا الرجل! فإن كنت لا تعلم فاعلم ذٰلك۔

فحمل عليّ على مروان، فضرب بالسوط بين أذني راحلته، وقال: تنحّ نحّاك الله إلى النّار، فرجع مروان مغضبًا إلى عثمان فأخبره الخبر، فتلظى على عليّ.. ثُمّ تكلم الحسين فقال: يا عمّاه! إنّ الله تعالىٰ قَادِرٌ أنْ يُغيّرَ مَا قَدْ ترى، وَاللهُ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ، وَقَدْ مَنَعَكَ القَوْمُ دُنيَاهُمْ وَمَنَعتَهُمْ دِينَكَ، فَما أغنَاكَ عَمّا مَنَعُوكَ وَأحوَجَهُمْ إلى مَا مَنَعْتَهُمْ! فَاسأَلِ اللهَ الصَّبرَ وَالنّصرَ، وَاستَعِذ بِهِ مِنَ الجَشَعِ وَالجَزَعِ، فَإنَّ الصَّبرَ مِنَ الدِّينِ وَالْكَرَمِ، وَإنَّ الجَشَعَ لَا يُقَدِّمُ رِزْقًا، وَالجَزَعَ لَا يُؤَخِّرُ أجَلًا۔

"جب حضرت ابوذر غفاریؓ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کیا جارہا تھا تو حضرت عثمانؓ نے حکم جاری کیا کہ حضرت ابوذرؓ سے کوئی نہ ملے اور نہ اُن سے کوئی ہم کلام ہو۔ یہ حکومتی آرڈر تھا۔ اس آرڈر کی تعمیل کا کام مروان کے سپرد کیا گیا تھا کہ وہ لوگوں کو سختی کے ساتھ روکے اور اُن کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ جو لوگ حضرت ابوذرؓ سے ملنا چاہتے تھے وہ حکومت کے خوف کی وجہ سے گھروں میں بیٹھے رہے لیکن حضرت علی علیہ السلام، حضرت عقیلؓ، حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام اور حضرت عمار یاسرؓ حضرت ابوذرؓ کے ہمراہ مدینہ سے باہر آئے۔ کچھ فاصلہ اُن کے ساتھ چلتے رہے۔

اس دوران جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت ابوذرؓ سے گفتگو کی تو مروان نے کہا: اے حسنؑ! آپؑ نہیں جانتے کہ امیر المومنین نے حکم جاری کیا ہے کہ اس آدمی سے کوئی کلام نہ کرے۔ اگر آپؑ کو اس بات کی خبر نہیں ہے تو اب میں آپؑ کو بتا رہا ہوں، اِن سے بات نہ کریں۔

جب حضرت امام علی علیہ السلام نے مروان کی یہ بات سنی تو آپؑ نے اس کی سواری کے کانوں کے درمیان تازیانہ مارتے ہوئے کہا: خدا تیرا بُرا کرے، تجھے جہنم نصیب ہو۔ تو کون ہے ہمیں روکنے والا۔ مروان غصے میں پیچ و تاب کھاتا ہوا حضرت عثمانؓ کے پاس واپس آیا اور واقعہ کی رپورٹ دی۔ حضرت عثمان حضرت امام علی علیہ السلام پر سخت غضب ناک ہوئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بھی حضرت ابوذر غفاریؓ سے ہم کلام ہوئے اور آپؑ نے اُن کی ان الفاظ کے ساتھ حوصلہ افزائی کی۔

آپؑ نے فرمایا: چچا جان! گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ آپؓ پریشان نہ ہوں۔ جو آپؓ کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے یہ قادرِ مطلق کے سامنے ہے۔ وہ ضرور تبدیلیاں پیدا فرمائے گا۔ ہر دن اللہ کا ہے اور فیصلے بھی اُسی کے ہیں۔ ہر آئے دن اُس کے اپنے انداز ہیں۔ لوگوں نے آپؓ کی دنیاوی زندگی میں پریشانیاں پیدا کی ہیں۔ اس سلوک کی وجہ سے اُن کا دین پریشان ہو گیا ہے۔ جو چیز اُن لوگوں نے آپؓ سے چھینی ہے آپؓ اُس سے کس قدر بے نیاز ہیں اور جو چیز آپؓ نے اُن سے حاصل کی ہے وہ اِس کے کس قدر نیازمند ہیں۔

میں بارگاہِ خداوندی میں آپؓ کے لیے صبر و نصرت کا سوال کرتا ہوں کہ وہ آپؓ کو صبر و استقامت عطا فرمائے اور ان حالات میں آپؓ کی نصرت فرمائے اور اللہ آپؓ کو ہر قسم کے خوف سے اپنی پناہ میں رکھے۔ صبر و استقامت، دین اور کرامت کا حصّہ ہے۔ حرص و طمع سے رزق ہاتھ

نہیں آتا اور جزع و فزع موت کو مؤخر نہیں کرتے"۔

۲ بعض جنگوں میں شرکت

چند ایک مصادر میں ہے کہ آپؑ نے دورِ خلافت عثمانؓ میں بعض جنگوں میں شرکت کی تھی۔ آپؑ نے ۲۶ ہجری میں حربِ افریقہ میں، ۲۹ یا ۳۰ ہجری میں حربِ طبرستان میں شرکت کی تھی۔ علاوہ ازیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپؑ نے ۴۸ یا ۵۲ ہجری میں قسطنطنیہ کی جنگ میں بھی حصّہ لیا تھا۔ ابنِ خلدون نے ان روایات کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

اس نے اپنے ہاں لکھا ہے: حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن ابی سرحؓ کو حکم دیا کہ وہ افریقہ پر حملہ کرے۔ یہ ۲۵ ہجری کی بات ہے اور اُس سے وعدہ لیا اگر اللہ نے تمھیں فتح دی تو اُسے مالِ غنیمت کا پانچواں حصّہ ملے گا۔ عقبہ بن نافع بن عبدالقیس کو ایک لشکر کی امارت دی اور دوسرے لشکر کی امارت عبداللہ بن نافع بن حرث کے سپرد کی اور اُن دونوں کو ہر قسم کے اختیارات دیئے۔ یہ دس ہزار کا لشکر افریقہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب لشکر افریقہ پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے مال کے عوض صلح کرلی۔ اسلامی لشکر اُنھیں اُسیر نہ کرسکا، کیونکہ وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔

اس کے بعد عبداللہ بن ابی سرح نے حضرت عثمانؓ سے اس اُمر کی اجازت طلب کی اور اُس سے مدد بھی مانگی۔ اس نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا۔ اُنھوں نے اُسے کہا: ٹھیک ہے۔ عبداللہ بن ابی سرح کے لیے کمک روانہ کی جائے۔ اس کی مدد کے لیے صحابہ کرام پر مشتمل لشکر تیار کیا گیا۔ اس لشکر میں امام حسنؑ، امام حسینؑ، جنابِ ابنِ عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابنِ عمر بن عاص، عبداللہ ابنِ جعفرؓ اور عبداللہ ابنِ زبیر بھی تھے۔ یہ لوگ عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ ۲۶ ہجری میں جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔

عقبہ بن نافع نے راستے میں برقہ [1] کے مسلمانوں کے ساتھ اِن سے ملاقات کی۔ پھر یہ لشکر طرابلس کی طرف روانہ ہوا۔ یہ لوگ روم پر بھی حملہ آور ہوئے۔ پھر وہاں سے افریقہ کی طرف

---

[1] برقہ: لیبیا کے شمال میں ایک علاقہ ہے جس کا نام برقہ ہے۔

چلے اور وہاں افریقہ کی فتح کے لیے ہر طرف فوجی دستے روانہ کر دیے۔ (تاریخ ابن خلدون)

اسی طرح کی ایک روایت حنش بن مالک کی ہے، اُس نے کہا کہ سعید بن عاص ۳۰ ہجری کوفہ سے خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ اُن کے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور دیگر صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ ان کے ساتھ امام حسنؑ اور حسینؑ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاص اور عبداللہ بن زبیر بھی تھے۔ عبداللہ بن عامر بھی بصرہ سے فوج لے کر روانہ ہوئے۔ اُن کی منزلِ مقصود بھی خراسان تھی۔ وہ وہاں سعید بن العاص سے پہلے پہنچ گئے تھے اور اَبر شہر میں خیمہ زن ہو گئے تھے۔ جب سعید بن عاص کو یہ خبر ملی کہ وہ اَبر شہر (۱) پہنچ گئے ہیں تو سعید قُومس (۲) میں خیمہ زن ہو گئے۔ اس علاقے کے لوگوں نے جنگِ نہاوند کے بعد مسلمانوں سے صلح کر لی تھی۔ اس لیے وہ جرجان آئے۔ وہاں کے لوگوں نے دو لاکھ رقم دے کر صلح کر لی۔ پھر وہ طمیسہ (۳) آئے۔ یہ تمام علاقہ طبرستان کا تھا، جو جرجان کا سرحدی علاقہ تھا۔ جو ساحلِ سمندر پر ایک شہر تھا وہاں کے لوگوں نے اُن سے شدید ترین جنگ کی۔ آخر اُنھیں نمازِ خوف پڑھنا پڑی۔ سعید بن عاص نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا: رسولؐ اللہ نے نمازِ خوف کیسے پڑھی تھی؟ جنابِ حذیفہؓ نے اُنھیں اس نماز کا طریقہ بتایا تو اُنھوں نے حالتِ جنگ میں نمازِ خوف پڑھائی۔

سعید نے اس اثناء میں ایک مشرک کے کندھے پر تلوار کا وار کیا تو اُس کی کہنی میں سے تلوار نکل گئی۔ اس کے بعد اُنھوں نے دشمنوں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار دشمنوں نے اُن سے امان طلب کی تو اُنھوں نے اُنھیں اس شرط پر پناہ دی کہ وہ اِن کا "ایک آدمی" نہیں قتل کریں گے۔ اِس پر اُنھوں نے اُن پر قلعے کے دروازے کھول دیے تو اُنھوں نے اُن کے ایک شخص کے علاوہ تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ قلعہ میں جو مال و دولت موجود تھا وہ سب اپنے قبضے میں لے لیا۔

اِس طرح اِن روایات کے ساتھ وہ روایات بھی موجود ہیں جن کا تعلق امیر شام کے

---

(۱) اَبر شہر: نیشاپور کے علاقے کا ایک شہر ہے۔ (معجم البلدان: ج ۱، ص ۸۴)

(۲) قُومس: طبرستان کے پہاڑوں کا دامن ہے۔ (معجم البلدان: ج ۴، ص ۲۱۴)

(۳) طمیسہ: طبرستان کا میدانی علاقہ ہے۔ (معجم البلدان: ج ۴، ص ۴۱)

دورِ حکومت سے ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام امیر شام کے اُس لشکر میں موجود تھے جس لشکر نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا۔ جس کا امیر یزید تھا۔ (تاریخ طبری: ج ۴، ص ۲۶۹، الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۲۴۸)

مذکورہ تمام روایات قابلِ غور ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ایسی جنگوں میں کس طرح شرکت کر سکتے تھے کہ جس کی قیادت غیر معصوم کے پاس ہو۔ اپنے اس موقف کو تین صورتوں میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

(الف) اگر امامؑ نے اِن جنگوں میں شرکت کی ہوتی تو تاریخی مصادر میں اِن کی تفاصیل لازم ہوتیں۔ تمام تاریخی مصادر ہمارے سامنے ہیں۔ اِن میں کہیں تفصیلات نظر نہیں آتیں۔ ساتھ یہ امر بھی سامنے ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپؑ ایک عظیم خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ معاشرے اور ملکی سیاست میں اُن کا غیر معمولی مقام تھا۔ آپؑ اِن عام جنگوں میں کس طرح شرکت کر سکتے تھے؟

(ب) جن لشکروں کی امارت عبداللہ بن ابی سرح اور یزید جیسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو اُن لشکروں میں امامِ معصومؑ کس طرح شریک ہو سکتے تھے؟ ایسے لوگوں کی قیادت میں رہنا اُن کے لیے ممکن ہی نہیں تھا۔

(ج) اگر کوئی ایسا واقعہ ہوتا تو اہلِ بیتؑ کی روایات میں اس کا ضرور ذکر ہوتا۔ پہلی دو صدیوں میں کہیں ایسی روایت نظر نہیں آتی۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ اگر اس زمانے میں کفار و مشرکین نے اسلام کے خلاف کوئی جارحیت کی ہوتی تو دفاعِ اسلام کے لیے امامؑ ضرور شرکت کرتے۔ اپنی اس تحقیق کے پیشِ نظر ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے ان مذکورہ جنگوں میں شرکت نہیں کی۔

۳ خلیفۂ ثالث کا دفاع

اہلِ سنّت کے اکثر مصادر میں اس واقعہ کو بار بار پیش کیا گیا ہے کہ جب مسلمانوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کیا اور وہ اُن کی جان کے درپے تھے۔ جب اس بات کی خبر

امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام کی ملی تو آپؑ نے فوراً اپنے دونوں شہزادوں حسنین کریمینؑ کو اُن کے دفاع کے لیے بھیجا۔ دونوں شہزادوں نے جا کر اُن کے گھر کے تمام دفاعی اُمور اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ اِس واقعہ کے آخر تک آپؑ دونوں برادران وہاں موجود رہے۔

لیکن ہمارے بعض متقدمین و متاخرین محققین علماء نے اس واقعہ میں شک و تردّد کیا ہے کہ کیا حضرت امام علی علیہ السلام نے اپنے شہزادگان کو دفاع کے لیے بھیجا تھا؟ ان بزرگواروں میں حضرت علامہ محقق السید مرتضیٰ علم الہدیٰ حضرت آیت اللہ محقق علامہ امینی صاحب، حضرت علامہ باقر شریف القرشی، حضرت علامہ آیت اللہ السید جعفر مرتضیٰ عاملی وغیرہ ہیں۔ یہ بزرگوار اس واقعہ کو تسلیم نہیں کرتے۔ ①

یہ بزرگوار کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی حکومت کا طریقہ امامؑ کی سیرت اور اُن کے خط کے خلاف تھا۔ علاوہ ازیں محاصرین میں بہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تھے۔ اُس دور میں صحابہ کرام کا اپنا مقام تھا۔ وہ اپنے اس مقام کے پیش نظر ہجوم میں شریک تھے۔ مزید برآں اِن روایات میں سے بعض روایات کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ اِن روایات کی انتہا سعید بن ابی سعید المقبری پر ہوتی ہے۔ اُن کے بارے میں علمِ رجال کے ماہرین و متخصصین جیسے ابن شیبہ، واقدی اور ابنِ حبّان نے لکھا ہے کہ المقبری اپنی زندگی کے آخری چار برسوں میں شعور و حافظہ کھو بیٹھے تھے۔ ②

آپ نے ابھی جو روایات پڑھی ہیں یہ بھی قابلِ غور و التفات ہیں:

[1] بنیادی طور پر اس واقعہ کی نفی نہیں کی جا سکتی کیونکہ اس واقعہ کی روایات کثرت کے ساتھ ہیں۔ لیکن حضرت امام علی علیہ السلام کے اِس عمل کا سبب واضح ہے۔ جن لوگوں نے خلیفہ ثالث کے گھر پر ہجوم کر رکھا تھا وہ سب مسلمان تھے۔ اُن کا کوئی غیر نہ تھا۔ اس میں معمولی لوگ نہ تھے، غیر معمولی لوگ تھے۔ اس میں عام لوگ نہ تھے بلکہ صحابہ کرام موجود تھے۔ حضرت علی علیہ السلام

① تاریخ مدینہ: ج ۴، ص ۱۲۰۳، تاریخ دمشق: ج ۳۹، ص ۴۱۸، امامت والسیاست: ج ۱، ص ۵۹

② الشافی فی الامامت: ج ۴، ص ۲۴۲، الغدیر: ج ۹، ص ۲۳۸، حیاتِ امام حسنؑ بن علیؑ القرشی: ج ۱، ص ۲۷۹، الحیات السیاست امام حسنؑ: ص ۱۳۰، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۳، ص ۸

خلیفۂ ثالث کے اپنے موقف کے لحاظ سے سیاسی مخالف تھے۔ آپؑ نہیں چاہتے تھے کہ کل اُن کی طرف انگلیاں اُٹھیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی ہمدردیاں خلیفہ کے گھر پر ہجوم کرنے والوں کے ساتھ تھیں۔ آپؑ نے اِس الزام سے بچنے کے لیے اپنے دونوں شہزادوں کو گھر میں نہ بیٹھنے دیا۔ بلکہ اُنھیں دفاعی کمیٹی کا انچارج بنا کر بھیجا کہ وہ جائیں اور ممکنہ حد تک دفاع کریں۔

ایک دوسری بات یہ بھی سامنے ہے کہ امام علیہ السلام مسلمانوں کی جمعیت کو منتشر ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تھے، بلکہ آپؑ کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ اُمت کو ہر قسم کے فتنوں سے دُور رکھا جائے۔ آپؑ نے حسنین کریمینؑ کو اس لیے بھیجا تاکہ مسلمان اِس فتنہ سے بچ جائیں۔ اُن کے درمیان تفریق پیدا نہ ہو۔ لیکن وہی ہوا جس سے آپؑ بچنا چاہتے تھے۔ مذکورہ روایت کے مؤرخین و محدثین تمام اہلِ سنت سے تعلق رکھتے تھے۔ اِدھر خلیفۂ ثالث قتل ہوئے اُدھر آوازے بلند ہوئے، اُٹھے تاکہ خلیفۂ ثالث کے قتل کا بدلہ لیا جائے۔ انتقام و بدلہ کس سے لیا جائے؟ اُس امام علیؑ ابن ابی طالبؑ سے جنھوں نے خلیفۂ ثالث کی حفاظت و دفاع کے لیے اپنے جوانوں کو تعینات کیا تھا؟ طبلِ جنگ بجنے لگے، میدان سجنے لگے، جنگ کے شعلے بھڑکنے لگے۔ جمل، صفین اور نہروان کی جنگوں نے جنم لیا۔ یہ جنگیں اس لیے معرضِ وجود میں آئیں تاکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے ان کا انتقام لیا جائے۔ لیکن امامِ معصومؑ کا یہ دفاعی عمل اتنا عظیم ہے کہ اُس کے آگے دشمن کی قطبین پر بھاری کاوشیں پرِ کاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انصاف پسند مؤرخ امام علیہ السلام کے بالمقابل لوگوں کو ظالم اور خائن ٹھہراتا ہے۔

[۲] منقولہ تفصیلات کی جزئیات کوئی اساس ہی نہیں رکھتیں۔ اس تاریخی حادثے کی روایات میں ہے کہ طلحہ و زبیر نے بھی خلیفۂ ثالث کے دفاع کے لیے اپنے بیٹے بھیجے تھے۔ دوسری روایت ہے کہ جب خلیفۂ ثالث قتل ہو گئے تو حضرت علی علیہ السلام اپنے بیٹوں حسنؑ و حسینؑ پر غضب ناک ہوئے۔ جب اِن دونوں روایتوں کا تجزیہ و تحلیل کیا جاتا ہے تو دونوں حقیقت سے بہت دُور نظر آتی ہیں۔ تمام تاریخی مصادر اس امر پر متفق ہیں کہ جنابِ طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہؓ خلیفۂ ثالث کے سخت مخالف تھیں۔ (یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے، تاریخی مصادر کی ورق گردانی کیجیے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ان صاحبان کی آپس میں کس قدر عداوت تھی)۔

دوسری روایت وہ بھی جعلی ہے۔ حضرت امام علی علیہ السلام معصوم ہیں۔ اُن کے دونوں شہزادے بھی معصوم ہیں۔ جب معصوم سے حکم صادر ہوجائے تو اس حکم کی تعمیل کرنا واجب ہوجاتی ہے۔ اِدھر حاکم بھی معصوم ہیں اور محکوم بھی معصوم ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حسنین شریفینؑ سے حکم عدولی ہوئی ہو اور پھر معصومؑ نے اُنھیں ڈانٹا ہو؟ اِن میں سے ہر ایک کا اپنا شرعی فریضہ تھا۔ سب نے اپنی اپنی حدود میں اپنے وظائف پر عمل کیا۔ مزید برآں امام علی علیہ السلام کا قتل خلیفۂ ثالث پر جو موقف ہے وہ کتابوں میں موجود ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے اُدھر رجوع فرمائیں)

۳ حضرت امام علی علیہ السلام نے خلیفۂ ثالث کے گھر اور اُن کی جان کی حفاظت کی بھرپور کوشش کی لیکن آپؑ کی یہ کوشش خلیفۂ ثالث کے طرزِ حکومت کی تائید نہیں کرتی۔ کیونکہ آپؑ نے متعدد مرتبہ اُنھیں بتایا تھا کہ وہ جس روش کو اپنا چکے ہیں، یہ اسلام کے لیے، مسلمانوں کے لیے اور خود اُن کے لیے نہایت خطرناک ہے۔ آپؑ نے اُنھیں ہر طریقے سے سمجھایا تھا لیکن اُنھوں نے امام علیہ السلام کے فرمودات کی پرواہ تک نہ کی۔ (موسوعہ امام علی بن ابی طالبؑ: ج ۸، ص ۳۹۹-۴۰۸)

آخر میں اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ کا یہ زمانہ زیادہ تر خاموش نظر آتا ہے۔ اس ضمن میں روایاتِ اہلِ بیتؑ بہت کم ملتی ہیں۔

امام حسینؑ اپنے والدِ بزرگوار کے دورِ خلافت میں (۳۵ھ تا ۴۰ھ)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کے زیرسایہ اپنی حیاتِ مبارکہ کے ۳۶ برس بسر کیے۔ ان ۳۶ برسوں میں آخری پانچ برس آپؑ نے اپنے مہربان والد گرامی کی حکومت میں گزارے۔

جب حضرت علی علیہ السلام کی بیعت ہوئی اور اُمورِ مملکت آپؑ کے ہاتھ میں آئے تو اُس دن سے لے کر آپؑ کی شہادت تک حضرت امام حسین علیہ السلام آپؑ کے سپاہی بن کر رہے۔ مختلف میدانوں میں شبانہ روز آپؑ کی بھرپور انداز میں مساعت کی۔ جب آپؑ کی بیعت کا کام مکمل ہوگیا تو امام حسین علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اِن الفاظ کے ساتھ لوگوں سے خطاب فرمایا:

سَمِعْتُ جَدِّیْ رَسُوْلَ اللهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: اِنَّ عَلِيًّا هُوَ مَدِيْنَةُ هُدًى،
فَمَنْ دَخَلَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَهَا عَنْهَا هَلَكَ

"میں نے اپنے جدِ نامدار رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: امام علی علیہ السلام شہر ہدایت ہیں، جو اس میں داخل ہوگیا اسی نے ہدایت کی سعادت حاصل کر لی اور جس نے اِس سے اعراض وانکار کیا وہ ہلاکتِ ابدی سے دوچار ہوا"۔

جن دنوں جنگِ جمل کا بازار گرم تھا آپؐ اپنے دونوں بھائیوں حضرت امام حسنؑ اور حضرت محمد بن حنفیہؒ کے ساتھ میدانِ جنگ میں موجود تھے۔ لشکر کے میسرہ کی قیادت آپؐ کے ہاتھ میں تھی۔ جنگِ صفین میں بھی آپؐ نے بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا تھا۔ آپؐ نے جنگ کے آغاز سے پہلے کوفی لشکر سے خطاب کیا۔ آپؐ نے اس جنگ میں شاہ سواروں کی قیادت بھی کی۔ آپؐ کے زیر کمان دس ہزار کا لشکر تھا۔ آپؐ نے اپنے والدِ بزرگوار کی شہادت تک مسلسل جنگوں میں شرکت کی۔ یہ تمام جنگیں الٰہی نظام کے نفاذ کے لیے لڑی گئی تھیں۔ جہاں آپؐ کے والدِ بزرگوار اور برادر صف آرا تھے، وہیں آپؐ موجود رہے۔ تاریخ نے اپنے ہاں یہ واقعہ بھی محفوظ کر رکھا ہے کہ آپؐ نے اُس زانی کو رجم کیا کہ جس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا۔

آپؐ نے اپنی زندگی میں اپنے والدِ گرامی کی نیابت میں زکوٰۃ، فطرہ ادا کی اور کسی سال اس میں ناغہ نہ کیا۔

حضرت امام علی علیہ السلام اپنے دونوں شہزادوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ میدانِ جنگ میں اُنھیں بہت کم بھیجتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے حضرت محمد بن حنفیہؒ سے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپؐ کے والدِ بزرگوار آپؐ کو بار بار میدانِ جنگ میں بھیجتے ہیں، لیکن حسنؑ و حسینؑ کو میدان میں جانے سے روکے رکھتے ہیں؟

جنابِ حنفیہؒ نے کہا:

لِاَنَّهُمَا خَدَّيْهِ وَ كُنْتُ يَدَهُ فَكَانَ يَتَوَقّٰى بِيَدِهٖ عَنْ خَدَّيْهِ

"اس کی وجہ یہ ہے کہ حسنین شریفینؑ میرے والدِ بزرگوار کے منور رخسار ہیں اور میں اپنے والد کا ہاتھ ہوں۔ رُخساروں کی حفاظت ہاتھوں سے کی

جاتی ہے"۔

آپؐ نے مزید فرمایا: "خدایا! حسنؑ و حسینؑ کی حفاظت فرما، جب تک میں زندہ ہوں قریش کے کسی فاجر کو ان پر مسلط نہ فرما"۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں اِن الفاظ میں وصیت فرمائی: "بیٹا! میرے حسینؑ کا ہمیشہ خیال رکھنا، وہ آپؑ کی ماں کے بیٹے ہیں"۔

جب حضرت علی علیہ السلام ابنِ ملجم کی ضربت سے شدید زخمی ہوئے تو اُس وقت اپنے شہزادوں کو وصیت فرمائی تھی۔ وہ معروف وصیت نہج البلاغہ میں موجود ہے، جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:

أُوصِيكُمَا بِتَقْوَى اللهِ، وَأَلَّا تَبْغِيَا الدُّنْيَا ...

حضرت علی علیہ السلام کی ایک خاص وصیت ہے جو آپؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمائی جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:

يَا بُنَيَّ! أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللهِ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ، وَكَلِمَةِ الْحَقِّ فِي الرِّضَى وَالْغَضَبِ، وَالْقَصْدِ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ، وَبِالْعَدْلِ عَلَى الصَّدِيقِ وَالْعَدُوِّ، وَبِالْعَمَلِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَالرِّضَى عَنِ اللهِ فِي الشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ ...

"اے میرے بیٹے! میں آپؑ کو وصیت کرتا ہوں کہ چاہے خوش حالی کا زمانہ ہو یا فقر و فاقہ کی بدحالی ہو، ہر حال میں اللہ کا خوف رہے۔ رضا و غضب میں حق کا فیصلہ کرنا۔ غنی اور فقر میں میانہ روی کو اختیار کرنا۔ دوست اور دشمن کے درمیان عدل و انصاف سے کام لینا۔ جوانی ہو یا بڑھاپا، اپنے آپ کو مصروف رکھنا۔ سختی کا زمانہ ہو یا مرفہ الحالی کا، اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا"۔

پہلی فصل

حضرت امام حسینؑ حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں

دفاعِ حق میں نامساعدت

شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید والی روایت گذشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

کتاب سُلیم بن قیس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رات کا وقت تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کو ایک خچر پر سوار کیا اور اپنے دونوں بیٹوں امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو ساتھ لے کر مدینہ کے لوگوں کے پاس گئے۔ جہاں آپؑ اصحابِ بدر کے پاس گئے وہاں آپؑ مہاجرین و انصار کے پاس بھی گئے۔ آپؑ نے اُن کے سامنے اپنے حق کا ذکر کیا اور اُن سب کو اپنی نصرت کرنے کی دعوت دی۔ آپؑ کی اِس دعوت کا جواب صرف چار آدمیوں نے دیا۔ آپؑ نے اِن تمام لوگوں سے کہا کہ کل صبح اپنے سروں کو منڈوا کر اسلحہ سمیت مسجد میں آئیں۔ جب اگلی صبح ہوئی تو آپؑ کی نصرت کے لیے جو لوگ آئے اُن کی تعداد فقط چار تھی۔

راوی کہتا ہے: میں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جن چار آدمیوں نے امام علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہی وہ کون کون تھے؟

حضرت سلمانؓ نے بتایا: اُن چار افراد میں سے ایک مَیں تھا۔ دوسرے حضرت ابوذر غفاریؓ، تیسرے حضرت مقدادؓ بن اسود اور چوتھے زبیر بن عوامؓ تھے۔

اگلی رات امام علیہ السلام دوبارہ لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور اُن سے مدد کی درخواست کی۔ لوگوں نے کہا: ہم کل صبح آپؑ کے پاس آئیں گے۔ جب صبح ہوئی تو ہمارے سوا کوئی اور نہ آیا۔ پھر تیسری رات امام علیہ السلام لوگوں کے پاس گئے مگر ہمارے سوا کوئی اور نہ آیا۔

جب آپؑ نے لوگوں کے فریب اور بے وفائی کو دیکھا تو آپؑ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور قرآنِ مجید کو جمع کرنا اور اس کی تدوین شروع کر دی۔ جب تک قرآن کو جمع نہ کر لیا آپؑ گھر سے باہر تشریف نہ لائے۔ ①

حضرت ابوبکرؓ سے مناقشہ

تاريخ دمشق عن عبد الرحمن الأصبهاني: جَاءَ الْحُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ إلى أبي بَكرٍ وَهُوَ عَلى مِنبَرِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم. فَقالَ: اِنزِل عَن مَجلِسِ أبي!

فَقالَ: صَدَقتَ، اِنَّهُ لَمَجلِسُ أبيكَ. قالَ: ثُمَّ أجلَسَهُ في حِجرِهِ وَبَكى.

فَقالَ عَلِيٌّ علیہ السلام: وَاللهِ، مَا هٰذا عَن أمري. قالَ: صَدَقتَ، وَاللهِ، مَا اتَّهَمتُكَ.

"تاریخ دمشق میں عبدالرحمٰن اصبہانیؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر تشریف فرما تھے کہ حسینؑ ابنِ علیؑ تشریف لائے اور آپؑ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: میرے بابا کے منبر سے نیچے اُترو۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا: آپؑ نے سچ فرمایا۔ یہ منبر آپؑ کے بابا کا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادے کو اُٹھایا اور اپنی آغوش میں بٹھایا اور رونا شروع کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام اُس وقت مسجد میں موجود تھے۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! بچے کے اس عمل میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میں جانتا ہوں اس میں

---

① کتاب سُلیم بن قیس: ج ۲، ص ۵۸۰؛ احتجاج: ج ۱، ص ۲۰۶؛ بحار الانوار: ج ۲۸، ص ۲۶۴، شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۱۱، ص ۱۴

آپؑ کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ میں بچے کے اس عمل کو آپؑ سے منسوب نہیں کروں گا"۔

الجعفریات بإسناده :لَمَّا استُخلِفَ أبُوبَكرٍ صَعِدَ المِنبَرَ فِي يَومِ الجُمُعَةِ ، وَقَد تَهَيَّأَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ عليهما السلام لِلجُمُعَةِ.فَسَبَقَ الحُسَينُ علیہ السلام فَانتَهىٰ إلىٰ أبي بَكرٍ وَهُوَ عَلَى المِنبَرِ فَقالَ لَهُ : هٰذا مِنبَرُ أبي لا مِنبَرُ أبيكَ ! فَبَكىٰ أبُوبَكرٍ فَقالَ : صَدَقتَ. هٰذا مِنبَرُ أبيكَ لا مِنبَرُ أبي.

فَدَخَلَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ علیہ السلام عَلىٰ تِلكَ الحالِ ، فَقالَ : ما يُبكيكَ يا أبا بَكرٍ ؛ فَقالَ لَهُ القَومُ : قالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام كَذا وَكَذا.

"جعفریات میں ہے، جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو جمعہ کا دن تھا۔ آپ منبر پر آئے تو اِدھر امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بھی مسجد میں داخل ہوئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام آگے آگے تھے۔ آپؑ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور اُن سے کہا:

جس منبر پر آپ بیٹھے ہیں یہ میرے بابا کا منبر ہے۔ آپ کے بابا کا منبر نہیں ہے۔ جب ابوبکرؓ نے شہزادے کے یہ الفاظ سنے تو رونے لگے اور کہنے لگے: آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ یہ منبر آپؑ کے بابا کا ہے، میرے بابا کا نہیں ہے۔

اُس وقت حضرت علی علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا: کیوں رو رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: آپؑ کے شہزادے حسینؑ نے انھیں یہ یہ باتیں کہی ہیں جس کی وجہ سے وہ رو رہے ہیں"۔ (1)

---

(1) تاریخ دمشق: ج ۳۰، ص ۳۰۷؛ جعفریات: ص ۲۱۲؛ علل الشرائع: ص ۱۸۸؛ المناقب ابن شہرآشوب: ج ۴، ص ۴۰؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۶، ص ۴۲؛ کنز العمال: ج ۵، ص ۶۱۶

مہربان ماں کی فرقت اور مجبوریت

كشف الغمة فی خبرِ شهادةِ فاطمةَ : فكَشَفَت [أسماءُ بنتُ عُمَيسٍ] الثّوبَ عَن وَجهِها فإذا بِها قَد فارَقَتِ الدُّنيا ، فوَقَعَت عَلَيها تُقَبِّلُها وهِيَ تَقولُ : فاطِمَةُ ، إذا قَدِمتِ عَلى أبيكِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فأقرِئيهِ عَن أسماءَ بِنتِ عُمَيسٍ السَّلامَ .

فَبَينا هِيَ كَذلِكَ دَخَلَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ علیہما السلام ، فَقالا : يا أسماءُ ! ما يُنيمُ اُمَّنا فی هذِهِ السّاعَةِ ؟ ! قالَت : يَا ابنَي رَسولِ اللهِ ، لَيسَت اُمُّكُما نائِمَةً ، قَد فارَقَتِ الدُّنيا !

فَوَقَعَ عَلَيهَا الحَسَنُ علیہ السلام يُقَبِّلُها مَرَّةً ، وَيَقولُ : يا اُمّاهُ كَلِّميني قَبلَ أن تُفارِقَ روحي بَدَني .

وَأقبَلَ الحُسَينُ علیہ السلام يُقَبِّلُ رِجلَها وَيَقولُ : يا اُمّاه أنَا ابنُكِ الحُسَينُ ، كَلِّميني قَبلَ أن يَنصَدِعَ قَلبي فَأموتَ .

قالَت لَهُما أسماءُ : يَا ابنَي رَسولِ اللهِ ، انطَلِقا إلى أبيكُما عَلِيٍّ فَأخبِراهُ بِمَوتِ اُمِّكُما .

فَخَرَجا حَتّى إذا كانا قُربَ المَسجِدِ رَفَعا أصواتَهُما بِالبُكاءِ ، فَابتَدَرَهُما جَميعُ الصَّحابَةِ ، فَقالوا : ما يُبكيكُما ، يَا ابنَي رَسولِ اللهِ ؟ لا أبكَى اللهُ أعيُنَكُما ، لَعَلَّكُما نَظَرتُما إلى مَوقِفِ جَدِّكُما صلى الله عليه وآله فَبَكَيتُما شَوقاً إلَيهِ ؟

فَقالا : لا ، أوَلَيسَ قَد ماتَت اُمُّنا فاطِمَةُ صَلَواتُ اللهِ عَلَيها !

"کشف الغمہ میں ہے، خاتونِ جنتؑ اپنی رحلت سے چند لمحے پہلے چادر اوڑھ کر بستر پر لیٹ گئیں۔ کچھ دیر بعد آپؑ کے پاس حضرت اسماءؓ بن عمیس آئیں اور انھوں نے آپؑ کے مبارک چہرے سے چادر ہٹائی تو دیکھا

آپؑ اس دنیا سے رحلت فرما گئی ہیں۔ تو وہ آپؑ پر گر پڑیں اور آپؑ کے چہرے پر بوسے دینے لگیں۔ وہ روتی بھی جاتی تھیں اور آپؑ کا نام لے کر آپؑ کو پکار بھی رہی تھیں: یا فاطمہؑ! یا فاطمہؑ! آپؑ نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور اس دنیا سے چلی گئی ہیں۔ جب اپنے بابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جانا تو میری طرف سے کہنا اسماءؓ سلام دے رہی تھی۔ جنابِ اسماءؓ ابھی آہ و بکا میں مصروف تھیں کہ دونوں شہزادوںؑ نے صحنِ خانہ میں قدم رکھا اور دوڑ کر اپنی والدہ کے پاس آئے اور حضرت اسماءؓ سے کہا: ہماری اماں اس وقت کیوں سوئی ہوئی ہیں حالانکہ آپؑ اس وقت سونے کی عادی نہیں ہیں۔ جنابِ اسماءؓ نے انھیں کہا: اے فرزندانِ رسولؐ! آپؑ کی مہربان والدہ نیند نہیں کر رہی ہیں بلکہ وہ اس دنیا سے چلی گئی ہیں۔ جونہی شہزادوں نے سنا کہ اُن کی والدہ رحلت فرما گئی ہیں تو انھوں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ شہزادہ حسن مجتبیٰؑ روتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنے آپ کو اپنی ماں پر گرا دیا اور اُن کے رخساروں پر بوسے دینے شروع کر دیے۔ بوسے بھی دیتے جاتے تھے اور رو بھی رہے تھے۔ اماں! اماں! کہہ کر انھیں آوازیں بھی دے رہے تھے۔ فرماتے تھے: اماں جان! کیوں خاموش ہو، مجھ سے بات کرو۔ میری روح بے چین و بے قرار ہے۔ اس سے قبل کہ وہ میرے بدن سے نکل جائے مجھ سے کلام کرو۔

اِدھر چھوٹے شہزادے حسینؑ! اماں اماں کہہ کر انھیں آوازیں دے رہے تھے اور اُن کے مقدس قدموں پر اپنا منہ رکھ کر انھیں بوسے بھی دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اماں جان! مجھ سے بات کرو میں حسینؑ ہوں۔ آپؑ کا بیٹا حسینؑ۔ آپؑ کیوں خاموش ہیں؟ اپنے حسینؑ سے بات کرو۔ اماں جان! میرا دل پھٹنے کو ہے۔ میں آپ کی یہ خاموشی برداشت نہیں کر سکتا اِس سے پہلے کہ میں مر جاؤں مجھے آواز دو، مجھ سے کلام کرو میرا

نام کہہ کر مجھے پکارو۔ جنابِ اسماءؓ سے بچوں کی یہ حالت دیکھی نہ گئی اور اُن کی چیخیں بلند ہوئیں۔ گھر میں کہرام بپا تھا۔ جنابِ اسماءؓ نے بچوں کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ شہزادوں سے کہا: فوراً مسجد جاؤ اور اپنے بابا کو اپنی والدہ کی رحلت کی خبر دو۔ دونوں شہزادے دوڑتے ہوئے مسجد کی طرف گئے۔ جب بابا پر نگاہ پڑی تو بچوں کی چیخیں بلند ہوئیں۔

صحابہ کرامؓ مسجد میں مصروفِ عبادت تھے۔ جب انھوں نے شہزادوں کی حالت دیکھی تو اُن کی آنکھوں سے آنسو اُچھل پڑے۔ فوراً بچوں کی طرف آئے، بچوں کو اُٹھایا، اپنی آغوش میں لیا اور کہنے لگے: اللہ نہ رُلائے تمھیں، آپؑ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا ہوگیا ہے۔ شاید آپ کو اپنے نانا کی یاد آگئی ہے۔ اُن کی یاد نے آپؑ کو ستایا ہے اس لیے فریاد کناں ہو؟

شہزادوں نے کہا: نہیں، ہماری والدہ ہمیں داغِ مفارقت دے گئی ہیں اور ہم اُن کے ہجر و فراق میں رو رہے ہیں"۔ (1)

روضة الواعظين :... ثُمَّ تُوُفِّيَتْ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهَا وَعَلَى أَبِيهَا وَبَعْلِهَا وَبَنِيهَا فَصَاحَتْ أَهْلُ الْمَدِينَةِ صَيْحَةً وَاحِدَةً، وَاجْتَمَعَتْ نِسَاءُ بَنِي هَاشِمٍ فِي دَارِهَا . فَصَرَخْنَ صَرْخَةً وَاحِدَةً كَادَتِ الْمَدِينَةُ أَنْ تَزَعْزَعَ مِنْ صُرَاخِهِنَّ . وَهُنَّ يَقُلْنَ: يَاسَيِّدَتَاهُ! يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ!

وَأَقْبَلَ النَّاسُ مِثْلَ عُرْفِ الْفَرَسِ إِلَى عَلِيٍّ علیہ السلام وَهُوَ جَالِسٌ، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَبْكِيَانِ، فَبَكَى النَّاسُ لِبُكَائِهِمَا، وَخَرَجَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ وَعَلَيْهَا بُرْقُعَةٌ وَتَجُرُّ ذَيْلَهَا، مُتَجَلِّلَةً بِرِدَاءٍ عَلَيْهَا تَسْحَبُهَا وَهِيَ تَقُولُ: يَا أَبَتَاهُ! يَا رَسُولَ اللهِ! الْآنَ حَقًّا

(1) کشف الغمہ (طبع ایران، تبریز) ج ۲، ص ۶۳؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۱۸۶

فَقَدنَاكَ فَقدَ لَا لِقَاءَ بَعدَهُ أَبَداً.

وَاجتَمَعَ النَّاسُ فَجَلَسُوا ، وَهُم يَرجُونَ وَيَنظُرُونَ أَن تَخرُجَ الجِنَازَةُ فَيُصَلُّوا عَلَيهَا . وَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ فَقَالَ : اِنصَرِفُوا ، فَإِنَّ ابنَةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أُخِّرَ إِخرَاجُهَا فِي هٰذِهِ العَشِيَّةِ .

فَقَامَ النَّاسُ وَانصَرَفُوا . فَلَمَّا أَن هَدَأَتِ العُيُونُ ، وَمَضىٰ [شَطرٌ] مِنَ اللَّيلِ ، أَخرَجَهَا عَلِيٌّ وَالحَسَنُ وَالحُسَينُ وَعَمَّارٌ وَالمِقدَادُ وَعَقِيلٌ وَالزُّبَيرُ وَأَبُو ذَرٍّ وَسَلمَانُ وَبُرَيدَةُ ، وَنَفَرٌ مِن بَنِي هَاشِمٍ وَخَوَاصِّهِ ، صَلُّوا عَلَيهَا وَدَفَنُوهَا فِي جَوفِ اللَّيلِ .

"روضۃ الواعظین میں ہے، جب حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کی رحلت ہوئی (آپؑ کے والد بزرگوار، شوہر نامدار اور آپؑ کے شہزادگان پر درود وسلام ہو) آپؑ کی شہادت کی خبر اہلِ مدینہ کو ملی تو مدینہ کے گلی کوچوں میں کہرام بپا ہوگیا۔ ہر طرف چیخیں بلند ہورہی تھی۔ درد وسوز سے لبریز فریادیں عرصۂ محشر کا سماں باندھے ہوئے تھیں۔ مردوں، عورتوں اور بچوں نے اپنے اپنے گھروں کو چھوڑا اور سیدہ زہراؑ کے گھر کا رُخ کیا۔ مدینہ کی عورتیں ماتم کناں صورت میں سیدہؑ کے گھر میں داخل ہوئیں۔ بنی ہاشم کی مستورات پہلے سے جمع تھیں۔ خواتین ایک دوسرے کو گلے لگا کر پُرسہ دے رہی تھیں اور فریادیں بھی بلند کر رہی تھیں۔ گریہ وبکا کی پُردرد صدائیں اس قدر بلند ہورہی تھیں۔ گمان گزرتا تھا کہ مدینہ میں زلزلہ آجائے گا۔ اُن سب کی زبانوں پر ایک ہی صدا تھی:

اے ہماری سیدہؑ! اے رسولِ خدا کی شہزادی! کہاں چلی گئی ہو؟ ہمیں آواز دو، ہم سے بات کرو۔ ہم آپؑ کی کنیزیں حاضر ہیں۔

سیدالاوصیاء حضرت علی علیہ السلام مسجد میں سوگوار تھے۔ غم ومحزن کی بیتاب لہریں آپؑ کے سینے میں موجزن تھیں۔ مدینہ کی گلیاں مردوں کی بھیڑ سے

تنگ پڑ چکی تھیں۔ مسجد نبویؐ کی طرف لوگ جتھوں کی صورت میں دوڑے چلے آرہے تھے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ دل ڈوبے جارہے تھے۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ اچانک امام علیہ السلام کی چھوٹی شہزادی حضرت اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا چادر میں لپٹی ہوئی نالہ وفریاد بلند کرتے ہوئے مسجد کی طرف آئیں۔ آپؑ کی چادر زمین پر خط دے رہی تھی۔ وہ رو رو کر فریاد کر رہی تھیں: نانا جان! نانا جان! یارسولؐ اللہ! یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپؐ آج ہی ہم سے جدا ہوئے ہوں۔ ہائے یہ ہجر و فراق اور ہجر و مجبوریت کی گھڑیاں ہیں۔ آج کے بعد پھر کبھی ملاقات نہ ہوگی۔

مسجد نبویؐ لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ لوگ انتظار میں تھے کہ خاتونِ جنت سیّدہ فاطمہ زہراؑ کا جنازہ باہر آئے اور آپؑ پر نماز پڑھیں۔ اچانک حضرت ابوذر غفاریؓ نے آواز بلند کی: حاضرین! اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ۔ ابھی رسولؐ اللہ کی شہزادی کے جنازہ کو دیر ہے۔ آپؑ کا جنازہ رات کی تاریکی میں اُٹھے گا۔ لوگ واپس اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی اور لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ اُس وقت رات کا ایک حصہ گزر چکا تھا۔ رسولؐ کی شہزادی کا جنازہ گھر سے باہر آیا۔ اس جنازے میں سیّدالاولیاء حضرت امام علی علیہ السلام، حسنین کریمینؑ، حضرت عمارؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت عقیلؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت سلیمانؓ، حضرت بریدہؓ، بنی ہاشم اور دوسرے چند خواص شامل تھے۔ ان بزرگواروں نے جنازہ پڑھا اور سیّدۂ بتولؑ کو رات کی تاریکی میں دفن کر دیا گیا"۔ [1]

المناقب لابن شهر آشوب: وَفِي رِوَايَاتِنَا اَنَّهُ صَلَّى عَلَيْهَا أَمِيرُ

[1] روضۃ الواعظین: ص ۱۶۸، بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۱۹۲

الْمُؤْمِنِینَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ علیہم السلام وَعَقِیلٌ وَسَلْمَانُ وَأَبُو ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَعَمَّارٌ وَبُرَیْدَةُ.

"المناقب ابن شہر آشوب میں ہے، ہماری روایات میں ہے کہ خاتونِ جنّت کے جنازے میں جو بزرگوار شریک تھے اُن کے اسماء یہ ہیں: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام، حسنین شریفین علیہم السلام، حضرت عقیلؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت ابوذرؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت عمارؓ، حضرت بُریدہؓ"۔ ①

دلائل الإمامة عَن أَبِي بصير عَن أَبِي عبدالله (الصادق) عَن أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہما السلام: أَخَذَت (فَاطِمَةُ علیہا السلام) عَلَیَّ عَهدَ اللهِ وَرَسُولِهِ أَنَّهَا إِذَا تُوُفِّيَت لَا أُعلِمُ أَحَداً إِلَّا أُمَّ سَلَمَةَ زَوجَ رَسُولِ اللهِ وَأُمَّ أَيمَنَ، وَفِضَّةَ، وَمِنَ الرِّجَالِ ابنَيهَا، وَعبدَاللهِ بنَ عَبَّاسٍ، وَسَلمَانَ الفَارِسِيَّ، وَعَمَّارَ بنَ يَاسِرٍ، وَالمِقدَادَ، وَأَبَا ذَرٍّ، وحُذَيفَةَ. وَقَالَت: إِنِّي قَد أَحلَلتُكَ مِن أَن تَرَانِي بَعدَ مَوتِي، فَكُن مَعَ النِّسوَةِ فِيمَن يُغَسِّلُنِي، وَلَا تَدفِنِّي إِلَّا لَيلاً، وَلَا تُعلِم أَحَداً قَبرِي.

"دلائل امامت میں حضرت ابوبصیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: حضرت فاطمہ زہراؑ نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو گواہ بنا کر مجھ سے عہد لیا تھا کہ جب آپؑ کی رحلت ہوجائے تو عورتوں میں حضرت اُم سلمہؓ، حضرت اُمِ ایمنؓ اور حضرت فضہؓ اور مردوں میں آپؑ کے دونوں شہزادوں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت حذیفہؓ کے علاوہ کسی اور کو

① مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۱۶۸؛ بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۱۹۲

آپؑ کی رحلت کا علم نہ ہونے پائے۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جو خواتین مجھے غسل دیں آپؑ اُن کے ساتھ رہنا، مجھے رات کے وقت دفن کرنا، اور میری قبر کو مخفی رکھنا، میری قبر کے بارے میں کسی کو علم نہ ہونے پائے''۔ ①

الكافي عَن أبي بصير: قَالَ أبو جَعفرٍ عليه السلام: أَلا أُقرِئُكَ وَصِيَّةَ فاطِمَةَ عليها السلام؟ قَالَ: قُلتُ: بَلى. قَالَ: فَأَخرَجَ حُقًّا أَو سَفطاً فَأَخرَجَ مِنهُ كِتابًا فَقَرَأَهُ: بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ. هٰذا مَا أَوصَت بِهِ فاطِمَةُ بِنتُ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله. أَوصَت بِحَوائِطِهَا السَّبعَةِ: العَوافِ، وَالدَّلالِ، وَالبُرقَةِ، وَالمَيثَبِ، وَالحُسنىٰ، وَالصّافِيَةِ، وَمالِأُمِّ إبراهيمَ إلىٰ عَلِيِّ بنِ أَبي طالِبٍ عليه السلام، فَإن مَضىٰ عَلِيٌّ فَإِلَى الحَسَنِ، فَإن مَضَى الحَسَنُ فَإِلَى الحُسَينِ، فَإن مَضَى الحُسَينُ فَإِلَى الأَكبَرِ مِن وُلدِي.

شَهِدَ اللهُ عَلىٰ ذٰلِكَ، وَالمِقدادُ بنُ الأَسوَدِ وَالزُّبَيرُ بنُ العَوّامِ، وكَتَبَ عَلِيُّ بنُ أَبي طالِبٍ.

''الکافی میں حضرت ابوبصیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا میں آپ کو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی وصیت نہ سناؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپؑ سنائیں۔ آپؑ ایک برتن لائے اس میں سے ایک وثیقہ نکالا جس کی تحریر یہ تھی:

ابتداء اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے

میں فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ وصیت کرتی ہوں کہ میرے ساتوں باغ: العواف، الدلال، البرقہ، المیثب، الحسنیٰ، الصافیہ اور جو باغ اُم ابراہیم

① دلائل امامت: ص ۱۳۳؛ بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۲۵۸

کے نام والا ہے یہ سب علیؑ بن ابی طالبؑ کے نام کرتی ہوں اور حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد یہ سب میرے فرزند حسنؑ کی ملکیت ہوں گے۔ اُن کے بعد اِن سب کے مالک میرے فرزند حسینؑ ہوں گے۔ اُن کے بعد اُن کا بڑا فرزند مالک ہوگا۔

اس وصیت نامہ پر اللہ گواہ ہے۔ اس کے بندوں میں سے حضرت مقداد بن اسودؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ گواہ ہیں۔ اس وصیت نامہ کے کاتب علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں"۔ ①

---

① الکافی: ج ۳، ص ۴۸؛ تہذیب الاحکام: ج ۹، ص ۱۴۴؛ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ: ج ۴، ص ۲۴۴؛ اصول ستۃ عشر: ص ۲۳؛ دعائم الاسلام: ج ۲، ص ۳۴۳؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۲۳۵

فصلِ دوم

حضرت امام حسینؑ حضرت عمر بن خطابؓ کے دورِ خلافت میں

{حضرت عمرؓ سے مناقشہ}

الطبقات الکبریٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن عبید بن حنین عن حسین بن علی علیہ السلام: صَعِدتُ إلی عُمَرَ بنِ الخَطّابِ المِنبَرَ. فَقُلتُ لَهُ: اِنزِل عَن مِنبَرِ أبي وَاصعَد مِنبَرَ أبیكَ.
فَقالَ لي: إنَّ أبي لَم یَكُن لَهُ مِنبَرٌ. فَأَقعَدَني مَعَهُ. فَلَمّا نَزَلَ ذَهَبَ بي إلی مَنزِلِهِ. فَقالَ: أي بُنَيَّ، مَن عَلَّمَكَ هٰذا؟ قُلتُ: ما عَلَّمَنیهِ أحَدٌ. قالَ: أي بُنَيَّ! لَو جَعَلتَ تَأتینا وَتَغشانا.
فَجِئتُ یَوماً وَهُوَ خالٍ بِمُعاوِیَةَ. وَابنُ عُمَرَ بِالبابِ لَم یُؤذَن لَهُ. فَرَجَعتُ. فَلَقِیَني بَعدُ فَقالَ لي: یا بُنَيَّ، لَم أرَكَ أتَیتَنا.
قُلتُ: قَد جِئتُ وَأنتَ خالٍ بِمُعاوِیَةَ. فَرَأَیتُ ابنَ عُمَرَ رَجَعَ فَرَجَعتُ. قالَ: أنتَ أحَقُّ بِالإذنِ مِن عَبدِاللهِ بنِ عُمَرَ. إنَّما أنبَتَ في رُؤوسِنا ما تَری اللهُ ثُمَّ أنتُم. وَوَضَعَ یَدَهُ عَلی رَأسِهِ
"طبقات الکبریٰ (صحابہ کا پانچواں طبقہ) میں ہے کہ عبید بن حنین سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: عمر بن خطابؓ منبر رسولؐ پر بیٹھے تھے۔ میں بھی منبر پر چلا گیا اور میں نے اُن سے کہا: میرے بابا کے منبر سے اُترو اور اپنے بابا کے منبر پر جا کر بیٹھو۔
یہ سن کر اُنھوں نے مجھے کہا: یہ میرے باپ کا منبر نہیں ہے۔ یہ کہہ کر

اُنھوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ جب وہ منبر سے اُترے تو مجھے بھی اپنے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔ اُنھوں نے مجھ سے پوچھا: بیٹا! آپؑ کو یہ انداز کس نے سکھلایا ہے؟ میں نے کہا: مجھے تو کسی نے نہیں سکھلایا ہے۔

پھر کہا: اے بیٹے! ہم شام کا کھانا اکٹھے کھائیں گے۔ آپؑ میرے گھر پر تشریف لے آنا۔ میں ایک دن اُن کے گھر گیا تو وہ معاویہ کے ساتھ کوئی خاص گفتگو کر رہے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے اندر جانے کی اجازت نہ دی تو میں واپس اپنے گھر چلا آیا۔ جب میری اُن سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو اُنھوں نے مجھ سے کہا: میں نے آپؑ کو کھانے کی دعوت دی تھی۔ آپؑ میرے گھر تشریف نہیں لائے۔ میں نے کہا: میں آپ کے گھر آیا تھا لیکن آپ اُس وقت معاویہ کے ساتھ خلوت میں گفتگو کر رہے تھے اور آپؓ کے فرزند عبداللہ نے مجھے اندر آنے کی اجازت نہ دی اور میں واپس چلا آیا۔

حضرت عمرؓ نے مجھے کہا کہ آپؑ کو عبداللہ سے اجازت لینے کی ضرورت ہی نہیں تھی؟ آپؑ اُس پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ہمیں جو عزوشرف حاصل ہے وہ اللہ اور آپؑ کی بدولت حاصل ہے"۔ ①

تاریخ المدینة عَن عبداللہ بن کعب :اَنَّ حُسَینَ بنَ عَلِیٍّ علیہ السلام قَامَ اِلٰی عُمَرَ وھُوَ عَلٰی مِنبَرِ رَسُولِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَخطُبُ النَّاسَ یَومَ الجُمُعَةِ.فَقَالَ: اِنزِل عَن مِنبَرِ جَدِّی.

---

① طبقات الکبریٰ: ج ۱،ص ۳۹۳؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴؛ تہذیب الکمال: ج ۶،ص ۴۰۳؛ تاریخ بغداد: ج ۱،ص ۱۴۱؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳،ص ۲۸۵؛ الاصابة: ج ۲،ص ۶۹؛ تاریخ واسط: ص ۲۰۳؛ تاریخ مدینہ: ج ۳،ص ۷۹۹؛ کنزالعمال: ج ۱۳،ص ۶۵۴؛ مناقب کوفی: ج ۲،ص ۲۵۶؛ مناقب ابن شہرآشوب: ج ۴،ص ۴۰؛ احتجاج: ج ۲،ص ۷۷

فَقَالَ عُمَرُ: تَأَخَّر یَابنَ أَخِي. قَالَ: وأخَذَ حُسَینٌ علیہ السلام بِرِداءِ عُمَرَ، فَلَم یَزَل یَجبِذُهُ ویَقُولُ: اِنزِل عَن مِنبَرِ جَدِّي، وتَرَدَّدَ عَلَیهِ حَتَّیٰ قَطَعَ خُطبَتَهُ، وَنَزَلَ عَنِ المِنبَرِ وَأَقَامَ الصَّلاۃَ.

فَلَمَّا صَلَّی أرسَلَ إلی حُسَینٍ علیہ السلام. فَلَمَّا جاءَہُ قَالَ: یَابنَ أَخِي مَن أَمَرَكَ بِالَّذِي صَنَعتَ، قَالَ حُسَینٌ علیہ السلام: ما أمَرَني بِهِ أحَدٌ. قَالَ: یَقُولُ لَهُ ذٰلِكَ حُسَینٌ علیہ السلام ثَلاثَ مَرّاتٍ. کُلَّ ذٰلِكَ یَقُولُ: مَا أمَرَني بِهِ أحَدٌ. قَالَ عُمَرُ: أَوَلِي؟! ولَم یَزِد عَلَی ذٰلِكَ. وحُسَینٌ علیہ السلام یَومَئِذٍ دُونَ المُحتَلِمِ.

''تاریخ مدینہ میں عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ جمعہ کا دن تھا حضرت عمرؓ منبر رسولؐ پر متمکن تھے اور لوگوں سے خطاب کر رہے تھے۔ امام حسین علیہ السلام ابھی بچے تھے، کھڑے ہوئے اور اُن سے کہا کہ منبر سے نیچے اُترو۔ یہ منبر میرے نانا کا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: بھتیجے! تھوڑا سا انتظار کرو۔ میں بات مکمل کرلوں ابھی اُترتا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ شہزادے نے حضرت عمرؓ کی ردا کو اپنے ہاتھ سے پکڑا اور اُنھیں کھینچنا شروع کر دیا۔ حضرت عمرؓ کو اپنا خطبہ منقطع کرنا پڑا۔ حضرت عمرؓ منبر سے نیچے اُترے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز ختم ہوئی تو آپؓ نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا۔ جب شہزادۂ حسینؑ اُن کے پاس آئے تو اُن سے پوچھا: بھتیجے! آپؑ کو کس نے ایسا کرنے کو کہا جس طرح کہ آپؑ نے آج کیا ہے؟

شہزادۂ حسینؑ نے بچگانہ انداز میں تین دفعہ فرمایا: میں نے ایسا خود کیا ہے۔ مجھے کسی نے نہیں کہا کہ میں ایسا کروں۔ یہ میرا اپنا کام تھا''۔

الأمالی للطوسی عَن زید بن علیّ عَن أبیه ازین العابدین علیہ السلام:
إنَّ الحُسَینَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام أتیٰ عُمَرَ بنَ الخَطّابِ وَهُوَ عَلَی المِنبَرِ یَومَ

الجُمُعَةِ. فَقَالَ لَهُ: اِنزِل عَن مِنبَرِ أَبِي! فَبَكَى عُمَرُ. ثُمَّ قَالَ: صَدَقتَ يَا بُنَيَّ! مِنبَرُ أَبِيكَ لَا مِنبَرُ أَبِي.

فَقَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام: مَا هُوَ وَاللهِ عَن رَأيِي. قَالَ: صَدَقتَ وَاللهِ مَا اتَّهَمتُكَ يَا أَبَا الحَسَنِ! ثُمَّ نَزَلَ عَنِ المِنبَرِ. فَأَخَذَهُ فَأَجلَسَهُ إِلَى جَانِبِهِ عَلَى المِنبَرِ. فَخَطَبَ النَّاسَ وَهُوَ جَالِسٌ مَعَهُ عَلَى المِنبَرِ.

ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! سَمِعتُ نَبِيَّكُم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: إِحفَظُونِي فِي عِترَتِي وَ ذُرِّيَّتِي، فَمَن حَفِظَنِي فِيهِم حَفِظَهُ اللهُ. أَلَا لَعنَةُ اللهِ عَلَى مَن آذَانِي فِيهِم! ثَلَاثًا.

''امالی طوسی میں حضرت زیدؓ نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ میرے بابا حضرت امام حسین علیہ السلام جو کہ ابھی بچے تھے، منبر کے قریب آئے اور اُن سے کہا: میرے بابا کے منبر سے نیچے اُترو۔

یہ سن کر حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہا: بیٹے! آپؑ نے سچ فرمایا: یہ منبر آپؑ کے بابا کا ہے، میرے بابا کا نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام بھی وہیں موجود تھے۔ آپؑ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: بچے نے جو کچھ کہا ہے اُسے میری طرف سے نہ سمجھنا۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اے ابوالحسنؑ! آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ منبر سے نیچے اُترے۔ شہزادے کو اُٹھا کر منبر پر لے گئے اور اپنے ساتھ بٹھالیا اور دوبارہ خطبہ دینا شروع کر دیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ان کے ساتھ منبر پر ہی بیٹھے رہے۔

انھوں نے آخر میں کہا: اے لوگو! میں نے آپ کے نبیؐ سے سنا تھا، آپؐ فرما رہے تھے کہ میری ذُریت اور اہلِ بیتؑ کی حفاظت کرنا۔ جس نے ان

کی حفاظت کی اللہ اُس کی حفاظت کرے گا اور جس نے اُنھیں اذیت دی اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔ آپ نے یہ جملہ تین دفعہ کہا"۔[1]

امام حسینؑ کی خلیفۂ ثانی کے نزدیک عظمت

تاریخ دمشق عَن یحییٰ بن سعید: أَمَرَ عُمَرُ حُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام أَن يَأتِيَهُ فِي بَعضِ الحاجَةِ، فَأَتاهُ حُسَينٌ علیہ السلام فَلَقِيَهُ عَبدُاللهِ بنُ عُمَرَ، فَقالَ لَهُ حُسَينٌ علیہ السلام: مِن أَينَ جِئتَ؟ قالَ: قَدِ استَأذَنتُ عَلىٰ عُمَرَ فَلَم يُؤذَن لي.

فَرَجَعَ حُسَينٌ علیہ السلام فَلَقِيَهُ عُمَرُ فَقالَ لَهُ: ما مَنَعَكَ يا حُسَينُ أَن تَأتِيَني؟ قالَ: قَد أَتَيتُكَ ولكِن أَخبَرَني عَبدُاللهِ بنُ عُمَرَ أَنَّهُ لَم يُؤذَن لَهُ عَلَيكَ فَرَجَعتُ.

فَقالَ لَهُ عُمَرُ: وَأَنتَ عِندي مِثلُهُ؟ أَنتَ عِندي مِثلُهُ؟! وَهَل أَنبَتَ الشَّعرَ عَلَى الرَّأسِ غَيرُكُم؟!

"تاریخ دمشق میں یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حسینؑ ابن علیؑ سے کہا: جب کوئی کام ہو تو میرے پاس تشریف لے آنا۔ اُن کے کہنے پر فرزند رسولؐ ایک دن اُن کے گھر پہنچ گئے۔ آپؑ نے دروازے پر اُن کے فرزند عبداللہ بن عمرؓ کو پایا۔ اُن سے کہا: میں نے آپ کے بابا حضرت عمرؓ سے ملاقات کرنی ہے۔ اُنھوں نے جواب دیا: بابا نے اجازت نہیں دی۔ یہ سن کر آپؑ واپس چلے آئے۔ جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے کہا: آپؑ میرے پاس تشریف کیوں نہیں لائے؟ آپؑ نے فرمایا: میں آیا تھا لیکن آپ کے بیٹے نے کہا کہ اجازت نہیں ہے اِس لیے مَیں واپس چلا آیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: آپؑ کا مقام

---

[1] امالی طوسی: ص ۷۰۳؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۳۲؛ بحارالانوار: ج ۳۰، ص ۵۱

میرے نزدیک اس جیسا ہے، یہ عزت و شرف جو ہمیں ملا ہے آپؑ کے توسط سے ملا ہے، آپؑ کے غیر سے نہیں ملا"۔ ①

شرح الاخبار میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عمرؓ کے گھر تشریف لائے اور وہ کسی کام میں معروف تھے۔ اس لیے آپؑ کو اجازت نہ ملی۔ آپؑ وہیں بیٹھے رہے۔ اِس دوران عبداللہ بن عمرؓ آئے اور اُن سے بات کی تو اُنھوں نے کہا: اندر جانے کی مجھے بھی اجازت نہیں ہے۔ میں آپؑ کو کیسے اجازت دوں اس لیے آپ واپس چلے آئے۔ جب حضرت عمرؓ کام سے فارغ ہوئے تو عبداللہ سے کہا: امام حسینؑ کو میرے پاس لے آؤ۔ جب امام علیہ السلام ان کے پاس آئے تو کہا: آپؑ کیوں واپس چلے گئے تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: جب آپ کے بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہ تھی تو مجھے اجازت کیسے ملتی اس لیے میں واپس چلا آیا۔

حضرت عمرؓ نے کہا: آپؑ کا مقام اور ہے اور عبداللہ کا اور ہے۔ ہمیں جو شرف و فضل حاصل ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور آپؑ احباب کی طرف سے ہے۔ (شرح الاخبار: ج ۳، ص ۷۹)

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة مِن الصَّحابة) عَن سليمان بن بَلَال عَن جعفر بن محمّد عَن أبيه [البَاقر] : جَعَلَ عُمَرُ بنُ الخَطّابِ عَطاءَ الحَسَنِ وَالحُسَينِ علیہما السلام مِثلَ عَطاءِ أبِيهِمَا.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، سلیمان بن بلالؓ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: حضرت عمر بن خطابؓ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو اُن کے والد بزرگوار کی مقدار کے مطابق مال عطا کرتے تھے"۔ ②

---

① تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۷۵؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۱۲، ص ۶۵

② طبقات الکبریٰ: ص ۳۹۲؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۰۵؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۷۹؛ ذخائر العقبیٰ: ص ۲۷۳؛ کنز العمال: ج ۱۳، ص ۶۸۵

تاریخ الیعقوبی: دَوَّنَ عُمَرُ الدَّواوِينَ وَفَرَضَ العَطاءَ... فَكَتَبَ أَوَّلَ النّاسِ عَلِيَّ بنَ أَبي طالِبٍ في خَمسَةِ آلافٍ، وَالحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ في ثَلاثَةِ آلافٍ، وَالحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ في ثَلاثَةِ آلافٍ.

"تاریخ یعقوبی میں ہے، حضرت عمرؓ نے جب مالیات کی رجسٹریشن کی تو سرفہرست حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا نام لکھا اور اُن کا اعزازیہ پانچ لاکھ درہم مقرر کیا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کا اعزازیہ تین تین لاکھ درہم مقرر کیا"۔ (تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۱۵۳)

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عَن مُحَمَّدِ بنِ إبراهيم بن الحارث التيمي: إنَّ عُمَرَ بنَ الخَطّابِ لَمّا دَوَّنَ الدّيوانَ وفَرَضَ العَطاءَ، أَلحَقَ الحَسَنَ وَالحُسَينَ علیہما السلام بِفَريضَةِ أَبيهِما مَعَ أَهلِ بَدرٍ، لِقَرابَتِهِما بِرَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَفَرَضَ لِكُلِّ واحِدٍ مِنهُما خَمسَةَ آلافٍ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، محمد بن ابراہیم حارث تیمیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے مالیات کا محکمہ تشکیل دیا اور لوگوں کے حقوق مقرر کیے تو حسنین کریمین علیہما السلام میں سے ہر ایک کو اُن کے والد بزرگوار کے برابر حصّہ دیا۔ اس کی وجہ یہ بتائی کہ حضرت علی علیہ السلام اصحابِ بدر میں سے ہیں، علاوہ ازیں آپؑ اور آپؑ کے بیٹے رسول اللہؐ کے اقارب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ لاکھ عطا کیے"۔ ①

السنن الكبرىٰ عَن عمر مولى غفرة وغيره: ... وَلِيَ عُمَرُ بنُ الخَطّابِ فَفَتَحَ الفُتوحَ وَجاءَتهُ الأَموالُ ... وَفَرَضَ لِلحَسَنِ وَالحُسَينِ علیہما السلام خَمسَةَ آلافٍ خَمسَةَ آلافٍ، أَلحَقَهُما بِأَبيهِما

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۹۳؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۲۳۲؛ تاریخ دمشق: ج ۱۳، ص ۱۸۶؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۸۵؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۳۶؛ طبقات الکبریٰ: ج ۳، ص ۲۹۶

لِمَكَانِهِمَا مِن رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم.

"السنن الکبریٰ میں غفرہ کے آزاد کردہ غلام عمر اور دوسرے لوگوں سے روایت ہے: جب حضرت عمرؓ کو حکومت ملی اور انھوں نے ملک فتح کیے تو اُن کے پاس اَطراف و اَکناف سے مال آیا تو اُنھوں نے حضرات امام حسن و حسین علیہما السلام کو پانچ پانچ ہزار درہم عطا کیے۔ اس حساب میں انھوں نے حسنین کریمین علیہما السلام کو ان کے والد بزرگوار کے ساتھ ملحق کیا کیونکہ رسولؐ اللہ کے نزدیک اُن کا بہت بڑا مقام تھا"۔ ①

تذکرہ الخواص عن ابنِ عبّاس: كَانَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ يُحِبُّ الحَسَنَ وَالحُسَينَ علیہما السلام وَيُقَدِّمُهُمَا عَلَى وُلْدِهِ، وَلَقَد قَسَمَ يَومًا فَأَعطَى الحَسَنَ وَالحُسَينَ علیہما السلام كُلَّ وَاحِدٍ مِنهُمَا عَشَرَةَ آلافِ دِرهَمٍ، وَأَعطَى وَلَدَهُ عَبدَاللهِ أَلفَ دِرهَمٍ. فَعَاتَبَهُ وَلَدُهُ وَقَالَ: قَد عَلِمتَ سَبقَتِي فِي الإِسلَامِ وَ هِجرَتِي، وَ أَنتَ تُفَضِّلُ عَلَيَّ هٰذَينِ الغُلَامَينِ؟

فَقَالَ: وَيحَكَ يَا عَبدَاللهِ! إِيتِنِي بِجَدٍّ مِثلَ جَدِّهِمَا، وَأَبٍ مِثلَ أَبِيهِمَا، وَأُمٍّ مِثلَ أُمِّهِمَا، وَجَدَّةٍ مِثلَ جَدَّتِهِمَا، وَخَالٍ مِثلَ خَالِهِمَا، وَخَالَةٍ مِثلَ خَالَتِهِمَا، وَعَمٍّ مِثلَ عَمِّهِمَا، وَعَمَّةٍ مِثلَ عَمَّتِهِمَا؛ جَدُّهُمَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، وَأَبُوهُمَا عَلِيٌّ، وَأُمُّهُمَا فَاطِمَةُ، وَجَدَّتُهُمَا خَدِيجَةُ، وَخَالُهُمَا إِبرَاهِيمُ ابنُ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، وَعَمُّهُمَا جَعفَرُ بنُ أَبِي طَالِبٍ، وَعَمَّتُهُمَا أُمُّ هَانِئٍ بِنتُ أَبِي طَالِبٍ.

"تذکرۃ الخواص میں حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ

---

① سنن کبریٰ: ج ۶، ص ۵۶۹؛ المصنف ابن ابی شیبہ: ج ۷، ص ۶۱۵؛ مسند البزار: ج ۱، ص ۳۰۹؛ الخراج ابو یوسف: ص ۴۳؛ کنز العمال: ج ۵، ص ۵۹۳

حضرت عمر بن خطاب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے بہت پیار کرتے تھے اور انھیں اپنی اولاد پر مقدم رکھتے تھے۔ ایک دن انھوں نے لوگوں میں مال تقسیم کیا تو امام حسن اور امام حسین علیہما السلام میں سے ہر ایک کو دس دس ہزار درہم دیئے اور اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ایک ہزار درہم دیئے۔ اس نے ناراضگی کا اظہار کیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا:

تم جانتے ہو کہ وہ دونوں اسلام اور ہجرت میں تم پر سبقت رکھتے ہیں۔ تم اپنے آپ کو ان شہزادوں سے کس طرح افضل جانتے ہو؟

اے عبداللہ! نہایت ہی افسوس ہے۔ دیکھو! کسی کا نانا ایسا ہے جیسا اُن کا ہے، نہ کسی کا باپ ایسا ہے جیسا باپ اُن کا ہے، نہ کسی کی والدہ ایسی ہے جیسی والدہ اُن کی ہے، نہ کسی کی نانی ایسی ہے جیسی نانی اُن کی ہے، نہ کسی کا ماموں ایسا ہے جیسا ماموں اُن کا ہے، نہ کسی کا چچا ایسا ہے جیسا چچا اُن کا ہے، نہ کسی کی پھوپھی اُن کی پھوپھی جیسی ہے۔ اُن کے نانا رسول اللہ ہیں، اُن کے بابا علیؑ ولی اللہ ہیں، اُن کی والدہ سیدہ نساء العالمین ہیں، اُن کی نانی خدیجۃ الکبریٰ ملیکۃ العربؑ ہیں۔ اُن کے ماموں حضرت ابراہیمؑ فرزند رسولؐ ہیں، اُن کے چچا جعفر طیارؓ ہیں، اُن کی پھوپھی حضرت اُم ہانی بنت ابوطالبؑ ہیں"۔ (تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۴)

المسترشد عن شهر بن حوشب: لَمَّا دَوَّنَ عُمَرُ الدَّواوينَ، بَدَأَ بِالحَسَنِ وَالحُسَينِ عليهما السلام، فَدَعَا الحَسَنَ عليه السلام فَأَعطاهُ عَطاءَهُ، وَأَقعَدَهُ عَلى حِجرِهِ. أَو قالَ: عَلى فَخِذِهِ. وقَبَّلَ بَينَ عَينَيهِ، وَحَشا فِي حِجرِهِ حَتّى مَلَأَهُ.

ثُمَّ دَعَا الحُسَينَ عليه السلام، فَأَعطاهُ عَطاءَهُ وَأَقعَدَهُ عَلى حِجرِهِ. أَو فَخِذِهِ. وَقَبَّلَ ما بَينَ عَينَيهِ، وَحَشا فِي حِجرِهِ حَتّى مَلَأَهُ.

فَقالَ عَبدُاللهِ بنُ عُمَرَ: قَدَّمتَهُما عَلَيَّ وَلي صُحبَةٌ وَلَيسَ لَهُما

صُحْبَةٌ، وَلِي هِجْرَةٌ وَلَيْسَ لَهُمَا هِجْرَةٌ؛

فَقَالَ: أُسْكُتْ لَا أُمَّ لَكَ! أَبُوهُمَا خَيْرٌ مِنْ أَبِيكَ، وَأُمُّهُمَا خَيْرٌ مِنْ أُمِّكَ.

''المسترشد میں شہر بن حوشب سے روایت ہے، جب حضرت عمرؓ نے مالیات کی رجسٹریشن کی تو آپؓ نے سرفہرست حسنین کریمین علیہما السلام کے اسماء درج کیے۔ اپنی تقسیم کا آغاز انھی سے کیا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کو مال عطا کیا۔ پھر انھیں اپنی آغوش میں لیا یا زانو پر بٹھایا۔ اُن کی پیشانی پر بوسے دیے۔ پھر حضرت حسین علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا، انھیں مال دیا، پھر اُنھیں اپنی آغوش میں لیا یا زانو پر بٹھایا، اور اُن کی پیشانی پر بوسے دیے۔ اِس محفل میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ حاضر تھے۔ یہ دیکھ کر اپنے والد سے کہنے لگے: آپ نے انھیں مجھ پر مقدم کیا ہے۔ یہ حق میرا تھا اُن کا نہیں تھا جو مجھے نہیں دیا اور اُنھیں دیا ہے۔ یہ آغوش میری ہے اُن کی نہیں ہے۔ آپ نے اُنھیں بٹھایا ہے مجھے نہیں بٹھایا ہے۔

آپ نے کہا: اے بے مادر خاموش! ان کے والد تیرے والد سے بہتر، اُن کی والدہ تیری والدہ سے برتر ہیں''۔ [1]

تاریخ دمشق عن الزهري: إِنَّ عُمَرَ كَسَا أَبْنَاءَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ فَلَمْ يَكُنْ فِيهَا مَا يَصْلُحُ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام. فَبَعَثَ إِلَى الْيَمَنِ فَأُتِيَ لَهُمَا بِكِسْوَةٍ، فَقَالَ: الْآنَ طَابَتْ نَفْسِي

''تاریخ دمشق میں الزہری سے روایت ہے، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بیٹوں کے لباس کے لیے کپڑا منگوایا اور اُن میں تقسیم کیا۔ انھوں نے حسنین کریمین کو بھی لباس پیش کرنے تھے لیکن

---

[1] المسترشد: ص ۲۸۴؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۱۷، صراطِ مستقیم: ج ۲، ص ۷۰، بحارالانوار: ج ۳۸، ص ۹

آپؑ کی نگاہ میں اُن کی شان کے مطابق کپڑا نہیں تھا۔ آپؑ نے فوراً یمن کی طرف آدمی روانہ کیا۔ جب وہ وہاں سے کپڑا لایا تو اُن کی طرف بھجوا دیا اور کہا: اب مجھے سکون ملا ہے"۔ (1)

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة) عَن سليمان بن بلال عَن جعفر بن محمد عَن أبيه (الباقر) علیہما السلام: قَدِمَ عَلَى عُمَرَ حُلَلٌ مِنَ اليَمَنِ، فَكَسَا النَّاسَ، فَراحوا فِي الحُلَلِ وَهُوَ بَينَ القَبرِ وَالمِنبَرِ جَالِسٌ، وَالنَّاسُ يَأتُونَهُ فَيُسَلِّمُونَ عَلَيهِ وَيَدعُونَ، فَخَرَجَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ ابنا عَلِيٍّ مِن بَيتِ اُمِّهِمَا فَاطِمَةَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَخَطَّيانِ النَّاسَ، وَكَانَ بَيتُ فَاطِمَةَ فِي جَوفِ المَسجِدِ، لَيسَ عَلَيهِمَا مِن تِلكَ الحُلَلِ شَيءٌ، وَعُمَرُ قَاطِبٌ صارٌّ بَينَ عَينَيهِ.

ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ ما هَنَأَنِي مَا كَسَوتُكُم. قَالُوا: لِمَ يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ؟ كَسَوتَ رَعِيَّتَكَ وَأَحسَنتَ. قَالَ: مِن أَجلِ الغُلامَينِ يَتَخَطَّيانِ النَّاسَ لَيسَ عَلَيهِمَا مِنهَا شَيءٌ، كَبُرَت عَنهُمَا وَصَغُرا عَنهَا. ثُمَّ كَتَبَ إِلى صاحِبِ اليَمَنِ أَنِ ابعَث إِلَيَّ بِحُلَّتَينِ لِحَسَنٍ وَحُسَينٍ وَعَجِّل، فَبَعَثَ إِلَيهِ بِحُلَّتَينِ فَكَسَاهُمَا.

"طبقات الکبریٰ میں جناب سلیمان بن بلالؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اُنھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے پاس یمن سے ملبوسات آئے۔ آپ نے لوگوں کو بلایا اور اُن میں ملبوسات کی تقسیم شروع کر دی۔ اُس وقت آپ روضۂ رسولؐ اور آپؐ کے منبر کے درمیان بیٹھے ہوئے

---

(1) تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۷۷؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۸۵؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۱۲، ص ۲۱۵

تھے۔ آپ کے پاس لوگ آتے، سلام کرتے، لباس لیتے اور چلے جاتے۔ یہ سلسلہ جاری تھا کہ حسنین کریمین اپنے گھر سے باہر آئے۔ اُن دنوں اُن کا گھر مسجد کے درمیان میں تھا۔ دونوں شہزادے لوگوں کے درمیان میں سے راستہ بناتے ہوئے اُن کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے شہزادوںؑ کی عظمت دیکھی اور اُدھر اِن ملبوسات پر نظر کی تو انھیں ان کی شان کے مطابق کوئی لباس نہ ملا۔ حیران و پریشان ہو گئے کہ اب کیا کیا جائے۔ شہزادوں سے کہا: میں ان حلّوں میں ایسے حُلّے نہیں دیکھ رہا جو آپؑ کے معیار کے مطابق ہوں۔ لوگوں نے کہا: آپ اپنی رعایا میں جو تقسیم کر رہے ہیں وہی شہزادوںؑ کے لیے بہتر ہیں۔ آپ نے کہا: نہیں، اِن شہزادوں کا اپنا ایک مقام ہے۔ یہ لباس اُن کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اُنھوں نے یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ وہ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہزادوں کی شان کے مطابق لباس روانہ کرے۔ جب قاصد یمن پہنچا تو گورنر نے فوراً مطلوبہ لباس مدینہ بھجوا دیے جو شہزادوںؑ کے حوالے کر دیے گئے"۔ ①

① طبقات الکبریٰ: ص ۳۹۳؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۳۸۵؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۷۷؛ کنز العمال: ج ۱۳، ص ۶۵۸

فصلِ سوم

حضرت امام حسینؑ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں

امام حسین علیہ السلام اور ابوسفیان

الاحتجاج عَن الحسن بن علی علیہ السلام فِی احتِجاجِهِ عَلی مُعَاوِیَةَ وَأصحابِهِ : الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدی أوّلَکُم بِأوّلِنا ، وَآخِرَکُم بِآخِرِنا ، وَصَلَّی اللهُ عَلی جَدّی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ؛ اسمَعوا مِنّی مَقالَتی وَأعیرونی فَهمَکُم ... اَنْشُدُکُم بِاللهِ ، هَل تَعلَمُونَ اَنَّ أبا سُفیانَ دَخَلَ عَلی عُثمانَ حینَ بویِعَ فِی مَسجِدِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقالَ : یَابنَ أخی ! هَل عَلَینا مِن عَینٍ ؟ فَقالَ : لا ، فَقالَ أبوسُفیانَ : تَداوَلُوا الخِلافَةَ یافِتیانَ بَنی اُمَیَّةَ ، فَوَالَّذِی نَفسُ أبی سُفیانَ بِیَدِهِ ، ما مِن جَنَّةٍ وَلا نارٍ !

وَاَنْشُدُکُم بِاللهِ ، أتَعلَمُونَ اَنَّ أبا سُفیانَ أخَذَ بِیَدِ الحُسَینِ حینَ بویِعَ عُثمانُ ، وَقالَ : یَابنَ أخی ! اُخرُج مَعی اِلی بَقیعِ الغَرقَدِ ، فَخَرَجَ حَتّی اِذا تَوَسَّطَ القُبُورَ اجتَرَّهُ فَصاحَ بِأعلی صَوتِهِ : یا أهلَ القُبُورِ ! الَّذِی کُنتُم تُقاتِلُونا عَلَیهِ صارَ بِأیدینا وَأنتُم رَمیمٌ .

فَقالَ الحُسَینُ بنُ عَلِیٍّ علیہ السلام : قَبَّحَ اللهُ شَیبَتَکَ ، وَقَبَّحَ وَجهَکَ ! ثُمَّ نَتَرَ یَدَهُ وَتَرَکَهُ ، فَلَولَا النُّعمانُ بنُ بَشیرٍ أخَذَ بِیَدِهِ وَرَدَّهُ اِلَی المَدینَةِ لَهَلَکَ .

"الاحتجاج میں ہے، حضرت امام حسن علیہ السلام نے حاکمِ شام اور اُس کے اَصحاب و انصار سے احتجاج کرتے ہوئے فرمایا: اللہ رب العزت ہی تمام حمد و ثنا کے لائق ہے، جس نے تم سے پہلے کے لوگوں کو ہمارے اوّلین بزرگوں کے ذریعے ہدایت عطا فرمائی اور تمھارے آخری لوگوں کو ہمارے آخری احباب کے ذریعے ہدایت فرمائی۔ اللہ سبحانہ کا درود و سلام ہو میرے جدِّ نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آلِ اطہار پر۔ میری گفتگو سنو اور اُسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تمھیں وہ دن یاد ہے جس دن حضرت عثمانؓ کی بیعت ہوئی تھی۔ ابوسفیان مسجد النبیؐ میں اُن کے پاس آیا اور نہایت ہی جذباتی انداز میں کہنے لگا: بھتیجے! ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو ہم حاضر ہیں۔

حضرت عثمانؓ نے کہا: شکریہ مہربانی، کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کے متعلق بات کروں۔

ابوسفیان نے کہا: حکومت کی گیند کو بنی اُمیہ کے میدان میں رکھو۔ اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں ابوسفیان کی جان ہے۔ نہ جنّت ہے اور نہ جہنّم۔ دنیا سے خوب استفادہ کرو۔ میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تمھیں یاد ہے جب عثمانؓ کی بیعت ہوئی تو اس دن ابوسفیان نے حضرت حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر آپ سے کہا تھا: بھتیجے! کچھ دیر کے لیے میرے ساتھ بقیع کے قبرستان کی طرف چلیں۔ جب وہ دونوں قبور کے درمیان آئے تو بلند آواز کے ساتھ ابوسفیان نے کہا: اے قبروں میں سونے والو! ساری زندگی ہم سے برسرِ پیکار رہے ہو، جس چیز پر ہم سے لڑتے رہے ہو آج وہ ہمارے پاس ہے۔ اب تم بوسیدہ ہڈیوں میں بدل چکے ہو اور ہمارے گھروں میں خوشیاں ہیں۔ جب سیّد الوریٰ، سالارِ جنّت نے اُس کی حقائق سے بعید گفتگو سنی تو آپؑ نے فرمایا: خدا تجھے ہر اچھائی و

بھلائی سے دُور رکھے۔ آپؑ نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور اُسے وہیں چھوڑ دیا۔
اگر وہاں نعمان بن بشیر نہ ہوتے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا مدینہ کی طرف رُخ نہ کرتے تو ابوسفیان ہلاک ہو جاتا"۔

امامؑ کا سفرِ عمرہ

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں رفاعہ بن موسیٰؒ سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا۔ آپؑ کے ساتھ قربانی کا جانور بھی تھا۔ جب آپؑ سُقیا نامی جگہ پر پہنچے تو آپؑ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ آپؑ نے وہیں تحلیق کیا۔ اُونٹ ذبح کرایا اور مدینہ واپس چلے آئے۔ جب آپؑ نے اپنے دروازے پر دستک دی۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! دروازہ کھولو۔ دروازے پر میرے فرزند حسینؑ ہیں۔ دروازہ کھلا آپؑ اندر آئے۔ آپؑ پیاسے تھے۔ آپؑ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا جو آپؑ نے نوشِ جان کیا۔ جب آپؑ صحت یاب ہوئے تو پھر عمرہ ادا کیا۔ ①

الکافی عن معاویۃ بن عمار عن أبی عبداللہ [الصّادق] علیہ السلام: إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا، خَرَجَ مُعْتَمِراً فَمَرِضَ فِي الطَّرِيقِ، فَبَلَغَ عَلِيًّا علیہ السلام ذٰلِكَ وَهُوَ فِي الْمَدِينَةِ، فَخَرَجَ فِي طَلَبِهِ فَأَدْرَكَهُ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مَرِيضٌ بِهَا.

فَقَالَ: يَا بُنَيَّ مَا تَشْتَكِي؟ فَقَالَ: أَشْتَكِي رَأْسِي. فَدَعَا عَلِيٌّ علیہ السلام بِبَدَنَةٍ فَنَحَرَهَا وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَرَدَّهُ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَلَمَّا بَرَأَ مِنْ وَجَعِهِ اعْتَمَرَ.

"الکافی میں ہے، جناب معاویہ بن عمارؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ایک دفعہ

---

① کتاب من لا یحضرہ الفقیہ: ج ۲ ص ۵۱۶؛ عوالی اللئالی: ج ۳ ص ۱۷۰

حضرت امام حسین علیہ السلام عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ آپؑ کی طبیعت راستہ میں ناساز ہو گئی۔ آپؑ کی بخار کی سی کیفیت ہو گئی تھی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ جب آپؑ کو خبر ہوئی تو آپؑ فوراً اپنے شہزادے کے پاس پہنچے۔ اُس وقت آپؑ سُقیا میں رہائش پذیر تھے۔ جب آپؑ اُن کے قریب آئے تو آپؑ نے پوچھا: بیٹے! کیا بات ہے؟ آپؑ نے عرض کیا: بابا جان! سر میں درد ہے۔ آپؑ نے وہاں قربانی کے لیے اُونٹ منگوایا، اُسے ذبح کرایا۔ امام علیہ السلام نے تحلیق کیا اور آپؑ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ جب آپؑ تندرست ہوئے تو پھر عمرہ کے لیے سفر کیا"۔ (1)

الثقات لابن حبّان: اِعتَمَرَ عُثمانُ فِي رَجَبٍ، وَخَرَجَ مَعَهُ عَبدُاللهِ بنُ جعفرٍ وَالحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَمَرِضَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَأَقَامَ عَبدُاللهِ بنُ جعفرٍ عَلَيهِ بِالسُّقيَا، وَبَعَثَ إِلَى عَلِيٍّ علیہ السلام يُخبِرُهُ بِذٰلِكَ. فَخَرَجَ عَلِيٌّ علیہ السلام فِي نَفَرٍ مِن بَنِي هَاشِمٍ إِلَى السُّقيَا، فَلَمَّا دَخَلَهَا دَعَا بِبَدَنَةٍ فَنَحَرَهَا وَحَلَقَ رَأسَهُ، وَأَقَامَ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام يُمَرِّضُهُ.

فَلَمَّا فَرَغَ عُثمانُ مِن عُمرَتِهِ ... ثُمَّ انصَرَفَ فَمَرَّ بِعَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام فِي مُنصَرَفِهِ وَهُوَ يُمَرِّضُ الحُسَينَ علیہ السلام مَعَ جَمَاعَةٍ مِن بَنِي هَاشِمٍ. فَقَالَ عُثمانُ: قَد أَرَدتُ المُقَامَ عَلَيهِ حَتّٰى تَقدِمَ، وَلٰكِنَّ الحُسَينَ علیہ السلام عَزَمَ عَلَيَّ وَجَعَلَ يَقُولُ: اِمضِ لِرَهطِكَ.

فَقَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام: مَا كَانَ ذٰلِكَ بِشَيءٍ يَفُوتُكَ. هَل كَانَت إِلَّا عُمرَةً إِنَّمَا يَخَافُ الإِنسانُ فَوتَ الحَجِّ. فَأَمَّا العُمرَةُ فَلَا ... ثُمَّ مَضَى

---

(1) الکافی: ج ۴، ص ۳۶۹؛ تہذیب الاحکام: ج ۵، ص ۴۲۲؛ دعائم الاسلام: ج ۱، ص ۳۳۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۰۳

عَلِیٌّ مَعَ الحُسَیْنِ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ إِلٰی مَکَّةَ.

"الثقات ابن حبان میں ہے، حضرت عثمانؓ نے ماہِ رجب میں عمرہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اُن کے ہمراہ تھے۔ دورانِ سفر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے اُنھیں "سُقیا" میں ٹھہرایا اور حضرت امام علی علیہ السلام کی طرف آدمی بھیجا کہ آپؑ کے شہزادے کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے۔ حضرت امام علی علیہ السلام ہاشمی جوانوں کے ساتھ فوراً "سُقیا" پہنچے۔ آپ نے قربانی کے لیے اُونٹ منگوایا اور اُسے نحر کرایا۔ امام حسین علیہ السلام نے اپنے سرِ مبارک کے بال منڈوائے۔ پھر امام علی علیہ السلام اُن کی تیمارداری کے لیے وہیں رہ گئے۔ حضرت عثمانؓ عمرہ سے فراغت کے بعد واپس سُقیا پہنچے اور اُن کی حضرت امام علی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپؑ ہاشمی جوانوں کے ہمراہ وہیں موجود تھے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: میں نے ارادہ کیا کہ آپؑ کی آمد تک امام حسین علیہ السلام کے پاس رہ جاؤں، لیکن اُنھوں نے مجھے کہا کہ میں اپنے لوگوں کے ہمراہ عمرہ کے لیے چلا جاؤں۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: آپ یہاں اُن کے پاس رہ جاتے تو بہتر تھا کیونکہ آپؓ سے کوئی فریضہ فوت نہیں ہو رہا تھا۔ عمرہ بعد میں بھی کیا جاسکتا تھا۔ حج کے اوقات مخصوص ہوتے ہیں۔ اس میں وقت پر پہنچنا ضروری ہوتا ہے۔ عمرہ کسی وقت ادا کیا جاسکتا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت امام علی علیہ السلام اپنے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے"۔ (الثقات ابن حبان: ج۲، ص ۲۳۶)

امامؑ کا حضرت ابوذرؓ کی جلاوطنی کے وقت موقف

المحاسن میں اسحاق بن جریر الجریریؒ سے روایت ہے، اُس نے اہلِ بیت اطہارؑ کے کسی

فرد سے اور اُنھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:

جب حضرت ابوذر غفاریؓ کو مدینہ منورہ سے رَبذہ کی طرف جلاوطن کیا گیا تو حضرت امام علیؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، حضرت عقیلؑ، حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؑ، حضرت عمار بن یاسرؓ اُن کے ہمراہ شہر سے باہر آئے اور اُنھیں ربذہ کی طرف روانہ کیا۔ امیرالمومنینؑ نے اپنے ان جوانوں سے فرمایا: اپنے بھائی کو وداع کرو۔ شہر سے باہر جانے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سفر پر روانہ ہو جائے اور اُسے روانہ کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ کچھ راستہ اُس کے ساتھ چلیں اور پھر واپس اپنے گھروں کی طرف چلے آئیں۔

اِن تمام بزرگواروں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کی جلاوطنی کے دُکھ پر اپنے اپنے انداز میں گفتگو کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ کچھ لوگوں نے آپ کو اِبتلا و آزمائش میں ڈالا ہے۔ اُنھوں نے آپ پر دنیا روک دی ہے اور آپ نے اُن پر اُن کا دین روک دیا ہے۔ اُنھوں نے آپ کی دُنیا خراب کی ہے اور آپ نے اُن پر اُن کا دین پریشان کر دیا ہے۔ جو چیز آپ نے اِن پر روکی ہے کل یہ اس کے قدر محتاج ہوں گے۔ جو چیز اُنھوں نے آپ پر روک دی ہے آپ اُس سے بے نیاز ہوں گے۔ آپ کو اُس کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔

حضرت ابوذرؓ نے فرمایا: اے اہلِ بیتِ رسولؐ! تم آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ مجھے اس دنیا میں صرف تمھاری ضرورت ہے۔ جب میں تمھیں یاد کرتا ہوں تو مجھے رسولؐ اللہ یاد آجاتے ہیں۔

شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد عن ابن عبّاس: لَمّا أُخرِجَ أبو ذَرٍّ إلَى الرَّبَذَةِ، أمَرَ عُثمانُ فنودِيَ فِي النّاسِ: ألّا يُكَلِّمَ أحَدٌ أبا ذَرٍّ ولا يُشَيِّعَهُ. وأمَرَ مَروانَ بنَ الحَكَمِ أن يَخرُجَ بِهِ، فَخَرَجَ بِهِ، وتَحاماهُ النّاسُ إلّا عَلِيَّ بنَ أبي طالِبٍ عليه السلام وعَقيلًا أخاهُ، وحَسَنًا وحُسَينًا عليهما السلام، وعَمّارًا، فَإِنَّهُم خَرَجوا مَعَهُ يُشَيِّعونَهُ.

فَجَعَلَ الحَسَنُ علیہ السلام يُكَلِّمُ أبَا ذَرٍّ، فَقَالَ لَهُ مَروانُ: إيهًا يَا حَسَنُ! أَلَا تَعلَمُ أنَّ أَمِيرَ المُؤمِنِينَ قَد نَهَى عَن كَلَامِ هٰذَا الرَّجُلِ؟! فَإِن كُنتَ لَا تَعلَمُ فَاعلَم ذٰلِكَ.

فَحَمَلَ عَلِيٌّ علیہ السلام عَلَى مَروانَ، فَضَرَبَ بِالسَّوطِ بَينَ أُذُنَي رَاحِلَتِهِ، وَقَالَ: تَنَحَّ، نَحَّاكَ اللهُ! إِلَى النَّارِ. فَرَجَعَ مَروانُ مُغضَبًا إِلَى عُثمَانَ، فَأَخبَرَهُ الخَبَرَ، فَتَلَظَّى عَلَى عَلِيٍّ علیہ السلام....

ثُمَّ تَكَلَّمَ الحُسَينُ علیہ السلام فَقَالَ: يَا عَمَّاهُ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَادِرٌ أَن يُغَيِّرَ مَا قَد تَرَى، وَاللهُ كُلَّ يَومٍ هُوَ فِي شَأنٍ، وَقَد مَنَعَكَ القَومُ دُنيَاهُم وَمَنَعتَهُم دِينَكَ؛ فَمَا أَغنَاكَ عَمَّا مَنَعُوكَ وَأَحوَجَهُم إِلَى مَا مَنَعتَهُم! فَاسأَلِ اللهَ الصَّبرَ وَالنَّصرَ، وَاستَعِذ بِهِ مِنَ الجَشَعِ وَالجَزَعِ؛ فَإِنَّ الصَّبرَ مِنَ الدِّينِ وَالكَرَمِ، وَإِنَّ الجَشَعَ لَا يُقَدِّمُ رِزقاً، وَالجَزَعَ لَا يُؤَخِّرُ أَجَلًا.

"شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، حضرت ابوذر غفاریؓ کو حضرت عثمانؓ کے حکم پر ربذہ کی طرف جلاوطن کیا گیا۔ لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ ابوذر غفاریؓ کے ساتھ کوئی آدمی بات نہ کرے اور نہ ہی اُن کی مشایعت کرے۔ حضرت عثمانؓ نے مروان بن حکم سے کہا کہ وہ اس کی نگرانی کرے اور اُنھیں مدینہ سے باہر نکال دے۔ مدینہ کے لوگوں میں سے صرف امیر المومنین امام علی علیہ السلام، حضرات حسن و حسین علیہما السلام، حضرت عقیلؓ اور حضرت عمارؓ نے اُن کا ساتھ دیا۔ اُن کے ساتھ مدینہ سے باہر آئے اور اُن کی مشایعت کی۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت ابوذرؓ سے گفتگو شروع کی تو مروان نے کہا: حسنؑ! آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا ہے کہ ابوذرؓ سے کوئی بات نہ کرے۔ اگر آپ کو معلوم

نہیں ہے تو میں آپ کو بتا رہا ہوں اِن سے بات نہ کریں۔ مروان کی بات پر حضرت علی علیہ السلام غضب ناک ہوئے۔ آپؑ نے اس کی سواری کے منہ پر تازیانے کی ضرب لگائی اور فرمایا: تُو کون ہے ہمیں روکنے والا؟ تجھے جہنم نصیب ہو۔ مروان غصہ ہو کر حضرت عثمانؓ کے پاس واپس چلا گیا۔ صورتِ حال بیان کی تو حضرت عثمانؓ، حضرت علی علیہ السلام پر ناراض ہو گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا: چچا جان! جن حالات سے اب آپ گزر رہے ہیں اِن کا تغیر و تبدل اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ہر دن انداز نرالے ہیں، وہ روزانہ نیا کام عمل میں لاتا ہے۔ ایک قوم نے آپ پر آپ کی دنیا پریشان کر دی ہے اور آپ نے اُن پر اُن کا دین پریشان کر دیا ہے۔ آپ سراپا اُس چیز سے بے نیاز ہیں جسے انھوں نے آپ سے روک دیا ہے اور جو چیز آپ نے اُن سے روکی ہے وہ کل اس کے سراپا محتاج ہوں گے۔ آپ اللہ سے صبر و نصرت کا سوال کریں۔ حرص اور جزع و فزع سے اللہ سے پناہ مانگیں۔ صبر انسان کا دین اور مذہب اور اس کی کرامت ہے۔ لالچ و حرص رزق کو قریب نہیں کرتے اور جزع فزع سے موت موخر نہیں ہوتی"۔ [1]

مروج الذھب: قَالَ لَهُ عُثْمَانُ (أَيْ لِأَبِي ذَرٍّ): وَارِ عَنِّي وَجْهَكَ...

قَالَ: فَإِنِّي مُسَيِّرُكَ إِلَى الرَّبَذَةِ.

قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ! صَدَقَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَدْ أَخْبَرَنِي بِكُلِّ مَا أَنَا لَاقٍ. قَالَ عُثْمَانُ: وَمَا قَالَ لَكَ؟

قَالَ: أَخْبَرَنِي بِأَنِّي أُمْنَعُ عَنْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَأَمُوتُ بِالرَّبَذَةِ.

---

[1] شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۸، ص ۲۰۶، ۲۵۲؛ بحارالانوار: ج ۲۲، ص ۴۱۲

وَيَتَوَلّٰى مُوَارَاتِي نَفَرٌ مِمَّنْ يَرِدُونَ مِنَ الْعِرَاقِ نَحْوَ الْحِجَازِ.

وَبَعَثَ أَبُو ذَرٍّ إِلٰى جَمَلٍ لَهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَقِيلَ ابْنَتَهُ. وَأَمَرَ عُثْمَانُ أَنْ يَتَجَافَاهُ النَّاسُ حَتّٰى يَسِيرَ إِلَى الرَّبَذَةِ. فَلَمَّا طَلَعَ عَنِ الْمَدِينَةِ، وَمَرْوَانُ يُسَيِّرُهُ عَنْهَا، طَلَعَ عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام وَمَعَهُ ابْنَاهُ (الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ) وَعَقِيلٌ أَخُوهُ وَعَبْدُاللهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ.

"مروج الذہب میں ہے، حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ سے کہا: مجھ سے دُور ہوجائیں۔ میں تمھیں ربذہ کی طرف بھیجنے والا ہوں۔ حضرت ابوذرؓ نے کہا: اللہ اکبر! رسولؐ اللہ نے سچ فرمایا تھا۔ میرے ساتھ جو ہونے والا ہے حضورؐ نے مجھے پہلے سے اس کی خبر دے دی تھی۔

حضرت عثمانؓ نے کہا: آنحضرتؐ نے تمھیں کس چیز کی خبر دی تھی؟

حضرت ابوذرؓ نے کہا: حضورؐ نے مجھے کہا تھا: اے ابوذرؓ! تجھے مکہ اور مدینہ میں رہائش رکھنے سے روک دیا جائے گا۔ ربذہ میں تیری وفات ہوگی۔ تیرے کفن و دفن کا انتظام وہ لوگ کریں گے جو عراق سے حجاز کی طرف آرہے ہوں گے۔

حضرت عثمانؓ نے ان کی طرف اُونٹ بھیجا، اُنھوں نے اُونٹ پر اپنی بیوی یا بیٹی کو سوار کیا۔ لوگوں کو روک دیا گیا کہ حضرت ابوذرؓ سے کوئی بات کرے اور نہ اُنھیں روانہ کرے۔

جب حضرت ابوذرؓ مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو مروان اُن کے ہمراہ تھا۔ حضرت امام علی علیہ السلام اور اُن کے دونوں فرزند حسنین کریمینؑ، حضرت عبداللہ ابنِ جعفر طیارؓ اور حضرت یاسرؓ نے اُنھیں مدینہ سے ربذہ کی طرف روانہ کیا"۔ (مروج الذہب: ج۲،ص ۳۵۰؛ بحارالانوار: ج۳۱،ص ۱۸۱)

حضرت عثمانؓ کی جان کی حفاظت کی کوشش

الإمامة والسياسة فِي خَبَرِ مُحَاصَرَةِ عُثمَانَ: فَبَلَغَ عَلِيًّا علیہ السلام أَنَّ عُثمَانَ يُرادُ قَتلُهُ. فَقَالَ: إِنَّا أَرَدنَا مَروَانَ. فَأَمَّا قَتلَ عُثمَانَ فَلَا. ثُمَّ قَالَ لِلحَسَنِ وَالحُسَينِ علیہما السلام: اِذهَبَا بِسَيفَيكُمَا حَتّٰى تَقُومَا عَلٰى بَابِ عُثمَانَ، وَلَا تَدَعَا أَحَداً يَصِلُ إِلَيهِ.

وَبَعَثَ الزُّبَيرُ ابنَهُ عَلٰى كُرهٍ. وَبَعَثَ طَلحَةُ ابنَهُ كَذٰلِكَ.

"الامامت والسیاست میں ہے، حضرت امام علی علیہ السلام کو اطلاع ملی کہ لوگ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ آپؑ نے خبر دینے والے سے فرمایا: اُن کے عوض تو مروان کو قتل کر دینا چاہیے تھا۔ حضرت عثمانؓ کا قتل کسی صورت نہیں چاہیے۔ اس کے بعد اُن کی جان کی حفاظت کے لیے ایک دفاعی کمیٹی تشکیل دی جس کی سربراہی اپنے دونوں شہزادوں حسنین کریمینؑ کے سپرد کی۔ آپؑ نے انھیں تاکید کی کہ مسلح ہو کر جاؤ اور اُن کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ۔ کسی کو اُن کے گھر کے اندر داخل نہ ہونے دو۔ زبیر نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے بیٹے کو اُن کی حفاظت کے لیے بھیجا۔ طلحہ نے بھی مذکورہ کیفیت کے مطابق اپنے بیٹے کو مامور کیا"۔ (1)

مروج الذهب فِي ذِكرِ مُحَاصَرَةِ عُثمَانَ وقَتلِهِ: فَلَمَّا بَلَغَ عَلِيًّا علیہ السلام أَنَّهُم يُرِيدُونَ قَتلَهُ، بَعَثَ بِابنَيهِ الحَسَنِ وَالحُسَينِ علیہما السلام مَعَ مَوَالِيهِ بِالسِّلَاحِ إِلٰى بَابِهِ لِنُصرَتِهِ، وَأَمَرَهُم أَن يَمنَعُوهُ مِنهُم، وَبَعَثَ الزُّبَيرُ ابنَهُ عَبدَاللهِ، وَبَعَثَ طَلحَةُ ابنَهُ مُحَمَّداً. وَأَكثَرُ أَبنَاءِ الصَّحَابَةِ أَرسَلَهُم آبَاؤُهُم اقتِدَاءً بِمَن ذَكَرنَا، فَصَدُّوهُم عَنِ الدَّارِ، فَرُمِيَ مَن وَصَفنَا بِالسِّهَامِ، وَاشتَبَكَ

---

(1) الامامت والسیاست: ج۱،ص۵۹؛ تاریخ دمشق: ج۳۹،ص۴۱۸؛ تاریخ مدینہ: ج۴،ص۳۰۲

الْقَوْمُ. وَجُرِحَ الْحَسَنُ علیہ السلام. وَشُجَّ قَنبَرٌ. وَجُرِحَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ.

"مروج الذہب میں ہے، جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو خبر ملی کہ لوگ حضرت عثمانؓ کو قتل کرنا چاہتے ہیں، تو آپؑ نے حسنین شریفینؑ سے فرمایا: اپنے جوانوں کو مسلح کر کے اُن کے گھر جاؤ اور اُن کی حفاظت کرو۔ آپؑ نے انھیں حکم دیا کہ اُن کے گھر کے دروازے کی نگرانی کرو اور کسی کو اندر نہ جانے دو۔

زبیر نے اپنے بیٹے عبداللہ اور طلحہ نے اپنے بیٹے محمد کو حضرت عثمانؓ کے لیے بھیجا۔ علاوہ ازیں بہت سے صحابہ کرام نے اپنے جوانوں کو اُن کی حفاظت کے لیے بھیجا۔ جب یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر جمع تھے تو انھیں تیروں کا نشانہ بنایا گیا۔ تیر بارانی کے بعد دونوں گروہ باہم متصادم ہو گئے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام زخمی ہوئے۔ جنابِ قنبرؓ کے سر پر زخم آئے۔ محمد بن طلحہ بھی زخمی ہوئے"۔ ①

الثقات لابن حبّان: فَلَمَّا اشْتَدَّ بِعُثْمَانَ الْأَمْرُ... قَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام: اِذْهَبَا بِسَيْفِكُمَا حَتّٰى تَقِفَا عَلٰى بَابِ عُثْمَانَ، وَلَا تَدَعَا أَحَداً يَصِلُ إِلَيْهِ. وَبَعَثَ الزُّبَيْرُ ابْنَهُ. وَبَعَثَ طَلْحَةُ ابْنَهُ. وَبَعَثَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَبْنَاءَهُمْ يَمْنَعُوْنَ النَّاسَ أَنْ يَدْخُلُوا عَلٰى عُثْمَانَ. وَرَمَاهُ النَّاسُ بِالسِّهَامِ حَتّٰى خُضِبَ الْحَسَنُ علیہ السلام بِالدِّمَاءِ. وَتَخَضَّبَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ. وَشُجَّ قَنبَرٌ مَولٰى عَلِيٍّ... وَأَوَّلُ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ علیہما السلام فَزِعَيْنِ وَهُمَا لَا يَعْلَمَانِ بِالْكَائِنَةِ. وَكَانَا مَشْغُوْلَيْنِ عَلَى الْبَابِ يَنْصُرَانِهِ وَيَمْنَعَانِ النَّاسَ عَنْهُ؛ فَلَمَّا

---

① مروج الذہب: ج ۲، ص ۳۵۰؛ بحار الانوار: ج ۳۱، ص ۱۸۱

دَخَلُوا وَجَدُوا عُثمَانَ مَذبُوحًا.

"حضرت علی علیہ السلام نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام سے فرمایا: تلواروں سے مسلح ہو کر حضرت عثمانؓ کے دروازے پر جاؤ اور اُن کی نگرانی کرو۔ کسی کو اندر داخل نہ ہونے دو۔ زبیر اور طلحہ نے بھی اُن کی حفاظت کے لیے اپنے بیٹوں کو بھیجا۔ اُن کے علاوہ متعدد صحابہ کرام نے بھی اپنے بیٹوں کو بھیجا۔ جب ان جوانوں نے حضرت عثمانؓ کے مخالفین کا راستہ روکا تو اُنھوں نے اُنھیں اپنے تیروں کا نشانہ بنایا۔ اس تیر بارانی میں حضرت امام حسن علیہ السلام زخمی ہوئے۔ اُن کا خون اُن کے جسم پر بہہ رہا تھا۔ اس طرح محمد بن طلحہ بھی زخمی ہوا اور اس کا جسم بھی اپنے خون سے رنگین ہوا۔ حضرت قنبرؓ کے سر پر زخم آئے۔ سب سے پہلے حسنین شریفین حضرت عثمانؓ کے گھر داخل ہوئے۔ جونہی اندر آئے تو حضرت عثمانؓ قتل ہو چکے تھے۔ یہ تمام حضرات گھر کے اندر ہونے والی کارروائی سے بے خبر تھے"۔ [1]

---

[1] الثقات ابن حبان: ج ۲، ص ۲۶۳؛ الغدیر: ج ۹، ص ۲۳۶

فصل چہارم

حضرت امام حسینؑ اپنے والد بزرگوار کے عہدِ خلافت میں

{بعد از بیعت آپؑ کے خطبات}

التوحيد عَن الأصبغ بن نباتة :لَمَّا جَلَسَ عَلِيٌّ علیہ السلام فِي الخِلَافَةِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ، خَرَجَ إِلَى المَسجِدِ مُتَعَمِّمًا بِعِمَامَةِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لَابِساً بُردَةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مُتَنَعِّلًا نَعلَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مُتَقَلِّداً سَيفَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَصَعِدَ المِنبَرَ فَجَلَسَ علیہ السلام عَلَيهِ مُتَمَكِّنًا، ثُمَّ شَبَّكَ بَينَ أَصَابِعِهِ فَوَضَعَهَا أَسفَلَ بَطنِهِ.

ثُمَّ قَالَ: يَامَعشَرَ النَّاسِ! سَلُونِي قَبلَ أَن تَفقِدُونِي....

ثُمَّ قَالَ لِلحَسَنِ علیہ السلام: يَاحَسَنُ! قُم فَاصعَدِ المِنبَرَ فَتَكَلَّم بِكَلَامٍ لَا تُجَهِّلُكَ قُرَيشٌ مِن بَعدِي، فَيَقُولُونَ: إِنَّ الحَسَنَ بنَ عَلِيٍّ لَا يُحسِنُ شَيئًا.

قَالَ الحَسَنُ علیہ السلام : يَا أَبَتِ كَيفَ أَصعَدُ وَأَتَكَلَّمُ وَأَنتَ فِي النَّاسِ تَسمَعُ وتَرى؟ قَالَ لَهُ: بِأَبِي وَأُمِّي! أُوارِي نَفسِي عَنكَ، وَأَسمَعُ وَأَرى وَأَنتَ لَا تَرَانِي.

فَصَعِدَ الحَسَنُ علیہ السلام المِنبَرَ فَحَمِدَ اللهَ بِمَحَامِدَ بَلِيغَةٍ شَرِيفَةٍ، وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلَاةً موجَزَةً، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، سَمِعتُ جَدِّي رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: أَنَا مَدِينَةُ العِلمِ

وَعَلِيٌّ بَابُهَا. وَهَلْ تُدْخَلُ الْمَدِيْنَةُ إِلَّا مِنْ بَابِهَا؛ ثُمَّ نَزَلَ. فَوَثَبَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ علیہ السلام فَحَمَلَهُ وَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ.

ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ علیہ السلام: يَا بُنَيَّ! قُمْ فَاصْعَدِ الْمِنْبَرَ وَتَكَلَّمْ بِكَلَامٍ لَا تُجَهِّلُكَ قُرَيْشٌ مِنْ بَعْدِي. فَيَقُولُونَ: إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ لَا يُبْصِرُ شَيْئًا. وَلْيَكُنْ كَلَامُكَ تَبَعًا لِكَلَامِ أَخِيكَ.

فَصَعِدَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام الْمِنْبَرَ. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَصَلَّى عَلَى نَبِيِّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلَاةً مُوجَزَةً. ثُمَّ قَالَ: مَعَاشِرَ النَّاسِ، سَمِعْتُ جَدِّي رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا هُوَ مَدِينَةُ هُدًى، فَمَنْ دَخَلَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ.

فَوَثَبَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ علیہ السلام فَضَمَّهُ إِلَى صَدْرِهِ وَقَبَّلَهُ. ثُمَّ قَالَ: مَعَاشِرَ النَّاسِ! اشْهَدُوا أَنَّهُمَا فَرْخَا رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَوَدِيعَتُهُ الَّتِي اسْتَوْدَعَنِيهَا. وَأَنَا أَسْتَوْدِعُكُمُوهَا مَعَاشِرَ النَّاسِ وَرَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَائِلُكُمْ عَنْهُمَا.

"التوحید میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ جب حضرت امام علی علیہ السلام مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے آپؑ کے سر پر رسولؐ اللہ کا عمامہ تھا۔ آنحضرتؐ کی عبا آپؑ کے شانوں پر تھی۔ امام علیہ السلام نے آقائے نامدار کی نعلین مبارک پہن رکھی تھی اور ان کی تلوار حمائل کر رکھی تھی۔ آپؑ رسولؐ اللہ کے خصائل وشمائل کے ساتھ منبرِ رسولؐ پر بلند ہوئے۔ اُس وقت آپؑ کے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں آپس میں پیوست تھیں اور آپؑ اپنے دست ہائے مبارک اپنے شکم اطہر کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔ آپؑ نے سامعین سے فرمایا: اے لوگو! مجھ سے پوچھو جو پوچھنا ہے، اس سے قبل کہ میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ پھر تم کفِ افسوس ملتے رہ جاؤ گے۔

اس کے بعد آپؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: حسنؑ! آپ منبر پر

بلند ہو کر اِن لوگوں سے خطاب کریں تاکہ کل قریش میرے بعد یہ نہ کہیں کہ وہ امام علی علیہ السلام کے نائب کو جانتے ہی نہیں تھے کہ اُن کا نائب کون ہے اور یہ لوگ یہ بھی نہ کہہ سکیں کہ حسنؑ فنِ خطابت سے واقف نہیں ہیں۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا: بابا جان! میں کیسے منبر پر جاؤں اور خطاب کروں جب کہ آپؑ حاضرین میں موجود ہیں۔ آپؑ میری بات سن بھی رہے ہیں اور مجھے دیکھ بھی رہے ہیں۔ آپؑ کے سامنے تقریر کرنا مشکل ہے۔

آپؑ نے فرمایا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان، میں اپنے آپ کو آپؑ سے چھپا لیتا ہوں۔ آپؑ کی بات بھی سنتا رہوں گا اور آپؑ پر میری نگاہ رہے گی اور آپؑ مجھے نہیں دیکھ رہے ہوں گے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام منبر پر بلند ہوئے اور آپؑ نے بلیغ انداز میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ نبی کریمؐ پر درود و سلام بھیجا، پھر فرمایا: اے لوگو! میں نے اپنے نانا رسول اللہؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: مَیں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں؟ کیا شہر میں دخول دروازے سے نہیں ہوتا؟ پھر آپؑ منبر سے اُترے اور امام علی علیہ السلام پُرجوش انداز میں اُن کی طرف بڑھے اُنھیں منبر سے اُٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا۔

اس کے بعد امام علی علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: بیٹا! آپ منبر پر بلند ہو کر لوگوں سے خطاب کریں، تاکہ قریش اِس بات سے بے خبر نہ رہیں کہ میرے بعد ولایت کا مالک کون ہے۔ اگر آپؑ خطاب نہیں کریں گے تو یہ لوگ کہیں گے کہ حسینؑ فنِ خطابت سے بے خبر ہیں۔ اس وقت آپ کا جو خطاب بھی ہو وہ خطاب اپنے برادر کی اتباع میں ہو۔

امام حسین علیہ السلام منبر پر بلند ہوئے۔ آپؑ نے مختصر صورت میں اللہ تعالیٰ کی تحمید وتمجید کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجا۔ پھر فرمایا:

اے لوگو! میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے فرمایا:
امام علی علیہ السلام ہدایت کا شہر ہیں جو اس شہر میں داخل ہوا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہو گیا۔
حضرت امام علی علیہ السلام پُرمسرت انداز میں آپؑ کی طرف بڑھے اور انھیں اپنے سینے سے لگایا اور ان کو بوسے دیے۔ آخر میں آپؑ نے لوگوں سے فرمایا: گواہ رہنا یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں اور اُن کی امانت ہیں۔ انھوں نے اپنی امانت میرے حوالے کی تھی۔ اب میں تمھارے حوالے کر رہا ہوں۔ اے لوگو! کل اللہ کے رسولؐ نے تم سے اِن کے بارے میں پوچھنا ہے، خیال رکھنا"۔ ①

سبطِ اصغر جنگِ جمل میں

شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید میں حضرت امام علی علیہ السلام نے میدانِ جمل کی طرف ایک بٹالین فوج کے ساتھ پیش قدمی کی۔ یہ فوج مہاجرین و انصار پر مشتمل تھی۔ شیرِ خدا کے اردگرد آپؑ کے فرزندان حسن وحسین علیہما السلام اور محمد حنفیہؒ موجود تھے۔ (شرح نہج البلاغہ: ج ۱، ص ۲۵۷)

الجمل عن محمد ابن الحنفية : قَالَ لِي أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام : تَقَدَّمْ يَا بُنَيَّ بِاللِّوَاءِ . وَصَفَّ أَصْحَابَهُ . فَجَعَلَ الْحَسَنَ عليه السلام فِي الْمَيْمَنَةِ . وَالْحُسَيْنَ عليه السلام فِي الْمَيْسَرَةِ.

"الجمل میں محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ امام علی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! پرچم ہاتھ میں لے کر آگے بڑھو۔ آپؑ نے اپنے اصحاب کی صفوں کو درست کیا۔ امام حسن علیہ السلام کو میمنہ پر اور امام حسین علیہ السلام کو میسرہ پر مامور فرمایا"۔ (الجمل: ص ۳۴۸)

تاریخ خليفة بن خياط عن أبي عبيدة فِي ذِكْرِ وَقْعَةِ الْجَمَلِ:

---

① التوحید: ص ۳۰۵؛ امالی صدوق: ص ۳۴۳؛ الاختصاص: ص ۲۳۵؛ بحار الانوار: ج ۱۰، ص ۱۱۷

سَارَ عَلِيٌّ عليه السلام مِن ذِي قَارٍ ، فَأَمَّرَ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ عَبدَاللهِ بنَ عَبَّاسٍ. ثُمَّ أَمَّرَ الأُمَرَاءَ وَعَقَدَ الأَلوِيَةَ ، دَفَعَ اللِّوَاءَ إِلَى ابنِهِ مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ...

عَلَى الخَيلِ عَمَّارُ بنُ يَاسِرٍ . وَعَلَى الرَّجَالَةِ مُحَمَّدُ بنُ أَبِي بَكرٍ . وَعَلَى المَيمَنَةِ . وَهُم رَبِيعَةُ البَصرَةِ وَالكُوفَةِ . عِلبَاءُ بنُ هَيثَمٍ السَّدُوسِيُّ . وَيُقَالُ : عَبدُاللهِ بنُ جَعفَرٍ . وَعَلَى المَيسَرَةِ وَهُم مُضَرُ البَصرَةِ وَمُضَرُ الكُوفَةِ الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام . وَيُقَالُ : عَلَى المَيمَنَةِ الحَسَنُ، وَعَلَى المَيسَرَةِ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام.

"تاریخ خلیفہ بن خیاط میں ہے، ابوعبیدہ نے جنگ جمل کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: حضرت امام علی علیہ السلام ذی قار[1] سے روانہ ہوئے۔ آپؑ نے لشکر کے مقدمہ پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو مامور کیا۔ پھر آپؑ نے اپنے لشکر کے امیروں کی فہرست مرتب کی۔ اپنی فوج کا علم حضرت محمد حنفیہؒ کے سپرد کیا۔ سواروں پر حضرت عمار بن یاسرؓ کی ڈیوٹی لگائی اور پیدل فوج کی مسئولیت حضرت محمد بن بکرؓ کو عطا کی۔ لشکر کا میمنہ بصرہ اور کوفہ کے قبیلہ ربیعہ پر مشتمل تھا، جس پر علباء بن ہیثمؓ السدوسی تعینات تھے۔ ایک قول کے مطابق حضرت عبداللہ بن جعفرؓ تعینات تھے۔ میسرہ لشکر میں بصرہ اور کوفہ کے قبیلہ بنی مضر کے لوگ تھے جس کی باگ ڈور امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن ایک دوسرے قول کے مطابق میمنہ پر امام حسن علیہ السلام اور میسرہ پر امام حسین علیہ السلام مقرر تھے"۔[2]

---

[1] ذی قار: بکر بن وائل کا چشمہ جو کوفہ اور واسط کے درمیان ہے لیکن کوفہ کے قریب ہے۔ (معجم البلدان: ج ۴، ص ۲۹۳)

[2] تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص ۱۳۸؛ سیر أعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۸۸۔ اس کتاب میں ہے ابوعبیدہ بن مثنی سے روایت ہے کہ میسرہ پر حضرت امام حسین علیہ السلام مقرر تھے۔

شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد: لَمَّا تَقاعَسَ مُحَمَّدٌ يَومَ الجَمَلِ عَنِ الحملَةِ، وَحَمَلَ عَلِيٌّ عليه السلام بِالرَّايَةِ، فَضَعضَعَ أركَانَ عَسكَرِ الجَمَلِ، دَفَعَ إلَيهِ الرَّايَةَ، وَقَالَ: أمحُ الأولى بِالأخرى، وَهٰذِهِ الأَنصارُ مَعَكَ. وضَمَّ إلَيهِ خُزَيمَةَ بنَ ثابِتٍ ذَا الشَّهادَتَينِ في جَمعٍ مِنَ الأَنصارِ، كَثيرٌ مِنهُم مِن أهلِ بَدرٍ، فَحَمَلَ حَمَلاتٍ كَثيرَةً، أزالَ بِهَا القَومَ عَن مَواقِفِهِم وَأَبلىٰ بَلاءً حَسَنًا.

فَقالَ خُزَيمَةُ بنُ ثابِتٍ لِعَلِيٍّ عليه السلام: أما إنَّهُ لَو كانَ غَيرَ مُحَمَّدٍ اليَومَ لَافتَضَحَ، وَلَئِن كُنتَ خِفتَ عَلَيهِ الجُبنَ وَهُوَ بَينَكَ وَبَينَ حَمزَةَ وَجَعفَرٍ لَما خِفناهُ عَلَيهِ، وَإن كُنتَ أرَدتَ أن تُعَلِّمَهُ الطِّعانَ فَطالَما عَلَّمتَهُ الرِّجالَ.

وَقالَتِ الأَنصارُ: يا أميرَ المُؤمِنينَ، لَولا ما جَعَلَ اللهُ تَعالىٰ لِلحَسَنِ وَالحُسَينِ عليهما السلام لَما قَدَّمنا عَلىٰ مُحَمَّدٍ أحَدًا مِنَ العَرَبِ.

فَقالَ عَلِيٌّ عليه السلام: أينَ النَّجمُ مِنَ الشَّمسِ وَالقَمَرِ؟! أما إنَّهُ قَد أغنىٰ وَأَبلىٰ، وَلَهُ فَضلُهُ، وَلا يَنقُصُ فَضلَ صاحِبَيهِ عَلَيهِ، وَحَسبُ صاحِبِكُم مَا انتَهَت بِهِ نِعمَةُ اللهِ تَعالىٰ إلَيهِ.

فَقالوا: يا أميرَ المُؤمِنينَ! إنّا وَاللهِ لا نَجعَلُهُ كَالحَسَنِ وَالحُسَينِ، وَلا نَظلِمُهُما لَهُ، وَلا نَظلِمُهُ لِفَضلِهِما عَلَيهِ حَقَّهُ. فَقالَ عَلِيٌّ عليه السلام: أينَ يَقَعُ ابني مِنِ ابنَي بِنتِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله؟! فَقالَ خُزَيمَةُ بنُ ثابِتٍ فيهِ:

مُحَمَّدُ ما في عودِكَ اليَومَ وَصمَةٌ ... وَلا كُنتَ فِي الحَربِ الضَّروسِ مُعَرِّدا
أبوكَ الَّذي لَم يَركَبِ الخَيلَ مِثلُهُ ... عَلِيٌّ، وَسَمّاكَ النَّبِيُّ مُحَمَّدا
فَلَو كانَ حَقًّا مِن أبيكَ خَليفَةٌ ... لَكُنتَ، وَلٰكِن ذاكَ ما لا يُرىٰ بَدا

وَأَنْتَ بِحَمْدِ اللهِ أَطْوَلُ غَالِبٍ لِسَانًا . وَأَنْدَاهَا بِمَا مَلَكَتْ يَدًا
وَأَقْرَبُهَا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ تُرِيدُهُ قُرَيْشٌ وَأَوْفَاهَا بِمَا قَالَ مَوْعِدًا
وَأَطْعَنُهُمْ صَدْرَ الْكَمِيِّ بِرُمْحِهِ وَأَكْسَاهُمُ لِلْهَامِ عَضْبًا مُهَنَّدًا
سِوَى أَخَوَيْكَ السَّيِّدَيْنِ كِلَاهُمَا إِمَامُ الْوَرَى وَالدَّاعِيَانِ إِلَى الْهُدَى
أَبَى اللهُ أَنْ يُعْطِيَ عَدُوَّكَ مَقْعَدًا مِنَ الْأَرْضِ أَوْ فِي الْأَوْجِ مَرْقًى وَمَصْعَدًا

''شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید میں ہے، جب جنگِ جمل میں حضرت محمد بن حنفیہؒ نے دشمن کے لشکر پر حملہ آور ہونے سے پہلوتہی کی تو امام علی علیہ السلام حیدرِ کرّار، غیر فرار نے پرچم ہاتھ میں لیا اور دشمن کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ آپؑ نے اپنے پُرزور حملے سے جمل کے لشکر کے ارا کین کو متزلزل کر کے رکھ دیا۔ آپؑ کے سامنے کوئی ٹھہر نہ سکا۔ آپؑ واپس آئے اور پرچم حضرت محمد حنفیہؒ کے حوالے کیا اور فرمایا: اب میدان میں اُترو۔ جو کچھ تمھارے بارے میں لوگوں کے اذہان میں ثبت ہو چکا ہے اُسے مٹا ڈالو۔ یہ انصار کا دستہ تمھارے ساتھ ہے۔ آپؑ نے خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتینؓ کو بھی انصار کے لشکر کے ہمراہ روانہ کیا۔ اس لشکر میں صاحبانِ بدر کی بھی بڑی تعداد موجود تھی۔ حضرت محمد حنفیہؒ نے دشمن کی فوج پر تابڑ توڑ اور مسلسل حملے کیے اور ایک دفعہ میدان کو پلٹ کر رکھ دیا۔ آپؒ کی جرأت و بہادری کو دیکھ کر تحسین و آفرین کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی۔ حیدرِ کرّار کے جری و جرار بیٹے نے جرأت و شجاعت کی داستان رقم کر دی۔ حضرت خزیمہ بن ثابتؓ نے حضرت امام علی علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: آج اگر محمد حنفیہؒ کے علاوہ کوئی اور سپہ سالار لشکر ہوتا تو وہ ضرور ہزیمت اُٹھاتا لیکن آپؑ کے فرزند نے دشمن کے لشکر کو اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ انصار نے آپؑ سے کہا: امیر المومنینؑ! اللہ رب العزت نے جو فضائل و خصائص حسنین شریفینؑ کے لیے بیان کیے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو جب شجاعانِ

عرب کی بات ہوتی تو سرفہرست محمد حنفیہؓ کا نام ہوتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: نجم کہاں اور شمس و قمر کہاں؟ بہرحال محمد حنفیہؓ بہادر اور شجاع جوان ہیں۔ میدان حرب و ضرب کے آزمودہ سپہ سالار ہیں۔ واقعی تعریف و توصیف کے حق دار ہیں۔ اُن کے فضائل اُن کے برادر کے فضائل کو کم نہیں کرتے۔ تمھارے اس صاحب کے لیے اللہ رب العزت کی یہ نعمت کافی ہے جو اُس نے اُنھیں عطا کر رکھی ہے۔

حاضرین نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! اللہ کی قسم! ہم انھیں حسنؑ اور حسینؑ کا مقام نہیں دے رہے۔ ہم اُن کے بارے میں ناانصافی سے کام نہیں لے رہے ہیں اور نہ محمد حنفیہؓ کی فضیلت کو اُن کے فضائل پر مقدم کر رہے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میرے بیٹوں کا وہ مقام کہاں جو رسولؐ اللہ کی بیٹی کے بیٹوں کا مقام ہے۔

خزیمہ بن ثابتؓ نے حضرت محمد حنفیہؓ کی جرأت و شجاعت کو اپنے خوبصورت انداز میں یوں خراجِ تحسین پیش کیا: اے محمد حنفیہؓ! آپؓ کی جرأت و شجاعت کو سلام، چشمِ فلک نے آج میدانِ حرب و ضرب میں آپؓ کی فیصلہ کن جنگ دیکھی ہے۔ آپؓ نے اس زیروزبر کرنے والی، نیزوں، تیروں اور تلواروں کی شُعلہ وَر جنگ میں ثابت قدمی کے وہ جوہر دکھائے جو اس سے قبل نہیں دیکھے گئے تھے۔ آپ ابن کرّار ہیں، اس لیے آپؓ نے کرّاریت کا مظاہرہ کیا۔ فراریت کی لعنت سے آپؓ بے خبر ہیں۔

آپؓ کے والد بزرگوار عرب کے بلند و برتر سوار ہیں۔ شجاعت و بہادری میں اُن کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کا نام اللہ کے نبیؐ نے محمد رکھا ہے۔ اگر آپ کے والد کے پاس اختیارات ہوتے تو آپ اُن کے خلیفہ ہوتے لیکن آپ کے خلفا کا تعین اللہ کی طرف سے کیا گیا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے جہاں آپ صاحبِ فصاحت و بلاغت ہیں وہیں جود و کرم میں بھی

بلند و بالا مقام رکھتے ہیں۔ آپ ہر اچھائی اور بھلائی کا مرکز ہیں اور اپنی قوم کی توقعات پر پورا اُترنے والے ہیں۔ جب بھی آپ کسی سے کوئی وعدہ کرتے ہیں تو اُسے نبھاتے ہیں۔ آپؑ نے بہادروں کے سینوں میں نیزہ گھونپ کر اُنھیں موت کی آغوش میں سُلا دیا ہے اور اپنی ہندی تلوار سے دشمن پر کاری ضربیں لگائی ہیں۔ آپ جرأت و بہادری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس دھرتی پر آپ کے برادران کے علاوہ آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ آپ کے برادر حسنین شریفینؑ کائنات کے امام ہیں اور ہدایت و رہبری کی دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ کے مخالف کو بدترین شکست سے دوچار کیا ہے۔ اب اُسے کوئی جگہ پناہ نہیں دیتی"۔ (1)

مروج الذہب میں جب حضرت امام علی علیہ السلام نے حضرت عائشہؓ کی مدینہ کی طرف روانگی کا انتظام کیا تو آپؑ دوسرے دن اُن کے پاس آئے۔ اُس وقت آپؑ کے ہمراہ امام حسنؑ، امام حسینؑ اور آپؑ کے باقی تمام فرزندان، جوانانِ بنی ہاشم اور ہمدان کے جوان موجود تھے۔ جب خواتین کی آپؑ پر نگاہ پڑی تو کہنے لگیں: اے دوستوں کے قاتل!

آپؑ نے فرمایا: اگر میں دوستوں کا قاتل ہوتا تو اُن سب کو بھی قتل کر دیتا جو اس گھر میں چھپے ہوئے ہیں۔ آپؑ نے یہ الفاظ اشارۃً فرمائے کیونکہ آپؑ کو معلوم تھا کہ اس گھر میں مروان بن حکم، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر وغیرہ چھپے ہوئے ہیں۔

جو جوان آپؑ کے ساتھ تھے اُنھوں نے اپنے ہاتھ اپنی تلواروں کے دستوں پر مارے اور کہا کہ حکم کا انتظار ہے۔ کیونکہ اُنھیں معلوم تھا کہ کون کون لوگ اس گھر میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ پناہ لینے والوں کو خطرہ تھا کہ اگر باہر نکلے تو گرفتار کر لیے جائیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عائشہؓ کے درمیان طولانی بات ہوئی۔ آخر میں اُنھوں نے کہا کہ مَیں چاہتی ہوں کہ میں آپؑ کے ساتھ مقیم رہوں۔ جب آپؑ اپنے دشمن کے مقتولین کی طرف چلیں گے تو مَیں بھی آپؑ کے ساتھ چلوں گی۔

---

(1) شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج۱، ص ۲۳۵؛ بحارالانوار: ج ۴۲، ص ۱۰۰

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، اُس گھر کی طرف چلیں جس گھر میں رسول اللہ نے آپ کو چھوڑا تھا۔

بی بی نے کہا: ٹھیک ہے، لیکن میرا آپؑ سے سوال ہے کہ میرے بھانجے (عبداللہ ابن زبیر) کو امان دے دیں۔ آپؑ نے اُسے امان دے دی۔ حسنین شریفینؑ نے مروان کے لیے امان کی درخواست کی۔ آپؑ نے اُن کی درخواست قبول فرمائی۔ آپؑ نے ولید بن عقبہ اور حضرت عثمانؓ کے بیٹوں اور دوسرے اُموی لوگوں کو امان دی۔ آپؑ نے باقی لوگوں کو بھی امان دے دی۔ آپؑ کی طرف سے ندا دی گئی جو غیر مسلح ہو جائے وہ امان میں ہے۔ جو اپنے گھر واپس چلا جائے اُسے بھی امان ہے"۔ (1)

نهج البلاغة: قَالُوا: أُخِذَ مَروانُ بنُ الحَكَمِ أَسِيراً يَومَ الجَمَلِ، فَاستَشفَعَ الحَسَنَ وَالحُسَينَ علیہما السلام إِلَى أَمِيرِ المُؤمِنِينَ علیہ السلام؛ فَكَلَّمَاهُ فِيهِ فَخَلَّى سَبِيلَهُ. فَقَالَا لَهُ: يُبَايِعُكَ يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ. فَقَالَ علیہ السلام: أَوَلَم يُبَايِعنِي بَعدَ قَتلِ عُثمَانَ؛ لَا حَاجَةَ لِي فِي بَيعَتِهِ. إِنَّهَا كَفٌّ يَهودِيَّةٌ! لَو بَايَعَنِي بِكَفِّهِ لَغَدَرَ بِسَبَّتِهِ! أَمَا إِنَّ لَهُ إِمرَةً كَلَعقَةِ الكَلبِ أَنفَهُ، وَهُوَ أَبُو الأَكبُشِ الأَربَعَةِ، وَسَتَلقَى الأُمَّةُ مِنهُ وَمِن وُلدِهِ يَوماً أَحمَرَ.

"نہج البلاغہ میں ہے، جنگ جمل کے موقع پر جب مروان بن حکم کو گرفتار کیا گیا تو اُس نے حسن اور حسین علیہما السلام سے درخواست کی کہ وہ امیر المومنینؑ سے اس کی سفارش کریں۔ چنانچہ ان حضراتؑ نے امیر المومنینؑ سے اس سلسلہ میں بات چیت کی۔ حضرت علیؑ نے اُسے رہا کر دیا۔ پھر شہزادوںؑ نے کہا: یا امیر المومنینؑ! یہ آپؑ کی بیعت کرنا چاہتا ہے تو آپؑ نے اُس کے متعلق فرمایا:

---

(1) مروج الذہب: ج ۲، ص ۳۷۷؛ دعائم الاسلام: ج ۱، ص ۳۹۳؛ تفسیر فرات: ص ۱۱۱

کیا اُس نے قتلِ عثمانؓ کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی؟ اب مجھے اِس کی بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ یہودی قسم کا ہاتھ ہے۔ اگر ہاتھ سے بیعت کرے گا تو ذلیل طریقے سے توڑ بھی دے گا۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بھی اتنی دیر کہ کتا اپنی ناک چاٹنے سے فارغ ہو۔ حکومت کرے گا اور اس کے چار بیٹے بھی حکمران ہوں گے اور اُمت اِس کے اور اِس کے بیٹوں کے ہاتھوں سے سختیوں کے دن دیکھے گی"۔ (۱)

اعلام الوریٰ میں بھی مذکورہ روایت موجود ہے۔ (۲)

انساب الاشرف میں اُنس بن عیاضؒ سے روایت ہے اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: مروان بن حکم جب مدینہ کا گورنر تھا اُس نے یہ واقعہ خود بیان کیا کہ جب جنگِ جمل کا آغاز ہوا اور دونوں لشکر برسرِ پیکار ہوئے تو اہلِ بصرہ کو پسپا ہونا پڑا۔ اُس وقت حضرت امام علی علیہ السلام کی طرف سے اعلان ہوا۔ بھاگنے والوں کو قتل نہ کیا جائے۔ مجروح پر عجلت نہ کی جائے۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ جائے اُسے امان ہے جو ہتھیار ڈال دے وہ بھی امان میں ہے۔

میں ایک گھر میں داخل ہوا اور حسن اور حسین علیہما السلام، عبداللہ ابنِ جعفر طیارؒ اور عبداللہ ابنِ عباسؓ کی طرف آدمی بھیجا۔ ان حضرات نے امیرالمومنینؑ کے آگے میری سفارش کی۔ آپؑ نے مجھے امان دی اور فرمایا: میں جدھر چاہوں جاسکتا ہوں۔

اُس وقت مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ میں اُن کی بیعت نہ کروں۔ میں نے اُن کی بیعت کی۔ آپؑ نے مجھے فرمایا: جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ (انساب الاشراف: ج ۳، ص ۵۷)

امام علیہ السلام اور جنگِ صفین

المناقب لابن شھرآشوب : لَمَّا اسْتَهَلَّ صَفَرٌ سَنَةَ سَبعٍ

---

(۱) نہج البلاغہ: خطبہ ۷۳؛ ربیع الابرار: ج ۳، ص ۲۴۲؛ تذکرۃ الخواص: ص ۷۸

(۲) اعلام الوریٰ: ص ۲۴۰، بحارالانوار: ج ۳۲، ص ۲۳۵

وَثَلَاثِينَ. أَمَرَ عَلِيٌّ عليه السلام فَنُودِيَ بِالشَّامِ وَالإِعذَارِ وَالإِنذَارِ. ثُمَّ عَبَّى عَسكَرَهُ، فَجَعَلَ عَلَى مَيمَنَتِهِ الحَسَنَ وَالحُسَينَ عليهما السلام وَعَبدَاللهِ بنَ جَعفَرٍ وَمُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ. وَعَلَى مَيسَرَتِهِ مُحَمَّدَ بنَ الحَنَفِيَّةِ وَمُحَمَّدَ بنَ أَبِي بَكرٍ وَهَاشِمَ بنَ عُتبَةَ المِرقَالَ. وَعَلَى القَلبِ عَبدَاللهِ بنَ العَبَّاسِ وَالعَبَّاسَ بنَ رَبِيعَةَ بنِ الحَارِثِ وَالأَشتَرَ وَالأَشعَثَ. وَعَلَى الجَنَاحِ سَعدَ بنَ قَيسٍ الهَمدَانِيَّ وَعَبدَاللهِ بنَ بُدَيلِ بنِ وَرقَاءَ الخُزَاعِيَّ وَرِفَاعَةَ بنَ شَدَّادٍ البَجَلِيَّ وَعَدِيَّ بنَ حَاتِمٍ، وَعَلَى الكُمَينِ عَمَّارَ بنَ يَاسِرٍ وَعَمرَو بنَ الحَمِقِ وَعَامِرَ بنَ وَاثِلَةَ الكِنَانِيَّ وَقَبِيصَةَ بنَ جَابِرٍ الأَسدِيَّ.

''مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، ۳۷ ہجری ماہ صفر کے آغاز میں حضرت امام علی علیہ السلام کے حکم پر اہلِ شام سے جنگ کا اعلان ہوا۔ لشکر جمع کیا گیا، جب لشکر جمع ہوگیا تو اس کی تشکیل اس طرح ہوئی۔ لشکر کے میمنہ پر حضرات حسن و حسین علیہما السلام، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور مسلم بن عقیلؓ کو مقرر کیا گیا۔ میسرہ پر حضرت محمد بن حنفیہؓ حضرت محمد بن ابی بکرؓ اور حضرت ہاشم بن عتبہ مرقالؓ کو تعینات کیا گیا۔ قلبِ لشکر پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عباس بن ربیعہؓ بن حارثؓ، حضرت مالک اشترؓ اور اشعث بن قیس کو معین کیا گیا۔ جناح لشکر پر سعد بن قیس ہمدانیؓ، عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعیؓ، رفاعہ بن شداد بجلیؓ اور عدی بن حاتمؓ کا تقرر ہوا۔ کمین گاہوں کا چارج حضرت عمار بن یاسرؓ، عمرو بن حمق، عامر بن واثلہ کنانی اور قبیصہ بن جابر اسدیؓ کے حوالے کیا گیا''۔

الفتوح في أخبار حرب صفين: وَعَبَّى عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام أَصحَابَهُ، فَكَانَ عَلَى خَيلِ مَيمَنَتِهِ الحَسَنُ وَالحُسَينُ عليهما السلام سِبطَا النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم، وَعَلَى رَجَّالَتِهَا عَبدُاللهِ بنُ جَعفَرِ بنِ أَبِي طَالِبٍ

وَمُسلِمُ بنُ عَقيلِ بنِ أَبي طَالِبٍ....

"الفتوح میں ہے، حضرت علی علیہ السلام نے لشکر تیار کیا۔ سوار فوج کے میمنہ پر فرزندانِ پیغمبر حسنین کریمین علیہم السلام کو اور پیدل فوج پر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور حضرت مسلمؓ بن عقیل بن ابی طالبؓ کو مقرر کیا گیا"۔ (الفتوح: ج ۳، ص ۲۴)

تاریخ الطبری عَن زید بن وهب الجهنی فِي ذِكرِ حَربِ صِفِّينَ: مَرَّ عَلِيٌّ علیہ السلام مَعَهُ بَنوهُ نَحوَ المَيسَرَةِ، وَمَعَهُ رَبيعَةُ وَحدَها، وَإِنّي لَأَرَى النَّبلَ يَمُرُّ بَينَ عَاتِقِهِ وَمَنكِبِهِ، وَمَا مِن بَنيهِ أَحَدٌ إِلّا يَقيهِ بِنَفسِهِ، فَيَكرَهُ عَلِيٌّ ذٰلِكَ، فَيَتَقَدَّمُ عَلَيهِ فَيَحولُ بَينَ أَهلِ الشّامِ وَبَينَهُ، فَيَأخُذُهُ بِيَدِهِ إِذا فَعَلَ ذٰلِكَ فَيُلقيهِ بَينَ يَدَيهِ أَو مِن وَرائِهِ.

فَبَصُرَ بِهِ أَحمَرُ، مَولى أَبي سُفيَانَ أَو عُثمَانَ، أَو بَعضِ بَني أُمَيَّةَ فَقَالَ أَحمَرُ: عَلِيٌّ وَرَبِّ الكَعبَةِ، قَتَلَنِيَ اللهُ إِن لَم أَقتُلكَ أَو تَقتُلني!

فَأَقبَلَ نَحوَهُ، فَخَرَجَ إِلَيهِ كَيسانُ مَولى عَلِيٍّ، فَاختَلَفَا ضَربَتَينِ، فَقَتَلَهُ مَولى بَني أُمَيَّةَ، وَيَنتَهِزُهُ عَلِيٌّ علیہ السلام، فَيَقَعُ بِيَدِهِ فِي جَيبِ دِرعِهِ فَيَجبِذُهُ، ثُمَّ حَمَلَهُ عَلى عَاتِقِهِ؛ فَكَأَنّي أَنظُرُ إِلى رُجَيلَتَيهِ تَختَلِفَانِ عَلى عُنُقِ عَلِيٍّ علیہ السلام، ثُمَّ ضَرَبَ بِهِ الأَرضَ فَكَسَرَ مَنكِبَهُ وَعَضُدَيهِ، وَشَدَّ ابنا عَلِيٍّ عَلَيهِ: حُسَينٌ علیہ السلام وَمُحَمَّدٌ، فَضَرَباهُ بِأَسيافِهِما حَتّى بَرَدَ، فَكَأَنّي أَنظُرُ إِلى عَلِيٍّ علیہ السلام قائِمًا، وَإِلى شِبلَيهِ يَضرِبانِ الرَّجُلَ.

"تاریخ طبری میں زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ جب حضرت امام علی علیہ السلام میسرہ کی جانب بڑھے تو آپؑ کے ساتھ آپؑ کے بیٹے اور

صرف قبیلہ ربیعہ کے لوگ تھے۔ اُس وقت دشمن کی طرف سے تیر بارانی کا یہ حال تھا کہ آپؑ کی گردن اور کندھوں سے تیر گزر رہے تھے۔ آپؑ کے بیٹے اپنی اپنی جانیں بچا رہے تھے۔ آپؑ کو ان کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ آپؑ آگے بڑھ بڑھ کر شامیوں اور ربیعہ کے درمیان حائل ہو جاتے تھے۔ جو بھی شامی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا یا تو اُس کے سامنے سے اُس پر حملہ آور ہوتے یا اُس پر پس پشت حملہ کرتے۔ اتنے میں احمر کی امام علیہ السلام پر نگاہ پڑی۔ یہ شخص ابوسفیان یا حضرت عثمانؓ یا کسی اور اُموی کا غلام تھا۔ اُس نے آپ کو دیکھ کر کہا: ربِ کعبہ کی قسم! اگر میں اسے قتل نہ کروں تو خدا مجھے قتل کردے یا یہ مجھے قتل کردیں۔ امامؑ نے جب اس کی بڑھک سنی تو اس کی طرف بڑھے لیکن آپؑ کا غلام کیسان اُس کے سامنے پہلے ہی پہنچ گیا۔ دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ اس اُموی غلام نے کیسان کو قتل کردیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُسے للکارا اور بڑھ کر اس کی زرہ کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور اُسے اپنی جانب کھینچا۔ پھر اُسے اپنے سر سے اُوپر اُٹھایا۔

راوی کہتا ہے کہ میں اس کے پاؤں کو دیکھ رہا تھا جو امام علی علیہ السلام کی گردن پر لگ رہے تھے۔ پھر اُسے آپؑ نے زمین پر پٹخ دیا۔ اس کا کندھا اور بازو ٹوٹ گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت امام علی علیہ السلام کے صاحب زادے حسینؑ اور محمد حنفیہؒ نے اُس پر حملہ کردیا اور اپنی تلواروں سے اُسے واصلِ جہنم کردیا۔ حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اور یہ دونوں صاحب زادے اُسے ٹھوکریں مار رہے تھے۔ جب وہ ختم ہوگیا تو یہ دونوں اپنے باپؑ کے پاس پلٹ آئے"۔ (1)

(1) تاریخ طبری: ج۵، ص۱۹؛ الکامل فی التاریخ: ج۳، ص ۳۰۳؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج۵، ص۱۹۸

الأخبار الطوال عن زيد بن وهب في ذكر حرب صفين: فإني لأنظر إلى علي عليه السلام وهو يمر نحو ربيعة، ومعه بنوه: الحسن والحسين عليهما السلام ومحمد، وإن النبل ليمر بين أذنيه وعاتقه، وبنوه يقونه بأنفسهم.

فلما دنا علي عليه السلام من الميسرة وفيها الأشتر، وقد وقفوا في وجوه أهل الشام يجالدونهم، فناداه علي عليه السلام، وقال: ائت هؤلاء المنهزمين، فقل: أين فراركم من الموت الذي لم تعجزوه إلى الحياة التي لا تبقى لكم؟

"اخبار الطوال میں زید بن وہب سے روایت ہے، انھوں نے جنگ صفین کے حالات میں لکھا ہے کہ "میں جب بھی حضرت امام علی علیہ السلام کو دیکھتا، آپؑ ربیعہ اور اپنے تینوں بیٹوں حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ اور حضرت محمد بن حنفیہؒ کے ہمراہ ہوتے۔ تیر بارانی اُس وقت اِس طرح ہو رہی تھی کہ تیر آپؑ کے کانوں اور کندھوں کے قریب سے گزر رہے تھے اور آپؑ کے فرزند آپؑ کو مضبوط و محکم کر رہے تھے۔ اور جب علیؑ شیرِ خدا میسرہ کی طرف بڑھے تو آپؑ نے وہاں حضرت اشترؒ کو پایا اور آپؑ اہلِ شام کے سامنے جا کر رُکے، جو میدانِ جنگ میں تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُن کو للکارا اور فرمایا: "یہی لوگ شکست خوردہ ہیں، پس تم کہو: تم لوگ موت سے کہاں فرار کر رہے ہو جو تمھارے تعاقب میں ہے، جو تمھیں اس دنیا میں طولانی زندگی بخشنے والی نہیں ہے"۔ (اخبار الطوال: ص ۱۸۲؛ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۱۹)

الفتوح في ذكر قضايا حرب صفين: أرسل عبيد الله بن عمر بن الخطاب إلى الحسين بن علي عليه السلام: أن لي إليك حاجة، فالقني إذا شئت حتى أخبرك.

قَالَ: فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْحُسَيْنُ علیہ السلام حَتّٰى وَاقَفَهُ وَظَنَّ أَنَّهُ يُرِيدُ حَرْبَهُ.
فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنِّي لَمْ أَدْعُكَ إِلَى الْحَرْبِ، وَلٰكِنِ اسْمَعْ مِنِّي؛
فَإِنَّهَا نَصِيحَةٌ لَكَ. فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: قُلْ مَا تَشَاءُ. فَقَالَ:
إِعْلَمْ أَنَّ أَبَاكَ قَدْ وَتَرَ قُرَيْشًا، وَقَدْ بَغَضَهُ النَّاسُ وَذَكَرُوا أَنَّهُ
هُوَ الَّذِي قَتَلَ عُثْمَانَ. فَهَلْ لَكَ أَنْ تَخْلَعَهُ وَتُخَالِفَ عَلَيْهِ حَتّٰى
نُوَلِّيَكَ هٰذَا الْأَمْرَ؟

فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: كَلَّا وَاللهِ، لَا أَكْفُرُ بِاللهِ وَبِرَسُولِهِ وَبِوَصِيِّ
رَسُولِ اللهِ. إِخْسَ وَيْلَكَ مِنْ شَيْطَانٍ مَارِدٍ! فَلَقَدْ زَيَّنَ لَكَ
الشَّيْطَانُ سُوءَ عَمَلِكَ. فَخَدَعَكَ حَتّٰى أَخْرَجَكَ مِنْ دِينِكَ بِاتِّبَاعِ
الْقَاسِطِينَ وَنُصْرَةِ هٰذَا الْمَارِقِ مِنَ الدِّينِ، لَمْ يَزَلْ هُوَ وَأَبُوهُ
حَرْبَيْنِ وَعَدُوَّيْنِ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ. فَوَاللهِ مَا أَسْلَمَا،
وَلٰكِنَّهُمَا اسْتَسْلَمَا خَوْفًا وَطَمَعًا. فَأَنْتَ الْيَوْمَ تُقَاتِلُ غَيْرَ
مُتَنَعِّمٍ، ثُمَّ تَخْرُجُ إِلَى الْحَرْبِ مُتَخَلِّقًا لِتُرَائِيَ بِذٰلِكَ نِسَاءَ أَهْلِ
الشَّامِ، ارْبَعْ قَلِيلًا. فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يَقْتُلَكَ اللهُ سَرِيعًا.

قَالَ: فَضَحِكَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ:
إِنِّي أَرَدْتُ خَدِيعَةَ الْحُسَيْنِ وَقُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا، فَلَمْ أَطْمَعْ فِي
خَدِيعَتِهِ.

فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ لَا يُخْدَعُ وَهُوَ ابْنُ أَبِيهِ.

''الفتوح میں عبیداللہ بن عمر بن خطاب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے آپؑ سے ایک ضروری کام ہے۔ آپؑ مجھ سے ملاقات کریں، تاکہ میں آپؑ کو وہ کام بتاؤں جو آپؑ کے لیے ضروری ہے۔

راوی کہتا ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام اُس کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؑ نے دل میں یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ مجھے جنگ کی دعوت دینا چاہتا ہے۔ جب

اُس سے ملاقات ہوئی تو اُس نے کہا: میں نے آپؑ کو جنگ کے لیے نہیں بلایا ہے۔ آپؑ میری بات غور سے سنیں۔ آپؑ کے لیے ایک نصیحت ہے۔
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: بتاؤ تم کیا چاہتے ہو؟ اُس نے کہا: آپؑ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپؑ کے والد اور قریش کے درمیان کشیدگی پیدا ہو چکی ہے۔ وہ اُن سے بُغض رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی انھیں حضرت عثمانؓ کا قاتل سمجھتے ہیں۔ کیا اِن حالات کے پیشِ نظر آپ انھیں چھوڑ سکتے ہیں اور اُن کی مخالفت کر سکتے ہیں؟ اگر آپؑ ایسا کرنے پر تیار ہیں تو پھر ہم حکومت آپؑ کے حوالے کرتے ہیں؟
امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں اللہ رب العزت، اُس کے رسولؐ اور اُس کے رسولؐ کے وصی کا انکار نہیں کر سکتا۔ ابنِ عمر! اللہ کا خوف کرو۔ کیسی بات کر رہے ہو؟ اللہ کی قسم! مَیں اللہ اور اُس کے رسولؐ اور اُس کے رسولؐ کے وصی کا انکار نہیں کر سکتا۔ رسولؐ اللہ کے وصی کی مخالفت اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت ہے۔ دُور ہو جا مجھ سے، سرکش شیطان تجھ پر مسلط ہے اور شیطان نے تیری برائیاں مزین کر کے تیرے سامنے رکھی ہوئی ہیں۔ اُس نے تجھے دھوکہ دے رکھا ہے تو اس کے فریب میں آ چکا ہے۔ اِن قاسطین اور مارقین کی نصرت و اِتباع نے تجھے دین سے خارج کر رکھا ہے۔ وہ اور اس کا باپ ہمیشہ رسولؐ اللہ سے برسرِ پیکار رہے۔ اللہ، اُس کے رسولؐ اور اہلِ ایمان کی عداوت میں پیش پیش رہے۔ اللہ کی قسم! وہ اسلام نہیں لائے تھے بلکہ خوف اور لالچ کے پیشِ نظر اپنی ہار تسلیم کر لی تھی۔ آج تو بھی ہر قسم کی مذمت کو ایک طرف رکھ کر جنگ میں مصروف ہے۔ اِسی فریبی رنگ میں اپنے آپ کو رنگین کر کے میدان سے نکلو گے، تاکہ شام کی عورتیں تمھیں دیکھیں کہ فلاں میدانِ جنگ سے ابھی لوٹا ہے۔ میں اللہ کی بارگاہ میں پُراُمید ہوں کہ وہ جلد تجھے قتل کرے گا۔

راوی کہتا ہے: عبداللہ بن عمر ہنسنے لگا اور پھر معاویہ کی طرف واپس چلا گیا اور اُس سے کہا: میں حسینؑ ابن علیؑ کے پاس گیا تھا اور اُسے دھوکہ دینے کی کوشش کی لیکن وہ میرے فریب میں نہیں آئے۔ معاویہ نے کہا: حسینؑ ابن علیؑ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا وہ اپنے باپ کے عظیم فرزند ہیں''۔ ①

وقعة صفين. بَعدَ ذِكرِ كَلَامِ الإِمَامِ عَلِيٍّ وَالحَسَنِ عليهما السلام فِي استِنهَاضِ النَّاسِ لِلقِتَالِ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَذٰلِكَ قَبلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى القِتَالِ: ثُمَّ قَامَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام خَطِيبًا، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثنَى عَلَيهِ بِمَا هُوَ أَهلُهُ. ثُمَّ قَالَ: يَا أَهلَ الكُوفَةِ! أَنتُمُ الأَحِبَّةُ الكُرَمَاءُ، وَالشِّعَارُ دُونَ الدِّثَارِ، جِدُّوا فِي إِحيَاءِ مَا دَثَرَ بَينَكُم، وَإِسهَالِ مَا تَوَعَّرَ عَلَيكُم، وَأُلفَةِ مَا ذَاعَ مِنكُم. أَلَا إِنَّ الحَربَ شَرُّهَا ذَرِيعٌ، وَطَعمُهَا فَظِيعٌ، وَهِيَ جُرَعٌ مُتَحَسَّاةٌ. فَمَن أَخَذَ لَهَا أُهبَتَهَا، وَاستَعَدَّ لَهَا عُدَّتَهَا، وَلَم يَألَم كُلُومَهَا عِندَ حُلُولِهَا، فَذَاكَ صَاحِبُهَا، وَمَن عَاجَلَهَا قَبلَ أَوَانِ فُرصَتِهَا وَاستِبصَارِ سَعيِهِ فِيهَا، فَذَاكَ قَمِنٌ أَلَّا يَنفَعَ قَومَهُ، وَأَن يُهلِكَ نَفسَهُ. نَسأَلُ اللهَ بِعَونِهِ أَن يَدعَمَكُم بِأُلفَتِهِ.

ثُمَّ نَزَلَ. فَأَجَابَ عَلِيًّا عليه السلام إِلَى السَّيرِ وَالجِهَادِ جُلُّ النَّاسِ.

''وقعہ صفین میں ہے، جب حضرت علی علیہ السلام نے جنگ کے لیے لشکر جمع کیا تو خروج سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام نے خطاب فرمایا: آپؑ نے سب سے پہلے اللہ سبحانہ کی تحمید وتمجید بیان فرمائی اور پھر فرمایا: اے اہلِ کوفہ! تم بہترین، شریف دوست اور پسندیدہ خصائص وشمائل کے مالک ہو۔ تم لوگ خواص میں سے ہو عوام الناس میں سے نہیں ہو، وہ دینی اُمور

① الفتوح: ج ۳، ص ۳۹؛ وقعۃ صفین: ص ۲۹۷؛ بحار الانوار: ج ۳۲، ص ۴۸۰

جنھیں کہنہ اور بوسیدہ کردیا گیا ہے انھیں زندہ کرنے کی کوشش کریں۔ جن باتوں کو دشوار بنا دیا گیا ہے اُنھیں سہل بنانے کی کوشش کرو۔

جی ہاں! جنگ کے صدمات سریع اور سخت ہوتے ہیں۔ اُس کا طعم وذائقہ ناگوار ہوتا ہے۔ اس کے گھونٹ پے در پے اور گلوگیر ہیں۔ جس نے اس کے لیے اپنے آپ کو مہیا اور مستعد کیا تو اُس کے اسباب اور زخم اُس کے لیے دردآور نہیں ہوتے۔ یہ باتیں اور حقائق اس کے لیے ہیں جو جنگ جو ہے۔ اور جس نے فرصت کے لمحات سے قبل جنگ کے لیے جلدی کی تو اُس کی یہ کوشش خالی اَز بصیرت ہوگی۔ ایسی جنگ جلد بازی میں ہوگی، لیکن قوم کا اس میں فائدہ ہوگا اگرچہ اُس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہوگا۔ بارگاہِ خداوندی میں دُعا ہے کہ پروردگار! تمھیں فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آپؑ منبر سے اُترے تو حضرت امام علی علیہ السلام نے لشکر کو روانگی کا حکم دیا"۔ ①

أسد الغابة: رَوى أبو وَائِلٍ شَقِيقُ بنُ سَلَمَةَ، قَالَ: بَرَزَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليهما السلام فَنَادىٰ: هَل مِن مُبارِزٍ؟ فَأَقبَلَ رَجُلٌ مِن آلِ ذِي لَعوَةَ اسمُهُ الزِّبرِقَانُ بنُ أَسلَمَ وَكَانَ شَدِيدَ البَأسِ. فَقَالَ: وَيلَكَ! مَن أَنتَ؟ فَقَالَ: أَنَا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ. فَقَالَ لَهُ الزِّبرِقَانُ: إِنصَرِف يا بُنَيَّ، فَإِنِّي وَاللهِ لَقَد نَظَرتُ إِلىٰ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم مُقبِلًا مِن نَاحِيَةِ قُبَاءَ عَلىٰ نَاقَةٍ حَمرَاءَ وإِنَّكَ يَومَئِذٍ قُدَّامَهُ؛ فَمَا كُنتُ لِأَلقىٰ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِدَمِكَ. فَانصَرَفَ.

"اسد الغابہ میں ابووائل شقیق بن ابی سلمہ" سے روایت کی ہے کہ میدان

---

① وقعہ صفین: ص ۱۱۴؛ بحار الانوار: ج ۳۲، ص ۴۰۵؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۳، ص ۱۸۶

صفین میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے مبارزہ طلبی کی تو آپؑ کے مقابلے کے لیے آلِ ذی لعوہ میں سے ایک آدمی نکلا جس کا نام الزبرقان بن اسلم تھا۔ وہ فنونِ حرب وضرب میں مہارتِ تامہ رکھتا تھا۔ اُس نے آپ سے کہا: تم کون ہو؟ آپؑ نے فرمایا: میں حسینؑ ابنِ علیؑ ہوں۔ زبرقان نے آپؑ سے کہا: بیٹے واپس چلے جاؤ۔ اللہ کی قسم! مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ رنگ کی ناقہ پر سوار تھے اور آپؑ قبا کی طرف جارہے تھے اُس وقت تم اُن کے آگے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن رسولؐ اللہ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ آپؑ کا خون میرے نامۂ اعمال میں تحریر ہو۔ آپؑ واپس چلے جائیں۔ اُس کی بات سن کر آپؑ واپس چلے آئے"۔ (اسد الغابہ: ج ۲، ص ۳۰۳؛ الاصابہ: ج ۲، ص ۲۵۶)

الغيبة للنعماني عَن أبي بصير عَن أبي عبدالله (الصادق) عليه السلام: لَمَّا التَقى أميرُ المُؤمِنِينَ عليه السلام وَأهلُ البَصرَةِ نَشَرَ الرّايَةَ، رايَةَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم. فَزَلزَلَت أقدامُهُم، فَمَا اصفَرَّتِ الشَّمسُ حَتّى قالوا: آمِنّا يَابنَ أبي طالِبٍ. فَعِندَ ذٰلِكَ قالَ: لا تَقتُلُوا الأسرىٰ وَلا تُجهِزُوا الجَرحى، وَلا تَتبَعوا مُوَلِّيًا، وَمَن ألقىٰ سِلاحَهُ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَن أغلَقَ بابَهُ فَهُوَ آمِنٌ.
وَلَمّا كانَ يَومُ صِفّينَ سَألوهُ نَشرَ الرّايَةِ فَأَبىٰ عَلَيهِم، فَتَحَمَّلوا عَلَيهِ بِالحَسَنِ وَالحُسَينِ عليهما السلام وَعَمّارِ بنِ ياسِرٍ، فَقالَ لِلحَسَنِ: يابُنَيَّ، إنَّ لِلقَومِ مُدَّةً يَبلُغونَها، وَإنَّ هٰذِهِ رايَةٌ لا يَنشُرُها بَعدي إلّا القائِمُ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ.

"الغیبت النعمانی میں ہے، ابوبصیرؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: جس دن جنگ بصرہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

علَم بلند کیا گیا۔ دشمن کی فوج نے پسپائی اختیار کی۔ ابھی آفتاب زرد نہیں ہوا تھا کہ اُنھوں نے ہتھیار ڈال دیے اور اپنی شکست تسلیم کر لی۔ اُس وقت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: قیدیوں اور زخمیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے۔ جو ہتھیار ڈال دے اُسے امان ہے۔ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ بھی امان میں ہے۔

جب جنگِ صفّین میں آپؑ سے پوچھا گیا: کیا ہم رسولؐ اللہ کا علَم بلند کریں؟ آپؑ نے انکار کر دیا۔ آپؑ نے پرچم کی ذمہ داری حضرات حسنین شریفینؑ اور حضرت عمار بن یاسرؓ پر ڈال دی۔

امام علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اے بیٹے! قوم کے لیے ایک مدت مقرر ہے۔ وہ اُس تک ضرور پہنچیں گے۔ میرے بعد اس پرچم کو کوئی نشر نہیں کرے گا سوائے حضرت قائمؑ کے، وہ اپنے قیام کے دوران اِس پرچم کو بلند کریں گے"۔ ①

مناقب ابنِ شہر آشوب میں اسماعیل بن رجاء اور عمرو بن شعیب سے روایت ہے، ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا عبداللہ بن عمرو بن عاص سے گزر ہوا۔ عبداللہ نے کہا: جو شخص چاہتا ہے کہ اُس ہستی کو دیکھے جس کا تعلق زمین والوں سے ہے، لیکن وہ اہلِ آسمان کی محبوب ترین شخصیت ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اس گزرنے والے (حسینؑ ابنِ علیؑ) کو دیکھے۔ جنگِ صفّین کے بعد آج تک میں اُن سے کوئی بات نہیں کر سکا۔ ابوسعید خدری حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے۔ امام حسین علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: کیا تُو جانتا ہے کہ اہلِ آسمان، اہلِ زمین میں سے جس ہستی سے زیادہ محبت رکھتے ہیں وہ مَیں ہوں۔ جب یہ حدیث آپ سن چکے ہیں پھر جنگِ صفّین میں مجھ سے اور میرے والد بزرگوار سے کیوں جنگ کی تھی۔ اللہ کی قسم! میرے والد مجھ سے بہتر و برتر ہیں۔

---

① الغیبۃ النعمانی: ص ۳۰۷؛ بحار الانوار: ج ۳۲، ص ۲۱۰

ابوسعید خدری نے معذرت کی اور کہا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آپؑ کے والد بزرگوار کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کا فرمان بھی یہی ہے:

''اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک قرار دے جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی بات نہ ماننا''۔ (سورۂ لقمان: آیت ۱۵)

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا: اطاعت نیکی میں واجب ہے اور وہ اطاعت اطاعت ہی نہیں ہے جس میں مخلوق کی رضامندی ہو اور خالق کی نافرمانی ہو''۔ [1]

الأخبار الطوال في قَضِيَّةِ التَّحكيمِ: شَهِدَ عَلىٰ مَا فِي هٰذَا الكِتَابِ الحَسَنُ وَالحُسَينُ ابنَا عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہم السلام، وَعَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ، وَعَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرٍ ....

''الاخبار الطوال میں ہے، قضیۂ تحکیم میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے گواہ حضرات حسن وحسین علیہما السلام، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ ابن جعفر طیارؓ تھے''۔ [2]

جنگ نہروان میں شرکت

الاستیعاب: شَهِدَ عَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام الجَمَلَ وَصِفِّينَ وَالنَّهروَانَ، وشَهِدَ مَعَهُ الحَسَنُ وَالحُسَينُ علیہما السلام وَمُحَمَّدٌ بَنوهُ.... (الاستیعاب: ج ۳، ص ۷۰)

''الاستیعاب میں ہے، جمل، صفین، نہروان کی جنگوں میں حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے شاہد حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حسنین کریمین علیہما السلام،

---

① مناقب ابن شہرآشوب: ج ۴، ص ۷۳؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۲۹۷، المعجم الاوسط: ج ۴، ص ۱۸۱؛ اسد الغابہ: ج ۳، ص ۳۴۷

② اخبار الطوال: ص ۱۹۵؛ وقعۃ صفین: ص ۵۰۶

حضرت محمد حنفیہؓ اور امامؑ کے دوسرے فرزندان تھے“......

ذخائر العقبٰی عَن أَبِي عُمر : وَشَهِدَ عَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام الجَمَلَ وَصِفِّينَ وَالنَّهرَوانَ ، وَكَانَ مِمَّن شَهِدَ ذٰلِكَ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام : الحَسَنُ وَالحُسَينُ علیہما السلام وَمُحَمَّدٌ بَنوهُ ، وَعَقِيلٌ أَخُوهُ ، وَعُبَيدُ اللهِ وقُثَمُ ابنَا عَمِّهِ العَبَّاسِ ، وَعَبدُ اللهِ وَمُحَمَّدٌ وَعَونٌ بَنو جَعفَرٍ . (ذخائر العقبٰی: ص ۳۷۷)

”ذخائر العقبٰی میں ابوعمر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ گواہ تھے۔ آپؑ کے ساتھ دیگر جو گواہ تھے اُن کے اسماء یہ ہیں: حسنین کریمین علیہما السلام، حضرت محمد بن حنفیہؓ، آپؑ کے باقی فرزندان، آپؑ کے بھائی حضرت عقیلؓ، حضرت عباسؓ کے دونوں فرزندان عبیداللہ اور قثم، اور حضرت جعفر طیارؓ کے فرزندان عبداللہؓ، محمدؓ وعونؓ“۔

والدِ بزرگوار کی شہادت تک مسلسل غزوات میں شرکت

نهج البلاغة عَن نوف البكالي :خَطَبَنَا بِهٰذِهِ الخُطبَةِ أَمِيرُ المُؤمِنِينَ عَلِيٌّ علیہ السلام بِالكُوفَةِ وَهُوَ قَائِمٌ عَلىٰ حِجَارَةٍ ، نَصَبَهَا لَهُ جَعدَةُ بنُ هُبَيرَةَ المَخزومِيُّ ، وَعَلَيهِ مِدرَعَةٌ مِن صوفٍ وَحَمائِلُ سَيفِهِ لِيفٌ ، وَفِي رِجلَيهِ نَعلَانِ مِن لِيفٍ ، وَكَأَنَّ جَبِينَهُ ثَفِنَةُ بَعِيرٍ .... ثُمَّ نَادىٰ بِأَعلىٰ صَوتِهِ : الجِهادَ الجِهادَ عِبادَ اللهِ ! أَلَا وَإِنِّي مُعَسكِرٌ فِي يَومي هٰذَا ؛ فَمَن أَرَادَ الرَّوَاحَ إِلَى اللهِ فَليَخرُج .

وَعَقَدَ لِلحُسَينِ علیہ السلام فِي عَشَرَةِ آلافٍ ، وَلِقَيسِ بنِ سَعدٍ فِي عَشَرَةِ آلافٍ ، وَلِأَبِي أَيُّوبَ الأَنصارِيِّ فِي عَشَرَةِ آلافٍ ، وَلِغَيرِهِم عَلىٰ أَعدَادٍ أُخَرَ ، وَهُوَ يُرِيدُ الرَّجعَةَ إِلىٰ صِفِّينَ ، فَمَا دَارَتِ الجُمعَةُ حَتّىٰ ضَرَبَهُ المَلعونُ ابنُ مُلجَمٍ لَعَنَهُ اللهُ ! فَتَرَاجَعَتِ العَسَاكِرُ .

"نہج البلاغہ میں نوف بکالیؒ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا: امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے ہمارے سامنے کوفہ میں اس پتھر پر کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا جسے جعدہ① ابن ہُبیرہ مخزومی نے نصب کیا تھا۔ اُس وقت آپؑ کے جسمِ مبارک پر ایک اُونی جبہ تھا اور آپؑ کی تلوار کا غلاف لیف خرما کا تھا اور پیروں میں جوتے بھی کھجور کے پتوں کے تھے اور سجدوں کی وجہ سے پیشانیٔ مقدس یوں معلوم ہوتی تھی جیسے اُونٹ کے گھٹنے پر گھٹا ہوتا ہے۔

اُس کے بعد آپؑ نے بلند آواز سے پکار کر کہا: جہاد! جہاد! اے بندگانِ خدا! دیکھو میں آج ہی لشکر کو ترتیب دے رہا ہوں، جو اللہ کی طرف بڑھنا چاہے وہ نکل کھڑا ہو۔

نوفؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرتؑ نے دس ہزار کی سپاہ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور دس ہزار کی فوج پر قیس ابنِ سعدؒ کو امیر بنایا اور دس ہزار کے لشکر پر حضرت ابوایوب انصاریؒ کو امیر بنایا اور دوسرے لوگوں کو مختلف تعداد کی فوجوں پر سالار مقرر کیا اور آپ صفین کی طرف پلٹ کر جانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن ایک ہفتہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ ملعون ابنِ ملجم لعنۃ اللہ نے آپؑ کے سرِ اقدس پر ضرب لگائی جس سے یہ تمام لشکر پلٹ گئے"۔②

حضرت امام حسین علیہ السلام کی جنگوں میں حفاظت

نہج البلاغۃ عن الإمام علي علیہ السلام في بَعضِ أيّامِ صِفّينَ وَقَد رَأَى الحَسَنَ ابنَهُ علیہ السلام يَتَسَرَّعُ إلَى الحَربِ: إملِكوا عَنّي هٰذَا

---

① جعدہ بن ہُبیرہ حضرت علی علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں پیدا ہوئے لیکن شرفِ صحبت حاصل نہ کرسکے تھے۔ اعلیٰ پائے کے شجاع و فارس تھے۔ خراسان کے گورنر تھے۔ امام علیہ السلام کو ان سے محبت تھی۔ معاویہ کے دور میں آپ نے وفات پائی۔ (رجال کشی: ج۱، ص۲۸۱)

② نہج البلاغہ، خطبہ ۲۰۷؛ کشف الغمہ: ج۲، ص۲۳۷؛ بحارالانوار: ج۳۴، ص۵۶۲

الغُلَامَ لَا يَهُدَّنِي، فَإِنَّنِي أَنْفَسُ بِهٰذَيْنِ، يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ، عَلَى الْمَوْتِ لِئَلَّا يَنْقَطِعَ بِهِمَا نَسْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

"نہج البلاغہ میں ہے، صفین کے موقع پر جب حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو جنگ کی طرف تیزی سے لپکتے ہوئے دیکھا تو آپؑ نے فرمایا: میری طرف سے اِس جوان کو روک لو، کہیں اس کی موت مجھے خستہ و بے حال نہ کردے، کیونکہ میں اِن دونوں جوانوں (امام حسن و امام حسین علیہما السلام) کو موت کے منہ میں دینے سے بُخل کرتا ہوں کہ کہیں اُن کے مرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل قطع نہ ہوجائے"۔

وقعہ صفین میں عبداللہ بن ودیعہ انصاریؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب میں نے ایک قوم کے خلاف جنگ کا ارادہ کیا تو میں اِن دونوں جوانوں (امام حسن و امام حسین علیہما السلام) کو دیکھا کہ وہ دونوں جنگ میں پیش قدمی کررہے ہیں اور میں نے اِن دونوں جوانوں (محمد بن حنفیہؒ اور عبداللہ بن جعفرؓ) کو دیکھا کہ وہ مجھ سے اقدام طلب کررہے تھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ اگر یہ دونوں (حسنین شریفینؑ) جنگ میں مارے جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل قطع ہوجائے گی۔ اس لیے میں نے اُن کا میدانِ جنگ میں جانا پسند نہیں کیا۔ میں اُن کی موت سے خوف زدہ ہوا۔ یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ اگر میں اس جنگ میں پیش پیش نہ ہوتا تو یہ دونوں (محمد بن حنفیہؒ اور عبداللہ بن جعفرؓ) اقدامِ جنگ کی بات نہ کرتے۔ اللہ کی قسم! آج کے بعد میری میدانِ جنگ میں اِس قوم سے ملاقات ہوگی تو یہ دونوں شہزادے (حسنین شریفینؑ) میدانِ جنگ میں ہوں گے اور نہ گھر میں ہوں گے۔ (وقعۃ الصفین: ص ۵۲۹)

نثر الدر میں ہے، چند منافقین نے حضرت محمد بن حنفیہؒ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام آپؒ کو جنگ کی بھڑکتی آگ میں بار بار بھیج رہے ہیں اور حسنین شریفینؑ کو نہیں بھیجتے؟

حضرت محمد حنفیہؒ نے فرمایا:

لِأَنَّهُمَا عَيْنَاهُ، وَأَنَا يَمِيْنُهُ، فَهُوَ يَدْفَعُ بِيَمِيْنِهِ عَنْ عَيْنَيْهِ

"اس لیے کہ وہ دونوں آپؑ کی آنکھیں ہیں اور میں آپؑ کا دایاں ہاتھ ہوں۔ آپؑ اپنی آنکھوں کا دفاع اپنے دائیں ہاتھ سے کرتے ہیں"۔ ①

تہذیب الکمال میں زہری سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے محمد بن حنفیہؒ سے کہا: اس کی کیا وجہ ہے کہ آپؒ کے والد آپؒ کو بار بار میدانِ جنگ میں بھیج رہے ہیں اور حسنین کریمینؑ کو نہیں بھیجے؟

آپؒ نے جواب دیا: وہ ان کے رخسار ہیں اور میں اُن کا دایاں ہاتھ ہوں۔ آپؑ اپنے ہاتھ سے اپنے رخساروں کی حفاظت کرتے ہیں"۔ ②

ذوب النضار عن ابن عباس: لَمَّا كَانَ يَوْمٌ مِن أَيَّامِ صِفِّينَ دَعَا عَلِيٌّ عليه السلام ابنَهُ مُحَمَّدَ ابنَ الحَنَفِيَّةِ. فَقَالَ لَهُ: شُدَّ عَلَى المَيمَنَةِ. فَحَمَلَ مُحَمَّدٌ مَعَ أَصحَابِهِ. فَكَشَفَ مَيمَنَةَ عَسكَرِ مُعَاوِيَةَ. ثُمَّ رَجَعَ وَقَد جُرِحَ. فَقَالَ: العَطَشَ العَطَشَ! فَقَامَ إِلَيهِ أَبُوهُ عليه السلام فَسَقَاهُ جُرعَةً مِنَ المَاءِ. ثُمَّ صَبَّ المَاءَ بَينَ دِرعِهِ وَجِلدِهِ. فَرَأَيتُ عَلَقَ الدَّمِ يَخرُجُ مِن حَلَقِ الدِّرعِ.

ثُمَّ أَمهَلَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّ! شُدَّ عَلَى المَيسَرَةِ. فَحَمَلَ مَعَ أَصحَابِهِ عَلَى مَيسَرَةِ عَسكَرِ مُعَاوِيَةَ. فَكَشَفَهُم. ثُمَّ رَجَعَ وَبِهِ جِرَاحَةٌ وَهُوَ يَقُولُ: المَاءَ المَاءَ. فَقَامَ إِلَيهِ أَبُوهُ عليه السلام فَفَعَلَ بِهِ مِثلَ الأَوَّلِ. ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّ. شُدَّ عَلَى القَلبِ. فَشَدَّ عَلَيهِم فَكَشَفَهُم. ثُمَّ رَجَعَ وَقَد أَثقَلَتهُ الجِرَاحَاتُ وَهُوَ يَبكِي. فَقَامَ إِلَيهِ أَبُوهُ عليه السلام فَقَبَّلَ مَا بَينَ عَينَيهِ. وَقَالَ: سَرَرتَنِي فِدَاكَ أَبُوكَ! لَقَد سَرَرتَنِي. وَاللهِ. يَا بُنَيَّ بِجِهَادِكَ بَينَ يَدَيَّ. فَمَا

---

① نثر الدرر: ج ۱، ص ۳۰۶؛ ذوب النضار: ص ۵۵؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۳۷، بحار الانوار: ج ۴۲، ص ۹۹، شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۱، ص ۲۴۴

② تہذیب الکمال: ج ۲۵، ص ۱۵۲؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۴، ص ۱۱۷؛ تاریخ دمشق: ج ۵۴، ص ۳۳۳

يُبكيكَ؛ أفَرَحٌ أم جَزَعٌ؟

فَقَالَ: كَيفَ لَا أَبكِي وَقَد عَرَّضتَنِي لِلمَوتِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَسَلَّمَنِي اللهُ تَعالَى. وَكُلَّمَا رَجَعتُ إِلَيكَ لِتُمهِلَنِي عَنِ الحَربِ فَمَا أَمهَلتَنِي، وَهٰذَانِ أَخَوَايَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ مَا تَأمُرُهُمَا بِشَيءٍ.

فَقَبَّلَ علیہ السلام رَأسَهُ وَقَالَ: يَا بُنَيَّ، أَنتَ ابنِي، وَهٰذَانِ ابنَا رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَفَلَا أَصُونُهُمَا عَنِ القَتلِ؟

قَالَ: بَلَىٰ يَا أَبَتَاهُ، جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ وَفِدَاهُمَا!

"ذوب النضار میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جنگ صفین لڑی جا رہی تھی کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت محمد حنفیہؒ کو بلوایا اور اُن سے فرمایا: بیٹا! دشمن کے میمنہ پر حملہ کرو۔ جناب محمدؒ نے جوانوں کو اپنے ساتھ لیا اور میمنہ پر حملہ کر دیا اور لشکر کو اُلٹ کر رکھ دیا۔ آپؒ واپس آئے تو آپؒ کو سخت پیاس نے تنگ کر رکھا تھا۔ آپؒ نے پانی طلب کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اُنھیں پانی پلایا اور اُن کی زرہ اور جسم پر پانی ڈالا۔ اس وقت اُن کی زرہ کے حلقوں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپؒ نے تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ حکم دیا کہ دشمن کی فوج کے میسرہ پر حملہ کرو۔ حضرت محمدؒ اُٹھے اور اُنھوں نے دشمن کے میسرہ کو پسپا کر دیا۔ آپؒ واپس آئے تو آپؒ کا جسم زخمی تھا۔ آپؒ نے پانی طلب کیا۔ اُن کے والد اُٹھے اور انھیں پہلے کی طرح پانی پلایا اور فرمایا: اے بیٹے! اب قلب لشکر پر حملہ کرو۔

جناب محمد حنفیہؒ نے قلب لشکر پر حملہ کیا تو سپاہِ دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ آپؒ واپس آئے تو اُس وقت آپؒ کا جسم زخموں سے چور چور تھا۔ آپؒ کے والد بزرگوار اُٹھے اور آپؒ کی پیشانی پر بوسے دیئے اور فرمایا: تیرا باپ تجھ پر قربان، آج تم نے مجھے بہت خوش کیا ہے۔ اللہ کی قسم! اے بیٹے! حق جہاد اپنے والد کے سامنے ادا کیا ہے لیکن رو کیوں رہے

ہو؟ کیا یہ رونا خوشی کا ہے یا کوئی اور پریشانی ہے؟

جناب محمد بن حنفیہؒ نے عرض کیا: آپؑ نے مجھے تین مرتبہ موت کے حوالے کیا۔ اللہ سبحانہ نے مجھے سلامت رکھا۔ جب میں آپؑ کے حضور واپس آتا تھا تاکہ آپؑ مجھے مہلت بخشیں گے لیکن آپؑ نے اس دوران مجھے کوئی مہلت نہیں دی۔ یہ دونوں میرے برادر حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ آپؑ نے انھیں جنگ کی طرف نہیں بھیجا؟

حضرت امیر علیہ السلام نے اُن کے سر پر بوسے دیئے اور فرمایا: بیٹا! آپؒ میرے بیٹے ہیں اور یہ دونوں رسولؐ اللہ کے بیٹے ہیں۔ کیا میں انھیں قتل ہونے سے نہ بچاؤں؟

جناب محمدؒ نے عرض کیا: جی ہاں بابا جان! اللہ مجھے آپؑ کا اور ان دونوں کا فدیہ بنائے"۔ ①

حضرت علی علیہ السلام کی حسنین کریمینؑ کے لیے دُعا

شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد عن الإمام علي عليه السلام:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَعْدِيكَ عَلَى قُرَيْشٍ، فَإِنَّهُمْ أَضْمَرُوا لِرَسُولِكَ صلى الله عليه وآله وسلم ضُرُوبًا مِنَ الشَّرِّ وَالْغَدْرِ، فَعَجَزُوا عَنْهَا وَحُلْتَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهَا، فَكَانَتِ الْوَجْبَةُ بِي وَالدَّائِرَةُ عَلَيَّ.

اَللّٰهُمَّ احْفَظْ حَسَنًا وَحُسَيْنًا، وَلَا تُمَكِّنْ فَجَرَةَ قُرَيْشٍ مِنْهُمَا مَا دُمْتُ حَيًّا، فَإِذَا تَوَفَّيْتَنِي فَأَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ.

"شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید میں ہے، حضرت علی علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں حسنین شریفینؑ کے لیے دُعا مانگی: خدایا! میں ان کے لیے

---

① ذوب النضار: ص ۵۶؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۳۴۸

قریش کے خلاف استغاثہ بلند کرتا ہوں کہ تو اِن کی معاونت فرما۔ قریش نے تیرے رسولؐ کے خلاف ہر قسم کی جنگ کی آگ بھڑکائے رکھی۔ وہ اپنی شرارتوں اور فریبوں کے ساتھ تیرے رسولؐ کو محزون و مغموم کرتے رہے۔ آخرکار دشمنوں نے شکست کھائی تو اُن کے اور اپنے رسولؐ کے درمیان حائل رہا۔ آج وہی حالات میرے ہیں اور اُنھی احوال سے میں دوچار ہوں۔

خدایا! امام حسن و امام حسین علیہما السلام کی حفاظت فرما جب تک میں زندہ ہوں اِن دونوں میں سے کسی پر قریش کے فاجر کو مسلط نہ فرما۔ جب میں تیری بارگاہ میں آجاؤں پھر تو ہی اِن کا محافظ و نگران ہے، اِن کی حفاظت فرمانا، ہر چیز تیرے سامنے ہے"۔ (شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۲۰، ص ۲۸۹)

اپنے والد اور بھائی کے ہمراہ حد کا اجراء

الكافي عَن أحمد بن محمد بن خالد رفعه إلى أمير المؤمنين عليه السلام: أَتَاهُ رَجُلٌ بِالكُوفَةِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ إِنِّي زَنَيتُ فَطَهِّرنِي. قَالَ: مِمَّن أَنتَ؟ قَالَ: مِن مُزَينَةَ. قَالَ: أَتَقرَأُ مِنَ القُرآنِ شَيئًا؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: فَاقرَأ. فَقَرَأَ فَأَجَادَ. فَقَالَ: أَبِكَ جِنَّةٌ؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَاذهَب حَتَّى نَسأَلَ عَنكَ. فَذَهَبَ الرَّجُلُ.

ثُمَّ رَجَعَ إِلَيهِ بَعدُ. فَقَالَ: يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ، إِنِّي زَنَيتُ فَطَهِّرنِي. فَقَالَ: أَلَكَ زَوجَةٌ؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: فَمُقِيمَةٌ مَعَكَ فِي البَلَدِ؟ قَالَ: نَعَم. قَالَ: فَأَمَرَهُ أَمِيرُ المُؤمِنِينَ عليه السلام فَذَهَبَ. وَقَالَ: حَتَّى نَسأَلَ عَنكَ. فَبَعَثَ إِلَى قَومِهِ فَسَأَلَ عَن خَبَرِهِ. فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ، صَحِيحُ العَقلِ.

فَرَجَعَ إِلَيهِ الثَّالِثَةَ. فَقَالَ لَهُ مِثلَ مَقَالَتِهِ. فَقَالَ لَهُ: إِذهَب

حَتّٰى نَسأَلَ عَنكَ.

فَرَجَعَ إِلَيهِ الرّابِعَةَ، فَلَمّا أَقَرَّ، قالَ أَميرُ المُؤمِنينَ علیہ السلام لِقَنبَرٍ: إِحتَفِظ بِهِ، ثُمَّ غَضِبَ، ثُمَّ قالَ: ما أَقبَحَ بِالرَّجُلِ مِنكُم أَن يَأتِيَ بَعضَ هٰذِهِ الفَواحِشِ فَيَفضَحَ نَفسَهُ عَلىٰ رُؤوسِ المَلَأِ! أَفَلا تابَ في بَيتِهِ؛ فَوَاللهِ لَتَوبَتُهُ فيما بَينَهُ وَبَينَ اللهِ أَفضَلُ مِن إِقامَتي عَلَيهِ الحَدَّ.

ثُمَّ أَخرَجَهُ وَنادىٰ فِي النّاسِ: يا مَعشَرَ المُسلِمينَ اخرُجوا لِيُقامَ عَلىٰ هٰذَا الرَّجُلِ الحَدُّ، وَلا يَعرِفَنَّ أَحَدُكُم صاحِبَهُ، فَأَخرَجَهُ إِلَى الجَبّانِ فَقالَ: يا أَميرَ المُؤمِنينَ، أَنظِرني أُصَلّي رَكعَتَينِ، ثُمَّ وَضَعَهُ في حُفرَتِهِ وَاستَقبَلَ النّاسَ بِوَجهِهِ، فَقالَ: يا مَعاشِرَ المُسلِمينَ! إِنَّ هٰذا حَقٌّ مِن حُقوقِ اللهِ؛ فَمَن كانَ لِلّٰهِ في عُنُقِهِ حَقٌّ فَليَنصَرِف وَلا يُقيمُ حُدودَ اللهِ مَن في عُنُقِهِ لِلّٰهِ حَدٌّ، فَانصَرَفَ النّاسُ وَبَقِيَ هُوَ وَالحَسَنُ وَالحُسَينُ، فَأَخَذَ حَجَراً فَكَبَّرَ ثَلاثَ تَكبيراتٍ ثُمَّ رَماهُ بِثَلاثَةِ أَحجارٍ في كُلِّ حَجَرٍ ثَلاثَ تَكبيراتٍ، ثُمَّ رَماهُ الحَسَنُ علیہ السلام مِثلَ ما رَماهُ أَميرُ المُؤمِنينَ علیہ السلام، ثُمَّ رَماهُ الحُسَينُ علیہ السلام فَماتَ الرَّجُلُ، فَأَخرَجَهُ أَميرُ المُؤمِنينَ علیہ السلام فَأَمَرَ فَحُفِرَ لَهُ وَصَلّىٰ عَلَيهِ وَدَفَنَهُ، فَقيلَ: يا أَميرَ المُؤمِنينَ، أَلا تُغَسِّلُهُ؟

فَقالَ: قَدِ اغتَسَلَ بِما هُوَ طاهِرٌ إِلىٰ يَومِ القِيامَةِ، لَقَد صَبَرَ عَلىٰ أَمرٍ عَظيمٍ.

''الکافی میں احمد بن محمد بن خالد سے مرفوع روایت ہے، حضرت امام علی علیہ السلام کے پاس کوفہ سے ایک آدمی آیا اور اُس نے آپؑ کی سمت میں عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! میں نے زنا کیا ہے آپؑ مجھے پاک کریں۔ آپؑ نے فرمایا:

تم کون ہو؟ اُس نے کہا: میں مُزینہ قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: قرآن مجید سے کچھ یاد ہے؟ اُس نے کہا: جی ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: قرآن پڑھو۔ اُس آدمی نے قرآن خوب صورت قرأت میں پڑھا۔ آپؑ نے فرمایا: کیا تم دیوانے ہو؟ اُس نے کہا: نہیں، میں دیوانہ نہیں ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اب چلے جاؤ۔ دوبارہ آنا پھر ہم تجھ سے کچھ سوالات کریں گے۔ وہ آدمی چلا گیا۔ پھر جب واپس آیا تو اُس نے کہا: یا امیرالمومنینؑ! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کریں۔ آپؑ نے فرمایا: کیا تیری زوجہ ہے؟ اُس نے کہا: جی ہاں، زوجہ ہے۔ آپؑ نے پوچھا: کیا وہ تیرے ساتھ رہتی ہے؟ اُس نے کہا: جی ہاں، میرے ساتھ رہتی ہے۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا: اب تو چلا جا۔ وہ آدمی واپس اپنے گھر چلا گیا۔ امیرالمومنینؑ نے اُس کے علاقے میں اپنا آدمی بھیجا کہ اس آدمی کے بارے میں پوچھیں کہیں یہ دیوانہ تو نہیں ہے۔ جب لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنھوں نے کہا: آدمی پاگل دیوانہ نہیں ہے بلکہ صحیح العقل ہے۔

یہی آدمی تیسری مرتبہ آیا۔ اُس نے وہی کہا جو اُس نے پہلے کہا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: واپس چلا جا۔ وہ آدمی واپس چلا گیا۔ آخرکار جب وہ چوتھی مرتبہ آیا اور اُس نے وہی بیان کیا جو پہلے بیان کر چکا تھا تو امیرالمومنینؑ نے قنبرؓ سے فرمایا: اس آدمی کو اپنی نگرانی میں رکھو۔

آپؑ نے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے وہ آدمی کس قدر قبیح ہے کہ جو اپنی برائی کا اظہار کرتا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے رُسوا کرتا ہے۔ بخدا! اگر یہ آدمی اپنے اللہ سے معافی مانگتا اور اُس کے حضور توبہ کرتا تو اس کی یہ توبہ حد قائم کرنے سے بہتر تھی۔

پھر آپؑ نے اُس آدمی کو شہر سے باہر نکال دیا۔ لوگوں میں اعلان کرایا کہ

وہ باہر آئیں تاکہ اس آدمی پر حد جاری کی جائے۔ اُسے صحرا میں لایا گیا۔ اُس آدمی نے کہا: یاامیرالمومنینؑ! مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اُسے گڑھے میں کھڑا کیا گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ حد اللہ کے حقوق میں سے ایک حق ہے۔ جس کسی کی گردن پر اللہ کا حق ہے وہ واپس چلا جائے، کیونکہ ایسا آدمی کسی پر حد جاری نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد پھر کیا ہوا۔ تمام لوگ واپس چلے گئے۔ صرف آپؑ اور حسنین کریمینؑ باقی رہ گئے۔ آپؑ نے ایک پتھر اُٹھایا اور تین دفعہ تکبیر پڑھی پھر اُسے پتھر مارا۔ اس طرح آپؑ نے اُسے تین پتھر مارے اور ہر پتھر کے ساتھ تین دفعہ تکبیر بلند فرمائی۔ پھر حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُسے اس طرح پتھر مارے جس طرح حضرت علی علیہ السلام نے مارے تھے۔ آخر میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُسے پتھر مارے تو وہ آدمی موت سے دوچار ہوگیا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے اُسے گڑھے سے نکالا، اس پر نماز پڑھی اور پھر اُسے دفن کر دیا۔ کسی نے کہا: یاامیرالمومنینؑ! اِسے غسل کیوں نہیں دیا گیا؟ آپؑ نے فرمایا: یہ اب قیامت تک طاہر ہے، اِسے مزید غسل کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس نے امرِ عظیم پر صبر کیا ہے"۔[1]

حضرت علی علیہ السلام نے امام حسنؑ کو امام حسینؑ کے لیے وصیت فرمائی

الأمالي للمفيد عن الفجيع العقيلي عن الحسن بن علي بن أبي طالب عن أبيه علیہما السلام في وَصِيَّتِهِ لَهُ: وَأَمَّا أَخُوكَ الْحُسَيْنُ فَهُوَ ابنُ أُمِّكَ، وَلَا أَزِيدُ الوَصاةَ بِذٰلِكَ، وَاللهُ الْخَلِيفَةُ عَلَيْكُم، وَإِيَّاهُ أَسأَلُ أَنْ يُصلِحَكُم، وَأَنْ يَكُفَّ الطُّغاةَ البُغاةَ عَنكُم، وَالصَّبرَ الصَّبرَ حَتّى يَتَوَلَّى اللهُ الأَمرَ! وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ العَلِيِّ العَظِيمِ.

---

[1] الکافی: ج ۷، ص ۱۷۵؛ تہذیب الاحکام: ج ۱۰، ص ۹، من لا یحضرہ الفقیہ: ج ۴، ص ۳۲

''امالی مفید میں لجیع عقیلی سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے سنا، انھوں نے فرمایا: مجھے میرے والدِ بزرگوار نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

آپؑ کے برادر حسینؑ آپؑ کی والدہ کے فرزند ہیں۔ میں اِس سے زیادہ وصیت نہیں کرسکتا۔ اللہ ہی تمھارا نگہبان ہے۔ میرا اُس ذات سے یہ سوال ہے کہ وہ تمھاری ہمیشہ اصلاح کرے اور طاغی و باغی لوگوں سے تمھارا دفع کرے اور صبر، صبر ہے یہاں تک کہ اللہ معاملات کو خود نہ سنبھال لے۔ طاقت وقوت کا سرچشمہ جو بلند و برتر اور ارفع و اعلیٰ ہے''۔ ①

وصیت نامہ حضرت امام علیؑ بہ نام حسنین شریفینؑ

نهج البلاغة : مِن وَصِيَّةٍ لَهُ أيِ الإمَامِ عَلِيٍّ علیہ السلام لِلحَسَنِ وَالحُسَينِ علیہما السلام لَمَّا ضَرَبَهُ ابنُ مُلجَمٍ لَعَنَهُ اللهُ : أُوصِيكُمَا بِتَقوَى اللهِ وَألَّا تَبغِيَا الدُّنيَا وَإن بَغَتكُمَا . وَلَا تَأسَفا عَلَى شَيءٍ مِنهَا زُوِيَ عَنكُمَا . وَقولَا بِالحَقِّ . وَاعمَلا لِلأَجرِ . وَكونا لِلظَّالِمِ خَصمًا وَلِلمَظلومِ عَونًا.

أُوصِيكُمَا وَجَمِيعَ وُلدِي وَأَهلِي وَمَن بَلَغَهُ كِتَابِي . بِتَقوَى اللهِ وَنَظمِ أَمرِكُم. وَصَلَاحِ ذَاتِ بَينِكُم . فَإِنِّي سَمِعتُ جَدَّكُمَا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: صَلاحُ ذَاتِ البَينِ أَفضَلُ مِن عَامَّةِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ.

اَللهَ اَللهَ فِي الأَيتَامِ . فَلَا تُغِبُّوا أَفوَاهَهُم . وَلَا يَضِيعوا بِحَضرَتِكُم . وَاللهَ اللهَ فِي جِيرانِكُم . فَإِنَّهُم وَصِيَّةُ نَبِيِّكُم . مَا زَالَ يوصِي بِهِم حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُم .

---

① امالی مفید: ص ۲۲۵؛ امالی طوسی: ص ۸؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۱۹۳

وَاللهَ اللهَ فِي القُرآنِ. لَا يَسبِقُكُم بِالعَمَلِ بِهِ غَيرُكُم.

وَاللهَ اللهَ فِي الصَّلَاةِ. فَإِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُم.

وَاللهَ اللهَ فِي بَيتِ رَبِّكُم. لَا تُخلُوهُ مَا بَقِيتُم. فَإِنَّهُ إِن تُرِكَ لَم تُنَاظَرُوا. وَاللهَ اللهَ فِي الجِهَادِ بِأَموَالِكُم وَأَنفُسِكُم وَأَلسِنَتِكُم فِي سَبِيلِ اللهِ.

وَعَلَيكُم بِالتَّوَاصُلِ وَالتَّبَاذُلِ. وَإِيَّاكُم وَالتَّدَابُرَ وَالتَّقَاطُعَ.

لَا تَترُكُوا الأَمرَ بِالمَعرُوفِ وَالنَّهيَ عَنِ المُنكَرِ. فَيُوَلَّى عَلَيكُم شِرَارُكُم ثُمَّ تَدعُونَ فَلَا يُستَجَابُ لَكُم.

يَابَنِي عَبدِ المُطَّلِبِ. لَا أُلفِيَنَّكُم تَخُوضُونَ دِمَاءَ المُسلِمِينَ خَوضاً. تَقُولُونَ: قُتِلَ أَمِيرُ المُؤمِنِينَ! أَلَا لَا تَقتُلُنَّ بِي إِلَّا قَاتِلِي. انظُرُوا إِذَا أَنَا مِتُّ مِن ضَربَتِهِ هٰذِهِ. فَاضرِبُوهُ ضَربَةً بِضَربَةٍ. وَلَا تُمَثِّلُوا بِالرَّجُلِ. فَإِنِّي سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: إِيَّاكُم وَالمُثلَةَ وَلَو بِالكَلبِ العَقُورِ.

"نہج البلاغہ میں ہے، جب حضرت علی علیہ السلام کو ابن ملجم ضربت لگا چکا تو آپؑ نے امام حسن و امام حسین علیہما السلام سے فرمایا:

میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، دنیا کے خواہش مند نہ ہونا، اگرچہ وہ تمھارے پیچھے بھاگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے۔ جو کہنا حق کے لیے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لیے کرنا۔ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے ناصر و معاون بنے رہنا۔ میں تمھیں اپنی تمام اولاد، اپنے کنبہ اور جن جن تک میرا یہ نوشتہ پہنچے سب کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا، اپنے معاملات درست اور باہمی تعلقات سلجھائے رکھنا، کیونکہ میں نے تمھارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ باہمی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز و روزہ سے افضل ہے۔

دیکھو! یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اُن کے کام و دَہن کے لیے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمھاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہوجائیں۔ اپنے ہمسایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، اُن کے بارے میں تمھارے پیغمبرؐ نے برابر ہدایت کی ہے اور آپؐ اِس حد تک اُن کے لیے سفارش فرماتے رہے کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہونے لگا کہ آپؐ انھیں بھی ورثہ دلائیں گے۔

قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، کیونکہ وہ تمھارے دین کا ستون ہے۔ اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، اُسے اپنی زندگی میں خالی نہ چھوڑنا، اگر یہ خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر عذاب سے مہلت نہ پاؤ گے۔ جان، مال اور زبان سے راہِ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں اللہ کو نہ بھولنا اور تم پر لازم ہے کہ آپس میں میل ملاپ رکھنا اور ایک دوسرے کی اعانت کرنا۔

خبردار! ایک دوسرے کی طرف سے پیٹھ پھیرنے اور تعلقات توڑنے سے پرہیز کرنا، نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے سے کبھی ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ بدکردار لوگ تم پر مسلط ہوجائیں گے۔ پھر دُعا مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔

پھر ارشاد فرمایا: اے عبدالمطلبؑ کے بیٹو! ایسا نہ ہونے پائے کہ تم "امیرالمومنینؑ قتل ہوگئے، امیرالمومنینؑ قتل ہوگئے" کے نعرے لگاتے ہوئے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شروع کردو۔

دیکھو! میرے بدلے میں صرف میرا قاتل ہی قتل کیا جائے۔ دیکھو! جب میں اس ضرب سے شہید ہوجاؤں تو اُسے ایک ضرب کے بدلے میں ایک ہی ضرب لگانا اور اس شخص کے ہاتھ پیر نہ کاٹنا، کیونکہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار! کسی کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹو اگرچہ وہ کاٹنے

والا کتا ہی ہو"۔ ①

تاریخ الطبری فِي ذِكرِ خَبرِ مَقتَلِ الإمَامِ عَلِيٍّ علیہ السلام: دَعَا عَلِيٌّ علیہ السلام حَسَنًا وحُسَيْنًا علیہما السلام. فَقَالَ: أُوصِيكُمَا بِتَقوَى اللهِ. وَأَلَّا تَبغِيَا الدُّنيَا وَإِن بَغَتكُمَا. وَلَا تَبكِيَا عَلَى شَيءٍ زُوِيَ عَنكُمَا. وَقُولَا الحَقَّ. وَارحَمَا اليَتِيمَ. وَأَغِيثَا المَلهُوفَ. وَاصنَعَا لِلآخِرَةِ. وَكُونَا لِلظَّالِمِ خَصمًا وَلِلمَظلُومِ نَاصِرًا. وَاعمَلَا بِمَا فِي الكِتَابِ وَلَا تَأخُذكُمَا فِي اللهِ لَومَةُ لَائِمٍ.

ثُمَّ نَظَرَ إِلَى مُحَمَّدِ بنِ الحَنَفِيَّةِ. فَقَالَ: هَل حَفِظتَ مَا أَوصَيتُ بِهِ أَخَوَيكَ؟ قَالَ: نَعَم.

قَالَ: فَإِنِّي أُوصِيكَ بِمِثلِهِ. وَأُوصِيكَ بِتَوقِيرِ أَخَوَيكَ؛ لِعَظِيمِ حَقِّهِمَا عَلَيكَ. فَاتَّبِع أَمرَهُمَا. وَلَا تَقطَع أَمرًا دُونَهُمَا.

ثُمَّ قَالَ: أُوصِيكُمَا بِهِ؛ فَإِنَّهُ شَقِيقُكُمَا وَابنُ أَبِيكُمَا. وَقَد عَلِمتُمَا أَنَّ أَبَاكُمَا كَانَ يُحِبُّهُ.

"تاریخ طبری میں ہے، حضرت علی علیہ السلام نے حضرات حسن و حسین علیہما السلام کو بلوایا اور اُن سے فرمایا: میں تم دونوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تم دونوں دنیا کو ہرگز تلاش نہ کرنا اگرچہ وہ تمھارے پیچھے لگے اور جو شے تم سے دُور کر دی جائے اس پر آہ و بکا نہ کرنا، ہمیشہ حق بات کہنا، یتیموں پر رحم کرنا، پریشان حال کی معاونت کرنا، آخرت کی تیاری میں مصروف رہنا، ہمیشہ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے حامی رہنا اور کتاب اللہ کے احکامات پر عمل کرنا۔ اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرانا۔

① نہج البلاغہ، مکتوب ۴۷؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۵۲؛ بحارالانوار: ج ۴۲، ص ۲۵۶؛ المعجم الکبیر: ج ۱، ص ۱۰۱؛ جواہر المطالب: ج ۲، ص ۱۰۱

پھر محمد بن حنفیہؓ کی جانب دیکھ کر فرمایا: میں نے تیرے بھائیوں کو جو نصیحت کی ہے کیا تم نے اُسے سن کر محفوظ کر لیا ہے؟ محمد بن حنفیہؓ نے عرض کیا: جی ہاں! آپؑ نے محمد بن حنفیہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: میں تجھے وہی نصیحت کرتا ہوں جو آپؑ کے بھائیوں کو کی ہے۔ اُس کے علاوہ میں تجھے یہ وصیت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کی عزت و توقیر کرنا اور اُن دونوں کے اِس اہم حق کو ملحوظِ خاطر رکھنا جو حق اُن کی طرف سے تیرے ذمہ ہے۔ اُن دونوں کے حکم کی تعمیل کرنا اور اُن کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔
اِس کے بعد آپؑ نے حسنین کریمینؑ سے فرمایا: میں تمھیں بھی محمدؓ کے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمھارا بھائی اور تمھارے باپ کا بیٹا ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ تمھارا باپ اِس سے محبت کرتا ہے"۔[1]

حضرت علیؑ کی وصیت بنام حضرت امام حسینؑ

تحف العقول عَنِ الإمَامِ علی علیہ السلام فی وَصِیَّتِهٖ لِابنِهٖ الحُسَینِ علیہ السلام:
یَابُنَیَّ! أُوصِیكَ بِتَقوَی اللّٰهِ فِی الغِنیٰ وَالفَقرِ. وَكَلِمَةِ الحَقِّ فِی الرِّضَا وَالغَضَبِ. وَالقَصدِ فِی الغِنیٰ وَالفَقرِ. وَبِالعَدلِ عَلَی الصَّدِیقِ وَالعَدُوِّ. وَبِالعَمَلِ فِی النَّشَاطِ وَالكَسَلِ. وَالرِّضَا عَنِ اللّٰهِ فِی الشِّدَّةِ وَالرَّخَاءِ.
أَی بُنَیَّ! مَا شَرٌّ بَعدَهُ الجَنَّةُ بِشَرٍّ. وَلَا خَیرٌ بَعدَهُ النَّارُ بِخَیرٍ. وَكُلُّ نَعِیمٍ دُونَ الجَنَّةِ مَحقُورٌ. وَكُلُّ بَلَاءٍ دُونَ النَّارِ عَافِیَةٌ.
وَاعلَم. أَی بُنَیَّ. أَنَّهُ مَن أَبصَرَ عَیبَ نَفسِهٖ شَغَلَ عَن عَیبِ غَیرِهٖ. وَمَن تَعَرَّی مِن لِبَاسِ التَّقوَیٰ لَم یَستَتِر بِشَیءٍ مِنَ

---

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص ۱۴۷؛ مناقب خوارزمی: ص ۳۸۴؛ کشف الغمہ: ج۲، ص ۵۷؛ بحارالانوار: ج۴۲، ص ۲۴۵

اللِّبَاسِ ، وَمَن رَضِيَ بِقِسمِ اللهِ لَم يَحزَن عَلى مَا فَاتَهُ. وَمَن سَلَّ سَيفَ البَغيِ قُتِلَ بِهِ، وَمَن حَفَرَ بِئراً لِأَخيهِ وَقَعَ فِيهَا، وَمَن هَتَكَ حِجَابَ غَيرِهِ انكَشَفَت عَورَاتُ بَيتِهِ ، وَمَن نَسِيَ خَطِيئَتَهُ استَعظَمَ خَطِيئَةَ غَيرِهِ، وَمَن كَابَدَ الأُمُورَ عَطِبَ، وَمَنِ اقتَحَمَ الغَمَرَاتِ غَرِقَ، وَمَن أُعجِبَ بِرَأيِهِ ضَلَّ، وَمَنِ استَغنَى بِعَقلِهِ زَلَّ، وَمَن تَكَبَّرَ عَلَى النَّاسِ ذَلَّ، وَمَن خَالَطَ العُلَمَاءَ وُقِّرَ، وَمَن خَالَطَ الأَنذَالَ حُقِّرَ، وَمَن سَفِهَ عَلَى النَّاسِ شُتِمَ، وَمَن دَخَلَ مَدَاخِلَ السُّوءِ اتُّهِمَ، وَمَن مَزَحَ استُخِفَّ بِهِ، وَمَن أَكثَرَ مِن شَيءٍ عُرِفَ بِهِ، وَمَن كَثُرَ كَلَامُهُ كَثُرَ خَطَاؤُهُ، وَمَن كَثُرَ خَطَاؤُهُ قَلَّ حَيَاؤُهُ، وَمَن قَلَّ حَيَاؤُهُ قَلَّ وَرَعُهُ، وَمَن قَلَّ وَرَعُهُ مَاتَ قَلبُهُ، وَمَن مَاتَ قَلبُهُ دَخَلَ النَّارَ.

أَي بُنَيَّ! مَن نَظَرَ فِي عُيوبِ النَّاسِ وَرَضِيَ لِنَفسِهِ بِهَا فَذَاكَ الأَحمَقُ بِعَينِهِ، وَمَن تَفَكَّرَ اعتَبَرَ، وَمَنِ اعتَبَرَ اعتَزَلَ، وَمَنِ اعتَزَلَ سَلِمَ، وَمَن تَرَكَ الشَّهَوَاتِ كَانَ حُرّاً، وَمَن تَرَكَ الحَسَدَ كَانَت لَهُ المَحَبَّةُ عِندَ النَّاسِ.

أَي بُنَيَّ! عِزُّ المُؤمِنِ غِنَاهُ عَنِ النَّاسِ، وَالقَنَاعَةُ مَالٌ لَا يَنفَدُ، وَمَن أَكثَرَ ذِكرَ المَوتِ رَضِيَ مِنَ الدُّنيَا بِاليَسِيرِ، وَمَن عَلِمَ أَنَّ كَلَامَهُ مِن عَمَلِهِ قَلَّ كَلَامُهُ إِلَّا فِيمَا يَنفَعُهُ.

أَي بُنَيَّ! العَجَبُ مِمَّن يَخَافُ العِقَابَ فَلَم يَكُفَّ، وَرَجَا الثَّوَابَ فَلَم يَتُب وَيَعمَل.

أَي بُنَيَّ! الفِكرَةُ تُورِثُ نُوراً، وَالغَفلَةُ ظُلمَةٌ، وَالجَهَالَةُ ضَلَالَةٌ، وَالسَّعِيدُ مَن وُعِظَ بِغَيرِهِ، وَالأَدَبُ خَيرُ مِيرَاثٍ، وَحُسنُ الخُلُقِ خَيرُ قَرِينٍ، لَيسَ مَعَ قَطِيعَةِ الرَّحِمِ نَمَاءٌ، وَلَا مَعَ الفُجُورِ غِنًى.

أَیْ بُنَیَّ! العَافِیَةُ عَشَرَةُ أَجزاءٍ، تِسعَةٌ مِنهَا فِی الصَّمتِ إِلَّا بِذِکرِ اللّٰهِ، وَواحِدٌ فِی تَرکِ مُجَالَسَةِ السُّفَهَاءِ.

أَیْ بُنَیَّ! مَن تَزَیَّا بِمَعاصِی اللّٰهِ فِی المَجَالِسِ أَورَثَهُ اللّٰهُ ذُلًّا، وَمَن طَلَبَ العِلمَ عَلِمَ.

یا بُنَیَّ! رَأسُ العِلمِ الرِّفقُ وَآفَتُهُ الخُرقُ، وَمِن کُنُوزِ الإِیمَانِ الصَّبرُ عَلَی المَصَائِبِ، وَالعَفافُ زِینَةُ الفَقرِ، وَالشُّکرُ زِینَةُ الغِنیٰ، کَثرَةُ الزِّیارَةِ تُورِثُ المَلالَةَ. وَالطُّمَأْنِینَةُ قَبلَ الخُبرَةِ ضِدُّ الحَزمِ، وَإِعجابُ المَرءِ بِنَفسِهِ یَدُلُّ عَلیٰ ضَعفِ عَقلِهِ.

أَیْ بُنَیَّ! کَم نَظرَةٍ جَلَبَت حَسرَةً، وَکَم مِن کَلِمَةٍ سَلَبَت نِعمَةً.

أَیْ بُنَیَّ! لاشَرَفَ أَعلیٰ مِنَ الإِسلامِ، وَلا کَرَمَ أَعَزُّ مِنَ التَّقویٰ، وَلا مَعقِلَ أَحرَزُ مِنَ الوَرَعِ، وَلا شَفِیعَ أَنجَحُ مِنَ التَّوبَةِ، وَلا لِبَاسَ أَجمَلُ مِنَ العافِیَةِ، وَلا مَالَ أَذهَبُ بِالفَاقَةِ مِنَ الرِّضَا بِالقُوتِ، وَمَنِ اقتَصَرَ عَلیٰ بُلغَةِ الکَفافِ تَعَجَّلَ الرَّاحَةَ، وَتَبَوَّأَ خَفضَ الدَّعَةِ.

أَیْ بُنَیَّ! الحِرصُ مِفتَاحُ التَّعَبِ، وَمَطِیَّةُ النَّصَبِ، وَدَاعٍ إِلَی التَّقَحُّمِ فِی الذُّنوبِ، وَالشَّرَهُ جَامِعٌ لِمَسَاوِی العُیُوبِ. وَکَفَاکَ تَأدِیبًا لِنَفسِکَ مَا کَرِهتَهُ مِن غَیرِکَ، لِأَخِیکَ عَلَیکَ مِثلُ الَّذِی لَکَ عَلَیهِ، وَمَن تَوَرَّطَ فِی الأُمُورِ بِغَیرِ نَظَرٍ فِی العَواقِبِ فَقَد تَعَرَّضَ لِلنَّوائِبِ، التَّدبِیرُ قَبلَ العَمَلِ یُؤمِنُکَ النَّدَمَ، مَنِ استَقبَلَ وُجُوهَ الآرَاءِ عَرَفَ مَواقِعَ الخَطأِ، الصَّبرُ جُنَّةٌ مِنَ الفَاقَةِ، البُخلُ جِلبَابُ المَسکَنَةِ، الحِرصُ عَلامَةُ الفَقرِ، وَصُولٌ مُعدِمٌ خَیرٌ مِن جَافٍ مُکثِرٍ، لِکُلِّ شَیءٍ قُوتٌ، وَابنُ آدَمَ قُوتُ المَوتِ.

أَي بُنَيَّ، لَا تُؤيِس مُذنِباً. فَكَم مِن عَاكِفٍ عَلَى ذَنبِهِ خُتِمَ لَهُ بِخَيرٍ، وَكَم مِن مُقبِلٍ عَلَى عَمَلِهِ مُفسِدٌ فِي آخِرِ عُمُرِهِ صَائِرٌ إِلَى النَّارِ، نَعوذُ بِاللهِ مِنهَا.

أَي بُنَيَّ! كَم مِن عَاصٍ نَجا، وَكَم مِن عَامِلٍ هَوَى. مَن تَحَرَّى الصِّدقَ خَفَّت عَلَيهِ المُؤَنُ. فِي خِلَافِ النَّفسِ رُشدُهَا. السَّاعَاتُ تَنتَقِصُ الأَعمارَ، وَيلٌ لِلبَاغِينَ مِن أَحكَمِ الحَاكِمِينَ وَعَالِمِ ضَمِيرِ المُضمِرِينَ.

يَا بُنَيَّ! بِئسَ الزَّادُ إِلَى المَعَادِ العُدوَانُ عَلَى العِبَادِ. فِي كُلِّ جُرعَةٍ شَرَقٌ، وَفِي كُلِّ أُكلَةٍ غَصَصٌ. لَن تُنَالَ نِعمَةٌ إِلَّا بِفِرَاقِ أُخرَى. مَا أَقرَبَ الرَّاحَةَ مِنَ النَّصَبِ، وَالبُؤسَ مِنَ النَّعِيمِ، وَالمَوتَ مِنَ الحَيَاةِ، وَالسَّقَمَ مِنَ الصِّحَّةِ. فَطُوبَى لِمَن أَخلَصَ لِلّهِ عَمَلَهُ، وَعِلمَهُ وَحُبَّهُ وَبُغضَهُ، وَأَخذَهُ وَتَركَهُ، وَكَلَامَهُ وَصَمتَهُ، وَفِعلَهُ وَقَولَهُ. وَبَخٍ بَخٍ لِعَالِمٍ عَمِلَ فَجَدَّ، وَخَافَ البَيَاتَ، فَأَعَدَّ وَاستَعَدَّ، إِن سُئِلَ نَصَحَ، وَإِن تُرِكَ صَمَتَ، كَلَامُهُ صَوَابٌ وَسُكوتُهُ مِن غَيرِ عِيٍّ جَوَابٌ. وَالوَيلُ لِمَن بُلِيَ بِحِرمَانٍ وَخِذلَانٍ وَعِصيَانٍ، فَاستَحسَنَ لِنَفسِهِ مَا يَكرَهُهُ مِن غَيرِهِ، وَأَزرَى عَلَى النَّاسِ بِمِثلِ مَا يَأتِي.

وَاعلَم أَي بُنَيَّ! أَنَّهُ مَن لَانَت كَلِمَتُهُ وَجَبَت مَحَبَّتُهُ. وَفَّقَكَ اللهُ لِرُشدِكَ، وَجَعَلَكَ مِن أَهلِ طَاعَتِهِ بِقُدرَتِهِ، إِنَّهُ جَوَادٌ كَرِيمٌ.

"تحف العقول میں ہے، حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کو یوں وصیت فرمائی: اے میرے بیٹے! میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر حال میں اللہ رب العزت کا خوف رہے، چاہے تونگری و فراوانی کا دور ہو یا فقر و افلاس کا، ہمیشہ حق کا ساتھ دینا چاہے دوست ہو یا دشمن، مال ومتاع

کی فراوانی ہو یا غریب و ناداری، میانہ روی اختیار کرنا۔ دوست اور دشمن کے درمیان جب فیصلہ کرنا تو عدل و انصاف کے نظام کو قائم کرنا۔ دورِ نشاط ہو یا کسل مندی، معاملاتِ حیات کو برقرار رکھنا۔ مصائب و آلام کی اندھیریاں چل رہی ہوں یا بادِ نسیم کے جنت نظیر جھونکے اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا اور اس کی رضا و خوشنودی کی چاہت رکھنا۔

اے فرزندِ عزیز! وہ شر نہیں ہے کہ جس کے بعد جنت کا حصول ہو اور وہ خیر نہیں ہے کہ جس کے بعد جہنم ہو۔ کائنات کی ہر نعمت جنت کے مقابلے میں حقیر ہے۔ جہنم کی آگ کے مقابلے میں ہر آزمائش عافیت ہے۔

بیٹے! جان لیجیے کہ جس کی اپنے عیبوں پر نگاہ رہی اُس سے دوسروں کے عیب پوشیدہ ہو گئے۔ جس کے جسم پر تقویٰ کا لباس نہیں ہے دنیا کے خوبصورت اور قیمتی لباس اس کی حقیقت کو نہیں چھپا سکتے۔ جو اللہ کی تقسیم پر راضی ہے اُسے مکافات کا کوئی غم نہیں رہتا۔ جس نے طغیان و بغاوت کی شمشیر اُٹھائی وہ اُسی تلوار سے قتل کر دیا گیا۔ جس کسی نے اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودا وہ خود اُسی میں گرا۔ جس نے دوسروں کی پردہ داری کی اُس کی اپنی پردہ دری ہوئی جس کے سامنے اپنی خطا نہیں تو اُس نے دوسرے کی خطا کو بڑا سمجھا۔ جس نے معاملاتِ زندگی میں شدت سے کام لیا وہ ہلاک ہوا۔ جس نے خطرات مول لیے وہ ہلاک ہوا۔ جس نے اپنی رائے کو ہی سب کچھ سمجھا وہ گمراہ ہوا۔ جس نے اپنے آپ کو عقلِ کُل خیال کیا وہ سیدھا راستہ کھو بیٹھا۔ جس نے تکبر کیا وہ ذلیل و رُسوا ہوا۔ جو آدمی علماء کے ساتھ بیٹھا وہ صاحب توقیر ہوا۔ جو گھٹیا اور کمینے لوگوں کی صحبت میں رہا وہ حقیر و بے توقیر ہوا۔ جس نے ظلم و بربریت اختیار کی اُس نے گالیاں کھائیں جو برائی کے مقامات میں داخل ہوا وہ متہم ہوا۔ جس نے مزاح و استہزا سے ہر وقت کام رکھا وہ اپنا احترام کھو بیٹھا۔ جو آدمی جس حال میں

کثرت سے رہا وہی حال اُس کی تعریف و تعارف ہے۔ جو باتونی بنا اُس سے خطائیں زیادہ ہوئیں۔ جس کی خطائیں کثیر ہوئیں وہ شرم وحیا سے دُور ہوا۔ جو حیا سے دُور ہوا اس کی پرہیزگاری مجروح ہوئی۔ جس کی پرہیزگاری مجروح ہوئی اس کا قلب موت سے دوچار ہوگیا۔ جس کا دل موت کے منہ میں چلا گیا وہ جہنم میں داخل ہوگیا۔

اے بیٹے! جس نے لوگوں کے عیب تلاش کیے اور اپنے عیوب کو بھول گیا وہ احمق ہے۔ جس نے غور وفکر کیا اُس نے نصیحت حاصل کی اور جس نے نصیحت حاصل کی وہ اِن ناپسندیدہ اُمور سے محفوظ ہوگیا۔ جو اِن سے محفوظ ہوگیا وہ سلامتی کے قلعے میں داخل ہوگیا۔ جس نے شہوات کو ترک کر دیا اُس نے حُریت و آزادی اپنالی۔ جس نے حسد کو ترک کیا تو وہ لوگوں کا محبوبِ نظر بن گیا۔

اے میرے فرزندِ عزیز! مومن کی عزت لوگوں سے بے نیازی میں ہے۔ قناعت ایسا سرمایہ ہے جسے فنا نہیں۔ جس نے موت کو کثرت کے ساتھ یاد رکھا وہ دُنیا کے معمولی حصّے پر راضی ہوگیا۔ جسے اس سربستہ راز کا علم ہوگیا کہ کلام کا وزن عمل کے ساتھ ہے تو وہ صرف نفع مند بات کرتا ہے، فضولیات سے بچتا ہے۔ بیٹے! وہ آدمی قابلِ تعجب ہے جو سزا کا خوف رکھتا ہے لیکن معصیت کاری سے رُکتا نہیں ہے، وہ ثواب کی اُمید رکھتا ہے لیکن توبہ کرتا ہے اور نہ اچھے عمل کرتا ہے۔

میرے بیٹے! غور وفکر کی کاوشیں زندگی کی راہوں کو منور کر دیتی ہیں۔ غفلت سے حیاتِ انسانی تیرہ و تار ہو جاتی ہے۔ جہالت اَبدی ضلالت ہے، سعادت مند وہ ہے جو اپنے غیر سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔ بہترین اور خوب صورت ترین میراث ادب ہے۔ اَخلاقِ حسنہ افضل ترین یار اور قرین ہے۔ قطع رحمی کی موجودگی میں اِنقطاع و ویرانی ہے۔ فجور سراپا

فقر و افلاس اور احتیاج ہے۔

میرے پیارے بیٹے! عافیت دس اجزاء پر مشتمل ہے۔ ذکر اللہ کے علاوہ اُس کے نو اجزاء خاموشی میں ہیں اور اس کا ایک جز احمقوں کی صحبت و مجالست کے ترک کرنے میں ہے۔ جس نے مجالس میں اپنے آپ کو اللہ کی معصیت کے لباس میں ملبوس کر کے پیش کیا اللہ اُسے ذلت و رُسوائی سے دوچار کر دیتا ہے۔ جس نے طلب علم میں کوشش و کاوش کی وہ صاحب علم ہوا۔

اے میرے پیارے فرزند! علم کی اساس اور اس کا سرمایہ نرمی اور رفاقت ہے اور اس کی آفت حماقت ہے۔ مصائب و آلام پر صبر ایمان کے خزینوں میں سے ہے۔ عفت و تعفیف فقراء کی زینت ہے۔ غنا و ثروت میں شکر زینت ہے ؎ قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا۔

امتحان سے قبل کامیابی پر اطمینان دُور اندیشی کی ضد ہے۔ خود پسندی ضعفِ عقل کی دلیل ہے۔ جانِ من! کتنی اُمیدیں ہیں کہ جنھیں حسرت کی آگ میں سُلگنا پڑتا ہے۔ کتنے کلمات ہیں جو نعمات کی مسلوبیت کا سبب بنتے ہیں۔

جانِ پدر! اسلام سے اعلیٰ اور اَرفع کوئی شرف نہیں ہے۔ تقویٰ سے زیادہ کرامت و شرافت نہیں ہے۔ پرہیزگاری سے بڑھ کر کوئی مضبوط و محفوظ قلعہ نہیں ہے۔ توبہ سے بڑھ کر کوئی شفیع و شفاعت نہیں ہے۔ عافیت سے بڑھ کر کوئی خوب صورت لباس نہیں ہے۔ جس نے تھوڑی کو بہت سمجھا وہ دامنِ راحت و استراحت سے ہم کنار ہو گیا اور آسودگی حاصل کر لی۔

اے بیٹے! حرص تعب و مشقت کی مفتاح ہے اور تھکاوٹ کی سواری ہے اور معصیت کی دلدل میں اچانک چھلانگ ہے۔ اس کی برائی تمام عیوب کو برابر کی صورت میں جمع کرنے والی ہے۔ جو تُو اَوروں کے لیے پسند نہیں کرتا وہ تیرے نفس کی تادیب کے لیے کافی ہے۔ تیرے بھائی کا تجھ

پر وہی حق ہے جو تیرا حق اُس پر ہے۔ جس نے اپنے اُمور کا آغاز انجام پر نظر کیے بغیر کیا وہ مصائب ونوائب میں جا پڑا۔ کام سے پہلے تدبر ندامت سے امان ہے۔ جس نے مختلف آرا پر غور کیا تو اُسے خطاؤں کے مقامات کا علم ہو گیا۔ صبر، فقر و فاقہ کا ستر ہے۔ بُخل مسکنت کا کُرتا ہے۔ حرص فقر کی علامت ہے۔ جو فقیر آدمی لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے وہ بداخلاق کثیر العطاء سے بہتر ہے۔ ہر چیز کی غذا ہے اور ابن آدمؑ کی غذا موت ہے۔

اے فرزند عزیز! ایک گناہ گار خطا کار سے مایوس نہ ہونا، کتنے خطار لوگ ہیں کہ جن کا خاتمہ خیر پر ہوا اور کتنے نیک اور صالح لوگ ہیں جو اپنی آخری عمر میں فاسد عمل سے دوچار ہو جاتے ہیں اور جہنم کی آگ کا ایندھن بنتے ہیں۔ اس سے ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

بیٹے! کتنے معصیت کار ہیں جو نجات پا گئے اور کتنے عامل ہیں جو ہلاک ہو گئے۔ جس نے صداقت کی جستجو کی تو اس پر رزق و روزی کے مسائل آسان ہو گئے۔ نفس کی مخالفت میں اس کی ہدایت کا سامان ہے۔ یہ گھڑیاں گھٹنے زندگیوں کو کم کرتے ہیں۔ احکم الحاکمین اور پوشیدہ باتوں کے عالم کے خلاف جو علَمِ بغاوت بلند کرتا ہے اس کے لیے تباہی و بربادی ہے۔

اے میرے فرزند ارجمند! قیامت کا بدترین زادِ راہ وہ ہے جو بندوں پر مظالم ڈھا کر تیار کیا گیا ہو۔ ہر گھونٹ میں اُچھو ہے۔ جب تم ایک نعمت کو پاتے ہو تو دوسری ہاتھ سے چلی جائے گی۔ راحت و استراحت، تعب و تھکاوٹ کے کس قدر قریب ہے۔ تنگ دستی و زبوں حالی نعمتوں سے کتنی قریب ہے؟ اور موت زندگی سے اور بیماری صحت کے کس قدر قریب ہے۔

خوش قسمت ہے وہ جو اپنے علم، حُب، بُغض، کسی چیز کو ہاتھ میں لینے اور ہاتھ سے دینے، کلام کرنے، خاموشی اختیار کرنے، افعال و اقوال میں اللہ کے لیے خالص اور مخلص ہے۔

قابلِ تبریک ہے وہ عالم جس نے اپنے علم پر عمل کیا اور اُس کے ابلاغ کی کوشش کی۔ خائف رہا اُس نے اعادہ کیا اور اپنے آپ کو مستعد رکھا۔ جب اس سے کوئی بات پوچھی گئی تو اُس نے نصیحت کی۔ جب اس کی محفل ترک کی گئی تو وہ خاموش ہو گیا تو ایسے عالم کا کلام اُس کے لیے صحیح ہے اور اس کا سکوت بغیر کسی تھکاوٹ کے جواب ہے۔ افسوس ہے اُس پر جس کی آزمائش حرمان، خذلان اور عصیان سے ہوئی۔ پس اُس نے اس چیز کو اپنے نفس کے لیے بہتر خیال کیا جو دوسروں کے لیے اچھا نہ سمجھا۔ لوگوں پر وہی تنقید کی جس کے وہ اہل تھے۔

اے بیٹے! جان لو کہ جس کی زبان میں شیرینی اور نرمی ہے وہ محبوبِ خلائق ہے۔ اللہ سبحانہٗ تجھے رُشد و حکمت کے لیے موفق فرمائے اور تجھے اپنی قدرت سے اپنے اطاعت گزار بندوں میں بنائے، کیوں کہ وہ جواد اور کریم ہے"۔[1]

حضرت علی علیہ السلام کی حسنین شریفینؑ کو وصیت

الخرائج والجرائح عَن أَبي الجارود عَن أَبي جعفر الباقر علیہ السلام:

جَمَعَ أميرُ المُؤمِنينَ علیہ السلام بَنيهِ، وَهُمُ اثنا عَشَرَ ذَكَراً. فَقالَ لَهُم: إنَّ اللهَ أَحَبَّ أَن يَجعَلَ فِيَّ سُنَّةً مِن يَعقوبَ، إذ جَمَعَ بَنيهِ، وَهُمُ اثنا عَشَرَ ذَكَراً. فَقالَ لَهُم: إنّي أوصي إلى يوسُفَ، فَاسمَعوا لَهُ وَأَطيعوا. وَأَنا أوصي إلَى الحَسَنِ وَالحُسَينِ، فَاسمَعوا لَهُما وَأَطيعوا.

"الخرائج والجرائح میں ہے، ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے تمام بیٹوں کو اپنے

---

[1] تحف العقول: ص ۸۸؛ بحار الانوار: ج ۷۷، ص ۳۶؛ نزہۃ الناظر: ص ۶۱

پاس جمع کیا، اُن کی تعداد بارہ تھی۔ آپؑ نے اُن سے فرمایا: اللہ سبحانہ نے میرے لیے حضرت یعقوب علیہ السلام کی سنت کو پسند کیا ہے۔ اُنھوں نے اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا اُن کی تعداد بارہ تھی۔ اُنھوں نے اُن سے کہا: میں تم سب کو یوسفؑ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ اس کی بات غور سے سنو اور اطاعت کرو اور میں تم سب کو (امام) حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ ان دونوں کی بات غور سے سنتا اور ان کی اطاعت کرنا"۔ ①

كتاب من لا يحضره الفقيه عَن سَالِم عَن أَبِي عَبدِاللهِ [الصَّادق] عليه السلام: أَوصَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِلىٰ عَلِيٍّ عليه السلام وَحدَهُ، وَأَوصَى عَلِيٌّ عليه السلام إِلَى الحَسَنِ وَالحُسَينِ عليهما السلام جَمِيعًا.

"کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے، سالم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کی اور حضرت امام علی علیہ السلام نے حضرات حسنؑ و حسینؑ دونوں کو وصیت کی تھی"۔ ②

الصراط المستقيم عَنِ الأَصبغ بن نباتة: إِنَّ عَلِيًّا لَمَّا ضَرَبَهُ المَلعُونُ ابنُ مُلجِمٍ. لَعَنَهُ اللهُ. دَعَا بِالحَسَنَينِ عليهما السلام. فَقَالَ: إِنِّي مَقبُوضٌ فِي لَيلَتِي هٰذِهِ فَاسمَعَا قَولِي، وَأَنتَ يَا حَسَنُ وَصِيِّي وَالقَائِمُ بِالأَمرِ مِن بَعدِي، وَأَنتَ يَا حُسَينُ شَرِيكُهُ فِي الوَصِيَّةِ فَأَنصِت مَا نَطَقَ، وَكُن لِأَمرِهِ تَابِعًا مَا بَقِيَ. فَإِذَا خَرَجَ مِنَ الدُّنيَا فَأَنتَ النَّاطِقُ بَعدَهُ، وَالقَائِمُ بِالأَمرِ عَنهُ.

"الصراط المستقیم میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے، جب حضرت امام

① الخرائج والجرائح: ج ۱، ص ۱۸۳؛ بحار الانوار: ج ۴۲، ص ۸۷

② کتاب من لا یحضرہ الفقیہ: ج ۴، ص ۸۷؛ علل الشرائع: ص ۳۸۶؛ اقبال: ج ۲، ص ۵۶؛ بحار الانوار: ج ۹۷، ص ۱۲۳

علی علیہ السلام کو ابنِ ملجم ملعون نے ضرب لگائی تو آپؑ نے حسنین شریفینؑ کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا: آج رات میری شہادت ہو جائے گی۔ میری بات غور سے سنیں۔ اے حسنؑ! آپؑ میرے بعد میرے وصی اور قائم بالامر ہیں۔ اے حسینؑ! آپؑ اس وصیت میں شریکِ کار ہیں۔ جب تک وہ موجود ہیں آپؑ خاموش رہنا اور اُن کی اطاعت کرنا۔ جب وہ اس دنیا سے رحلت کر جائیں تو اُن کے بعد آپؑ ولی امر ہیں"۔ (الصراط المستقیم: ج ۲، ص ۱۶۰)

نهج البلاغة عن الإمامِ عليٍّ عليه السلام من وَصِيَّةٍ لَهُ عليه السلام بما يُعمَلُ في أموالِهِ، كَتَبَها بَعدَ مُنصَرَفِهِ من صِفِّينَ: هٰذا ما أمَرَ بِهِ عَبدُ اللهِ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ أميرُ المُؤمِنينَ في مالِهِ، ابتِغاءَ وَجهِ اللهِ لِيُولِجَهُ بِهِ الجَنَّةَ، وَيُعطِيَهُ بِهِ الأَمَنَةَ. مِنها: فَإِنَّهُ يَقومُ بِذٰلِكَ الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ، يَأكُلُ مِنهُ بِالمَعروفِ وَيُنفِقُ مِنهُ بِالمَعروفِ، فَإِن حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَحُسَينٌ حَيٌّ، قامَ بِالأَمرِ بَعدَهُ، وَأَصدَرَهُ مَصدَرَهُ.

وَإِنَّ لابنَي فاطِمَةَ مِن صَدَقَةِ عَلِيٍّ مِثلَ الَّذي لِبَني عَلِيٍّ، وَإِنّي إِنَّما جَعَلتُ القِيامَ بِذٰلِكَ إِلَى ابنَي فاطِمَةَ ابتِغاءَ وَجهِ اللهِ، وَقُربَةً إِلى رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، وَتَكريماً لِحُرمَتِهِ، وَتَشريفاً لِوُصلَتِهِ.

"نہج البلاغہ میں ہے، آنحضرتؑ کی وصیت اس امر کے متعلق کہ آپؑ کے اموال میں کیا عمل درآمد ہوگا۔ اس وصیت کو آپؑ نے صفین سے پلٹنے کے بعد تحریر فرمایا تھا: یہ وہ وصیت ہے جو خدا کے بندے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ نے اپنے اموال (اوقاف) کے بارے میں حکم دیا ہے۔ محض اللہ کی رضا کے لیے تاکہ وہ اس کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائے۔ اس وصیت کا ایک حصہ یہ ہے کہ

حسنؑ ابن علیؑ اس کے متولی ہوں گے۔ جو اس مال سے مناسب طریقہ سے روزی لیں گے اور اُمورِ خیر میں صرف کریں گے۔ اگر حسنؑ کو کچھ ہوجائے اور حسینؑ زندہ ہوں، تو وہ اُن کے بعد اُسے سنبھالیں گے اور انھی کی راہ پر چلیں گے۔ علیؑ کے اوقاف میں جتنا حصّہ فرزندانِ علیؑ کا ہے اتنا ہی اولادِ سیّدہ فاطمہؑ کا ہے۔ بے شک میں نے صرف اللہ کی رضامندی، رسولؐ کے تقرب، ان کی عزت وحرمت کے اعزاز اور اُن کی قرابت کے احترام کے پیشِ نظر اس کی تولیت سیّدہ فاطمہؑ کے دونوں فرزندوں سے مخصوص کی ہے"۔ (نہج البلاغہ: مکتوب ۲۴، بحار الانوار: ج ۴۲، ص ۲۵۴)

حسنین شریفینؑ اور فطرہ کی ادائیگی

دعائم الإسلام: رُوِّينَا عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا، أَنَّهُمَا كَانَا يُؤَدِّيَانِ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ عَلِيٍّ حَتَّى مَاتَا. وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يُؤَدِّيهَا عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ حَتَّى مَاتَ. وَكَانَ أَبُو جَعْفَرٍ يُؤَدِّيهَا عَنْ عَلِيٍّ عليه السلام حَتَّى مَاتَ. قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: وَأَنَا أُؤَدِّيهَا عَنْ أَبِي. وَهٰذَا مِنَ التَّطَوُّعِ بِالصَّدَقَةِ عَنِ الْمَوْتَىٰ.

"دعائم الاسلام میں ہے، ہمیں حسنین شریفینؑ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ دونوں برادر اپنی زندگی تک اپنے والد بزرگوار کی طرف سے فطرہ ادا کرتے رہے۔ حضرت امام سجاد علیہ السلام اپنے والد گرامی کا فطرہ اپنی زندگی تک ادا کرتے رہے۔ اسی طرح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنی زندگی میں اپنے والد کی طرف سے فطرہ ادا کرتے رہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنے والد بزرگوار کا فطرہ ادا کر رہا ہوں۔ مرحومین کی طرف یہ صدقہ بہترین مستحب عمل ہے"۔ [1]

[1] دعائم الاسلام: ج ۱، ص ۲۶۷؛ بحار الانوار: ج ۹۶، ص ۱۱۰

فصل پنجم

حضرت امام حسینؑ اپنے والدِ بزرگوار کی شہادت سے اپنے قیام تک

امام زمانہؑ کی تعظیم

الکافی عَن أبی الجارود عَن أبی جعفر [الباقر] علیہ السلام: اِنَّ الحُسَینَ کانَ اِذَا حَضَرَ الحَسَنُ علیہ السلام لم یَنطِق فی ذٰلِکَ المَجلِسِ حَتّٰی یَقومَ.

"الکافی میں ہے، ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، جب کسی مجلس میں حضرت امام حسن علیہ السلام تشریف لاتے تو اس مجلس میں حضرت امام حسین علیہ السلام خاموش رہتے۔ اُن کی موجودگی میں کوئی بات نہ کرتے"۔(الکافی: ج۱،ص ۲۹۱)

المناقب لابن شہر آشوب عَن البَاقِر علیہ السلام: مَا تَکَلَّمَ الحُسَینُ علیہ السلام بَینَ یَدَيِ الحَسَنِ علیہ السلام إعظاماً لَهُ. وَلَا تَکَلَّمَ مُحَمَّدُ بنُ الحَنَفِیَّةِ بَینَ یَدَيِ الحُسَینِ علیہ السلام إعظاماً لَهُ.

"المناقب ابن شہرآشوب میں ہے، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسن علیہ السلام کی موجودگی میں حضرت امام حسین علیہ السلام آپؑ کی عظمت کے پیشِ نظر کوئی بات نہ کرتے۔ اسی طرح حضرت محمد بن حنفیہؒ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اکرام کے پیشِ نظر اُن کی موجودگی میں خاموش رہتے"۔ ①

① مناقب ابن شہرآشوب: ج ۳،ص ۴۰۱؛ بحارالانوار: ج ۴۳،ص ۳۱۹

مشكاة الأنوار عن أبي عبدالله (الصادق) علیہ السلام: مَا مَشَى الحُسَيْنُ علیہ السلام بَيْنَ يَدَيِ الحَسَنِ علیہ السلام قَطُّ. وَلَا بَدَرَهُ بِمَنْطِقٍ إِذَا اجْتَمَعَا تَعْظِيماً لَهُ.

"مشکوٰۃ الانوار میں ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے آگے قطعاً نہیں چلتے تھے۔ جب کسی مقام پر اکٹھے ہوتے تو کلام کرنے میں آپؑ سے پہل نہ کرتے"۔ (مشکوٰۃ الانوار: ص ۲۹۵)

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن أبي سعيد: رَأَيْتُ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ علیہما السلام صَلَّيَا مَعَ الإِمَامِ العَصْرَ، ثُمَّ أَتَيَا الحَجَرَ فَاسْتَلَمَاهُ. ثُمَّ طَافَا أُسبوعًا وَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ النَّاسُ: هٰذَانِ ابنا بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَحَطَمَهُمَا النَّاسُ حَتَّى لَم يَسْتَطِيعَا أَنْ يَمْضِيَا وَمَعَهُم رَجُلٌ مِنَ الرُّكَانَاتِ. فَأَخَذَ الحُسَيْنُ علیہ السلام بِيَدِ الرُّكَانِيِّ وَرَدَّ النَّاسَ عَنِ الحَسَنِ علیہ السلام، وَكَانَ يُجِلُّهُ.

"الطبقات الکبریٰ میں ابوسعید سے روایت ہے، میں نے اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے باجماعت نماز ادا کی۔ پھر دونوں حجرِ اسود کے قریب آئے اور اس کا استیلام کیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نمازِ طواف ادا کی۔ جب لوگوں کی ان پر نگاہ پڑی تو سبھی اُن کی طرف لپکے۔ لوگوں کا اس قدر اُن پر ہجوم ہو گیا کہ دونوں شہزادے پھنس کر رہ گئے۔ اُنھوں نے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی لیکن نہ نکل سکے۔ ان لوگوں میں سے ایک آدمی رُکانی تھا[1]۔ حضرت امام

[1] رکانی: رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف مطلبی کی اولاد کو رکانی کہا جاتا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کشتی لڑا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے دو دفعہ پچھاڑ دیا تھا۔

حسین علیہ السلام نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے اکرام کے پیچ لوگوں کو ایک طرف کیا اور انھیں لوگوں کے اژدحام سے باہر لے آئے"۔ ①

مقتل الحسین علیہ السلام للخوارزمی: خَرَجَ الحَسَنُ علیہ السلام إلی سَفَرٍ فَأَضَلَّ طَرِيقَهُ لَيلًا. فَمَرَّ بِراعی غَنَمٍ فَنَزَلَ عِندَهُ فَأَلطَفَهُ وَبَاتَ عِندَهُ. فَلَمَّا أَصبَحَ دَلَّهُ عَلَى الطَّرِيقِ. فَقَالَ لَهُ الحَسَنُ علیہ السلام: إِنِّي مَاضٍ إِلَى ضَيعَتِي ثُمَّ أَعودُ إِلَى المَدِينَةِ، وَوَقَّتَ لَهُ وَقتاً وَقَالَ لَهُ: تَأتِينِي بِهِ.

فَلَمَّا جَاءَ الوَقتُ شُغِلَ الحَسَنُ علیہ السلام بِشَيءٍ مِن أُمورِهِ عَن قُدُومِ المَدِينَةِ، فَجَاءَ الرَّاعِي وَكَانَ عَبداً لِرَجُلٍ مِن أَهلِ المَدِينَةِ، فَصَارَ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام وَهُوَ يَظُنُّهُ الحَسَنَ علیہ السلام. فَقَالَ: أَنَا العَبدُ الَّذِي بِتَّ عِندِي لَيلَةَ كَذَا، وَوَعَدتَنِي أَن أَصِيرَ إِلَيكَ فِي هٰذَا الوَقتِ. وَأَرَاهُ عَلَامَاتٍ عَرَفَ الحُسَينُ علیہ السلام أَنَّهُ الحَسَنُ علیہ السلام.

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام لَهُ: لِمَن أَنتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: لِفُلَانٍ. فَقَالَ: كَم غَنَمُكَ؟ قَالَ: ثَلَاثُمِئَةٍ. فَأَرسَلَ إِلَى الرَّجُلِ فَرَغَّبَهُ حَتَّى بَاعَهُ الغَنَمَ وَالعَبدَ، فَأَعتَقَهُ وَوَهَبَ لَهُ الغَنَمَ مُكَافَأَةً لِمَا صَنَعَ مَعَ أَخِيهِ. وَقَالَ: إِنَّ الَّذِي بَاتَ عِندَكَ أَخِي، وَقَد كَافَأتُكَ بِفِعلِكَ مَعَهُ.

"مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام سفر پر تھے کہ رات کی وجہ سے آپؑ راستہ بھول گئے۔ آپؑ کا گزر ایک چرواہے سے ہوا جو بھیڑ بکریوں کا ریوڑ لیے ہوئے تھا۔ آپؑ نے اُس کے پاس

① الطبقات الکبری: ج۱، ص۴۰۵؛ تاریخ دمشق: ج۱۳، ص۲۳۹

ڈیرے ڈال دیے۔ رات وہیں بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو اُس آدمی نے آپؑ کو راستہ بتایا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُس سے فرمایا: میں نے اِدھر کچھ کام کرنا ہے۔ پھر میں فلاں دن مدینہ چلا جاؤں گا۔ آپؑ نے اُسے کہا کہ وہ فلاں دن اُن کے پاس آجائے، تاکہ اُس کی مدد کی جائے۔ وہی چرواہا وقتِ مقرر پر مدینہ پہنچ گیا۔ لیکن ابھی تک حضرت امام حسن علیہ السلام مدینہ تشریف نہ لائے تھے۔ ①

اُس کی ملاقات حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوئی۔ اُس نے آپؑ کو حضرت امام حسن علیہ السلام خیال کیا۔ اُس نے آپؑ کی خدمت میں کہا کہ میں وہی غلام ہوں جس کے ہاں آپؑ نے فلاں رات بسر کی تھی۔ آپؑ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں اِس دن آپؑ کے پاس آجاؤں۔ اب میں حسبِ وعدہ آپؑ کے پاس آگیا ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس سے کہا: تو کس کا غلام ہے؟ اُس نے کہا: میں فلاں کا غلام ہوں۔ آپؑ نے پوچھا: تیری بھیڑ بکریاں کتنی ہیں؟ اُس نے کہا: تین سو۔ آپؑ نے ایک آدمی اس غلام کے آقا کی طرف بھیجا، تاکہ وہ اُسے اِس غلام اور ریوڑ کی فروخت پر آمادہ کرے۔ غلام کے مالک نے وہی غلام اور بھیڑ بکریوں کا ریوڑ آپؑ کو فروخت کر دیا۔ آپؑ نے اس کی رقم ادا کر دی۔ پھر آپؑ نے اُس غلام کو آزاد کر دیا اور وہ ریوڑ اُسے بخش دیا، تاکہ اُن کے برادر کی اُس خدمت کا عوض ہو جائے جو اُس نے اپنے گھر میں سرانجام دی تھی۔

آپؑ نے اُس سے فرمایا: جس ہستی نے رات تیرے ہاں بسر کی تھی

① حضرت امام حسن علیہ السلام معصوم امام ہیں۔ معصوم سے وعدہ خلافی نہیں ہوتی۔ مقررہ وقت پر مدینہ نہیں پہنچے تھے۔ یہ راوی کا ذاتی استنباط ہے ورنہ ... عمل کرتے ہیں۔

میرے بڑے بھائی ہیں۔ تم نے اُن کی خدمت کی تھی یہ اُس کا عوض ہے اور میں اُن کا چھوٹا بھائی ہوں"۔ (مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۵۳)

صلح امام حسنؑ میں آپؑ کی تصدیق

الأخبار الطوال عن علي بن محمد بن بشير الهمداني: خَرَجتُ أنَا وَسُفيَانُ بنُ لَيلىٰ حَتّىٰ قَدِمنَا عَلَى الحَسَنِ عليه السلام المَدينَةَ، فَدَخَلنَا عَلَيهِ وعِندَهُ المُسَيَّبُ بنُ نَجَبَةَ وعَبدُ اللهِ بنُ الوَدّاكِ التَّميمِيُّ وَسَرَاجُ بنُ مَالِكٍ الخَثعَمِيُّ. فَقُلتُ: السَّلَامُ عَلَيكَ يَامُذِلَّ المُؤمِنينَ!

قَالَ: وعَلَيكَ السَّلَامُ، اجلِس، لَستُ مُذِلَّ المُؤمِنينَ، وَلٰكِنّي مُعِزُّهُم، مَا أرَدتُ بِمُصَالَحَتي مُعَاوِيَةَ إلّا أن أدفَعَ عَنكُمُ القَتلَ؛ عِندَمَا رَأيتُ مِن تَباطُؤِ أصحَابي عَنِ الحَربِ وَنُكولِهِم عَنِ القِتَالِ، وَوَاللهِ لَئِن سِرنَا إلَيهِ بِالجِبَالِ وَالشَّجَرِ مَا كَانَ بُدٌّ مِن إفضَاءِ هٰذَا الأمرِ إلَيهِ.

قَالَ: ثُمَّ خَرَجنَا مِن عِندِهِ، وَدَخَلنَا عَلَى الحُسَينِ عليه السلام، فَأَخبَرنَاهُ بِمَا رَدَّ عَلَينَا. فَقَالَ: صَدَقَ أبُو مُحَمَّدٍ، فَلْيَكُن كُلُّ رَجُلٍ مِنكُم حِلساً مِن أحلَاسِ بَيتِهِ مَا دَامَ هٰذَا الإنسَانُ [أي مُعَاوِيَةُ] حَيّاً.

"اخبار الطوال میں علی بن محمد بن بشیر ہمدانی سے روایت ہے، میں اور ابوسفیان بن لیلیٰ اپنے گھر سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں پہنچے تو وہاں اُس وقت آپؑ کے ہاں مسیب بن نجبہ، عبداللہ بن وداک تمیمی اور سراج بن مالک خثعمی موجود تھے۔

میں نے آپؑ سے کہا: اے مومنین کو ذلیل کرنے والے! میرا سلام۔

آپؑ نے فرمایا: علیک السلام! بیٹھیں۔ میں مومنین کو ذلیل کرنے والا نہیں ہوں۔ میں مومنین کو عزت دینے والا ہوں۔ میں نے حاکمِ شام سے صلح صرف اس لیے کی ہے کہ تم لوگوں کو قتل ہونے سے بچاؤں، کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ میرے اصحاب جنگ سے پہلوتہی کر رہے ہیں۔ اس لیے میں نے اُس سے صلح کی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر ہم اس کی طرف جس طاقت و قوت کے ساتھ بھی جاتے یہی کچھ ہوتا جو اَب ہوا ہے۔

علی بن محمد کہتے ہیں: ہم وہاں سے اُٹھ کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے حضور پہنچے اور اُن سے تبادلۂ احوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا: حضرت ابومحمدؑ نے صحیح فرمایا ہے۔ اب تم میں سے ہر آدمی اپنے اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔ جب تک یہ آدمی موت سے دوچار نہیں ہو جاتا، ہم خاموش ہیں"۔ [1]

اخبار الطوال کی دوسری حدیث کا مضمون اِسی مذکورہ حدیث سے ملتا جلتا ہے۔ (اخبار الطوال: ص ۲۲۲)

الامامت والسیاست میں ہے، جب حضرت علی علیہ السلام کو شہید کیا گیا تو لوگ حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس بیعت کرنے کے لیے آئے۔ جب اُنھوں نے آپؑ کی بیعت کر لی تو آپؑ نے اُن سے کہا: تم لوگوں نے میری بیعت اس لیے کی ہے کہ تم میرے حکم کی تعمیل کرو گے۔ جس سے میں جنگ کروں گا تم اُس سے جنگ کرو گے، جس سے میں صلح کروں گا تم اُس سے صلح کرو گے۔

جب اُنھوں نے آپؑ کی یہ بات سنی تو ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر یہی لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا: ہاتھ بڑھائیے، ہم آپؑ کی وہی بیعت کرتے ہیں جو بیعت آپؑ کے والدِ بزرگوار سے کی تھی تاکہ ہم اہلِ شام کے گمراہ ٹولے سے جنگ کریں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: معاذ اللہ! جب تک حضرت امام حسن علیہ السلام کا دورِ

---

[1] اخبار الطوال: ص ۲۲۰؛ الامامت والسیاست: ج ۱، ص ۱۸۷

امامت جاری ہے میں کسی سے بیعت نہیں لے سکتا۔ (الامامت والسیاست: ج۱، ص ۱۸۳)

الأخبار الطوال: دَخَلَ (حُجرُ بنُ عَدِيٍّ) عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام مَعَ عُبَيدَةَ بنِ عَمرٍو. فَقَالَا: أبَا عَبدِ اللهِ، شَرَيتُمُ الذُّلَّ بِالعِزِّ، وَقَبِلتُمُ القَلِيلَ وتَرَكتُمُ الكَثِيرَ. أَطِعنَا اليَومَ وَاعصِنَا الدَّهرَ، دَعِ الحَسَنَ علیہ السلام وَمَا رَأَى مِن هٰذَا الصُّلحِ، وَاجمَع إِلَيكَ شِيعَتَكَ مِن أهلِ الكُوفَةِ وَغَيرِهَا، وَ وَلِّنِي وَصَاحِبِي هٰذِهِ المُقَدِّمَةَ، فَلَا يُشعِرُ ابنُ هِندٍ إِلَّا وَنَحنُ نُقَارِعُهُ بِالسُّيُوفِ.

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: إِنَّا قَد بَايَعنَا وَعَاهَدنَا وَلَا سَبِيلَ لِنَقضِ بَيعَتِنَا.

''الاخبار الطوال میں ہے، حجر بن عدیؓ عبیدہ بن عمروؓ کے ہمراہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن دونوں نے کہا کہ تم نے عزت کے بدلے ذلت خریدی ہے۔ کثرتِ حقوق کے مقابلے میں غارِ حقوق قبول کیے۔ ہم نے ایک جُز کی اطاعت کی اور کُل کی معصیت کی۔ امام حسن علیہ السلام کے فیصلوں کو ایک طرف رکھیے۔ کوفی اور دوسرے لوگوں کو اپنے پاس جمع کریں، حکومتی اُمور کو اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ ہم دونوں کو مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کریں۔ حاکمِ شام کو بھی خبر نہ ہوگی کہ تم اچانک تلواریں مارتے ہوئے نظر آئیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہم نے صلح کرلی ہے۔ اب اس معاہدے کو توڑا نہیں جاسکتا''۔ (اخبار الطوال: ص ۲۲۰)

أنساب الأشراف: لَمَّا بَايَعَ الحَسَنُ علیہ السلام مُعَاوِيَةَ ومَضَى، تَلَاقَتِ الشِّيعَةُ بِإِظهَارِ الحَسرَةِ وَالنَّدَمِ عَلَى تَركِ القِتَالِ وَالإِذعَانِ بِالبَيعَةِ. فَخَرَجَت إِلَيهِ جَمَاعَةٌ مِنهُم فَخَطَّؤُوهُ فِي الصُّلحِ، وَعَرَضُوا لَهُ بِنَقضِ ذٰلِكَ. فَأَبَاهُ وأَجَابَهُم بِخِلَافِ مَا

أَرَادُوهُ عَلَيْهِ.

ثُمَّ إِنَّهُمْ أَتَوُا الْحُسَيْنَ عليه السلام فَعَرَضُوا عَلَيْهِ مَا قَالُوا لِلْحَسَنِ عليه السلام، وَأَخْبَرُوهُ بِمَا رَدَّ عَلَيْهِمْ. فَقَالَ: قَدْ كَانَ صُلْحٌ وَكَانَتْ بَيْعَةٌ كُنْتُ لَهَا كَارِهًا. فَانْتَظِرُوا مَا دَامَ هٰذَا الرَّجُلُ [مُعَاوِيَةَ] حَيًّا، فَإِنْ يَهْلِكْ نَظَرْنَا وَنَظَرْتُمْ.

فَانْصَرَفُوا عَنْهُ. فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ وَإِلَى الشِّيعَةِ مِنْ هَلَاكِ مُعَاوِيَةَ. وَهُمْ يَأْخُذُونَ أَعْطِيَتَهُمْ وَيَغْزُونَ مَغَازِيَهُمْ.

قَالُوا: وَشَخَصَ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْهَمْدَانِيُّ وَسُفْيَانُ بْنُ لَيْلَى الْهَمْدَانِيُّ إِلَى الْحَسَنِ عليه السلام، وَعِنْدَهُ الشِّيعَةُ الَّذِينَ قَدِمُوا عَلَيْهِ أَوَّلًا. فَقَالَ لَهُ سُفْيَانُ، كَمَا قَالَ لَهُ بِالْعِرَاقِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ لِلّٰهِ أَبُوكَ! وَاللّٰهِ لَوْ سِرْنَا إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالْجِبَالِ وَالشَّجَرِ مَا كَانَ إِلَّا الَّذِي قُضِيَ.

ثُمَّ أَتَيَا الْحُسَيْنَ عليه السلام فَقَالَ: لِيَكُنْ كُلُّ امْرِءٍ مِنْكُمْ حِلْسًا مِنْ أَحْلَاسِ بَيْتِهِ مَا دَامَ هٰذَا الرَّجُلُ [مُعَاوِيَةُ] حَيًّا. فَإِنْ يَهْلِكْ وَأَنْتُمْ أَحْيَاءٌ رَجَوْنَا أَنْ يَخِيرَ اللّٰهُ لَنَا وَيُؤْتِيَنَا رُشْدَنَا وَلَا يَكِلَنَا إِلَى أَنْفُسِنَا إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ.

قَالُوا: وَكَانَ حُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ أَوَّلَ مَنْ ذَمَّ الْحَسَنَ عليه السلام عَلَى الصُّلْحِ، وَقَالَ لَهُ قَبْلَ خُرُوجِهِ مِنَ الْكُوفَةِ: خَرَجْنَا مِنَ الْعَدْلِ وَدَخَلْنَا فِي الْجَوْرِ، وَتَرَكْنَا الْحَقَّ الَّذِي كُنَّا عَلَيْهِ وَدَخَلْنَا فِي الْبَاطِلِ الَّذِي كُنَّا نَذُمُّهُ! وَأَعْطَيْنَا الدَّنِيَّةَ وَرَضِينَا بِالْخَسِيسَةِ، وَطَلَبَ الْقَوْمُ أَمْرًا وَطَلَبْنَا أَمْرًا، فَرَجَعُوا بِمَا أَحَبُّوا مَسْرُورِينَ، وَرَجَعْنَا بِمَا كَرِهْنَا رَاغِمِينَ!

فَقَالَ لَهُ: يَا حُجْرُ، لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يُحِبُّ مَا أَحْبَبْتَ. إِنِّي قَدْ

بَلَوتُ النَّاسَ، فَلَو كَانُوا مِثلَكَ فِي نِيَّتِكَ وَبَصِيرَتِكَ لَأَقدَمتُ.
وَأَتَى الحُسَينَ علیہ السلام فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبدِ اللّٰهِ، شَرَيتُمُ العِزَّ بِالذُّلِّ!
وَقَبِلتُمُ القَلِيلَ بِتَركِ الكَثِيرِ، أَطِعنِي اليَومَ وَاعصِنِي سَائِرَ
الدَّهرِ، دَعِ رَأيَ الحَسَنِ علیہ السلام وَاجمَعْ شِيعَتَكَ، ثُمَّ ادعُ قَيسَ بنَ
سَعدِ بنِ عُبَادَةَ وَابعَثهُ فِي الرِّجَالِ، وَأَخرِجْ أَنَا فِي الخَيلِ، فَلَا
يُشعِرُ ابنُ هِندٍ إِلَّا وَنَحنُ مَعَهُ فِي عَسكَرِهِ. فَنُضَارِبُهُ حَتّٰى يَحكُمَ
اللّٰهُ بَينَنَا وَبَينَهُ وَهُوَ خَيرُ الحَاكِمِينَ. فَإِنَّهُمُ الآنَ غَارُّونَ.
فَقَالَ: إِنَّا قَد بَايَعنَا وَلَيسَ إِلَى مَا ذَكَرتَ سَبِيلٌ.

"انساب الاشراف میں ہے، جب حضرت امام حسن علیہ السلام اور ابن ہند کی آپس میں صلح ہوئی تو اِس صلح کی وجہ سے آپؑ کے پیروکاروں کو شدید افسوس ہوا۔ کیونکہ اِس صلح کی وجہ سے انھیں ہتھیار ڈالنے پڑ گئے تھے۔ بہت سے لوگ حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس آئے اور اُنھوں نے آپؑ سے مطالبہ کیا کہ وہ اِس معاہدہ کو توڑ دیں کیونکہ یہ معاہدہ صحیح نہیں ہے۔ آپؑ نے انکار کر دیا کہ جو کچھ ہو چکا ہے وہ صحیح ہے۔

پھر یہ لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپؑ سے بھی وہی بات کی جو اُنھوں نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے کہی تھی۔ اُن کے انکار کی خبر بھی دی کہ اُنھوں نے اُن کا مطالبہ مسترد کر دیا ہے۔ آپؑ نے اُنھیں جواب دیا کہ صلح وقت کی ضرورت ہے جب تک یہ آدمی (ابنِ ہند) زندہ ہے انتظار کریں۔ جب یہ موت سے دوچار ہوگا تو پھر ہم بھی دیکھیں گے اور تم بھی دیکھنا کہ کیا کرنا ہے۔ یہ لوگ مایوس ہو کر وہاں سے چلے گئے۔ اب اِن لوگوں کے لیے محبوب ترین چیز ابنِ ہند کی موت تھی کیونکہ یہ لوگ اُس سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔

محمد بن بشر ہمدانی اور سفیان بن لیلیٰ ہمدانی حضرت امام حسن علیہ السلام کی بارگاہ

اقدس میں آئے۔ اُس وقت اُن کے حضور اُن کے پیروکاروں کی ایک جماعت موجود تھی۔ سفیان نے آپؑ سے وہی بات کی جو اُس نے آپؑ سے عراق میں کی تھی۔ اس نے کہا: امیر المومنین السلام علیك۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: بیٹھیے! اللہ تیرے باپ کو خیر عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! ہم ابن ہند کی طرف بھرپور طاقت وتوانائی کے ساتھ بھی نکلیں گے تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا جو اَب تمھارے سامنے ہے۔
پھر یہ دونوں آدمی حضرات امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپؑ نے اُنھیں فرمایا: تم سب لوگ اپنے گھروں میں اُس وقت تک آرام کے ساتھ بیٹھے رہو جب تک وہ آدمی (ابن ہند) زندہ ہے۔ جب وہ مر جائے اور تم زندہ ہوں تو ہماری طرف رجوع کرنا۔ اللہ ہمیں خیر وعافیت سے ہم کنار کرے گا۔ ہمیں کامیابی وکامرانی عطا کرے گا اور وہ ہمیں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ وہ ہماری نصرت ضرور فرمائے گا۔ اللہ یقیناً تقویٰ اختیار کرنے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ (سورۂ نحل: آیت ۱۲۸)
اِن لوگوں نے کہا: حجر بن عدی وہ پہلا شخص ہے کہ جس نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی صلح پر تنقید کی تھی۔ اُس نے کوفہ سے نکلنے سے قبل آپؑ سے کہا تھا کہ "ہم عدل سے نکل کر فجور میں داخل ہو گئے ہیں"۔ ہم نے اس حق کو ترک کر دیا ہے جس پر قائم تھے۔ اُس باطل میں داخل ہو گئے ہیں جس کی مذمت کرتے تھے۔ ہمیں پست چیز ملی اور ذلت پر راضی ہو گئے۔ ایک قوم نے کچھ چاہا اور ہم نے کچھ اور چاہا۔ پس وہ جس چیز کو پسند کرتے تھے اس کی طرف خوشی خوشی چل پڑے اور ہمیں اس چیز کی طرف واپس جانا پڑا جو ہمیں ناپسند تھی۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: اے حجر! تمام لوگ وہ بات پسند نہیں کرتے جو تم پسند کرتے ہو۔ میں نے لوگوں کو خوب آزمایا ہے۔ اگر وہ ارادہ وبصیرت میں

تیری طرح ہوتے تو میں ضرور اقدام کرتا۔ اس کے بعد وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور اُن سے کہا: اے ابوعبداللہ! آپؑ لوگوں نے عزت کے بدلے ذلت خریدی ہے۔ کثرت کے عوض قلت حاصل کی ہے۔ ہم نے ایک جز کی اطاعت کی ہے اور کُل سے رُوگردانی کی ہے۔ امام حسن علیہ السلام کے فیصلے کو ایک طرف رکھیے۔ اپنے پیروکاروں کو جمع کیجیے اور قیس بن سعد بن عبادہؓ کو بلا لیجیے اور اُسے لشکر تیار کرنے کا حکم دیجیے۔ اِدھر مَیں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتا ہوں۔ ہند کے بیٹے کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ ہم اس کے لشکر کے آمنے سامنے ہوں گے۔ جب ہم اُس سے ٹکرائیں گے تو ہمارے اور اُس کے درمیان اللہ سبحانہٗ فیصلہ فرمائے گا اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اِس وقت دشمن خوابِ غفلت میں ہے۔ یہ سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہم مُعاہدہ کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے"۔ (1)

تاریخ دمشق: قَدِمَ الْمُسَيَّبُ بنُ نَجَبَةَ الفَزارِيُّ وعِدَّةٌ مَعَهُ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام بَعدَ وَفاةِ الحَسَنِ علیہ السلام، فَدَعَوهُ إلى خَلعِ مُعاوِيَةَ، وَقالوا: قَد عَلِمنا رَأيَكَ ورَأيَ أخيكَ.

فَقالَ: إنّي أرجو أن يُعطِيَ اللهُ أخي عَلى نِيَّتِهِ في حُبِّهِ الكَفَّ، وأن يُعطِيَني عَلى نِيَّتي في حُبّي جِهادَ الظّالِمينَ.

"تاریخ دمشق میں ہے، مسیب بن نجبہ فزاری اور کچھ دوسرے لوگ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے حضور حاضر ہوئے۔ انھوں نے آپؑ سے مطالبہ کیا کہ ابنِ ہند سے طے شدہ معاہدے توڑ دیے جائیں۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم آپؑ کی اور آپؑ

(1) انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۶۳؛ تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۲۸؛ الثاقب فی المناقب: ص ۳۲۲

کے بھائی کی رائے کو جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ رب العزت میرے بھائی کو اُن کی نیت کی بنا پر اُن کے اس عمل کا صلہ عطا فرمائے گا جو اُنھوں نے صلح کی صورت میں ادا کیا۔ اور مجھے میری نیت کے مطابق صلہ دے گا کیونکہ مجھے ظالموں سے جہاد کرنا پسند ہے"۔ ①

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ بنُ أَبِي سُفْيَانَ النَّاسَ لِيَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ. كَانَ حُسَيْنُ بنُ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام مِمَّن لَم يُبَايِع لَهُ. وَكَانَ أَهلُ الكُوفَةِ يَكتُبُونَ إِلَى حُسَيْنٍ علیہ السلام يَدعُونَهُ إِلَى الخُرُوجِ إِلَيهِم فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ. كُلَّ ذٰلِكَ يَأبَى.

فَقَدِمَ مِنهُم قَومٌ إِلَى مُحَمَّدِ بنِ الحَنَفِيَّةِ. فَطَلَبُوا إِلَيهِ أَن يَخرُجَ مَعَهُم فَأَبَى. وَجَاءَ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام فَأَخبَرَهُ بِمَا عَرَضُوا عَلَيهِ. وَقَالَ: إِنَّ القَومَ إِنَّمَا يُرِيدُونَ أَن يَأكُلُوا بِنَا وَيُشِيطُوا دِمَاءَنَا فَأَقَامَ حُسَينٌ علیہ السلام عَلَى مَا هُوَ عَلَيهِ مِنَ الهُمُومِ.

"الطبقات الکبریٰ میں ہے، جس وقت حاکمِ شام نے یزید ملعون کے لیے بیعت لی تو حسینؑ ابن علیؑ نے اس کی بیعت نہ کی۔ کوفہ والوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط لکھے کہ وہ خروج کریں، لیکن آپؑ نے اُن کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا۔ کچھ لوگ حضرت محمد بن حنفیہؒ کے پاس آئے اور انھیں حاکمِ شام کے خلاف خروج کرنے کی دعوت دی لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ یہی لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے۔ لیکن جو کچھ حضرت محمد بن حنفیہؒ نے اُنھیں کہا تھا اُنھوں نے وہی بات آپؑ سے کہی۔

---

① تاریخ دمشق: ج ۱۳/۴، ص ۲۰۵؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۳؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۴؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۱

آپؑ نے فرمایا: قوم چاہتی ہے کہ جو جی میں آئے وہی کریں لیکن جب قربانی کا وقت آتا ہے تو وہ چھوڑ جاتے ہیں اور خون ہمارا بہتا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا جو وظیفہ تھا اُنھوں نے اس کے مطابق عمل کیا اور جو کچھ اُنھیں پیش آیا وہ عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے"۔ ①

ابنِ ہند سے صلح

مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو شہید کردیا گیا تو لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ حاکمِ شام سے اور آپؑ کے درمیان جو معاہدہ ہے وہ فسخ کردیں۔

آپؑ نے اُن کے جواب میں فرمایا: میرے اور اُس کے درمیان جو معاہدہ ہے اُس کا توڑنا جائز نہیں ہے۔ (رجال کشی: ج۱، ص ۳۲۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۶۱)

حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت سے قبل وصیت

الكافي عَن محمد بن مسلم : سَمِعتُ أَبَا جعفرٍ علیہ السلام يَقُولُ : لَمَّا احتُضِرَ الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام قَالَ لِلحُسَينِ علیہ السلام : يَا أَخِي ، إِنِّي أُوصيكَ بِوَصِيَّةٍ فَاحفَظهَا ، فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَهَيِّئنِي ثُمَّ وَجِّهني إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِأُحدِثَ بِهِ عَهداً ، ثُمَّ اصرِفني إِلَى أُمِّي فَاطِمَةَ علیہا السلام ، ثُمَّ رُدَّني فَادفِنّي بِالبَقيعِ....

فَلَمَّا قُبِضَ الحَسَنُ علیہ السلام وَ وُضِعَ عَلَى سَريرِهِ ، فَانطَلَقُوا بِهِ إِلَى مُصَلَّى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ عَلَى الجَنائِزِ ، فَصَلَّى الحُسَينُ علیہ السلام عَلَى الحَسَنِ علیہ السلام ، فَلَمَّا أَن صَلَّى عَلَيهِ حُمِلَ فَأُدخِلَ المَسجِدَ ، فَلَمَّا أُوقِفَ عَلَى قَبرِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَلَغَ

---

① الطبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۴۳۹؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۵؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۰۶؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۱

عَائِشَةَ الخَبَرُ ، وَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُم قَد أَقبَلُوا بِالحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ لِيُدفَنَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم. فَخَرَجَت مُبَادِرَةً عَلَى بَغلٍ بِسَرجٍ. فَكَانَت أَوَّلَ امرَأَةٍ رَكِبَت فِي الإِسلَامِ سَرجاً. فَوَقَفَت وَقَالَت: نَحُّوا ابنَكُم عَن بَيتِي.... قَالَ: فَمَضَى الحُسَينُ علیہ السلام إِلَى قَبرِ أُمِّهِ. ثُمَّ أَخرَجَهُ فَدَفَنَهُ بِالبَقِيعِ.

"الکافی میں محمد بن مسلمؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب حضرت امام حسن علیہ السلام کا وقت شہادت آیا تو آپؑ نے اپنے برادر حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: میں آپؑ کو وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ جب میرے لیے تجہیز وتکفین کر لینا تو مجھے روضۂ رسولؐ پر لے جانا تاکہ اُن سے تجدید عہد ہو جائے۔ پھر مجھے اپنی والدہ حضرت فاطمہؑ کی قبر مبارک پر لے جانا۔ پھر وہاں سے واپس لانا اور جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تو آپؑ کے جنازے کو اس جگہ پر لایا گیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازے پڑھتے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپؑ پر نماز جنازہ پڑھی۔ جب آپؑ پر نماز جنازہ پڑھ لی گئی تو آپؑ کو مسجد نبویؐ میں روضۂ رسولؐ پر لایا گیا۔ کچھ لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے کہا: حضرت امام حسن علیہ السلام کا جنازہ مسجد نبویؐ میں لایا گیا ہے، تاکہ انھیں رسول اللہؐ کے ساتھ دفن کریں۔ جونہی آپ نے یہ بات سنی تو فوراً زین رکھے ہوئے خچر پر سوار ہوئیں اور مسجد کے دروازے پر پہنچیں۔ آپ اسلام میں وہ پہلی خاتون ہیں جو زین رکھے ہوئے خچر پر سوار ہوئی تھیں۔ آپ وہیں کھڑی رہیں اور کہا: اپنے بھائی کو میرے گھر سے دُور لے جاؤ۔

راوی کہتا ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی والدہ کی قبر مبارک کی طرف

چل پڑے اور اپنے بھائی کا جنازہ اُٹھایا اور انھیں بقیع میں دفن کر دیا"۔ ①

ارشاد میں زیاد مخارقی سے روایت ہے، جب حضرت امام حسن علیہ السلام کا وقتِ شہادت آیا تو آپؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا:

برادرِ عزیز! میں آپؑ کو چھوڑ رہا ہوں اور اپنے ربِ کریم کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا ہوں۔ مجھے زہر آلود مشروب پلایا گیا ہے۔ میرے جگر کے ٹکڑے طشت میں موجود ہیں۔ مجھے اس سازش کا علم ہے۔ میں زہر دینے والے کو بھی جانتا ہوں لیکن اپنا معاملہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ میرے اُس حق کا واسطہ جو آپؑ پر ہے۔ آپؑ نے خاموش رہنا ہے۔ اللہ رب العزت کے فیصلے کا انتظار کیجیے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ جب میری روح پرواز کر جائے اُس وقت میری آنکھیں بند کر دینا، غسل دینا، کفن پہنانا، اس کے بعد میرا جنازہ میرے نانا رسولؐ اللہ کے روضۂ مقدس پر لے جانا تا کہ تجدید عہد ہو جائے۔ پھر میرے جنازے کو میری دادی حضرت فاطمہؑ بنت اسد کی قبر مبارک پر لے آنا اور وہیں دفن کر دینا۔

میرے بھائی! آپؑ عنقریب دیکھ لیں گے جب آپؑ میرے جنازے کو روضۂ رسولؐ پر لے جائیں گے تو کچھ لوگ یہ سمجھیں گے کہ آپؑ مجھے اُن کے پاس دفن کرنا چاہتے ہیں۔ وہی لوگ آپؑ کے مقابلے میں آکھڑے ہوں گے۔ میں آپؑ کو قسم دیتا ہوں کہ میرے معاملے میں ایک قطرہ برابر خون بھی نہ گرنے پائے۔

پھر آپؑ نے انھیں اپنے اہلِ بیتؑ، اولاد اور متروکات کی وصیت کی اور وہ وصیت بھی کی جو وصیت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیفہ بناتے وقت کی تھی اور آپؑ کو اپنے مقام کا اہل قرار دیا تھا اور شیعوں کو اُن کے خلیفہ ہونے کی طرف رہنمائی کی اور انھیں ان کے لیے علَم و نشان کے طور پر اپنے بعد کے لیے معین کیا تھا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے خاص شیعوں سے فرمایا: میرے بعد میرے بھائی

① الکافی: ج ۱، ص ۳۰۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۴۲

حضرت امام حسین امامِ زمانؑ ہیں۔

جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُنھیں غسل و کفن دیا۔ پھر آپؑ کے جنازے کو اُٹھایا اور قبرِ رسولؐ کے پاس لائے۔ مروان اور اُس کے ساتھی اُمویوں نے یہ سمجھا کہ امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی کو قبرِ رسولؐ کے ساتھ دفن کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی وہاں مسلح ہو کر جمع ہو گئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادرِ بزرگوار کے جنازے کو لے کر تجدید عہد کے لیے قبرِ رسولؐ کا رُخ کیا تو یہ لوگ سامنے آ گئے۔ حضرت عائشہؓ ایک خچر پر سوار ہو کر وہیں آ گئیں۔ وہ اس وقت کہہ رہی تھیں کہ تم میرے گھر میں اُسے داخل کرنا چاہتے ہو جسے میں پسند نہیں کرتی۔

اُس وقت مروان کہنے لگا: بہت سی جنگیں، جو صلح و سکون سے بہتر ہوتی ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ عثمانؓ تو مدینہ سے دُور دفن ہوں اور حسنؑ رسول اللہ کے ساتھ دفن ہوں؟ یہ کام کبھی نہیں ہو سکتا۔ اگر تم دفن کرو گے تو میں تلوار اُٹھاؤں گا۔ قریب تھا کہ بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کے درمیان فساد برپا ہو جائے کہ حضرت ابن عباسؓ جلدی سے مروان کی طرف بڑھے اور کہا: اے مروان! جدھر سے آیا ہے اُدھر چلا جا کیونکہ ہم اپنے بزرگوار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ کی زیارت سے اُن کے لیے تجدید عہد کریں۔ پھر اُنھیں اُن کی دادی حضرت فاطمہؑ بنت اسد کے پاس لے جا کر اُن کی وصیت کے مطابق دفن کر دیں۔ اگر انھوں نے یہ وصیت کی ہوتی کہ اُنھیں رسولؐ اللہ کے ساتھ دفن کیا جائے تو تجھے معلوم ہو جاتا کہ تیرے بازو ہمیں اس سے روکنے پر کتنے کوتاہ ہیں لیکن آنحضرتؐ، اللہ اور اُس کے رسولؐ اور اُن کی قبر کی حُرمت کو بہتر جانتے تھے۔ کیا وہ اِس طرح توڑ پھوڑ کرتے کہ جس طرح اُن کے غیر نے کی تھی۔ وہ حضورؐ کے گھر میں اُن کی اجازت کے بغیر داخل ہوئے تھے۔

پھر حضرت ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے کہا:

ہائے افسوس! کبھی خچر پر اور کبھی اُونٹ پر۔ تو یہ چاہتی ہے کہ اللہ کے نُور کو خاموش کر دے اور اولیاء اللہ سے جنگ کرے۔ واپس چلی جا۔ تو اُس کے لیے کافی ہے جس کا تجھے خوف و خطرہ ہے۔ تُو نے اپنے من پسند مقصد کو پا لیا ہے۔ اس گھر کا ناصر و معاون اللہ ہے۔

یہ اور بات ہے کہ کچھ تاخیر ہو جائے۔

اس موقع پر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

بخدا! اگر امام حسن علیہ السلام کی طرف سے مجھے خون سے محفوظ رکھنے کی وصیت نہ ہوتی کہ ایک قطرہ کے برابر بھی خون نہ بہنے پائے تو تم جان لیتے کہ اللہ کی تلواریں تم میں اپنی جگہ کس طرح لیتی ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان جو عہد و پیمان ہوا تھا اُسے توڑ ڈالا اور اس شرط کو جو اپنے نفوس کے بارے میں ہم نے لگائی ختم کر دیا۔

یہ کہہ کر آپ حضرت امام حسن علیہ السلام کو اُن کی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف کے پاس دفن کر دیا۔ [۱] [۲]

الأمالي للطوسي عن ابن عبّاس: دَخَلَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام عَلى أخيهِ الحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام في مَرَضِهِ الَّذي تُوُفِّيَ فيهِ. فَقالَ لَهُ: كَيفَ تَجِدُكَ يا أخي؟

قالَ: أجِدُني في أوَّلِ يَومٍ مِن أيّامِ الآخِرَةِ وآخِرِ يَومٍ مِن أيّامِ الدُّنيا. وَاعلَم أنّي لا أسبِقُ أجَلي. وَأنّي وارِدٌ عَلى أبي وجَدّي. عَلى كُرهٍ مِنّي لِفِراقِكَ وَ فِراقِ إخوَتِكَ وَ فِراقِ الأحِبَّةِ. وأستَغفِرُ اللهَ مِن مَقالَتي هٰذِهِ وَأتوبُ إلَيهِ. بَل عَلى مَحَبَّةٍ مِنّي لِلِقاءِ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ أميرِ المُؤمِنينَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ وَلِقاءِ فاطِمَةَ علیہا السلام وَحَمزَةَ وجَعفَرٍ. وفِي اللهِ عز و جل خَلَفٌ مِن كُلِّ هالِكٍ، وعَزاءٌ مِن كُلِّ مُصيبَةٍ، ودَرَكٌ مِن كُلِّ ما فاتَ.

---

[۱] ارشاد: ج ۲، ص ۱۷؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۱۱؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۸۵؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۱۳؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۱۵۶؛ مقاتل الطالبیین: ص ۸۱

[۲] حضرت امام حسین علیہ السلام نے عہد و پیمان ٹوٹنے کی بات اس لیے کی تھی کیونکہ بنی اُمیہ کے لوگوں نے حضرت امام حسن علیہ السلام کے جنازے پر تیر بارانی کی تھی لیکن ادھر بنو ہاشم نے اپنے امام کی وصیت کی تعمیل کی اور جوابی کارروائی نہ کی۔ اضافہ من المترجم)۔ (تاریخ کامل: ج ۳، ص ۱۸۲؛ تاریخ الائمہ: ص ۳۳۵)

إلى أن قال: أكتب: هذا ما أوصى به الحسن بن عليٍّ إلى أخيه الحسين بن عليٍّ: أوصى أنّه يشهد أن لا إله إلّا الله وحده لا شريك له، وأنّه يعبده حقّ عبادته، لا شريك له في الملك، ولا وليّ له من الذّل، وأنّه خلق كلّ شيءٍ فقدّره تقديراً، وأنّه أولى من عُبِد وأحقّ من حُمِد، من أطاعه رشد، ومن عصاه غوى، ومن تاب إليه اهتدى.

فإنّي أوصيك يا حسين بمن خلّفت من أهلي و ولدي وأهل بيتك، أن تصفح عن مسيئهم، وتقبل من محسنهم، وتكون لهم خلفاً و والداً، وأن تدفنني مع جدّي رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فإنّي أحقّ به وببيته ممّن أدخل بيته بغير إذنه ولا كتاب جاءهم من بعده، قال الله تعالى فيما أنزله على نبيّه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم في كتابه: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ، فوالله ما أذن لهم في الدّخول عليه في حياته بغير إذنه، ولا جاءهم الإذن في ذلك من بعد وفاته، ونحن مأذون لنا في التّصرّف فيما ورثناه من بعده، فإن أبت عليك الامرأة فأنشدك بالقرابة الّتي قرّب الله منك، والرّحم الماسّة من رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ألّا تُهريق فيّ محجمةً من دمٍ حتّى نلقى رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فنختصم إليه، ونخبره بما كان من النّاس إلينا بعده، ثمّ قبض علیہ السلام.

قال ابن عبّاس [بعد شهادة الإمام الحسن علیہ السلام]: فدعاني الحسين علیہ السلام وعبد الله بن جعفر وعليّ بن عبد الله بن العبّاس، فقال: إغسلوا ابن عمّكم، فغسّلناه وحنّطناه وألبسناه أكفانه، ثمّ خرجنا به حتّى صلّينا عليه في المسجد، وإنّ

الحُسَينَ علیہ السلام أَمَرَ أَنْ يُفتَحَ البَيتُ، فَحالَ دُونَ ذٰلِكَ مَروانُ بنُ الحَكَمِ وآلُ أَبي سُفيانَ وَمَن حَضَرَ هُناكَ مِن وُلدِ عُثمانَ بنِ عَفّانَ، وَقالوا: أَيُدفَنُ أَميرُ المُؤمِنينَ عُثمانُ الشَّهيدُ القَتيلُ ظُلمًا بِالبَقيعِ بِشَرِّ مَكانٍ، وَيُدفَنُ الحَسَنُ مَعَ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛ وَاللهِ لا يَكونُ ذٰلِكَ أَبَدًا حَتّى تَكسَّرَ السُّيوفُ بَينَنا وَتَنقَصِفَ الرِّماحُ وَيَنفَدَ النَّبلُ.

فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: أَما وَاللهِ الَّذي حَرَّمَ مَكَّةَ، لَلحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ ابنُ فاطِمَةَ أَحَقُّ بِرَسولِ اللهِ وَبَيتِهِ مِمَّن أُدخِلَ بَيتَهُ بِغَيرِ إِذنِهِ، وَهُوَ وَاللهِ أَحَقُّ بِهِ مِن حَمّالِ الخَطايا، مُسَيِّرِ أَبي ذَرٍّ، الفاعِلِ بِعَمّارٍ ما فَعَلَ، وَبِعَبدِ اللهِ ابن مسعود ما صَنَعَ، الحامي الحِمى، المُؤوي لِطَريدِ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لٰكِنَّكُم صِرتُم بَعدَهُ الأُمَراءَ، وَبايَعَكُم عَلى ذٰلِكَ الأَعداءُ وَأَبناءُ الأَعداءِ.

قالَ: فَحَمَلناهُ فَأَتَينا بِهِ قَبرَ أُمِّهِ فاطِمَةَ، فَدَفَنّاهُ إِلى جَنبِها.

''امالی طوسی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا گیا اس وقت آپؑ علیل تھے۔آپؑ کے پاس آپؑ کے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام آئے اور انھوں نے آپؑ کی عیادت کی۔آپؑ نے پوچھا: اب طبیعت کیسی ہے؟

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: میں اِس دن کو اپنی زندگی کا آخری دن اور آخرت کا پہلا دن سمجھتا ہوں۔آپؑ کو معلوم ہونا چاہیے میں وہ پہلا فرد نہیں ہوں جو موت کی طرف بڑھ رہا ہے۔میں اپنے والد بزرگوار اور نانا کے پاس جانے والا ہوں۔یہ اور بات ہے کہ مجھے آپؑ کا اور اپنے برادران اور دوسرے رفقاء کا ہجر و فراق پسند نہیں ہے۔

میں اپنی اس گفتگو سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور اُس کی طرف رجوع کرتا

ہوں۔ مجھے رسولؐ اللہ، امیر المومنین امام علیؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ، حضرت حمزہؑ اور حضرت جعفر طیارؑ کی ملاقات کا حد سے زیادہ اشتیاق ہے۔ جو اِس دنیا سے جاتا ہے تو اس کے پیچھے اس کے تمام اُمور خود اللہ ہی سنبھالنے والا ہے۔ ہر مصیبت پر وہی صبر دینے والا ہے اور مکافات کا عوض بھی وہی عطا کرنے والا ہے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: میری یہ وصیت لکھ لیں کہ حسنؑ بن علیؑ نے اپنے بھائی حسینؑ بن علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ اُس کی عبادت کرتا ہے جس طرح اُس کی عبادت کا حق ہے۔ اس کی سلطنت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہر طرف اس کی حکمرانی ہے۔ اس کا کوئی مدمقابل نہیں ہے۔ اُس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور اُس کے اندازے مقرر فرمائے۔ عبادت کے لائق صرف وہی ہے۔ تحمید و تمجید صرف اس کے لیے ہے۔ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے رُشد و ہدایت حاصل کی۔ جس نے اُس کی معصیت کی وہ گمراہ اور ہلاک ہوا۔ جس نے اُس کی بارگاہ میں توبہ کی اس نے ہدایت پائی۔

اے حسینؑ! میں جنھیں اپنے پیچھے چھوڑے جارہا ہوں، اپنے اہل و عیال اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ، اِن کا خیال رکھنا۔ اِن میں سے جو کوتاہی کرے اُس سے دَرگزر کرنا اور جو اچھائی کرے اُس کی بھلائی کو قبول کرنا۔ آپؑ اُن کے لیے باپ بن کر رہنا۔ مجھے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن کرنا۔ میں زیادہ حق دار ہوں کہ اُن کے پہلو میں دفن ہوں۔ اُن لوگوں سے جو اُن کی اجازت کے بغیر اُن کے گھر میں دفن کیے گئے۔ اُن کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر جو کتاب نازل فرمائی اُس میں فرمایا:

(اللہ کی قسم! جس طرح وہ لوگ اُن کی حیات میں اُن کے گھر کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے تھے، اُن کی رحلت کے بعد بھی اُن کے گھر میں اُن کی اجازت کے بغیر کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں)۔ ہم اُن کے ترکہ میں ہر قسم کے تصرف کی اجازت رکھتے ہیں کیونکہ ہم اُن کے وارث ہیں۔ اگر کوئی عورت آپ کے سامنے آ کر رسولؐ اللہ کے ساتھ میری تدفین کو روکے تو میں آپ کو اس قرابت کا واسطہ دیتا ہوں جو اللہ سبحانہٗ نے مجھے آپؑ سے عطا کی ہے اور اس رشتے کا واسطہ دیتا ہوں جو میرا رسولؐ اللہ سے بنتا ہے۔ خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہنے پائے۔ یہاں تک کہ ہم رسولؐ اللہ سے ملاقات کریں اور اُن کے حضور ان لوگوں سے اپنے حق کا مطالبہ کریں اور انھیں بتائیں کہ آپؐ کے بعد اِن لوگوں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ جب آپؑ اس مقام پر پہنچے تو آپؑ کی ملکوتی روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ نے کہا: جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے مجھے، عبداللہ ابنِ جعفرؓ اور علیؑ بن عبداللہ ابنِ عباسؓ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: اپنے چچا کے فرزند کو غسل دو۔ ہم نے انھیں غسل دیا، حنوط کیا اور کفن پہنایا۔ پھر ہم انھیں مسجد نبویؐ میں لائے اور اُن پر نماز پڑھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم دیا کہ روضۂ رسولؐ کے قُفل کو کھولا جائے۔ اس وقت مروان بن حکم، آلِ ابوسفیان اور اولادِ عثمان جو وہیں حاضر تھے وہ سامنے آگئے اور کہنے لگے: کیا عثمانؓ مظلوم بقیع کی عام جگہ میں دفن ہوں اور حسنؑ رسولؐ اللہ کے ساتھ دفن ہوں؟ اللہ کی قسم! ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے یہاں تک کہ تلواروں سے تلواریں ٹکرائیں گی، نیزے ٹوٹیں گے، ترکشوں کے تمام تیر ختم ہو جائیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس نے مکہ معظمہ کو محترم بنایا حسنؑ بن علیؑ، ابنِ فاطمہؑ رسولؐ اللہ اور اُن کے گھر میں اُن لوگوں سے بہت زیادہ حق رکھتے ہیں جنھیں پیغمبرؐ خدا کی اجازت کے بغیر اُن کے گھر میں دفن کیا گیا۔ اللہ کی قسم! یہ اُس آدمی سے بہت زیادہ استحقاق رکھتے ہیں جس کی خطائیں عام تھیں۔ اُس نے صحابہ رسولؐ حضرت ابوذرؓ، حضرت عمار یاسرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ جو سلوک کیا وہ اذہان میں محفوظ ہے۔ مدینہ کے اطراف اور اس کی چراگاہوں کو قرق کر لیا جو گستاخ رسولؐ تھا وہ اُسے واپس مدینہ منورہ میں بلانے والا تھا کہ جسے رسولؐ اللہ نے مدینہ سے نکالا تھا۔ قابلِ افسوس بات ہے کہ تم لوگ آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد حکمران بن گئے اور تمھاری بیعت اُن کے دشمنوں اور اُن کی اولاد نے کی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں: ہم نے فرزندِ رسولؐ کا جنازہ اُٹھایا اور اُنھیں اُن کی دادی حضرت فاطمہؑ بنت اسد کے پہلو میں دفن کر دیا"۔ ①

دلائل الإمامة: لَمَّا حَضَرَتْهُ أي الإمَامَ الحَسَنَ علیہ السلام الوَفَاةُ، قَالَ لِأَخِيهِ الحُسَيْنِ علیہ السلام: إِذَا مِتُّ فَغَسِّلْنِي وَحَنِّطْنِي وَكَفِّنِّي، وَصَلِّ عَلَيَّ، وَاحْمِلْنِي إِلَىٰ قَبْرِ جَدِّي حَتَّىٰ تُلْحِدَنِي إِلَىٰ جَانِبِهِ، فَإِنْ مُنِعْتَ مِنْ ذٰلِكَ فَبِحَقِّ جَدِّكَ رَسُولِ اللهِ وَأَبِيكَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَأُمِّكَ فَاطِمَةَ وَبِحَقِّي عَلَيْكَ، إِنْ خَاصَمَكَ أَحَدٌ رُدَّنِي إِلَى الْبَقِيعِ، فَادْفِنِّي فِيهِ وَلَا تُهْرِقْ فِيَّ مِحْجَمَةَ دَمٍ.

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ أَمْرِهِ وَصَلَّىٰ عَلَيْهِ وَسَارَ بِنَعْشِهِ يُرِيدُ قَبْرَ جَدِّهِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِيُلْحِدَهُ مَعَهُ، بَلَغَ ذٰلِكَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ

① امالی طوسی: ص ۱۵۹؛ بشارت المصطفیٰ: ص ۲۷۱؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۵۱؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۲۵۲؛ تاریخ دمشق: ج ۱۳، ص ۲۸۳

طَرِيقِ رَسُولِ اللهِ ، فَوافى مُسرِعاً عَلى بَغلَةٍ حَتّى دَخَلَ عَلى عائِشَةَ. فَقالَ لَها: يا أُمَّ المُؤمِنينَ، إنَّ الحُسَينَ يُريدُ أن يَدفِنَ أخاهُ الحَسَنَ عِندَ قَبرِ جَدِّهِ، وَ وَاللهِ لَئِن دَفَنَهُ مَعَهُ لَيَذهَبَنَّ فَخرُ أبيكِ وَصاحِبِهِ عُمَرَ إلى يَومِ القِيامَةِ.

فَقالَت لَهُ: فَما أصنَعُ يا مَروانُ؟ قالَ: إلحَقي بِهِ وَامنَعيهِ مِنَ الدُّخولِ إلَيهِ. قالَت: فَكَيفَ ألحَقُهُ؟ قالَ: هٰذا بَغلي فارکَبيهِ وَالحَقِي القَومَ قَبلَ الدُّخولِ. فَنَزَلَ لَها عَن بَغلِهِ وَرَكِبَتهُ، وَأسرَعَت إلَى القَومِ. وَكانَت أوَّلَ امرَأَةٍ رَكِبَتِ السَّرجَ هِيَ. فَلَحِقَتهُم وَقَد صاروا إلى حَرَمِ قَبرِ جَدِّهِما رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَرَمَت بِنَفسِها بَينَ القَبرِ وَالقَومِ. وَقالَت: وَاللهِ، لا يُدفَنُ الحَسَنُ هاهُنا أو تُحلَقَ هٰذِهِ، وَأخرَجَت ناصِيَتَها بِيَدِها.

وَكانَ مَروانُ لَمّا رَكِبَت بَغلَةَ جَمَعَ مَن كانَ مِن بَني أُمَيَّةَ وَحَثَّهُم. فَأقبَلَ هُوَ وَأصحابُهُ وَهُوَ يَقولُ: يا رُبَّ هَيجا هِيَ خَيرٌ مِن دَعَةٍ. أيُدفَنُ عُثمانُ فِي أقصَى البَقيعِ وَيُدفَنُ الحَسَنُ مَعَ رَسولِ اللهِ؟! وَاللهِ، لا يَكونُ ذٰلِكَ أبَداً وَأنَا أحمِلُ السَّيفَ. وَكادَتِ الفِتنَةُ تَقَعُ. وَعائِشَةُ تَقولُ: وَاللهِ، لا يَدخُلُ داري مَن أكرَهُ!

فَقالَ لَهَا الحُسَينُ علیہ السلام: هٰذِهِ دارُ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَأنتِ حَشِيَّةٌ مِن تِسعِ حَشِيّاتٍ خَلَّفَهُنَّ رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. وَإنَّما نَصيبُكِ مِنَ الدّارِ مَوضِعُ قَدَمَيكِ. فَأرادَ بَنو هاشِمٍ الكَلامَ وَحَمَلُوا السِّلاحَ. فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: اللهَ اللهَ! لا تَفعَلوا فَتُضَيِّعوا وَصِيَّةَ أخي. وَقالَ لِعائِشَةَ: وَاللهِ لَولا أنَّهُ أوصى إلَيَّ ألّا اُهرِقَ فيهِ مِحجَمَةَ دَمٍ، لَدَفَنتُهُ هاهُنا وَلَو رَغِمَ لِذٰلِكِ

اَنْفُكَ. وَعَدَلَ بِهِ اِلَى الْبَقِيعِ فَدَفَنَهُ فِيهِ مَعَ الْغُرَبَاءِ.

"دلائل امامت میں ہے، جب حضرت امام حسن علیہ السلام کا وقت شہادت قریب آیا تو آپؑ نے اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے فرمایا: جب میری روح پرواز کر جائے تو مجھے غسل دینا، حنوط کرنا اور کفن پہنانا اور مجھ پر نماز پڑھنا۔ پھر مجھے ہمارے جدِّ امجد رسولؐ اللہ کی قبر مبارک کے پہلو میں دفن کر دینا۔ اگر لوگ دفن نہ کرنے دیں تو آپ کو اپنے جدِّ نامدار رسولؐ اللہ، اپنے پدرِ بزرگوار امیرالمومنین امام علی علیہ السلام اپنی والدۂ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہراؑ اور میرے حق کا واسطہ جو آپؑ پر بنتا ہے مجھے جنت البقیع میں لے جانا اور وہیں دفن کر دینا۔ اِس معاملے میں ایک قطرۂ خون بھی نہ گرنے پائے۔

جب امام حسین علیہ السلام نے تجہیز و تکفین مکمل کر لی تو آپؑ پر نمازِ جنازہ پڑھی۔ آپؑ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی طرف لے کر روانہ ہوئے، تاکہ آپؑ کو حضورؐ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔ یہ خبر طریدِ رسولؐ مروان بن حکم تک پہنچی تو وہ فوراً خچر پر سوار ہو کر حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا اور کہا: اے اُم المومنین! حسینؑ اپنے بھائی امام حسنؑ کو اپنے نانا کی قبر کے پاس دفن کرنا چاہتے ہیں، بخدا اگر اُس نے اپنے بھائی کو یہاں دفن کر دیا تو پھر وہ اعزاز جو آپ کے والد حضرت ابوبکرؓ اور اُن کے دوست حضرت عمرؓ کو حاصل ہے وہ قیامت تک ختم ہو کر رہ جائے گا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا: اے مروان! اس معاملے میں کیا کرنا چاہیے؟ اُس نے کہا: میرے ساتھ چلیں اور انھیں روک دیں۔

حضرت عائشہؓ نے کہا: میں تمھارے ساتھ کیسے چلوں؟ مروان نے کہا: میرا یہ خچر حاضر ہے۔ وہ لوگ ابھی راستہ میں ہی ہوں گے تم پہلے وہاں پہنچ جاؤ۔ مروان خچر سے اُترا اور بی بی کو خچر پر سوار کیا اور تیز رفتاری کے ساتھ

وہاں پہنچے۔ حضرت عائشہؓ وہ پہلی خاتون ہیں جو زین رکھے ہوئے خچر پر سوار ہوئیں۔ آپ فرزند رسولؐ کے جنازہ اور رسولؐ اللہ کی قبر کے درمیان لوگوں کے ساتھ آکھڑی ہوئیں اور کہا: اللہ کی قسم! یہاں حسنؑ کو دفن نہیں کیا جائے گا۔ بی بی نے یہ کہہ کر دوپٹہ تھوڑا سا پیشانی سے سرکایا۔

مروان اور اُس کی قوم کے لوگ خچر کے اردگرد کھڑے تھے۔ مروان اُنھیں لڑائی کے لیے بھڑکا رہا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی آگے بڑھے اور مروان نے کہا: بہت سی جنگیں صلح و سکون سے بہتر ہوتی ہیں۔ کیا عثمانؓ مدینہ سے دُور دفن ہوں اور حسنؑ رسولؐ اللہ کے ساتھ دفن ہوں۔ اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوسکتا، میں تلوار اُٹھاؤں گا اور جنگ کروں گا۔ قریب تھا کہ جنگ کی آگ بھڑک اُٹھتی اِدھر حضرت عائشہؓ بھی کہہ رہی تھیں: ''جسے میں پسند نہیں کرتی وہ میرے گھر میں دفن نہیں ہوگا''۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ رسولؐ اللہ کا گھر ہے۔ اس میں آپ کا کتنا حصّہ ہے۔ نو حصوں میں آپ کا صرف ایک حصّہ ہے۔ اس گھر میں آپ کا اتنا حصّہ ہے جس قدر آپ کے یہ دو قدم ہیں۔

اِدھر بنی ہاشم کے نوجوان مسلح ہو کر سامنے آگئے لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے انھیں جنگ سے روک دیا۔ آپؑ نے فرمایا: لِلّٰہ! جنگ مت کریں، کیونکہ اس سے میرے بھائی کی وصیت ضائع ہوجائے گی۔

آپؑ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: میرے سامنے میرے بھائی کی وصیت ہے کہ اُنھوں نے مجھے ہر قسم کی خون ریزی سے منع کیا تھا۔ ورنہ میں ضرور اپنے بھائی کو یہاں دفن کرتا، چاہے آپ لوگ پسند کرتے یا نہ کرتے۔ پھر آپؑ نے بقیع کا رُخ کیا اور وہیں فرزندِ رسولؐ کو دفن کیا''۔ ①

---

① دلائل امامت: ص ۱۶۰؛ عیون معجزات: ص ۶۶؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۱۴۱

تاریخ الیعقوبی: تُوُفِّيَ الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام فِي شَهرِ رَبيعِ الأَوَّلِ سَنَةَ (٤٩ھ). وَلَمَّا حَضَرَتهُ الوَفَاةُ قَالَ لِأَخِيهِ الحُسَينِ عليه السلام: يَا أَخِي إِنَّ هٰذِهِ آخِرُ ثَلَاثِ مِرَارٍ سُقِيتُ فِيهَا السَّمَّ، وَلَم أُسقَهُ مِثلَ مَرَّتِي هٰذِهِ، وَأَنَا مَيِّتٌ مِن يَومِي، فَإِذَا أَنَا مِتُّ فَادفِنِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَمَا أَحَدٌ أَولَى بِقُربِهِ مِنِّي، إِلَّا أَن تُمنَعَ مِن ذٰلِكَ فَلَا تَسفِك فِيهِ مِحجَمَةَ دَمٍ....

وَاجتَمَعَ مَعَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام جَمَاعَةٌ وَخَلقٌ مِنَ النَّاسِ، فَقَالُوا لَهُ: دَعنَا وَآلَ مَروَانَ، فَوَاللهِ مَا هُم عِندَنَا كَأَكلَةِ رَأسٍ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي أَوصَانِي أَلَّا أُرِيقَ فِيهِ مِحجَمَةَ دَمٍ. فَدُفِنَ الحَسَنُ عليه السلام فِي البَقِيعِ، وَكَانَت سِنُّهُ سَبعًا وَأَربَعِينَ سَنَةً.

وَتُوُفِّيَ الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام وَابنُ عَبَّاسٍ عِندَ مُعَاوِيَةَ، فَدَخَلَ عَلَيهِ لَمَّا أَتَاهُ نَعيُ الحَسَنِ عليه السلام، فَقَالَ لَهُ: يَابنَ عَبَّاسٍ! إِنَّ حَسَنًا مَاتَ.

قَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رٰجِعُونَ عَلَى عِظَمِ الخَطبِ وَجَلِيلِ المُصَابِ! أَمَا وَاللهِ يَا مُعَاوِيَةُ، لَئِن كَانَ الحَسَنُ عليه السلام مَاتَ، فَمَا يُنسِئُ مَوتُهُ فِي أَجَلِكَ، وَلَا يَسُدُّ جِسمُهُ حُفرَتَكَ، وَلَقَد مَضَى إِلَى خَيرٍ وَبَقِيتَ عَلَى شَرٍّ.

قَالَ: لَا أَحسَبُهُ قَد خَلَّفَ إِلَّا صِبيَةً صِغَاراً.

قَالَ: كُلُّنَا كَانَ صَغِيراً فَكَبِرَ.

قَالَ: بَخٍ بَخٍ يَابنَ عَبَّاسٍ، أَصبَحتَ سَيِّدَ قَومِكَ.

قَالَ: أَمَّا مَا أَبقَى اللهُ أَبَا عَبدِ اللهِ الحُسَينَ ابنَ رَسُولِ اللهِ، فَلَا.

''تاریخ یعقوبی میں ہے، حضرت امام حسن علیہ السلام کی تاریخ شہادت ربیع الاوّل ۴۹ ہجری ہے۔ جب آپؑ کا وقتِ رحلت قریب آیا تو آپؑ نے اپنے

برادر حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: اے میرے برادر! مجھے تیسری بار زہر دیا گیا ہے، لیکن اس دفعہ جو زہر دیا گیا ہے وہ اِس سے پہلے نہیں دیا گیا تھا۔ آج کا دن میری زندگی کا آخری دن ہے۔ جب مَیں شہید ہو جاؤں تو مجھے اپنے جد امجدؐ کے پہلو میں دفن کرنا۔ جس قدر میری آپؐ سے قرابت ہے کسی دوسرے کی نہیں ہے۔ ہاں! اگر لوگ مجھے دفن نہ کرنے دیں تو جنگ نہ کرنا اور کسی کا خون نہ بہانا۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام کے مقدس جنازے کو لے کر مسجد نبویؐ گئے تو مروان اور اُس کے ساتھیوں نے رکاوٹ کھڑی کی اور امام حسین علیہ السلام کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے کہا: ہمیں اجازت دیجیے۔ یہ آلِ مروان ہمارے نزدیک تو کچھ بھی نہیں ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میرے بھائی نے وصیت میں مجھے خون ریزی سے روک دیا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُنھیں البقیع میں دفن کیا۔ اس وقت اُن کی عمر ۴۷ سال تھی۔ جس وقت حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو اُس وقت حضرت عبداللہ بن عباسؓ معاویہ کے پاس تھے۔ [1]

جب اِسے حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے ابنِ عباسؓ سے کہا کہ امام حسن علیہ السلام کی رحلت ہو گئی ہے۔ عبداللہ ابن عباسؓ نے کلمۂ استرجاع (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا...) پڑھا اور کہا: یہ ہمارے لیے بہت بڑا صدمہ ہے اور ناقابلِ برداشت مصیبت ہے۔ لیکن اللہ کی قسم! اے ابنِ ہند! اگر امام حسن علیہ السلام اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں تو اُن کی اِس رحلت سے تجھ سے تیری موت ٹل نہیں گئی اور نہ اُن کے جسم نے تیری قبر کو بند کر دیا ہے۔

---

(1) یہ کلام مشہور تاریخی نقول کے منافی اور متعارض ہے کیونکہ اُن میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے وقت حضرت ابن عباسؓ مدینہ میں موجود تھے۔

تو نے اپنی قبر میں جانا ہے۔ وہ خیر کی طرف چلے گئے ہیں اور تو شر کے لیے باقی ہے۔

ابن ہند نے کہا: میں یہ باتیں نہیں جانتا وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں، اُن کی اولاد چھوٹی ہے۔

ابن عباسؓ نے کہا: ہمارا ہر صغیر کبیر ہے۔

ابن ہند نے کہا: ابن عباسؓ! مبارک ہو اب قوم کے سردار تم ہو۔

ابن عباسؓ نے کہا: نہیں جب تک فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام حیات ہیں وہ سردار ہیں، مَیں نہیں ہوں"۔

أَنْسَابُ الأَشْرَافِ عَنْ جويرية بن أَسماء: لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام أخرجوا جِنازَتَهُ. فَحَمَلَ مَرْوَانُ سَرِيرَهُ. فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: أَتَحمِلُ سَرِيرَهُ؛ أَمَا وَاللهِ لَقَدْ كُنتَ تُجَرِّعُهُ الغَيظَ. فَقَالَ مَروانُ: إِنِّي قَدْ أَفعَلُ ذَاكَ بِمَن يُوازِنُ حِلمُهُ الجِبَالَ.

"انساب الاشراف میں جویریہ بن اسماء سے روایت ہے، جب حضرت امام حسن علیہ السلام شہید ہوئے اور آپؑ کا مقدس جنازہ گھر سے نکلا تو مروان نے مذکورہ واقعہ کے بعد امام کے جنازے کو اُٹھانے کے لیے کندھا دیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو اُن کے جنازے کو کندھا دے رہا ہے کہ جن کی زندگی میں انھیں غیض و غضب کے گھونٹ پلاتا رہا؟

مروان نے کہا: جی ہاں، میں اُن کے جنازے کو کندھا دے رہا ہوں جن کا حلم پہاڑوں پر بھی بھاری ہے"۔ [1]

أَنْسَابُ الأَشْرَافِ عَنْ أَبِي مخنف: مَنَعَ مَروانُ مِن دَفنِ الحَسَنِ علیہ السلام مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّى كَادَ يَكُونُ بَينَ الحُسَينِ علیہ السلام وَبَينَهُ قِتالٌ، وَاجتَمَعَ بَنو هَاشِمٍ وَبَنو المُطَّلِبِ وَمَوالِيهِم إِلَى

[1] انساب الاشراف: ج ۲، ص ۲۲۵؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۳۸

الحُسَينِ علیہ السلام. وَقَالَ أبو سَعيدٍ الخُدرِيُّ وَأبو هُرَيرَةَ لِمَروانَ: تَمنَعُ الحَسَنَ مِن أن يُدفَنَ مَعَ جَدِّهِ وَقَد قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الحَسَنُ وَالحُسَينُ سَيِّدا شَبابِ أهلِ الجَنَّةِ؟!

فَقالَ مَروانُ: لَقَد ضاعَ حَديثُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إن كانَ لا يَرويهِ إلّا مِثلُكَ وَمِثلُ أبي هُرَيرَةَ! فَدُفِنَ بِالبَقيعِ.

"انساب الاشراف میں ابو مخنف سے روایت ہے کہ مروان نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: وہ حضرت امام حسن علیہ السلام کو رسول اللہ کے پہلو میں دفن نہیں کر سکتے۔ قریب تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آلِ مروان کے درمیان جنگ شروع ہو جاتی۔ بنو ہاشم اور ان کے تمام دوست جمع ہو گئے۔ ابو سعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ نے مروان سے کہا: کیا تم امام حسنؑ کو روضہ رسولؐ میں دفن ہونے سے روکتے ہو، حالانکہ رسول اللہ نے اُن کے بارے میں فرمایا تھا: "حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں"۔

مروان نے کہا: میں اِس حدیث کو نہیں مانتا کیونکہ اِس کے راوی تم جیسے لوگ ہو یا ابو ہریرہ جیسے۔ پھر آپ کو جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا"۔ ①

أنساب الأشراف: إنَّ الحَسَنَ علیہ السلام أوصى أن يُدفَنَ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَأظهَرَ الحُسَينُ علیہ السلام ذٰلِكَ قَبلَ مَوتِ الحَسَنِ علیہ السلام، فَأنكَرَهُ مَروانُ بنُ الحَكَمِ، وَكَتَبَ بِقَولِ الحُسَينِ علیہ السلام إلى مُعاوِيَةَ. فَكَتَبَ إلَيهِ مُعاوِيَةُ: إذا ماتَ الحَسَنُ فَامنَع مِن ذٰلِكَ أشَدَّ المَنعِ كَما مُنِعنا مِن دَفنِ عُثمانَ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

فَأتَى الحُسَينُ علیہ السلام الحَسَنَ علیہ السلام فَأخبَرَهُ بِذٰلِكَ. فَقالَ: يا أخي اجتَنَبتُ القِتالَ في حَياتي، أفَتُريدُ أن يَكونَ ذٰلِكَ عِندَ

---

① انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۰۰؛ سیر أعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۷۶؛ مقاتل الطالبیین: ص ۸۲؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۱۶، ص ۱۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۳۵

سَرِیرِی؛ فَضَمِنَ لَهُ أَلَّا یَفعَلَ.
وَیُقَالُ: إِنَّهُ لَم یَجرِ بَینَهُ وَبَینَ الحُسَینِ علیہ السلام فِي ذٰلِكَ شَيءٌ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَرَادَ الحُسَینُ علیہ السلام دَفنَهُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَمَنَعَهُ مَروَانُ مِن ذٰلِكَ، وَكَادَ أَن یَكُونَ بَینَ الحُسَینِ علیہ السلام وَبَینَهُ فِي ذٰلِكَ شَرٌّ فَأَمسَكَ.

''انساب الاشراف میں ہے، حضرت امام حسن علیہ السلام نے وصیت کی کہ اُنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ اِسی بات کا اظہار حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپؑ کی شہادت سے قبل کیا۔ مروان بن حکم نے انکار کیا کہ وہ آپؑ کو دفن نہیں ہونے دے گا۔ مروان نے یہی معاملہ ابن ہند کو لکھا۔ اُس نے مروان کی طرف لکھا کہ قطعاً دفن نہ ہونے دینا۔ اِن کے ساتھ اِس طرح کرنا جس طرح ہمارے ساتھ حضرت عثمانؓ کے دفن کے وقت کیا گیا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس آئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی۔ آپؑ نے فرمایا: بھائی جان! میں نے جب اپنی زندگی میں جنگ سے اجتناب کیا تھا اب میں اپنی شہادت کے بعد جنگ کو پسند کروں گا؟ آپؑ نے امام حسین علیہ السلام سے ضمانت لی کہ وہ جنگ نہیں کریں گے۔

لیکن ایک قول یہ ہے کہ یہ معاملہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے درمیان زیر بحث نہیں آیا تھا۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام نے رحلت پائی تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے کا ارادہ کیا تو مروان نے اُنھیں روک دیا تھا۔ قریب تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور اِن لوگوں کے درمیان جنگ شروع ہو جائے۔ امام علیہ السلام نے صبر کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے جنگ نہ ہوئی''۔ (انساب الاشراف: ج ۳، ص ۲۹۸)

بھائی، بھائی کی قبر پر

عیون اخبار ابن قتیبہ میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادر بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر مبارک پر فرمایا: یا ابو محمدؑ! اللہ رب العزت آپؑ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آپؑ حق کو اپنی جگہ پر دیکھنا چاہتے تھے، آپؑ اپنے حُسنِ تفکر سے تقیہ کے مقامات پر باطل کی تردید کرکے اللہ رب العزت کو ترجیح دیتے تھے۔ آپؑ کے سامنے دنیا اور اس کی شان و شوکت کی کوئی قیمت نہیں تھی۔ آپ اِن لوگوں پر اپنا فیض اُس ہاتھ سے جاری کرتے تھے جو ہاتھ پاک و پاکیزہ اور طیب و طاہر تھا اور جسے اپنی عطا کے عوض صلہ و ستائش کی ضرورت نہ تھی۔ آپؑ اپنے دشمن کو اپنی تلوار سے قتل کرنے کے بجائے اپنی بخشش و عطا سے نئی زندگی دیتے تھے۔ یہ کوئی قابلِ تعجب بات نہیں ہے، کیونکہ آپؑ فرزندِ رسولؐ ہیں۔ آپؑ نے دانش و حکمت کی آغوش سے دودھ پیا ہے۔ اب آپؑ روح و ریحان اور جنت نعیم کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ اللہ ہمیں اس عظیم مصیبت کا اُجر عطا فرمائے اور اس دردناک صدمے کو برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔[1]

المناقب لابن شهر آشوب: قَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام لَمَّا وَضَعَ الْحَسَنَ فِي لَحْدِهِ:

أَأَدهُنُ رَأسي أم تَطيبُ مَجالِسي	وَرَأسُكَ مَعفورٌ وَأَنتَ سَليبُ
أَوَ استَمتِعُ الدُّنيَا لِشَيءٍ أُحِبُّهُ	أَلاكُلُّ مَا أَدنَى اِلَيكَ حَبيبُ
فَلَا زِلتُ أَبكي مَا تَغَنَّت حَمَامَةٌ	عَلَيكَ وَمَا هَبَّت صَباً وَجَنوبُ
وَمَا هَمَلَت عَيني مِنَ الدَّمعِ قَطرَةً	وَمَا اخضَرَّ فِي دَوحِ الحِجازِ قَضيبُ
بُكَائي طَويلٌ وَالدُّموعُ غَزيرَةٌ	وَأَنتَ بَعيدٌ وَالمَزارُ قَريبُ
غَريبٌ وَأَطرَافُ البُيوتِ تَحوطُهُ	أَلاكُلُّ مَن تَحتَ التُّرابِ غَريبُ
وَلَا يَفرَحُ الباقي خِلَافَ الَّذِي مَضَى	وَكُلُّ فَتىً لِلمَوتِ فِيهِ نَصِيبُ

[1] عیون اخبار ابن قتیبہ: ج ۲، ص ۳۱۴؛ تاریخ دمشق: ج ۱۳، ص ۲۹۶

''مناقب ابن شہرآشوب میں ہے، جس وقت فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادرِ بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام کو لحد میں اُتارا تو اُن سے خطاب کیا:

''کیا اب میں اپنے سر میں تیل لگا کر اپنے آپ کو زینت دوں اور اپنی محافل کے ماحول کو خوشبوؤں سے معطر کروں، حالانکہ اب آپؑ کا مقدس سر خاک آلود ہے۔ آپؑ ہم سے چھین لیے گئے ہیں۔ جب تک یہ نظامِ دنیا ہے اور اُس کی کارگزاریاں ہیں آپؑ کا یہ غم برابر رہے گا۔ اب میں زندگی بھر آپؑ کے ہجر وفراق میں روتا رہوں گا۔ کیونکہ آپؑ کی دردناک شہادت کے بعد چین اور راحت ہم سے رخصت ہو گئے ہیں۔

میری آنکھیں ہر وقت آنسو برساتی رہی ہیں۔ اب زندگی میں سُکھ اور سکون نامی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ میں ساری زندگی آپؑ کی یاد میں روتا رہوں گا۔ میرا گریہ طولانی ہے۔ آپؑ مجھ سے بہت دُور ہیں لیکن آپؑ کا مقدس مزار میرے قریب ہے۔ آپؑ عالمِ آخرت کے مسافر ہیں، آپؑ کا مزار گھروں کے اطراف میں ہے۔ جی ہاں! جو آدمی مٹی کے نیچے ہے وہ مسافر ہے۔ اب مسرت وراحت کی گھڑیاں گزر گئی ہیں۔ ہر جوان کے مقدر میں موت لکھ دی گئی ہے''۔ [1]

قرب الإسناد عَن أبي البختري عَن جعفر عَن أبيه (الباقر) عليهما السلام: إنَّ الحُسَينَ بن عَليٍّ كانَ يَزورُ قَبرَ الحَسَنِ علیہ السلام في كُلِّ عَشِيَّةِ جُمُعَةٍ.

''قرب الاسناد میں ہے، ابوالبختری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے

[1] مناقب ابن شہرآشوب: ج ۴، ص ۴۵؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۱۴۰

فرمایا: حضرت حسین بن علیؑ ہر شب جمعہ اپنے برادر بزرگوار کے مزار پر تشریف لے جاتے تھے"۔ ①

شہادت امیر المومنینؑ کے بعد حضرت امام حسینؑ کی زندگی پر ایک نظر

جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو مملکت اسلامیہ کی سیاست منقلب ہو کر رہ گئی۔ ہم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اِس زندگی کا مطالعہ کرنا ہے جس کا آغاز اُن کے والد بزرگوارؑ کی شہادت سے ہوتا ہے اور اس کا اختتام یزید کی حکومت کے آغاز پر ہوتا ہے۔ یہ دور ۴۰ھ سے شروع ہوتا ہے اور ۶۰ھ پر ختم ہوتا ہے۔ اِس دور کے اہم ترین پہلو درج ذیل ہیں:

حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام حسنؑ کی اتباع و اطاعت

یہ امام حسین علیہ السلام کی زندگی کا اہم ترین دور ہے۔ اِس دور میں آپؑ نے زمانے کو اچھی طرح سے دیکھا اور اُس سے بہت کچھ حاصل کیا۔ آپؑ نے اپنے زمانہ کے امامؑ کی اتباع و اطاعت کا بھرپور انداز میں حق ادا کیا۔ آپؑ نے اُنھیں امامِ مُطلق سمجھا۔ اپنے تمام معاملات میں اُنھیں اپنا ہادی اور رہبر بنایا۔ آپؑ اپنے برادر بزرگوار کے احترام و اِکرام میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔ اگر کسی مجلس و محفل میں امام حسن علیہ السلام موجود ہوتے تو آپؑ خاموش رہتے تھے اور کوئی بات نہ کرتے تھے اور نہ ہی اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے۔ اگر آپؑ اُن کے ہمراہ چل رہے ہوتے تھے تو اُن کے پیچھے چلتے، اُن کے آگے ایک قدم رکھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ المختصر آپ اپنے زمانے کے امام کا اِکرام حد سے زیادہ کرتے تھے۔

صلح امام حسنؑ میں امام حسینؑ کا کردار

حضرت امام حسن علیہ السلام اور حاکم شام کے درمیان جو صلح طے پائی تھی۔ صلح کا یہ معاہدہ تاریخ اسلام کا ایک بہت بڑا باب ہے۔ اُس دور کے اہلِ بیتؑ کے پیروکاروں کے تمام حالات محفوظ ہیں کہ جن لوگوں نے مخالفت کی اور جن لوگوں نے تائید کی اِن سب کے مفصل حالات

① قرب الاسناد: ص ۱۳۹؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۱۵۵

تاریخی مصادر میں موجود ہیں۔ لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ السلام اور حاکم شام کے درمیان طے پانی والی صلح کی حمایت کی تھی، کیونکہ اس وقت کے سیاسی حالات صلح کے متقاضی تھے، جنگ کے متحمل نہیں تھے۔

روایاتِ معتبرہ سے یہی کچھ ثابت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے صلح کا بھرپور انداز میں دفاع کیا اور اپنے برادرِ بزرگوار کے فیصلے کی تائید و تصدیق کی۔ جب حاکمِ شام سے صلح ہوگئی تو قیس بن سعد نے آپؑ سے آپؑ کا موقف پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

يَا قَيْسُ اِنَّهُ اِمَامِي يعني الحَسَن

''اے قیس! حضرت امام حسنؑ ہی میرے امام ہیں''۔ (رجال کشی)

جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا تو آپؑ نے اپنے برادرِ بزرگوار کے معاہدے کو برقرار رکھا۔

جی ہاں! کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام صلح امام حسن علیہ السلام پر راضی نہ تھے، جس طرح کہ طٰہٰ حسین نے لکھا ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اِس معاہدے کی مخالفت کی تھی۔ یہ تمام باتیں حقیقت کے برعکس ہیں۔ آیئے اِن حقائق کو درج ذیل حقائق کی روشنی میں دیکھتے ہیں:

① مذکورہ روایات اُن روایات سے متعارض ہیں جو معتبر مصادر میں موجود ہیں۔

② ایسی روایات کا وجود اہلِ بیتؑ کی عصمت کے خلاف ہے، کیونکہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام دونوں امامِ معصوم ہیں اور اُن کے سامنے اُمت کے مصالح تھے۔ اُن کے موقف ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے تھے۔ اُن بزرگواروں کا ایک ہی موقف تھا۔ دو امامؑ ایک قضیے میں کس طرح مختلف ہو سکتے ہیں۔ جب ایک امام اپنے زمانے کا امام ہو اور دوسرے ان کے تابع ہوں؟

③ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے برادر بزرگوار کی شہادت کے بعد اس معاہدے کو حاکمِ شام کی موت تک برقرار رکھا۔ یہ زمانہ دس سال پر محیط ہے۔

اس بنا پر جو روایت مناقب ابنِ شہر آشوب اور الاعثم کی الفتوح میں ہے وہ صحیح نہیں

ہے۔ وہ روایت یہ ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام اور حاکمِ شام کے درمیان صلح کا معاہدہ ہوا تو حاکمِ شام نے کہا: اس معاہدے کی امام حسین علیہ السلام بھی تائید کریں تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے اُسے کہا: اے معاویہ! انھیں اس بات پر مجبور نہ کیا جائے۔ آپؑ قتل ہو جائیں گے تائید نہیں کریں گے۔ لیکن اُنھیں اس وقت قتل نہیں کیا جاسکتا جب تک تمام اہلِ بیتؑ قتل نہ ہو جائیں اور اہلِ بیتؑ اُس وقت تک قتل نہیں ہو سکتے جب تک تمام اہلِ شام قتل نہ ہو جائیں۔

اگر امام حسین علیہ السلام تائید نہ کرتے تو آپؑ سے متعلق وفائی روایات اس قدر نہ ہوتیں جس قدر تاریخی مصادر میں موجود ہیں۔ یہی تمام روایات اِس امر پر روشنی ڈالتی ہیں کہ آپؑ نے اس معاہدے کی تائید کی تھی۔ سوائے اِن دو روایات کے کہ جن میں سے ایک روایت کے ناقل ابن شہر آشوب ہیں۔ اسی ابن شہر آشوب نے اپنے اسی مصدر میں روایت نقل کی ہے جو اس کی پہلی روایت کے خلاف ہے۔

گذشتہ سطور میں جو حدیث موجود ہے اُس کی صحت کی معدومیت پر خود نص شاہد ہے کہ اہلِ بیتؑ اُس وقت تک قتل نہیں ہوں گے جب تک تمام اہلِ شام قتل نہ ہو جائیں گے۔ اِس روایت کو کس طرح صحیح کہا جاسکتا ہے۔ میدانِ کربلا میں اہلِ بیت علیہم السلام قتل ہو گئے تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام بھی شہید ہوئے تھے۔ اہلِ شام کو تو معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچا تھا اور وہ محفوظ رہ گئے تھے۔

جن باتوں کا ابھی تذکرہ ہوا ہے اُن میں غور وفکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہ تمام کاوشیں اہلِ بیتِ اطہارؑ کے دشمنوں کی وضع کردہ ہیں۔ جن کا مقصد ہمیشہ آلِ محمدؐ کو نقصان پہنچانا رہا ہے۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان صلح ہوئی تو اِن لوگوں نے کوشش کی کہ دنیا کے سامنے یہ رکھیں کہ اہلِ بیتؑ رسولؐ کے بزرگواروں میں سیاسی اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے صلح کی لیکن اُن کے برادر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن کے اِس اقدام کی تائید نہیں کی تھی۔ ابھی آپ نے مطالعہ کیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے برادرِ معظم کی موجودگی میں نہ بات کرتے تھے اور نہ اُن کے مقابلے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے۔ اُن کی رائے کو اپنی رائے سمجھتے تھے اور ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔

حکومتی درباروں سے وابستہ اشخاص نے اپنے آقاؤں کا حق ادا کرنے کے لیے روایتیں گھڑیں، تاکہ حقائق کو چھپایا جائے، لیکن حقائق مثلِ آفتاب ہوتے ہیں جس طرح دھول اُڑانے سے آفتاب کی تابانی پر اثر نہیں پڑتا اس طرح جعلی روایات سے آلِ محمدؐ کی مقدس ہستیوں کے ملکوتی کردار کو عیب دار نہیں کیا جاسکتا۔

حسینی انقلاب کا نقطۂ آغاز

حضرت امام حسین علیہ السلام خاندانِ رسالتؐ کے سپوت تھے۔ امام علیہ السلام کے شانوں پر اُمت مسلمہ کی ذمہ داریاں تھیں۔ جب امام حسن علیہ السلام نے صلح کرلی تو آپؑ نے اُن کے اِس معاہدے کا دفاع کیا۔ آپؑ نے جہاں دفاع کیا وہاں حزبِ اختلاف کی غلط پالیسیوں پر کھل کر تنقید بھی کی۔

جب ہم آپؑ کی زندگی کے اس دور کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم امام علیہ السلام کو انقلاب کی بنیاد رکھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ آپ نے اپنے اِس انقلاب کا آغاز غایت درجے کی زکاوت و ذہانت سے کیا۔ جب حکومت کی غلط کاریوں کو دیکھتے تو دُعائیہ انداز اختیار فرماتے۔ اِس دعائیہ انداز میں اپنے موقف کا اظہار کرتے اور حکومت پر تنقید کرتے۔ ساتھ ہی لوگوں کو اپنے قریب کرتے۔ یہ آپؑ کے انقلاب کا آغاز تھا۔ ہم اسے دُعائیہ حرب کا نام دیتے ہیں۔ آپؑ حاکمِ شام کی طرف ضرورت کے مطابق خطوط ارسال کرتے، تاکہ اُسے معلوم ہوجائے کہ اُس کی کارگزاریوں پر نظر ہے تاکہ وہ ان اُمور سے دُور رہے جو اُمت کے لیے باعث ضرر ہیں۔

جب حاکمِ شام نے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت کی تحریک چلائی تو آپؑ نے اُس کی کھل کر مخالفت کی۔ ایک روایت کے مطابق جب یزید خاندانِ اہلِ بیتؑ کی خاتون سے عقدِ اَزدواج کرنا چاہتا تھا تو آپؑ نے اس کی بھرپور مخالفت کی تھی۔

ابھی حاکمِ شام زندہ تھا۔ حج کے ایام تھے۔ میدانِ منیٰ میں امامؑ کے اردگرد سات سو سے زیادہ لوگوں کا مجمع تھا جس میں تقریباً دو سو صحابہ کرام بھی تھے۔ آپ نے اِس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اسلامی اُصولوں کو کھل کر پیش کیا تھا اور حکومت پر کڑی تنقید کی تھی لیکن آپ

کی یہ جنگ دُعائیہ انداز میں تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ امیر شام کی موت کے بعد اسلامی انقلاب کے لیے زمین ہموار ہو جائے تا کہ پھر آسانی کے ساتھ انقلاب کے لیے جدوجہد کی جائے کیونکہ آپؑ مناسب موقع کی تلاش میں تھے۔

دوسری فصل

ابنِ ہند کے مقابل حضرت امام حسینؑ کا موقف

امامؑ کا ابنِ ہند کی طرف توبیخی خط

الأخبار الطوال: لَمَّا قُتِلَ حُجرُ بنُ عَدِيٍّ وَأَصحابُهُ، استَفظَعَ أهلُ الكوفَةِ ذٰلِكَ استِفظاعاً شَديداً، وَكانَ حُجرٌ مِن عُظَماءِ أصحابِ عَلِيٍّ عليه السلام، وَقَد كانَ عَلِيٌّ أرادَ أن يُوَلِّيَهُ رِئاسَةَ كِندَةَ، وَيَعزِلَ الأَشعَثَ بنَ قَيسٍ، وَكِلاهُما مِن وُلدِ الحارِثِ بنِ عَمرٍو آكِلِ المُرارِ، فَأَبى حُجرُ بنُ عَدِيٍّ أن يَتَوَلَّى الأَمرَ وَالأَشعَثُ حَيٌّ.

فَخَرَجَ نَفَرٌ مِن أشرافِ أهلِ الكوفَةِ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام، فَأَخبَروهُ الخَبَرَ، فَاستَرجَعَ وشَقَّ عَلَيهِ، فَأَقامَ اُولئِكَ النَّفَرُ يَختَلِفونَ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام وَعَلَى المَدينَةِ يَومَئِذٍ مَروانُ بنُ الحَكَمِ، فَتَرَقَّى الخَبَرُ إلَيهِ، فَكَتَبَ إلى مُعاوِيَةَ يُعلِمُهُ أنَّ رِجالاً مِن أهلِ العِراقِ قَدِموا عَلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام، وَهُم مُقيمونَ عِندَهُ يَختَلِفونَ إلَيهِ، فَاكتُب إلَيَّ بِالَّذي تَرى.

فَكَتَبَ إلَيهِ مُعاوِيَةُ: لا تَعرِض لِلحُسَينِ في شَيءٍ، فَقَد بايَعَنا، وَلَيسَ بِناقِضٍ بَيعَتَنا وَلا مُخفِرٍ ذِمَّتَنا.

وَكَتَبَ إلَى الحُسَينِ عليه السلام: أمّا بَعدُ، فَقَدِ انتَهَت إلَيَّ اُمورٌ عَنكَ لَستَ بِها حَرِيّاً، لِأَنَّ مَن أعطى صَفقَةَ يَمينِهِ جَديرٌ بِالوَفاءِ، فَاعلَم رَحِمَكَ اللّٰهُ أنّي مَتى اُنكِركَ تَستَنكِرني، وَمَتى تَكِدني

أَكِيدَكَ ، فَلَا يَسْتَفِزَّنَّكَ السُّفَهَاءُ الَّذِينَ يُحِبُّونَ الْفِتْنَةَ ، وَالسَّلَامُ.

فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: مَا أُرِيدُ حَرْبَكَ، وَلَا الْخِلَافَ عَلَيْكَ.

"الاخبار الطوال میں ہے، جب حضرت حجر بن عدیؓ اور اُن کے ساتھیوں کا بہیمانہ قتل ہوا تو اہلِ کوفہ نے شدید غم و غصے کا اظہار کیا۔ حضرت حجر بن عدیؓ حضرت امام علی علیہ السلام کے عظیم صحابی تھے۔ جب حضرت امام علی علیہ السلام نے انھیں کندہ کی ولایت دینے کا ارادہ کیا اس وقت کندہ کی ولایت اشعث بن قیس کے پاس تھی۔ حجر بن عدی اور اشعث بن قیس دونوں حارث بن عمرو أکل المرار [1] کی اولاد میں سے تھے۔ اُن دنوں اشعث بن قیس کندہ کا گورنر تھا۔ حجر بن عدیؓ نے آپؑ سے کہا تھا: جب تک اشعث بن قیس زندہ ہے وہاں کی ولایت اس کے پاس رہنے دیں۔

اس واقعہ کے بعد کچھ اَشرافِ کوفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور انھیں اس دردناک واقعہ کی خبر دی۔ آپؑ نے کلمۂ استرجاع پڑھا اور اپنے دُکھ کا اظہار کیا۔ بعدازیں ہر طرف سے لوگ آپ کے پاس آنے لگے۔ اِن دنوں مدینہ کا حاکم مروان تھا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ اَطراف و اَکناف سے لوگ حسینؑ ابنِ علیؑ کے پاس آرہے ہیں تو اُس نے ابنِ ہند کی طرف خط لکھا کہ عراق سے لوگ امامؑ کے پاس آجارہے ہیں۔ اس بارے میں مَیں کیا کروں؟

ابنِ ہند نے مروان کی طرف خط لکھا کہ وہ حسینؑ بن علیؑ سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کرے، کیونکہ اُن کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہے۔ اُنھوں نے ابھی

---

[1] المرار: پودے کا نام ہے جو سخت کڑوا کسیلا ہوتا ہے۔ حارث بن عمرو اکل المرار یمن کا بادشاہ تھا۔ ایک سفر میں جب بھوک نے انھیں بے حال کیا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اس مذکورہ پودے کو کھا لیا تھا۔ حارث موت سے بچ گیا لیکن اس کے ساتھی ہلاک ہوگئے تھے۔ (کتاب العین: ص ۷۶۰)

تک اپنے معاہدے کو نہیں توڑا اور کسی قسم کی بے وفائی بھی نہیں کی۔

ابن ہند نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ جن اُمور کی طرف آپؑ کی طرف سے مجھے خبر دی گئی ہے وہ آپؑ کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ جو معاہدہ کے لیے ہاتھ بڑھاتا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس سے وفا کی جائے۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ جان لیجیے جب میری طرف سے کوئی زیادتی ہو تو پھر آپ کو جواب دینے کا حق ہے۔ جب آپؑ میرے خلاف کوئی سازش کریں گے تو پھر میں بھی کروں گا۔ یہ احمق لوگ آپ کو مشتعل نہ کریں کیونکہ یہ لوگ فساد چاہتے ہیں۔۔۔ والسلام!

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس کے جواب میں لکھا تھا کہ "میں تم سے جنگ نہیں کرنا چاہتا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۲۴)

أنساب الأشراف: كَانَ رِجَالٌ مِن أَهلِ العِرَاقِ وَلُثمانُ أَهلِ الحِجَازِ يَختَلِفونَ إِلَى الحُسَينِ، يُجِلُّونَهُ ويُعَظِّمونَهُ ويَذكُرونَ فَضلَهُ ويَدعونَهُ إِلَى أَنفُسِهِم، وَيَقُولُونَ: إِنَّا لَكَ عَضُدٌ وَيَدٌ، لِيَتَّخِذُوا الوَسيلَةَ إِلَيهِ، وَهُم لا يَشُكّونَ فِي أَنَّ مُعَاوِيَةَ إِذَا مَاتَ لَم يَعدِلِ النَّاسُ بِحُسَينٍ علیہ السلام أَحَداً.

فَلَمَّا كَثُرَ اختِلافُ النَّاسِ إِلَيهِ، أَتَى عَمرُو بنُ عُثمانَ بنِ عَفَّانَ مَروانَ بنَ الحَكَمِ، وَهُوَ إِذ ذاكَ عَامِلُ مُعَاوِيَةَ عَلَى المَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ: قَد كَثُرَ اختِلافُ النَّاسِ إِلى حُسَينٍ، وَاللهِ إِنِّي لَأَرَى أَنَّ لَكُم مِنهُ يَوماً عَصِيباً. فَكَتَبَ مَروانُ ذٰلِكَ إِلى مُعَاوِيَةَ، فَكَتَبَ إِلَيهِ مُعَاوِيَةُ: بِأَنِ اترُك حُسَيناً ما تَرَكَكَ وَلَم يُظهِر عَداوَتَهُ، ويُبدِ صَفحَتَهُ، وَاكمُن عَنهُ كُمونَ الثَّرى إِن شاءَ اللهُ وَالسَّلامُ.

وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام: أَمّا بَعدُ فَقَد أُنهِيَت إِلَيَّ عَنكَ

أُمورٌ إن كانت حقًّا فإني لم أكن أظنُّها بك رغبةً عنها، وإن كانت باطلاً فأنت أسعدُ النّاسِ بمُجانبتها، وبحظّ نفسك تبدأ، وبعهد الله توفي. فلا تحملني على قطيعتك والإساءة إليك، فإني متى أنكرتك تُنكرني، ومتى تكدني أكدك. فاتّقِ الله يا حسين في شقّ عصا الأمّة، وأن تردّهم في فتنة!!

فكتب إليه الحسين علیہ السلام كتاباً غليظاً يعدّ عليه فيه ما فعل في أمر زياد، وفي قتل حجر، ويقول له: إنّك قد فُتنت بكيد الصّالحين مذ خُلقت! فكدني ما بدا لك!

وكان آخر نصّ الكتاب: والسّلام على من اتّبع الهدى.

"انساب الاشراف میں ہے، عراق اور حجاز مقدس کے لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آمدورفت شروع کی۔ حجاز سے جو لوگ آتے وہ نقاب پوش ہوتے تھے۔ وہ آپؑ کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ آپؑ کے فضائل بیان کرتے اور اپنے پاس آنے کی دعوت دیتے اور کہتے: ہم آپؑ کے بازو اور ہاتھ ہیں۔ آپؑ ہمارے ذریعے خروج کر سکتے ہیں۔ یہ تمام لوگ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ جب ابن ہند موت سے دوچار ہوگا تو لوگ حضرت امام حسین علیہ السلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس نہیں جائیں گے۔

جب لوگوں کی آمدورفت آپؑ کے حضور بہت زیادہ ہونے لگی تو عمرو بن عثمان بن عفان مروان بن حکم کے پاس آیا۔ مروان اس وقت ابن ہند کی طرف سے مدینہ کا عامل تھا۔ اُس نے کہا: اس وقت حسینؑ بن علیؑ مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں۔ کثرت کے ساتھ لوگ اُن کے پاس آجا رہے ہیں۔ بخدا! جو کچھ میں اس وقت دیکھ رہا ہوں اُس اعتبار سے حالات آپ کے حق میں نہیں ہیں۔ حساسیت پائی جاتی ہے، توجہ کی ضرورت ہے۔

مروان نے ابنِ ہند کی طرف خط ارسال کیا جس میں اُس نے مدینہ کے سیاسی حالات لکھے تھے۔ ابنِ ہند نے اس کے جواب میں لکھا: جس طرح حسین تمھیں کچھ نہیں کہہ رہے تم بھی اسی طرح اُنھیں کچھ نہ کہو۔ وہ اپنی عداوت کا مظاہرہ نہیں کر رہے تو تم بھی اُن کے کاموں میں مداخلت نہ کرو۔ اُن کے معاملات میں خاموشی اختیار کرو۔ حالات ٹھیک رہیں گے ان شاء اللہ، والسلام!

ابنِ ہند نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا جس کا مضمون یہ ہے:

"امابعد! آپؑ کے بارے میں میری طرف رپورٹیں آرہی ہیں۔ اگر یہ رپورٹیں سچ پر مبنی ہیں تو میں پھر بھی آپؑ پر غلط گمان نہیں کرتا۔ اگر ان کی یہ باتیں باطل ہیں تو آپؑ اپنی جانب سے سب سے بہترین ہستی ہیں۔ آپؑ نے جو معاہدہ کیا تھا اُسے نبھایا ہے۔ میری اِن باتوں کو لاتعلقی اور سوئے ظن پر محمول نہ کرنا۔ جب میں آپؑ کے حقوق میں تجاوز کروں تو پھر آپ کو اختیار ہے۔ جب آپؑ مجھے دھوکہ دیں گے تو میں بھی اُس کا جواب دوں گا۔ اے حسینؑ! اللہ کا خوف کرو، اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو پھر فتنہ وفساد سے دوچار ہو جاؤ گے"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابنِ ہند کی طرف بھرپور انداز میں جوابی خط لکھا اور اس خط میں زیاد بن اُمیہ کے مظالم تحریر کیے کہ اُس نے حجر بن عدیؓ اور اُن کے ساتھیوں پر کون کون سے مظالم ڈھائے اور انھیں کس طرح بے دردی سے قتل کیا۔ آپؑ نے اُسے لکھا جب سے تُو نے حکومت سنبھالی ہے اس دن سے صالح اور باایمان لوگ فتنہ وفساد سے دوچار ہیں۔ تم میرے خلاف جو سازشیں کر سکتے ہو کرو۔ آپؑ کے اس خط کے آخری الفاظ ہیں: وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی "اُس پر سلام جو ہدایت کا پیروکار ہے"۔ (انساب الاشراف: ج۳، ص۳۶۶)

أنساب الأشراف: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إلى الحُسَينِ بنِ عَليٍّ علیہ السلام: أمَّا بَعدُ، فَقَدِ انتَهَت إلَيَّ عَنكَ أمورٌ أرغَبُ بِكَ عَنهَا، فَإِن كَانَت حَقًّا لَم اُقارَّكَ عَلَيهَا، ولَعَمرِي إنَّ مَن أعطىٰ صَفقَةَ يَمينِهِ وَعَهدَ اللهِ ومِيثَاقَهُ لَحَرِيٌّ بِالوَفَاءِ. وَإِن كَانَت بَاطِلاً فَأَنتَ أسعَدُ النَّاسِ بِذٰلِكَ، وَبِحَظِّ نَفسِكَ تَبدَأُ، وَبِعَهدِ اللهِ تُوفي. فَلَا تَحمِلنِي عَلىٰ قَطيعَتِكَ وَالإِسَاءَةِ بِكَ، فَإِنّي مَتىٰ أنكِركَ تُنكِرني، ومَتىٰ تَكِدني أكِدكَ. فَاتَّقِ شَقَّ عَصا هٰذِهِ الأُمَّةِ وأن يَرجِعوا عَلىٰ يَدَيكَ إلى الفِتنَةِ، فَقَد جَرَّبتَ النَّاسَ وَبَلَوتَهُم، وَأبوكَ كَانَ أفضَلَ مِنكَ، وَقَد كَانَ اجتَمَعَ عَلَيهِ رَأيُ الَّذينَ يَلوذونَ بِكَ، وَلَا أظُنُّهُ يَصلُحُ لَكَ مِنهُم مَا كَانَ فَسَدَ عَلَيهِ، فَانظُر لِنَفسِكَ وَدينِكَ وَلَا يَستَخِفَّنَّكَ الَّذينَ لَا يوقِنونَ.

فَكَتَبَ إلَيهِ الحُسَينُ علیہ السلام: أمَّا بَعدُ، فَقَد بَلَغَني كِتَابُكَ تَذكُرُ أنَّهُ بَلَغَتكَ عَنّي أمورٌ تَرغَبُ عَنهَا، فَإِن كَانَت حَقًّا لَم تُقارَّني عَلَيهَا، وَلَن يَهدِيَ إلَى الحَسَنَاتِ وَيُسَدِّدَ لَهَا إلَّا اللهُ. فَأَمَّا مَا نُمِيَ إلَيكَ فَإِنَّمَا رَقَّاهُ المَلَّاقونَ المَشَّاؤونَ بِالنَّمائِمِ، المُفَرِّقونَ بَينَ الجَميعِ، وَمَا اُريدُ حَربًا لَكَ وَلَا خِلافًا عَلَيكَ، وَايمُ اللهِ لَقَد تَرَكتُ ذٰلِكَ وَأنَا أخافُ اللهَ في تَركِهِ، وَمَا أظُنُّ اللهَ رَاضِيًا عَنّي بِتَركِ مُحاكَمَتِكَ إلَيهِ، وَلَا عاذِري دونَ الإِعذارِ إلَيهِ فيكَ وَفي أولِيائِكَ القاسِطينَ المُلحِدينَ، حِزبِ الظَّالِمينَ وَأولِياءِ الشَّياطينِ.

ألَستَ قَاتِلَ حُجرِ بنِ عَدِيٍّ وَأصحابِهِ المُصَلّينَ العابِدينَ، الَّذينَ يُنكِرونَ الظُّلمَ وَيَستَعظِمونَ البِدَعَ وَلَا يَخافونَ فِي اللهِ لَومَةَ لائِمٍ، ظُلمًا وَعُدوانًا، بَعدَ إعطائِهِمُ الأَمانَ

بِالْمَوَاثِيقِ وَالأَيمَانِ المُغَلَّظَةِ؟

أَوَلَستَ قَاتِلَ عَمرِو بنِ الحَمِقِ صَاحِبِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الَّذِي أَبلَتهُ العِبَادَةُ وَصَفَّرَت لَونَهُ وَأَنحَلَت جِسمَهُ؟

أَوَلَستَ المُدَّعِيَ زِيَادَ بنَ سُمَيَّةَ المَولُودَ عَلَى فِرَاشِ عُبَيدِ عَبدِ ثَقِيفٍ، وَزَعَمتَ أَنَّهُ ابنُ أَبِيكَ، وَقَد قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: الوَلَدُ لِلفِرَاشِ وَلِلعَاهِرِ الحَجَرُ، فَتَرَكتَ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ وَخَالَفتَ أَمرَهُ مُتَعَمِّداً، وَاتَّبَعتَ هَوَاكَ مُكَذِّبًا بِغَيرِ هُدًى مِنَ اللهِ، ثُمَّ سَلَّطتَهُ عَلَى العِرَاقَينِ فَقَطَعَ أَيدِيَ المُسلِمِينَ وَسَمَلَ أَعيُنَهُم، وَصَلَبَهُم عَلَى جُذُوعِ النَّخلِ، كَأَنَّكَ لَستَ مِنَ الأُمَّةِ وَكَأَنَّهَا لَيسَت مِنكَ، وَقَد قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَن أَلحَقَ بِقَومٍ نَسَبًا لَيسَ لَهُم فَهُوَ مَلعُونٌ؟

أَوَلَستَ صَاحِبَ الحَضرَمِيِّينَ الَّذِينَ كَتَبَ إِلَيكَ ابنُ سُمَيَّةَ أَنَّهُم عَلَى دِينِ عَلِيٍّ، فَكَتَبتَ إِلَيهِ: أُقتُل مَن كَانَ عَلَى دِينِ عَلِيٍّ وَرَأيِهِ؛ فَقَتَلَهُم وَمَثَّلَ بِهِم بِأَمرِكَ، وَدِينُ عَلِيٍّ دِينُ مُحَمَّدٍ الَّذِي كَانَ يَضرِبُ عَلَيهِ أَبَاكَ، وَالَّذِي انتِحَالُكَ إِيَّاهُ أَجلَسَكَ مَجلِسَكَ هٰذَا، وَلَولَا هُوَ كَانَ أَفضَلُ شَرَفِكَ تَجَشُّمَ الرِّحلَتَينِ فِي طَلَبِ الخُمُورِ.

وَقُلتَ: أُنظُر لِنَفسِكَ وَدِينِكَ وَالأُمَّةِ، وَاتَّقِ شَقَّ عَصَا الأُلفَةِ، وَأَن تَرُدَّ النَّاسَ إِلَى الفِتنَةِ! فَلَا أَعلَمُ فِتنَةً عَلَى الأُمَّةِ أَعظَمَ مِن وِلَايَتِكَ عَلَيهَا، وَلَا أَعلَمُ نَظَرًا لِنَفسِي وَدِينِي أَفضَلَ مِن جِهَادِكَ، فَإِن أَفعَلهُ فَهُوَ قُربَةٌ إِلَى رَبِّي، وَإِن أَترُكهُ فَذَنبٌ أَستَغفِرُ اللهَ مِنهُ فِي كَثِيرٍ مِن تَقصِيرِي، وَأَسأَلُ اللهَ تَوفِيقِي لِأَرشَدِ أُمُورِي.

وَأَمَّا كَيْدُكَ إِيَّايَ. فَلَيْسَ يَكُونُ عَلَى أَحَدٍ أَضَرَّ مِنْهُ عَلَيْكَ، كَفِعْلِكَ بِهَؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ قَتَلْتَهُمْ وَمَثَّلْتَ بِهِمْ بَعْدَ الصُّلْحِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا قَاتَلُوكَ وَلَا نَقَضُوا عَهْدَكَ، إِلَّا مَخَافَةَ أَمْرٍ لَوْلَمْ تَقْتُلْهُمْ مِتَّ قَبْلَ أَنْ يَفْعَلُوهُ. أَوْ مَاتُوا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكُوهُ. فَأَبْشِرْ يَا مُعَاوِيَةُ بِالْقِصَاصِ، وَأَيْقِنْ بِالْحِسَابِ، وَاعْلَمْ أَنَّ لِلَّهِ كِتَابًا لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا. وَلَيْسَ اللَّهُ بِنَاسٍ لَكَ أَخْذَكَ بِالظِّنَّةِ، وَقَتْلَكَ أَوْلِيَاءَهُ عَلَى الشُّبْهَةِ وَالتُّهْمَةِ. وَأَخْذَكَ النَّاسَ بِالْبَيْعَةِ لِابْنِكَ غُلَامٍ سَفِيهٍ يَشْرَبُ الشَّرَابَ وَيَلْعَبُ بِالْكِلَابِ، وَلَا أَعْلَمُكَ إِلَّا خَسِرْتَ نَفْسَكَ، وَأَوْبَقْتَ دِينَكَ، وَأَكَلْتَ أَمَانَتَكَ، وَغَشَشْتَ رَعِيَّتَكَ، وَتَبَوَّأْتَ مَقْعَدَكَ مِنَ النَّارِ. فَبُعْداً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ!

"انساب الاشراف میں ہے، ابنِ ہند نے حسینؑ ابنِ علیؑ کی طرف خط لکھا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا: امابعد! آپؑ کے بارے میں مجھے خط موصول ہوا ہے، جس میں آپؑ کے کچھ اُمور بیان کیے گئے ہیں۔ مجھے اُن میں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اگر وہ خط سچ پر مبنی ہے تو میں اُسے دہرانا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنی قسم، جو آدمی اللہ سے عہد و معاہدہ کرتا ہے تو وہ اِس لائق ہے کہ اُسے پورا کیا جائے۔ اگر وہ خط باطل پر مبنی ہے تو اِس اعتبار سے آپؑ تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہیں۔ آپؑ نے اپنے عہد کو نبھایا ہے۔ میری ان باتوں کو لاتعلقی اور سوئے ظن پر محمول نہ کرنا۔ جب میں آپؑ کے حقوق میں تجاوز کروں تو پھر آپؑ کو بھی حق حاصل ہے۔ اگر آپؑ مجھے دھوکہ دیں گے تو پھر میں بھی اس کا جواب دوں گا۔

اللہ کا خوف کرنا، اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کرنا۔ اگر لوگ آپؑ کے توسط سے فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں تو آپ اِن لوگوں کو خوب آزما چکے ہیں۔

آپؑ کے والد آپؑ سے افضل تھے۔ کل یہی لوگ اُن کے مخالف تھے جو آج آپؑ کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ مَیں اِس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ کل جن لوگوں نے آپؑ لوگوں کے خلاف فساد برپا کیا تھا۔ یہی لوگ اب آپؑ کے لیے خالص اور مخلص ہو سکتے ہیں۔ آپؑ اپنے مقام اور عظمت کو دیکھیں اور اپنے دین و مذہب کو دیکھیں۔ اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ آپؑ کو سبک نہ پائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی طرف جو جوابی خط لکھا اس کا مضمون یہ ہے: امابعد! تمھارا خط موصول ہوا کہ جس میں تمھیں میرے اُن حالات سے باخبر کیا گیا ہے کہ جن میں تمھیں دلچسپی نہیں ہے۔ اگر وہ خط حقائق پر مبنی ہے تو نے اُس کے بارے میں لکھا ہے کہ میں انھیں دُہرانا نہیں چاہتا۔ حسنات اور بھلائیوں کی طرف رہبری صرف اللہ سبحانہ ہی کر سکتا ہے۔ جن لوگوں نے تمھاری طرف خط لکھے ہیں یہ سب تمھارے کاسہ لیس ہیں۔ چغل خور ہیں، اجتماع کو گروہوں میں تقسیم کرنے والے ہیں، میں تمھارے خلاف جنگ چاہتا ہوں اور نہ تمھارا مخالف ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے تیری مخالفت ترک کر رکھی ہے۔ میں اِس معاملے میں اللہ سے خوف زدہ ہوں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ میں تیرے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتا، لیکن اِسے ترک کر چکا ہوں۔ معلوم نہیں کہ اللہ میرے اس عمل پر مجھ سے راضی ہے یا نہیں ہے۔ جو کچھ تم کر رہے ہو یا تیرے قاسطین، مُلحدین، ستم پیشہ اور شیطان صفت ساتھی کر رہے ہیں۔ میں پریشان ہوں کہ کیا اس معاملے میں اللہ میرا عذر قبول بھی کرے گا؟

کیا تم حجر بن عدیؓ اور ان کے صالح اور عبادت گزار ساتھیوں کے قاتل نہیں ہو؟ جو ظلم کے خلاف علَمِ بغاوت اُٹھانے والے تھے۔ بدعات کا انکار کرنے والے تھے اور وہ اللہ رب العزت کے معاملے میں ملامت گر کی

ملامت سے ڈرنے والے نہ تھے؟ تم نے اُنھیں اَمان دی۔ یقین دلایا کہ اُن کی جانیں محفوظ رہیں گی، لیکن تم نے ظلم و بربریت سے اُنھیں قتل کر دیا۔ کیا تم نے صحابیِ رسولؐ حضرت عمرو بن الحمقؓ کو قتل نہیں کیا، جو اپنی بندگی اور عبادت میں مشہور تھے؟ اُنھوں نے اتنی عبادت کی اُن کا رنگ زرد ہو گیا اور جسم لاغر ہو گیا تھا۔

کیا تم وہی نہیں ہو کہ جس نے زیاد بن سُمیہ کو اپنا بھائی بنایا ہے، حالانکہ وہ ثقیف کے ایک غلام کے بستر پر پیدا ہوا تھا۔ تم نے اس کے بارے میں یہ گمان کیا کہ وہ تمھارے باپ کا بیٹا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے: ''مولود اُس کا ہے جس کا بستر ہے، زانی کے لیے پتھر ہیں''۔

تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ترک کر دیا ہے اور آپؐ کے حکم کی عمداً مخالفت کی ہے۔ تم نے اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کی ہے اور حق کو جھٹلایا ہے۔ پھر تم نے اُسے کوفہ اور بصرہ پر مسلط کر دیا۔ اُس نے مسلمانوں کے ہاتھوں کو قلم کیا اور اُن کی آنکھیں پھوڑ دیں اور اُنھیں کھجوروں کے تنوں پر پھانسیاں دیں گویا کہ تم اِس اُمت سے نہیں ہو اور یہ مظلوم لوگ تم سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

جس نے اپنے آپ کو کسی قوم سے نسب کے اعتبار سے ملحق کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ ملعون ہے۔ کیا تم حضرمیوں کے ساتھی نہیں ہو کہ جب ابنِ سمیہ نے اُن کے بارے میں تمھیں لکھا کہ یہ لوگ علیؑ کے دین پر ہیں۔ اُس رات تُو نے اُسے لکھا کہ جو آدمی علیؑ کے دین پر ہے اُسے قتل کر دو۔ ابنِ سمیہ نے اُن لوگوں کو قتل کیا اور اُن کا مُثلہ کیا۔ علیؑ کا وہی دین ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہے۔ اپنے باپ کے دین کو بھی اِسی دین سے منسوب کرتا ہے۔ ابنِ سمیہ کی جو نسبت تُو نے اپنے باپ کی طرف دی ہے

اسی چیز نے آج تجھے یہی مقام دیا ہے کہ جس پر تو ہے۔ تم نے میری طرف لکھا ہے کہ میں اپنے آپ، اپنے دین اور اُمت کو دیکھوں اور اُمت کو منتشر کرنے کے معاملے میں اللہ سے ڈروں اور لوگوں کو آزمائش میں نہ ڈالوں۔ میں تو جانتا ہوں کہ اِس وقت اُمت کا سب سے بڑا فتنہ تمھاری حکومت ہے۔ تمھاری اِس حکمرانی سے بڑھ کر کوئی اور فتنہ تو نہیں ہو سکتا۔ میں اس وقت جو سب سے بڑا فریضہ اپنی ذات اور اپنے دین کے لیے سمجھتا ہوں وہ تمھارے خلاف جہاد ہے۔ اگر میں ایسا کروں تو میرا یہ عمل مجھے اپنے رب کے قریب کر دے گا۔ اگر نہ کروں تو یہ خطا ہے۔ میں اُس ذات کی مغفرت کا طالب ہوں۔ میری بارگاہِ خداوندی میں درخواست ہے کہ وہ مجھے رُشد و ہدایت پر مشتمل اُمور کی توفیق دے۔

اب رہی بات تمھارے مکر و فریب کی کہ جس کی تم نے بات کی ہے۔ اُس سے جس قدر تمھارا نقصان ہے کسی دوسرے کا نہیں ہے۔ جس طرح کہ تم نے اُن لوگوں سے کیا۔ پہلے انھیں قتل کیا پھر اُن کا مثلہ کیا، حالانکہ وہ تم سے صلح کر چکے تھے۔ اُنھوں نے تمھارا قتل کیا تھا اور نہ معاہدہ توڑا تھا۔ سوائے اِس کے کہ اُنھوں نے تمھارے حکم کی اطاعت نہیں کی تھی اور تم نے اُنھیں اس خوف سے قتل کر دیا کہ کہیں وہ لوگ تیرے مرنے سے قبل ہی اپنا کام نہ کر جائیں یا وہ لوگ اُسے درکِ محصول سے پہلے ہی نہ مر جائیں۔ اے ابنِ ہند! تمھیں قصاص کی بشارت ہو۔ حساب کتاب کے لیے تیار ہو جاؤ۔

جان لو! اللہ رب العزت کے پاس ایک کتاب ہے، جس میں تمام گناہ لکھے جاتے ہیں، چاہے وہ چھوٹے گناہ ہوں یا بڑے۔ اللہ رب العزت نے تجھے اِس بات کی اجازت نہیں دی ہے کہ تم لوگوں کو ظن و گمان کی بنا پر گرفتار کرو اور شکوک و شبہات اور تہمات کی بنا پر اس کے اولیاء کو قتل کرو

اور اپنے اُس احمق و بے وقوف بیٹے کے لیے بیعت لو، جو شراب پیتا ہے اور کتوں سے کھیلتا ہے۔ میں تمھارے بارے میں صرف یہی جانتا ہوں کہ تم نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے۔ اپنے دین کو ضائع کر دیا ہے۔ جو چیزیں تجھے بطور امان سونپی گئی تھیں اُن میں خیانت کی ہے۔ تم نے اپنی رعایا کو دھوکہ دیا ہے اور اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا ہے"۔ (1)

رجال الکشی: رُوِیَ اَنَّ مَروانَ بنَ الحَکَمِ کَتَبَ إِلی مُعَاوِيَةَ، وَهُوَ عَامِلُهُ عَلَى المَدِينَةِ: اَمَّا بَعدُ، فَإِنَّ عَمرَو بنَ عُثمانَ ذَكَرَ اَنَّ رِجَالًا مِن اَهلِ العِراقِ وَوُجوهَ اَهلِ الحِجازِ، يَختَلِفُونَ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ، وَذَكَرَ اَنَّهُ لَا يَأمَنُ وُثوبَهُ، وَقَد بَحَثتُ عَن ذٰلِكَ فَبَلَغَني اَنَّهُ يُرِيدُ الخِلَافَ يَومَهُ هٰذَا، وَلَستُ آمَنُ اَن يَكُونَ هٰذَا أَيضاً لِمَا بَعدَهُ، فَاكتُب إِلَيَّ بِرَأيِكَ فِي هٰذَا، وَالسَّلَامُ.

فَكَتَبَ إِلَيهِ مُعَاوِيَةُ: اَمَّا بَعدُ: فَقَد بَلَغَني كِتَابُكَ وَفَهِمتُ مَا ذَكَرتَ فِيهِ مِن أَمرِ الحُسَينِ، فَإِيَّاكَ اَن تَعرِضَ لِلحُسَينِ فِي شَيءٍ، وَاترُك حُسَيناً مَا تَرَكَكَ، فَإِنَّا لَا نُرِيدُ اَن تَعرِضَ لَهُ فِي شَيءٍ مَا وَفَى بِبَيعَتِنَا وَلَم يَنزُ عَلَى سُلطَانِنَا، فَاكمُن عَنهُ مَا لَم يُبدِ لَكَ صَفحَتَهُ، وَالسَّلَامُ.

وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام: اَمَّا بَعدُ! فَقَدِ انتَهَت إِلَيَّ أُمورٌ عَنكَ، إِن كَانَت حَقّاً فَقَد أَظُنُّكَ تَرَكتَهَا رَغبَةً فَدَعهَا، وَلَعَمرُ اللهِ، إِنَّ مَن أَعطَى اللهَ عَهدَهُ وَمِيثَاقَهُ لَجَدِيرٌ بِالوَفَاءِ. وَإِن كَانَ الَّذِي بَلَغَني بَاطِلًا فَإِنَّكَ اَنتَ أَعدَلُ النَّاسِ لِذٰلِكَ، وَعِظ نَفسَكَ فَاذكُرهُ وَلِعَهدِ اللهِ أَوفِ، فَإِنَّكَ مَتَى مَا أُنكِركَ

(1) انساب الاشراف: ج۵،ص ۱۲۸؛ امامت والسیاست: ج۱،ص ۲۰۱

تُنكِرنِي وَمَتى أَكِدكَ تَكِدنِي، فَاتَّقِ شَقَّكَ عَصا هٰذِهِ الأُمَّةِ وَأَن يَرُدَّهُمُ اللهُ عَلىٰ يَدَيكَ فِي فِتنَةٍ، وَقَد عَرَفتَ النّاسَ وَبَلَوتَهُم، فَانظُر لِنَفسِكَ وَلِدِينِكَ وَلِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَلا يَستَخِفَّنَّكَ السُّفَهاءُ وَالَّذِينَ لا يَعلَمُونَ.

فَلَمّا وَصَلَ الكِتابُ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام كَتَبَ إِلَيهِ: أَمّا بَعدُ، فَقَد بَلَغَنِي كِتابُكَ تَذكُرُ أَنَّهُ قَد بَلَغَكَ عَنِّي أُمُورٌ أَنتَ لِي عَنها راغِبٌ وَأَنا لِغَيرِها عِندَكَ جَدِيرٌ، فَإِنَّ الحَسَناتِ لا يَهدِي لَها وَلا يُرَدُّ إِلَيها إِلَّا اللهُ.

وَأَمّا ما ذَكَرتَ أَنَّهُ انتَهىٰ إِلَيكَ عَنِّي، فَإِنَّهُ إِنَّما رَقاهُ إِلَيكَ المَلّاقُونَ المَشّاؤُونَ بِالنَّمِيمِ، وَما أُرِيدُ لَكَ حَرباً وَلا عَلَيكَ خِلافاً، وَايمُ اللهِ، إِنِّي لَخائِفٌ لِلّٰهِ فِي تَركِ ذٰلِكَ، وَما أَظُنُّ اللهَ راضِياً بِتَركِ ذٰلِكَ، وَلا عاذِراً بِدُونِ الإِعذارِ فِيهِ إِلَيكَ، وَفِي أَولِيائِكَ القاسِطِينَ المُلحِدِينَ حِزبِ الظَّلَمَةِ وَأَولِياءِ الشَّياطِينِ.

أَلَستَ القاتِلَ حُجرَ بنَ عَدِيٍّ أَخا كِندَةَ، وَالمُصَلِّينَ العابِدِينَ الَّذِينَ كانُوا يُنكِرُونَ الظُّلمَ وَيَستَعظِمُونَ البِدَعَ وَلا يَخافُونَ فِي اللهِ لَومَةَ لائِمٍ، ثُمَّ قَتَلتَهُم ظُلماً وَعُدواناً مِن بَعدِ ما كُنتَ أَعطَيتَهُمُ الأَيمانَ المُغَلَّظَةَ وَالمَواثِيقَ المُؤَكَّدَةَ، لا تَأخُذُهُم بِحَدَثٍ كانَ بَينَكَ وَبَينَهُم وَلا بِإِحنَةٍ تَجِدُها فِي نَفسِكَ.

أَوَلَستَ قاتِلَ عَمرِو بنِ الحَمِقِ صاحِبِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، العَبدِ الصّالِحِ الَّذِي أَبلَتهُ العِبادَةُ فَنَحَلَ جِسمُهُ وَصُفِّرَت لَونُهُ، بَعدَ ما آمَنتَهُ وَأَعطَيتَهُ مِن عُهُودِ اللهِ وَمَواثِيقِهِ ما لَو

أعطيتهُ طائرا النَزِلَ إليكَ مِن رَأسِ الجبَلِ. ثُمَّ قَتلتَهُ جُرأَةً عَلَىٰ رَبِّكَ وَاستِخفافًا بِذٰلِكَ العَهدِ؛ أَوَلَستَ المُدَّعِيَ زِيادَ بنَ سُمَيَّةَ المَولودَ عَلىٰ فِراشِ عُبَيدِ ثَقيفٍ، فَزَعَمتَ أَنَّهُ ابنُ أَبيكَ، وَقَد قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: الوَلَدُ لِلفِراشِ ولِلعاهِرِ الحَجَرُ فَتَرَكتَ سُنَّةَ رَسولِ اللهِ ﷺ تَعَمُّداً، وَتَبِعتَ هَواكَ بِغَيرِ هُدىً مِنَ اللهِ.

ثُمَّ سَلَّطتَهُ عَلَى العِراقَينِ، يَقطَعُ أَيدِيَ المُسلِمينَ وَأَرجُلَهُم، وَيَسمُلُ أَعيُنَهُم، وَيُصَلِّبُهُم عَلىٰ جُذوعِ النَّخلِ، كَأَنَّكَ لَستَ مِن هٰذِهِ الأُمَّةِ وَلَيسوا مِنكَ؟

أَوَلَستَ صاحِبَ الحَضرَمِيّينَ الَّذينَ كَتَبَ فيهِمُ ابنُ سُمَيَّةَ أَنَّ هُم كانوا عَلىٰ دينِ عَلِيٍّ علیہ السلام؛ فَكَتَبتَ إِلَيهِ أَنِ اقتُل كُلَّ مَن كانَ عَلىٰ دينِ عَلِيٍّ فَقَتَلَهُم ومَثَّلَهُم؛ وَدينُ عَلِيٍّ علیہ السلام سِرُّ اللهِ الَّذي كانَ يَضرِبُ عَلَيهِ أَباكَ وَيَضرِبُكَ، وَبِهِ جَلَستَ مَجلِسَكَ الَّذي جَلَستَ، ولَولا ذٰلِكَ لَكانَ شَرَفُكَ وَشَرَفُ أَبيكَ الرِّحلَتَينِ.

وَقُلتَ فيما قُلتَ: أُنظُر لِنَفسِكَ وَلِدينِكَ وَلِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ، وَاتَّقِ شَقَّ عَصا هٰذِهِ الأُمَّةِ وَأَن تَرُدَّهُم إِلىٰ فِتنَةٍ وَإِنّي لا أَعلَمُ فِتنَةً أَعظَمَ عَلىٰ هٰذِهِ الأُمَّةِ مِن وِلايَتِكَ عَلَيها. وَلا أَعلَمُ نَظَراً لِنَفسي وَلِديني وَلِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ وعَلَينا أَفضَلَ مِن أَن أُجاهِدَكَ؛ فَإِن فَعَلتُ فَإِنَّهُ قُربَةٌ إِلَى اللهِ. وَإِن تَرَكتُهُ فَإِنّي أَستَغفِرُ اللهَ لِديني، وَأَسأَلُهُ تَوفيقَهُ لِإِرشادِ أَمري.

وَقُلتَ فيما قُلتَ: إِنّي إِن أَنكَرتُكَ تُنكِرُني وَإِن أَكِدكَ تَكِدني! فَكِدني ما بَدا لَكَ. فَإِنّي أَرجو أَلّا يَضُرَّني كَيدُكَ فِيَّ، وَأَن لا

يَكُونَ عَلَى أَحَدٍ أَضَرَّ مِنهُ عَلَى نَفسِكَ . عَلَى أَنَّكَ قَد رَكِبتَ بِجَهلِكَ ، وَتَحَرَّصتَ عَلَى نَقضِ عَهدِكَ ، وَلَعَمرِي مَا وَفَيتَ بِشَرطٍ . وَلَقَد نَقَضتَ عَهدَكَ بِقَتلِكَ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ قَتَلتَهُم بَعدَ الصُّلحِ وَالأَيمَانِ وَالعُهودِ وَالمَواثِيقِ. فَقَتَلتَهُم مِن غَيرِ أَن يَكُونُوا قَاتَلوا وَقُتِلوا . وَلَم تَفعَل ذٰلِكَ بِهِم إِلَّا لِذِكرِهِم فَضلَنَا وَتَعظِيمِهِم حَقَّنَا . فَقَتَلتَهُم مَخَافَةَ أَمرٍ لَعَلَّكَ لَو لَم تَقتُلهُم مِتَّ قَبلَ أَن يَفعَلُوا ، أَو مَاتُوا قَبلَ أَن يُدرَكُوا .

فَأَبشِر يَا مُعَاوِيَةُ بِالقِصَاصِ وَاستَيقِن بِالحِسَابِ ، وَاعلَم أَنَّ لِلّٰهِ تَعالَى كِتَابًا لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحصَاهَا ، وَلَيسَ اللّٰهُ بِنَاسٍ لِأَخذِكَ بِالظِّنَّةِ وَقَتلِكَ أَولِيَاءَهُ عَلَى التُّهَمِ ، وَنَقلِ أَولِيَائِهِ مِن دُورِهِم إِلَى دَارِ الغُربَةِ ، وَأَخذِكَ لِلنَّاسِ بِبَيعَةِ ابنِكَ غُلَامٍ حَدَثٍ ، يَشرَبُ الخَمرَ ، وَيَلعَبُ بِالكِلَابِ . لَا أَعلَمُكَ إِلَّا وَقَد خَسِرتَ نَفسَكَ ، وَتَبَّرتَ دِينَكَ ، وَغَشَشتَ رَعِيَّتَكَ ، وَأَخرَبتَ أَمَانَتَكَ ، وَسَمِعتَ مَقَالَةَ السَّفِيهِ الجَاهِلِ ، وَأَخَفتَ الوَرِعَ التَّقِيَّ لِأَجلِهِم ، وَالسَّلَامُ .

فَلَمَّا قَرَأَ مُعَاوِيَةُ الكِتَابَ ، قَالَ : لَقَد كَانَ فِي نَفسِهِ ضَبٌّ مَا أَشعُرُ بِهِ . فَقَالَ يَزِيدُ : يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ ! أَجِبهُ جَوَابًا تُصَغِّرُ إِلَيهِ نَفسَهُ ، وَتَذكُرُ فِيهِ أَبَاهُ بِشَيءٍ فَعَلَهُ .

قَالَ : وَدَخَلَ عَبدُ اللّٰهِ بنُ عَمرِو بنِ العَاصِ ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ : أَمَا رَأَيتَ مَا كَتَبَ بِهِ الحُسَينُ ؟ قَالَ : وَمَا هُوَ ؟ قَالَ : فَأَقرَأَهُ الكِتَابَ . فَقَالَ : وَمَا يَمنَعُكَ أَن تُجِيبَهُ بِمَا يُصَغِّرُ إِلَيهِ نَفسَهُ ؟ وَإِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ فِي هَوَى مُعَاوِيَةَ . فَقَالَ يَزِيدُ : كَيفَ رَأَيتَ

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ رَأْيِي؛ فَضَحِكَ مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ: أَمَّا يَزِيدُ فَقَدْ أَشَارَ عَلَيَّ بِمِثْلِ رَأْيِكَ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَقَدْ أَصَابَ يَزِيدُ.

فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: أَخْطَأْتُمَا. أَرَأَيْتُمَا لَوْ أَنِّي ذَهَبْتُ لِعَيْبِ عَلِيٍّ مُحِقًّا مَا عَسَيْتُ أَنْ أَقُولَ فِيهِ؟! وَمِثْلِي لَا يُحْسِنُ أَنْ يَعِيبَ بِالْبَاطِلِ وَمَا لَا يُعْرَفُ. وَمَتَى مَا عِبْتُ بِهِ رَجُلًا بِمَا لَا يَعْرِفُهُ النَّاسُ. لَمْ يُحَوَّلْ بِهِ صَاحِبُهُ وَلَا يَرَاهُ النَّاسُ شَيْئًا وَكَذَّبُوهُ. وَمَا عَسَيْتُ أَنْ أَعِيبَ حُسَيْنًا؟! وَاللهِ مَا أَرَى لِلْعَيْبِ فِيهِ مَوْضِعًا. وَقَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَكْتُبَ إِلَيْهِ أَتَوَعَّدُهُ وَأَتَهَدَّدُهُ. ثُمَّ رَأَيْتُ أَلَّا أَفْعَلَ وَلَا أُمْحِلَهُ.

''رجال کشی میں ہے، مروان بن حکم نے حاکمِ شام کی طرف خط لکھا وہ ان دنوں مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ امابعد! عمرو بن عثمانؓ نے مجھ سے ذکر کیا ہے کہ اہلِ عراق اور اشرافِ حجاز امام حسین علیہ السلام کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ان لوگوں کی آمدورفت اچھائی کا پیش خیمہ نہیں ہے۔ میں نے بھی تحقیق کی ہے کہ وہ مخالفت پر آمادہ ہیں۔ میں یہاں کے حالات سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرے خط کا جواب جلدی دینا اور مجھے اپنی ذمہ داری سے آگاہ کریں۔ والسلام!

{حاکمِ شام کا خط بنام مروان}

حاکمِ شام نے لکھا: ''تمھارا خط موصول ہوا۔ جو کچھ تم نے امام حسینؑ کے بارے میں لکھا ہے میں نے پڑھ لیا ہے۔ امام حسینؑ سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کرنا۔ جب تک وہ تمھیں اپنے حال پر چھوڑے رکھے تم بھی اُنھیں اُن کے حال پر چھوڑے رکھو۔ اُنھوں نے ہم سے معاہدہ کر رکھا ہے۔ وہ معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور ہماری حکومت میں رخنہ نہیں ڈالیں گے۔ اُن پر نگاہ رکھو اور حالات سے مجھے آگاہ کرتے رہو''۔

ابنِ ہند کا خط فرزندِ رسولؐ کے نام

''اما بعد! آپؑ کی کارگزاریوں کا علم ہوا۔ اللہ کی قسم! جو آدمی اللہ سے عہدو پیمان باندھے تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اپنے عہد کی حفاظت کرے اور اپنے آپ کو خالص و مخلص بنا کر رکھے۔ اگر میں آپؑ کا انکار کروں تو آپؑ بھی میرا انکار کریں گے اور اگر میں آپؑ کے ساتھ دھوکہ کروں تو آپؑ بھی میرے ساتھ حیلہ کریں گے۔ اس اُمت کو منتشر ہونے سے بچائیے۔ آپؑ نے لوگوں کو پہچان لیا ہے اور اُن کی آزمائش کر لی ہے۔ اپنا، اپنے دین اور اُمت محمدیہ کا خیال رکھیے۔ جاہل اور احمق لوگ آپؑ کو دھوکہ نہ دیں''۔

فرزندِ رسولؐ حسینؑ ابنِ علیؑ کا جواب

جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو حاکمِ شام کا خط ملا تو آپؑ نے اُسے یوں جواب دیا:

''اما بعد! مجھے تمھارا خط موصول ہوا جس میں تم نے کچھ اُمور کا ذکر کیا ہے، جو مجھ سے تمھارے بارے میں عمل میں آئے ہیں۔ حسنات کی ہدایت کا مرکز اللہ سبحانہٗ ہے۔ جو کچھ میری طرف سے تجھے معلوم ہوا وہ سب بے نوا و بیکار و سخن چین لوگوں نے تیار کیا ہے۔ وہی لوگ اجماع و اتحاد کو توڑنے والے ہیں۔ میرا ارادہ تم سے جنگ کا ہے اور نہ مخالفت کا ہے۔

اللہ کی قسم! میں اس عمل کے ترک میں خوف زدہ ہوں۔ میں گمان نہیں رکھتا کہ خدا میرے اس عمل سے راضی ہوگا اور تیرے ستم پیشہ مددگار جو ظالموں کے گروہ میں شامل ہو کر اولیائے شیطان بن گئے ہیں وہی میرے بارے میں ایسی باتیں لکھ رہے ہیں جو مبنی بر حقیقت نہیں ہیں۔ خدا شاید میرا عذر قبول کرے۔ کیا تم میرے برادر کندیؓ، حجر بن عدیؓ اور اُن کے صالح، مطیع و عابد ساتھیوں کے قاتل نہیں ہو؟ کیا وہ لوگ ظلم و ستم برداشت کرتے

والے نہیں تھے؟ کیا وہ بدعت و منکرات کو برا سمجھنے والے نہیں تھے؟ کیا وہ کتاب اللہ کو مقدم کرنے والے نہیں تھے؟ وہ راہِ خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ تُو نے اُنھیں محکم عہدو پیمان کے بعد قتل کر ڈالا۔ حالانکہ تمھارے اور اُن کے درمیان کوئی مسئلہ نہیں تھا اور نہ حسد و کینہ تھا جو تم اپنے سینے میں رکھتے ہو۔ کیا تم صحابی رسولؐ عمرو ابن حمق کے قاتل نہیں ہو؟ جنھیں عبادت کی کثرت نے متغیر کر دیا تھا اور اُن کے رنگ کو زرد کر دیا تھا اور جسم کو لاغر بنا دیا تھا۔ الٰہی عہد اور خدائی امان کے بعد اگر تم نے ایسی امان پرندوں کو بھی دی ہوتی تو وہ پہاڑ کی بلندی سے نیچے اُتر آتے، پھر تم نے گستاخی کی اور خدا سے بے شرمی سے عہدو پیمان کو معمولی سمجھ کر اس بزرگوار کو قتل کر دیا۔ کیا تم وہی نہیں ہو کہ جس نے ثقیف کے غلام کے بستر پر پیدا ہونے والے کو اپنا بھائی بنا لیا؟ حالانکہ رسولؐ خدا کا فرمان ہے کہ مولود صاحبِ فراش سے متعلق ہوگا۔ زانی کے حصے میں سوائے سنگ باری کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ تم نے اپنے اس عمل سے سنتِ رسولؐ کو عمداً ترک کیا ہے اور ہدایتِ خدا کے بغیر اپنے نفس کی پیروی کی۔ پھر تم نے اُسے کوفہ و بصرہ کا گورنر بنا دیا تاکہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ اور پیروں کو قطع کرے اور اُن کی آنکھوں کو نکال کر انھیں کھجور کے درخت پر لٹکا دے۔ یہ تو ایسے ہے جیسے تم اس اُمت سے نہیں ہو اور یہ مظلوم لوگ بھی تم میں سے نہیں ہیں۔ کیا تم وہ نہیں ہو کہ جب زیاد نے تم سے حضرمین کے بارے میں پوچھا تھا کہ یہ لوگ امام علی علیہ السلام کے دین و مسلک پر ہیں۔ ان کے بارے میں وہ کیا کرے تو تم نے اُن سب کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ زیاد نے انھیں قتل کیا اور اُن کا مُثلہ کر دیا۔ خدا کی قسم! امام علیؑ اور آپؑ کے فرزند کا یہی وہ دین ہے جس نے تجھ پر اور تمھارے باپ پر کاری ضرب لگائی تھی اور یہی دین تمھارا پشت پناہ ہے جس نے تمھیں یہ مقام عطا کیا

ہے، ورنہ تمھارا اور تمھارے باپ کا سب سے بڑا شرف اُونٹوں پر بیٹھ کر گرمیوں اور سردیوں میں سفر کرتا ہوتا تھا۔ خدا نے ہمارے طفیل تم پر احسان کیا اور اُسے تمھارے کندھوں پر رکھا ہے۔

تم نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ اپنا، اپنے دین، اُمت کے دین اور اُمت محمدیہ کا لحاظ کروں۔ جی ہاں! سب سے بڑا فتنہ تمھاری حکومت ہے۔ میری نگاہ میں خود میرے لیے، اور میری اولاد کے لیے اور میرے نانا کی اُمت کے لیے تجھ سے جہاد کرنے سے افضل کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر میں اُسے سرانجام دوں تو میرا مقصد صرف تقرب خدا ہی ہے۔ اور اگر اُسے ترک کروں تو اس کی وجہ سے بارگاہِ خداوندی میں استغفار کرتا ہوں اور اُسی سے اپنے اُمور میں ہدایت کی توفیق طلب کرتا ہوں۔

اے حاکمِ شام! تُو نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر میں تمھارا انکار کروں تو تم بھی میرا انکار کرو گے اور میں تمھارے ساتھ دھوکہ کروں تو تم بھی میرے ساتھ حیلہ کرو گے۔ جب سے تم پیدا ہوئے ہو سوائے صالحین سے حیلہ و بہانہ کے تمھارا کام ہی کیا رہا ہے؟ اگر تم میرے ساتھ دھوکہ وحیلہ کرنا چاہتے ہو تو کر کے دیکھ لو۔ مجھے اُمید ہے کہ تمھارا دھوکہ وحیلہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور خود اپنے سے زیادہ کسی دوسرے کے لیے نقصان دہ وضرر رساں بھی نہیں ہوگا کیونکہ تم اپنے دشمن پر حیلہ ودھوکہ سے ضرب لگاتے ہو لیکن آخر میں خود تمھاری ہی رُسوائی و بدنامی کا موجب بنتا ہے کہ تم اُس گروہ کے قتل اور مُثلہ کرنے کے مرتکب ہوئے ہو کہ تم نے اُن سے عہد وپیمان باندھنے کے بعد بھی ان کو صرف اس لیے قتل کیا کہ وہ ہم اہلِ بیتؑ کے مناقب کا ذکر کرتے تھے اور ہمارے حق کو بزرگ شمار کرتے تھے کہ جس حق سے تم مطلع اور باخبر ہو اور تم نے انھیں خوف اور خدشے سے قتل کر دیا کہ کہیں وہ لوگ تمھاری موت سے قبل ہی اپنا کام نہ کر جائیں یا وہ لوگ

درک وحصول سے پہلے ہی نہ مرجائیں۔

اے ابن ہند! اپنے آپ کو حساب وقصاص کے لیے تیار رکھ اور جان لے کہ خدا کے پاس ایسی کتاب ہے کہ جس میں تمام چھوٹے بڑے گناہوں کو جمع کر کے رکھ دیا گیا ہے اور خدا تیرے اِن اعمال سے کوئی رضایت نہیں رکھتا کہ تم نے صرف شک وشبہ کی وجہ سے لوگوں کو گرفتار کیا۔ صرف تہمت سے اُس کے اولیاء اور دوستوں کو قتل کیا اور انھیں دارِ ہجرت سے دیارِ وحشت وتنہائی کی طرف جلاوطن کر دیا اور اپنے بیٹے کی بیعت پر لوگوں کو مجبور کیا جو شراب پی کر جوا کھیلتا ہے۔ تم نے ان اعمال سے صرف اپنی ذات کو نقصان پہنچایا ہے اور اپنے دین کو فروخت کیا ہے اور اپنی رعایت کے بارے میں دھوکہ میں مبتلا ہو گیا ہے اور اپنی امانت میں خیانت کی اور سفیہ وجاہل کی باتوں سے پرہیزگار، حلیم وصاحبِ وَرع کو ڈرایا، دھمکایا۔ والسلام!

راوی کہتا ہے کہ جب حاکمِ شام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط پڑھا تو کہا: ان کے دل میں میرے لیے جو کینہ ہے آج تک میں اُس سے بے خبر تھا۔

یزید اور عبداللہ بن عمر، ابن حفص نے اُس سے کہا: تو اُنھیں ایسا دندان شکن جواب لکھ کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر رہ جائے اور ان کے باپ کو افعال اور اعمالِ زشت سے یاد کرو۔

ابن ہند نے کہا: کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ اگر میں حق وانصاف کو سامنے رکھ کر ان کے باپ کو برا بھلا کہوں تو نہیں کہہ سکتا۔ میرے جیسے کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ باطل وغلط اور لوگوں کے نہ جاننے والی باتوں سے عیب جوئی کرے، اگر کوئی خود کسی کی عیب گوئی اُس بات سے کرے جسے لوگ نہیں جانتے تو اُس کے ذریعے سے اُس کے صاحب کو نہ کوئی برا سمجھے گا

اور نہ ہی اس کی طرف کوئی متوجہ ہوگا۔ میں امام حسینؑ کی بدگوئی و رسوائی کا کوئی قصد نہیں رکھتا تھا اور میں اُن کے لیے عیب کی کوئی جگہ بھی نہیں پاتا۔ میری غلطی صرف اُنھیں ڈرانا دھمکانا اور اُنھیں سمجھانا تھا اور اب میں اس سے باز آیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس کے بعد حاکمِ شام نے کبھی اُن کے نام ناراحت کرنے والا خط نہ لکھا"۔ ①

امام حسین علیہ السلام اور ابنِ ہند کا آمنا سامنا

تاریخ یعقوبی میں ہے، ابنِ ہند نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا: اے ابوعبداللہ! کیا آپؑ کو معلوم ہے کہ ہم نے آپؑ کے والد کے شیعوں کو قتل کیا، پھر ہم نے اُنھیں غسل دیا، حنوط کیا، کفن دیا، اُن پر نماز پڑھی اور دفن کر دیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! میرے دلائل تجھ پر بہت بھاری ہیں۔ بخدا! اگر ہم تیرے شیعوں کو قتل کرتے تو ہم اُن کی تحنیط کرتے نہ اُن پر نماز پڑھتے اور نہ اُنھیں دفن کرتے۔ ②

نثر الدر: لَمّا قَتَلَ مُعَاوِيَةُ حُجرَ بنَ عَدِيٍّ وأصحابَهُ، لَقِيَ فِي ذٰلِكَ العَامِ الحُسَينَ علیہ السلام، فَقَالَ: أبَا عَبدِ اللهِ، هَل بَلَغَكَ مَا صَنَعتُ بِحُجرٍ وَأَصحَابِهِ مِن شيعَةِ أَبِيكَ؟ فَقَالَ: لَا. قَالَ: إنَّا قَتَلنَاهُم وَكَفَّنَّاهُم وَصَلَّينَا عَلَيهِم.

فَضَحِكَ الحُسَينُ علیہ السلام، ثُمَّ قَالَ: خَصَمَكَ القَومُ يَومَ القِيَامَةِ يَامُعَاوِيَةُ. أَمَا وَاللهِ لَو وَلِينَا مِثلَهَا مِن شيعَتِكَ مَا كَفَّنَّاهُم وَلَا صَلَّينَا عَلَيهِم. وَقَد بَلَغَنِي وُقوعُكَ بِأَبِي حَسَنٍ، وَقِيَامُكَ

---

① رجال کشی: ج ۱، ص ۲۵۵؛ احتجاج: ج ۲، ص ۸۹؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۱۲

② آپؑ نے اُس کی حقیقت کی طرف اِن الفاظ سے کنایہ کیا تھا۔ تیری حقیقت یہی ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ تو اور تیرے پیروکار ان چیزوں کے لائق نہیں ہیں۔ (تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۳۱)

وَاعتِرَاضُكَ بَنِي هَاشِمٍ بِالعُيُوبِ، وَايمُ اللهِ لَقَد أَوتَرتَ غَيرَ قَوسِكَ، وَرَمَيتَ غَيرَ غَرَضِكَ، وَتَنَاوَلتَهَا بِالعَدَاوَةِ مِن مَكَانٍ قَرِيبٍ، وَلَقَد أَطَعتَ امرَأً مَا قَدُمَ إِيمَانُهُ، وَلَا حَدُثَ نِفَاقُهُ، وَمَا نَظَرَ لَكَ، فَانظُر لِنَفسِكَ أَو دَع. يُرِيدُ: عَمرَو بنَ العَاصِ.

''نثر الدر میں ہے، ابنِ ہند نے جب حضرت حجر بن عدیؓ اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کیا تو کچھ دنوں کے بعد اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا: اے ابوعبداللہ! کیا آپؑ کو معلوم ہے کہ میں نے آپؑ کے والد کے شیعہ حجر بن عدیؓ اور اُس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، مجھے معلوم نہیں ہے کہ تُو نے اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اُس نے کہا: میں نے اُنھیں قتل کیا، اُن کی تجہیز و تکفین کی اور اُن پر نماز پڑھی اور اُنھیں دفن کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ سن کر مسکرا کر فرمایا: اے ابنِ ہند! قیامت کے دن یہ لوگ تجھ سے اپنے حقوق کے بارے میں جھگڑا کریں گے۔ اللہ کی قسم! اگر تمھارے شیعوں پر ہمیں تسلط حاصل ہوتا تو ہم اُنھیں کفن دیتے اور نہ اُن پر نماز پڑھتے۔ تم نے جو کچھ ابوالحسنؑ کے ساتھ کیا ہے مجھے اُس کا علم ہے۔ علاوہ ازیں بنوہاشم کے خلاف تیرا قیام کرنا، اُن سے لڑنا جھگڑنا اور اُن کی کردار کشی کرنا ان تمام باتوں کو میں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔

ابوالحسنؑ کے بارے میں تیری افتراء، بدگوئی اور ہماری نسبت تیرا بغض و عداوت، بنی ہاشم کی نسبت تیرے عیوب اور اعتراض کی باتیں یہ تمام خبریں ہمیں ملی ہیں۔

اے معاویہ! فکر کر اور بغیر اپنے ہدف کے دوسری جگہ پر تیر نہ چلا اور قریب

کی جگہ سے ہماری دشمنی نہ کر، خدا کی قسم! تُو نے ہم میں سے ایسے شخص کی اطاعت کی جو پرانا مسلمان نہیں ہے اور اس کا نفاق بھی تازہ وجدید نہیں ہے۔ وہ کسی طرح بھی تیری فکر میں نہیں ہے۔ پس تم اپنی فکر میں رہو اور اُسے چھوڑ دو یعنی عمرو بن عاص کو چھوڑ دو"۔ ①

تاریخ دمشق میں ہے، مصعب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جونہی معاویہ کی مجلس سے باہر آئے تو اُن کی ملاقات ابن زبیر سے ہوئی۔ آپؑ سخت غصے میں تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابن زبیر سے کہا: معاویہ نے میرے حق میں ظلم کیا ہے۔ میں اُسے تین باتوں میں اختیار دیتا ہوں۔ اگر اس نے ان میں سے کسی کو تسلیم نہ کیا تو پھر چوتھی صورت حتمی ہوگی کہ وہ تجھے یا عبداللہ ابن عمرؓ کو میرے اور اپنے درمیان ثالث بنائے یا میرے حق کا اقرار کرے پھر مجھ سے وہ مانگ لے، میں اُسے ہبہ کردوں یا وہ مجھ سے خرید لے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اللہ کی قسم! میں حلف الفضول کی مانند لوگوں کو آواز دوں گا۔ ②

ابن زبیر نے کہا: مجھے اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر آپؑ نے مجھے اس قسم کے عہد کے لیے آواز دی تو اگر میں بیٹھا ہوں گا تو کھڑا ہو جاؤں گا اگر

---

① نثر الدرر: ج ۱، ص ۳۳۵؛ نزہۃ الناظر: ص ۸۲، کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۴۲، احتجاج: ج ۲، ص ۸۸، بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۲۹

② قبائل جرہم اور قطوراء کے چند لوگوں نے ایک معاہدہ طے کیا تھا جن کے نام "فضل" سے مشتق تھے۔ اُن کے نام یہ تھے: فضل بن حارث جرہمی، فضیل بن وادعہ قطوری، مفضل بن فضالہ جرہمی۔ یہ سب ایک جگہ جمع ہوئے اور اُنھوں نے عہد کیا کہ اب مکہ میں کوئی ظالم آدمی نہیں رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو عزت وعظمت عطا کی ہے۔ اس معاہدے پر نہ عمل ہوسکا لیکن ان بزرگواروں کے خلوص کی وجہ سے معاہدے کا نام باقی رہ گیا۔ ایک طویل عرصہ کے بعد قریش نے مختلف قبائل کو اس معاہدے کی دعوت دی۔ بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب، بنو اسد، زہرہ بن کلاب اور تیم بن مرہ عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے۔ ان لوگوں نے حلف اُٹھایا کہ اب مکہ میں کوئی ظالم نہیں رہے گا۔ ان لوگوں نے اس معاہدے کا پرانا نام باقی رکھا۔ رسولؐ اللہ اس معاہدے میں شامل تھے۔ آپؐ نے عہد نبوت میں فرمایا: میں اس معاہدے میں موجود تھا اگر کوئی مجھے اس معاہدے کے خلاف سرخ رنگ کے اُونٹ پیش کرے تو مجھے قبول نہیں۔ اب اگر کوئی مجھے ایسے معاہدے کی دعوت دے تو میں اُسے قبول کروں گا۔ (کامل التاریخ: ج ۱، ص ۴۷۳)

کھڑا ہوں گا تو چل پڑوں گا۔ اگر چل رہا ہوں گا تو دوڑ پڑوں گا۔ یہاں تک کہ میری روح آپؑ کے ساتھ فنا ہو جائے یا پھر آپؑ سے انصاف کیا جائے اور آپؑ کا حق آپؑ کو مل جائے۔

راوی کہتا ہے: ابن زبیر ابن ہند کے پاس گیا اور اُسے کہا کہ مجھے ابھی حسینؑ ابن علیؑ ملے ہیں اور اُنھوں نے تین باتوں کا اختیار دیا ہے۔ اگر اُن میں سے کسی ایک کو تسلیم کر لیا جائے تو ٹھیک بصورت دیگر چوتھی صورت پر عمل کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔

ابن ہند نے کہا: چوتھی صورت کی ہمیں ضرورت ہی نہیں ہے۔ جو پہلی تین ہیں وہ بیان کرو کہ وہ کیا ہیں؟ اُس نے کہا: اس نے مجھے عبداللہ ابن عمرؓ کو اُس کے اور تیرے درمیان ثالث مقرر کیا ہے۔ ابن ہند نے کہا: میں تمھیں یا عبداللہ ابن عمرؓ کو یا پھر تم دونوں کو اپنے اور اُس کے درمیان ثالث مقرر کرتا ہوں۔ اُس نے کہا: تو اُس کے حق کا اقرار کرتا ہے؟

ابن ہند نے کہا: میں اُن کے حق کا اقرار کرتا ہوں اور اس حق کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ وہ کیا ہے؟ ابن زبیر نے کہا: اس زمین میں سے کچھ تم خرید لو۔ اُس نے جواب دیا: میں نے اُسے خرید لیا ہے۔

راوی کہتا ہے: جب چوتھی صورت تک بات پہنچی تو ابن زبیر نے اُس سے وہی بات کی جو اُس نے حسینؑ ابن علیؑ سے کی تھی کہ اگر اس نے مجھے حلف فضول کی دعوت دی تو میں اس دعوت کو قبول کروں گا۔

ابن ہند نے کہا: ہمیں اب اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے اُن کے مطالبات تسلیم کر لیے ہیں۔ ①

نزہۃ الناظر میں ہے، ابن ہند کے ہاں عقل پر بحث ہو رہی تھی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: عقل اُس وقت کامل اور مکمل ہوتی ہے جب وہ حق کے تابع ہو۔

ابن ہند نے مسکرا کر کہا: تمھارے دلوں میں صرف ایک ہی چیز ہے اس کے علاوہ کچھ اور ہے ہی نہیں۔ ②

---

① تاریخ دمشق: ج ۵۹، ص ۱۸۰؛ الاغانی: ج ۱۷، ص ۲۹۷؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۵، ص ۲۲۷

② نزہۃ الناظر: ص ۸۳؛ اعلام الدین: ص ۲۹۸؛ بحار الانوار: ص ۷۸، ص ۱۲۷

"توحید" میں عمرو بن جمیع سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے اپنے آباء سے سنا کہ ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام ابن ہند کے پاس گئے اور اُس نے آپؑ سے کہا: آپؑ کے والدِ بزرگوار نے اہلِ بصرہ سے جنگ کی، انھیں قتل کیا۔ جب رات ہوئی تو دو کپڑوں میں وہ بصرہ کی گلیوں میں چل پڑے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس یقین کے تحت کہ جو کچھ انھیں پیش آنے والا ہے وہ ہو کر رہے گا اور جو کچھ نہیں ہونے والا وہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ابن ہند نے کہا: آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ بالکل بات ایسے ہی ہے۔ (توحید: ص ۳۷۴)

انساب الاشراف میں مسافع بن شیبہ سے روایت ہے، ایک دفعہ جب ابن ہند حج کی طرف روانہ تھا۔ جب وہ ردم کے قریب پہنچا، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی ناقہ کی نکیل کی رسّی کو پکڑا تو اس کی ناقہ بیٹھ گئی اور وہ اپنی سواری سے اُترا۔ پھر وہ دونوں لمبا راستہ پیدل چلتے رہے اور ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ اپنی سواری کے پاس آیا تو اُسے ڈانٹنے لگا۔ پھر اُس پر سوار ہو کر چل پڑا۔

عمرو بن عثمان بن عفان نے کہا: حسینؑ نے تیری سواری کو بٹھایا اور تو خود اس کے کہنے پر رُک گیا اور وہ علی بن ابی طالبؑ کی اولاد ہیں اور پھر تم جس بات کو جانتے ہو اس میں جلدی بھی کرتے ہو۔

ابن ہند نے کہا: مجھ سے علیؑ کی بات مت کریں۔ اللہ کی قسم! میں اُس سے اِس بات سے ڈر کر جدا ہوا ہوں کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔ اگر وہ مجھے قتل کر دیتا تو تم فلاح نہ پاسکتے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن بنی ہاشم کی طرف سے تمھارے اُوپر سخت دن آنے والا ہے"۔ [1]

طبقات الکبریٰ میں بھی یہی روایت ہے۔

المناقب لابن شهرآشوب :دَخَلَ الحُسَينُ علیہ السلام عَلَى مُعَاوِيَةَ وعِندَهُ أَعرَابِيٌّ يَسأَلُهُ حَاجَةً ، فَأَمسَكَ وَتَشَاغَلَ بِالحُسَينِ علیہ السلام ،

---

[1] انساب الاشراف: ج۵، ص ۶۳؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص ۴۰۵

فَقَالَ الأَعرَابِیُّ لِبَعضِ مَن حَضَرَ: مَن هٰذَا الَّذِی دَخَلَ؛ قَالُوا: الحُسَینُ بنُ عَلِیٍّ علیہ السلام.

فَقَالَ الأَعرَابِیُّ لِلحُسَینِ علیہ السلام: یَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ، لَمَّا کَلَّمتَهُ فِی حَاجَتِی. فَکَلَّمَهُ الحُسَینُ علیہ السلام فِی ذٰلِكَ فَقَضٰی حَاجَتَهُ. فَقَالَ الأَعرَابِیُّ:

أَتَیتُ العَبشَمِیَّ فَلَم یَجُد لِی ... إِلیٰ أَن هَزَّهُ ابنُ الرَّسُولِ
هُوَ ابنُ المُصطَفٰی کَرَماً وَجوداً ... وَمِن بَطنِ المُطَهَّرَةِ البَتُولِ
وَ إِنَّ لِهَاشِمٍ فَضلًا عَلَیکُم ... کَمَا فَضَلَ الرَّبِیعُ عَلَی المُحُولِ

فَقَالَ مُعَاوِیَةُ: یَا أَعرَابِیُّ، أُعطِیكَ وَتَمدَحُهُ؛

فَقَالَ الأَعرَابِیُّ: یَا مُعَاوِیَةُ! أَعطَیتَنِی مِن حَقِّهِ، وَقَضَیتَ حَاجَتِی بِقَولِهِ.

"مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، ایک دفعہ حضرت امام حسین علیہ السلام ابن ہند کے پاس تشریف لے گئے۔ اُس وقت اُس کے پاس ایک اعرابی اُس سے کچھ مانگ رہا تھا۔ جونہی اُس کی نظر حضرت امام حسین علیہ السلام پر پڑی تو اُن سے اَحوال کا تبادلہ کرنے لگا اور اعرابی سے توجہ ہٹالی۔ اُس نے حاضرین سے پوچھا: یہ نُو وارد کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا: یہ حسینؑ بن علیؑ ہیں۔

اعرابی نے امام علیہ السلام سے کہا: اے رسولؐ کی شہزادیؑ کے فرزندؑ! آپؑ میری سفارش کریں کہ وہ میری حاجت روائی کرے۔ امام علیہ السلام نے اس کی سفارش کی۔ جب اُس کی حاجت روائی ہوگئی تو اُس نے آپؑ کی شان میں چند اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

"میں اپنی مشکل لے کر ابنِ ہند کے پاس آیا لیکن اُس نے میری مشکل دُور نہ کی لیکن رسولؐ اللہ کے فرزندؑ نے میری مشکل دُور کر دی۔ آپؑ مصطفیؐ کے فرزند ہیں، جود و کرم میں اپنی مثال آپؑ ہیں۔ آپؑ بتولِ معظمہؑ

کے فرزند ہیں۔ اے ابنِ ہند! تم لوگوں پر بنو ہاشم کو اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح فصلِ بہار کو خشک سالی پر فضیلت حاصل ہوتی ہے"۔

یہ سن کر ابنِ ہند نے کہا: اعرابی! عجیب بات ہے۔ یہ مال میں نے تجھے عطا کیا ہے اور تو مدح وثنا حسینؑ کی کر رہا ہے؟

اعرابی نے کہا: اے ابنِ ہند! تو نے جو کچھ مجھے دیا ہے یہ میرا حق ہے لیکن یہ حق مجھے اُن کی سفارش سے ملا ہے"۔ (۱)

مصالح اُمت اور امامؑ

طبقات الکبریٰ میں بسام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے کیونکہ اُن کے سامنے اُمت کے مصالح تھے۔

مدینہ منورہ میں نماز کی امامت مدینہ کا گورنر کرتا تھا۔ دونوں شہزادے جماعت میں شرکت فرماتے تھے۔ جب مروان مدینہ کا گورنر تھا تو وہ نماز جمعہ پڑھاتا تھا۔ جب وہ منبر پر ہوتا تھا تو امام حسین علیہ السلام اُسے سخت وسست کہتے۔ پھر نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ (۲)

طبقات الکبریٰ میں بھی یہی روایت موجود ہے۔ (۳)

سنن کبریٰ میں بھی یہی روایت موجود ہے۔ (۴)

جوائز ابنِ ہند اور امامؑ

تهذيب الأحكام عَنْ يحيى بن أبي العلاء عَنْ أبي عبدالله عَنْ أَبِيهِ [الباقر] علیهما السلام: إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ علیهما السلام كَانَا يَقْبَلَانِ

---

(۱) مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۸۱؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۳۱۰

(۲) طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۰۸؛ تاریخ دمشق: ج ۵۳، ص ۲۹۰؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۶

(۳) طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۳۱ وص ۳۷؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۲۵۸؛

(۴) سنن کبریٰ: ج ۳، ص ۱۷۴؛ الجعفریات: ص ۵۴؛ نوادر راوندی: ص ۱۹۳؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۱۲۳

جَوائِزَ مُعَاوِيَةَ.

"تہذیب الاحکام میں ہے، یحییٰ بن ابی العلاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، اُنھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام ابن ہند سے جوائز قبول کرتے تھے"۔ ①

قرب الإسناد عَن جعفر عَن أبيه [الباقر] عليهما السلام: إنَّ الحَسَنَ وَالحُسَين عليهما السلام كَانَا يُغمِزانِ مُعَاوِيَةَ، وَيَقولَانِ فيهِ، وَيَقبَلَانِ جَوائِزَهُ.

"قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرات امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ابن ہند کے مظالم بیان کرتے تھے۔ اس کے جو خصائص تھے اُن کی نشان دہی کرتے اور جو کچھ وہ آپؑ دونوں کی طرف بھیجتا وہ بھی قبول کرتے تھے"۔

دعائم الإسلام عَن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام لَمَّا سُئِلَ عَن جَوائِزِ المُتَغَلِّبِينَ: قَد كَانَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ عليهما السلام يَقبَلَانِ جَوائِزَ المُتَغَلِّبِينَ مِثلَ مُعَاوِيَةَ؛ لِأَنَّهُمَا كَانَا أهلاً لِمَا يَصِلُ إلَيهِمَا مِن ذٰلِكَ. وَمَا فِي أيدِي المُتَغَلِّبِينَ عَلَيهِم حَرَامٌ وَهُوَ لِلنَّاسِ وَاسِعٌ إذَا وَصَلَ إلَيهِم فِي خَيرٍ وَأخَذُوهُ مِن حَقِّهِ.

"دعائم الاسلام میں ہے جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے قہر وغلبہ سے حکومت حاصل کرنے والوں کے شہریہ جوائز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: جائز ہیں کیونکہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ابن ہند

① تہذیب الاحکام: ج ۶، ص ۳۳۷؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۵، ص ۳۱؛ طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۲۸۱

جیسے حکمرانوں سے جوائز وصول کرتے تھے۔ چونکہ جو مال اُن کی طرف آتا تھا آپؑ اُسے وصول کرتے تھے کیونکہ آپ حضرات اس مال کے وصول کرنے کا حق رکھتے تھے۔ یہ مال اِن ظالم حکمرانوں کا نہیں ہوتا تھا۔ وہ اس مال کے غاصب ہوتے ہیں۔ مال اصل میں عوام کا ہوتا ہے۔ ظالم حکمرانوں پر یہ مال حرام ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس کی بنا پر آپؑ دونوں ابنِ ہند کی طرف سے بھیجا ہوا مال وصول کر لیتے تھے۔" (دعائم الاسلام: ج ۲، ص ۳۲۳)

تاریخ دمشق عن عبدالله بن بُریدة: دَخَلَ الحَسَنُ وَالحُسَینُ علیہما السلام عَلیٰ مُعَاوِیَةَ، فَأَمَرَ لَهُمَا فِي وَقتِهِ بِمِئَتَي أَلفِ دِرهَمٍ، قَالَ: خُذَاهَا وَأَنَا ابنُ هِندٍ، مَا أَعطَاهَا أَحَدٌ قَبلِي وَلَا يُعطِيهَا أَحَدٌ بَعدِي!

قَالَ: فَأَمَّا الحَسَنُ علیہ السلام فَکَانَ رَجُلًا سِکِّیتًا، وَأَمَّا الحُسَینُ علیہ السلام فَقَالَ: وَاللهِ مَا أَعطیٰ أَحَدٌ قَبلَكَ وَلَا أَحَدٌ بَعدَكَ لِرَجُلَینِ أَشرَفَ وَلَا أَفضَلَ مِنَّا.

"تاریخ دمشق میں عبداللہ بن بُریدہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ابنِ ہند کے پاس آئے۔ اُس نے اُس وقت حکم دیا کہ ان کی خدمت میں دو لاکھ درہم پیش کیے جائیں۔ جب مطلوبہ رقم دونوں شہزادوں کو پیش کر دی گئی تو ابنِ ہند نے کہا: یہ مال لے لیں اس سے قبل نہ کسی نے اتنی رقم کسی کو دی ہے اور نہ میرے بعد کوئی دے گا۔

راوی کہتا ہے: حضرت امام حسن علیہ السلام اکثر خاموش رہتے تھے لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام موقع کے مطابق جواب دے دیتے تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! تو نے نہ تو کبھی اس سے قبل دو ایسے آدمیوں کو اتنی رقم دی اور نہ ہی آج کے بعد کسی کو دے گا، جو عزّ و شرف اور مقام و منزلت میں

ہم سے افضل ہوں"۔ (تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۱۳)

الاحتجاج فِي خَبَرِ مُعَاوِيَةَ وَقَدْ كَتَبَ إِلَيْهِ الْحُسَيْنُ فِيهِ تَقْرِيعٌ عَظِيمٌ وتوبيخٌ بَلِيغٌ: فَمَا كَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ بِشَيْءٍ يَسُوؤُهُ، وَلَا قَطَعَ عَنْهُ شَيْئًا كَانَ يَصِلُهُ بِهِ. كَانَ يَبْعَثُ إِلَيْهِ فِي كُلِّ سَنَةٍ أَلْفَ أَلْفِ دِرْهَمٍ. سِوى عُرُوضٍ وَهَدَايَا مِن كُلِّ ضَرْبٍ.

"الاحتجاج میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام اکثر اپنے خطوط میں ابن ہند کو زجر وتوبیخ کرتے تھے۔ اس کے باوجود ابن ہند نے کبھی اُنھیں ناراحت کرنے والا خط نہیں لکھا اور اپنے ہدایا وتحائف میں کمی نہیں کی اور ہر سال ۱۰ لاکھ درہم اُن کی خدمت میں بھیجتا تھا۔ یہ اِن ہدایا وسامان کے علاوہ تھا جو تمام جگہوں سے اُنھیں ارسال کیا جاتا تھا"۔

علل الشرائع میں ہے، حسنین شریفین علیہما السلام حضرت امام علی علیہ السلام کے فرزند تھے۔ ابن ہند کی طرف سے مالِ کثیر حاصل کرتے تھے لیکن وہ مال اپنے اُوپر خرچ کرتے اور نہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے تھے، بلکہ اس مال میں سے اتنا بھی نہیں لیتے تھے جتنا ایک مکھی اپنے منہ میں لیتی ہے"۔ (علل الشرائع: ص ۲۱۸؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۳)

مطالب السؤول: نُقِلَ اَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ وَصَلَهُ أَيِ الإِمَامَ الْحُسَيْنَ علیہ السلام، بِمَالٍ كَثِيرٍ وَثِيَابٍ وَافِرَةٍ وَكُسْوَاتٍ وَافِيَةٍ. فَرَدَّ الْجَمِيعَ عَلَيْهِ وَلَمْ يَقْبَلْهُ مِنْهُ.

"مطالب السؤول میں منقول ہے کہ جب ابن ہند مکہ معظمہ آیا تو اُس نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی اور اُن کی خدمت میں مالِ کثیر وافر مقدار میں کپڑے اور کافی تعداد میں چادریں پیش کیں لیکن آپؑ نے اِس تمام مال میں سے کچھ بھی قبول نہ کیا بلکہ سارا مال واپس کر دیا"۔ [1]

---

(1) مطالب السؤول: ص ۷۳؛ الفصول المہمہ: ص ۱۷۵؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۳۴

امام حسینؑ اور ابنِ ہند کے ہدایا

ابھی ہم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کے بارے میں وہ روایات نقل کی ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان بزرگواروں نے ابنِ ہند سے وقتاً فوقتاً ہدایا و جوائز قبول کیے۔ لیکن یہ روایات غور و خوض کے قابل ہیں۔ کیا فقہ کی رُو سے سلاطین جائر کے ہدایا قبول کرنا حلال ہے یا حرام ہے؟ اگر فرض کیا جائے کہ ایسے ہدایا قبول کیے جا سکتے ہیں تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے، کیا مطلقاً قبول کرنا جائز ہے یا خاص شرائط کے ساتھ جائز ہے؟

اس مسئلہ کو جب نہایت ہی دقت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے تو کچھ اور سوالات سامنے آتے ہیں۔ ابنِ ہند وہ آدمی ہے کہ جس نے حضرت امام علی علیہ السلام کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا تھا تو ایسے آدمی سے حسنین شریفینؑ کس طرح جوائز و ہدایا قبول کرتے تھے؟ ان روایات کی تصدیق ممکن ہے یا نہیں یا پھر ان ہدایا و جوائز سے ابنِ ہند سیاسی مفادات حاصل کرنا چاہتا تھا، تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ وہ سب کی بھلائی چاہتا ہے اور وہ کسی کا دشمن نہیں ہے۔ علاوہ ازیں وہ ان باتوں سے اپنی حکومت کی تائید چاہتا تھا۔ جب حسنین کریمینؑ اُس کے ہدیے قبول کرتے تو ان کے اس عمل سے اُس کی حکومت کی تائید ہوتی تھی؟

یا پھر ہم یہ کہیں کہ اُن کے ہدایا قبول کرنے میں مصلحت تھی۔ جی ہاں! اگر مصلحت تھی تو وہ مصلحت کیا تھی؟ دونوں بزرگوار اُس آدمی سے ہدایا لیتے تھے جو اہلِ بیتؑ رسولؐ سے شدید ترین عداوت رکھتا تھا؟

مندرجہ بالا تمام سوالات کے جوابات یہ ہیں: اگر یہ روایات صحیح بھی ہوں تو دونوں اماموںؑ کے اِس مذکورہ عمل سے آلِ ابوسفیان کی حکومت کی تائید نہیں ہوتی۔ اس مفہوم کی وضاحت درج ذیل دو اسباب سے ہوتی ہے:

① جب ابنِ ہند امام علیہ السلام کی طرف ہدایا بھیجتا تھا اور امامؑ انھیں قبول کر لیتے تھے تو ان کے اس عمل سے اُس کی حکومت کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ اِس طریقے سے آپ اُس کے جرائم کی روک تھام چاہتے تھے اور حالات کی کشیدگی کو کم کرنا چاہتے تھے۔ جس طرح کہ ابھی ابھی آپ نے مطالعہ کیا ہے کہ امام علیہ السلام جہاں اس کے ہدایا قبول کرتے وہاں

اُس پر کڑی تنقید بھی کرتے تھے۔ اپنے خطوط کے ذریعے اُس پر واضح کرتے کہ وہ اس وقت جو کچھ کر رہا ہے وہ خود اس کے لیے بھی ضرر رساں ہے اور ملت اسلامیہ کے لیے بھی مُضر ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے: حضرات امام حسن اور امام حسین علیہما السلام ابن ہند پر شدید تنقید کرتے تھے اور اُس کے مظالم کو بیان کرتے تھے اور اس کے جوائز کو بھی قبول کرتے تھے"۔

② کچھ روایات اس امر کی نشان دہی کرتی ہیں کہ امام علیہ السلام نے اس کے پیش کردہ ہدایا کو واپس کر دیا تھا۔ اِس سے آپ کا مقصد اس کی حکومت پر ضرب لگانا تھا تا کہ اُسے معلوم ہو جائے کہ اس کا طرزِ حکومت صحیح نہیں ہے۔

جب آپؑ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے تو ابن ہند نے آپ کی طرف مالِ کثیر اور دیگر تحائف بھیجے تو آپ نے واپس کر دیے تھے، لیکن آپؑ نے بعض اوقات ہدایا قبول بھی کر لیے تھے اُن کا قبول کرنا مصلحت کے پیش نظر تھا۔ دونوں بزرگواروں کے نزدیک مذکورہ ہدایا اور جوائز مسلمانوں کا مال تھا۔ آپؑ اِس مال کے ذریعے حاجت مندوں کی معاونت فرماتے تھے۔ دونوں امامینؑ مذکورہ مال اپنی ذات پر خرچ نہیں کرتے تھے۔ (مطالب السؤول: ص ۷۳؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۳۴)

حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی دُختر کا رشتۂ اَزدواج

کامل المبرد میں ہے، مروان جن دنوں مدینہ منورہ کا گورنر تھا ابن ہند نے اُس کی طرف خط بھیجا کہ وہ چاہتا ہے کہ بنو ہاشم اور اُمویوں کے درمیان جو بُغض و کینہ اور منافرت ہے اُس کا خاتمہ کیا جائے۔ وہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے پاس جائے اور اُن کی دُختر حضرت اُم کلثوم کا یزید کے لیے رشتہ مانگے۔ مروان نے وہی خط حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو سنایا اور کہا کہ اِس طرح سے دونوں خاندانوں کے درمیان اُلفت و محبت پیدا ہو جائے گی اور نفرت و منافرت ختم ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ نے کہا: میرے اِن تمام اُمور کے مالک حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔ اُن کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا کیونکہ آپؑ میرے بچوں کے ماموں ہیں۔ البتہ میں اُن سے بات کروں گا۔ دیکھتے ہیں کہ آپؑ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

ایک دن موقع کی مناسبت کو دیکھتے ہی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے بات کی۔ امام علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو وہاں سے اُٹھ کر اپنی بھانجی کے پاسؑ چلے آئے اور اُن سے کہا: تمھارے چچا محمد بن جعفر بن ابی طالبؑ کے فرزند قاسم تمھارے رشتہ اُزدواج کے زیادہ حق دار ہیں۔ شاید کہ تم بہت زیادہ حق مہر چاہتی ہو تو میں لغیبغات ① تمھارے حق مہر میں مقرر کرتا ہوں۔

جب دوبارہ مروان اور بنوہاشم کسی مقام پر جمع ہوئے تو وہاں مروان نے ابن ہند کے خط کا ذکر کیا کہ وہ آپ لوگوں سے صلہ رحمی کرنا چاہتا ہے۔ اس طریقے سے باہمی کدورتیں ختم ہوجائیں گی۔ بہتر ہے کہ دونوں خاندان اس اُزدواجی رشتہ کے ذریعے ایک ہوجائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنی بھانجی کی تزویج قاسم بن محمدؓ سے کردی ہے۔ موضوع ہی منقطع ہوگیا ہے۔

یہ سن کر مروان نے کہا: آپؑ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: آغاز تم سے ہوا ہے۔ میرے برادر امام حسن علیہ السلام نے عائشہ بنت عثمانؓ سے خواستگاری کی تھی۔ ہم نے بھی دونوں خاندانوں کو جمع کرنے کی کوشش کی تھی لیکن تُو نے اس کا رشتہ عبداللہ بن زبیر سے کردیا تھا۔

مروان نے کہا: ایسی بات نہیں تھی۔

امام علیہ السلام نے محمد بن حاطب سے کہا: میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں تم بتاؤ بات یہی تھی یا کوئی اور تھی؟

اُس نے کہا: آپؑ نے سچ فرمایا۔ بات یہی تھی جو آپؑ نے فرمائی ہے۔

---

① مدینہ منورہ کی ایک جاگیر یا وہ نخلستان جو آلِ رسولؐ کی ملکیت تھا۔ (القاموس المحیط، ج ۳، ص ۱۰۳)

مذکورہ جاگیر حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی اولاد کی ملکیت میں رہ گئی۔ وہ سب یکے بعد دیگرے اس کے وارث بنتے رہے۔ (1)

الطبقات الکبریٰ میں ہے، جویریہ بنت اسماء سے روایت ہے کہ ابنِ ہند نے حضرت عبداللہ بن جعفر سے اُن کی دُختر کا رشتہ اپنے بیٹے یزید کے لیے مانگا۔ اُنھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے بات کی تو آپؑ نے فرمایا: یہ رشتہ کیسے طے ہوسکتا ہے کیونکہ اُن کی تلواریں ہمارا خون بہاتی ہیں۔ آپ اپنی اس دُختر کا رشتہ اپنے بھتیجے قاسم بن محمد کے ساتھ کر دیں۔

اُنھوں نے کہا: اس وقت میں مقروض ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: میں اپنی جاگیر بغیبغہ تمھارے حوالے کرتا ہوں۔ تم اپنا قرض اس سے ادا کر دو۔ آپ کے چچا نے اس جائیداد کے بارے میں جو فرمایا تھا آپ اُس کے بارے میں خوب جانتے ہیں۔

آخرکار شہزادی کی شادی خانہ آبادی قاسم بن محمد سے کردی گئی۔ (طبقات الکبریٰ: ج۱،ص ۳۱۲)

المناقب لابن شهر آشوب عَن عبد الملك بن عمير والحاكم والعبّاس: إنَّ مُعاوِيَةَ كَتَبَ إلى مَروانَ، وَهُوَ عامِلُهُ عَلَى الحِجازِ، يَأمُرُهُ أن يَخطُبَ أُمَّ كُلثومٍ بِنتَ عَبدِ اللهِ بنِ جَعفَرٍ لِابنِهِ يَزيدَ. فَأَتى عَبدَ اللهِ بنَ جَعفَرٍ فَأَخبَرَهُ بِذٰلِكَ. فَقالَ عَبدُ اللهِ: إنَّ أمرَها لَيسَ إلَيَّ إنَّما هُوَ إلى سَيِّدِنَا الحُسَينِ وَهُوَ خالُها. فَأُخبِرَ الحُسَينُ علیہ السلام بِذٰلِكَ. فَقالَ: أستَغفِرُ اللهَ تَعالى، اَللّٰهُمَّ وَفِّق لِهٰذِهِ الجارِيَةِ رِضاكَ مِن آلِ مُحَمَّدٍ.

فَلَمّا اجتَمَعَ النّاسُ في مَسجِدِ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، أقبَلَ مَروانُ حَتّى جَلَسَ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام وعِندَهُ مِنَ الجِلَّةِ، وَقالَ:

---

(1) الکامل المبرد: ج۲،ص ۱۱۲۹؛ معجم البلدان: ج۱،ص ۴۶۹؛ طبقات الکبریٰ: ج۱،ص ۳۱۳؛ تاریخ دمشق: ج۵۷،ص ۲۳۵۔

إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمَرَنِي بِذٰلِكَ، وَأَنْ أَجْعَلَ مَهرَهَا حُكمَ أَبِيهَا بَالِغًا مَا بَلَغَ، مَعَ صُلحِ مَا بَينَ هٰذَينِ الحَيَّينِ، مَعَ قَضَاءِ دَينِهِ، وَاعلَم اَنَّ مَن يَغبِطُكُم بِيَزِيدَ أَكثَرُ مِمَّن يَغبِطُهُ بِكُم! وَالعَجَبُ كَيفَ يُستَمهَرُ يَزِيدُ وَهُوَ كُفوُ مَن لَا كُفوَ لَهُ، وَبِوَجهِهِ يُستَسقَى الغَمَامُ! فَرُدَّ خَيراً يَا اَبَا عَبدِ اللهِ.

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: الحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِي اختَارَنَا لِنَفسِهِ وَارتَضَانَا لِدِينِهِ وَاصطَفَانَا عَلَى خَلقِهِ، إِلَى آخِرِ كَلَامِهِ.

ثُمَّ قَالَ: يَا مَروَانُ، قَد قُلتَ فَسَمِعنَا، أَمَّا قَولُكَ: مَهرُهَا حُكمُ أَبِيهَا بَالِغًا مَا بَلَغَ، فَلَعَمرِي لَو أَرَدنَا ذٰلِكَ مَا عَدَونَا سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي بَنَاتِهِ وَنِسَائِهِ وَأَهلِ بَيتِهِ، وَهُوَ اثنَتَا عَشرَةَ أُوقِيَّةً يَكُونُ أَربَعَمِئَةٍ وَثَمَانِينَ دِرهَمًا.

وَأَمَّا قَولُكَ: مَعَ قَضَاءِ دَينِ أَبِيهَا، فَمَتَى كُنَّ نِسَاؤُنَا يَقضِينَ عَنَّا دُيُونَنَا؟

وَأَمَّا صُلحُ مَا بَينَ هٰذَينِ الحَيَّينِ، فَإِنَّا قَومٌ عَادَينَاكُم فِي اللهِ وَلَم نَكُن نُصَالِحُكُم لِلدُّنيَا، فَلَعَمرِي فَلَقَد أَعيَى النَّسَبُ فَكَيفَ السَّبَبُ!

وَأَمَّا قَولُكَ: العَجَبُ لِيَزِيدَ كَيفَ يُستَمهَرُ، فَقَدِ استُمهِرَ مَن هُوَ خَيرٌ مِن يَزِيدَ وَمِن أَبِ يَزِيدَ وَمِن جَدِّ يَزِيدَ.

وَأَمَّا قَولُكَ: إِنَّ يَزِيدَ كُفوُ مَن لَا كُفوَ لَهُ، فَمَن كَانَ كُفوَهُ قَبلَ اليَومِ فَهُوَ كُفوُهُ اليَومَ، مَا زَادَتهُ إِمَارَتُهُ فِي الكَفَاءَةِ شَيئًا.

وَأَمَّا قَولُكَ: بِوَجهِهِ يُستَسقَى الغَمَامُ، فَإِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بِوَجهِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

وَأَمَّا قَولُكَ: مَن يَغبِطُنَا بِهِ أَكثَرُ مِمَّن يَغبِطُهُ بِنَا، فَإِنَّمَا يَغبِطُنَا

بِهِ أَهلُ الجَهلِ وَيَغبِطُهُ بِنَا أَهلُ العَقلِ.

ثُمَّ قَالَ بَعدَ كَلَامٍ: فَاشهَدُوا جَمِيعًا أَنِّي قَد زَوَّجتُ أُمَّ كُلثُومٍ بِنتَ عَبدِ اللهِ بنِ جَعفَرٍ مِنِ ابنِ عَمِّهَا القَاسِمِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ جَعفَرٍ، عَلَى أَربَعِمِئَةٍ وَثَمَانِينَ دِرهَمًا. وَقَد نَحَلتُهَا ضَيعَتِي بِالمَدِينَةِ، أَو قَالَ: أَرضِي بِالعَقِيقِ، وَإِنَّ غَلَّتَهَا فِي السَّنَةِ ثَمَانِيَةُ آلَافِ دِينَارٍ. فَفِيهَا لَهُمَا غِنًى إِن شَاءَ اللهُ.

قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجهُ مَروَانَ، وَقَالَ: أَغَدرًا يَا بَنِي هَاشِمٍ؟! تَأبَونَ إِلَّا العَدَاوَةَ! فَذَكَّرَهُ الحُسَينُ علیہ السلام خِطبَةَ الحَسَنِ علیہ السلام عَائِشَةَ وَفِعلَهُ، ثُمَّ قَالَ: فَأَينَ مَوضِعُ الغَدرِ يَا مَروَانُ؟ فَقَالَ مَروَانُ:

أَرَدنَا صِهرَكَ لِنَجِدَّ وُدًّا قَد أَخلَقَهُ بِهِ حَدَثُ الزَّمَانِ
فَلَمَّا جِئتُكُم فَجَبَهتُمُونِي وَبُحتُم بِالضَّمِيرِ مِنَ الشَّنَآنِ

فَأَجَابَهُ ذَكوَانُ مَولَى بَنِي هَاشِمٍ:

أَمَاطَ اللهُ مِنهُم كُلَّ رِجسٍ وَطَهَّرَهُم بِذَلِكَ فِي المَثَانِي
فَمَا لَهُم سِوَاهُم مِن نَظِيرٍ وَلَا كُفوٌ هُنَاكَ وَلَا مُدَانِي
أَتَجعَلُ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ إِلَى الأَخيَارِ مِن أَهلِ الجِنَانِ؟

"مناقب ابن شہر آشوب میں عبدالملک بن عمیر، حاکم اور عباسؓ سے روایت ہے کہ جب مروان حجاز مقدس کا عامل تھا اُن دنوں ابن ہند نے اُس کی طرف خط لکھا کہ وہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی دختر جناب اُم کلثومؓ کی خواستگاری اُس کے بیٹے یزید کے لیے کرے۔ مروان حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس آیا اور اُنھیں ابن ہند کا پیغام دیا۔ اُنھوں نے کہا: ہمارے اِن تمام معاملات کے اختیار ہمارے آقا حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس ہیں۔ آپؑ میری دختر کے ماموں ہیں۔ یہ مسئلہ میں اُن کے حضور پیش کروں گا۔ جناب عبداللہ بارگاہِ امامت میں حاضر ہوئے اور اُنھوں

نے انھیں مروان کا پیغام دیا۔

آپؑ نے فرمایا: میں اپنے ربِ کریم سے بھلائی کا اُمیدوار ہوں۔ اس مسئلہ میں وہ ہماری نصرت فرمائے گا۔ آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا مانگی: خدایا! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم اپنی اِس دُختر کا رشتۂ اَزدواج آلِ محمدؐ کی خوشنودی میں طے کریں۔

مسجدِ نبویؐ میں حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ وہاں آپؑ کے اردگرد مدینہ اور اَطرافِ مدینہ کے اشراف موجود تھے۔ مروان وہیں حاضر ہوا۔ اُس نے کہا: مجھے میرے امیر نے حکم دیا ہے کہ میں جنابِ عبداللہ بن جعفرؓ کی دُختر کی یزید کے لیے خواستگاری کروں۔ ساتھ ہی اُن کا حق مہر طے کروں۔ اُن کے والد جو حق مہر طلب کریں وہ ہم ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اس طرح سے دونوں قبیلوں کے درمیان حسد و کینہ ختم ہو جائے گا۔ اسی حق مہر کے ذریعے بچی کے والد کا قرض بھی ادا کر دیا جائے گا۔ یزید کے اس رشتہ سے بڑھ کر تمھارے لیے کون سا رشتہ ہو سکتا ہے؟ علاوہ اَزیں قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ یزید سے جس قدر مہر طلب کیا جائے، طلب کیا جاسکتا ہے کہ جس کا کفو ہی نہیں ہے۔ اُس کی وجہ سے بارش برسانے والے بادل بارش برساتے ہیں۔ یا اباعبداللہ! آپؑ سے اچھائی اور بھلائی کی اُمید کی جاسکتی ہے، آپؑ ہمیں مثبت جواب دیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: لائق تحمید و تمجید ہے وہ ذات کہ جس نے ہمیں اپنے لیے منتخب فرمایا اور ہمیں اپنے دین کے لیے چُن لیا اور اپنی تمام مخلوق میں ہمیں مصطفیٰ کیا۔

اے مروان! ہم نے تمھاری بات سن لی ہے۔ حق مہر کے بارے میں تیری بات کہ بچی کا والد جس قدر چاہے حق مہر وصول کر سکتا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! ہم تو رسولؐ کے اہلِ بیتؑ ہیں۔ ہم حضورؐ کی سنت کے پابند

ہیں۔ جو سنت اُنھوں نے جاری فرمائی تھی ہم اُس پر عمل کرتے ہیں۔ آپؐ کی سنت بارہ اُوقیہ ہے جس کی قیمت چار صد اسی درہم بنتی ہے۔

تم نے کہا ہے کہ بچی کے والد کا قرض ادا کر دیا جائے گا۔ ہماری خاندانی روایات میں سے تمھیں کوئی ایسی روایت نظر آتی ہے کہ ہماری خواتین نے ہمارے قرض ادا کیے ہوں؟ ہمارے مرد ہی اپنے قرض ادا کرتے ہیں۔

رہی تمھاری بات کہ اِس رشتے کی بدولت دونوں خاندانوں کے درمیان صلح ہوجائے گی۔ تمھیں اچھی طرح معلوم ہے ہماری تم لوگوں سے کوئی ذاتی عداوت نہیں ہے۔ اگر ہماری تم سے عداوت ہے تو وہ اللہ رب العزت کی وجہ سے ہے۔ ہماری صلح بھی اللہ کے لیے ہے۔ ہم اپنی دنیا کے لیے کسی سے مصالحت کرنے والے نہیں ہیں۔

مجھے اپنی زندگی کی قسم! جس کا نسب بیمار اور درماندہ ہو اُسے سبب کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اصل نسب ہے۔ سبب کے ذریعے بلندیاں حاصل نہیں کی جاسکتیں۔ تمھارا یہ کہنا کہ یزید سے جس قدر مہر لیا جائے لیا جاسکتا ہے لیکن ہم نے اپنی دُختر کا مہر اُس ہستی سے لینا ہے، جو یزید، اُس کے باپ اور اُس کے دادا سے بہتر و برتر ہے۔

تم نے کہا ہے کہ یزید کا کوئی کفو نہیں ہے۔ جی ہاں! جو کل اس کا کفو تھا آج وہی اُس کا کفو ہے۔ امارت وسلطنت نے اس کی شان ومنزلت میں کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا، جو کچھ وہ پہلے تھا آج بھی وہ وہی ہے۔ تم نے کہا کہ اُس کے ذریعے بارش مانگی جاتی ہے، غلط ہے۔ صرف وہ ایک ہستی ہے کہ جس کے ذریعے بارشیں مانگی جاتی ہیں اور آسمان سے زمین پر بارشیں برستی ہیں۔ وہ اللہ رب العزت کے رسولؐ ہیں۔ اِن کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اب تمھاری آخری بات کا جواب وہ یہ ہے کہ اگر یزید کے ساتھ ہمارا

رشتہ ہو جائے تو لوگ رشک کریں گے۔ جاہل کے لیے ایسی باتیں قابلِ رشک ہوا کرتی ہیں۔ ہم ان باتوں سے بہت دُور ہیں۔ اصل بات علم اور عقل کی ہے۔ اللہ سبحانہ نے ہمیں اپنی ان دونوں دولتوں سے نوازا ہے۔ اہلِ عقل ان نعمتوں کی وجہ سے ہم پر رشک کرتے ہیں۔ آپؑ نے تمام حاضرین کو گواہ بنایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی دُختر کا عقد اُن کے چچا کے فرزند قاسم بن محمد جعفرؓ سے کر دیا ہے۔ حق مہر چار سو اسی درہم مقرر کیا ہے۔ میں نے مدینہ کی جاگیر اپنی بھانجی کے نام کر دی ہے۔ یا آپؑ نے فرمایا: اپنی عقیق نامی اراضی اُن کے نام کر دی ہے کہ جس کا غلہ سالانہ اسی ہزار دینار حاصل ہوتا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو اس جوڑے کے لیے یہ اراضی کافی ثابت ہوگی۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد مروان کے چہرے کا رنگ سیاہ پڑ گیا اور اُس نے کہا: اے بنو ہاشم! یہ سراسر دھوکہ ہے۔ تم نے ہمیشہ ہمارے ساتھ عداوت رکھی ہے۔ ہمیں اس بات کی اُمید نہ تھی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: کل تم نے ہم سے جو کچھ سلوک کیا تھا آج ہم نے اُس کا تمھیں جواب دیا ہے کیونکہ میرے برادر بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام نے عائشہ بنت عثمانؓ کی خواستگاری کی تھی، تم نے انکار کیا تھا۔ اے مروان! اب دھوکے کی کیا بات ہے؟

یہ سن کر مروان نے کہا: ہم نے آپؑ لوگوں کا داماد بننا چاہا، تاکہ اس طرح ہم تمھاری قربت حاصل کریں۔ جب ہم اپنا پیغام لے کر تمھارے پاس پہنچے تو تم نے ہم سے محاذ آرائی شروع کر دی اور اپنی اندرونی عداوت کا اظہار کیا۔

اسی مجلس میں بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلام ذکوان بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنھوں

نے مروان کو یوں جواب دیا: اللہ رب العزت نے اِن بزرگواروں کو ہر قسم کے رجس سے دُور رکھا ہے۔ اپنے قرآن میں اِن کی طہارت کے تذکرے کیے ہیں۔ اِن ہستیوں کی کوئی مثال ہے اور نہ اِن کا کوئی ہمسر ہے۔ ستم پیشہ افراد کا صاحبانِ جنت و جنان سے کیا کام؟ یہ ہستیاں رسول اللہ کے اہلِ بیتؑ ہیں، جو کائنات کے بہتر و بہترین لوگ ہیں"۔ ①

﴿ دخترِ سُہیل بن عمرو کا واقعہ ﴾

مقتل الحسين عليه السلام للخوارزمي عن ابن المبارك أو غيره:
بَلَغَنِي اَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ لِيَزِيْدَ: هَل بَقِيَت لَذَّةٌ مِنَ الدُّنْيَا لَم تَنَلها؛ قَالَ: نَعَم. اُمُّ أبيها هِندُ بِنتُ سُهَيلِ بنِ عَمرٍو. خَطَبتُهَا وخَطَبَهَا عَبدُ اللهِ بنُ عامِرِ بنِ كُرَيزٍ فتَزَوَّجتهُ وتَرَكَتنِي.
فَأَرسَلَ مُعَاوِيَةُ إلى عَبدِ اللهِ بنِ عامِرٍ وَهُوَ عامِلُهُ عَلَى البَصرَةِ. فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيهِ قَالَ: اِنزِل عَن اُمِّ أَبِيهَا لِوَلِيِّ عَهدِ المُسلِمِينَ يَزِيدَ. قَالَ: ما كُنتُ لِأَفعَلَ. قَالَ: أُقطِعُكَ البَصرَةَ. فَإِن لَم تَفعَل عَزَلتُكَ عَنهَا. قَالَ: وإن.
فَلَمَّا خَرَجَ مِن عِندِهِ. قَالَ لَهُ مَولَاهُ: اِمرَأَةٌ بِامرَأَةٍ. أَتَترُكُ البَصرَةَ بِطَلَاقِ امرَأَةٍ؛ فَرَجَعَ إلى مُعَاوِيَةَ. فَقَالَ: هِيَ طَلَاقٌ. فَرَدَّهُ إلى البَصرَةِ. فَلَمَّا دَخَلَ تَلَقَّتهُ اُمُّ أَبِيهَا. فَقَالَ: إستَتِرِي. فَقَالَت: فَعَلَهَا اللَّعِينُ! وَاستَتَرَت.
قَالَ: فَعَدَّ مُعَاوِيَةُ الأَيَّامَ حَتَّى إِذَا انقَضَتِ العِدَّةُ. وَجَّهَ أَبَاهُرَيرَةَ يَخطُبُهَا لِيَزِيدَ وَقَالَ لَهُ: أَمهِرهَا بِأَلفِ أَلفٍ. فَخَرَجَ أَبُوهُرَيرَةَ فَقَدِمَ المَدِينَةَ. فَمَرَّ بِالحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام. فَقَالَ: مَا

① مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۳۸؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۰۷

أَقْدَمَكَ الْمَدِينَةَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: أُرِيدُ الْبَصْرَةَ أَخْطُبُ أُمَّ أَبِيهَا لِوَلِيِّ عَهْدِ الْمُسْلِمِينَ يَزِيدَ. قَالَ: فَتَرَى أَنْ تَذْكُرَنِي لَهَا. قَالَ: إِنْ شِئْتَ. قَالَ: قَدْ شِئْتُ.

فَقَدِمَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْبَصْرَةَ. فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّ أَبِيهَا. إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَخْطُبُكِ لِوَلِيِّ عَهْدِ الْمُسْلِمِينَ يَزِيدَ. وَقَدْ بَذَلَ لَكِ فِي الصَّدَاقِ أَلْفَ أَلْفٍ. وَمَرَرْتُ بِالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَذَكَرَكِ. قَالَتْ: فَمَا تَرَى يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: ذٰلِكَ إِلَيْكِ. قَالَتْ: فَشَفَةٌ قَبَّلَهَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَحَبُّ إِلَيَّ. قَالَ: فَتَزَوَّجَتِ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، وَرَجَعَ أَبُو هُرَيْرَةَ. فَأَخْبَرَ مُعَاوِيَةَ.

قَالَ: فَقَالَ لَهُ: يَا حِمَارُ! أَلَيْسَ لِهٰذَا وَجَّهْنَاكَ.

قَالَ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ حَجَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ. فَمَرَّ بِالْمَدِينَةِ فَلَقِيَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَقَالَ لَهُ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ، تَأْذَنُ لِي فِي كَلَامِ أُمِّ أَبِيهَا. فَقَالَ: إِذَا شِئْتَ. فَدَخَلَ مَعَهُ الْبَيْتَ وَاسْتَأْذَنَ عَلَى أُمِّ أَبِيهَا. فَأَذِنَتْ لَهُ وَدَخَلَ مَعَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام.

فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرٍ: يَا أُمَّ أَبِيهَا. مَا فَعَلَتِ الْوَدِيعَةُ الَّتِي اسْتَوْدَعْتُكِ؟ قَالَتْ: عِنْدِي. يَا جَارِيَةُ هَاتِي سَفَطَ كَذَا. فَجَاءَتْ بِهِ فَفَتَحَتْهُ وَإِذَا هُوَ مَمْلُوءٌ لَآلِئُ وَجَوْهَرٌ يَتَلَأْلَأُ. فَبَكَى ابْنُ عَامِرٍ. فَقَالَ الْحُسَيْنُ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ: يَابْنَ رَسُولِ اللهِ أَتَلُومُنِي عَلَى أَنْ أَبْكِيَ عَلَى مِثْلِهَا فِي وَرَعِهَا وَكَمَالِهَا وَوَفَائِهَا؟ قَالَ: يَابْنَ عَامِرٍ. نِعْمَ الْمُحَلِّلُ كُنْتُ لَكُمَا. هِيَ طَالِقٌ. فَحَجَّ. فَلَمَّا رَجَعَ تَزَوَّجَ بِهَا.

''مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، ابن مبارک وغیرہ سے روایت ہے کہ ابن ہند نے اپنے بیٹے یزید سے کہا: سنایئے کیا لذاتِ دنیا میں سے کوئی

ایسی لذت باقی رہ گئی ہے کہ جسے تم حاصل نہ کر سکے ہو؟ میں اپنے بیٹے کے لیے ہر کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔

یزید نے کہا: جی ہاں! میں نے سہیل بن عمرو کی دُختر اُمِ اَبیہا ھند سے خواستگاری کی تھی۔ اُس نے عبداللہ بن عامر بن کُریز سے عقدِ اَزدواج کرلیا، اُس نے مجھے قبول نہ کیا۔ اگر اُس عورت سے شادی ہوجائے تو یہ میری دیرینہ خواہش ہے۔ اِس سے میری خوشی میں اضافہ ہوجائے گا۔

ابنِ ہند نے فوراً عبداللہ بن عامر کی طرف خط بھیجا تو وہ ان دنوں اس کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا کہ وہ میرے پاس آئے۔ اُس سے ایک ضروری کام ہے۔ جب وہ شام آیا تو ابنِ ہند نے اُسے کہا: تو اپنی زوجہ اُمِ اَبیہا کو طلاق دے، تاکہ مسلمانوں کا ولی عہد (یزید) اُس سے نکاح کرے۔

عبداللہ بن عامر نے کہا: میں ایسا نہیں کرسکتا۔ ابنِ ہند نے کہا: اگر تُو میرے حکم کی تعمیل نہیں کرے گا تو پھر بصرہ کی ولایت چھوڑنا پڑے گی۔

عبداللہ نے جواب دیا: میں بصرہ کی ولایت چھوڑ دیتا ہوں۔ جب وہ ابنِ ہند سے وداع کرکے باہر نکلا تو اس کے غلام نے اُسے کہا: عورتوں کی کمی نہیں ہے اگر یہ چلی جائے گی تو دوسری آجائے گی۔ ایک عورت کی وجہ سے بصرہ کی ولایت کا چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔ عبداللہ واپس ابنِ ہند کے پاس آیا اور کہا: وہ اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے۔ بصرہ کی ولایت اُسے واپس کی جائے۔ ابنِ ہند نے بصرہ کی ولایت اُسے واپس کردی۔ وہ اپنے گھر آیا اور اپنی زوجہ اُمِ اَبیہا کو حال دیا اُنھوں نے آپس میں خفیہ منصوبہ بندی کی۔ عبداللہ نے اُسے کہا: اسے اپنے ہاں چھپا کر رکھنا۔ اُس نے کہا: جی ہاں میں اسے چھپا کر رکھوں گی۔

راوی کہتا ہے: ابنِ ہند نے عدّت کے دن گننے شروع کردیے۔ جب

اس کی عدت مکمل ہوگئی تو اُس نے ابوہریرہ کو اس کے پاس یزید کی خواستگاری کے لیے بھیجا اور اُس کا مہر ایک کروڑ درہم مقرر کیا۔ ابوہریرہ پیغام لے کر مدینہ آئے۔ وہاں اُن کی ملاقات فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوئی۔ حالات کا تبادلہ ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اُمِ ابیہا کو میری طرف سے بھی پیغام دے دینا۔ ابوہریرہ بصرہ گئے اور وہیں اُمِ ابیہا کے پاس جا کر یزید کی خواستگاری کا ذکر کیا۔ ایک کروڑ درہم مہر کی بات بھی کی۔ اس کے بعد اُس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کیا کہ میں جب مدینہ منورہ گیا تو وہاں آپؑ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اپنے کام کا ذکر کیا کہ میں یزید کا یہ پیغام لے کر بصرہ جا رہا ہوں تو آپؑ نے مجھ سے کہا کہ میری طرف سے اُسے خواستگاری کا پیغام دے دینا۔ اب میں اُن کا پیغام بھی تمھیں دے رہا ہوں۔

اُمِ ابیہا نے کہا: مجھے فرزندِ رسولؐ قبول ہے۔

راوی کہتا ہے: اُمِ ابیہا نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عقدِ ازدواج کیا۔ جنابِ ابوہریرہ واپس شام پہنچے اور ابنِ ہند کو سارا حال دیا تو اُس نے کہا: عقل سے عاری بندے! میں نے تجھے اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ مطلوبہ عورت کسی اور سے شادی کرے تو نے یہ کیا کیا؟

راوی کہتا ہے: عبداللہ بن عامر حج کے سلسلے میں مدینہ منورہ آیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے حضور حاضری دی۔ اُس نے عرض کیا: آپؑ مجھے اُمِ ابیہا سے بات کرنے دیں۔ آپؑ اُسے اُمِ ابیہا کے پاس لے گئے۔ عبداللہ نے اُسے کہا: میں نے تجھے امان دی تھی اُس کا کیا ہوا؟ اُمِ ابیہا نے کہا: وہ میرے پاس موجود ہے۔ اُس نے کہا: وہ میرے حوالے کیجیے۔ اُمِ ابیہا نے اپنے سابقہ شوہر کی امانت اُسے واپس کی۔ وہ ایک چھوٹی سی ڈبیا تھی جو قیمتی موتیوں اور جواہر سے بھری ہوئی تھی۔ ابنِ عامر رونے لگا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس سے رونے کی وجہ پوچھی۔ اُس نے کہا:
فرزندِ رسولؐ! میں اِس عورت کی پرہیزگاری، کمال اور وفا پر رو رہا ہوں کہ
یہ کس قدر امین اور باوفا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: اے ابنِ عامر! میں تم دونوں کا بہترین محلل ہوں۔ میں
اِسے طلاق دیتا ہوں۔ عدت کے بعد اِس سے عقد کر لینا۔ ابنِ عامر نے
حج سے فراغت کے بعد اُس سے عقد کر لیا"۔ (مقتل الحسین خوارزمی:
ج۱، ص ۱۵۰)

اُرنیب کا مشہور قصہ

یزید بن معاویہ کو اپنے والد کے دورِ حکومت میں "اُرنیب" نامی عورت سے عشق ہو گیا تھا۔ یہ عورت اسحاق کی بیٹی اور عبداللہ بن سلام کی زوجہ تھی جو ابنِ ہند کی طرف سے عراق کا عامل تھا۔ جب اِس بات کا ابنِ ہند کو علم ہوا تو اُس نے اپنے بیٹے کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے منصوبہ بندی کی۔ اُس نے ابوہریرہؓ اور ابودرداؓ دونوں کو عبداللہ بن سلام کے پاس بھیجا۔ ساتھ یہ بھی اُنھیں کہا کہ ابنِ ہند اُسے اپنی بیٹی رشتے میں دینا چاہتا ہے۔ جب عبداللہ بن سلام نے یہ پیغام سنا تو وہ بہت خوش ہوا۔ اُس نے اپنی طرف سے دو آدمیوں کو خواستگاری کے لیے شام روانہ کیا۔

لیکن ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابنِ ہند نے اپنی بیٹی سے کہا کہ وہ اپنا عقدِ اَزدواج مشروط کر دے کہ عبداللہ بن سلام اپنی بیوی اُرنیب کو طلاق دے۔ پھر وہ اُس سے عقد کرے گی۔ عبداللہ نے اُرنیب کو طلاق دے دی۔ اِدھر ابنِ ہند کی بیٹی نے اپنا معاملہ یہ کہہ کر موخر کر دیا کہ وہ اس موضوع میں تحقیق کرے گی کہ واقعاً عبداللہ بن اُرنیب کو طلاق دے دی ہے یا نہیں۔ پھر بات ہو گی۔

جب اُرنیب کی عدت مکمل ہو گئی تو ابنِ ہند نے ابودرداءؓ کو خواستگاری کے لیے روانہ کیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ابودرداءؓ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی کسی مقام پر ملاقات ہو گئی۔

جب حالات کا تبادلہ ہوا تو ابودرداءؓ نے بتایا کہ وہ یزید کا رشتہ لے کر اُرنیب کے پاس جا رہا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابودرداءؓ سے کہا کہ وہ اس تک میرا پیغام بھی پہنچا دے۔

جب ابودرداءؓ اُرنیب کے پاس گیا تو اُسے جہاں یزید کا پیغام دیا وہاں اُس نے اُسے حضرت امام حسین علیہ السلام کا پیغام بھی دیا۔ اُرنیب نے امام علیہ السلام کا پیغامِ خواستگاری قبول کیا اور یزید کا پیغام مسترد کر دیا۔ آخر کار اُس نے امام علیہ السلام سے عقد کر لیا۔

جب عبداللہ بن سلام کو ابنِ ہند کے اس منصوبے کا علم ہوا تو وہ عازمِ عراق ہوا۔ اس دوران اُس کی ملاقات حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوئی۔ اُس نے امام علیہ السلام سے اُرنیب سے بات کرنے کی اجازت لی۔ امام علیہ السلام اُسے لے کر اُرنیب کے پاس آئے۔ اُس نے اپنی سابقہ بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے امانت دی تھی وہ کہاں ہے؟ کیونکہ وہ اُس کے پاس اپنی امانت لینے کے لیے آیا ہے اُس وقت امام علیہ السلام نے فرمایا:

اِلٰهِی! اُشْهِدُكَ اِنِّیْ طَلَّقْتُ اُرَیْنَبًا... ثَلَاثًا، وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ لَمْ اَتَزَوَّجْهَا لِمَالٍ اَوْ جَمَالٍ اِنَّمَا اَرَدْتُ اَنْ اَحْفَظَهَا یُزَوِّجُهَا

"خدایا! میں تجھے گواہ بناتا ہوں میں نے اُرنیب کو تین طلاق دے دی ہیں۔ تُو خوب جانتا ہے کہ میں نے اِس سے اس کے مال یا حُسن و جمال کی وجہ سے شادی نہیں کی تھی۔ میں نے اِس سے عقد اس لیے کیا تھا کہ اِسے اس کے شوہر کے لیے محفوظ کر لوں"۔

کچھ عرصہ بعد عبداللہ نے اُس سے تزویج کر لی۔ (الامامت والسیاست: ج۱،ص ۲۱۵ تا ۲۲۳)

یہ قصہ دوسرے مصادر میں بھی موجود ہے:

① ایک روایت میں اُرنیب کا نام اُمِ خالد نقل کیا گیا ہے، جو ابوجندل کی بیٹی اور عبداللہ بن سلام کی زوجہ ہے۔ اس کی طرف ابوہریرہ یزید کا پیغامِ خواستگاری لائے تھے۔ اس روایت میں اس عورت کی طرف حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، عبداللہ بن جعفرؓ

اور یزید بن معاویہ نے خواستگاری کے پیغام بھیجے تھے۔ [1]

② ایک اور روایت میں قصہ کا محور سہل بن عمرو کی دختر اور عبداللہ بن عامر بن کریز کی زوجہ ہے، جو بصرہ کا والی تھا۔ اس روایت میں خواستگاری کے پیغام بر ابوہریرہ ہیں۔

③ تیسری روایت میں یہ قصہ زینب بنت اسحاق اور عبداللہ بن سلام کی زوجہ کے اردگرد گھومتا ہے۔ اس روایت میں پیغام بر ابودرداءؓ صاحب ہیں۔ اُس نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور یزید کی طرف سے اُسے پیغام دیا تھا۔ [2]

مندرجہ ذیل مصادر میں یہ قصہ منقول ہے:

① الامامت والسیاست: ابن دینوری (۲۱۳-۲۷۶ھ)

② الکامل: محمد بن یزید المبرد (م: ۲۸۵ھ)

③ مجمع الامثال: ابوفضل احمد بن محمد بن احمد میدانی (م: ۵۱۸ھ)

④ مقتل الحسین خوارزمی (م: ۵۳۸ھ)

⑤ مناقب ابن شہرآشوب (م: ۵۸۸ھ)

⑥ نہایۃ الادب: شہاب الدین احمد بن عبدالوہاب نویری (۶۷۷-۷۳۳ھ)

یہ تھے وہ مصادر جن میں مذکورہ روایت موجود ہے لیکن ہمارے شیعہ ماہرین کتابیات نے اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیا۔

علامہ عبدالرزاق موسوی مقرم نے اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ روایت امام علیہ السلام کی شخصیت کے خلاف ہے۔ ان کی معصوم شخصیت کے خدوخال کو بگاڑنے کی ایک کاوش ہے۔ (مقتل الحسین المقرم: ص ۴۰-۴۱)

حضرت علامہ جعفر مرتضیٰ عاملیؒ نے بڑے اُحسن انداز میں بحث کی ہے اور اس روایت کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ (دراسات وبحوث فی التاریخ الاسلام: ج ۲، ص ۱۵۹-۱۶۶)

جی ہاں! آئیے اب اس روایت کو تاریخ کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ یہ روایت درج

---

[1] مجمع الامثال میدانی: ج ۲، ص ۳۶-۴۷؛ مناقب ابن شہرآشوب: ج ۴، ص ۳۸

[2] تہذیب التہذیب: ج ۶، ص ۱۸۰

ذیل اَسباب کے لحاظ سے صحیح نظر نہیں آتی۔

① اس قصہ کے اجزاء میں اختلاف ہے، جس کی وجہ سے یہ روایت مشکوک ہوگئی ہے۔

② روایت میں مذکورہ عورت کے نام میں اختلاف ہے۔ کہیں اس کا نام اُرنیب ہے اور کہیں ہند ہے۔ علاوہ اَزیں اُمِ خالد اور زینب کے نام بھی ہیں۔

③ شوہر کے نام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ عبداللہ بن سلام، عبداللہ بن عامر۔

④ پیغام رساں کے ناموں میں اختلاف ہے: کہیں ابودرداءؓ ہے اور کہیں ابوہریرہؓ ہے۔

⑤ زوج جدید میں اختلاف ہے کسی مصدر میں حضرت امام حسن علیہ السلام اور کسی میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام ہے۔

بعض مصادر کے مطابق اس قصہ میں حضرت ابودرداءؓ کا نام ہے کہ وہ ابنِ ہند کی طرف سے پیغام رساں تھا۔ بعض مصادر میں ہے کہ ابودرداءؓ حضرت عثمانؓ کی خلافت ۲۳، ۲۴ ہجری کے زمانے میں فوت ہو گئے تھے کچھ مصادر میں اُن کی وفات ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۸ اور ۳۹ھ مذکور ہے۔ لیکن ان کی وفات کا مشہور قول وہی ہے کہ آپ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہو گئے تھے۔ [1]

جی ہاں! اگر ہم یہ بھی تسلیم کرلیں کہ جنابِ ابودرداءؓ ۳۹ ہجری میں فوت ہوئے ہوں تو پھر بھی اس قصہ کی تصدیق نہیں ہوتی کیونکہ یہ قصہ اُس زمانے میں ہوا تھا جس زمانے میں ابنِ ہند نے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی تھی۔ یزید کی بیعت ۴۹ ہجری میں ہوئی تھی۔ ۳۹ھ کہاں اور ۴۹ھ کہاں؟ واقعہ کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے۔

علاوہ اَزیں قابلِ غور بات یہ ہے کہ یزید کی تاریخ پیدائش ۲۶، ۲۷، ۳۱ھ اور اُدھر حضرت ابودرداؓ کی وفات ۳۹ھ ہو۔ بارہ سال کے سن میں یزید کس طرح ایک عورت سے عشق کرسکتا تھا؟ اس لحاظ سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

کسی تاریخ مصدر میں نہیں پایا جاتا کہ ابنِ ہند کے زمانہ حکومت میں عراق کا والی

---

① الطبقات الکبریٰ: ج ۳، ص ۳۹۳؛ اُسد الغابہ: ج ۴، ص ۳۰۷؛ الاصابہ: ج ۴، ص ۶۲۲؛ الاستیعاب: ج ۳، ص ۳۰۰؛ الثقات ابن حبان: ج ۳، ص ۲۲۸

عبداللہ بن سلام نامی آدمی رہا ہو۔ مزید برآں تاریخ کی کتابوں میں عبداللہ بن سلام نام کے تین آدمی مذکور ہیں۔ تینوں آدمی اِس واقعہ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ البتہ ایک آدمی ممکن ہے اس نام کا اُس دور میں موجود ہو۔ وہ عبداللہ بن سلام یہودی تھا۔ وہ ۴۱ھ، ۴۳ھ میں فوت ہو گیا تھا۔ وہ اُس دور میں بہت بوڑھا تھا۔ [1]

ایک مجلس میں تین طلاقیں فقہ اہلِ بیتؑ سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ تمام شیعہ فقہا کا اس پر اجماع ہے۔ (جواہر الکلام: ج ۳۲، ص ۸۱)

جن لوگوں نے یہ قصہ وضع کیا ہے اُن کے اِس قصہ سے مفادات وابستہ تھے۔ وہ انقلابِ حسینی کو سبوتاژ کرنا چاہتے تھے۔ وہ اس عظیم الشان انقلاب کو جاہلی دور سے مربوط کرنا چاہتے تھے کہ ایک عورت کے معاملے پر جھگڑا پیدا ہوا جس نے ایک خون ریز جنگ کی شکل اختیار کر لی تھی۔ جی ہاں! اس قصے کا سرے سے کوئی وجود نہیں ہے۔

ہاں! اگر اِسے صحیح تسلیم بھی کر لیا جائے کہ امام حسین علیہ السلام نے اُس عورت سے تزویج کر بھی لی ہو تو اس میں شرعی مانع موجود نہیں ہے۔ اِس تزویج سے امام علیہ السلام کا قصد ظلم و ستم کا رفع کرنا تھا جس طرح کہ روایت میں مذکور ہے۔ آپؑ چاہتے تھے کہ حق دار کا حق محفوظ رہے۔

ابنِ ہند کی سیاست اور امامؑ

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عَن محمّد بن أَبِي يَعقُوب الضبّي: إِنَّ مُعَاوِيَةَ بنَ أَبِي سُفيَانَ كَانَ يَلقَى الحُسَينَ عليه السلام فَيَقُولُ: مَرحَبًا وَأَهلًا بِابنِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم. وَيَأمُرُ لَهُ بِثَلَاثِمِئَةِ أَلفٍ.

"الطبقات الکبریٰ میں محمد بن یعقوب ضبی سے روایت ہے کہ جب ابنِ ہند کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اُس نے کہا: فرزندِ رسولؐ! خوش آمدید۔ پھر اُس نے اپنے خزانچی کو حکم دیا کہ وہ تین لاکھ درہم آپؑ کی

[1] مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۳؛ تاریخ الخلفاء: ص ۲۳۵؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۲۲۶

خدمت میں پیش کرے"۔ (طبقات الکبریٰ: ج ا،ص ۳۹۷)

سیر أعلام النبلاء: كان [الحُسَينُ] يَقبَلُ جوائِزَ مُعاوِيَةَ ، وَمُعَاوِيَةُ يَرىٰ لَهُ وَيَحتَرِمُهُ وَيُجِلُّهُ.

"سیر اعلام النبلاء میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام ابن ہند کے جوائز قبول فرماتے تھے۔ وہ آپ کا بہت زیادہ احترام و اکرام کرتا تھا۔(سیر اعلام النبلاء: ج ۳،ص ۲۹۱)

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عَن أبي سعيد الكلبي : قَالَ مُعَاوِيَةُ لِرَجُلٍ مِن قُرَيشٍ : إذَا دَخَلتَ مَسجِدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله فَرَأَيتَ حَلقَةً فِيهَا قَومٌ كَأَنَّ عَلىٰ رُؤُوسِهِمُ الطَّيرِ ، فَتِلكَ حَلقَةُ أَبي عَبدِ اللهِ ، مُؤتَزِرًا عَلىٰ أنصافِ سَاقَيهِ، لَيسَ فِيهَا مِنَ الهُزَيلِى شَيءٌ.

"الطبقات الکبریٰ میں ابوسعید کلبی سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابن ہند نے ایک قریشی سے کہا: جب تو مسجد نبوی میں داخل ہو اور وہاں لوگوں کا حلقہ دیکھے جو سب اس طرح خاموش ہوں جیسے اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں تو وہ حلقہ ابوعبداللہ حضرت امام حسین کا ہوگا"۔

العقد الفريد عَن العُتبي: دَعَا مُعَاوِيَةُ مَروانَ بنَ الحَكَمِ فَقَالَ لَهُ : أَشِر عَلَيَّ فِي الحُسَينِ . قَالَ : تُخرِجُهُ مَعَكَ إِلَى الشَّامِ فَتَقطَعُهُ عَن أهلِ العِراقِ وتَقطَعُهُم عَنهُ. قَالَ : أَرَدتَ وَاللهِ أَن تَستَرِيحَ مِنهُ وتَبتَلِيَنِي بِهِ. فَإِن صَبَرتُ عَلَيهِ صَبَرتُ عَلىٰ مَا أكرَهُ. وإِن أَسَأتُ إِلَيهِ كُنتُ قَد قَطَعتُ رَحِمَهُ. فَأَقَامَهُ.

وَبَعَثَ إِلىٰ سَعِيدِ بنِ العَاصِ. فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عُثمانَ. أَشِر عَلَيَّ فِي الحُسَينِ. قَالَ : إِنَّكَ وَاللهِ مَا تَخَافُ الحُسَينَ إِلَّا عَلىٰ مَن بَعدَكَ.

وَاِنَّكَ لَتُخَلِّفُ لَهُ قِرْنًا اِنْ صَارَعَهُ لَيَصْرَعَنَّهُ. وَاِنْ سَابَقَهُ لَيَسْبِقَنَّهُ. فَذَرِ الْحُسَيْنَ مَنْبِتَ النَّخْلَةِ، يَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ، وَيَصْعَدُ فِي الْهَوَاءِ، وَلَا يَبْلُغُ اِلَى السَّمَاءِ.

"العقد الفرید میں شعبی سے روایت ہے کہ ابن ہند نے مروان کو اپنے پاس بلایا اور اُس سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پوچھا کہ میں اُن کے بارے میں کیا کروں؟ مروان نے کہا: اُنھیں اپنے ہمراہ شام لے جاؤ، تاکہ اہلِ عراق سے اُن کا ربط و رابطہ منقطع ہوجائے۔ ابن ہند نے مروان سے کہا: اللہ کی قسم! تم نے مجھے یہ مشورہ اپنے آرام وسکون کے لیے دیا ہے، اور مجھے آزمائش و ابتلاء سے دوچار کرنے کے لیے دیا ہے۔ اگر میں اُنھیں برداشت کروں تو ایسے ہے جیسے میں نے اپنے اُوپر جبر کیا ہے۔ اگر میں اُنھیں برداشت نہ کروں اور اُن سے انتقامی کارروائی کروں تو میں اِس صورت میں قطع رحمی سے متصف ہوجاؤں گا۔ یہ کہہ کر مروان کو وہاں سے رخصت کر دیا۔

اس کے بعد اُس نے سعید بن عاص سے کہا: اے ابوعثمان! مجھے حسینؑ ابن علیؑ کے بارے میں مشورہ دو کہ میں اُس کے ساتھ کیا سلوک کروں؟

اُس نے کہا: بخدا! تم حسینؑ سے اپنے بعد خوف زدہ ہو۔ جسے تو خلیفہ بنانا چاہتا ہے اگر وہ اُس سے لڑے گا تو وہ اُسے پچھاڑ دیں گے اور وہ سبقت لے جانا چاہے گا تو وہ پھر بھی اس پر غالب آجائیں گے۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ تو حسینؑ کو اپنے حال پر رہنے دے، انھیں نخلستان میں رہنے دے کہ وہ پانی پیتے رہے، ہوا میں بلند ہوں لیکن آسمان تک نہ پہنچیں، یعنی اپنے مقصد کو حاصل نہ کرسکیں"۔ [1]

[1] العقد الفرید: ج ۳، ص ۸۲؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۸۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۱۰

ابنِ ہند کا امامؑ کو اپنے لیے خطرہ سمجھنا

انساب الاشراف میں ابوصالح سے روایت ہے کہ ابنِ ہند مکہ معظمہ آیا اور وہ ابنِ عباسؓ سے ملا۔ ابنِ ہند نے ابنِ عباسؓ سے کہا: حسنؑ قابلِ تعجب ہیں کہ اُنھوں نے طائف کے شہد کا مشروب پیا اور اِس دنیا سے چل بسے۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا: اگرچہ حضرت امام حسن علیہ السلام اِس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں تُو نے بھی مرنا ہے۔

ابنِ ہند نے کہا: آج آپ اپنی قوم کے سردار ہیں۔

ابنِ عباسؓ نے جواب دیا: نہیں، جب تک حضرت امام حسین علیہ السلام ہم میں موجود ہیں وہ ہمارے سردار ہیں، مَیں نہیں ہوں۔ [1]

حضرت امام حسینؑ سے ابنِ ہند کا بیعت کا تقاضا

الطبقات الکبریٰ میں ہے، مروان بن حکم نے ابنِ ہند کی طرف خط بھیجا:

مجھے حسینؑ کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ کسی وقت بھی ہمارے لیے مسائل کھڑے کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایک دن تمھیں حسینؑ کی طرف سے بُرے دن دیکھنے ہیں۔

ابنِ ہند نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اللہ نے جسے عہد و معاہدہ کی طاقت عطا کی ہے اور اُس نے کسی سے معاہدہ کر لیا تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اہلِ کوفہ آپؑ کو انتشار و اِفتراق کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپؑ اہلِ عراق کو خوب جانتے ہیں کہ اُنھوں نے آپؑ کے والد اور بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اُنھوں نے اپنے معاہدوں کو توڑ دیا تھا۔ اللہ کا خوف کرو اور اپنے معاہدے کو یاد رکھو۔ اگر تم میرا انکار کرو گے تو میں بھی تمھارا انکار کروں گا۔ اگر تم میری مخالفت کرو گے تو میں بھی تمھاری مخالفت کروں گا۔ اگر تم حیلہ کرو گے تو میں بھی حیلہ کروں گا۔

---

[1] انساب الاشراف: ج ۳، ص ۲۹۸؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۱۶، ص ۱۱؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۳۸

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس کے جواب میں لکھا:

مجھے تمھارا خط موصول ہوا ہے جو کچھ میرے بارے میں تمھیں کہا گیا ہے وہ غلط ہے۔ حسنات کی ہدایت اللہ کی طرف سے ہے وہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ میرا تم سے جنگ کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں تمھارا مخالف نہیں ہوں۔ اگرچہ اس عمل کے ترک میں خوف زدہ ہوں، میں گمان نہیں رکھتا کہ خدا میرے اس عمل سے راضی ہوگا۔ اس اُمت کے لیے سب سے بڑا فتنہ تیری حکومت ہے۔ ①

امامؑ کا ابن ہند کی موت سے ایک سال قبل خطبہ

کتاب سلیم بن قیس: لَمَّا كَانَ قَبلَ مَوتِ مُعَاوِيَةَ بِسَنَةٍ، حَجَّ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام وعَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ وعَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرٍ مَعَهُ. فَجَمَعَ الحُسَينُ عليه السلام بَنِي هَاشِمٍ، رِجَالَهُم وَنِسَاءَهُم وَمَوالِيَهُم وشيعَتَهُم مَن حَجَّ مِنهُم، ومِنَ الأَنصَارِ مِمَّن يَعرِفُهُ الحُسَينُ عليه السلام وأَهلُ بَيتِهِ.

ثُمَّ أَرسَلَ رُسُلًا: لَا تَدَعُوا أَحداً مِمَّن حَجَّ العَامَ مِن أَصحَابِ رَسُولِ اللهِ المَعرُوفِينَ بِالصَّلاحِ وَالنُّسُكِ إِلَّا اجمَعُوهُم لِي.

فَاجتَمَعَ إِلَيهِ بِمِنًى أَكثَرُ مِن سَبعِمِئَةِ رَجُلٍ وَهُم فِي سُرادِقِهِ، عَامَّتُهُم مِنَ التَّابِعِينَ، وَنَحوٌ مِن مِئَتَي رَجُلٍ مِن أَصحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم، وَغَيرِهِم.

فَقَامَ فِيهِمُ الحُسَينُ عليه السلام خَطِيباً، فَحَمِدَ اللهَ وأَثنى عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعدُ، فَإِنَّ هٰذَا الطَّاغِيَةَ قَد فَعَلَ بِنَا وبِشِيعَتِنَا مَا قَد رَأَيتُم وَعَلِمتُم وَشَهِدتُم، وَإِنِّي أُرِيدُ أَن أَسأَلَكُم عَن شَيءٍ،

---

① طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۴۳۵؛ تاریخ دمشق: ج۱۴، ص ۲۰۵؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص ۲۹۴؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج۵، ص۶؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۳، ص۲۶۰۶؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸، ص ۱۶۲

فَإِنْ صَدَقْتُ فَصَدِّقُونِي وَإِن كَذَبْتُ فَكَذِّبُونِي: أَسأَلُكُم بِحَقِّ اللهِ عَلَيْكُم وَحَقِّ رَسُولِ اللهِ وَحَقِّ قَرَابَتِي مِن نَبِيِّكُم، لَمَّا سَيَّرْتُم مَقَامِي هٰذَا، وَ وَصَفتُم مَقَالَتِي، وَدَعَوتُم أَجمَعِينَ فِي أَنصَارِكُم مِن قَبَائِلِكُم مَن أَمِنتُم مِنَ النَّاسِ وَ وَثِقتُم بِهِ، فَادعُوهُم إِلى ما تَعلَمُونَ مِن حَقِّنَا، فَإِنِّي أَتَخَوَّفُ أَن يَدرُسَ هٰذَا الأَمرُ وَ يَذهَبَ الحَقُّ ويُغلَبَ، وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَو كَرِهَ الكٰفِرُونَ. وَمَا تَرَكَ شَيئًا مِمَّا أَنزَلَ اللهُ فِيهِم مِنَ القُرآنِ إِلَّا تَلَاهُ وَفَسَّرَهُ، وَلَا شَيئًا مِمَّا قَالَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي أَبِيهِ وَأَخِيهِ وَأُمِّهِ وَفِي نَفسِهِ وأَهلِ بَيتِهِ إِلَّا رَوَاهُ.

وَكُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ الصَّحابَةُ: اَللّٰهُمَّ نَعَم، قَد سَمِعنَا وَشَهِدنَا. وَيَقُولُ التَّابِعِيُّ: اَللّٰهُمَّ قَد حَدَّثَنِي بِهِ مَن أُصَدِّقُهُ وَ أَئتَمِنُهُ مِنَ الصَّحَابَةِ. فَقَالَ: أَنشُدُكُمُ اللهَ إِلَّا حَدَّثتُم بِهِ مَن تَثِقُونَ بِهِ وبِدِينِهِ. فَكَانَ فِيمَا نَاشَدَهُمُ الحُسَينُ علیہ السلام وَذَكَّرَهُم أَن قَالَ: أَنشُدُكُمُ اللهَ. أَتعلَمُونَ أَنَّ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ أَخَا رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حِينَ آخَى بَينَ أَصحَابِهِ، فَآخَى بَينَهُ وَبَينَ نَفسِهِ وَقَالَ: أَنتَ أَخِي وَأَنَا أَخُوكَ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَنشُدُكُمُ اللهَ، هَل تَعلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشتَرىٰ مَوضِعَ مَسجِدِهِ وَمَنَازِلِهِ فَابتَنَاهُ، ثُمَّ ابتَنَى فِيهِ عَشَرَةَ مَنَازِلَ، تِسعَةً لَهُ وَجَعَلَ عَاشِرَهَا فِي وَسَطِهَا لِأَبِي، ثُمَّ سَدَّ كُلَّ بَابٍ شَارِعٍ إِلَى المَسجِدِ غَيرَ بَابِهِ، فَتَكَلَّمَ فِي ذٰلِكَ مَن تَكَلَّمَ، فَقَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَا أَنَا سَدَدتُ أَبوَابَكُم وَفَتَحتُ بَابَهُ، وَلٰكِنَّ اللهَ أَمَرَنِي بِسَدِّ أَبوَابِكُم وَفَتحِ بَابِهِ، ثُمَّ نَهَى النَّاسَ أَن

يَنَامُوا فِي الْمَسْجِدِ غَيْرَهُ. وَكَانَ يُجْنِبُ فِي الْمَسْجِدِ وَمَنْزِلُهُ فِي مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم. فَوُلِدَ لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَلَهُ فِيهِ أَوْلَادٌ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَفَتَعلَمُونَ اَنَّ عُمَرَ بنَ الخَطَّابِ حَرَصَ عَلَى كَوَّةٍ قَدرَ عَينِهِ يَدَعُهَا مِن مَنْزِلِهِ إِلَى المَسجِدِ. فَأَبَى عَلَيهِ. ثُمَّ خَطَبَ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ: إِنَّ اللهَ أَمَرَ مُوسٰى أَنْ يَبْنِيَ مَسجِداً طَاهِراً لَا يَسكُنُهُ غَيرُهُ وَغَيرُ هَارُونَ وَابنَيهِ. وَإِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ مَسجِداً طَاهِراً لَا يَسكُنُهُ غَيرِي وَغَيرُ أَخِي وَابنَيهِ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ. أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم نَصَبَهُ يَومَ غَدِيرِ خُمٍّ. فَنَادَى لَهُ بِالوِلَايَةِ وَقَالَ: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ. أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ لَهُ فِي غَزوَةِ تَبُوكَ: أَنتَ مِنِّي بِمَنزِلَةِ هَارُونَ مِن مُوسٰى. وَأَنتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤمِنٍ بَعدِي؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ. أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم حِينَ دَعَا النَّصَارٰى مِن أَهلِ نَجرَانَ إِلَى المُبَاهَلَةِ. لَم يَأتِ إِلَّا بِهِ وَبِصَاحِبَتِهِ وَابنَيهِ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَنْشُدُكُمُ اللهَ. أَتَعلَمُونَ أَنَّهُ دَفَعَ إِلَيهِ اللِّوَاءَ يَومَ خَيبَرَ. ثُمَّ قَالَ: لَأَدفَعُهُ إِلَى رَجُلٍ يُحِبُّهُ اللهُ وَ رَسُولُهُ وَ يُحِبُّ اللهَ وَ رَسُولَهُ. كَرَّارٍ غَيرِ فَرَّارٍ. يَفتَحُهَا اللهُ عَلَى يَدَيهِ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بَعَثَهُ بِبَرَاءَةَ. وَقَالَ: لَا

يُبَلِّغُ عَنِّي إِلَّا أَنَا أَوْ رَجُلٌ مِنِّي؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَم تَنزِل بِهِ شِدَّةٌ قَطُّ إِلَّا قَدَّمَهُ لَهَا ثِقَةً بِهِ، وَأَنَّهُ لَم يَدعُهُ بِاسمِهِ قَطُّ إِلَّا أَن يَقُولَ: يَا أَخِي، وَادعُوا لِي أَخِي؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَضَى بَينَهُ وَبَينَ جَعفَرٍ وَ زَيدٍ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ! أَنتَ مِنِّي وَأَنَا مِنكَ، وَأَنتَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤمِنٍ وَمُؤمِنَةٍ بَعدِي؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَتَعلَمُونَ أَنَّهُ كَانَت لَهُ مِن رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُلَّ يَومٍ خَلوَةٌ وَكُلَّ لَيلَةٍ دَخلَةٌ، إِذَا سَأَلَهُ أَعطَاهُ وَإِذَا سَكَتَ أَبدَأَهُ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَضَّلَهُ عَلَى جَعفَرٍ وَحَمزَةَ حِينَ قَالَ لِفَاطِمَةَ علیہا السلام: زَوَّجتُكِ خَيرَ أَهلِ بَيتِي، أَقدَمَهُم سِلمًا وَأَعظَمَهُم حِلمًا وَأَكثَرَهُم عِلمًا؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: أَنَا سَيِّدُ وُلدِ آدَمَ، وَأَخِي عَلِيٌّ سَيِّدُ العَرَبِ، وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهلِ الجَنَّةِ، وَابنَايَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهلِ الجَنَّةِ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَمَرَهُ بِغُسلِهِ، وَأَخبَرَهُ أَنَّ جَبرَئِيلَ يُعِينُهُ عَلَيهِ؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

قَالَ: أَتَعلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ فِي آخِرِ خُطبَةٍ خَطَبَهَا: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي تَرَكتُ فِيكُمُ الثَّقَلَينِ كِتَابَ اللهِ وَأَهلَ بَيتِي، فَتَمَسَّكُوا بِهِمَا لَن تَضِلُّوا؛ قَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم.

فَلَم يَدَع شَيئًا أَنزَلَهُ اللهُ فِي عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام خَاصَّةً وَفِي

أَهلِ بَيتِهِ مِنَ القُرآنِ وَلَا عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ إِلَّا نَاشَدَهُم فِيهِ. فَيَقُولُ الصَّحَابَةُ: اَللّٰهُمَّ نَعَم. قَد سَمِعنَا. وَيَقُولُ التَّابِعِيُّ: اَللّٰهُمَّ قَد حَدَّثَنِيهِ مَن أَثِقُ بِهِ. فُلَانٌ وَفُلَانٌ. ثُمَّ نَاشَدَهُم أَنَّ هُم قَد سَمِعُوهُ ﷺ يَقُولُ: مَن زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي وَيُبغِضُ عَلِيًّا فَقَد كَذَبَ. لَيسَ يُحِبُّنِي وَهُوَ يُبغِضُ عَلِيًّا! فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنهُ. مَن أَحَبَّهُ فَقَد أَحَبَّنِي وَمَن أَحَبَّنِي فَقَد أَحَبَّ اللهَ. وَمَن أَبغَضَهُ فَقَد أَبغَضَنِي وَمَن أَبغَضَنِي فَقَد أَبغَضَ اللهَ. فَقَالُوا: اَللّٰهُمَّ نَعَم. قَد سَمِعنَا. وَتَفَرَّقُوا عَلَى ذٰلِكَ.

کتاب سُلیم بن قیس میں ہے، ابنِ ہند کی موت سے ایک سال قبل حضرت امام حسین علیہ السلام حج پر تشریف لے گئے۔ آپؑ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بھی تھے۔ آپؑ نے بنی ہاشم کے مردوں، عورتوں، اپنے دوستوں اور انصار کے اُن تمام حاجیوں کو جمع فرمایا جنھیں آپؑ جانتے تھے۔ آپؑ نے رسولؐ اللہ کے اُن اصحاب کی طرف پیغام بھیجا جو حج کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اس طرح آپؑ کے پاس سات سو سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے جن میں تقریباً دو سو اصحابِ رسولؐ اور باقی تابعین تھے۔ آپؑ اُن کے درمیان کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا۔ آپؑ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا:

"اے لوگو! اِن طاغیوں نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ ہمارے اور تمھارے سامنے ہے۔ تم اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ میرا تم سے ایک سوال ہے۔ اگر مَیں سچ کہوں تو آپ میری تصدیق کریں، اگر غلط کہوں تو تردید کریں۔ میں تم سے اُس حق کا سوال کرتا ہوں جو خدا اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے تم پر ہے۔ جب

میری بات سمجھ لو تو اپنے اپنے شہروں اور دیہاتوں میں اُن لوگوں کو دعوتِ حق دینا جن پر تمھیں اعتبار ہو۔ میری بات غور سے سنیں اور لکھ لیں۔ جب تم اپنے وطن کی طرف واپس جاؤ تو وہاں اپنے قبائل میں جن پر تمھیں اعتماد ہو اُنھیں ہمارے اِس حق کی دعوت دیں جو تمھیں معلوم ہے۔ مجھے خوف ہے کہ یہ امر مٹ نہ جائے اور حق نیست و نابود بلکہ مغلوب نہ ہو جائے۔ حالانکہ خدا اپنے نُور کو پورا کر کے رہے گا، چاہے کافر جس قدر اس کو ناپسند کرتے رہیں۔ پھر آپؑ نے وہ تمام آیات تلاوت فرمائیں جو آپؑ کے حق میں نازل ہوئی تھیں اور آپؑ نے ان تمام آیات کی تفسیر بھی بیان فرمائی۔ آپؑ نے آنحضرتؐ کی کوئی ایسی حدیث نہیں چھوڑی جو آپؑ کے والد، والدہ، بھائی اور آپؑ کے اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ کے متعلق ہو، بیان نہ کر دی ہو۔ آپؑ کی ہر بات پر اُصحاب یہ کہتے رہے کہ بے شک ہم نے اہلِ بیتؑ کے متعلق یہ سنا ہے، بالکل ایسا ہی ہے اور ہم اس پر شاہد ہیں۔ اور تابعین یہ کہتے رہے بے شک مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا ہے جو اُصحاب میں سچا اور قابلِ اعتماد ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: میں تمھیں اللہ رب العزت کی قسم دیتا ہوں کہ جن کے دین میں اندیشہ ہو اُسے ضرور بیان کرو۔

جناب سُلیم کا بیان ہے کہ جو باتیں امام علیہ السلام نے اِن لوگوں کو قسم دے کر یاد دلائی تھیں اُن میں یہ بات بھی تھی کہ میں قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ علیؑ بن ابی طالبؑ رسولؐ اسلام کے برادر تھے؟ اس لیے کہ جب آپؐ نے مسلمانوں میں صیغۂ اخوت قائم کیا تھا تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائی قرار دیا تھا اور فرمایا تھا: اے علیؑ! دنیا و آخرت میں تم میرے بھائی ہو اور میں تمھارا بھائی ہوں۔ سب نے جواب دیا کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے

ہو کہ رسولِ خدا نے اپنی مسجد اور گھروں کے لیے زمین خرید فرمائی۔ پھر مسجد تعمیر کی اور دس مکان بنائے۔ نو مکان اپنے لیے اور ان مکانوں کے درمیان جو دسواں مکان تھا وہ میرے والد بزرگوار کے لیے مخصوص فرمایا تھا جو اَب میرے پاس ہے۔ پھر صحن مسجد سے ہر مکان کا دروازہ بند کر دیا سوائے حضرت علیؑ کے دروازہ کے۔ آپؐ نے اُن کا دروازہ کھلا چھوڑا۔

جب بعض لوگوں نے اِس کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا تھا: ''میں نے تمھارے دروازے بند نہیں کیے بلکہ خدا نے مجھے تمھارے دروازے بند کرنے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھنے کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے لوگوں کو مسجد میں سونے سے منع فرما دیا تھا سوائے حضرت علیؑ اور اُن کی اولاد کے، وہ جُنبی حالت میں بھی مسجد نبویؐ میں آ سکتے تھے اور اُن کی منزل رسول اللہؐ کے گھر میں تھی۔ پس اُن کے اور رسولِ خدا کے اس گھر میں بچے پیدا ہوئے۔

تمام حاضرین نے کہا: بے شک آپؑ کی بات درست ہے۔ اِس کے بعد آپؑ نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے مسجد کی جانب آنکھ کے برابر سوراخ کی اجازت چاہی تھی مگر آپؐ نے اس سے انکار کر دیا تھا اور خطبہ میں فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں پاک مسجد بناؤں۔ اس میں میرے اور میرے بھائی اور اُن کی اولاد کے سوا کوئی نہ رہے۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسولِ خدا نے غدیر خم کے دن انھیں ولی مقرر کیا تھا اور ان کی ولایت کا اعلان کر کے فرمایا تھا کہ جو لوگ موجود ہیں اُنھیں چاہیے کہ اُنھیں پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ

رسولؐ اللہ نے تبوک کے دن فرمایا تھا: اے علیؑ! تم مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے اور تم میرے بعد ہر مومن مرد اور عورت کے ولی ہو۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔

آپؑ نے پھر فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اسلام نے جب نصاریٰ نجران کو بلایا تو مباہلہ کے لیے میرے والد، والدہ اور اُن کی اولاد کے سوا کسی کو نہیں لے گئے۔ حاضرین نے کہا: بالکل ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسولؐ اسلام نے خیبر میں میرے باپ کو علَم دے کر فرمایا تھا: میں اپنے لشکر کا علَم اُس مرد کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں جو کرّار اور غیر فرّار ہے۔ خدا اُس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ نے سورۂ برأت میرے والد بزرگوار کے حوالہ کر کے روانہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اِسے میں پہنچا سکتا ہوں یا وہ جو مجھ سے ہو۔ سب نے عرض کیا: بے شک درست ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ پر جب بھی کوئی مصیبت آئی تو آپؐ نے علیؑ کو پیش کیا اس لیے کہ آپؐ کو اُنھی پر اعتماد تھا اور کبھی نام لے کر نہیں پکارا، بلکہ ہمیشہ اے میرے بھائی! یا بلاؤ میرے بھائی کو، کہہ کر بلایا۔ سب نے کہا: بالکل درست ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ جب آنحضرتؐ نے میرے والد اور جعفر طیارؓ اور زیدؓ کے درمیان فیصلہ کیا تو فرمایا تھا: اے علیؑ! آپؑ مجھ سے ہیں اور میں آپؑ سے ہوں اور آپؑ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔ سب

نے کہا: ایسا ہی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ میرے والد بزرگوار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر روز خلوت میں ملتے تھے اور رات کو گھر میں تنہا ملاقات کرتے تھے۔ جب آپؑ سوال کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیتے تھے اور جب خاموش ہو جاتے تو آنحضرتؐ خود بیان فرماتے تھے۔ سب نے کہا: درست ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو حضرت جعفرؓ اور حضرت حمزہؓ پر فضیلت دی تھی۔ جب خاتونِ جنت سے فرمایا تھا کہ میں نے تمھارا عقد اُس ہستی سے کیا ہے جو اہلِ بیتؑ میں صلح میں سب سے مقدم، حلم میں سب سے برتر اور علم میں عالی اور متعالی ہیں۔ سب نے عرض کیا: بے شک ایسا ہی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: مَیں اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کے سردار ہیں اور فاطمہ زہراؑ جنت کی عورتوں کی سیدہ و سالار ہیں اور میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ سب نے کہا: بے شک آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو حکم دیا تھا کہ وہ اُنھیں غسل دیں اور یہ خبر دی تھی کہ جبرائیلؑ اُن کی مدد کریں گے۔ سب نے کہا: بے شک آپؑ نے حق فرمایا ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب کے آخر میں یہ خطبہ پڑھا تھا کہ میں تمھارے درمیان دو وزنی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: ایک خدا کی کتاب اور دوسرے اپنی عترت اہلِ بیتؑ، اور ان دونوں سے تمسک رکھنا، تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ سب نے کہا: بے شک درست ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو آیات و احکام حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شان میں

نازل فرمائے یا اہل بیت رسولؐ کے بارے میں فرمائے تھے۔ قرآن سے یا رسولؐ اسلام کی زبان سے، آپؑ نے سب خدا کی قسم دے کر بیان فرمائے اور صحابہ کہتے رہے کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ ہم نے آنحضرتؐ سے سنا ہے اور تابعین کہتے رہے کہ ہم نے فلاں صحابی سے سنا ہے اور سب نے تصدیق کی۔

پھر آپؑ نے قسم دے کر پوچھا: کیا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ جسے یہ گمان ہو کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے حالانکہ وہ علیؑ کا دشمن ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ وہ میرا دوست ہو ہی نہیں سکتا جو علیؑ کا دشمن ہو۔ پس آپؐ سے کسی نے سوال کیا: یارسولؐ اللہ! یہ کس طرح ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اس لیے کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ جس نے اُن سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے خدا سے محبت کی، اور جس نے علیؑ سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اُس نے خدا سے دشمنی کی۔ سب نے کہا: بے شک ہم نے یہ سنا۔ اس کے بعد یہ مجلس برخاست ہوگئی"۔ (1)

قیام کے لیے حاکمِ شام کی موت کا انتظار

الارشاد: مَا رَوَاهُ الْكَلْبِيُّ وَالْمَدَائِنِيُّ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَصْحَابِ السِّيرَةِ. قَالُوا: لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، تَحَرَّكَتِ الشِّيعَةُ بِالْعِرَاقِ وَكَتَبُوا إِلَى الْحُسَيْنِ فِي خَلْعِ مُعَاوِيَةَ وَالْبَيْعَةِ لَهُ. فَامْتَنَعَ عَلَيْهِمْ وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ عَهْداً وَعَقْداً لَا يَجُوزُ لَهُ نَقْضُهُ حَتَّى تَمْضِيَ الْمُدَّةُ. فَإِنْ مَاتَ مُعَاوِيَةُ نَظَرَ فِي ذٰلِكَ.

---

(1) کتاب سُلیم بن قیس: ج ۲، ص ۷۸۸؛ بحار الانوار: ج ۳۳، ص ۱۸۱؛ احتجاج: ج ۲، ص ۱۶۲

"الارشاد میں ہے، اصحابِ سیرت میں سے کلبی، مدائنی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام زہر دے کر شہید کر دیے گئے تو عراق کے شیعوں میں تحریک پیدا ہوئی۔ انھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط روانہ کیے کہ اب آپؑ ابنِ ہند سے ہر قسم کے معاہدوں کو توڑ دیں لیکن آپؑ نے انھیں تحریک چلانے سے روک دیا اور اُن سے فرمایا: ہمارے اور ابنِ ہند کے درمیان معاہدہ ہے، جس کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔ جب وہ مرے گا تو پھر دیکھا جائے گا"۔[1]

أنساب الأشراف: لَمَّا تُوُفِّيَ الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام اِجتَمَعَتِ الشّيعَةُ ومَعَهُم بَنو جَعدَةَ بنِ هُبَيرَةَ بنِ أبي وَهبٍ المَخزومِيِّ، واُمُّ جَعدَةَ اُمُّ هانِئٍ بِنتُ أبي طالِبٍ، في دارِ سُلَيمانَ بنِ صُرَدٍ. فَكَتَبوا إلَى الحُسَينِ علیہ السلام كِتابًا بِالتَّعزِيَةِ. وقالوا في كِتابِهِم: إنَّ اللهَ قَد جَعَلَ فيكَ أعظَمَ الخَلَفِ مِمَّن مَضى، ونَحنُ شيعَتُكَ المُصابَةُ بِمُصيبَتِكَ، المَحزونَةُ بِحُزنِكَ، المَسرورَةُ بِسُرورِكَ، المُنتَظِرَةُ لِأَمرِكَ.

وكَتَبَ إلَيهِ بَنو جَعدَةَ يُخبِرونَهُ بِحُسنِ رَأيِ أهلِ الكوفَةِ فيهِ وحُبِّهِم لِقُدومِهِ وتَطَلُّعِهِم إلَيهِ، وأن قَد لَقوا مِن أنصارِهِ وإخوانِهِ مَن يُرضى هَديُهُ، ويُطمَأَنُّ إلى قَولِهِ، ويُعرَفُ نَجدَتُهُ وبَأسُهُ. فَأَفضَوا إلَيهِم بِما هُم عَلَيهِ مِن شَنَآنِ ابنِ أبي سُفيانَ، والبَراءَةِ مِنهُ، ويَسأَلونَهُ الكِتابَ إلَيهِم بِرَأيِهِ.

فَكَتَبَ الحُسَينُ علیہ السلام إلَيهِم: إنّي لَأَرجو أن يَكونَ رَأيُ أخي رَحِمَهُ اللهُ فِي المُوادَعَةِ، ورَأيي في جِهادِ الظَّلَمَةِ رُشدًا وسَدادًا،

[1] الارشاد: ج ۲، ص ۳۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۸۹؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۴

فَالصَقوا بِالأَرضِ وَأَخفُوا الشَّخصَ ، وَاكتُمُوا الهَوىٰ ، وَاحتَرِسوا مِنَ الأَظِنّاءِ مَا دَامَ ابنُ هِندٍ حَيًّا . فَإِن يَحدُث بِهِ حَدَثٌ وَأَنَا حَيٌّ يَأتِكُم رَأيِي إِن شاءَ اللهُ!

"انساب الاشراف میں ہے، جب حضرت امام حسن علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تو اکثر شیعہ جمع ہوئے۔ ان کے ہمراہ بنوجعدہ بن ہُبیرہ بن ابی وہب المخزومی بھی تھے۔ یہ سب لوگ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوئے۔ اُنھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف تعزیتی خط لکھا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ آپؑ اس وقت منصبِ خلافت کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ ہم آپؑ کے شیعہ ہیں۔ آپؑ کی مصیبت سے مصیبت زدہ اور آپؑ کے حُزن سے محزون ہیں اور آپؑ کی خوشی میں خوش ہیں اور ہم آپؑ کے حکم کے منتظر ہیں۔

امام علیہ السلام کی طرف بنوجعدہ نے خط لکھا جس میں اہلِ کوفہ کے حالات لکھے کہ وہ آپؑ کے بارے میں اچھی اور باوقار رائے رکھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپؑ اُن کی طرف آئیں، آپؑ اپنے اعوان و انصار سے ملاقات کریں، کیونکہ وہ آپؑ کی قیادت و رہبری کو پسند کرتے ہیں۔ اُنھوں نے میری طرف لکھا ہے کہ ہم آپؑ کے شیعہ ہیں۔ آپؑ کی مصیبت کو وہ اپنی مصیبت سمجھتے ہیں اور آپؑ کے حزن کو اپنا حزن سمجھتے ہیں۔ آپؑ کی خوشی کو اپنی خوشی خیال کرتے ہیں۔ ہم آپؑ کے حکم کے منتظر ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن کی طرف لکھا کہ میں اُمید رکھتا ہوں میرے برادرِ بزرگوار کی رائے مصالحت تھی اور میری رائے اس ظلم کے خلاف جہاد ہے۔ تم فی الحال آرام و سکون کے ساتھ رہو اور اپنے دل کی بات دل میں رکھو۔ جب تک ابنِ ہند زندہ ہے۔ جب کوئی حادثہ نمودار ہوگا اور مَیں زندہ رہا تو ان شاء اللہ میں اُس وقت تمھیں اپنی رائے سے

آگاہ کردوں گا"۔ ①

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ بنُ أَبِي سُفْيَانَ النَّاسَ لِيَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ. كَانَ حُسَيْنُ بنُ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام مِمَّن لَم يُبَايِع لَهُ. وَكَانَ أَهلُ الكُوفَةِ يَكتُبُونَ إلى حُسَينٍ علیہ السلام يَدعونَهُ إلَى الخُرُوجِ إلَيهِم فِي خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ. كُلَّ ذٰلِكَ يَأبِي. فَقَدِمَ مِنهُم قَومٌ إلَى مُحَمَّدِ بنِ الحَنَفِيَّةِ فَطَلَبُوا إلَيهِ أن يَخرُجَ مَعَهُم . فَأَبِي وَجَاءَ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام فَأَخبَرَهُ بِمَا عَرَضُوا عَلَيهِ. وَقَالَ: إنَّ القَومَ إنَّمَا يُرِيدُونَ أن يَأكُلُوا بِنَا وَيُشِيطُوا دِمَاءَنَا.

فَأَقَامَ حُسَينٌ علیہ السلام عَلَى مَا هُوَ عَلَيهِ مِنَ الهُمُومِ ... فَجَاءَهُ أَبُو سَعِيدٍ الخُدرِيُّ. فَقَالَ: يَا أَبَا عَبدِ اللهِ إنِّي لَكُم نَاصِحٌ، وإنِّي عَلَيكُم مُشفِقٌ. وَقَد بَلَغَنِي أَنَّهُ كَاتَبَكَ قَومٌ مِن شِيعَتِكُم بِالكُوفَةِ يَدعُونَكَ إلَى الخُرُوجِ إلَيهِم. فَلَا تَخرُج، فَإنِّي سَمِعتُ أَبَاكَ علیہ السلام يَقُولُ بِالكُوفَةِ: وَاللهِ لَقَد مَلِلتُهُم وأَبغَضتُهُم، ومَلُّونِي وَأَبغَضُونِي، وَمَا بَلَوتُ مِنهُم وَفَاءً، وَمَن فَازَ بِهِم فَازَ بِالسَّهمِ الأَخيَبِ، وَاللهِ مَا لَهُم نِيَّاتٌ وَلَا عَزمُ أَمرٍ، وَلَا صَبرٌ عَلَى السَّيفِ. قَالَ: وقَدِمَ المُسَيَّبُ بنُ نَجَبَةَ الفَزَارِيُّ وعِدَّةٌ مَعَهُ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام بَعدَ وَفَاةِ الحَسَنِ علیہ السلام. فَدَعَوهُ إلَى خَلعِ مُعَاوِيَةَ. وقالوا: قَد عَلِمنَا رَأيَكَ ورَأيَ أَخِيكَ.

فَقَالَ: إنِّي أَرجُو أن يُعطِيَ اللهُ أَخِي عَلَى نِيَّتِهِ فِي حُبِّهِ الكَفَّ. وَأن يُعطِيَنِي عَلَى نِيَّتِي فِي حُبِّي جِهَادَ الظَّالِمِينَ.

① انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۶۶؛ تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۲۸؛ الثاقب فی المناقب: ص ۳۲۲

"الطبقات الکبریٰ میں ہے، جب معاویہ بن ابی سفیان نے لوگوں سے یزید کے لیے بیعت لی۔ جن لوگوں نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی اُن میں سے ایک فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام بھی تھے۔ اہلِ کوفہ نے آپؑ کی طرف خطوط روانہ کیے کہ آپؑ معاویہ کے خلاف خروج کریں ہم آپؑ کے ساتھ ہیں۔ کچھ لوگ حضرت محمد بن حنفیہؒ کے پاس آئے۔ اُنھوں نے آپؑ سے خروج کا مطالبہ کیا لیکن آپؑ نے انکار کیا اور حضرت امام حسینؑ کے پاس آ کر اُنھیں اِس واقعہ کی اطلاع دی۔

آپؑ نے فرمایا: لوگ چاہتے ہیں کہ وہ خود محفوظ رہیں اور خون ہمارا بہایا جائے۔ ابھی یہ معاملات چل رہے تھے کہ ابوسعید خدریؓ وہاں آپؑ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے ابوعبداللہ! میری آپؑ کو نصیحت ہے کیونکہ مجھے آپؑ سے محبت ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپؑ کو کوفہ کے شیعوں نے خطوط بھیجے ہیں، آپؑ کو خروج کی دعوت دی ہے۔ خروج مت کرنا۔ میں نے آپؑ کے والدِ بزرگوار سے کوفہ والوں کے بارے میں سنا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: میں نے اُنھیں ان کی بے وفائی کی وجہ سے پسند نہیں کیا اور اُنھوں نے ہمیشہ بے وفائی کی۔ اِن کے ذریعے کسی کو کامیابی نہیں ملی۔ اللہ کی قسم! ان میں پختگی نہیں ہے اور نہ تلوار کے مقابلے میں اِن کے پاس صبر ہے۔

راوی کہتا ہے: حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد مسیب بن نجبہ فزاری اور چند دوسرے افراد حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور اُنھوں نے آپؑ کو ابنِ ہند کے خلاف خروج کی دعوت دی۔ اِن لوگوں نے آپؑ کے حضور کہا: ہم آپؑ اور آپؑ کے برادر بزرگوار کی رائے کو خوب جانتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنے اللہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ میرے بھائی کو

اُن کی صلح کے عمل پر جزا دے گا اور مجھے ظالموں کے خلاف جہاد کرنے کی جزا دے گا"۔ (1)

أنساب الأشراف عن العتبي: حجب الوليد بن عتبة أهل العراق عن الحسين عليه السلام. فقال الحسين عليه السلام: يا ظالماً لنفسه، عاصياً لربه، علام تحول بيني وبين قوم عرفوا من حقي ما جهلته أنت وعمك؟! فقال الوليد: ليت حلمنا عنك لا يدعو جهل غيرنا إليك، فجناية لسانك مغفورة لك ما سكنت يدك، فلا تخطرها فتخطر بك، ولو علمت ما يكون بعدنا لأحببتنا كما أبغضتنا.

"انساب الاشراف میں عتبی سے روایت ہے کہ جب ولید بن عتبہ نے اہلِ عراق کو امام حسین علیہ السلام کی ملاقات سے منع کیا تو آپؑ نے اُسے فرمایا: اے اپنے نفس پر ظلم ڈھانے والے! اپنے رب کے معصیت کار! تجھے کیا ہے کہ تُو میرے اور اُن لوگوں کے درمیان میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے جو میرے اُس حق کے عارف ہیں جس سے تم اور تمھارا چچا جاہل ہے؟

ولید نے کہا: کاش! ہمارا آپؑ کو برداشت کرنا ہمارے غیر کے جہل کو تیری دعوت نہ دیتا۔ جب تک آپؑ عملاً ہمارے خلاف میدان میں نہیں آتے اس وقت تک آپؑ کی گفتگو سے درگزر کیا جاسکتا ہے۔ تم اُس کے لیے باعثِ خوف و خطرہ نہ بنو کہ خود تمھارے لیے مسائل پیدا ہوجائیں۔ اگر آپؑ اُن اُمور کو جانتے ہوئے جو ہمارے بعد نمودار ہوں گے جس طرح آپ ہم سے بُغض رکھے ہوئے ہیں اس طرح ہم سے محبت کرتے"۔ (انساب الاشراف: ج ۳، ص ۲۴۹)

(1) طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۳۹؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۵؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۳۱

تیسری فصل

خلافتِ یزید لعنہ

﴿ ابنِ ہند کی یزید کی خلافت کے لیے جدوجہد ﴾

ابنِ ہند ۵۶ھ میں حج کے لیے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ آیا۔ اُس کے پاس مالِ کثیر تھا۔ اُس نے دل کھول کر لوگوں میں رقوم تقسیم کیں۔ عوام الناس کی خوشی کی انتہا نہ رہی، وہ واپس چلا گیا۔ لوگوں میں یہ خبر عام ہوئی کہ ابنِ ہند اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے اس کی بیعت کو پسند کیا اور خاموشی اختیار کی۔ کچھ لوگوں نے اُس کی بیعت کو ناپسند کیا اور شدید تنقید و مخالفت کی۔ بصرہ کے ایک شاعر عقیبۃ الاسدی نے یزید کی بیعت کی مخالفت میں اشعار کہے کہ جن کا مفہوم یہ ہے:

① اے ابنِ ہند! ہم انسان ہیں، ہمارے حال پر رحم کر، ہم اتنے مظالم برداشت نہیں کر سکتے۔ ہم پہاڑ ہیں اور نہ لوہا ہیں ہم کمزور انسان ہیں۔ تیری ان سختیوں کو برداشت نہیں کر سکتے۔

② تم نے ہماری زمینوں اور اُن کے محصولات کو ہڑپ کر لیا۔ ہر طرف سے صفایا کر دیا۔ کیا کہیں کوئی کھڑی یا کٹی ہوئی فصل موجود ہے۔ اگر ہے تو دکھائیں تم لوگوں نے ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

③ تُو نے یہ سوچ لیا ہے کہ تو ہمیشہ رہ جائے گا، جب کہ ہم نے آخر کار مرنا ہے اور اس دنیا سے اس دنیا کی طرف جانا ہے۔ میری بات غور سے سن لے ہمیں بقا ہے اور نہ تجھے۔ ہم نے بھی موت سے دوچار ہونا ہے اور تُو نے بھی مرنا ہے۔ خلود و جاودانیت یہاں کسی کے لیے نہیں ہے۔

جب ابنِ ہند تک اِس شاعر کا کلام پہنچا تو اُس کی طرف دس ہزار درہم بھیجے، تا کہ اُس کی زبان اُس کی مزید مخالفت نہ کرے۔ عبداللہ بن حمام سلولی شاعر کا تعلق کوفہ سے تھا۔ وہ یزید کا مخالف تھا۔ جب اُسے یزید کی بیعت کی اطلاع ملی تو اُس نے اپنے اشعار میں کہا:

"اگر اُنھوں نے رملہ یا ہند کے ساتھ شب باشی کی لیکن اُنھوں نے امیرالمومنین کی بیعت کی۔ جب ایک کسریٰ مرتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا کسریٰ آجاتا ہے۔ اُن کے بزرگ اپنی اولاد کو اس طرح میراث دیتے ہیں جس طرح ایک امیر لونڈی کا وارث بن جاتا ہے۔ ہائے افسوس! اگر ہم معزز و محترم اور طاقتور ہوتے تو اپنے ارادوں سے پیچھے نہ ہٹتے، جس طرح کہ اب ہم اُن سے ایک طرف ہو رہے ہیں۔ اِن لوگوں نے ہماری گردنوں پر کتا بٹھا دیا ہے۔ بُرے لوگوں نے تمھیں آزاد چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے تم ہمارے سردار بن گئے ہو۔ تمھاری رعایا ضائع ہوگئی ہے اور ہم جیسے غافل خرگوشوں کا شکار کرنے لگے ہو"۔

جب یہ اشعار ابنِ ہند کو سنائے گئے تو اُس نے کہا: ابنِ حمام نے ہمارا کیا بنا رکھا ہے۔ اُس کی سزا یہ ہے کہ وہ ہماری جنت سے نکل جائے۔

راوی کہتا ہے: ابنِ ہند نے اس کی طرف اشرفیوں کی تھیلی بھیجی تا کہ اُسے خریدا جا سکے۔ جب اُسے تھیلی ملی تو اُس نے ابنِ ہند کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: میں نے امیرالمومنین کا ارادہ کیا ہے کیونکہ وہ ہر دور میں صاحبِ فضل و کرم رہا ہے۔ اِس سے قبل ہم بکھرے ہوئے غلام تھے۔ تم نے دین کو مضبوط کیا اور اُمت کو جمع کیا۔ اس وقت وہ ولی عہد ہے جب ہمارا بوڑھا خلیفہ اس دنیا سے رخصت ہوگیا تو وہ ہمارا خلیفہ ہوگا۔

راوی کہتا ہے: ابنِ ہند دن رات لوگوں کو اپنے بیٹے یزید کی بیعت کی دعوت دیتا رہا۔ مال و زر کے ذریعے لوگوں کو اپنے قریب کرتا رہا۔ اس طرح اُس نے اکثر لوگوں سے بیعت لے لی۔ (الفتوح: ج ۴، ص ۳۲۹)

بیعتِ یزید کے مخالفین کا قتل

مقاتل الطالبیین: دَسَّ مُعَاوِيَةُ إِلَيْهِ أَي إِلَى الإِمَامِ الْحَسَنِ علیہ السلام حِينَ أَرَادَ أَنْ يَعْهَدَ إِلَى يَزِيْدَ بَعْدَهُ، وَ إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ سَمًّا. فَمَاتَا مِنْهُ فِي أَيَّامٍ مُتَقَارِبَةٍ.

"مقاتل الطالبین میں ہے، جب ابنِ ہند نے ارادہ کیا کہ وہ لوگوں سے یزید کے لیے بیعت لے تاکہ اُس کی موت کے بعد حکومت یزید کے پاس آجائے۔ اُس نے حضرت امام حسن علیہ السلام اور سعد بن وقاص ؓ کے قتل کی سازش تیار کی۔ اُس نے اِن دونوں بزرگواروں کو زہر دلوا دی۔ یہ دونوں بزرگوار ایک دوسرے کے آگے پیچھے اِس دنیا سے رخصت ہوئے"۔[1]

الاحتجاج: رُوِيَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ دَفَعَ السَّمَّ إِلَى امْرَأَةِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام جَعْدَةَ بِنْتِ الأَشْعَثِ وَقَالَ لَهَا: إِسْقِيهِ. فَإِذَا مَاتَ هُوَ زَوَّجْتُكِ بِابْنِي يَزِيْدَ.

فَلَمَّا سَقَتْهُ السَّمَّ وَمَاتَ علیہ السلام، جَاءَتِ الْمَلْعُونَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ الْمَلْعُونِ فَقَالَتْ: زَوِّجْنِي يَزِيْدَ. فَقَالَ: إِذْهَبِي! فَإِنَّ امْرَأَةً لَمْ تَصْلُحْ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، لَا تَصْلُحُ لِابْنِي يَزِيْدَ.

"الاحتجاج میں ہے، ابنِ ہند نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی زوجہ جعدہ بنت اشعث کی طرف زہر بھجوائی اور اُس کی طرف پیغام بھجوایا کہ یہ زہر امام حسن علیہ السلام کو شربت میں ملا کر پلا دے۔ جب وہ اِس دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو وہ اس کا عقد اپنے بیٹے یزید سے کردے گا۔

جب اُس نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دے دیا اور آپؑ شہید ہوگئے تو جعدہ ملعونہ ابنِ ہند کے پاس آئی اور اُسے کہا کہ اب اُس کا عقد یزید سے کردے۔ ابنِ ہند نے جعدہ سے کہا: یہاں سے چلی جا، جو عورت

[1] مقاتل الطالبین: ص ۶۰؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱۶، ص ۲۹

حسنؑ بن علیؑ کو زہر دے سکتی ہے وہ میرے بیٹے کو بھی اسی طرح موت سے دوچار کر سکتی ہے"۔ (۱)

الإرشاد عَن مغيرة: أَرسَلَ مُعَاوِيَةُ إِلى جَعدَةَ بِنتِ الأَشعَثِ بنِ قَيسٍ: أَنِّي مُزَوِّجُكِ يَزِيدَ ابني عَلى أَن تَسُمِّي الحَسَنَ. وَبَعَثَ إِلَيهَا مِئَةَ أَلفِ دِرهَمٍ. فَفَعَلَت وَسَمَّتِ الحَسَنَ علیہ السلام. فَسَوَّغَهَا المَالَ وَلَم يُزَوِّجهَا مِن يَزِيدَ.

"الارشاد میں مغیرہ سے روایت ہے کہ ابنِ ہند نے جعدہ بنت اشعث کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ حسنؑ بن علیؑ کو زہر دے دے، وہ اس کے عوض اُسے اپنے بیٹے یزید کی زوجیت میں دے دے گا۔ ساتھ ہی اس کی طرف ایک لاکھ درہم بھی بھیجے۔ جعدہ نے امامؑ کو زہر دے دیا۔ ابنِ ہند نے جعدہ کو مال بخش دیا لیکن اس کا عقد یزید کے ساتھ نہ کیا"۔ (۲)

مروج الذهب في قَتلِ الإِمَامِ الحَسَنِ علیہ السلام: ذُكِرَ أَنَّ امرَأَتَهُ جَعدَةَ بِنتَ أَشعَثِ بنِ قَيسٍ الكِندِيِّ سَقَتهُ السَّمَّ. وَقَد كَانَ مُعَاوِيَةُ دَسَّ إِلَيهَا أَنَّكِ إِنِ احتَلتِ فِي قَتلِ الحَسَنِ. وَجَّهتُ إِلَيكِ بِمِئَةِ أَلفِ دِرهَمٍ. وَزَوَّجتُكِ مِن يَزِيدَ. فَكَانَ ذٰلِكَ الَّذِي بَعَثَهَا عَلى سَمِّهِ.

فَلَمَّا مَاتَ وَفَى لَهَا مُعَاوِيَةُ بِالمَالِ. وَأَرسَلَ إِلَيهَا: أَنَّا نُحِبُّ حَيَاةَ يَزِيدَ. وَلَولَا ذٰلِكَ لَوَفَينَا لَكِ بِتَزوِيجِهِ.

"مروج الذہب میں ہے، حضرت امام حسن علیہ السلام کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی نے انھیں ابنِ ہند کے کہنے پر زہر دے دیا۔ ابنِ ہند نے

---

(۱) الاحتجاج: ج ۲، ص ۷۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۴۷

(۲) الارشاد: ج ۲، ص ۱۶؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۴۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۸۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۵۵، شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۱۶، ص ۴۹

اُس کی طرف پیغام بھیجا تھا کہ اگر وہ امام حسن علیہ السلام کو اس طریقے سے قتل کر دے تو وہ اس کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے گا اور اس کی یزید سے تزویج کرے گا۔ اُس نے زہر بھی اس کی طرف بھجوا دیا۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام زہر سے شہید ہو گئے تو اُس نے جعدہ کی طرف وعدے کے مطابق مال بھیجا، ساتھ ہی یہ پیغام بھی بھیجا کہ مجھے یزیدؔ کی زندگی سے پیار ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ ضرور اُس کی تزویج یزید سے کرتا"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۵)

شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید میں ابوالحسن مدائنی سے روایت ہے، جب حضرت امام حسن علیہ السلام اس دنیا سے ۴۹ ہجری میں رخصت ہوئے اُس وقت اُن کی عمر شریف ۴۷ سال تھی۔ آپؑ زہر خورانی کی وجہ سے چالیس دن علیل رہے۔ آپؑ کے قتل کی سازش ابن ہند نے کی تھی۔ اُس نے آپؑ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کی طرف زہر بھجوایا کہ اگر وہ امام حسنؑ کو زہر کے ذریعے قتل کر دے گی تو وہ اُسے ایک لاکھ درہم دے گا اور اُس کی تزویج اپنے بیٹے یزید سے کر دے گا۔

جب حضرت امام حسن علیہ السلام شہید ہو گئے تو ابنِ ہند نے اپنا مال والا وعدہ تو پورا کیا لیکن اس کی تزویج یزید سے نہ کی۔ اُس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ تو میرے بیٹے یزید کے ساتھ بھی وہی کچھ کرے گی جو تُو نے فرزند رسولؐ کے ساتھ کیا ہے۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۱۶، ص ۱۱)

الإصَابَة عَن الزبير عَن عبدالله بن نافع: خَطَبَ مُعَاوِيَةُ فَدَعَا النَّاسَ إلى بَيعَةِ يَزِيدَ. فَكَلَّمَهُ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام وابنُ الزُّبيرِ وعَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ أبي بَكرٍ. فَقالَ لَهُ عَبدُ الرَّحمٰنِ: أهِرَقليَّةٌ؟! كُلَّما ماتَ قَيصَرٌ كانَ قَيصَرٌ مَكانَهُ! لا نَفعَلُ وَاللهِ أبَداً.

وَبِسَنَدٍ لَهُ إلى عَبدِ العَزيزِ الزُّهرِيِّ، قالَ: بَعَثَ مُعَاوِيَةُ إلى عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ أبي بَكرٍ بَعدَ ذٰلِكَ بِمِئَةِ ألفٍ، فَرَدَّها وَقالَ: لا

أَبِيعُ دِينِي بِدُنْيَايَ. وَخَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فَمَاتَ بِهَا قَبْلَ أَنْ تَتِمَّ الْبَيْعَةُ لِيَزِيدَ.

"الاصابہ میں زبیر سے روایت ہے، اُس نے عبداللہ بن نافع سے سنا، ابنِ ہند نے لوگوں کو جمع کیا اور اُنھیں یزید کی بیعت کی دعوت دی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام، عبداللہ ابنِ زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اُس پر شدید تنقید کی۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اُسے کہا: تیرا وہی کام ہے جو سلاطین روم وعجم کا تھا۔ جب ایک قیصر مرتا تو دوسرا اُس کی جگہ پر آجاتا تھا۔ اللہ کی قسم! ہم ایسا نہیں کرنے دیں گے۔

عبدالعزیز زہری سے روایت ہے کہ ابنِ ہند نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے لیکن اُس نے یہ کہہ کر رقم واپس کردی کہ وہ دنیا کے عوض اپنا دین نہیں بیچنا چاہتا۔ وہ مکہ معظمہ سے باہر نکلے اور یزید کی بیعت کی تکمیل سے قبل فوت ہوگئے"۔ (1)

أسد الغابة: قِيلَ: لَمَّا أَرَادَ مُعَاوِيَةُ الْبَيْعَةَ لِيَزِيدَ ابْنِهِ. خَطَبَ أَهْلَ الشَّامِ فَقَالَ: يَا أَهْلَ الشَّامِ! كَبِرَتْ سِنِّي وَقَرُبَ أَجَلِي. وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَعْقِدَ لِرَجُلٍ يَكُونُ نِظَامًا لَكُمْ. وَإِنَّمَا أَنَا رَجُلٌ مِنْكُمْ. فَأَصْفَقُوا عَلَى الرِّضَا بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ. فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى مُعَاوِيَةَ. وَأَسَرَّهَا فِي نَفْسِهِ. ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ مَرِضَ. فَدَخَلَ عَلَيْهِ ابْنُ أُثَالَ النَّصْرَانِيُّ. فَسَقَاهُ سَمًّا فَمَاتَ. فَقِيلَ: إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَمَرَهُ بِذٰلِكَ.

"اسدالغابہ میں ہے، جب ابنِ ہند نے یزید کے لیے بیعت کا ارادہ کیا تو اُس نے اہلِ شام سے خطاب کیا: اے اہلِ شام! اب میں بوڑھا ہوگیا

---

(1) الاصابہ: ج ۳، ص ۲۷۶؛ الاستیعاب: ج ۲، ص ۳۶۹؛ اسدالغابہ: ج ۳، ص ۳۶۳

ہوں، میری موت قریب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ کوئی ایسا آدمی مقرر کروں جو نظامِ حکومت کو قائم رکھ سکے۔ میں تم لوگوں کو دعوت دیتا ہوں کہ کوئی آدمی منتخب کرو۔

لوگوں نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید پر اتفاق کیا۔ ابنِ ہند کو یہ بات بری لگی لیکن وہ خاموش رہا۔ اتفاق سے عبدالرحمٰن مریض ہوگیا۔ اس کے پاس ابنِ اثال نصرانی گیا اور اُس نے اُسے زہر دے دیا جس سے وہ مر گیا۔ عبدالرحمٰن کو زہر ابنِ ہند کے حکم پر دیا گیا تھا"۔ [1]

یزید کی خلافت کے لیے ابنِ ہند کا وثیقہ

الفتوح: دَعَا مُعَاوِيَةُ بِالضَّحَّاكِ بنِ قَيسٍ وَمُسلِمِ بنِ عُقبَةَ، فَقَالَ لَهُما: أخرِجَا مَا فِي وِسادَتي. فَأخرَجَا كِتَابًا كَتَبَ فِيهِ مُعَاوِيَةُ بِخَطِّهِ قَبلَ ذٰلِكَ:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ. هٰذَا مَا عَهِدَهُ مُعَاوِيَةُ بنُ أبي سُفيَانَ أمِيرُ المُؤمِنِينَ إلَى ابنِهِ يَزِيدَ، أنَّهُ قَد بَايَعَهُ وَعَهِدَ إلَيهِ، وَجَعَلَ لَهُ الخِلافَةَ مِن بَعدِهِ، وَأمَرَهُ بِالرَّعِيَّةِ وَالقِيَامِ بِهِم وَالإحسَانِ إلَيهِم، وَقَد سَمَّاهُ أمِيرَ المُؤمِنِينَ، وَأمَرَهُ أن يَسِيرَ بِسِيرَةِ أهلِ العَدلِ وَالإنصَافِ، وَأن يُعَاقِبَ عَلَى الجُرمِ، وَيُجَازِيَ عَلَى الإحسَانِ، وَأن يَحفَظَ هٰذَا الحَيَّ مِن قُرَيشٍ خَاصَّةً، وَأن يُبعِدَ قَاتِلِي الأحِبَّةِ، وَأن يُقَدِّمَ بَني أُمَيَّةَ وَآلَ عَبدِ شَمسٍ عَلَى بَني هَاشِمٍ، وَأن يُقَدِّمَ آلَ المَظلُومِ المَقتُولِ أمِيرِ المُؤمِنِينَ عُثمَانَ بنِ عَفَّانَ عَلَى آلِ أبي تُرابٍ وذُرِّيَّتِهِ.

---

[1] اسد الغابہ: ج ۳، ص ۳۳۶؛ الاستیعاب: ج ۲، ص ۳۷۳؛ الاغانی: ج ۱۶، ص ۲۰۳؛ تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۲۳

فَمَن قُرِءَ عَلَيْهِ هٰذَا الْكِتَابُ وَقَبِلَهُ حَقَّ قَبُولِهِ وَبَادَرَ إِلٰى طَاعَةِ أَمِيرِهِ يَزِيدِ بنِ مُعَاوِيَةَ . فَمَرحَبًا بِهِ وَأَهْلًا . وَمَن تَأَبّٰى عَلَيْهِ وَامْتَنَعَ . فَضَرْبَ الرِّقَابِ أَبَدًا حَتّٰى يَرجِعَ الْحَقُّ إِلٰى أَهْلِهِ . وَالسَّلَامُ عَلٰى مَن قُرِءَ عَلَيْهِ وَقَبِلَ كِتَابِي هٰذَا .

"الفتوح میں ہے، ابن ہند نے ضحاک بن قیس اور مسلم بن عقبہ کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے کہا کہ تکیہ کے پیچھے جو کچھ ہے وہ نکال کر میرے پاس لے آؤ۔ اُنھوں نے تکیہ کے نیچے سے اُسے ایک تحریر پیش کی جس کا متن یہ ہے:

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے

یہ وہ معاہدہ ہے جو معاویہ بن ابوسفیان نے اپنے بیٹے یزید کے ساتھ کیا ہے۔ اُس نے اس کے لیے بیعت لی اور اُس سے اِس کا عہد لیا ہے اور اُسے اپنے بعد خلیفہ بنایا ہے اور رعایا کی امارت دی ہے کہ وہ اُن کے ساتھ احسان سے پیش آئے۔ میں نے اُسے امیر المومنین کا نام دیا ہے اور اُسے حکم دیا ہے کہ وہ انصاف سے حکومت کرے، مجرم کو سزا دے اور محسن کو جزا دے۔ قریش کے قبیلے کا خیال رکھے۔ احبا کے قاتلوں کو اپنے سے دُور رکھے، اُمیہ اور آلِ عبدشمس کو بنی ہاشم پر مقدم رکھے، امیر المومنین مقتولِ مظلوم عثمان بن عفانؓ کی آل کو آلِ تراب پر مقدم رکھے۔ جس آدمی پر یہ تحریر پڑھی جائے وہ اُس کے حق کو قبول کرے اور یزید بن معاویہ کی اطاعت کو قبول کرے، ایسا آدمی تعریف کے قابل ہے۔ جو اس حکم کا انکار کرے تو اُس کی گردن مار دی جائے تا کہ حق اپنے مقام پر واپس آجائے۔ جس پر یہ تحریر پڑھی جائے اور وہ اُسے قبول کرے تو اُس پر سلام"۔ (الفتوح: ج ۴، ص ۳۴۷)

حسن بصریؒ اور استخلافِ یزید

تاریخ الطبری عن الحسن البصری: أربعُ خِصالٍ كُنَّ في مُعاوِيَةَ، لو لم يَكن فيهِ مِنهُنَّ إلّا واحِدَةٌ لَكانَت مَوبِقَةً: اِنتِزاؤُهُ عَلى هٰذِهِ الأُمَّةِ بِالسُّفَهاءِ حَتّى ابتَزَّها أمرَها بِغَيرِ مَشوَرَةٍ مِنهُم، وفيهِم بَقايا الصَّحابَةِ وذُو الفَضيلَةِ، وَاستِخلافُهُ ابنَهُ بَعدَهُ سِكّيراً خِميراً، يَلبَسُ الحَريرَ وَيَضرِبُ بِالطَّنابيرِ، وَادِّعاؤُهُ زِياداً، وَقَد قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: اَلوَلَدُ لِلفِراشِ وَلِلعاهِرِ الحَجَرُ وقَتلُهُ حُجراً، وَيلاً لَهُ مِن حُجرٍ، مَرَّتَينِ!

"تاریخ طبری میں ہے، حسن بصری نے کہا: ابن ہند نے چار ایسے کام کیے اگر اُن میں سے صرف ایک کام بھی ہوتا تو وہ اُس کی ہلاکت کے لیے کافی تھا۔ اُس کا اُمت مسلمہ پر سُفہا کا مسلط کرنا اور اُن سے مشاورت لینا۔ حالانکہ اُس وقت بہت سے صحابہ کرام موجود تھے اور صاحبانِ فضل و شرف کی کمی نہ تھی۔ شراب کے نشے میں دُھت بیٹے کو اپنے بعد خلیفہ بنانا جو ریشم کے کپڑے پہنتا تھا اور رقص و سرود کی محافل و مجالس میں مست رہتا تھا۔ زیاد کو اپنا بھائی بنانا حالانکہ رسول اللہ کا فرمان ہے: مولود اس کا ہوتا ہے جس کا بستر ہوتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ تباہی و بربادی ہے اس کے لیے کیونکہ اس نے حجر بن عدی کو قتل کیا تھا۔ حسن بصری نے یہ لفظ دو مرتبہ اپنی زبان پر جاری کیے"۔ [1]

استخلافِ یزید پر محقق دوراں حضرت علامہ امینیؒ کی سیر حاصل بحث

حاکمِ شام کی ہلاکتوں اور تباہ کاریوں میں سے ایک تباہ کاری بیعتِ یزید تھی جسے اس

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص۲۷۹؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج۲، ص۲۶۲؛ کشف الغمہ: ج۲، ص۴۴

دور کے اہل حل وعقد نے پسند نہیں کیا تھا اور جب اُس نے اپنی اِس جدوجہد کا آغاز کیا تو مہاجرین وانصار اور صحابہ کرام نے اس کی کھل کر مخالفت کی تھی لیکن امیر شام نے ایک طرف دہشت انگیزی سے کام لیا اور دوسری طرف اہلِ حرص وہوس کو مال وزر سے مالا مال کر کے اُن کا قرب حاصل کیا۔ اس طرح اُس نے ملوکیت کی داغ بیل ڈالی کہ سلطنت اسلامیہ اُس کی ذاتی ملکیت ہے۔ اپنی حکمرانی کو دوام دینے کے لیے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنا کر بیعت لینی شروع کر دی تھی۔ جب اُس نے اپنے بیٹے کی بیعت کا کام مکمل کر لیا تو اسلامی سلطنت اُموی سلطنت میں محدود ہو کر رہ گئی۔ اُس کی یہ مہم زوردار طریقے سے سات سال تک جاری رہی۔ وہ اپنے اقارب کو عطیات سے خوش کرتا تھا اور اپنے دشمنوں کو ذلت ورُسوائی سے دوچار کرتا تھا۔ وہ اپنے اِس کام میں آگے بڑھتا رہا۔ اِس طریقے سے اُس نے اپنے لیے زمین ہموار کی اور اپنی مراد حاصل کی۔ ایک اسلامی سلطنت کو ملوکیت میں بدل کر رکھ دیا۔

زیاد ۵۳ ہجری میں موت سے ہم کنار ہوا۔ وہ بھی یزید کی بیعت کو پسند نہیں کرتا تھا۔ امیر شام نے اس کے سامنے اپنے ہدف کا اظہار کیا تھا کہ یزید اس کا ولی عہد ہے۔ اُس کی موت کے بعد ولایت اُس کا حق ہے۔ المدائنی نے العقد الفرید میں یہی لکھا ہے۔ الاستیعاب میں ابوعمر نے لکھا:

امیر شام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی زندگی میں یزید کی بیعت کا اشارہ کیا تھا لیکن اُس نے اس بات کو مخفی رکھا ظاہر نہ ہونے دیا۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو اُس نے اپنے اِس عزم کا اظہار کر دیا اور اس کے لیے بیعت لینا شروع کر دی۔ (الاستیعاب: ج۱، ص۳۴۱)

ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: امیر شام نے لوگوں کو اپنے بیٹے یزید کی بیعت کی دعوت دی کہ اس کی موت کے بعد وہ ولی عہد ہوگا۔ اس سے قبل اُس نے مغیرہ بن شعبہ کی زندگی میں بھی اِس امر کا عزم کیا تھا۔ [1]

---

① مغیرہ پچاس ہجری میں فوت ہوا۔ وہ ۴۵ ہجری میں معاویہ کے پاس آیا اور اُس نے معاویہ کو یزید کی بیعت کی تجویز دی تھی۔ (الغدیر: ج۱۰، ص۲۲۸)

ابن جریر نے شعبہ کے طریق سے روایت کی ہے: ایک دفعہ مغیرہ معاویہ کے پاس آیا اور اُس نے کوفہ کی گورنری کا استعفا پیش کرنا چاہا تو معاویہ نے اُس کے بڑھاپے کی وجہ سے اُس کا استعفا منظور کر لیا اور سعید بن عاص کے تقرر کا ارادہ کیا۔ مغیرہ تک یہ بات پہنچی کہ معاویہ اُس سے آزردہ خاطر ہے تو وہ فوراً یزید بن معاویہ کے پاس پہنچا اور اُس سے کہا کہ تم اپنے باپ سے اپنی ولی عہدی کی درخواست کرو۔ یزید اپنے باپ کے پاس گیا اور اُس نے اپنی ولی عہدی کی بات کی۔ معاویہ نے اُس سے پوچھا: تمھیں اِس بات کا مشورہ کس نے دیا ہے؟ اُس نے کہا: مغیرہ نے۔ معاویہ کو مغیرہ کی یہ بات بہت پسند آئی۔ کوفہ کی ولایت اُسے واپس کر دی۔ اُسے حکم دیا کہ وہ یزید کی بیعت کے لیے اپنی کاوشوں کو تیز کر دے۔ مغیرہ نے حکم کی تعمیل میں اپنا کام شروع کر دیا۔

امیر شام نے زیاد کی طرف خط لکھا کہ بیعتِ یزید کے بارے میں متفکر ہے اور لوگوں سے اس کی بیعت لینا چاہتا ہے۔ وہ اپنی رائے سے آگاہ کرے۔ جب یہ خط زیاد کو ملا تو وہ فکر میں پڑ گیا کیونکہ وہ یزید کے مزاج اور اُس کے معمولاتِ زندگی سے اچھی طرح واقف تھا کہ اُس کا کام لہو ولعب ہی ہے۔ علاوہ ازیں سیر وشکار سے اُسے فراغت نہیں ہے۔ اُس نے عبید بن کعب نمیری کو بلایا۔ وہ اُس کا قابلِ اعتماد دوست تھا۔ وہ اس کی رائے کو اہمیت دیتا تھا۔ اُس نے اُسے دمشق کی طرف بھیجا کہ وہ یزید سے مل کر اُس سے فلاں فلاں باتیں کرے۔ عُبید دمشق آیا اور اُس نے یزید سے خلوت میں ملاقات کی اور اُس سے کہا: امیر المومنین نے تمھاری بیعت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمھارے بعض اُمور سے لوگ بیزار ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تمھاری بیعت میں وہ مخالفت کریں گے۔ میری رائے ہے کہ جن باتوں سے لوگ تجھ سے بیزار ہیں اُنھیں ترک کر دے۔ اس سے تمھارے باپ کی بات مضبوط ہو جائے گی اور تمھاری خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔

عُبید کی باتیں سن کر یزید نے اپنے اُوپر کنٹرول کرنا شروع کر دیا۔ پھر عُبید معاویہ کے پاس گیا اور اُسے کہا کہ وہ کچھ وقت کے لیے انتظار کرے۔ جب مناسب وقت آجائے تو پھر اپنا کام شروع کر دے۔ جب زیاد کی موت واقع ہوئی تو امیر شام نے یزید کی بیعت کا اعلان عام

کر دیا اور لوگوں کو دعوت دی کہ وہ اس کی بیعت کریں۔

دوسری صورت

مغیرہ بن شعبہ وہ پہلا آدمی ہے کہ جس نے یزید کی بیعت کا منصوبہ تشکیل دیا تھا۔ جب امیر شام نے کوفہ کی ولایت سے مغیرہ کو معزول کرنے کا ارادہ کیا تو اس بات کی خبر مغیرہ تک پہنچی تو اس نے خبر رساں سے یہ کہا: اُسے تو یہ کہنا چاہیے تھا کہ مغیرہ پھر بڑے استحکام کے ساتھ واپس آئے گا۔ مغیرہ فوراً دمشق پہنچا۔ یزید کو خلوت میں ملا اور اُسے کہا: اکابر صحابہ اور قریش کے بڑے لوگ دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ امیر المومنین تمھاری بیعت کے لینے میں کیوں تامل کر رہا ہے؟ یزید نے اِس بات کا ذکر اپنے والد سے کیا۔ اُس نے مغیرہ کو اپنے پاس بلایا۔ تو نے یزید سے کون سی بات کی ہے؟ مغیرہ نے جواب دیا: امیر المومنین! آپ دیکھ چکے ہیں کہ قتلِ عثمانؓ کے بعد کیسے کیسے اختلافات اور خون خرابے ہوئے۔ اب بہتر یہ ہے کہ آپ یزید کو اپنی زندگی میں ہی ولی عہد مقرر کر کے بیعت لے لیں، تا کہ اگر آپ کو کچھ ہو جائے تو اختلاف برپا نہ ہو۔ حاکمِ شام نے اُس سے پوچھا: اس کام کی تکمیل کی ذمہ داری کون لے گا؟ اُس نے کہا: اہلِ کوفہ کو مَیں سنبھال لوں گا اور اہلِ بصرہ کو زیاد، اس کے بعد پھر کوئی مخالفت کرنے والا نہیں رہے گا۔ حاکمِ شام نے کہا: ٹھیک ہے، کوفہ کی ولایت کی طرف واپس چلے جاؤ اور وہاں جا کر ایسے لوگوں سے گفتگو کرو جن پر تمھیں وثوق و اعتبار ہو۔ وہ حاکمِ شام سے رخصت ہو کر اپنے دوستوں میں واپس آیا۔ اُنھوں نے پوچھا: بتاؤ کیا ہوا؟ اُس نے کہا: میں حاکمِ شام کا پاؤں ایسی دلدل میں پھنسا آیا ہوں کہ قیامت تک اُسے اِس سے چھٹکارا نہیں ملے گا۔ (ابن اثیر: ج ۳، ص ۲۱۵)

اس کے بعد مغیرہ کوفہ آیا اور دس یا دس سے زیادہ طرف دارانِ بنی اُمیہ کا ایک وفد تیار کیا اور وفد کے ہر فرد کو تیس ہزار درہم دیئے اور اُس وفد کو اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کی سرکردگی میں شام کی طرف روانہ کیا۔ اس وفد نے حاکمِ شام سے دمشق میں ملاقات کی۔ حاکمِ شام نے جب اس وفد کے سربراہ موسیٰ سے خلوت میں ملاقات کی تو اُس سے پوچھا: تمھارے باپ نے

اِن لوگوں سے کتنی قیمت میں اُن کا دین خریدا ہے؟ اُس نے کہا: تیس ہزار درہم میں۔ حاکمِ شام نے کہا: تب تو اِن کا دین ان کی نگاہ میں بہت ہلکا ہے۔ (ابن الاثیر: ج ۳، ص ۲۱۵)

اس کے بعد حاکمِ شام نے زیاد کو یزید کی بیعت لینے کے بارے میں لکھا، لیکن زیاد نے یزید کی بے راہ روی، آوارگی، بے ہودگی، بددیانتی اور نااہلی کے پیشِ نظر حاکمِ شام کو اِس معاملہ میں عجلت نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کا حال کچھ اِس طرح ہے: زیاد نے عُبید بن کعب نمیری کو اپنے پاس بلایا۔ اُس نے اُس سے کہا: مشورہ کے لیے کوئی نہ کوئی امین ضرور ہوتا ہے۔

محرمِ راز صرف دو آدمی ہو سکتے ہیں: ایک وہ جو دین و ایمان رکھتا ہے اور آخرت کا اُمیدوار ہوتا ہے۔ دوسرا وہ جو دنیادار شریف النفس جسے اپنی عزت کے بچانے کی عقل ہوتی ہے۔ میں تم میں یہ دونوں صفات پاتا ہوں اس لیے تم مجھے پسند ہو۔ میں نے تمھیں اِس وقت ایسے کام کے لیے بلایا ہے کہ جس کا زبانِ قلم سے بھی آشنا ہونا میرے نزدیک درست نہیں ہے۔ حاکمِ شام نے مجھے لکھا ہے کہ اُس نے یزید کی بیعت لینے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ اُسے لوگوں کی نفرت کا خوف بھی ہے اور اُن سے اتفاق کی آرزو بھی ہے۔ اُس نے مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے۔ لیکن اسلام کا تعلق اور ذمہ داری بہت بڑی چیز ہے۔ میں یزید کو دیکھتا ہوں کہ وہ ایک کاہل اور سُست آدمی ہے۔ اِس پر طرہ یہ کہ وہ سیروشکار کا گرویدہ بھی ہے۔ تم میری طرف سے حاکمِ شام کے پاس جاؤ اور یزید کے وہ حالات جو میں نے تمھیں بتائے ہیں اُسے بتائیں۔ مزید اُسے کہیں کہ وہ جلدبازی سے کام نہ لے۔ تمھارا مقصود تمھیں مل جائے گا۔ جس تاخیر میں مطلب ہو وہ اس تعجیل سے بہتر ہے کہ جس میں مقصود کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ یہ سن کر عُبید نے کہا: اِس بات کے علاوہ تمھارے خیال میں کوئی اور بات نہیں ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ عُبید نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ حاکم کے اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ اُس کے بیٹے کی طرف اُسے نفرت دلانا مناسب نہیں ہے۔ مَیں یزید سے خلوت میں بات کروں گا اور اُسے تمھاری طرف سے کہوں گا کہ حاکمِ شام نے تیری بیعت کے لیے مجھ سے مشورہ طلب کیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمھارے کچھ کاموں سے لوگ بیزار ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تمھاری بیعت کے معاملے میں وہ مخالفت کریں گے۔ میری رائے یہ ہے کہ جن باتوں

سے لوگ تجھ سے بیزار ہیں تم اُنھیں ترک کر دو۔ اس طریقے سے حاکمِ شام کی بات بن جائے گی۔ تمھارا مطلب بھی نکل آئے گا۔

عُبید نے اپنی بات کے اختتام پر کہا: اس سے تم یزید کے بھی خیر خواہ ٹھہرو گے اور حاکمِ شام کو بھی خوش رکھ سکو گے۔ اسلامی ذمہ داری کا جو خوف تمھیں ستا رہا ہے اُس سے بھی محفوظ رہو گے۔

زیاد نے کہا: تمھاری رائے تیر بہدف ہے۔ اگر بہتری ہو گی تو کیا کہنا۔ اگر خطا ہوئی تو پھر بھی یہ کام فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔ اگر خدا نے چاہا تو یہ کام خطا سے بھی محفوظ رہے گا۔

عُبید نے کہا: تمھاری رائے ٹھیک ہے۔ لیکن جو خدا کو منظور ہے، وہ پردۂ غیب میں ہے۔

عُبید بصرہ سے شام پہنچا اور یزید سے بات کی کہ وہ اپنے اُوپر کنٹرول کرے۔ پھر وہ حاکمِ شام سے ملا اور اُس سے کہا: مسلمانوں کی امامت و قیادت سنگین اور نازک ترین مسئلہ ہے۔ اِس کام میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ اس معاملے کو فی الحال مؤخر کر دینا چاہیے۔ حاکمِ شام نے بھی بیعت یزید کی فائل کو اپنی میز سے اُٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ لیکن اِس اثناء میں زیاد کا پیغامِ اَجل آ گیا۔ حاکمِ شام نے ایک جعلی تحریر نکالی اور اُسے لوگوں کے سامنے پڑھا کہ اُس کی موت کے بعد اُس کا بیٹا ولی عہد ہوگا۔ اس حکم نامہ کے بعد نوکر شاہی حرکت میں آ گئی۔ ایک طرف یزید کی مدح و ستائش میں مساجد کے منبروں سے وعظ شروع ہو گئے اور دوسری طرف لوگوں کو ہم خیال بنانے کے لیے بیت المال کا منہ کھول دیا گیا۔ حاکمِ شام نے عبداللہ بن عمرؓ کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے۔ جب اُن کے سامنے یزید کی بیعت کا ذکر کیا گیا تو اُس نے رقم واپس کر دی اور کہا: اپنی رقم واپس لے جاؤ، میرا دین اس قدر سستا نہیں ہے۔ (1)

شام میں بیعتِ یزید اور امام حسن علیہ السلام کا قتل

بیعتِ یزید کے اعلان کے بعد دمشق میں اَطراف و اکناف اور دیار و اَمصار سے لوگ جمع ہونے لگے۔ ان لوگوں میں حق گو اور حق پرست سردار اَحنف ابنِ قیس بھی تھے۔ حاکمِ شام

---

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۰۳-۳۰۲؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۰۹؛ تاریخ دمشق: ج ۳۸، ص ۲۱۲

نے ضحاک بن قیس فہری کو اپنے پاس بلایا اور اُس سے کہا: جب میں اپنی گفتگو ختم کر کے منبر پر بیٹھ جاؤں، تو مجھ سے خطاب کی اجازت لینا، جب میں اجازت دوں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد یزید کا ذکر کرنا اور بھرپور انداز میں اس کی تعریف و توصیف کرنا۔ پھر مجھے دعوت دینا، تاکہ میں اس کی ولی عہدی کا اعلان کروں۔ کیونکہ میں تہیہ کر چکا ہوں کہ میں یزید کو اپنا جانشین بناؤں۔ اس سلسلہ میں خدا سے دُعا ہے کہ خیریت کے ساتھ معاملہ طے پا جائے۔ پھر اُس نے عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی، عبداللہ بن سعدہ فزاری، ثور بن معن سلمی اور عبداللہ بن عصام سے کہا کہ وہ ضحاک کی تائید کریں اور یزید کی جانشینی کا مجھ سے مطالبہ کریں۔

اِس کے بعد حاکمِ شام نے تقریر کی اور جو کچھ اُس کے دل میں تھا اُس نے بیان کیا اور لوگوں سے یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔

حاکمِ شام نے کہا: احنف کہاں ہیں؟ کیا تم تقریر نہیں کرو گے؟ احنف کھڑا ہوا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا: لوگ سخت آزمائش میں مبتلا ہیں۔ اے امیر! آپ اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ اس امر میں غور سے کام لیجیے۔ یزید آپ کا بہترین خلف ہے۔ آپ جہاں دیدہ ہیں۔ دنیا کو اچھی طرح سے دیکھ چکے ہیں۔ آپ معاشرے کے مفادات کو پیش نظر رکھیں اور دیکھیں کہ کس قدر لوگ اُس کی اطاعت کرتے ہیں۔ خوب سوچ لیں جب تک حضرت امام حسن علیہ السلام زندہ ہیں اہلِ عراق اور حجاز اُس کی کبھی بیعت نہیں کریں گے۔

ضحاک بن قیس کی جوابی تقریر

جنابِ احنف کی تقریر سے ضحاک آگ بگولا ہو کر کھڑا ہوا۔ اللہ سبحانہٗ کی حمد وثنا کے بعد کہا: اللہ سبحانہٗ امیر کا بھلا کرے عراقی منافق ہیں۔ وہ اتحاد کی بجائے اِفتراق اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اُن کا دین اُن کی خواہش ہے۔ غرور و نادانی اُن کا پیشہ وشعار ہے۔ اُنھیں خدا کا ذرا بھی لحاظ نہیں ہے۔ اُن کی اپنے انجام پر نظر نہیں ہے کہ اُن کا انجام کیسا ہوگا؟ ابلیس کو اپنا معبود کہتے ہیں اور اُس کے حزب میں داخل ہیں۔ جو اُن کے قریب ہوتا ہے وہ اُن سے خوش نہیں رہتا اور جو اُن سے جدائی اختیار کرتا ہے وہ اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اِن کی

باتوں پر توجہ نہ دیجیے۔ امام حسنؑ اور اُن کے اقارب کو اللہ کی اِس سلطنت سے کیا کام۔ اُس کی زمین میں امیر جسے چاہے خلیفہ بنا سکتا ہے۔ اے اہلِ عراق! اپنے آپ کو اپنی حدود میں رکھیں۔ اپنے نبیؐ کے کاتب اور امام کو نصیحت مت کریں۔

أحنف ابنِ قیس کا جواب

أحنف ابنِ قیس دوبارہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد خطاب کیا:

اے امیر! آپ سمجھ بوجھ رکھنے والے فرد ہیں۔ اپنے عہد و معاہدہ کا خیال رکھنے والے ہیں۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ عراقی اتنے کمزور نہیں ہیں کہ جنھیں آپ آسانی کے ساتھ زیر کر سکیں اور عراق آپ کے تسلط میں آ جائے۔ آپ امام حسنؑ سے معاہدہ کر چکے ہیں۔ آپ کے بعد خلافت اُن کا حق ہے۔ اگر آپ اپنے عہد کو پورا کریں تو اہلِ وفا میں شمار ہوں گے۔ اگر عہد کو توڑیں گے تو اللہ کی قسم! امام حسنؑ کی پشت پر مسلح شہسواروں کی فوج ہے وہ جنگ کرنا خوب جانتے ہیں۔ اگر تو ذرا برابر اُن سے بے وفائی کرے گا تو وہ فوراً تجھ سے انتقام لیں گے۔ تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ عراقی تم سے عداوت رکھتے ہیں۔ وہ کبھی آپ کے دوست نہیں بن سکتے۔ علاوہ ازیں حضرت امام حسن علیہ السلام اور اُن کے والدِ بزرگوار حضرت امام علی علیہ السلام کی مدح میں آیات نازل ہوئی ہیں جن کی وجہ سے لوگ اُن کے گرویدہ ہیں۔

جنگِ صفین کے کینے تمھارے خلاف آج بھی قلوب میں موجود ہیں۔ وہ تلواریں جو اُس دن تیرے خلاف بلند ہوئی تھیں وہ اب بھی ان کے کندھوں سے لگی ہوئی ہیں۔ خدا کی قسم! اہلِ عراق کو جس قدر امام علی علیہ السلام سے محبت ہے اُس سے زیادہ اُن کے فرزند امام حسنؑ سے محبت ہے۔

احنف کی تقریر کے بعد عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی فوراً کھڑا ہوا اور اُس نے یزید کی تعریف کی اور حاکمِ شام کو یزید کی بیعت پر اُبھارا کہ وہ فوراً اعلان کرے۔ حاکمِ شام منبر پر کھڑا ہوا اور اپنے خطاب میں کہا: لوگو! شیطان کے دوست اور بھائی ہیں جنھوں نے محاذ قائم کر رکھا ہے۔ وہ اُنھی کی زبان سے بولتا ہے اور فتنہ و فساد پیدا کرتا ہے۔ یہ اُس وقت راہِ راست پر نہیں آئیں گے جب تک ذلت و مصیبت سے دوچار نہ ہوں۔

حاکم شام نے اپنی اس تقریر کے بعد ضحاک کو کوفہ اور عبدالرحمٰن کو عراق کا گورنر بنا دیا۔

اَحنف بن قیس کی ایک اور گفتگو

اے امیر! تم یزید کے شب و روز، خلوت و جلوت اور آمد و رفت ہر چیز کو خوب جانتے ہو۔ اگر تم اُسے اللہ اور اُس کی مخلوق کے لیے واقعی بہتر جانتے ہو تو اس کے بارے میں کسی سے مشورہ نہ لیجیے اور اگر آپ کے علم میں وہ اِس سے مختلف ہے تو آخرت کے سفر پر جاتے ہوئے دنیا اُس کے حوالے کر کے نہ جایئے۔ باقی رہے ہم تو ہمارا کام بس یہ کہنا ہے:

وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۸۵)

"اے ہمارے رب! ہم نے جو سنا اور اُس کی اطاعت کی اور تیری طرف بازگشت ہے"۔

علامہ امینیؒ لکھتے ہیں: حاکم شام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے عہد کیا تھا کہ اس کی موت کے بعد آپؑ ہی خلیفۂ وقت ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس نے اپنے بیٹے کی بیعت کے راستے میں امامؑ کو سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا، اس لیے وہ آپؑ کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔

ابوالفرج اصفہانی لکھتا ہے: حاکم شام نے سمجھ لیا تھا کہ یزید کی بیعت کے راستے میں حسنؑ بن علیؑ اور سعد بن وقاصؓ رکاوٹ ہیں، اس لیے اُس نے امام حسنؑ کو زہر دینے کی ٹھان لی اور سعد بن وقاصؓ کو بھی زہر کے ذریعے قتل کرا دیا۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے قتل کی تفصیل آئندہ صفحات میں آئے گی۔

عبدالرحمٰن بن خالد اور بیعتِ یزید

ایک دن حاکم شام نے شامیوں کے سامنے تقریر کی:

لوگو! مَیں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا جانشین بنا دوں، تم لوگ اپنی رائے دو۔ لوگوں نے صحابیٔ رسولؐ اور دشمنِ امام علیؑ عبدالرحمٰن بن خالد کا نام پیش کیا۔ یہ بات اُسے سخت ناگوار گزری، لیکن اپنی ناراضگی ظاہر نہ کی۔ کچھ دن بعد عبدالرحمٰن بیمار ہوئے۔ ابنِ ہند نے اپنے یہودی طبیب ابنِ اُثال کو بھیج کر تاکید کر دی کہ اُسے شربت میں زہر ملا کر

پلا دے۔ ابن اثال نے جونہی عبدالرحمٰن کو شربت پلایا تو اُس کے جگر کے ٹکڑے باہر آ گئے اور وہ اِس دنیا سے چل بسے۔ اِس بات کا علم عبدالرحمٰن کے بھائی مہاجر بن خالد کو ہوا تو اُس نے گھات لگا کر رات کے وقت حاکمِ شام کے معالج کو قتل کر دیا۔

اغانی میں ہے کہ لوگوں نے مہاجر [1] کو گرفتار کر لیا اور وہ اُسے حاکمِ شام کے پاس لے آئے۔ اُس نے پوچھا: تُو نے میرا طبیب کیوں قتل کیا؟ مہاجر نے جواب دیا: مامور کو قتل کیا ہے، آمر کا قتل باقی ہے، ہتھیار کو قتل کیا ہے اور ہاتھ باقی ہے۔

ابو عمر لکھتے ہیں: یہ واقعہ تاریخ کی کتابوں میں مفصل موجود ہے لیکن میں نے یہاں اختصار سے کام لیا ہے۔ اس واقعہ کو عمر بن شبہ نے اخبارِ مدینہ میں نقل کیا ہے۔ یہ واقعہ یزید کی بیعت کے قضیہ کے صادر ہونے کے دوسرے سال ۵۶ھ میں پیش آیا۔

سعید بن عثمانؓ (۵۵ ہجری)

حضرت عثمانؓ کے بیٹے سعید بن عثمانؓ نے حاکمِ شام سے خراسان کی ولایت کا مطالبہ کیا۔ اُس نے کہا: خراسان کی ولایت کا گورنر ابنِ زیاد ہے۔ یہ سن کر سعید نے کہا: میرے باپ ہی کی وجہ سے تم اِس عظیم مرتبہ پر فائز ہوئے ہو۔ تمھیں اِن نعمتوں کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ تم نے یزید کو مجھ پر مقدم کر رکھا ہے، حالانکہ میرے ماں باپ اِس کے ماں باپ سے افضل ہیں۔

حاکمِ شام نے کہا: میں نے عثمانؓ کا حق اُن کی خون خواہی کا مطالبہ کر کے ادا کر دیا ہے۔ جہاں تک ماں باپ کے افضل ہونے کا سوال ہے بخدا عثمانؓ اور نائلہ مجھ سے اور میری بیوی سے افضل تھے۔ رہی تیری برتری کی بات تو یہ ایک مہمل سی بات ہے۔ مَیں یزید پر تجھے برتری نہیں دے سکتا۔

یزید نے کہا: اے امیر! یہ آپ کے چچیرے بھائی ہیں۔ آپ کو اِن کے معاملہ میں غور کرنا چاہیے۔

ابن قتیبہ کے مطابق جب حاکمِ شام، شام پہنچا تو سعید بن عثمانؓ اُس کے پاس گیا اور

---

[1] اسد الغابہ: ج ۳، ص ۲۳۶؛ الاستیعاب: ج ۲، ص ۳۷۳؛ اغانی: ج ۱۶، ص ۲۰۹؛ تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۲۳

اُس سے کہا: تم یزید کی بیعت کے لیے کوشاں ہو اور میرے لیے بیعت نہیں لے رہے حالانکہ حق میرا ہے کیونکہ میرے والدین اُس کے والدین سے بہتر و افضل ہیں۔ آج جس مقام و منزلت پر تم ہو اِس کا سبب میرا باپ تھا۔

یہ سن کر حاکمِ شام ہنسنے لگا اور اُس سے کہا: بھتیجے! واقعی تیرا باپ اُس کے باپ سے اور تمھاری ماں اُس کی ماں سے افضل ہیں۔ حضرت عثمانؓ، حاکمِ شام سے افضل ہے جہاں تک تیری ماں کی اُس کی ماں سے نسبت ہے۔ تیری ماں اُس کی ماں سے افضل ہے، کیونکہ قرشی عورت کو کلبی عورت پر فضیلت حاصل ہے۔ تُو نے میری جس شان و شوکت کی بات کی ہے میں اعتراف کرتا ہوں یہ سب کچھ تیرے والد کی وجہ سے ہے۔ یہ ملک اللہ کا ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ جب تیرے باپ کو قتل کر دیا گیا تو ہم نے اُن کی خون خواہی کا مطالبہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں اپنے لشکر دشمن کے لشکر سے ٹکرا دیئے تھے۔ تم پر ہمارے احسانات بہت زیادہ ہیں۔ جہاں بات تیری اور یزید کی ہے، یزید تجھ سے بہتر ہے۔ اب اِن باتوں کو جانے دیجیے، کام کی بات کیجیے، تجھے جس چیز کی ضرورت ہے وہ حاضر ہے۔

سعید بن عثمان نے کہا: جب تک تُو زندہ ہے یزید کی من مانیاں باقی رہیں گی۔ مجھے میرا حق دیا جائے۔ میں اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اُس سے کم پر راضی نہیں ہوں گا۔

حاکمِ شام نے کہا: خراسان کی ولایت تیرے حوالے کرتا ہوں۔

سعید نے کہا: خراسان کی ولایت مجھے کس صورت میں دی جا رہی ہے؟

حاکمِ شام نے کہا: صلہ رحمی اور عیش و عشرت کے لیے بخش رہا ہوں۔

یہ سن کر سعید کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اُس نے حاکمِ شام کی شان میں چند اشعار کہے:

ذَكَرْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَفَضْلَهُ، فَقُلْتُ جَزَاءَ اللهُ خَيْرًا بِمَا وَصَلْ

وَقَالَ: خُرَاسَانَ لَكَ الْيَوْمَ طُعْمَةٌ فَجُوزِيَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا فَعَلْ

فَلَوْ كَانَ عُثْمَانَ الْغَدَاةَ سَكَانَهُ لَمَا نَالَنِي مِنْ مُلْكِهِ فَوْقَ مَا بَذَلْ

”میں نے اپنے امیر اور اس کے فضائل کا تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے بہترین جزا عطا کرے۔ اُس نے مجھے خراسان کی حکومت عطا کی اور مجھ

سے کہا: یہ حکومت صلہ رحمی کا عوض ہے اور عیش و عشرت کے لیے ہے۔
اے کاش! آج عثمانؓ کی حکومت ہوتی تو مَیں اُن کی حکومت سے بہت
کچھ حاصل کرتا"۔

جب سعید نے اپنی بات ختم کی تو حاکمِ شام نے یزید سے کہا: اسے زادِ راہ عطا کیا جائے، خلعت بھی دی جائے۔

جب سعید نے خراسان جانے کی تیاری مکمل کر لی تو حاکمِ شام نے اُسے روانہ کیا اور ایک فرسخ تک اُس کی مشایعت کی۔

ابنِ عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: اہلِ مدینہ سعید سے محبت رکھتے تھے اور یزید سے نفرت کرتے تھے۔ سعید نے حاکمِ شام سے کہا تھا کہ اہلِ مدینہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور یزید سے نفرت کرتے ہیں۔ اُس نے اہلِ مدینہ کا قول بھی اُس کے سامنے پیش کیا۔

وَاللهِ لَا يَنَالُهَا يَزِيدُ حَتّٰى يَعُضَّ هَامَهُ الْحَدِيدُ
إِنَّ الْأَمِيرَ بَعْدَهُ سَعِيدُ

"اللہ کی قسم! وہ یزید کو کسی صورت پسند نہیں کرتے، چاہے اُن کی جان ہی
کیوں نہ چلی جائے۔ حاکمِ شام کے بعد ہمارا حاکم سعید ہے، یزید نہیں ہے"۔

سعید نے اُسے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ بخدا! میرا باپ یزید کے باپ سے افضل، میری ماں اُس کی ماں سے بہتر اور خود مَیں اُس سے بہتر و برتر ہوں۔ اِس وقت جس مقام و منزلت پر تو ہے اُس کا سبب ہم ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ حسن بن رشیق نے سعید اور حاکمِ شام کا قصہ بہت طولانی نقل کیا ہے۔ اس قصے میں ہے کہ حاکمِ شام نے سعید کو خراسان کا والی بنایا اور اُسے زادِ راہ کے لیے ایک لاکھ درہم بھی دیے۔

بیعتِ یزید کے متعلق حاکمِ شام کے خطوط

والیِ شام کا خط بنام مروان

والیِ شام نے مروان کو خط لکھا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ اپنے بعد اختلافِ اُمت سے بچنے کے لیے کسی کو اپنا جانشین بنانا چاہتا ہوں لیکن اہلِ مدینہ کی رائے کے بغیر یہ معاملہ طے نہیں پاسکتا۔ ان لوگوں کے سامنے یہ معاملہ رکھو اور اُن کے جواب سے مطلع کرو۔

مروان نے اہلِ مدینہ سے بات کی۔ لوگوں نے کہا: اچھی بات ہے لیکن حاکمِ شام کو نام پیش کرنا چاہیے کہ اُس کا جانشین کون ہے۔

مروان نے حاکمِ شام کی طرف لکھا تو اُس نے یزید کا نام پیش کیا۔ جب اِس بات کا علم مدینہ والوں کو ہوا کہ معاویہ اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنانا چاہتا ہے تو عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اے مروان! تُو نے غلط کہا ہے۔ حاکمِ شام بھی غلطی پر ہے۔ تم لوگ بہترین شخص کو چھوڑ کر حکومت کو شہنشاہیت میں بدلنا چاہتے ہو۔

مروان عبدالرحمٰن کی بات برداشت نہ کرسکا۔ فوراً عبدالرحمٰن کی طرف اشارہ کر کے کہا: اسی شخص کے لیے قرآنِ مجید میں مذمت وارد ہوئی ہے:

وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ (سورۂ احقاف: آیت ۱۷)

"ہر وہ شخص کہ جس نے اپنے والدین سے کہا کہ وائے ہو تم پر"۔

جب یہ بات حضرت عائشہؓ نے پسِ پردہ سنی تو چلّا کر کہا: اے مروان! تُو نے یہ بات عبدالرحمٰن کے لیے کہی ہے، تُو جھوٹا ہے۔ یہ آیت فلاں شخص کے لیے نازل ہوئی ہے۔ البتہ تُو وہ ہے کہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بار بار لعنت کی ہے۔

جونہی حضرت عائشہؓ کی بات ختم ہوئی فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوئے

اور اُنھوں نے حاکمِ شام کی تجویز کو مسترد کیا۔ عبداللہ ابنِ عمرؓ اور عبداللہ ابنِ زبیر نے بھی والیِ شام کی تجویز کی مذمت کی۔

جب یہ جلسہ برخاست ہوا تو مروان نے جلسہ کی تمام کارروائی دمشق کی طرف بھیج دی۔ حالانکہ اس سے قبل والیِ شام نے بیعتِ یزید کے خطوط اپنے تمام گورنروں کی طرف جاری کردیے تھے۔ اِن خطوط میں یزید کی تعریف وتوصیف مذکور تھی۔ اُس نے اپنے گورنروں کو تاکید کی تھی کہ وہ اپنی طرف سے لوگوں کی طرف وفود بھیجیں۔ اِس حکم کے مطابق محمد بن عمرو مدینہ منورہ سے اور اَحنف ابنِ قیس بصرہ سے آیا۔ محمد نے حاکمِ شام سے کہا: ہر حاکم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اُمت محمدیہ کے لیے وہ کیسے آدمی کا حکومت کے لیے انتخاب کرتا ہے۔

جب حاکمِ شام نے اُس کی یہ بات سنی تو اُس پر سخت برہم ہوا اور اُسے واپس کردیا۔ اُس نے احنف کو حکم دیا کہ وہ یزید سے ملاقات کرے۔ جب وہ واپس آیا تو اُس نے پوچھا: تم نے اپنے بھتیجے کو کیسے پایا؟ اُس نے کہا: میں نے اُسے عیش ونشاط میں ڈوبا ہوا الہڑ جوان ہی پایا ہے۔

کچھ دن بعد دمشق میں سلطنتِ اسلامیہ کے تمام گورنر جمع ہوئے۔ حاکمِ شام نے ضحاک ابنِ قیس سے کہا کہ اب مَیں تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں اپنی تقریر ختم کروں تو تم مجھ سے یزید کی بیعت کا تقاضا کرنا۔

حاکمِ شام نے اپنی تقریر میں اسلامی نظم ونسق اور احترام کی اہمیت نیز حق اور خلافت کے متعلق تقریر کی۔ درمیان میں یزید کی صفات بھی بیان کیں کہ وہ خلافت کی اہلیت رکھتا ہے۔ پھر لوگوں کو اُس کی بیعت پر اُبھارا۔

جونہی حاکمِ شام نے اپنی تقریر ختم کی تو ضحاک کھڑا ہوا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا: لوگ آپ کے بعد ایک حاکم کے محتاج ہیں۔ ہمیں تجرباتِ زندگی نے بتایا ہے کہ ملت کا اتحاد خونریزی کو روکتا ہے اور اسی میں اَمن وصلاح ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ یزید خوش اخلاق اور باکردار انسان ہے۔ علم، حلم اور تدبر سے بھی آراستہ ہے۔ آپ اسے اپنا ولی عہد بنائیں، تاکہ آپ کے بعد وہ ہمارا پشت پناہ رہے اور ہم اس کے سائے تلے زندگی گزار سکیں۔

اِس کے بعد عمرو بن سعید اور اشدق نے بھی ایسی ہی تقریر کی۔ پھر یزید بن مقنع نے حاکمِ شام کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ ہمارے امیر ہیں۔ اگر ان پر موت آگئی تو پھر اُس نے یزید کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہمارا حاکم ہوگا۔ پھر اُس نے کہا: جس نے اِس (یزید) کا انکار کیا تو پھر یہ (تلوار) نیام سے باہر آئے گی۔

حاکمِ شام نے اُسے کہا کہ بیٹھ جاؤ تم شہنشاہِ خطابت ہو، اس کے بعد تمام گورنروں نے باری باری اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اِس کے بعد حاکمِ شام نے احنف سے رائے طلب کی تو اُس نے کہا: اگر صحیح رائے دوں تو آپ سے ڈر لگتا ہے اور غلط رائے دوں تو خدا کا خوف آڑے آتا ہے۔ آپ یزید کو بہتر جانتے ہیں کہ اس کی آمد و رفت کہاں ہے؟ اس کی چال ڈھال کیسی ہے؟ اگر تم خدا کی خوشنودی چاہتے ہو تو اِس کام سے باز آجاؤ۔ ہم تو بہرحال تمھاری اطاعت کریں گے۔

ایک شامی نے کہا: پتہ نہیں یہ عراقی دیہاتی کیا بکواس کرتا ہے۔ ہمارا کام صرف یہ ہے کہ تلوار کے زور پر آپ کی بات تسلیم کروائیں۔ اِس کے بعد یہ مجلس برخاست ہوگئی۔

حاکمِ شام نے اپنے دوستوں کو اِنعام و اِکرام سے نوازا اور اپنے مخالفین کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا۔ اِس طریقے سے بہت سے لوگ بیعتِ یزید پر راضی ہوگئے۔ (1)

دوسری صورت

مؤرخین نے لکھا ہے کہ والیِ شام نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے کچھ دن بعد اہلِ شام سے یزید کی بیعت لی۔ اِس بیعت کی اپنے تمام گورنروں کو اطلاع دی۔ مدینہ منورہ میں مروان گورنر تھا۔ اُسے حکم دیا کہ وہ قریش اور دیگر تمام حجازین کو بیعتِ یزید کے لیے آمادہ کرے۔ مروان کو نتیجہ کا علم تھا اِس لیے وہ پس و پیش سے کام لینے لگا۔ پھر اس کی طرف لکھا کہ قوم و قبیلے کے افراد بیعتِ یزید سے کترا رہے ہیں۔ اپنی رائے لکھیے، تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔ حاکمِ شام نے سمجھ لیا کہ مروان ٹال مٹول کر رہا ہے۔ اس کی طرف لکھا کہ تم گورنری

---

(1) العقد الفرید: ج ۳، ص ۵۷-۳: الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۱۱

سے معزول ہو۔ اب مدینہ کا گورنر سعید بن عاص ہے۔

جب مروان نے خط پڑھا تو اُس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ فوراً اپنے خاندان اور بنی کنانہ (جو اُس کے ننھیالی رشتہ دار تھے) کو جمع کر کے اُن سے شکوہ کیا کہ بغیر کسی مشاورت کے وہ یزید کی بیعت کی سعی کر رہا ہے اور اس نے اُسے معزول کر دیا ہے۔

بنی کنانہ نے اُس سے کہا: ہم تمھارے تیر و تلوار ہیں تم جس سے کہو گے ہم اُس سے جنگ کریں گے۔ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ تیرے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔

مروان اِن لوگوں کو ساتھ لے کر دمشق پہنچا۔ جب دربان نے مروان کے ساتھ انبوہ کثیر دیکھا تو اُس نے داخلے کی اجازت نہ دی۔ مروان نے دربان کی خوب پٹائی کی اور دربار میں داخل ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی دربار میں داخل ہو گئے۔ مروان نے بہ عنوان خلیفہ سلام کر کے والیِ شام سے اِس صورت میں گفتگو کی۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا تذکرہ کیا کہ خداوند تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ کوئی بھی اس کی قدرت کے دائرے سے باہر نہیں جا سکتا۔ اُس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور اِسی مخلوق میں سے اپنے دین کے رہبر بنائے جو اس کے شہروں کے نگران اور اس کے بندوں پر حاکم ہیں۔ بے انصافی کے اُمور اُن پر روشن کیے۔ اُنھیں اپنے دین سے مالوف کیا۔ بے پناہ یقین کی دولت سے نوازا۔ انھیں کامیابی سے ہم کنار کیا۔ جس نے اُن کے سامنے اِستکبار کیا اُسے اُن کے حضور جھکا دیا۔ تم سے پہلے ہمارے خلفا تھے۔ ہم اُن کی سیرت اور اطاعت کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ہیں۔ جس نے اُن کی مخالفت کی تو ہم نے اُن کی معاونت کی۔ ہمارے ذریعے کجیاں درست کی گئیں۔ مسائل و معاملات میں ہم سے مشاورت کی گئی۔ رعایا کے معاملات ہم سے درست کیے گئے۔ آج ہماری کوئی اہمیت و وقعت نہیں رہی۔ ہمارے ساتھ عام لوگوں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ خلافت کے تمام اُمور تم نے اپنے پاس رکھ لیے ہیں اُس میں سے ہمیں کچھ نہیں دیا جا رہا ہے۔ کیا ہم بے کار لوگ ہیں اور بے کار لوگوں کی اولاد ہیں؟

بخدا! اگر عہد و معاہدوں کے زنجیر ہمارے پاؤں میں نہ ہوتے تو ہم پوچھ لیتے اور تم سے تمام حساب چکا لیتے۔ اِن تمام اُمور کی ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے۔

یہ سن کر حاکمِ شام آگ بگولا ہو گیا۔ غصے سے پیچ و تاب کھانے لگا، لیکن غصے کو پی گیا۔ مروان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اُس سے کہا: اللہ سبحانہ نے ہر چیز کی اصل بنائی ہے اور ہر اچھائی کے لیے اُس کے اہل بنائے ہیں۔ اُس نے تمھیں میری طرح صحیح الاصل بنایا ہے۔ تم اپنی رائے میں پختہ ہو۔ ایک شریف خاندان سے تعلق رکھتے ہو۔ چچازاد بھائی خوش آمدید۔ آپ نے گذشتہ خلفاء، شہداء اور صادقین کا ذکر کیا ہے۔ وہ واقعی اس طرح تھے جس طرح کہ تم نے اُن کے بارے میں کہا ہے۔ برادر ہم بہتری چاہتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے لیے آسانیاں چاہتے ہیں۔ میرے بعد آپ کا ہی ایک منفرد مقام ہے۔ تم میرے زورِ بازو ہو۔ تمھارے ساتھ ہمارے معاہدے ہیں۔ میں نے تجھے تیری قوم کی ولایت عطا کی ہے۔ تمھارا خراج میں بڑا حصّہ ہے۔ میں تمھارے وفد کو انعامات دینے والا ہوں۔ تمھاری معاونت کا قدردان ہوں۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں تمھاری ضروریات کو پورا کروں۔

پھر حاکمِ شام نے اُسے اور اُس کے وفد کے تمام ارکان کو انعام و جوائز سے نوازا۔ مروان کا ہزار دینار مشاہرہ معین کر دیا۔ وفد کے باقی ارکان کے ہر فرد کو ایک ایک لاکھ درہم دیئے۔

سعید بن عاص کے نام حاکمِ شام کا خط

والیِ شام نے گورنر مدینہ سعید بن عاص کی طرف خط لکھا کہ وہ لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دے اور اِس امر پر آمادگی ظاہر کرنے والوں اور پس و پیش کرنے والوں کے نام لکھ کر اُس کی طرف بھیج دو۔ جب یہ خط سعید بن عاص کو ملا تو اُس نے لوگوں کو دعوت دی۔ لوگوں پر سختی بھی کی لیکن بہت تھوڑے لوگوں نے بیعت کی۔ بنو ہاشم کے کسی فرد نے بھی بیعت نہ کی، عبداللہ ابن زبیر نے بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔

حاکمِ شام کے نام سعید بن عاص کا خط

امابعد! آپ نے مجھے یزید کی بیعت لینے کا خط لکھا تھا کہ میں لوگوں کو اُس کی بیعت کی دعوت دوں۔ بیعت کرنے والوں اور بیعت سے گریز کرنے والوں کے نام لکھ کر تمھاری طرف بھیج دوں۔ میں تمھیں آگاہ کر رہا ہوں کہ اکثر لوگ یزید کی بیعت سے گریز کر رہے ہیں بالخصوص

بنو ہاشم میں سے اہلِ بیتؑ اُن کا کوئی فرد بیعت کے لیے میرے پاس نہیں آیا۔ اُن کے بارے میں یہ بات بھی مجھ تک پہنچی ہے کہ اُنھوں نے یزید کی بیعت کو قطعاً پسند نہیں کیا۔ عبداللہ بن زبیر نے کھل کر ہماری مخالفت کی ہے۔ فوجی لشکر کے ذریعے اُس پر قابو پایا جاسکتا ہے، یا تم خود مدینہ آجاؤ اور یہاں کے حالات دیکھو اور اُس کے مطابق احکام جاری کرو۔ والسلام!

ابنِ ہند نے حضرت عبداللہ عباسؓ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن جعفرؒ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط روانہ کیے۔ سعید بن عاص کی طرف لکھا کہ یہ تمام خطوط اِن صاحبان تک بھجواؤ اور جو جواب دیں وہ میری طرف لکھ کر بھیج دو۔

ابنِ ہند کا سعید بن عاص کے نام خط

امابعد! تمھارا خط موصول ہوا، جو جو باتیں تم نے لکھی ہیں اُن سے مَیں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اہلِ مدینہ یزید کی بیعت سے اِعراض کر رہے ہیں۔ بالخصوص بنو ہاشم اُن کے کسی فرد نے بھی بیعت نہیں کی۔ تم نے عبداللہ ابنِ زبیر کا ذکر بھی کیا ہے۔ میں نے قوم کے رُوساء اور اَشراف کی طرف خطوط لکھ دیے ہیں۔ یہ خطوط اُن کے حوالے کرو اور جو جواب دیں وہ میری طرف بھیج دو، تاکہ مَیں اُن کے جوابات کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل تیار کروں۔ لیکن تم اِس معاملے میں استقامت واستحکام سے کام لو، اپنی نیت ٹھیک رکھو، اِن لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، ہر قسم کی حماقت سے دُور رہو، کیونکہ نرمی رُشد ہے اور جہالت وحماقت تکدر اور درشتی ہے۔ ان تمام لوگوں میں حسینؑ کا احترام ملحوظ رکھنا، تمھاری طرف سے اُن کی شان میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہونے پائے کیونکہ وہ رسولؐ اللہ کے اقارب ہیں۔ ان کا عظیم حق ہماری گردنوں پر ہے جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کرسکتا۔ تم ایک جری اور شجاع انسان ہو۔ گویا کہ کچھار کے شیر ہو۔ مجھے خوف ہے کہ اگر تم اُن سے بحث ومباحثہ پر آمادہ ہوئے تو مار کھا جاؤ گے۔ لیکن عبداللہ ابنِ زبیر درندہ ہے وہ ضرور روڑے اٹکائے گا۔ اُس سے بچ کر رہنا۔ میں خود بھی جلد آرہا ہوں۔ والسلام (1)

---

(1) الامامت والسیاست: ج ا،ص ۲۰۱

حاکمِ شام کا خط بنام فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسینؑ

امابعد! آپ سے کچھ ایسے اُمور صادر ہوئے ہیں کہ جن کا مجھے گمان بھی نہ تھا۔ ایسے شخص کی بیعت کو باقی رکھنا جو سب سے زیادہ حق دار ہے۔ اُس سے اِعراض کرنا آپ کی اُس شان و منزلت کے خلاف ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کر رکھی ہے۔ قطع تعلقی سے بچ کر رہنا، خدا کا خوف کھائیں، اُمت کو فتنہ میں مبتلا مت کریں۔ آپ اپنی ذات، اپنی ذمہ داریوں کو دیکھیں، اپنے دین اور اُمت محمدیہ کا خیال رکھیں کہ اُس میں کوئی انتشار پیدا نہ ہو، کہیں بے ایمان لوگ آپ کو راہِ راست سے دُور نہ کریں۔ (الامامت والسیاست: ج۱، ص۲۰۱)

فرزندِ رسولؐ کا جواب

امابعد! تمھارا خط موصول ہوا کہ جس میں تو نے لکھا ہے کہ مجھ سے کچھ ایسے اُمور صادر ہوئے ہیں جن کا تم گمان نہیں کر سکتے تھے۔ راہِ راست کی توفیق صرف خدا ہی دیتا ہے۔ جو کچھ میرے بارے میں تیری طرف سے لکھا گیا ہے۔ یہ لکھنے والے چغل خور، انتشار پسند لوگ ہیں جو جمعیت کو پراگندہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب گمراہ اور سازشی ہیں۔ میرا ارادہ جنگ کا ہے اور نہ کسی قسم کی مخالفت کا ہے۔ البتہ میں اللہ سبحانہٗ سے اِس لیے خوف زدہ ہوں کہ جو مظالم تم نے اور تمھارے ستم پیشہ گروہ نے برپا کر رکھے ہیں اُن کا سدِّ باب نہیں کر سکا۔ (الامامت والسیاست: ج۱، ص۲۰۲)

حاکمِ شام کا خط بنام حضرت عبداللہ بن جعفرؓ

امابعد! آپ خوب جانتے ہیں کہ میں آپ کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہوں۔ آپ کے خاندان پر میری نظرِ عنایت ہے۔ لیکن مجھے آپ کے متعلق ناخوشگوار اطلاع ملی ہے۔ اگر آپ نے یزید کی بیعت کر لی تو شکریہ ادا کروں گا۔ اگر اِعراض و انکار کرو گے تو مجبور کروں گا۔ (الامامت والسیاست: ج۱، ص۲۰۲)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا جواب

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اُس کے جواب میں لکھا: تو نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ تم

مجھے دوسروں پر ترجیح دیتے ہو۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو اپنی خوش بختی کا سامان کرتے ہو۔ اگر ہاتھ روکتے ہو تو اپنی ذات کا نقصان کرتے ہو۔ تم نے میری طرف لکھا ہے کہ مجھے یزید کی بیعت پر مجبور کیا جائے گا۔ سن لیجیے اپنی جان کی قسم! کل ہم نے ہی تجھے اور تیرے باپ کو اسلام لانے کے لیے مجبور کیا تھا اور تم اضطراری صورت میں مسلمان ہوئے تھے۔ والسلام!

حاکم شام نے ابن زبیر کی طرف خط لکھا جو منظوم تھا جس کا مفہوم یہ ہے: میں حلیم الطبع ہوں اس لیے تم اپنی حدود سے تجاوز کرنے لگے ہو۔ تم دوہری چال چل رہے ہو۔ تم سے قبل ابلیس نے بھی یہی روش اپنائی تھی۔ اُس نے اپنا نقصان کیا تھا حالانکہ وہ معزز و محترم تھا، پھر وہ ملعون ہو گیا۔

ابن زبیر نے بھی اُس کے جواب میں چند اشعار لکھے تھے کہ جن کا مفہوم یہ ہے: ہم اُس خدا کی بندگی و عبادت کرتے ہیں کہ جس نے ظالموں کو ذلیل و رُسوا کیا۔ جو شخص خدا کے حلم کے مقابلے میں گناہ کی جسارت کر رہا ہے کیا وہ مغرور ہو گیا ہے؟ اگر تم نے اپنے منصوبے پر عمل کیا تو مجھے معمولی خیال نہ کرنا میں بھرپور جواب دوں گا۔ (الامامت والسیاست: ج۱، ص۲۰۱-۲۰۲)

مدینہ مشرفہ میں یزید کی بیعت

حاکم شام نے ۵۰ ہجری میں حج کیا اور رجب ۵۶ ہجری میں عمرہ ادا کیا۔ اِن دونوں سفروں میں اُس کا خاص مقصد یزید کی بیعت کے لیے زمین ہموار کرنا تھی۔ اُس نے اِس سلسلے میں بہت سے لوگوں سے بات چیت کی۔ صحابہ کرام اور معزز شخصیات سے بھی تبادلۂ خیال کیا، لیکن مؤرخین نے ان دونوں سفروں کے حالات کو آپس میں گڈمڈ کر دیا ہے۔

پہلا سفرِ حج:

ابن قتیبہ نے اپنی کتاب الامامت والسیاست میں لکھا ہے کہ حاکم شام ۵۰ ہجری میں حج کے ارادے سے مدینہ آیا اور اُس نے اپنے اس سفر میں کسی سے یزید کی بیعت کا ذکر نہ کیا۔ جب وہ مدینہ منورہ آیا تو لوگوں نے اُس کا استقبال کیا۔ جب وہ اپنی منزل میں اقامت پذیر ہوا

تو اُس نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ ابن زبیر کو اپنے ہاں بلوایا۔ جب یہ تمام افراد آ گئے تو اُس نے اپنے دربان کو حکم دیا کہ جب تک یہ شخصیات میرے پاس ہیں اُس وقت تک کسی اور کو اندر نہ آنے دینا۔ جب یہ تمام لوگ بیٹھ گئے تو حاکمِ شام گویا ہوا:

''تعریف و توصیف کے اہل اللہ رب العزت ہے۔ اُس نے ہمیں حمد و ثنا کا حکم دیا ہے اور ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ ہم کثرت کے ساتھ اُس کی حمد و ثنا کرتے ہیں کہ جس طرح اُس نے کثرت کے ساتھ ہم پر انعامات کیے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ واحد ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور حضرت محمدؐ اُس کے عبد اور رسولؐ ہیں۔ اما بعد! اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ موت کو قریب سے دیکھ رہا ہوں۔ قریب ہے کہ بلاوا آ جائے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اپنے بعد اپنے فرزند یزید کو ولی عہد بناؤں۔ اس معاملے میں آپ لوگوں کی خوشنودی کی ضرورت ہے۔ آپ قریش کے سردار ہیں۔ سب سے بہترین لوگ ہیں اور اَشراف کی اولاد ہیں۔ حسنین شریفینؑ کو یہاں بلانے میں میرے لیے کوئی مانع نہیں ہے۔ میں نے اُن کی عظمت کے پیشِ نظر انھیں تکلیف نہیں دی۔ کیونکہ وہ دونوں رسولؐ کے فرزند ہیں۔ میں اُن کے بارے میں اچھی رائے رکھتا ہوں، اُن سے مجھے شدید محبت ہے۔ اللہ سبحانہ تم سب پر رحم کرے۔ امیر کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کریں''۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تقریر

''حمد و ستائش اُس ذات کے لیے ہے کہ جس نے ہمیں اپنی تحمید و تمجید کا الہام کیا۔ اُس نے ہمیں نعمات سے نوازا ہے، اس لیے اُس کا شکر ادا کرنا ہم پر واجب ہے۔ میں گواہی دیتا

ہوں اللہ سبحانہٗ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ واحد ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد اور رسولؐ ہیں۔

امابعد! آپ نے بات کی ہے اور ہم نے اُسے سن لیا ہے۔ اللہ بزرگ و برتر ہے اُس کے اسماء مقدس ہیں۔ اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا اور اُنھیں اپنی وحی کے لیے اختیار کیا۔ اُنھیں تمام مخلوق پر شرف عطا کیا۔ اپنے تمام اُمور میں اُنھیں اُولویت بخشی۔ اُن کے اہلِ بیتؑ اُن کے بعد اُولویت رکھتے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے اپنے نبیؐ کے لیے مختص کیا وہی اُن کے اہلِ بیتؑ کے لیے خاص ہے۔ اس لحاظ سے وہ حکومت کے زیادہ سزاوار ہیں۔ خداوندِ عالم نے اپنے نبیؐ کو علم عطا کیا اور وہ خود علیم و خبیر ہے۔ میں اپنے خدا سے اپنے لیے اور آپ کے لیے مغفرت کا طلب گار ہوں"۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی تقریر

"تمام تعریفیں اس معبود برحق کے لیے ہیں جو حمد و ستائش کے لائق ہے۔ ہم اس کی تعریف و توصیف کرتے ہیں کہ اُس نے ہمیں اپنی حمد و شکر کا الہام کیا۔ ہم اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوشاں ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ معبود برحق ہے۔ اس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں ہے۔ وہ واحد ہے، صمد ہے۔ اس کی نہ بیوی ہے اور نہ اولاد ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے عبد اور رسولؐ ہیں۔

امابعد! قرآنِ مجید کی روشنی میں خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کا حق ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: اگر سنتِ رسولؐ پر عمل کیا جائے تو پھر بھی اس کے اہلِ بیتؑ خلافت کے حق دار ہیں۔ اگر سنتِ شیخین (حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ) کو لیا جائے تو پھر بھی خاندانِ رسالت کے افضل شخص کو اسلامی حکومت سپرد کرنی چاہیے۔

خدا کی قسم! اگر لوگوں نے ایسا کیا ہوتا۔ اَمرِ حکومت کو اپنے مقام پر رکھا ہوتا۔ ہر طرف اللہ سبحانہٗ کی اطاعت کا سماں ہوتا اور شیطان سے عداوت ہوتی، آپس میں اختلاف نہ ہوتا۔ کشت و خون کی مصیبت نہ ہوتی۔ حاکمِ شام اللہ سے ڈریئے، تم ہمارے حاکم ہو گئے ہو اور ہم

تیری رعایا ہو گئے ہیں۔ اپنی رعیت کی مصلحتوں کا خیال رکھیں کیونکہ قیامت کے دن تم سے بازپرس ہوگی۔ تم نے میرے چچازاد بھائیوں کا ذکر کیا ہے کہ انھیں اس مجلس میں نہیں بلایا گیا۔ یہ کام قابلِ تحسین نہیں ہے۔ ان دونوں بزرگواروں کی مرضی کے خلاف یہ کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ وہ معدنِ علم وفضیلت ہیں۔ آپ تسلیم کریں یا نہ کریں؟ میں اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ سبحانہٗ سے استغفار کرتا ہوں"۔

عبداللہ ابنِ زبیر کی تقریر

"وہ ذات لائق حمد وتعریف ہے کہ جس نے ہمیں اپنے دین کی معرفت عطا کی اور اپنے رسولؐ کے ذریعے مکرم کیا۔ میں ہر حال میں اُس کی حمد وتعریف کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے عبد اور رسولؐ ہیں۔

اما بعد! یہ خلافت صرف قریش کا حق ہے، جو اِس مقام کے اہل ہیں اور پسندیدہ کردار سے آراستہ ہیں۔

اے حاکمِ شام! آپ کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور اپنے اُوپر رحم کرنا چاہیے۔ اِدھر دیکھیں یہ حضرت ابنِ عباسؓ ہیں جو رسولؐ کے چچا کے فرزند ہیں اور یہ حضرت عبداللہ ابنِ جعفرؓ ہیں جو ذوالجناحین کے فرزند ہیں اور میں زبیر کا بیٹا ہوں، جو رسولؐ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ امام علی علیہ السلام نے حسن وحسین علیہما السلام جیسے فرزند چھوڑے ہیں جن کی عظمت سے تم اچھی طرح واقف ہو۔ لہٰذا خدا سے ڈرو، اپنے اور ہمارے درمیان تم خود ہی انصاف کرو"۔

حضرت عبداللہ ابنِ عمرؓ کی تقریر

"حمد وستائش کے لائق وہ ذات ہے کہ جس نے ہمیں اپنے دین کے ذریعے مکرم کیا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے مشرف کیا۔

اما بعد! یہ خلافت ایرانی اور رومی شہنشاہیت کی طرح نہیں ہے کہ باپ اپنے بیٹے کو اپنا جانشین بنا دے۔ اگر ایسا ہوتا تو اپنے باپ کے بعد میں خلیفہ ہوتا۔ اُنھوں نے چھے افراد پر مشتمل شوریٰ بنائی تھی کہ وہ خلیفہ کا انتخاب کرے، لیکن میرے باپ نے مجھے ان چھے آدمیوں

میں داخل نہ کیا۔ یہ خلافت کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ یہ صرف قریش کا حق ہے اور قریش میں سے وہ آدمی جو اس کی اہلیت رکھتا ہے اور جسے تمام مسلمان چُن لیں۔ علاوہ ازیں وہ سب سے زیادہ متقی اور پسندیدہ صفات کا مالک ہو۔ اگر تم نے قریش کے چھوکروں میں سے کسی چھوکرے کو اپنی مراد بنا لیا ہے۔ اپنی جان کی قسم! یزید قریش کا چھوکرا ہے۔ جان لے تمھیں خدا کے سامنے جواب دہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ کوئی چیز تجھے اللہ سے بے نیاز نہیں کر سکتی"۔

حاکمِ شام کی جوابی گفتگو

"میں نے اپنی بات کہی اور تم نے اپنی بات کہی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ باپ تو سدھار گئے اور بیٹے رہ گئے ہیں۔ مجھے ان اصحاب کے بیٹوں کے مقابلے میں خود اپنا بیٹا عزیز ہے۔ پھر یہ کہ اگر تم لوگ میرے بیٹے سے بات کرو۔ تو بات کرنے میں تم اُسے تیز و طرار پاؤ گے۔ حکومت صرف عبد مناف کا حق ہے، کیونکہ وہ رسولؐ اللہ کے رشتہ دار ہیں لیکن رسولؐ اسلام کی رحلت کے بعد لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو منصبِ حکومت سے سرفراز کیا اور آپؐ کے خاندان میں بادشاہی نہ رہنے دی۔ پھر یہ کہ انھوں نے پسندیدہ روش اپنائی۔ اس کے بعد حکومت خاندانِ عبد مناف میں پلٹ آئی اور قیامت تک اسی خاندان میں رہے گی۔

اے ابنِ زبیر اور ابنِ عمر! سن لو! خدا تمھیں اِس حکومت سے محروم کر چکا ہے، لیکن میرے یہ دونوں چچازاد بھائی (ابنِ عباسؓ اور عبداللہ ابنِ جعفرؓ) حکومت سے بہر حال وابستہ رہیں گے"۔ ان شاء اللہ!

پھر اُس نے کوچ کا حکم دیا اور بیعتِ یزید کی کوئی بات نہ کی۔ مخالف اور موافق لوگوں کے وظائف بھی بند نہ کیے۔ وہ واپس شام چلا گیا اور ۵۱ ہجری تک خاموش رہا۔ بیعت یزید کی بات نہ کی۔ ①

حضرت علامہ امینیؒ نے لکھا ہے کہ اس واقعہ میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا کہیں ذکر نہیں ہے، لیکن ابنِ حجر نے اصابہ (ج ۲، ص ۴۰۸) میں لکھا ہے کہ حسینؑ بن علیؑ اور ابنِ زبیر کے

① الامامت والسیاست: ج ۱، ص ۱۹۳؛ جمہرۃ الخطب: ج ۲، ص ۲۴۹

ساتھ عبدالرحمن بن ابی بکر نے بھی تقریر کی اور کہا کہ یہ خلافت رومی اور ایرانی شہنشاہیت نہیں ہے۔ بخدا میں ہرگز بیعت نہیں کروں گا۔

دوسری صورت

اس واقعہ کو دوسری طرح بھی بیان کیا گیا ہے۔ حاکم شام نے حج کی ادائیگی کے لیے شام سے مدینہ کا سفر کیا۔ جب مدینہ مشرفہ کے قریب پہنچا تو مدینہ کے جوان، بوڑھے، عورت، مرد بھی پیادہ و سوار اُس کے استقبال کے لیے نکل پڑے۔ والیِ شام نے اِن لوگوں سے ملاقات کی اور اُن سے نرم کلامی اور رضاجوئی کی ہر ممکن کوشش کی۔

اُس نے اہلِ مدینہ سے کہا: خوش آمدید۔ فقط آپ حضرات کی محبت اور شوقِ ملاقات میں یہ طویل ترین تھکا دینے والا سفر کیا ہے، تاکہ مجاورانِ رسولؐ اسلام کی زیارت کرسکوں۔

اُس کے جواب میں خوشامدیوں نے خوشامد سے خوب کام لیا۔ جب وہ مقامِ جُرف [1] پر پہنچا تو اُس کی ملاقات حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ سے ہوئی تو اُس نے اُن دونوں کو خوش آمدید کہا۔ اِن دونوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ دونوں سردار بنی عبدمناف ہیں۔ پھر ان دونوں سے خصوصی توجہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ اعزاز و اِکرام کے تمام لوازمات برتنے لگا۔ کبھی حضرت امام حسین علیہ السلام سے باتیں کرتا اور کبھی حضرت ابنِ عباسؓ سے، حتیٰ کہ یہ کاروانِ مدینہ میں داخل ہوا۔ حضرت امام حسینؑ اور ابنِ عباسؓ اپنے اپنے گھروں کی طرف تشریف لے گئے۔

حاکمِ شام اپنے کارروان کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا، اُن سے اجازت لی۔ جب اجازت ملی تو اکیلا اُن کے پاس آیا۔ اُس وقت اُن کے پاس اُن کا غلام ذکوان تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اُس سے کہا: کیا تجھے ڈر نہیں لگا کہ میں اپنے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کا بدلہ لینے کے لیے کسی کو تمھاری گھات میں بٹھا دیتی جو تجھے موت کے گھاٹ اُتار دیتا؟

---

[1] جُرف: ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے شام کے راستے پر تین میل کے فاصلے پر ہے۔ (معجم البلدان: ج ۲، ص ۱۲۸)۔ (موسوعہ کی تیسری جلد کے آخر میں دیے گئے نقشہ میں ملاحظہ کریں)

والیِ شام نے کہا: آپ ایسا ہرگز نہ کرتیں۔ پوچھا: وہ کیسے؟ جواب دیا: چونکہ میں رسولؐ کے گھر میں آیا ہوں، جو امن کا گھر ہے۔

پھر حضرت عائشہؓ نے اللہ سبحانہٗ کی حمد وثنا کے بعد کہا کہ تمھیں رسولؐ خدا، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی پیروی کرنا چاہیے۔ لیکن حاکمِ شام نے خاموشی میں بہتری سمجھی۔ اُنھیں کوئی جواب نہ دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اُن کے سامنے اُس کی چل نہیں سکتی۔ اُس نے نفسیاتی طور پر کہا: اے اُم المومنین! آپ نے ہمیں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی معرفت عطا کی۔ دین کی سمجھ بوجھ دی۔ آپ اِس لائق ہیں کہ آپ کی ہر حال میں اطاعت کی جائے اور آپ کی ہر بات سنی جائے لیکن یزید کی بیعت کا واقعہ تقدیرِ خداوندی سے وقوع پذیر ہوگیا ہے۔ لوگوں کو اب اِس میں اختیار نہیں رہ گیا ہے، کیونکہ تمام لوگ اُس کی بیعت کر چکے ہیں۔ اطاعت کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال چکے ہیں۔

جب یہ باتیں حضرت عائشہؓ نے سنیں تو سمجھ لیا کہ وہ بیعتِ یزید کا مصمم ارادہ کر چکا ہے۔ کہنے لگیں: خدا سے ڈرو اور مسلمانوں کے حق میں نامناسب رویہ اختیار نہ کرو۔ عجلت پسندی کا نتیجہ تیرے حق میں بہتر نہ ہوگا۔

حاکمِ شام وہاں سے جب اُٹھنے لگا تو حضرت عائشہؓ نے کہا: تم نے حضرت حجر اور اُن کے نیک و پارسا ساتھیوں کو قتل کرا دیا۔ اُس نے جواب دیا: اس معاملہ کو ہم پر اور حجر پر چھوڑ دیں۔ ہم قیامت کے دن یہ سب کچھ سمجھ لیں گے۔ وہ ذکوان کے بازوؤں کا سہارا لے کر گھر سے باہر آیا اور کہا: رسولؐ اللہ کے بعد میں نے ایسا سخن ور نہیں دیکھا۔ پھر وہ اپنی قیام گاہ کی طرف واپس چلا گیا۔

حضرت امام حسینؑ سے ملاقات

حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے خلوت میں کہا:

بھتیجے! تمام لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی ہے سوائے پانچ قریشیوں کے کہ جن کی رہبری آپ کر رہے ہیں۔ پیارے بھتیجے! آخر تم کیوں مخالفت پر کمربستہ ہو؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اُن لوگوں کو اپنے پاس بلواؤ۔ اگر اُنھوں نے بیعت کرلی تو پھر میں بھی غور کروں گا، ورنہ عجلت پسندی کا مظاہرہ مت کریں۔ یہ کہہ کر امام علیہ السلام واپس چلے آئے۔

عبداللہ بن زبیر نے راستے میں آدمی بٹھا رکھا تھا کہ جب امام حسین علیہ السلام حاکمِ شام سے ملاقات کر کے واپس آئیں تو مجھے مطلع کر دینا۔ جب امام علیہ السلام واپس آرہے تھے تو وہ آدمی آپؑ کے آگے آیا اور کہا: آپؑ کے بھائی ابنِ زبیر پوچھ رہے ہیں کہ حاکمِ شام سے کیا کیا باتیں ہوئی تھیں اور وہ بہت زیادہ اصرار کر رہا ہے۔ تفصیلات کیا ہیں؟ امام علیہ السلام نے اُسے کوئی جواب نہ دیا۔

ابنِ زبیر سے ملاقات

اس کے بعد والیِ شام نے عبداللہ ابنِ زبیر کو اپنے ہاں بلوایا اور اُس سے خلوت میں بات کی کہ تمام لوگ بیعت کر چکے ہیں سوائے پانچ قریشیوں کے جن کی قیادت تم کر رہے ہو۔ بھتیجے! تمھاری مخالفت کی وجہ کیا ہے؟

ابنِ زبیر نے کہا: تم اُن لوگوں کو اپنے پاس بلواؤ۔ اگر اُنھوں نے بیعت کرلی تو پھر میں بھی بیعت کرلوں گا۔ جلدبازی سے کام مت لیں۔ ابنِ زبیر جب وہاں سے اُٹھا تو حاکمِ شام نے اُس سے کہا: جو میرے اور تمھارے درمیان باتیں ہوئی ہیں ان کا کسی کو علم نہ ہونے پائے۔

عبداللہ ابنِ عمرؓ سے ملاقات

والیِ شام معاویہ بن ابوسفیان نے عبداللہ ابنِ عمرؓ کو اپنے پاس دعوت دی۔ جب وہ آئے تو اُن سے خلوت میں گفتگو کی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابنِ زبیر کے مقابلے میں اِن سے بہت زیادہ نرمی سے بات کی۔ اُن سے کہا: مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ مَیں اُمتِ محمدیہؐ کو ایسے چھوڑ جاؤں کہ جس طرح بغیر چرواہے کے بکریوں کا ریوڑ ہوتا ہے۔ تمام لوگ بیعت کر چکے ہیں سوائے پانچ قریشیوں کے کہ جن کی راہبری آپ کر رہے ہیں۔ آپ میری مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟

ابن عمرؓ نے کہا: کیا آپ ایسا کام کریں گے کہ آپ کا کام بھی ہو جائے اور خون بھی نہ بہے؟

حاکم شام نے کہا: میں تو یہی کچھ کہتا ہوں؟

ابن عمرؓ نے کہا: آپ ایک عمومی جلسہ کریں۔ اگر سب نے بیعت کر لی تو میں بھی کر لوں گا۔ خدا کی قسم! اگر اُمت کسی حبشی پر بھی ایکا کر لے تو میں بھی اُس کی بیعت کر لوں گا۔

حاکم شام نے کہا: کیا ایسا کرو گے؟

ابن عمرؓ نے کہا: جی ہاں، ایسا ہی کروں گا۔ اِس کے بعد ابن عمرؓ واپس چلے آئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے ملاقات

ابن ہند نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو اُن سے خلوت میں بات کی کہ تم میری مخالفت پر کیوں ڈٹے ہوئے ہو؟

عبدالرحمٰن نے کہا: میں اِس میں اپنی بھلائی اور نجات سمجھتا ہوں۔

حاکم شام نے کہا: میں تمھیں قتل کر دوں گا۔

عبدالرحمٰن نے کہا: اگر تم مجھے قتل کرو گے تو تم اِس دنیا میں ذلّت و رُسوائی سے دوچار ہو گے اور آخرت میں جہنّم میں داخل ہو گے۔ وہ یہ کہہ کر وہاں سے اُٹھ کر واپس گھر چلے آئے۔

حاکمِ شام کی مصروفیت

ان مذکورہ شخصیات کی ملاقات کے بعد حاکمِ شام نے لوگوں کی پذیرائی و نوازشات کا سلسلہ جاری کیا۔ ملنے والوں سے نہایت ہی عزت و احترام سے پیش آئے۔ اُن سے تبادلۂ حالات و خیالات کرتے، اُن کی خیریت پوچھتے۔ اُنھوں نے مراتب کے مطابق عنایات بھی کیں۔

حاکمِ شام کا مدینہ مشرفہ میں دوسرا دن

جب سورج نے طلوع کیا تو حکم دیا: تخت آراستہ و پیراستہ کیا جائے۔ اس کے اَطراف و اَکناف میں کرسیاں لگا دی جائیں تاکہ اُن پر دربان و مقربان بیٹھیں۔ اس کے برابر اپنے خاندان والوں کے لیے کرسیاں لگوائیں۔ اُس نے یمنی جامہ زیب تن کیا، سیاہ عمامہ سر پر رکھا،

خوشبوؤں سے معطر ہو کر تخت نشین ہوا۔ دفتر کے کلرکوں کو حکم دیا کہ وہ اُس کے قریب بیٹھیں تاکہ وہ ضروری باتیں نوٹ کرتے جائیں۔ دربان کو حکم دیا کہ خواہ کوئی بھی آئے اُسے میری اجازت کے بغیر اندر نہ آنے دیا جائے۔ جب اُس کا دربار سج گیا تو اُس نے اپنے دربار میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو بلوایا۔

اُس کے دربار میں پہلے حضرت ابن عباسؓ آئے اور اُنھوں نے سلام کیا۔ حاکمِ شام نے اُنھیں بائیں طرف بیٹھنے کا کہا۔ جب وہ بیٹھ گئے تو اُن سے بات چیت شروع کی اور اُن سے کہا: آپ لوگ خوش قسمت ہیں۔ اللہ رب العزت نے مزارِ رسولؐ کی مجاورت سے تم لوگوں کو بھرپور طریقے سے بہرہ مند کیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جی ہاں! ہم پر اللہ رب العزت کا کرم ہے۔ علاوہ ازیں بھی ہمیں بہت کچھ ملا ہے۔ حاکمِ شام نے تمہیداً یہ باتیں اس لیے کی تھیں کہ گفتگو کا آغاز دوستانہ ماحول میں ہو۔ بحث و مجادلہ کی نوبت نہ آئے۔ کیونکہ انسانی طبائع اور غرائز مختلف ہوتے ہیں، اس لیے اُس نے حضرت ابن عباسؓ کو اِن باتوں میں لگائے رکھا جو اُس کے مزاج کے موافق تھیں۔ ابھی اِن کی بات چیت جاری تھی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لے آئے۔ جب حاکمِ شام کی اُن پر نگاہ پڑی تو اُس نے اپنے دائیں طرف اُن کی جگہ بنوائی۔ جب امامؑ مجلس میں داخل ہوئے تو آپؑ نے سلام کیا اور حاکمِ شام نے آپ کو داہنی طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب آپؑ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو والیِ شام نے آپ سے اَحوال پُرسی کی۔ خاندان کے افراد اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے بچوں کے اَحوال پوچھے۔ امام علیہ السلام جواب دے کر خاموش ہو گئے۔

حاکمِ شام کا خطاب

اما بعد! فالحمد لله وليّ النعم، ومنزل النقم، وأشهد أن لا إله إلّا الله المتعالي عمّا يقول الملحدون علوًّا كبيراً، وأنّ محمّداً عبده المختصّ المبعوث إلى الجنّ والانس كافّة، لينذرهم بقرآنٍ لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من

خلقه. تنزيل من حكيمٍ حميد. فأدّى عن الله وصدع بأمره، وصبر عن الأذى في جنبه. حتّى أوضح دين الله. وأعزّ أولياءه. وقمع المشركين. وظهر أمر الله وهم كارهون.

فمضى صلوات الله عليه وقد ترك من الدنيا ما بذل له، واختار منها الترك لما سخّر له زهادةً واختياراً لِلّهِ. وأنفقه واقتداراً على الصبر، بُغياً لما يدوم ويبقى. فهذه صفة الرّسول. ثم خلفه رجلان محفوظان وثالث مشكوك. وبين ذٰلك خوض طولٍ ما عالجناه مشاهدةً ومكافحةً ومعاينةً وسماعًا. وما أعلم منه فوق ما تعلمان. وقد كان من أمر يزيد ما سبقتم إليه وإلى تجويزه. وقد علم الله ما أحاول به من أمر الرعيّة. من سدّ الخلل ولمّ الصّدع بولاية يزيد. بما أيقظ العين وأحمد الفعل. هذا معناى في يزيد. وفيكما فضل القرابة وحظوة العلم وكمال المروءة وقد أصبت من ذٰلك عند يزيد على المناظرة والمقابلة. ما أعياني مثله عندكما وعند كما. مع علمه بالسنّة وقراءة القرآن. والحلم الّذى يرجع بالصّم الصلاب.

وقد علمتما أنّ الرسول المحفوظ بعصمة الرسالة. قدّم على الصدّيق والفاروق ودُونهما من أكابر الصحابة وأوائل المجهاجرين يوم غزوة السلاسل. من لم يقارب القوم ولم يعاندهم برتبة في قرابة موصولة ولا سنّة من كورة. فقادهم الرجل بأمرة. وجمع بهم صلاتهم. وحفظ عليهم فيئهم. وقال ولم يقل معه. وفي رسول الله أُسوة حسنة. فهلًا بني عبد المطلّب! فأنا وأنتم شعبا نفع وجد. وما

زلت أرجو الانصاف في اجتماعكما . فما يقول القائل إلّا بفضل قولكما . فردًا على ذي رحم مستعتب ما يحمد به البصيرة في عتابكما. وأستغفر الله لي ولكما.

"امابعد! تعریف و توصیف اُس ذات کے لیے ہے جو نعمات کا مرکز و مالک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف وہ عبادت کے لائق ہے۔ مُلحد اُس کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ اُن سے عالی اور متعالی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے عبد ہیں جنھیں جنّ و انس سب کے لیے مبعوث کیا گیا ہے، تاکہ آپؐ قرآن کے ذریعے انھیں اِنذار کریں۔ اس قرآن کے آگے اور پیچھے باطل نہیں آسکتا۔ وہ حکیم اور حمید بادشاہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ نبیؐ نے اُس کے دین کی ترویج و تبلیغ کی اور اِس راستے کی تمام مشکلات کو برداشت کیا۔ آخر اللہ سبحانہٗ کا دین واضح ہوکر سامنے آگیا۔ اُس کے اولیاء صاحبِ عزت و عظمت ہوگئے اور مشرکین کا قلع قمع ہوگیا۔ اللہ کا اَمر غالب آگیا، دَرحالانکہ اُنھوں نے اُسے ناپسند کیا۔

آپؐ پر درود و سلام ہو، آپؐ نے اِس دنیا سے رحلت فرمائی۔ آپؐ کو اِس دنیا اور اس کے لوازمات سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ آپؐ نے اللہ سبحانہ سے ہمیشہ وابستگی رکھی۔ آپؐ کے سامنے اُخروی زندگی تھی کہ جسے بقا حاصل ہے۔ رسولؐ اللہ اِن صفات کے مالک تھے۔ اُن کے بعد خلافت کا سلسلہ چلا۔ اب آپ کو معلوم ہے کہ یزید کی بیعت کے لیے کوشش کی جارہی ہے، تاکہ معاشرتی وحدت برقرار رہے۔ تم دونوں بھی رسولؐ اسلام سے قرابت رکھتے ہو۔ علم و شجاعت سے آراستہ ہو، لیکن میں نے یزید میں یہ صفات آپ سے زیادہ دیکھی ہیں۔ پھر یہ کہ وہ رسولؐ اسلام کی سنت اور قرآن سے واقف ہے۔ اُس کا حلم پتھر کو بھی موم کردیتا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ صاحبِ عصمت رسولؐ نے جنگِ ذات السلاسل میں

صدیق اور فاروق کو اکابر صحابہ پر مقدم کیا تھا اور انھیں لشکر کی امارت عطا کی تھی۔ اُن کی سیرت ہمارے لیے اُسوہ ہے۔ اے بنی عبدالمطلب! ہمارے اور تمھارے مفادات مشترک ہیں۔ اِس نشست میں ہم تم سے انصاف کی توقع رکھتے ہیں۔ اب آپ اپنی اپنی آرا کا اظہار کریں"۔

جونہی حاکمِ شام نے اپنی بات ختم کی حضرت ابنِ عباسؓ نے کھڑے ہو کر جواب دینا چاہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُنھیں بٹھا دیا اور فرمایا: چونکہ حاکمِ شام کا روئے سخن زیادہ تر میری طرف ہے اِس لیے مَیں اس کا جواب دوں گا۔

حضرت امام حسینؑ کا جواب

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اللہ سبحانہٗ کی حمد وثنا اور رسولؐ اسلام پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا:

اما بعد! اے والیِ شام! تم رسولؐ خدا کی جس قدر بھی مدح و توصیف کرو اُن کے بے شمار محاسن کے مقابل کم ہی ہوگا۔ تم حقیقت پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔ جو کچھ تم نے رسولؐ اللہ کے بعد خلافت کا ذکر کیا ہے میں اُسے خوب جانتا ہوں۔ صبح کی سپیدی نے شام کی سیاہی کو رُسوا کر دیا۔ نُورِ خورشید نے چراغ کی روشنی کو مدھم کر دیا۔ جو لوگ رسولؐ اللہ کے بعد اُن کے جانشین ہوئے اُن کی ضرورت سے زیادہ تم نے تعریف و ستائش کی اور دوسروں کے حق میں جفا کی۔ تم نے انھیں اِس حد تک انھیں ترجیح دی جسے بے جا طرف داری کہا جاتا ہے۔ تم نے اس قدر ناانصافی سے کام لیا ہے کہ انصاف کی حدود پھلانگ گئے ہو۔ اگر تم واقعی صاحبِ فضیلت کی بات کرنا چاہتے تھے تو شیطان نے تمھیں دوسرے فضائل کے بیان سے روک دیا ہے۔

ابھی میں نے سنا ہے کہ تم نے یزید کی سیاست، تدبر اور دوسرے کمالات کا ڈھونگ رچایا ہے۔ تم لوگوں کو اُس کے بارے میں مغالطہ دینا چاہتے ہو۔ تم نے یزید کے بارے میں کچھ اس طرح بات کی ہے جیسے وہ اُس سے

اجنبی ہوں یا پھر وہ ایک غائب شخص ہے۔ یا تم کسی ایسی چیز کی تعریف کر رہے ہو جسے صرف تم جانتے ہو اور تمھارے سوا اُسے کوئی نہیں جانتا۔ حالانکہ یزید کے چال چلن اور عقیدے کا ثبوت خود اُس کا وجود ہے۔ اُس کی حرکات پر غور کرو۔ کتوں سے کھیلنا، کبوتر بازی، کنیزوں کے ساتھ لہو ولعب، ہوس پرستی نے اس کے کردار میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ تم کس طرح اس قسم کے آدمی کو ایسے بلند مقام پر فائز کرنا چاہتے ہو۔ خود بھی گمراہ ہو گے اور لوگوں کو بھی بے راہ کرو گے۔ لہٰذا تمھیں اپنے اِس ارادے سے باز آجانا چاہیے۔ تیرے اور تیری موت کے درمیان پلک جھپکنے کا فاصلہ ہے۔ اچھے اعمال کے ساتھ قیامت کے دن کی طرف سفر کرو۔ اُس دن سے فرار کرنا ناممکن ہے۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ یہ اَمرِ خلافت ہمارے آباء کی میراث اور ہمارا ورثہ ہے جس کو تُو نے ہم سے روک رکھا ہے"۔

شامی حاکم نے حضرت ابن عباسؓ کی طرف رُخ کر کے کہا: تمھاری گفتگو تو اِن سے بھی تلخ تر ہوگی۔

ابن عباسؓ نے کہا: امام حسین علیہ السلام ذُرّیتِ رسولؐ اور اَصحابِ کساء کے فرد ہیں۔ طیب وطاہر اور معصوم خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ لہٰذ تمھیں اپنے اِس ارادے سے باز آجانا چاہیے۔ یہ معاملہ اللہ سبحانہٗ کے سپرد کردو۔ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا اور کارساز ہے۔

حاکمِ شام نے کہا: میں ہمیشہ بُردبار رہا ہوں اور بہترین بُردباری یہ ہے کہ خاندان کے لوگوں کو برداشت کیا جائے۔ اب تم لوگ تشریف لے جاؤ، خدا تمھارا حافظ ومحافظ ہو۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے معاویہ بن ابوسفیان کی ملاقات

معاویہ بن ابوسفیان نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن زبیر کو اپنے ہاں بلوایا۔ جب وہ اُس کے دربار میں آئے تو اللہ سبحانہٗ کی حمد وثنا کے بعد عبداللہ بن عمرؓ سے کہا: تم تو ہمیشہ یہ کہتے ہو کہ ایک رات بھی امام کی بیعت کرنے کے بغیر گزارنا جرم ہے۔ میں آپ کے سامنے

موجودہ حالات دیکھ رہا ہوں۔ اب میں تمھیں اسلامی وحدت کو درہم برہم نہ کرنے کی تاکید کرتا ہوں، تاکہ بعد میں خونریزی برپا نہ ہو۔ یزید کی بیعت ایک تقدیر الٰہی تھی، جو انجام پا گئی۔ اب کسی انسان کو اِس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے۔ لوگوں نے محکم پیمان باندھ لیا ہے۔ اتنا کہا اور پھر خاموشی اختیار کرلی۔

عبداللہ بن عمرؓ کی گفتگو

عبداللہ ابن عمرؓ نے اللہ رب العزت کی حمدوثنا کے بعد کہا:

امابعد! اے حاکمِ شام! تم سے پہلے بھی خلفاء گزرے ہیں۔ اُن کے بھی بیٹے تھے۔ تمھارا بیٹا اُن کے بیٹوں سے اَرفع واعلیٰ نہیں ہے۔ جو خیال آج تم اپنے بیٹے کے متعلق رکھتے ہو وہ یہ خیال نہیں رکھتے تھے۔ اُنھوں نے حکومتی کاموں میں دخل نہ دیا، بلکہ اُمت کی بہتری کے لیے بہترین انسانوں کا انتخاب کیا۔ تمھیں جو اندیشہ ہے یقین کرلو میں بھی وحدتِ اسلامی کو پارہ پارہ نہیں کروں گا اور نہ خونریزی کروں گا۔ میں ایسے کام ہرگز نہیں کروں گا۔ اگر تم سے لوگ ہم خیال ہوگئے تو مَیں بھی وہی کروں گا۔

معاویہ نے اُس کے حق میں دُعا دی اور اُنھیں رخصت کرتے وقت کہا: میری مخالفت نہ کرنا۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے والیِ شام کا خطاب

حاکمِ شام معاویہ بن ابوسفیان نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے بھی وہی گفتگو کی جو اُس نے عبداللہ بن عمرؓ سے کی تھی۔ عبدالرحمٰن نے اُس سے کہا: تم نے گستاخانہ ارادے کو محکم کرلیا ہے۔ بخدا اب میں تجھے خدا ہی کے حوالے کرتا ہوں۔ خدا کی قسم! تجھے یہ کام شوریٰ کے حوالے کرنا چاہیے، ورنہ میں اِس بیعت کے معاملے کو زیروزبر کردوں گا۔

یہ کہہ کر جونہی اُٹھے تو حاکمِ شام نے اُس کی عبا کے دامن کو تھام کر کہا: ذرا ٹھہرو۔ خدایا! مجھے اس کی شرارتوں سے جس طرح بھی ہو محفوظ رکھ۔ خبردار! اگر تم نے شامیوں کے سامنے اپنے خیال کا اظہار کیا تو وہ تمھارا تیاپانچا کردیں گے۔

حاکم شام اور ابن زبیر

حاکم شام نے ابن زبیر سے بھی وہی بات کی جو اُس نے ابن عمرؓ سے کی تھی۔ اِس سے کہا: اے ابن زبیر! تم مکار لومڑی ہو، جو ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ میں گھسی ہوتی ہے۔ تم نے ہی ان دونوں کو میرے خلاف بھڑکایا ہے اور میری مخالفت پر اُبھارا ہے۔

ابن زبیر نے کہا: تم یزید کی بیعت لینا چاہتے ہو۔ تم یہ بتاؤ کہ میں اُس کی اطاعت کروں گا یا تمھاری؟ اگر تم خلافت سے تھک گئے ہو تو استعفادے دو اور یزید کی بیعت کرلو۔ ہم بھی اُس کی بیعت کرلیں گے۔

ان دونوں کے درمیان جارحانہ انداز میں خوب لے دے ہوئی۔ آخر میں والیِ شام نے اُس سے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیل رہے ہو۔ پھر ان دونوں حضرات کو بھی رخصت کردیا۔

راوی کہتا ہے: حاکمِ شام نے تین دن تک اپنے دربار کو بند کیے رکھا، کسی کو ملاقات کی اجازت نہ دی۔ چوتھے دن اُس نے حکم جاری کیا کہ لوگوں کو ایک خاص مسئلے کے لیے جمع کیا جائے۔ لوگ مسجد میں جمع ہوگئے تو ان مذکورہ افراد کو منبر کے آس پاس بٹھایا۔ اللہ رب العزت کی حمد وثنا کے بعد یزید کے فضائل ومحاسن بیان کیے۔ اس کی قرآنی بصیرت اور حدیث فہمی کا ذکر کیا۔ پھر کہا:

اے مدینہ والو! میں یزید کی بیعت کے لیے یہاں آیا ہوں۔ قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، جہاں بھی اس مسئلے کو پیش کیا گیا سب نے بلاچون وچرا تسلیم کرلیا۔ فقط مدینہ باقی رہ گیا ہے۔ جو تاخیر اور عدم توجہ کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ مدینہ کے چند سرکردہ افراد بیعت سے کترا رہے ہیں۔ بخدا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یزید سے بہتر بھی مسلمانوں میں کوئی ہے تو میں اس کے لیے بیعت لیتا۔

حضرت امام حسینؑ کی گفتگو

حضرت امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا: بخدا جو شخص یزید اور اُس کے ماں

باپ سے بھی افضل و بہتر ہے اُسے تم نے نظر انداز کر دیا ہے۔

حاکمِ شام نے کہا: کیا تم اپنی بات کر رہے ہو کہ تم افضل ہو؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں میں ہی اُس سے افضل ہوں اور میرے والدین اُس کے والدین سے افضل ہیں۔ اللہ سبحانہٗ تیری اصلاح کرے۔

حاکمِ شام نے کہا: مجھے اعتراف ہے میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپؑ کی والدہ یزید کی والدہ سے قطعاً افضل ہیں۔ وہ اگر عام خاتون ہوتیں تو اُس کی ماں سے افضل ہوتیں لیکن وہ تو دخترِ رسولؐ بھی ہیں، سبقتِ ایمان اور دینی بصیرت سے سرفراز ہیں۔ آپؑ کی والدہ یزید کی والدہ سے بہتر ہیں۔ لیکن آپؑ کے والد نے یزید کے باپ کے مقابل خدا کے یہاں انصاف طلب کیا۔ اُن کے خلاف فیصلہ صادر ہوا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تمھاری نادانی کے لیے یہی کافی ہے کہ تم نے آخرت پر اپنی دُنیا کو ترجیح دے رکھی ہے۔

حاکمِ شام نے کہا: تم نے اپنے آپ کو یزید سے بہتر کیا ہے۔ بخدا وہ اُمت کے حق میں آپ سے زیادہ مفید ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یہ سراسر بہتان ہے، یزید شراب خوار، ہوس باز اور ذلیل حرکتیں کرنے والا ہے۔ کیا ایسا آدمی مجھ سے بہتر ہو سکتا ہے؟

حاکمِ شام نے کہا: ٹھہریے! آپؑ اپنے چچیرے بھائی کو گالیاں دے رہے ہو اِس سے رُک جاؤ۔ اگر تمھاری یہ باتیں اُس کے سامنے بیان ہوں تو وہ آپؑ کو گالیاں نہیں دے گا۔

حاکمِ شام کا خطاب

حاکمِ شام لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور اُن سے کہا:

لوگو! تم خوب جانتے ہو کہ رسولؐ خدا کسی کو اپنا جانشین بنائے بغیر اِس دنیا سے گزر گئے۔ مسلمانوں نے اپنے مصالح کے پیشِ نظر حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ اُن کی بیعت ہدایت کی بیعت تھی۔ انھوں نے قرآن و سنت پر عمل کیا۔ اپنے بعد حضرت عمرؓ کو نامزد کیا۔ حضرت عمرؓ نے

اپنی رحلت سے قبل چھے آدمیوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی۔ بنابرایں ابوبکرؓ نے وہ کیا جو رسولؐ نے نہیں کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے وہ عمل کیا جو حضرت ابوبکرؓ نے نہیں کیا تھا۔ ان سب کے سامنے مسلمانوں کے مصالح تھے۔ اس لیے میں بھی مسلمانوں کے مصالح کے پیش نظر یزید کی بیعت لینا چاہتا ہوں تاکہ میرے بعد گذشتہ اختلاف کا سدباب ہو جائے۔ [1]

بیعتِ یزید کی کاوش کا دوسرا سفر

ابنِ اثیر کے مطابق جب عراق اور شام والوں نے یزید کی بیعت کر لی تو حاکمِ شام نے ایک ہزار جنگ جو سواروں کے ساتھ حجاز کا رُخ کیا۔ جب وہ مدینہ مشرفہ کے قریب پہنچا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے لوگوں کے ہمراہ اس سے ملاقات کی۔ حاکمِ شام کی جب امامؑ پر نگاہ پڑی تو کہا: ایسے قربانی کے اُونٹ کو مرحبا اور خوش آمدید نہ کہوں گا کہ جس کا خون بہنے والا ہو۔

فرزندِ رسولؐ نے فرمایا: سنبھل کر بات کرو۔ بخدا ایسی باتیں میری شان کے خلاف ہیں لیکن حاکمِ شام نے جواب دیا: تم اس سے بدتر سلوک کے لائق ہو۔

پھر اِس کی ملاقات عبداللہ بن زبیر سے ہوئی۔ اُس سے کہا: اے نشیبی زمین کے مکار سوسمار! (تجھے خوش حالی اور فارغ البالی نصیب نہ ہو)۔ خدا کی قسم! قریب ہے کہ اُس کی دم پکڑ لی جائے اور اُس کی پشت کو کوٹا جائے۔ میرے سامنے سے دُور ہو جاؤ۔ پھر وہ عبدالرحمٰن بن بکر سے ملا اور اُن سے کہا: اے واہی بڈھے تیری عقل جاتی رہی۔ پھر حکم دیا کہ اِن کی سواری کے خچر پر بھی تازیانہ مارا جائے۔ اُس نے اِن کے بعد عبداللہ بن عمرؓ سے بھی یہی سلوک کیا۔

یہ تمام لوگ حاکمِ شام کے ساتھ چلتے رہے مگر اُنھوں نے اُس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ اِن حضرات نے ایسا توہین آمیز اور تحکمانہ برتاؤ دیکھ کر شہر چھوڑ کر مکہ معظمہ کا رُخ کیا۔

اِن حضرات کے شہر سے نکل جانے کے بعد حاکمِ شام نے اہلِ مدینہ کے سامنے یزید کی تعریف و توصیف کی اور کہا: عقل اور فضل اور رُتبہ و مرتبہ کے لحاظ سے کون شخص خلافت کے

---

[1] الامامت والسیاست: ج ۱، ص ۲۰۳؛ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۰۳؛ المعجم الکبیر: ج ۱۹، ص ۳۵۶

لیے اس سے زیادہ حق دار ہو سکتا ہے؟

میرے خیال میں کچھ لوگ مخالفت کر کے اپنے سر معصیت اُنڈیل رہے ہیں۔ اگر میری نصیحت اُنھیں فائدہ نہ پہنچا سکے گی تو میں نے اُنھیں اچھی طرح سے سمجھا دیا ہے۔

اس کے بعد حضرت عائشہؓ سے ملنے اُن کے پاس گیا۔ حضرت عائشہؓ کو اُس کی اس آمرانہ اور ظالمانہ روش کا علم ہوا اور اُنھیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حاکمِ شام نے یہ کہا کہ اگر یہ لوگ بیعت نہ کریں گے تو اُنھیں قتل کر دوں گا۔ تو آپ از حد رنجیدہ ہوئیں۔ جب اُن سے والیِ شام کی ملاقات ہوئی تو اُس سے کہا: میں نے سنا ہے کہ تم نے اِنھیں قتل کی دھمکی دی ہے۔

حاکمِ شام نے کہا: اُم المومنین! وہ لوگ میری نظر میں محترم و مکرم ہیں لیکن میں نے یزید کی بیعت کر لی ہے۔ میرے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی اُس کی بیعت کر لی ہے۔ اب آپ کا کیا خیال ہے کہ میں اپنی بیعت توڑ دوں؟

حضرت عائشہؓ نے کہا: ان کے ساتھ نرمی و مہربانی کا سلوک کرو شاید حالات سازگار ہو جائیں۔

حاکمِ شام نے جواب دیا: اب میں ایسا ہی کروں گا۔

حضرت عائشہؓ نے اُس سے کہا: اے حاکمِ شام! تم میرے ایک بھائی کو قتل کر چکے ہو۔ تم نے اس کی لاش آگ میں جلائی۔ تو پھر میرے پاس کس طرح مطمئن ہو کر چلے آئے ہو کہ میں تمھیں اپنے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کے بدلے قتل کرا دیتی؟

والیِ شام نے کہا: ایسا نہیں ہو سکتا۔ چونکہ مَیں امن کے گھر میں ہوں۔

حضرت عائشہؓ نے کہا: جی ہاں ایسی بات ہے۔

حاکمِ شام کی مکہ معظمہ کی طرف روانگی

حاکمِ شام چند دن مدینہ میں رہنے کے بعد مکہ معظمہ کی طرف عازمِ سفر ہوا۔ جب وہ مکہ کے قریب آیا تو لوگ اُس کے استقبال کے لیے نکلے اور یہ پانچوں حضرات بھی اِس خیال سے اُسے ملنے کے لیے گئے کہ شاید وہ اپنی بدسلوکی پر نادم ہو چکا ہو۔ اِن لوگوں نے اس کا مقام

بطن مر پر استقبال کیا۔ سب سے پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام نے ملاقات کی۔

حاکمِ شام نے اُنھیں کہا: اے فرزندِ رسولؐ! خوش آمدید۔ اے سیّد و سالار جوانانِ جنت! پھر حکم دیا کہ آپ کے لیے زین سے آراستہ سواری لائی جائے۔ اُس نے یہی سلوک دوسرے حضرات سے بھی کیا۔ یہ سب حضرات ایک ساتھ مکہ پہنچے۔ وہ روزانہ سب کے لیے خلعت و انعام بھیجنے لگا۔ یہاں تک کہ موسمِ حج ختم ہو گیا اور کوچ کا زمانہ قریب آ گیا۔ اِن حضرات نے آپس میں کہا کہ اِس سلوک سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔ کیونکہ اس میں حاکمِ شام کا خاص مقصد ہے۔ ہمیں اُس کے جواب اور مقابلے کے لیے آمادہ رہنا چاہیے۔ یہ باتیں ابنِ زبیر نے کی تھیں۔

کچھ دیر بعد حاکمِ شام نے ان حضرات کو اپنے پاس بلوایا اور کہا: تم لوگوں نے ہماری صلہ رحمی اور پیار و محبت کو دیکھ لیا ہے۔ میں نے تمھاری ہر بات کا حلم و بردباری سے جواب دیا ہے۔ تم لوگ یزید کو اپنا بھائی اور خلیفہ سمجھو۔ تمھیں لوگوں نے ہی اُس کے گورنر اور مالیات کے ذمہ دار رہنا ہے۔ اُس کی حکومت تمھاری معاونت سے مستحکم ہوگی۔

حاکمِ شام کی اِس بات پر یہ تمام لوگ خاموش رہے۔ اُس نے کئی بار پوچھا کہ تم لوگ کیوں خاموش ہو، کچھ تو بولو، جواب کیوں نہیں دیتے؟ پھر اُس نے ابنِ زبیر سے کہا کہ تم ہی ان کے ترجمان ہو۔

ابنِ زبیر نے کہا: میں تمھیں تین کاموں کا اختیار دیتا ہوں اِن میں کسی ایک کا انتخاب کرلو۔ حاکمِ شام نے کہا: بتائیے۔

ابنِ زبیر نے کہا: تم یا تو رسول اللہؐ کی طرح عمل کرو یا پھر حضرت ابوبکرؓ کا طریقہ اختیار کرو۔ اگر یہ نہیں تو پھر حضرت عمرؓ کی روش اختیار کرو۔

والیِ شام نے پوچھا: اُنھوں نے کیا عمل کیا تھا؟

ابنِ زبیر نے کہا: رسولِ خدا نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا تھا اور دنیا سے تشریف لے گئے تھے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کا انتخاب کیا۔

حاکمِ شام نے کہا: اب تو ابوبکرؓ کی طرح کوئی نہیں ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا۔

ابن زبیر نے کہا: پھر ابوبکرؓ کی سیرت پر عمل کرو کہ اُنھوں نے قریش کی دُور ترین شاخ کو اپنا جانشین نامزد کیا تھا۔ اپنے خاندان یا گھر کے کسی فرد کو نامزد نہیں کیا تھا۔ اگر چاہتے ہیں تو حضرت عمرؓ کی طرح شوریٰ متعین کر دیجیے۔ انھوں نے بھی اِس شوریٰ میں اپنے خاندان کا کوئی فرد نہیں رکھا تھا۔

حاکمِ شام نے کہا: اس کے علاوہ بھی تیرے پاس کوئی تجویز ہے؟ ابن زبیر نے کہا: نہیں۔

والیِ شام نے باقی حضرات کی طرف رُخ کر کے پوچھا: آپ حضرات کیا کہتے ہیں؟

سب نے کہا: ہماری بھی وہی تجویز ہے جو ابن زبیر کی ہے۔

﴿ ابن ہند کا بیعت یزید کے لیے خوف ناک اقدام ﴾

فَانی قد أحببت أن أتقدم إليكم أنه قد أعذر مَن أنذر ، إنّي كنت أخطب منكم فيقوم إلى القائم منكم فيكذّبني على رؤوس الناس ، فأحمل ذلك وأصفح ، وَإنّي قائم بمقالةٍ ، فأقسم بِاللهِ لئن ردّ على أحد كم كلمة فى مقامى هٰذا ، لا ترجع إليه كلمة غيرها حتى يسبقها إلى رأسه ، فلا يبقين رجل إلّا على نفسه

"ابن ہند نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تم لوگ میری نصیحت کو تسلیم کر لو تاکہ بات بن جائے اور کٹھن مسئلہ حل ہو جائے۔ لیکن میری نصیحت تم پر کارگر ثابت نہیں ہوئی۔ اِس سے قبل میں نے خطاب کیا اور تم نے میری تکذیب کی جسے میں نے نظر انداز کیا۔ اب میں خطاب کرنا چاہتا ہوں۔ بخدا اگر تم میں سے کسی نے میری تکذیب کی تو دوسرا کلمہ زبان سے نہیں نکلنے پائے گا کہ گردن اُڑا دی جائے گی۔ اب تم لوگ خود اپنے قتل کے ذمہ دار ٹھہرو گے۔ فوراً اپنے محافظین کو طلب کیا اور ان لوگوں کے سامنے اُنھیں حکم دیا کہ اِن سب کے سروں پر دو دو آدمی مسلط رہو، اِن میں سے اگر کوئی بھی

اپنی زبان سے ایک حرف نکالے اُس کی گردن اُڑا دینا"۔

ابنِ ہند اپنے گھر سے نکلا، اس کے ہمراہ یہ حضرات بھی تھے۔ منبر پر جا کر حمد و ثنا خداوندی کے بعد کہا: لوگو! دیکھو کہ یہ حضرات تمام مسلمانوں میں سربرآوردہ ہیں۔ انھی کے مشوروں سے اسلامی معاملات طے پاتے ہیں۔ ان لوگوں نے یزید کی بیعت کرلی ہے۔ اب تم سب بیعت کرو۔ اُس وقت لوگوں نے یزید کی بیعت کرلی۔ لوگ منتظر تھے کہ یہ حضرات بھی آ کر بیعت کریں۔

حاکمِ شام وہاں سے نکلا اور مدینہ چلا آیا۔ لوگوں نے ان حضرات سے پوچھا کہ آپ لوگوں نے تو بیعت نہ کرنے کا عہد کیا تھا، اب بیعت کیوں کرلی؟

ان سب نے کہا: بخدا ہم نے بیعت نہیں کی۔

پوچھا گیا: آپ نے مخالفت کیوں نہیں کی؟

جواب دیا: ہمیں قتل کا خوف دامن گیر تھا۔

اہلِ مدینہ نے بھی یزید کی بیعت کرلی۔ پھر ابنِ ہند وہاں سے شام چلا گیا۔ مدینہ میں بنی ہاشم کے خلاف بدسلوکی کی فضا قائم کر گیا۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے ابنِ ہند سے پوچھا: تم نے ہمارے ساتھ بدسلوکی کی مہم کیوں شروع کردی ہے؟

اُس نے جواب دیا: چونکہ تمھارے سردار امام حسینؑ نے یزید کی بیعت نہیں کی ہے اور تم لوگوں نے اُن کی مذمت بھی نہیں کی۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے اُسے دھمکی دی کہ اے ابنِ ہند! مَیں سمندر کے ساحلی علاقوں میں جا کر تمھارے خلاف بغاوت پیدا کروں گا۔ ابنِ سفیان نے ڈر کر کہا: ایسا نہ کرو، میں تمھارا وظیفہ بند نہیں کروں گا۔ (الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۱۱؛ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۵۹)

ابنِ قتیبہ کی روایت

ابنِ قتیبہ نے اپنی کتاب الامامت والسیاست میں اِس موقعہ کو یوں نقل کیا ہے:

ابن ہند منبر سے اُتر کر اپنی منزل پر پہنچا، وہاں اُس نے اپنے محافظ فوجی دستے سے کہا: جن سرکردہ اشخاص نے یزید کی بیعت سے انکار کیا ہے اِن سب کو میرے پاس لے آؤ۔ اُنھیں اِن حضرات کے نام بھی بتائیے کہ وہ حسینؑ بن علیؑ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباسؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ہیں۔

اُس نے اُنھیں کہا کہ میں شام کے لوگوں کے ساتھ مجلس کروں گا اور اُن میں اعلان کروں گا کہ ان حضرات نے یزید کی بیعت کر لی ہے۔ اِن میں سے کوئی آدمی اپنی زبان سے کوئی حرف نکالے تو اُس کی گردن اُڑا دینا۔ اِن لوگوں میں خوف اور سراسیمگی پیدا ہوگئی۔ جب شام ہوئی تو حاکمِ شام اُن سرداروں کے ہمراہ اپنی منزل سے باہر نکل کر خاص مجلس کی طرف روانہ ہوا۔ گھر سے نکل کر مسجد تک ابنِ ہند ان کے ساتھ ہنستا مسکراتا نکلا تاکہ لوگوں پر اثر بیٹھ جائے کہ اِن حضرات نے بیعت کر لی ہے۔

اِس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو جامہ زرد، حضرت ابنِ عباسؓ کو جامہ سبز، حضرت ابنِ عمرؓ کو جامہ ابریشم اور عبداللہ ابنِ زبیر کو بھی سرخ حلقوں والے ابریشمی جامے سے نوازا۔ راستہ چلتے ہوئے وہ اس طرح کی اداکاری میں مصروف تھا جیسا کہ یہ سب آپس میں شیر و شکر ہو چکے ہیں۔

جب اہلِ شام کے اجتماع میں آیا تو اُن کے درمیان اعلان کیا کہ مدینہ منورہ کے ان سرداروں نے یزید کی بیعت کر لی ہے۔

یہ تمام حضرات خاموش رہے۔ اِن میں سے کسی نے کوئی بات نہ کی کیونکہ اُنھیں معلوم تھا اگر بات کریں گے تو قتل ہو جائیں گے۔

اِس اعلان کے بعد شامیوں نے ابنِ ہند پر ہجوم کیا اور کہا: اے امیر! اگر اِن لوگوں میں سے کوئی آدمی اِس معاملے میں مشکوک ہے تو ہمیں اجازت دی جائے تاکہ ہم اُن کی گردنیں اُڑا دیں۔

حاکمِ شام نے کہا: سبحان اللہ، اے اہلِ شام! تم پر قریش کا خون حلال نہیں ہے۔ میں اُن کے بارے میں ایسی باتیں نہیں سن سکتا۔ ان لوگوں نے بیعت کر لی ہے۔ وہ مجھ پر راضی

ہیں اور میں اِن پر راضی ہوں، اللہ اِن پر راضی رہے۔

حاکمِ شام کی مکہ معظمہ کی طرف روانگی

جب ابنِ ہند مکہ کی طرف عازم سفر ہوا تو اُس نے لوگوں کے درمیان جوائز اور انعام تقسیم کیے۔ ہر قبیلے کو اُس کے مراتب کے مطابق مال دیا لیکن بنی ہاشم کے جوائز روک لیے۔ جب یہ مقامِ روحا[1] پر پہنچا تو حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ وہاں پہنچے۔ آپ نے ملاقات کی اجازت چاہی۔ اُس وقت وہ سویا ہوا تھا۔ اُس نے پوچھا: دروازے پر کون ہے؟ کہا گیا: ابنِ عباسؓ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اُس وقت اُس نے اجازت نہ دی۔ جب وہ بیدار ہوا تو دربان سے کہا: دروازے پر کون ہے؟ کہا گیا: ابنِ عباسؓ ہیں۔ حکم دیا کہ انھیں سواری سمیت میرے پاس لایا جائے۔ جب حضرت ابنِ عباسؓ اُس کے پاس آئے تو اُس نے پوچھا: کس طرف جا رہے ہو؟ اُس نے کہا: مکہ کی طرف جا رہا ہوں۔

ابنِ عباسؓ نے کہا: تم نے تمام قبائل میں وظائف و جوائز تقسیم کیے ہیں لیکن ہمیں محروم رکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

ابنِ ہند نے کہا: جب تک تمھارے سردار بیعت نہیں کریں گے اُس وقت تک تمھیں وظائف جاری نہیں ہوں گے۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا: بیعت تو ابنِ زبیر نے بھی نہیں کی ہے لیکن تم نے اُس کے قبیلے بنی اسد کو وظائف دیے ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے بھی بیعت نہیں کی تم نے بنی عدی کو مال سے نوازا ہے۔ اگر میرے سردار نے بیعت نہیں کی تو دوسروں نے بھی تو نہیں کی۔ اس سے ہمارا کیا ربط و علاقہ ہے؟

حاکمِ شام نے کہا: دوسروں اور تم میں فرق ہے۔ بخدا جب تک تمھارے سردار بیعت نہیں کریں گے ہم وظائف نہ دیں گے۔

---

① روحا: جب تبع بادشاہ اہلِ مدینہ سے جنگ کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوا تو اُس نے راستے میں ایک جگہ استراحت کی تو اس جگہ کا نام "روحا" مشہور ہوگیا۔ (معجم البلدان: ج ۳، ص ۷۶)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ٹھیک ہے تم اپنے جوائز اپنے پاس رکھو میں ساحل سمندر کے لوگوں کے پاس جاتا ہوں اور تیرے خلاف بغاوت برپا کرتا ہوں۔

یہ سن کر ابنِ ہند خوف زدہ ہوا، اور اُس نے اپنے خزانچی سے کہا کہ وہ بنوہاشم کے وظائف جاری کرے۔ اُس نے "مقامِ روحا" سے اُن کے جوائز مدینہ بھیج دیے۔ اِس کے بعد وہ شام کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ (الامامت والسیاست: ج ا، ص ۲۱۲)

بیعتِ یزید کے مطالعے کا حاصل

بیعتِ یزید کے شرمناک مطالعہ کا حاصل یہ ہے کہ یہ ڈرامہ دھونس، دھمکی، فریب و دھوکہ، جھوٹ و افترا اور قتل و غارت گری کے سہارے رچایا گیا۔ حاکمِ شام نے بیعتِ یزید کے لیے کسی کو ڈرایا دھمکایا، کسی کو حکومت و گورنری کا لالچ دیا۔ کسی کا خون بہایا، کہیں درہم و دینار کی جھنکار سے لوگوں کو جھکایا لیکن لوگوں میں اکثر ایسے نظر آئے جن کے پائے استقامت میں ذرا بھی جنبش نہ آئی لیکن اِس سے فائدہ ہی کیا جب کہ اہلِ سنت اُن کی پیروی ہی نہیں کرتے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسولؐ اور عصمت و طہارت کی طیب و طاہر آغوش کے پروردہ تھے۔ آپؑ نے اِس شرمناک بیعت کی ہر ممکن مخالفت کی۔ لوگوں کو چوکنا کیا کہ اِس سے مسلمانوں کے عمومی مصالح خاک میں مل جائیں گے۔ لوگوں کو میدانِ عمل میں آنا چاہیے اور وہ اس معصیت کے خلاف برسرِ پیکار ہو جائیں۔ آپؑ نے قوم کو فکر دی لیکن اِس بات کی پروا نہ کی کہ لوگ اُن کی باتوں پر کان دھرتے ہیں یا نہیں۔ اطاعت کرتے ہیں یا نہیں۔ آپ نے اپنی ذمہ داری احسن انداز میں نبھائی اور لوگوں کو باخبر کیا۔

آپ نے حاکمِ شام کی تہمات اور سرزنش کی کوئی پرواہ نہ کی۔ آپ کا احتجاج مسلسل رہا یہاں تک کہ حاکمِ شام موت کی وادی میں جا پہنچا اور فرزند رسولؐ و بتولؑ حضرت امام حسین علیہ السلام اِس حال میں خدا کے ملاقی ہوئے کہ آپؑ نے اپنی مسئولیت بااحسن وجوہ نبھائی اور رضائے الٰہی کی ابدی سعادتوں سے سرفراز ہوئے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام بھی قتیلِ بیعت ہوئے۔ اِسی بیعت کی وجہ سے اسلام پر بے شمار نحوستوں کی بارش ہوئی۔ کعبہ پر

فوج کشی، واقعۂ حرہ ناموسِ مدینہ کی بے حرمتی اور واقعۂ کربلا کا اندوہ ناک واقعہ کہ جس کی نظیر تاریخ آدم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس دردناک واقعۂ شہادت کے بعد ہر وابستہ رسولؐ کی آنکھیں قیامت تک آنسو بہاتی رہیں گی۔

حاکم شام کا ولی عہد ایسا شخص تھا جو نہ صرف یہ کہ اس مقامِ خلافت کا اہل نہ تھا بلکہ پست ترین رذائل کا مجموعہ، بے حیائی کا پیکر، شراب و شباب کا رسیا اور ہمہ اقسام رُسوائیاں کا پیکر تھا۔

اکثر پاک و پاکیزہ نفس افراد نے یہی گواہی دی۔ جب مدینہ کا وفد شام گیا جس میں جناب عبداللہ بن حنظلہؓ غسیل الملائکہ، جناب عبداللہ بن ابی عمروؓ، جناب منذر بن زبیرؓ اور دیگر اعیانِ مدینہ تھے۔ یزید نے اُن کا بڑا احترام کیا۔ اُن کی خاطر تواضع میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو سوائے منذر کے، باقی سب نے یزید کے گناہ بیان کرنا شروع کر دیے۔ انھوں نے کہا کہ ہم ایسے شخص سے آرہے ہیں جو بے دین، کنیزوں کا رسیا، گویوں کا شیدائی، کتوں کا شوقین اور نہایت اُوباش و عیاش ہے۔ اُس کے اعمال کے پیش نظر مدینہ والوں نے اُس کی بیعت کا قلادہ گردن سے اُتار پھینکا۔ [1]

صحابیِ رسولؐ عبداللہ بن حنظلہ کا بیان

حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ غسیل الملائکہ، رسولؐ اللہ کے بزرگ صحابی تھے جو واقعۂ حرہ میں شہید ہوئے تھے۔ آپ زہد و عبادت میں اپنی مثال آپ تھے۔ انھوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا:

> یاقوم! اتّقوا الله وحدہ لاشریك له. فوالله ما خرجنا علی یزید حتّٰی خفنا أن نُرمی بالحجارۃ من السما. إنّ رجلًا ینکح الأمّھات والبنات والأخوات، ویشرب الخمر، ویدع الصلاۃ. والله لو لم یکن معی أحد من الناس لأبلیت لله فیه

---

[1] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۴۸۰؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۸۸؛ البدایہ والنہایۃ: ج ۸، ص ۲۱۶، فتح الباری: ج ۱۳، ص ۷۰

بلاءً حسناً ①

"اے قوم! اللہ رب العزت سے ڈرو جو واحد ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہم یزید کے اعمال اپنی ان آنکھوں سے دیکھ کر آرہے ہیں کہ مجھے خوف دامن گیر رہا کہ کہیں آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہو جائے۔ یزید وہ آدمی ہے جو ماؤں، بہنوں، بیٹیوں سے نکاح کرتا ہے، شراب کا رسیا ہے۔ تارکِ نماز ہے۔ بخدا اگر کچھ لوگ میرا ساتھ دیں تو میں اس کے خلاف برسرِ پیکار ہو جاؤں"۔

منذر بن زبیر کا بیان

جب جناب منذر بن زبیر شام سے واپس مدینہ آئے تو انھوں نے اہلِ مدینہ سے کہا:

إنَّ يزيد قد أجازني بمئة ألف، ولا يمنعني ما صنع في أن أخبركم خبره، والله إنّه ليشرب الخمر، والله إنّه ليسكر حتّى يدع الصلاة ②

"یزید نے مجھے ایک لاکھ کی رشوت دی ہے اس لیے میں اس کی بدکرداریاں، عیاشیاں بیان نہیں کرسکتا۔ بخدا وہ شراب پیتا ہے، مستی میں نماز بھی چھوڑ دیتا ہے"۔

عتبہ بن مسعودؓ کا بیان

عتبہ بن مسعودؓ نے ابن عباسؓ سے کہا: کیا آپ انتہائی شرابی و ہوس باز یزید کی بیعت کریں گے؟

حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا:

مَه! فأين ما قلت لكم؟ وكم بعده من آتٍ ممّن يشرب

---

① تاریخ دمشق: ج ۲۷، ص ۴۲۹

② الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۸۸، البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۲۱۶

الخمر، أو هو شرّ من شاربها أنتم إلى بيعته سراع؛ أما والله إني لأنهاكم وأنا أعلم أنكم فاعلون حتّٰی يصلب مصلوب قريش بمكّة، يعني عبدالله بن الزبير

"جی ہاں چھوڑیے! ابھی اس سے بھی بدتر کمینے آئیں گے جن کی تم بیعت کرو گے۔ میں نے تمھیں منع کیا لیکن تم اس کے مرتکب ہوئے۔ جلد دیکھو گے کہ مکہ کا ایک قریشی تختہ دار پر چڑھایا جائے گا۔ (عبداللہ بن زبیر)"۔

(الامامت والسیاست: ج ۱، ص ۲۲۴)

حاکمِ شام کی یزید کو سرزنش

جی ہاں! یزید کے سیاہ کارنامے جب عام لوگوں سے پوشیدہ نہ تھے تو کیا اس کے باپ سے پوشیدہ ہوں گے؟ وہ سب کچھ جانتا تھا، وہ کوشش کرتا تھا کہ اس کی سیاہ کاریاں محجوب و مستور رہیں۔ جب صحابہ کرام کی مجلس میں جاتا تو اُن کے سامنے اُس کے علم و فضل اور تدبر کی مدح سرائی کرتا۔ ایک دفعہ اس کی طرف خط لکھا جس میں اس کی خوب سرزنش کی:

اعلم يا يزيد! إنّ أوّل ما سلبكه السكر معرفة مواطن الشكر لله على نعمه المتظاهرة، وآلائه المتواترة، وهي الجرحة العظمى، والفجعة الكبرىٰ: ترك الصلوات المفروضات في أوقاتها، وهو من أعظم ما يحدث من آفاتها، ثُمّ استحسان العيوب، وركوب الذنوب، وإظهار العورة، وإباحة السرّ، فلا تأمن نفسك على سرّك، ولا تعتقد على فعلك. الكتاب

"اے یزید! خوب سمجھ لو شراب کی مستی سے شکرِ خدا کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ وہ اپنے خدا کی مسلسل عنایات نظرانداز کرنے لگتا ہے۔ یاد رکھو! یہ سب سے بڑی مصیبت ہی ہے کہ انسان نماز کو اُس کے وقت پر

ادا نہ کرے، شراب خواری ہی کی وجہ سے انسان نماز کو ترک کرتا ہے۔
دوسرا نقصان یہ ہے کہ اُس کی وجہ سے انسان بُرائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور گناہوں کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ جو کام خلوت میں کرنا چاہیے اُسے علانیہ کرنے لگتا ہے۔ تنہائیوں میں جرائم کرنے سے بے خوف نہ ہو جاؤ، اپنے بُرے کاموں کو چھوڑ دو"۔ (صبح الاعشیٰ: ج۶، ص ۳۸۸)

جناب حسن بصری کے ریمارکس

جناب حسن بصری نے انھیں مشہور رذائل اور خبائث کی وجہ سے کہا ہے: "حاکمِ شام کا یزید کو جانشین نامزد کرنا اُس کے چار بڑے گناہوں میں سے ہے"۔

وقتِ موت حاکمِ شام کی یزید کو وصیت

الطبقات الکبریٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): لَمَّا حُضِرَ مُعَاوِيَةُ، دَعَا يَزِيدَ بنَ مُعَاوِيَةَ فَأَوصَاهُ بِمَا أَوصَاهُ بِهِ، وَقَالَ: أُنظُر حُسَينَ بنَ عَلِيِّ بنِ فَاطِمَةَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؛ فَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى النَّاسِ. فَصِل رَحِمَهُ وَارفُق بِهِ يَصلُح لَكَ أَمرُهُ. فَإِن يَكُ مِنهُ شَيءٌ فَإِنِّي أَرجُو أَن يَكفِيَكَهُ اللهُ بِمَن قَتَلَ أَبَاهُ وَخَذَلَ أَخَاهُ.

"الطبقات الکبریٰ میں ہے، جب حاکمِ شام پر اس کی زندگی کا آخری وقت آیا تو اُس نے یزید کو اپنے پاس بلایا اور اُسے اِن الفاظ کے ساتھ وصیت کی: حسینؑ بن علیؑ کا خیال رکھنا، کیونکہ وہ رسولؐ اللہ کی دُختر کے فرزند ہیں اور وہ رسولؐ اسلام سے قرابت رکھتے ہیں۔ اُن سے صلہ رحمی کرنا، محبت و نرمی سے پیش آنا۔ اس لحاظ سے اُن کے ساتھ تیرے معاملات صحیح رہیں گے۔ اگر اُن کی طرف سے تیرے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی تو مجھے اُمید ہے کہ جن لوگوں نے اُن کے باپ کو قتل اور اُن کے بھائی کا ساتھ

چھوڑ دیا خدا اُن لوگوں کے ذریعے تجھے حسینؑ کی فکر سے بھی نجات دے گا"۔ ①

تاریخ الطبری فی حوادث سَنَةِ سِتّين: وَفِيهَا كَانَ أَخذُ مُعَاوِيَةَ عَلَى الوَفدِ الَّذِينَ وَفَدُوا إِلَيهِ مَعَ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ البَيعَةَ، لِابنِهِ يَزِيدَ. وَعَهِدَ إِلَى ابنِهِ يَزِيدَ حِينَ مَرِضَ فِيهَا مَا عَهِدَ إِلَيهِ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ امتَنَعوا مِنَ البَيعَةِ لِيَزِيدَ حِينَ دَعَاهُم إِلَى البَيعَةِ، وَكَانَ عَهدُهُ الَّذِي عَهِدَ مَا ذَكَرَ هِشَامُ بنُ مُحَمَّدٍ عَن أَبِي مِخنَفٍ، قَالَ:

حَدَّثَنِي عَبدُ المَلِكِ بنِ نَوفَلِ بنِ مُساحِقِ بنِ عَبدِ اللهِ بنِ مَخرَمَةَ: أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا مَرِضَ مَرضَتَهُ الَّتِي هَلَكَ فِيهَا، دَعَا يَزِيدَ ابنَهُ فَقَالَ: يا بُنَيَّ، إِنِّي قَد كَفَيتُكَ الرِّحلَةَ وَالتَّرحالَ، وَوَطَّأتُ لَكَ الأَشيَاءَ، وَذَلَّلتُ لَكَ الأَعدَاءَ، وَأَخضَعتُ لَكَ أَعنَاقَ العَرَبِ، وَجَمَعتُ لَكَ مِن جَمعٍ وَاحِدٍ، وَإِنِّي لا أَتَخَوَّفُ أَن يُنَازِعَكَ هذَا الأَمرَ الَّذِي استَتَبَّ لَكَ إِلّا أَربَعَةُ نَفَرٍ مِن قُرَيشٍ: الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ، وَعَبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ، وَعَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ، وَعَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ أَبِي بَكرٍ. فَأَمَّا عَبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ فَرَجُلٌ قَد وَقَذَتهُ العِبَادَةُ، وَإِذَا لَم يَبقَ أَحَدٌ غَيرُهُ بَايَعَكَ.

وَأَمَّا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ فَإِنَّ أَهلَ العِرَاقِ لَن يَدَعوهُ حَتّى يُخرِجوهُ، فَإِن خَرَجَ عَلَيكَ فَظَفِرتَ بِهِ فَاصفَح عَنهُ، فَإِنَّ لَهُ رَحِمًا مَاسَّةً وَحَقًّا عَظِيمًا.

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۳۳۱؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۳؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۷؛ تاریخ دمشق: ج ۴، ص ۲۰۶؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۵؛ بغیۃ الطالب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۰۷؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۲

وَأَمَّا ابنُ أَبِي بَكرٍ فَرَجُلٌ إِن رَأَى أَصحَابَهُ صَنَعوا شَيئًا صَنَعَ مِثلَهُم .لَيسَ لَهُ هِمَّةٌ إِلَّا فِي النِّسَاءِ وَاللَّهوِ.

وَأَمَّا الَّذِي يَجثُمُ لَكَ جُثومَ الأَسَدِ وَ يُرَاوِغُكَ مُرَاوَغَةَ الثَّعلَبِ .فَإِذَا أَمكَنَتهُ فُرصَةٌ وَثَبَ فَذَاكَ ابنُ الزُّبَيرِ .فَإِن هُوَ فَعَلَهَا بِكَ فَقَدَرتَ عَلَيهِ فَقَطِّعهُ إِربًا إِربًا.

"تاریخ الطبری میں ہے، (۶۰ھ کے حوادث) اسی سال عبیداللہ بن زیاد چند سفیروں کے ساتھ حاکمِ شام کے پاس آیا اور ابنِ ہند نے اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لی۔ ہشام بن محمد نے ابی مخنف سے سنا، اُس نے کہا کہ مجھے عبدالملک بن نوفل بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمہ نے بتایا کہ حاکمِ شام جب موت کے مرض میں گرفتار ہوا تو اُس نے یزید کو اپنے ہاں بلا بھیجا اور اُس سے کہا: "بیٹا! میں نے تجھے سفری زحمات وصعوبتوں اور مشقتوں سے بچا لیا ہے۔ تیرے لیے تمام اُمور آسان کر دیے، تیرے لیے دشمنوں کو رام کر دیا ہے۔ عربوں کی گردنیں تیرے آگے جھکا دی ہیں۔ میں نے جو کچھ تیرے لیے جمع کیا ہے آج تک کسی نے جمع نہیں کیا ہے۔ مجھے اِس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ اَمرِ خلاف جو تیرے لیے حتمی ہو چکا ہے صرف قریش کے چار آدمیوں کے سوا کوئی اور تجھ سے نزاع کرے۔ وہ چار آدمی: حسینؑ بن علیؑ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ ہیں۔ اِن میں سے عبداللہ بن عمرؓ کا تو عبادت نے کام تمام کر رکھا ہے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ سب نے تیری بیعت کر لی ہے تو وہ بھی تیری بیعت کر لیں گے اور حسینؑ بن علیؑ کو عراق کے لوگ جب تک خروج پر آمادہ نہ کر لیں گے ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ اگر وہ تجھ پر خروج کریں اور تو اُن پر گرفت حاصل کرے تو اُن سے دَرگزر کرنا کیونکہ اُنھیں قرابتِ قریبہ حاصل ہے، وہ بہت بڑا حق رکھتے ہیں۔

رہے حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے، تو وہ وہی کام کرے گا جو اُس کے ساتھی کریں گے۔ اُسے عورتوں اور لہو ولعب کے سوا کسی بات کا خیال نہیں ہے۔ ہاں جو شخص شیر کی طرح تیری گھات میں بیٹھے گا اور لومڑی کی طرح تجھے دھوکہ دے گا۔ جب اُسے موقع ملے گا وہ حملہ کرے گا وہ ابنِ زبیر ہے۔ اگر وہ تیرے ساتھ ایسی حرکتیں کرے اور تیرے قابو میں آجائے تو اُس کے پرخچے اُڑا دینا"۔ [1]

تاریخ الطبری عَن عوانة : إِنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا حَضَرَهُ المَوتُ، وَذٰلِكَ فِي سَنَةِ سِتِّينَ. وَكَانَ يَزِيدُ غَائِبًا. فَدَعَا بِالضَّحَاكِ بنِ قَيسِ الفِهرِيِّ وَكَانَ صَاحِبَ شُرطَتِهِ ومُسلِمِ بنِ عُقبَةَ المُرِّيِّ. فَأَوصَى إِلَيهِمَا. فَقَالَ: بَلِّغَا يَزِيدَ وَصِيَّتِي: أُنظُر أَهلَ الحِجَازِ فَإِنَّهُم أَصلُكَ. فَأَكرِم مَن قَدِمَ عَلَيكَ مِنهُم وَتَعَاهَد مَن غَابَ.

وَانظُر أَهلَ العِرَاقِ. فَإِن سَأَلُوكَ أَن تَعزِلَ عَنهُم كُلَّ يَومٍ عَامِلًا فَافعَل. فَإِنَّ عَزلَ عَامِلٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن تُشهَرَ عَلَيكَ مِئَةُ أَلفِ سَيفٍ.

وَانظُر أَهلَ الشَّامِ فَلْيَكُونُوا بِطَانَتَكَ وَعَيبَتَكَ. فَإِن نَابَكَ شَيءٌ مِن عَدُوِّكَ فَانتَصِر بِهِم. فَإِذَا أَصَبتَهُم فَاردُد أَهلَ الشَّامِ إِلَى بِلَادِهِم؛ فَإِنَّهُم إِن أَقَامُوا بِغَيرِ بِلَادِهِم أَخَذُوا بِغَيرِ أَخلَاقِهِم. وَ إِنِّي لَستُ أَخَافُ مِن قُرَيشٍ إِلَّا ثَلَاثَةً:

حُسَينَ بنَ عَلِيٍّ، وعَبدَاللهِ بنَ عُمَرَ، وعَبدَاللهِ بنَ الزُّبَيرِ.

فَأَمَّا ابنُ عُمَرَ. فَرَجُلٌ قَد وَقَذَهُ الدِّينُ. فَلَيسَ مُلتَمِسًا شَيئًا

---

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۲۲؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۲۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۱۵؛ تاریخ ابن خلدون: ج ۳، ص ۲۳

قِبَلَكَ . وَأَمَّا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ . فَإِنَّهُ رَجُلٌ خَفِيفٌ . وَأَرجو أَنْ يَكْفِيَكَهُ اللهُ بِمَنْ قَتَلَ أَبَاهُ وَخَذَلَ أَخَاهُ . وَإِنَّ لَهُ رَحِمًا مَاسَّةً وَحَقًّا وَقَرَابَةً مِن مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم . وَلَا أَظُنُّ أَهلَ العِرَاقِ تَارِكِيهِ حَتّٰى يُخرِجُوهُ . فَإِنْ قَدَرتَ عَلَيْهِ فَاصفَح عَنهُ ؛ فَإِنِّي لَو أَنِّي صَاحِبُهُ عَفَوتُ عَنهُ.

وَأَمَّا ابنُ الزُّبَيرِ فَإِنَّهُ خَبٌّ ضَبٌّ . فَإِذَا شَخَصَ لَكَ فَالبُدْ لَهُ إِلَّا أَنْ يَلتَمِسَ مِنكَ صُلحًا . فَإِنْ فَعَلَ فَاقبَل وَاحقِن دِمَاءَ قَومِكَ مَا استَطَعتَ.

"تاریخ طبری میں عوانہ سے روایت ہے ۶۰ ہجری میں ابن ہند مریض ہوا تو یزید اُس کے پاس نہیں تھا۔ وہ کہیں باہر تھا۔ اُس نے ضحاک بن قیس فہری جو اُس کا سپہ سالار تھا اور مسلم بن عقبہ مری کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے کہا: یہ میرا وصیت نامہ ہے یزید کے حوالے کر دینا۔ وہ وصیت نامہ یہ ہے: بیٹا! اہلِ حجاز کا خیال رکھنا کیونکہ وہ تیری اصل ہیں۔ اُن میں سے جو کوئی تیرے پاس آئے اُس سے باکرام واحترام پیش آنا، اُن میں جو دُور ہیں اُن کا خیال رکھنا۔

اہلِ عراق پر بھی نظر رکھنا۔ اگر وہ تم سے روزانہ ایک عامل کو معزول کر دینے کا مطالبہ کریں تو ضرور ایسا کر دینا کیونکہ ایک عامل کا معزول کر دینا اُس سے بہتر ہے کہ ایک لاکھ تلواریں تیرے خلاف کھینچی جائیں۔ اہلِ شام کو بھی اپنی نگاہ میں رکھنا۔ اگر تمھیں اپنے دشمن کی طرف سے کچھ شبہ ہو تو انھی سے مدد لینا اور جب تو اُن پر غالب آجائے تو اہلِ شام کو اُن کے وطن کی طرف واپس بھیج دینا۔ اگر یہ لوگ وہاں رہ گئے تو اُن کی عادتیں اپنا لیں گے۔

میں نہیں سمجھتا کہ اَمرِ خلافت میں قریش کے اِن چار اشخاص کے سوا کوئی تم

سے نزاع کرے گا۔ حسینؑ ابن علیؑ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔

ابن عمرؓ تو وہ آدمی ہیں کہ جنھیں عبادت نے جلا دیا ہے اور جب اُن کے سوائے اور کوئی شخص تمھارا مخالف نہ رہے گا تو وہ بھی تمھاری بیعت کرلیں گے۔ اگر حسینؑ ابن علیؑ تیرے خلاف اُٹھیں اور تم اُن پر فتح حاصل کرلو تو درگزر سے کام لینا۔

مجھے اُمید ہے کہ جن لوگوں نے اُن کے باپ کو قتل کیا اور اُن کے بھائی کا ساتھ چھوڑا خدا انھی لوگوں کے ذریعے تجھے حسینؑ کی فکر سے بھی نجات دے گا اور اس میں شک نہیں ہے کہ اِن کو قرابت قریبہ حاصل ہے۔ اُن کا بہت بڑا حق ہے اور آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یگانوں میں سے ہیں۔

میرا گمان ہے کہ اہلِ عراق اُنھیں خروج پر آمادہ کیے بغیر نہ چھوڑیں گے، اگر اُن پر قابو پالینا تو اُنھیں معاف کر دینا۔ میرے پاس کوئی ایسا شخص آتا تو میں بھی معاف ہی کر دیتا۔ ہاں ابن زبیر پُرفریب اور کینہ توز ہے۔ اُس کے مقابلے کے لیے تیار رہنا۔ اگر وہ صلح کا طالب ہو تو مان لینا جہاں تک تجھ سے ہوسکے اپنی قوم میں خون ریزی نہ ہونے دینا"۔ ①

الفتوح عن معاوية ، فِي عَهدِهِ لِابنِهِ يَزِيدَ : إِنَّ ابنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي فَقَالَ: إِنِّي حَضَرتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ فِي السِّيَاقِ وَقَد ضَمَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ إِلَى صَدرِهِ وَهُوَ يَقُولُ: هٰذَا مِن أَطَائِبِ أَرومَتِي وَأَنوارِ عِترَتِي وَخِيَارِ ذُرِّيَّتِي. لَا بَارَكَ اللهُ فِيمَن لَا يَحفَظُهُ بَعدِي ! قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ : ثُمَّ أُغمِيَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ وَقَالَ : يَاحُسَينُ ! إِنَّ لِي وَلِقَاتِلِكَ يَومَ القِيَامَةِ مَقَاماً بَينَ يَدَي رَبِّي وَخُصومَةً. وَقَد طَابَت نَفسِي إِذ

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۲۲؛ کامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۳؛ تاریخ ابن خلدون: ج۳، ص ۲۲

جَعَلَنِيَ اللهُ خَصِيمًا لِمَن قَتَلَكَ يَومَ القِيَامَةِ.

يَا بُنَيَّ! هٰذَا حَدِيثُ ابنِ عَبَّاسٍ، وَأَنَا أُحَدِّثُكَ عَن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانِي جِبرِيلُ يَومًا فَخَبَّرَنِي وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقتُلُ ابنَكَ حُسَينًا وَقَاتِلُهُ لَعِينُ هٰذِهِ الأُمَّةِ.

وَلَقَد لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ. يَا بُنَيَّ قَاتِلَ الحُسَينِ مِرَارًا. فَانظُر لِنَفسِكَ ثُمَّ انظُر أَلَّا يَتَعَرَّضَ لَهُ بِأَذِيَّةٍ. فَحَقُّهُ وَاللهِ يَا بُنَيَّ عَظِيمٌ. وَلَقَد رَأَيتَنِي كَيفَ كُنتُ أَحتَمِلُهُ فِي حَيَاتِي. وَأَضَعُ لَهُ رَقَبَتِي وَهُوَ يُوَاجِهُنِي بِالكَلَامِ الَّذِي يُمِضُّنِي وَيُؤلِمُ قَلبِي. فَلَا أُجِيبُهُ وَلَا أَقدِرُ لَهُ عَلَى حِيلَةٍ؛ فَإِنَّهُ بَقِيَّةُ أَهلِ الأَرضِ فِي يَومِهِ هٰذَا. وَقَد أَعذَرَ مَن أَنذَرَ.

قَالَ: ثُمَّ أَقبَلَ عَلَى الضَّحَّاكِ وَمُسلِمِ بن عُقبَةَ فَقَالَ لَهُمَا مُعَاوِيَةُ: إِشهَدَا عَلَى مَقَالَتِي هٰذِهِ. فَوَاللهِ إِن فَعَلَ بِيَ الحُسَينُ كُلَّ مَا يَسُوؤُنِي لَاحتَمَلتُهُ أَبَدًا وَلَم يَكُنِ اللهُ يَسأَلُنِي عَن دَمِهِ، أَفَهِمتَ عَنِّي مَا أُوصِيتُكَ بِهِ يَا يَزِيدُ؟ فَقَالَ: فَهِمتُ يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ.

ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: أُنظُر فِي أَهلِ الحِجَازِ؛ فَهُم أَصلُكَ وَفَرعُكَ، فَأَكرِم مَن قَدِمَ عَلَيكَ مِنهُم وَمَن غَابَ عَنكَ. فَلَا تَجفُهُم وَلَا تَعُقَّهُم. وَانظُر أَهلَ العِرَاقِ فَإِنَّهُم لَا يُحِبُّونَكَ أَبَدًا وَلَا يَنصَحُونَكَ. وَلٰكِن دَارِهِم مَهمَا أَمكَنَكَ وَاستَطَعتَ. وَإِن سَأَلُوكَ عَلَى كُلِّ يَومٍ أَن تَعزِلَ عَنهُم عَامِلًا فَافعَل؛ فَإِنَّ عَزلَ عَامِلٍ وَاحِدٍ هُوَ أَيسَرُ وَأَخَفُّ مِن أَن يُشهَرَ عَلَيكَ مِئَةُ أَلفِ سَيفٍ. وَانظُر يَا بُنَيَّ أَهلَ الشَّامِ، فَإِنَّهُم بِطَانَتُكَ وَظِهَارَتُكَ وَقَد بَلَوتَهُم وَاختَبَرتَهُم. فَهُم صُبُرٌ عِندَ اللِّقَاءِ. حُمَاةٌ فِي

الوَغی. فَإن رَابَكَ أمرٌ مِن عَدُوٍّ يَخرُجُ عَلَيكَ فَانتَصِر بِهِم، فَإذَا أَصبتَ مِنهُم حَاجَتَكَ فَاردُدهُم إلى بِلَادِهِم يَكُونُوا بِهَا إلى وَقتِ الحاجَةِ إلَيهِم.

قَالَ: ثُمَّ تَنَفَّسَ مُعَاوِيَةُ الصُّعَدَاءَ وَغُشِيَ عَلَيهِ طَوِيلًا. فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: آوَه آوَه جَاءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ إنَّ البَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا. ثُمَّ جَعَلَ يَقُولُ:

إن تُنَاقِش يَكُن نِقَاشُكَ يَا رَبِّ
عَذَاباً لَا طَوقَ لِي بِالعَذَابِ
أَو تُجَاوِز فَأنتَ رَبٌّ رَحِيمٌ
عَن مُسِيءٍ ذُنُوبُهُ كَالتُّرَابِ

قَالَ: ثُمَّ التَفَتَ إلَى أَهلِ بَيتِهِ وَقَرَابَتِهِ وَبَنِي عَمِّهِ فَقَالَ: اِتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ، فَإنَّ تَقوَى اللهِ جُنَّةٌ حَصِينَةٌ. وَوَيلٌ لِمَن لَم يَتَّقِ اللهَ وَيَخَافُ عَذَابَهُ وَأَلِيمَ عِقَابِهِ! ثُمَّ قَالَ: إعلَمُوا أنِّي كُنتُ بَينَ يَدَيِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذَاتَ يَومٍ وَهُوَ يُقَلِّمُ أَظفَارَهُ، فَأَخَذتُ مِن قُلَامَتِهِ فَجَعَلتُهَا فِي قَارُورَةٍ فَهِيَ عِندِي، وَعِندِي أَيضاً شَيءٌ مِن شَعرِهِ. إذَا أنَا مِتُّ وَغَسَّلتُمُونِي وَكَفَّنتُمُونِي فَقَطِّعُوا تِلكَ القُلَامَةَ فَاجعَلُوهَا فِي عَينِي. وَاجعَلُوا الشَّعرَ فِي فَمِي وَأُذُنِي، وَصَلُّوا عَلَيَّ وَوَارُونِي فِي حُفرَتِي، وَذَرُونِي وَرَبِّي؛ فَإنَّ رَبِّي رَؤُوفٌ رَحِيمٌ. قَالَ: ثُمَّ انقَطَعَ كَلَامُهُ فَلَم يَنطِق بِشَيءٍ.

"الفتوح میں ہے، حاکم شام نے جب اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا تو اُس نے کہا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی اور وہ حدیث یہ ہے:

اُنھوں نے کہا کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ رحلت قریب تھا۔ آپؐ

امام حسینؑ کو اپنے سینے پر لٹائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے:
"یہ میری پاک و پاکیزہ اصل میں سے ہیں۔ میری عترت کا نُور ہیں، میری ذُرّیت کے سب سے بہترین فرد ہیں۔ اللہ رب العزت اُسے برکت نہ دے جو میرے بعد اِن کے مراتب کا خیال نہ رکھے۔

جنابِ ابنِ عباسؓ نے کہا: اس دوران پیغمبرِؐ خدا غش میں چلے گئے۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا: اے حسینؑ! قیامت کے دن اللہ رب العزت کی بارگاہ میں میرا آپؑ کے قاتل کے خلاف مقدمہ ہوگا۔ اُس وقت میری خوشی کی انتہا ہوگی جب اللہ رب العزت آپؑ کے قاتل کے خلاف خود مدعی ہوگا"۔

اے میرے بیٹے! یہ تھی ابنِ عباسؓ کی حدیث۔ اب میں تجھے وہ حدیث سنانا چاہتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی، غور سے سننا۔

رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے پاس ایک دن جبرئیل امینؑ تشریف لائے اور اُنھوں نے مجھے خبر دی کہ آپؐ کی اُمت عنقریب آپؐ کے فرزند حسینؑ کو قتل کردے گی۔ اُن کا قاتل اس اُمت کا لعنتی شخص ہے"۔

اے میرے بیٹے! نبی کریمؐ نے حسینؑ کے قاتل پر کئی مرتبہ لعنت کی ہے۔ اپنا خیال رکھنا، تیری طرف سے اُنھیں اذیت نہ پہنچے۔ اللہ کی قسم! حسینؑ بہت بڑے حق کے مالک ہیں۔ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے اُنھیں اپنی زندگی میں کس طرح برداشت کیا ہے۔ جب وہ مجھ سے بات کرتے تھے تو میرے دل کو زخمی کردیتے تھے۔ میں اُن کی باتوں کو برداشت کرتا تھا اور اُن سے شفقت کے ساتھ پیش آتا تھا وہ بقیہ اہلِ ارض ہیں، اُن کے حقوق کا خیال رکھنا۔

راوی کہتا ہے کہ حاکمِ شام ضحاک اور مسلم بن عقبہ کی طرف متوجہ ہوا اور اُنھیں کہا: میں تم دونوں کو اپنے اس قول پر گواہ بناتا ہوں۔ اللہ کی قسم! حسینؑ اگر میرے ساتھ وہ سلوک کرتے جو مجھے پسند نہیں تو پھر بھی میں

اُنھیں برداشت کرتا۔ اس لیے کہ کل اللہ سبحانہ مجھ سے اُن کے خون کے بارے میں پرسشش نہ کرے۔ اے یزید! میں نے تجھے جس بات کی وصیت کی ہے اُس میں تُو نے غور کیا ہے؟

یزید نے کہا: اے امیر! میں نے آپ کی بات سمجھ لی ہے۔ پھر حاکمِ شام نے کہا: اے بیٹے! اہلِ حجاز کا خیال رکھنا وہ تیری اصل ہیں۔ اُن میں سے جو آدمی تیرے پاس آئے اُس کا اِکرام واحترام بجالانا۔ جو تجھ سے دُور ہو اُس کے حقوق کا بھی خیال رکھنا۔ اُن پر ظلم نہ کرنا، اُنھیں اُن کے حقوق سے محروم نہ کرنا۔ اہلِ عراق پر گہری توجہ رکھنا، وہ تجھے نہیں چاہتے۔ اس کے باوجود اپنی طاقت کے مطابق اُن کی ضروریات پوری کرنا۔ اگر وہ تم سے روزانہ عامل کی معزولی چاہیں تو اُن کی بات تسلیم کرنا۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک لاکھ تلواریں تیرے خلاف نیام سے باہر آجائیں۔

اے بیٹے! اہلِ شام کا خیال رکھنا وہ بڑے ظاہر باہر اور خلوت وجلوت کے ساتھی ہیں۔ میں بارہا اُنھیں آزما چکا ہوں۔ وہ ہر دُکھ سُکھ میں ساتھ دینے والے ہیں۔ اگر دشمن تجھ پر خروج کرے تو اِن کے ذریعے اپنی نصرت کا سامان مہیا کرنا۔ جب تیری مشکل کشائی ہوجائے تو اِنھیں فوراً اپنے ملک کی طرف بھیج دینا تاکہ ضرورت کے وقت اِن سے کام لیا جائے۔

راوی کہتا ہے: اس وقت ابنِ ہند نے گہری سانس لی اور بے ہوشی میں چلا گیا۔ کافی دیر بعد اُسے ہوش آیا تو وہ درد سے کراہنے لگا۔ (کہہ دیجیے حق آگیا اور باطل مٹ گیا، باطل کو تو یقیناً مٹنا ہی تھا۔ سورۂ اسراء: آیت ۸۱)

پھر اشعار زبان پر جاری کیے کہ جن کا مفہوم یہ ہے:

"اے پروردگار! اگر تو بداعمالیوں کی سزا دینے پر آئے تو مجھے اِس سزا سے کوئی نہیں بچاسکتا۔ اگر تو عفو ودرگزر سے کام لے تو ربِ رحیم ہے۔ اس گناہ گار کے گناہ بھی معاف کرسکتا ہے کہ جس کے گناہ ریت کے ذرّات

سے بھی زیادہ ہوں"۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد وہ اپنے گھر والوں اور خاندان والوں کی طرف متوجہ ہوا۔ اُن سے کہا: اللہ رب العزت سے ڈرتے رہنا جتنا اُس سے ڈرنے کا حق ہے کیونکہ تقویٰ مضبوط ڈھال ہے، تباہی و بربادی اُس کے لیے ہے جو اللہ رب العزت سے نہیں ڈرتا۔ اُس کے عذاب وعتاب سے خوف زدہ نہیں ہوتا۔

اس کے بعد کہا: ایک دن میں رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا۔ آپؐ اپنے ناخن تراش رہے تھے۔ میں نے اُن کے ناخن کی کترن اُٹھالی اور ایک شیشی میں رکھ دی۔ جب میں مر جاؤں اور میری تغسیل و تکفین کرلو تو اس کترن کو پیس لینا اور میرے منہ اور آنکھوں میں ڈال دینا۔ آپؐ کے کچھ بال بھی میں نے اپنے پاس رکھے تھے وہ بھی میرے کفن میں رکھ دینا۔ مجھ پر نماز پڑھ کر مجھے دفن کر دینا۔ مجھے میرے رب کے حوالے کر دینا یقیناً میرا رب رؤف ورحیم ہے"۔ ①

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے خاموش ہوگیا اور مزید کوئی بات نہ کی۔

الأمالي للصدوق عن عبدالله بن منصور عن الإمام الصّادق عَن أَبيه عَن جدّه علیہ السلام: لَمّا حضرت مُعاوِيَةَ الوَفَاةُ، دَعَا ابنَهُ يَزِيدَ فَأَجلَسَهُ بَينَ يَدَيهِ. فَقالَ لَهُ:

يَابُنَيَّ! إِنِّي قَد ذَلَّلتُ لَكَ الرِّقَابَ الصِّعَابَ، وَ وَطَّدتُ لَكَ البِلَادَ، وَجَعَلتُ المُلكَ وَمَا فِيهِ لَكَ طُعمَةً. وَإِنِّي أَخشى عَلَيكَ مِن ثَلَاثَةِ نَفَرٍ يُخَالِفُونَ عَلَيكَ بِجُهدِهِم، وَهُم: عَبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ الخَطّابِ، وَعَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ، وَالحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ؛ فَأَمّا عَبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ، فَهُوَ مَعَكَ فَالزَمهُ وَلَا تَدَعهُ. وَأَمّا عَبدُ اللهِ بنُ

① الفتوح: ج ۴، ص ۳۵۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۲۴

الزُّبَيرِ. فَقَطِّعهُ إن ظَفِرتَ بِهِ إرباً إرباً؛ فَإنَّهُ يَجثو لَكَ كَما يَجثو الأَسَدُ لِفَريسَتِهِ، وَيُوارِبُكَ مُوارَبَةَ الثَّعلَبِ لِلكَلبِ.

وَأَمَّا الحُسَينُ. فَقَد عَرَفتَ حَظَّهُ مِن رَسولِ اللهِ، وَهُوَ مِن لَحمِ رَسولِ اللهِ وَ دَمِهِ. وَقَد عَلِمتَ. لا مَحالَةَ. أَنَّ أَهلَ العِراقِ سَيُخرِجونَهُ إلَيهِم ثُمَّ يَخذُلونَهُ وَ يُضَيِّعونَهُ. فَإن ظَفِرتَ بِهِ فَاعرِف حَقَّهُ وَ مَنزِلَتَهُ مِن رَسولِ اللهِ. وَلا تُؤاخِذهُ بِفِعلِهِ. وَمَعَ ذٰلِكَ فَإنَّ لَنا بِهِ خِلطَةً وَرَحِماً. وَإيّاكَ أن تَنالَهُ بِسوءٍ، أو يَرىٰ مِنكَ مَكروهاً.

"امالی صدوق میں ہے، عبداللہ بن منصورؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپؑ نے اپنے والد گرامیؑ سے اور اُنھوں نے اپنے والد بزرگوارؑ سے سنا: جب ابنِ ہند کا وقتِ موت قریب آیا تو اُس نے اپنے بیٹے یزید کو اپنے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور اُسے کہا: بیٹے! میں نے تیرے سامنے بڑے بڑوں کی گردنیں جھکا دی ہیں۔ ممالک فتح کر کے تیرے قدموں میں ڈال دیے ہیں۔ یہ تمام سلطنت تیری جاگیر ہے لیکن مجھے تین اشخاص کی مخالفت بری طرح سے ستا رہی ہے، وہ ضرور تیری مخالفت کریں گے اور وہ عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیر اور حسینؑ بن علیؑ ہیں۔ جہاں تک عبداللہ بن عمرؓ ہیں اُس سے کوئی خوف نہیں ہے۔ ہاں عبداللہ بن زبیر اگر وہ تیرے ہاتھ آجائے تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ وہ شیر کی طرح تیری گھات میں بیٹھے گا اور وہ لومڑی کی طرح اس طرح دھوکہ دے گا جس طرح وہ کتے کو دھوکہ دیتی ہے۔

جہاں تک بات حسینؑ بن علیؑ کی ہے تُو تو اُن کا مقام و مرتبہ خوب جانتا ہے۔ ان کی تخلیق رسولؐ اسلام کے گوشت و خون سے ہوئی ہے۔ اُن کا احترام کرنا۔ ہاں البتہ اہلِ عراق اُنھیں تیرے خلاف میدانِ جنگ میں

لائیں گے۔ جب مشکل گھڑی آئے گی تو وہ اُنھیں چھوڑ دیں گے اور ضائع کر دیں گے۔ اگر تمھیں اُن پر کامیابی حاصل ہو جائے تو اُن کی اس عظمت و منزلت کا لحاظ رکھنا جو اُنھیں رسولِؐ اسلام سے ملی ہے۔ ان کا مواخذہ نہ کرنا۔ علاوہ ازیں ہماری اُن سے قرابت اور رشتہ داری ہے۔ تیری طرف سے اُنھیں کوئی تکلیف نہ پہنچے''۔

مقتل الحسین علیہ السلام للخوارزمي عن معاوية بن أبي سُفيان ، في وَصِيَّتِهِ لِابنِهِ يَزِيدَ : يَابُنَيَّ اِنِّي أَخَافُ عَلَيكَ مِن هٰذِهِ الأُمَّةِ أَربَعَةَ نَفَرٍ مِن قُرَيشٍ : عَبدَ الرَّحمٰنِ بنَ أَبِي بَكرٍ ، وَعَبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ ، وَعَبدَ اللّٰهِ بنَ الزُّبَيرِ ، وَشَبِيهَ أَبِيهِ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ ....

أَمَّا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ ، فَأَوِّه أَوِّه يَا يَزِيدُ ، مَاذَا اَقُولُ لَكَ فِيهِ ؟! فَاحذَر اَن تَتَعَرَّضَ لَهُ إِلَّا بِسَبِيلِ خَيرٍ ، وَامدُد لَهُ حَبلًا طَوِيلًا وَذَرهُ يَذهَبُ فِي الأَرضِ كَيفَ يَشَاءُ ، وَلَا تُؤذِهِ وَلٰكِن أَرعِد لَهُ وَأَبرِق ، وَإِيَّاكَ وَالمُكَاشَفَةَ لَهُ فِي مُحَارَبَةٍ بِسَيفٍ أَو مُنَازَعَةٍ بِطَعنِ رُمحٍ ، بَل أَعطِهِ وَقَرِّبهُ وَبَجِّلهُ ، فَإِن جَاءَ إِلَيكَ اَحَدٌ مِن أَهلِ بَيتِهِ فَوَسِّع عَلَيهِم وَاَرضِهِم ؛ فَإِنَّهُم أَهلُ بَيتٍ لَا يَسَعُهُم إِلَّا الرِّضَى وَالمَنزِلَةُ الرَّفِيعَةُ ، وَإِيَّاكَ يَابُنَيَّ اَن تَلقَى اللّٰهَ بِدَمِهِ فَتَكُونَ مِنَ الهَالِكِينَ.

''مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، حاکمِ شام سے روایت ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو یہ وصیت کی: اے بیٹے! مجھے تیری مخالفت کا قریش کے چار اشخاص سے خوف ہے۔ وہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیر اور اپنے باپ کی شبیہ حسینؑ بن علیؑ ہیں۔

حسینؑ بن علیؑ، ہائے ہائے اے یزید! میں تجھے ان کے بارے میں کیا کہہ رہا ہوں: یاد رکھو! ہمیشہ اُن سے اچھائی کرنا، اُنھیں کوئی تکلیف نہ دینا،

اُن کے راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ کھڑی نہ کرنا۔ وہ جس طرح رہنا چاہیں اُن سے کوئی جھگڑا نہ کرنا۔ اگر وہ تیرے حق میں زیادتی کریں تو ڈرانا دھمکانا لیکن تیرے اور اُن کے درمیان نیزہ وتلوار استعمال نہ ہوں۔ اُن کی ضروریات کا خیال رکھنا۔ اُنھیں اپنے قریب کرنا، ان کی عزت و تکریم کرنا۔ اگر اُن کے اہلِ بیتؑ میں سے کوئی فرد تیرے پاس آئے تو اُس کا کھلے دل سے احترام واِکرام کرنا۔ کیونکہ وہ اہلِ بیتؑ ہیں، انھیں خوش رکھنے کی کوشش کرنا۔ بیٹے! خیال رکھنا اُن کے خون سے ہاتھ رنگین نہ کرنا کہ کہیں تو ہلاکت ابدی سے دوچار ہوجائے"۔(مقتل الحسینؑ خوارزمی، ج۱، ص۱۷۵)

فتح البَاری عَن مُحمَّد بن سعید بن رمّانة : اِنَّ مُعَاوِیَةَ لَمَّا حَضَرَهُ المَوتُ قَالَ لِیَزِیْدَ: قَد وَطَّأتُ لَكَ البِلَادَ وَمَهَّدتُ لَكَ النَّاسَ . وَلَستُ أخَافُ عَلَیكَ اِلَّا أھلَ الحِجَازِ . فَاِنْ رَابَكَ مِنهُم رَیبٌ فَوَجِّه اِلَیهِم مُسلِمَ بنَ عُقبَةَ ؛ فَاِنِّي قَد جَرَّبتُهُ وَعَرَفتُ نَصِیحَتَهُ.

قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِن خِلَافِهِم عَلَیهِ مَا كَانَ . دَعَاهُ فَوَجَّهَهُ فَأبَاحَهَا ثَلَاثاً. ثُمَّ دَعَاھُم اِلی بَیعَةِ یَزِیدَ.

"فتح الباری میں ہے، محمد بن سعید رمانہ سے مروی ہے جب ابنِ ہند کی موت کا وقت قریب آیا تو اُس نے یزید سے کہا: میں نے ممالک فتح کر کے اُنھیں تیرے حوالے کر دیا ہے۔ عوام کو تیری رعایا بنا دیا ہے۔ مجھے صرف اہلِ حجاز کا خوف ہے۔ وہ تجھے پسند نہیں کریں گے۔ جب حالات بگڑ جائیں گے تو اُن کی سرکوبی کے لیے اُن کی طرف مسلم بن عقبہ کو بھیجنا۔ اُسے میں نے آزما لیا ہے وہ وفادار اور اطاعت گزار ہے۔

راوی کہتا ہے کہ جب اہلِ مدینہ نے یزید کی مخالفت کی تو اُس نے مسلم بن

عُقبہ کو اُن کی سرکوبی کے لیے بھیجا اور اُس پر اہلِ مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دیا۔ مسلم کی فوجوں نے تین دن مدینہ کو خوب لوٹا اور قتل و خون کیا۔ جو دل میں آیا وہی کیا"۔ ①

تاریخ دمشق عن رجل من الزیادیین - لَمَّا أَصَابَت مُعَاوِيَةَ اللَّقوَةُ بَكَى : فَقَالَ لَهُ مَروانُ بنُ الحَكَمِ : يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ لِمَ بَكَيتَ؛ قَالَ: يَامَروانُ كَبُرَ سِنّي وَرَقَّ عَظمِي. وَابتُلِيتُ فِي أَحسَنِ مَا يَبدو مِنّي. وَخَشِيتُ أَن تَكُونَ عُقُوبَةً مِن رَبّي. وَلَولَا هَوايَ فِي يَزِيدَ لَأَبصَرتُ رُشدِي.

"تاریخ دمشق میں ہے، جب حاکمِ شام کو لقوہ ہوا تو وہ رونے لگا۔ مروان بن حکم نے رونے کی وجہ پوچھی تو اُس نے کہا: اے مروان! اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ ہڈیوں میں کمزوری آ گئی ہے۔ جو کچھ میں نے اپنی زندگی میں کیا ہے وہ میرے سامنے ہے۔ اب اللہ رب العزت کا عذاب سامنے ہے، اُس سے خوف زدہ ہوں۔ اگر مجھے یزید سے محبت نہ ہوتی تو میری آخرت کامیاب ہوتی"۔ ②

---

① فتح الباری: ج ۱۳، ص ۷۱؛ تاریخ دمشق: ج ۵۸؛ امامت والسیاست: ج ۱، ص ۲۳۱

② تاریخ دمشق: ج ۱۵۹؛ سیر أعلام النبلا: ج ۳، ص ۱۵۵؛ شرح الاخبار: ج ۲، ص ۱۵۷

چھٹی قسم

امام حسین بن علی علیہما السلام کی شہادت کی احادیث

فصل اوّل

اللہ سبحانہٗ اور شہادتِ امام حسینؑ

اولین وآخرین کے شہداء کے سردار

كامل الزيارات عَن ابن أبي يعفور عَن أبي عبد الله [الصّادق] علیہ السلام: بَينَمَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ فِي مَنزِلِ فَاطِمَةَ علیہا السلام وَالحُسَينُ علیہ السلام فِي حِجرِهِ، إِذ بَكَى وَخَرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ قَالَ: يَا فَاطِمَةُ يَا بِنتَ مُحَمَّدٍ، إِنَّ العَلِيَّ الأَعلَى تَرَاءَى لِي فِي بَيتِكِ هَذَا، فِي سَاعَتِي هَذِهِ، فِي أَحسَنِ صُورَةٍ وَأَهيَأِ هَيئَةٍ، فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ، أَتُحِبُّ الحُسَينَ؟ قُلتُ: نَعَم يَا رَبِّ، قُرَّةُ عَينِي وَرَيحَانَتِي، وَثَمَرَةُ فُؤَادِي، وَجِلدَةُ مَا بَينَ عَينَيَّ.

فَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! وَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأسِ الحُسَينِ، بُورِكَ مِن مَولُودٍ، عَلَيهِ بَرَكَاتِي وَصَلَوَاتِي وَ رَحمَتِي وَ رِضوَانِي؛ وَنَقِمَتِي وَلَعنَتِي وَسَخَطِي وَعَذَابِي وَخِزيِي وَنَكَالِي عَلَى مَن قَتَلَهُ وناصَبَهُ وناوَاهُ ونازَعَهُ. أَمَا إِنَّهُ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ، وَسَيِّدُ شَبَابِ أَهلِ الجَنَّةِ مِنَ الخَلقِ أَجمَعِينَ، وَأَبُوهُ أَفضَلُ مِنهُ وَخَيرٌ، فَأَقرِئهُ السَّلَامَ، وَبَشِّرهُ بِأَنَّهُ رَايَةُ الهُدَى، وَمَنَارُ أَولِيَائِي، وَحَفِيظِي وَشَهِيدِي عَلَى خَلقِي، وَخَازِنُ عِلمِي، وَحُجَّتِي عَلَى أَهلِ السَّمَاوَاتِ، وَأَهلِ الأَرَضِينَ، وَالثَّقَلَينِ الجِنِّ وَالإِنسِ.

کامل الزیارات میں ہے، ابن ابی یعفورؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: ایک دفعہ رسولِ ثقلینؐ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے خانہ اقدس میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت آپؐ کی آغوش مقدس میں شہزادۂ حسینؑ تھے۔ اچانک آپؐ رونے لگے اور اسی حالت میں سجدے میں چلے گئے۔ سجدے سے سر مبارک اُٹھایا اور اپنی دُختر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ابھی مجھے آپ کے گھر میں شادان و فرحان دیکھا ہے اور مجھ سے فرمایا ہے: اے محمدؐ! کیا آپؐ کو حسینؑ سے محبت ہے؟ میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: پروردگارا! جی ہاں! مجھے اِن سے شدید محبت ہے۔ یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا میوہ اور میری خوشبو ہیں۔ پھر اللہ سبحانہٗ نے مجھ سے فرمایا: اے محمدؐ! اُس ذات نے حسینؑ پر اپنا قدرت کا ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ مبارک مولود ہیں۔ یہ میری برکتوں اور رحمتوں کا مرکز ہیں۔ جس نے اِنھیں قتل کیا، اِن سے جھگڑا کیا اُس پر میری لعنت ہے۔ اُس کے مقدر میں اَبدی ذلّت و رُسوائی ہے۔ یہ سیّد الشہداءؑ ہیں۔ اوّلین و آخرین کے تمام شہیدانِ راہِ خدا کی سیادت و قیادت اِن کے پاس ہے۔ یہ جوانانِ جنّت کے سیّد و سالار ہیں۔ اِن کے والد بزرگوار اِن سے بہتر و برتر اور ان کے سردار ہیں۔ اِنھیں میرا سلام پہنچا دیں۔ خوشخبری دیجیے کہ آپؐ ہدایت کے علم ہیں اور میرے اولیاء کے لیے منارۂ نُور ہیں۔ میری مخلوق پر میری طرف سے شاہد ہیں۔ میرے علم کا خزینہ ہیں، اہلِ زمین و اہلِ آسمان اور تمام انسانوں اور جنوں پر حجت ہیں"۔ [1]

الكافی عَن أَبي بصير عَن أَبِي عبد الله عَن أَبِيه [الباقر] علیہ السلام عَن جَابر، فِي حَدِيثِ اللَّوح: فَأَشهَدُ بِاللهِ اَنِّي هٰكَذا رَأَيتُهُ مَكتُوباً:

---

[1] کامل زیارات: ص ۱۴۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۸

...وَجَعَلْتُ حُسَيْناً خَازِنَ وَحيِي، وَأَكرَمتُهُ بِالشَّهَادَةِ، وَخَتَمتُ لَهُ بِالسَّعَادَةِ، فَهُوَ أَفضَلُ مَنِ استُشهِدَ، وَأَرفَعُ الشُّهَدَاءِ دَرَجَةً؛ جَعَلتُ كَلِمَتِيَ التَّامَّةَ مَعَهُ، وَحُجَّتِيَ البَالِغَةَ عِندَهُ.

''الکافی میں ہے، ابوبصیرؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور آپ نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا: حدیثِ لوح میں ہے: ''میں اللہ رب العزت کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جو کچھ ابھی آپؑ نے پڑھا ہے یہی کچھ اس لوح میں لکھا ہوا ہے کہ میں نے حسینؑ کو اپنی وحی کا خازن بنایا ہے اور شہادت کی سعادت عطا کر کے انھیں تقلین کی تکریم دے دی ہے۔ ان کے مقدر میں سعادت لکھ دی ہے۔ آپؑ کائنات کے تمام شہداء کے سیدو سالار ہیں۔ آپؑ کے مدارج شہادت بلند و برتر ہیں۔ میں نے اُن کے ذریعے اپنے کلمہ کو کامل مکمل اور تمام کر دیا ہے۔ آپؑ ہی حجتِ بالغہ ہیں''۔ ①

آلِ محمدؐ کے مصائب کی حدیث

كامل الزيارات عَن حماد بن عثمان عَن أَبِي عبد الله [الصادق] عليه السلام: لَمَّا أُسرِيَ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم إِلَى السَّمَاءِ قِيلَ لَهُ: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَختَبِرُكَ فِي ثَلَاثٍ لِيَنظُرَ كَيفَ صَبرُكَ.

قَالَ: أُسَلِّمُ لِأَمرِكَ يَا رَبِّ، وَلَا قُوَّةَ لِي عَلَى الصَّبرِ إِلَّا بِكَ، فَمَا هُنَّ؟ قِيلَ لَهُ: أَوَّلُهُنَّ: الجُوعُ وَالأَثَرَةُ عَلَى نَفسِكَ وَعَلَى أَهلِكَ

① الکافی: ج۱،ص ۵۲۷؛ کمال الدین: ص ۳۱۰؛ الغیبۃ الطوسی: ص ۱۴۵؛ عیون اخبار الرضا: ج۱، ص ۴۳؛ احتجاج: ج۱،ص ۱۶۳؛ الفضائل: ص ۹۳؛ اعلام الوریٰ: ج۲،ص ۱۷۶؛ اختصاص: ص ۲۱۱؛ الغیبۃ النعمانی: ص ۶۳؛ الصراط المستقیم: ج۲، ص ۱۳۷؛ مناقب ابن شہرآشوب: ج۱،ص ۲۹۷؛ بحارالانوار: ج ۳۶،ص ۱۹۶

لِأَهلِ الحَاجَةِ.

قَالَ : قَبِلتُ يا رَبِّ ، وَرَضِيتُ وَسَلَّمتُ ، وَ مِنكَ التَّوفِيقُ وَالصَّبرُ. وَأَمَّا الثَّانِيَةُ: فَالتَّكذِيبُ وَالخَوفُ الشَّدِيدُ، وَبَذلُكَ مُهجَتَكَ فِي مُحَارَبَةِ أَهلِ الكُفرِ بِمَالِكَ وَنَفسِكَ، وَالصَّبرُ عَلَى مَا يُصِيبُكَ مِنهُم مِنَ الأَذَى وَمِن أَهلِ النِّفَاقِ ، وَالأَلَمِ فِي الحَربِ وَالجِرَاحِ.

قَالَ : قَبِلتُ يَا رَبِّ، وَرَضِيتُ وَسَلَّمتُ ، وَمِنكَ التَّوفِيقُ وَالصَّبرُ . وَأَمَّا الثَّالِثَةُ : فَمَا يَلقَى أَهلُ بَيتِكَ مِن بَعدِكَ مِنَ القَتلِ . أَمَّا أَخُوكَ عَلِيٌّ فَيَلقَى مِن أُمَّتِكَ الشَّتمَ وَالتَّعنِيفَ وَالتَّوبِيخَ وَالحِرمَانَ وَالجَحدَ وَالظُّلمَ ، وَآخِرُ ذٰلِكَ القَتلُ.

فَقَالَ: يَارَبِّ، قَبِلتُ وَرَضِيتُ، وَمِنكَ التَّوفِيقُ وَالصَّبرُ.

وَأَمَّا ابنَتُكَ فَتُظلَمُ وَتُحرَمُ ، وَيُؤخَذُ حَقُّهَا غَصبًا الَّذِي تَجعَلُهُ لَهَا ، وَتُضرَبُ وَهِيَ حَامِلٌ، وَيُدخَلُ عَلَيهَا وَعَلَى حَرِيمِهَا وَمَنزِلِهَا بِغَيرِ إِذنٍ، ثُمَّ يَمَسُّهَا هَوَانٌ وَذُلٌّ، ثُمَّ لَا تَجِدُ مَانِعاً ، وَتَطرَحُ مَا فِي بَطنِهَا مِنَ الضَّربِ، وَتَمُوتُ مِن ذٰلِكَ الضَّربِ.

قَالَ : إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ . قَبِلتُ يَارَبِّ وَسَلَّمتُ ، وَمِنكَ التَّوفِيقُ وَالصَّبرُ.

وَيَكُونُ لَهَا مِن أَخِيكَ ابنَانِ ، يُقتَلُ أَحَدُهُمَا غَدراً وَيُسلَبُ وَيُطعَنُ، تَفعَلُ بِهِ ذٰلِكَ أُمَّتُكَ . قَالَ: يَارَبِّ، قَبِلتُ وَسَلَّمتُ، إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ، وَمِنكَ التَّوفِيقُ وَالصَّبرُ.

وَأَمَّا ابنُهَا الآخَرُ فَتَدعُوهُ أُمَّتُكَ لِلجِهَادِ، ثُمَّ يَقتُلُونَهُ صَبراً ، وَيَقتُلُونَ وُلدَهُ وَمَن مَعَهُ مِن أَهلِ بَيتِهِ، ثُمَّ يَسلُبُونَ حَرَمَهُ، فَيَستَعِينُ بِي وَقَد مَضَى القَضَاءُ مِنِّي فِيهِ بِالشَّهَادَةِ لَهُ وَلِمَن

مَعَهُ ، وَيَكُونُ قَتلُهُ حُجَّةً عَلَى مَن بَينَ قُطرَيهَا، فَيَبكِيهِ اَهلُ السَّمَاوَاتِ وَأَهلُ الأَرَضِينَ جَزَعاً عَلَيهِ. وَتَبكِيهِ مَلَائِكَةٌ لَم يُدرِكُوا نُصرَتَهُ. ثُمَّ أُخرِجُ مِن صُلبِهِ ذَكَراً، بِهِ أَنصُرُكَ. وَإِنَّ شَبَحَهُ عِندِي تَحتَ العَرشِ....

"کامل الزیارات میں ہے، حماد بن عثمانؒ سے اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا: جب رسولِ ثقلینؐ کو آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو اس دوران اللہ رب العزت کی طرف سے آپؐ کو بتایا گیا کہ اللہ سبحانہٗ نے آپؐ کی تین باتوں میں آزمائش کرنی ہے، تا کہ آپؐ کے صبر کا نظارہ ہو کہ آپؐ اِن مصائب میں کس طرح صبر کرتے ہیں؟

آپؐ نے اُس وقت بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: پالنے والے! تیرے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم ہے لیکن صبر کی توفیق تُو نے دینی ہے، تیری توفیق کے بغیر میں صبر نہیں کرسکوں گا۔

آپؐ نے عرض کیا: وہ تین مشکلات کون سی ہیں؟

آپؐ سے کہا گیا: اُن میں سب سے پہلی مشکل بھوک ہے کہ آپؐ نے اِسے خود اور اپنے اہلِ بیتؑ کے لیے برداشت کرنا ہے۔ آپؐ خود اور آپؐ کے اہلِ بیتؑ ضرورت مند ہوں گے لیکن اِس ضرورت کے باوجود آپؐ کو حاجت مندوں کی حوائج کا خیال رکھنا ہوگا اور اپنی ذات اور اپنے اہلِ بیتؑ کی ضروریات پر دوسروں کو ترجیح دینا ہوگی۔

آپؐ نے عرض کیا: پروردگار! قبول ہے، میں راضی ہوں۔ توفیق اور صبر کا مرکز تُو ہے، تُو نے مجھے صبر د توفیق دینی ہے۔

دوسری مشکل یہ ہے کہ دین کے ابلاغ و تبلیغ میں آپؐ کی تکذیب کی جائے گی۔ آپؐ کے خلاف گروپ بندی اور لشکرکشی کی جائے گی۔ کفار کے مقابلے میں آپؐ کو اپنی ذات اور اپنا مال خرچ کرنا ہوگا۔ کفار و مشرکین اور منافقین

آپؐ کو اذیتیں پہنچائیں گے اور طرح طرح کی تکالیف دیں گے۔ آپؐ کو جنگ میں زخم لگائے جائیں گے۔ اِن تمام مصائب پر آپؐ نے صبر کا مظاہرہ کرنا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: پالنے والے! تیرا فرمان قبول ہے لیکن صبر کی توفیق تُو نے عطا کرنی ہے۔ آپؐ کی دُخترِ نیک اختر پر ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں گے۔ اُنھیں اُن کے مقام و مرتبہ سے محروم کیا جائے گا۔ آپؐ کے ترکہ اور عطا سے اُنھیں محروم کر دیا جائے گا، اُن کا حق غصب کیا جائے گا۔ اُن کے پہلو پر ضرب لگائی جائے گی حالانکہ اُن کے صدفِ عصمت میں اُن کا شہزادہ تخلیق کے عمل میں ہوگا۔ اُمت کے لوگ ان کے خانۂ اقدس میں اُن کی اجازت کے بغیر داخل ہوں گے۔ وہ مصائب و آلام سے دوچار ہوں گی۔ کوئی اُن کا دفاع کرنے والا نہ ہوگا۔ اس ضرب سے اُن کا بچہ سقط ہوگا اور شہید ہو جائے گا۔

آپؐ نے کلمۂ استرجاعیہ پڑھا اور عرض کیا: اے میرے رب! قبول ہے۔ لیکن توفیق و صبر کا خزانہ تیرے پاس ہے۔

اُن کے ہاں آپؐ کے برادر کے دو فرزند ہوں گے: اُن میں سے ایک کو دھوکے اور فریب سے شہید کر دیا جائے گا۔

آپؐ نے کلمۂ استرجاعیہ پڑھا اور عرض کیا: صبر و توفیق کی ضمانت تیرے پاس ہے۔

باقی اُن کے دوسرے فرزند کو آپؐ کی اُمت کے لوگ جہاد کی دعوت دیں گے۔ پھر وہ اُنھیں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیں گے۔ ان کی اولاد اور اہلِ بیتؑ کے افراد کو قتل کر دیں گے۔ پھر وہ اُن کے خیام کو لوٹ لیں گے۔ وہ مجھ سے مدد مانگیں گے لیکن میں نے یہ فیصلہ کر دیا ہے اور اُن کے مقدر میں اور اُن کے ساتھیوں کے مقدر میں شہادت لکھ دی ہے۔ اُن کی

شہادت طرفین کے درمیان حجت ہوگی۔ آسمانوں اور زمین والے اُن پر گریہ کریں گے۔ وہ ملائکہ جو اُن کی نصرت کو درک نہ کرسکیں گے وہ اُن پر ہمیشہ گریہ کرتے رہیں گے۔ آخرکار اُن کی اولاد میں سے ایک ہستی خروج کرے گی، اُن کے ذریعے میں آپؐ کی نصرت کروں گا۔ اُن کی تصویر عرش کے نیچے میرے پاس موجود ہے......"۔ (۱)

﴿ تربتِ کربلا ﴾

الأمالي للطوسي عَن سدير عَن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام: إِنَّ جَبرَئيلَ علیہ السلام جاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالتُّربَةِ الَّتِي يُقتَلُ عَلَيهَا الحُسَينُ علیہ السلام. قَالَ أَبُو جَعفَرٍ علیہ السلام: فَهِيَ عِندَنَا.

"امالی طوسی میں سُدیرؒ سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے سنا کہ حضرت جبرئیل امینؑ ایک دفعہ سید الانبیاءؐ کے حضور حاضر ہوئے اُن کے پاس خاک تھی کہ جس خاک پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہید ہونا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ تراب ہمارے پاس موجود ہے"۔

﴿ شہادتِ حسینؑ ایک امرِ مکتوبی ﴾

تاريخ دمشق عَن محمد بن صالح: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حِينَ أَخبَرَهُ جِبرِيلُ علیہ السلام أَنَّ أُمَّتَهُ سَتَقتُلُ حُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَقَالَ: يَا جِبرِيلُ! أَفَلَا أُرَاجِعُ فِيهِ؛ قَالَ: لَا، لِأَنَّهُ أَمرٌ قَد كَتَبَهُ اللهُ.

"تاریخ دمشق میں محمد بن صالحؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت جبرئیلؑ نے رسولِ ثقلینؐ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی کہ آپؐ کی اُمت آپؐ کے شہزادے حسینؑ بن علیؑ کو شہید کردے گی تو آپؐ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! کیا اِس حکم میں تبدیلی ہوسکتی ہے؟

---

(۱) امالی طوسی: ص ۳۱۶؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۲۳۱؛ کامل الزیارات: ص ۱۳۲

حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: نہیں، کیونکہ یہ امر مکتوبی ہے، اللہ سبحانہٗ نے لکھ دیا ہے اس طرح ہو کر رہے گا"۔ ①

صبر کی دعوت

كامل الزيارات عن سعيد بن يسار أو غيره: سَمِعتُ أبا عبدِ اللهِ الصادقَ علیہ السلام يَقُولُ: لَمّا أن هَبَطَ جبرئيلُ علیہ السلام على رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِقَتلِ الحُسَينِ علیہ السلام، أخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَخَلا بِهِ مَلِيّاً مِنَ النَّهارِ، فَغَلَبَتهُما العَبرَةُ، فَلَم يَتَفَرَّقا حَتّى هَبَطَ عَلَيهِما جبرئيلُ علیہ السلام، أو قالَ: رَسُولُ رَبِّ العالَمينَ، فَقالَ لَهُما: رَبُّكُما يُقرِئُكُما السَّلامَ، ويَقُولُ: قَد عَزَمتُ عَلَيكُما لَمّا صَبَرتُما. قالَ: فَصَبَرا.

"کامل الزیارات میں سعید بن یسارؒ یا اُن کے علاوہ کسی اور سے بھی روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دفعہ جب حضرت جبرئیل امینؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر لے کر پیغمبر اعظم و آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور سارا دن دونوں خلوت میں رہے اور روتے رہے۔ جب اُن پر گریہ کا غلبہ ہوا تو حضرت جبرئیلؑ اُن پر نازل ہوئے اور دونوں کی خدمت میں عرض کیا: آپ دونوں کا رب آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور وہ آپ دونوں کے صبر کا تقاضا فرما رہا ہے۔

معصوم علیہ السلام نے فرمایا: دونوں بزرگوں نے صبر کا وعدہ کیا کہ وہ صبر کریں گے"۔ ②

---

① امالی طوسی: ص ۳۱۶؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۲۳۱؛ کامل الزیارات: ص ۱۳۲

② کامل الزیارات: ص ۱۳۱؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۱

دوسری فصل

رسولِ اکرمؐ اور شہادتِ حسینؑ

﴿وقتِ ولادت اور خبرِ شہادت﴾

الأمالي للصدوق عن صفية بنت عبدالمطلب: لَمَّا سَقَطَ الحُسَينُ عليه السلام مِن بَطنِ أُمِّهِ، فَدَفَعتُهُ إلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله، فَوَضَعَ النَّبِيُّ لِسانَهُ في فِيهِ، وأَقبَلَ الحُسَينُ عليه السلام عَلى لِسانِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله يَمَصُّهُ، فَما كُنتُ أَحسَبُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَغذوهُ إلّا لَبَناً أو عَسَلاً.

قالَت: فَبالَ الحُسَينُ عليه السلام، فَقَبَّلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله بَينَ عَينَيهِ، ثُمَّ دَفَعَهُ إلَيَّ وَهُوَ يَبكي، وَيَقُولُ: لَعَنَ اللهُ قَوماً هُم قاتِلوكَ يا بُنَيَّ. يَقُولُها ثَلاثاً.

قالَت: فَقُلتُ: فِداكَ أَبي وَأُمّي، وَمَن يَقتُلُهُ؟ قالَ: بَقِيَّةُ الفِئَةِ الباغِيَةِ مِن بَني أُمَيَّةَ، لَعَنَهُمُ اللهُ!

”امالی صدوق میں حضرت صفیہ بن عبدالمطلبؑ سے روایت ہے: جس وقت سبط اصغر حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو میں آپؑ کو سیّد الانبیاءؐ کے حضور لے گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی زبان مبارک اُن کے دہن اقدس میں داخل کر دی اور شہزادے نے لسانِ رسالتؐ کو چوسنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اپنے شہزادے کو بطورِ غذا دودھ یا شہد دیتے تھے۔

جنابِ صفیہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ شہزادے نے آپؐ کی آغوشِ رحمت میں بول کر دیا۔ آپؐ نے اُن کی پیشانی پر بوسے دیئے اور پھر میرے حوالے کر دیا۔ حالانکہ اُس وقت آپؐ گریہ کر رہے تھے اور فرمارہے تھے: اے میرے شہزادے! اللہ رب العزت آپؐ کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ آپؐ نے یہ دُعا تین مرتبہ اپنی زبان پر جاری کی۔

میں نے آپؐ سے پوچھا: میری ماں اور میرا باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں انھیں کون قتل کرے گا؟

آپؐ نے فرمایا: بنی اُمیہ کا ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ اللہ اُن پر لعنت بھیجے۔[1]

المناقب للكوفي عَن ابن عبّاس: لَمّا كَانَ مَولِدُ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيهِمَا، وَكَانَت قَابِلَتَهُ صَفِيَّةُ بِنتُ عَبدِالمُطَّلِبِ، فَدَخَلَ عَلَيهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يا عَمَّةُ! نَاوِلِينِي وَلَدِي. قَالَت: فِدَاكَ الآبَاءُ وَالأُمَّهَاتُ، كَيفَ أُنَاوِلُكَهُ وَلَم أُطَهِّرهُ بَعدُ؟

قَالَ: وَالَّذِي نَفسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَقَد طَهَّرَهُ اللهُ مِن عَلا عَرشِهِ، فَمَدَّ بِيَدِهِ وَكَفَّيهِ. فَنَاوَلَتهُ إِيَّاهُ. فَطَأطَأَ عَلَيهِ بِرَأسِهِ يُقَبِّلُ مُقلَتَيهِ وَخَدَّيهِ، وَيَمُجُّ لِسَانَهُ كَأَنَّمَا يَمُجُّ عَسَلاً أَو لَبَناً. ثُمَّ بَكَى طَوِيلاً. فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: قَتَلَ اللهُ قَوماً يَقتُلُونَكَ! قَالَت صَفِيَّةُ: فَقُلتُ: حَبِيبِي مُحَمَّدُ، مَن يَقتُلُ عِترَةَ رَسُولِ اللهِ؟

قَالَ: يَا عَمَّةُ! تَقتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ مِن بَنِي أُمَيَّةَ.

"المناقب کوفی میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے، جس وقت حضرت حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو اُس وقت حضرت صفیہ

---

[1] امالی صدوق: ص ۱۹۹؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۷۲؛ بحارالانوار: ج ۴۳ ص ۲۴۳

بنت عبدالمطلبؓ آپؐ کے پاس تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے پھوپھی جان! میرے شہزادےؑ کو میرے پاس لے آیئے۔

اُنھوں نے عرض کیا: آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ میں نے ابھی اُنھیں غسلِ ولادت نہیں دیا۔ کیسے اُنھیں آپؐ کے پاس لے آؤں؟

آپؐ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے، اللہ سبحانہ نے اُنھیں طیب و طاہر پیدا کیا ہے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور اُنھیں اپنے ہاتھوں پر اُٹھالیا اور اپنا مبارک سر اُن پر جھکا لیا اور اُن کی آنکھوں اور رخساروں کو بوسے دینے شروع کر دیئے۔ آپؐ نے اپنی زبانِ مبارک اُن کے دہنِ اقدس میں داخل کر دی اور انھوں نے اس طرح چوسنا شروع کر دیا جیسے شہد یا دودھ ہو اور آپؐ نے گریہ کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک گریہ کرتے رہے۔ جب آپؐ کو گریہ کرنے سے افاقہ ہوا تو فرمایا: اللہ رب العزت اُس قوم پر لعنت کرے جو حسینؑ کو قتل کرے۔

جنابِ صفیہؓ نے عرض کیا: اے میرے حبیب محمدؐ! عترتِ رسولؐ کو کون قتل کرے گا؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھوپھی جان! بنی اُمیہ کا ایک باغی گروہ قتل کرے گا"۔ (المناقب کوفی: ج۲، ص ۲۳۴)

عيون أخبار الرِّضَا علیہ السلام بإسنَادِه عَن علي بن الحسين [زين العابدين] علیہ السلام عَن أسماء بنت عميس: فَلَمَّا كَانَ بَعدَ حَولٍ وُلِدَ الحُسَينُ علیہ السلام، وَجَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَقَالَ: يَا أسماءُ! هَلُمِّي ابني. فَدَفَعتُهُ إِلَيهِ فِي خِرقَةٍ بَيضاءَ. فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ اليُمنى، وَأَقَامَ فِي اليُسرى، وَوَضَعَهُ فِي حِجرِهِ، فَبَكى. فَقَالَت أسماءُ: بِأَبي أنت وأُمّي، مِمَّ بُكاؤُكَ؟ قَالَ: عَلى ابني هٰذَا. قُلتُ: إِنَّهُ وُلِدَ

السَّاعَةَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ مِنْ بَعْدِی لَا أَنَالَهُمُ اللّٰهُ شَفَاعَتِی ثُمَّ قَالَ: یَا أَسْمَاءُ! لَا تُخْبِرِی فَاطِمَةَ بِهٰذَا؛ فَإِنَّهَا قَرِیبَةُ عَهْدٍ بِوِلَادَتِهِ.

''عیون اخبار الرضاؑ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیسؓ نے کہا: جب فرزندِ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو سیّدالانبیاءؐ وہاں تشریف لائے اور فرمایا: اسماءؓ! میرے شہزادے کو میرے پاس لے آیئے۔ میں آپؐ کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر لے گئی۔ آپؐ نے اُن کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور آپؐ کو اپنی آغوشِ مقدس میں لٹا دیا اور گریہ کرنے لگے۔

اسماءؓ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے باپ اور میری ماں آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کیوں گریہ کر رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میں اس شہزادے پر رو رہا ہوں۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ابھی تو یہ پیدا ہوئے ہیں اور آپؐ نے اُن پر گریہ کرنا شروع کر دیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: میرے بعد انھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ میری شفاعت سے وہ محروم رہے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے اسماءؓ! تم اس واقعے کی خبر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو نہ دینا کیوں کہ وہ ابھی بچے کی ولادت کے مراحل سے گزری ہیں۔ (1)

الأمالی للطوسی بإسناده عن علی بن الحسین [زین العابدین] علیہ السلام عن أسماء بنت عمیس: لَمَّا وَلَدَتْ فَاطِمَةُ علیہا السلام الْحُسَیْنَ علیہ السلام نَفِسْتُهَا بِهِ، فَجَاءَنِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: هَلُمِّی ابْنِی یَا أَسْمَاءُ،

---

(1) عیون اخبار الرضاؑ: ج ۲، ص ۲۶؛ صحیفہ الامام الرضاؑ: ص ۲۴۱؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۲۷؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۷۱؛ بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۲۳۹؛ ذخائر العقبیٰ: ص ۲۰۷

فَدَفَعتُهُ إِلَيهِ فِي خِرقَةٍ بَيضَاءَ. فَفَعَلَ بِهِ كَمَا فَعَلَ بِالحَسَنِ علیہ السلام.
قَالَت: وَبَكَى رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكَ حَدِيثٌ. اَللّٰهُمَّ العَن قَاتِلَهُ! لَا تُعلِمِي فَاطِمَةَ بِذٰلِكَ.

امالی طوسی میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیسؓ نے بتایا: جب شہزادۂ حسینؑ کی ولادت ہوئی تو میں اُن کی دایہ تھی۔ رسولِ کائناتؐ تشریف لائے تو فرمایا: اسماءؓ! میرے شہزادے کو میرے پاس لے آؤ۔ میں نے شہزادۂ حسینؑ کو سفید کپڑے کے پارچے میں لپیٹا۔ آپؐ نے اُن کے ساتھ وہی سلوک کیا جو آپؐ نے شہزادۂ حسنؑ کی ولادت کے موقع پر اُن سے سلوک کیا تھا۔

جنابِ اسماءؓ کہتی ہیں کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: عنقریب حسینؑ کے ساتھ ایک حادثہ پیش آئے گا۔ اے اللہ! حسینؑ کے قاتل پر لعنت بھیج۔

آپؐ نے مجھے فرمایا: میری یہ بات میری شہزادی فاطمہؑ سے نہ کہنا"۔ (1)

ولادت کے ایک سال بعد آپؑ کی شہادت کی خبریں

الملہوف میں ہے جب سبطِ محمدؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کی عمر مبارک ایک سال ہوگئی تو رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بارہ ملائکہ نازل ہوئے، اُن کے چہرے سرخ تھے اور وہ رو رہے تھے۔ انھوں نے اپنے پَر پھیلا رکھے تھے اور وہ کہہ رہے تھے:

اے محمدؐ! آپؐ کے فرزند حسینؑ کے ساتھ وہی کچھ پیش آئے گا جو حضرت ہابیلؑ کو قابیل کی طرف سے پیش آیا تھا۔ انھیں حضرت ہابیلؑ جیسا اجر عطا کیا جائے گا اور اُن کے قاتل کو وہی عذاب دیا جائے گا جو حضرت ہابیلؑ کے قاتل کو دیا گیا ہے۔

اِس کے بعد آسمان سے تمام ملائکہ پیغمبرِ اسلام کے پاس آئے۔ انھوں نے آپؐ کو سلام

(1) امالی طوسی: ص ۳۶۳؛ بحار الانوار: ج ۴۳ ص ۲۵۰

کیا اور آپؐ کے فرزند حسینؑ کے بارے میں تعزیت پیش کی اور اُن کے ثواب کی خبر بھی دی۔ اُن ملائکہ نے کربلا کی خاک بھی پیش کی۔ فرشتوں کی ملاقات کے وقت نبی کریمؐ فرماتے رہے:

"اے اللہ! میرے شہزادےؑ پر ظلم کرنے والے کو ذلیل و رُسوا کر اور اُن کے قاتل کو قتل کر اور اُسے اپنی بارگاہ سے منقطع فرما"۔

ولادت کے دو سال بعد خبر شہادت

الملهوف: لَمَّا أَتَت عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام مِن مَولِدِهِ سَنَةٌ كامِلَةٌ هَبَطَ عَلى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِثنا عَشَرَ مَلَكاً... مُحمَرَّةً وُجوهُهُم ، بَاكِيَةً عُيونُهُم ، قَد نَشَرُوا أجنِحَتَهُم وهُم يَقولُونَ . يا مُحَمَّدُ سَيَنزِلُ بِوَلَدِكَ الحُسَينِ بنِ فاطِمَةَ ما نَزَلَ بِهابِيلَ مِن قابِيلَ ، وسَيُعطِي مِثلَ أجرِ هابِيلَ . وَيُحمَلُ عَلى قاتِلِهِ مِثلُ وِزرِ قابِيلَ . وَلَم يَبقَ فِي السَّماواتِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ اِلّا ونَزَلَ إلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كُلٌّ يُقرِئُهُ السَّلامَ . ويُعَزّيهِ فِي الحُسَينِ علیہ السلام ، وَيُخبِرُهُ بِثَوابِ ما يُعطِي ، وَيَعرِضُ عَلَيهِ تُربَتَهُ ، وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقولُ : اَللّهُمَّ اخذُل مَن خَذَلَهُ ، وَاقتُل مَن قَتَلَهُ ، وَلا تُمَتِّعهُ بِما طَلَبَهُ!

"ملہوف میں روایت ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا ایک سال مکمل ہوا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بارہ فرشتوں کی جماعت حاضر ہوئی۔ اُن کے چہرے سرخ اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ اُنھوں نے اپنے پَروں کو پھیلادیا اور اُنھوں نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا: یا محمدؐ! عنقریب تیرے فرزند حسینؑ بن فاطمہؑ پر مصائب آئیں گے جس طرح قابیل کی طرف سے ہابیل پر آئے اور انھیں ہابیل کی طرح اَجر وثواب دیا جائے گا اور اُن کے قاتل کو اس طرح اذیت دی جائے گی

جس طرح قابیل کو دی گئی۔ آسمان کے تمام ملائکہ بارگاہِ رسولؐ میں حاضر ہوئے اور انھوں نے حسینؑ کی تعزیت پیش کی اور اس کے ثواب کی خبر دی اور اُن کی خدمت میں تربت پیش کی۔ نبی پاکؐ نے فرمایا: پروردگار! اس کو ذلیل ورسوا کر جو حسینؑ کو اذیت دے اور اُس کو داخلِ جہنم کر جو حسینؑ کو قتل کرے اور جو وہ خواہش رکھتے ہیں اُن میں اُن کو ناکام فرما"۔

الفتوح عَن المسور بن مخرمة: لَمَّا أتَت عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام مِن مَولِدِهِ سَنَتانِ كامِلَتانِ، خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم في سَفَرٍ لَهُ، فَلَمّا كانَ في بَعضِ الطَّريقِ وَقَفَ، فَاستَرجَعَ ودَمَعَت عَيناهُ، فَسُئِلَ عَن ذٰلِكَ، فَقالَ: هٰذا جِبرَئيلُ علیہ السلام يُخبِرُني عَن أرضٍ بِشاطِئِ الفُراتِ، يُقالُ لَها: كَربَلاءُ، يُقتَلُ بِها وَلَدِيَ الحُسَينُ ابنُ فاطِمَةَ. فَقيلَ: مَن يَقتُلُهُ يا رَسولَ اللهِ؟ فَقالَ: رَجُلٌ يُقالُ لَهُ: يَزيدُ، لا بارَكَ اللهُ لَهُ في نَفسِهِ! وكَأَنّي أنظُرُ إلى مَصرَعِهِ ومَدفَنِهِ بِها، وقَد اُهدِيَ بِرَأسِهِ، وَ وَاللهِ، ما يَنظُرُ أحَدٌ إلى رَأسِ وَلَدِيَ الحُسَينِ فَيَفرَحُ، إلّا خالَفَ اللهُ بَينَ قَلبِهِ ولِسانِهِ.

قالَ: ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِن سَفَرِهِ ذٰلِكَ مَغمومًا، ثُمَّ صَعِدَ المِنبَرَ، فَخَطَبَ ووَعَظَ، وَالحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام بَينَ يَدَيهِ مَعَ الحَسَنِ علیہ السلام.

قالَ: فَلَمّا فَرَغَ مِن خُطبَتِهِ، وَضَعَ يَدَهُ اليُمنى عَلى رَأسِ الحَسَنِ علیہ السلام، وَاليُسرى عَلى رَأسِ الحُسَينِ علیہ السلام، ثُمَّ رَفَعَ رَأسَهُ إلَى السَّماءِ، فَقالَ: اللّٰهُمَّ إنّي مُحَمَّدٌ عَبدُكَ ونَبِيُّكَ، وهٰذانِ أطايِبُ عِترَتي، وخِيارُ ذُرِّيَّتي وأرومَتي، ومَن اُخَلِّفُهُم في اُمَّتي، اللّٰهُمَّ وقَد أخبَرَني جِبرَئيلُ بِأَنَّ وَلَدي هٰذا مَقتولٌ مَخذولٌ، اللّٰهُمَّ فَبارِك لَهُ في قَتلِهِ، وَاجعَلهُ مِن ساداتِ الشُّهَداءِ، إنَّكَ

عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ. اَللّٰهُمَّ وَلَا تُبَارِكْ فِی قَاتِلِهٖ وَخَاذِلِهٖ!

قَالَ: وَضَجَّ النَّاسُ فِی الْمَسجِدِ بِالْبُكَاءِ.

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: أَتَبكُونَ وَلَا تَنصُرُونَهٗ؟ اَللّٰهُمَّ فَكُن أَنْتَ لَهٗ وَلِیًّا وَنَاصِرًا.

قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ مُتَغَیِّرُ اللَّونِ، مُحمَرُّ الوَجهِ، فَخَطَبَ خُطبَةً بَلِیغَةً موجَزَةً وَعَینَاهُ یَهمِلَانِ دُمُوعًا.

ثُمَّ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! اِنِّی قَد خَلَّفتُ فِیكُمُ الثَّقَلَینِ: كِتَابَ اللهِ وَعِترَتِی وَأَرُومَتِی، وَمَرَاحَ مَمَاتِی وَثَمَرَتِی، وَلَن یَفتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الحَوضَ.

ألا وإنِّی [لا] أَسأَلُكُم فِی ذٰلِكَ إِلَّا مَا أَمَرَنِی رَبِّی اَن أَسأَلَكُمُ المَوَدَّةَ فِی القُربٰی. فَانظُرُوا اَن لَا تَلقَونِی غَدًا عَلَی الحَوضِ وَقَد أَبغَضتُم عِترَتِی وَظَلَمتُمُوهُم. أَلَا وَإِنَّهٗ سَیَرِدُ عَلَیَّ فِی القِیَامَةِ ثَلَاثُ رَایَاتٍ مِن هٰذِهِ الأُمَّةِ: رَایَةٌ سَودَاءُ مُظلِمَةٌ. قَد فَزِعَت لَهَا المَلَائِكَةُ، فَتَقِفُ عَلَیَّ، فَأَقُولُ: مَن اَنتُم؟ فَیَنسَونَ ذِكرِی، وَیَقُولُونَ: نَحنُ اَهلُ التَّوحِیدِ مِنَ العَرَبِ.

فَأَقُولُ: اَنَا أَحمَدُ نَبِیُّ العَرَبِ وَالعَجَمِ. فَیَقُولُونَ: نَحنُ مِن اُمَّتِكَ یَا أَحمَدُ.

فَأَقُولُ لَهُم: كَیفَ خَلَفتُمُونِی مِن بَعدِی فِی أَهلِی وَعِترَتِی وَكِتَابِ رَبِّی؟

فَیَقُولُونَ: أَمَّا الكِتَابُ فَضَیَّعنَا وَمَزَّقنَا، وَأَمَّا عِترَتُكَ فَحَرَصنَا عَلٰی اَن نُبِیدَهُم مِن جَدِیدِ الأَرضِ. فَأُوَلِّی عَنهُم وَجهِی، فَیَصدُرُونَ ظِمَاءً عِطَاشًا، مُسوَدَّةً وُجُوهُهُم....

"الفتوح میں مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب فرزند رسولؐ کی

عمر شریف دو سال مکمل ہوئی تو آپؐ سفر پر تھے۔ راستہ چلتے ہوئے ایک جگہ پر ٹھہرے اور کلمۂ استرجاعیہ پڑھا اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپؐ سے پوچھا گیا: اس وقت آپؐ کیوں محزون و مغموم ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ابھی جبرائیل امینؑ نازل ہوئے ہیں اور انھوں نے خبر دی ہے کہ دریائے فرات کے کنارے ایک زمین ہے کہ جسے کربلا کہا جاتا ہے وہاں میرے بیٹے حسینؑ بن فاطمہؑ شہید کر دیے جائیں گے۔

آپؐ سے پوچھا گیا: یارسولؐ اللہ! انھیں کون قتل کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا: اُن کے قاتل کا نام یزید ہے۔ اللہ رب العزت اُس سے اپنی برکات اُٹھا لے۔ گویا کہ میں اُن کے مقتل اور مدفن کو دیکھ رہا ہوں۔ اُن کے مقدس سر کو بطورِ ہدیہ بھیجا جائے گا۔ بخدا وہ شخص اُن کے سر کو اِس حالت میں دیکھ کر خوشی محسوس کرے گا جو اللہ کا دشمن ہوگا۔

راوی کہتا ہے: رسولِ کائناتؐ اِسی غم وحُزن کے ساتھ اپنے وطن کی طرف لوٹے اور منبر پر خطبہ دیا۔ اُس وقت شہزادۂ حسینؑ اپنے برادر حسنؑ کے ساتھ آپؐ کے سامنے موجود تھے۔ جب پیغمبرؐ اسلام خطبے سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ شہزادۂ حسنؑ کے سر پر اور بایاں ہاتھ شہزادۂ حسینؑ کے سر پر رکھا۔ پھر آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا:

خدایا! میں تیرا عبد اور نبی محمدؐ ہوں۔ یہ دونوں میرے طیب و طاہر فرزند ہیں۔ میرے اہلِ بیتؑ کا مرکز ہیں اور میری اصل ہیں۔ میں انھیں اپنی اُمت میں چھوڑے جا رہا ہوں۔

خدایا! جبرئیل امینؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے یہ فرزند بے دردی کے ساتھ قتل کر دیئے جائیں گے۔

خدایا! اِن کی شہادت کو بابرکت بنا اور انھیں تمام شہدا کی سیادت عطا فرما۔

بے شک تُو ہر چیز پر قادر ہے۔

اے اللہ! اِن کے قاتل اور اِن کی نصرت سے ہاتھ اُٹھانے والے سے برکات اُٹھا لے۔ راوی کہتا ہے کہ لوگوں کی ڈھارس بندھ گئیں اور ہر شخص دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔

سید العرب والعجم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگ صرف اُن پر روؤ گے اور اُن کی نصرت نہ کرو گے؟ خدایا! تو اِن کی نصرت فرما۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے لوٹے تو آپؐ کا چہرۂ مبارک حزن سے سرخ اور متغیر تھا۔ آپؐ منبر پر تشریف لائے اور مختصر صورت میں خطبہ بلیغہ دیا۔ اُس وقت آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: لوگو! میں تمھارے درمیان ثقلین چھوڑے جا رہا ہوں۔ اُس میں سے ایک اللہ رب العزت کی کتاب اور دوسری عترت جو میری اصل ہے اور میری کائنات ہے۔ یہ دونوں کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔

خبردار! میرے رب نے مجھے اِن کے بارے میں جو حکم دیا ہے اُسی کا میں سوال کرتا ہوں۔ میرے رب نے مجھے اپنے قریبیوں کی مودّت کے سوال کا حکم دیا ہے۔ میرے اہلِ بیتؑ سے مودّت رکھو۔

یاد رکھو! قیامت کا دن آنے والا ہے جس نے میری عترت سے بُغض رکھا اور اِن پر ظلم وستم کیا وہ میری ملاقات سے محروم رہے گا۔ حوضِ کوثر پر اُسے میرے پاس نہیں آنے دیا جائے گا۔

جی ہاں! کل قیامت کے دن میری اُمت تین پرچموں کے ساتھ میرے پاس آئے گی۔ ایک گروہ میرے پاس آئے گا کہ اُس کا پرچم سیاہ رنگ ہوگا۔ وہ اُس وقت خوف زدہ ہوگا۔ ملائکہ نے اُسے گھیر رکھا ہوگا۔ وہ

میرے پاس آ کر توقف کرے گا۔ میں پوچھوں گا کہ تم کون لوگ ہو؟ اُس وقت وہ مجھے بھول چکے ہوں گے کہ مَیں کون ہوں؟ وہ کہیں گے کہ ہم اہلِ توحید ہیں، عرب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُس وقت مَیں کہوں گا: میں احمد نبیِ عرب و عجم ہوں۔ وہ کہیں گے: احمدؐ! ہم آپؐ کی اُمت ہیں۔

اُس وقت مَیں کہوں گا کہ تم نے میرے بعد میرے اہلِ بیتؑ اور میرے رب کی کتاب کی کس طرح مخالفت کی تھی؟

اُس وقت وہ کہیں گے کہ ہم نے اللہ سبحانہٗ کی کتاب کو ضائع کر دیا تھا اور آپؐ کی عترت اہلِ بیتؑ کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا تھا۔ اُس وقت میں اپنا رُخ اُن سے پھیر لوں گا۔ اُس وقت اُن پر پیاس مسلط ہوگی۔ وہ پیاس سے جاں بہ لب وہاں سے دھتکارے جائیں گے۔ درحالانکہ اُن کے چہروں پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی"۔ [1]

رسولِ اسلامؐ کی رحلت سے قبل آپؐ کی شہادت کی خبر

مقتل الحسين علیہ السلام للخوارزمي عَن ابن عَبّاس: خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلَ مَوتِهِ بِأَيّامٍ يَسيرَةٍ إلى سَفَرٍ لَهُ، ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ مُتَغَيِّرُ اللَّونِ، مُحمَرُّ الوَجهِ، فَخَطَبَ خُطبَةً بَليغَةً موجَزَةً، وَعَيناهُ تَهمِلانِ دُموعاً.

قالَ فيها: أيُّهَا النّاسُ! إنّي خَلَّفتُ فيكُمُ الثَّقَلَينِ: كِتابَ اللهِ وعِترَتي ... ألا وَإنَّ جَبرَئيلَ قَد أخبَرَني بِأَنَّ اُمَّتي تَقتُلُ وَلَدِيَ الحُسَينَ بِأَرضِ كَربٍ وبَلاءٍ، ألا فَلَعنَةُ اللهِ عَلى قاتِلِهِ وَخاذِلِهِ آخِرَ الدَّهرِ. قالَ: ثُمَّ نَزَلَ عَنِ المِنبَرِ، ولَم يَبقَ أحَدٌ مِنَ المُهاجِرينَ وَالأَنصارِ إلّا وتَيَقَّنَ بِأَنَّ الحُسَينَ علیہ السلام مَقتولٌ.

---

(1) الفتوح: ج۴، ص ۳۲۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۶۳؛ الملہوف: ص ۹۳؛ مثیر الاحزان: ص ۱۸

مقتل الحسین خوارزمی میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رحلت سے قبل کچھ دنوں کے لیے سفر پر تشریف لے گئے۔ جب آپؐ واپس لوٹے تو اُن کے چہرے پر اُداسی چھائی ہوئی تھی۔ آپؐ نے مختصر صورت میں ایک بلیغ خطبہ دیا۔ اُس وقت آپؐ کی مقدس آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

آپؐ نے فرمایا: لوگو! میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جانے والا ہوں: ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت اہلِ بیتؑ ہیں۔ مجھے جبرئیل امینؑ نے خبر دی ہے کہ میری اُمت میرے شہزادے حسینؑ کو کرب و بلا نامی زمین میں قتل کردے گی۔ اُس کے قاتل پر اور اُس کی مدد نہ کرنے والے پر اللہ رب العزت کی لعنت ہو۔

ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا منبر سے نیچے آئے۔ مہاجرین و انصار میں سے ہر فرد نے یقین کرلیا کہ امام حسین علیہ السلام نے شہید ہونا ہے۔[1]

مثیر الأحزان عَن ابن عبّاس: لَمّا اشتَدَّ بِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَرَضُهُ الَّذِي مِاتَ فِيهِ، وَقَد ضَمَّ الحُسَينَ علیہ السلام إلى صَدرِهِ، يَسيلُ مِن عَرَقِهِ عَلَيهِ وَهو يَجودُ بِنَفسِهِ، ويَقُولُ: مَا لِي وَلِيَزِيدَ؛ لا بَارَكَ اللهُ فِيهِ! اَللّٰهُمَّ العَن يَزِيدَ! ثُمَّ غُشِيَ عَلَيهِ طَوِيلاً وَأَفَاقَ، وَجَعَلَ يُقَبِّلُ الحُسَينَ علیہ السلام وَعَينَاهُ تَذرِفَانِ، وَيَقُولُ: أَمَا إنَّ لِي وَلِقَاتِلِكَ مَقاماً بَينَ يَدَيِ اللهِ عزّ وجل.

مثیر الاحزان میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے: جب رسولِ ثقلینؐ کی علالت نے شدت اختیار کی تو آپؐ نے اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کو اپنے مقدس سینے پر لٹا دیا اور فرمایا: یہ میری اصل ہیں، میری عترت کے

---

[1] مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۶۳؛ الفتوح: ج ۴، ص ۳۲۵

انوار ہیں اور میری ذرّیت کے مرکز ہیں۔ اللہ سبحانہٗ اُسے برکت نہ دے جو میرے بعد اِن کی حفاظت نہ کرے۔

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں: اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غشی کے عالم میں تھے۔ جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اے میرے فرزند حسینؑ! قیامت کے دن بارگاہِ خداوندی میں میرے اور آپؑ کے قاتل کی حاضری ہے۔ میں آپؑ کے قتل کا پروردگار کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کروں گا۔ اُس وقت میری خوشی کی انتہا ہوگی جب اللہ سبحانہٗ تعالیٰ قیامت کے دن آپؑ کے قاتل کے خلاف مجھے خصم قرار دے گا"۔

'الفتوح' میں اس روایت کا ذکر ہو چکا ہے۔

الأمالی للصدوق عَن ابنِ عَبّاس: إنَّ رَسُولَ اللهِ فی ذٰلِكَ المَرَضِ كَانَ يَقُولُ: أُدعوا إلَیٰ حَبِيبِی، فَجَعَلَ يُدعیٰ لَهُ رَجُلٌ بَعدَ رَجُلٍ، فَيُعرِضُ عَنهُ. فَقِيلَ لِفَاطِمَةَ علیہا السلام: إمضِی إلَیٰ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَمَا نَرَیٰ رَسُولَ اللهِ يُرِيدُ غَيرَ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَبَعَثَت فَاطِمَةُ علیہا السلام إلَیٰ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَلَمَّا دَخَلَ فَتَحَ رَسُولُ اللهِ عَينَيهِ، وَتَهَلَّلَ وَجهُهُ.

ثُمَّ قَالَ: إلَيَّ يَا عَلِيُّ، إلَيَّ يَا عَلِيُّ، فَمَا زَالَ يُدنِيهِ حَتّیٰ أخَذَهُ بِيَدِهِ، وَأجلَسَهُ عِندَ رَأسِهِ، ثُمَّ اُغمِيَ عَلَيهِ، فَجَاءَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ علیہما السلام يَصِيحَانِ وَيَبكِيَانِ، حَتّیٰ وَقَعَا عَلَیٰ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَأرَادَ عَلِيٌّ علیہ السلام أن يُنَحِّيَهُمَا عَنهُ، فَأفَاقَ رَسُولُ اللهِ.

ثُمَّ قَالَ: يَا عَلِيُّ! دَعنِي أشَمُّهُمَا وَيَشُمَّانِي، وَأتَزَوَّدُ مِنهُمَا وَيَتَزَوَّدَانِ مِنِّي، أمَا إنَّهُمَا سَيُظلَمَانِ بَعدِي، وَيُقتَلَانِ ظُلمًا، فَلَعنَةُ اللهِ عَلَیٰ مَن يَظلِمُهُمَا. يَقُولُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا.

"امالی صدوق میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے، سرکارِ رسالت مآبؐ کی طبیعت ناساز تھی۔ آپؐ نے فرمایا: میرے حبیبؑ کو بلاؤ۔ ایک

آدمی آیا اور اُس نے کہا: میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے حبیب کو بلاؤ۔ پھر ایک اور آدمی آیا۔ آپؐ نے فرمایا: میرے حبیب کو بلاؤ۔ آخرکار حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے کہا گیا کہ رسولؐ اسلام امام علیؑ کو بلا رہے ہیں۔ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے امام علی علیہ السلام کو رسولِ ثقلینؐ کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ جب امام علیہ السلام بارگاہِ رسالتؐ میں پہنچے تو آپؐ نے آنکھیں کھولیں اور آپؐ کا چہرہ چمکنے لگا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! میرے پاس آیئے۔ اے علیؑ! میرے پاس آیئے۔ جب امام علی علیہ السلام قریب ہوئے تو آپؐ نے اُن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور انھیں اپنے سرِ مبارک کے قریب بٹھا دیا۔ پھر آپؐ غشی کی حالت میں چلے گئے۔ اُسی وقت حسنین شریفین علیہما السلام چلاتے روتے ہوئے وہیں حاضر ہوئے اور اپنے نانا سے آکر لپٹ گئے۔ جونہی امام علی علیہ السلام نے اُنھیں جدا کرنے کا ارادہ کیا تو آپؐ کو غشی سے افاقہ ہوا۔

آپؐ نے امام علیہ السلام سے فرمایا: انھیں کچھ نہ کہیے، میں اِن کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور یہ میری خوشبو سے اپنے مشامِ جان کو معطر کر رہے ہیں۔ میں اِن سے سکون حاصل کر رہا ہوں اور وہ مجھ سے سکون حاصل کر رہے ہیں۔ میرے بعد ان پر مظالم ڈھائے جائیں گے اور انھیں بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا جائے گا۔ ان پر ظلم کرنے والوں پر اللہ رب العزت کی لعنت ہے۔ آپؐ نے یہ جملہ تین مرتبہ ادا فرمایا"۔ (الفتوح: ج ۴، ص ۳۵۰)

مسند زید عن زید بن علي عن أبيه عن جدّه علي علیہ السلام: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي مَرَضِهِ، وَالبَيتُ غَاصٌّ بِمَن فِيهِ، قَالَ: أُدعُوا لِيَ الحَسَنَ وَالحُسَينَ، فَدَعَوتُهُمَا، فَجَعَلَ يَلثِمُهُمَا حَتَّى أُغمِيَ عَلَيهِ، قَالَ: فَجَعَلَ عَلِيٌّ علیہ السلام يَرفَعُهُمَا عَن وَجهِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: فَفَتَحَ عَينَيهِ، فَقَالَ: دَعهُمَا يَتَمَتَّعَانِ مِنِّي وَأَتَمَتَّعُ مِنهُمَا

فَإِنَّهُ سَيُصِيبُهُمَا بَعْدِي أَثَرَةٌ.

''مسند زید میں حضرت زید بن علیؑ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور انھوں نے اپنے دادا بزرگوار حضرت امام علی علیہ السلام سے سنا: جب سید العرب والعجم کی علالت نے شدت اختیار کی تو اس وقت آپؐ کا حجرہ لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: حسنؑ و حسینؑ کو میرے پاس لے آؤ، میں انھیں آپؐ کے حضور لے آیا۔ جب وہ دونوں آپؐ کے قریب ہوئے تو آپؐ نے انھیں اپنے گلے لگایا اور انھیں بوسے دینے لگے۔ اس دوران آپؐ حالتِ غشی میں چلے گئے۔ میں نے شہزادوں کو ان کے سینے سے اٹھانا چاہا کہ آپؐ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: انھیں میرے سینے پر رہنے دو۔ یہ مجھ سے پیار کرلیں اور میں ان سے پیار کرلوں کیونکہ میرے بعد انھوں نے بہت دکھ برداشت کرنے ہیں''۔ (1)

شرح الأخبار: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمَّا احْتُضِرَ، دَعَا بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ علیہما السلام فَوَضَعَهُمَا عَلَى وَجْهِهِ، وَجَعَلَ يُقَبِّلُهُمَا حَتَّى أُغْمِيَ عَلَيْهِ. فَأَخَذَهُمَا عَلِيٌّ علیہ السلام عَنْ وَجْهِهِ. فَفَتَحَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَيْنَيْهِ، وَقَالَ لِعَلِيٍّ علیہ السلام: دَعْهُمَا يَسْتَمْتِعَانِ مِنِّي وَأَسْتَمْتِعُ مِنْهُمَا، فَإِنَّهُ سَيُصِيبُهُمَا بَعْدِي أَثَرَةٌ. أَرَادَ بِالْأَثَرَةِ مَا اسْتَأْثَرَ بِهِ أَهْلُ التَّغَلُّبِ مِنْ حَقِّهِمَا، فَأَخَذُوهُ لِأَنْفُسِهِمْ، فَأَثَرُوهُ بِهِ عَلَيْهِمَا أَثَرَةً بِغَيْرِ حَقٍّ.

''شرح الاخبار میں ہے جب رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ رحلت قریب آیا تو آپؐ نے امام حسن و حسین علیہما السلام کو اپنے پاس بلایا۔ جب وہ

مسند زید: ص ۴۰۳؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۱۳

دونوں آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے اپنے چہرے کو اُن کے چہروں سے ملا دیا اور اُنھیں بوسے دینے لگے کہ پھر آپؐ عالمِ غشی میں چلے گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُنھیں آپؐ کے چہرے سے ہٹانا چاہا کہ آپؐ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: انھیں میرے پاس رہنے دیجیے تاکہ یہ دونوں مجھ سے سکون حاصل کرلیں اور مَیں اِن سے سکون حاصل کرلوں کیونکہ میرے بعد اُنھوں نے مصائب جھیلنے ہیں۔ (فضل زیارت الحسینؑ: ص ۳۴)

حضرت فاطمہ زہراؑ اور آپؐ کی شہادت کی خبر

فضل زیارة الحسین علیہ السلام عَن حسن بن زید عَن جعفر بن محمّد عَن أَبِيهِ [الباقر] علیہما السلام عَن أُمّ سَلمَة: أَخبَرَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاطِمَةَ علیہا السلام بِقَتلِ الحُسَينِ علیہ السلام. فَبَكَت. فَقَالَ:

يَا فَاطِمَةُ! اصبِرِي وَسَلِّمِي. قَالَت: صَبَرتُ وَسَلَّمتُ يَا رَسُولَ اللهِ. فَأَينَ يَكونُ قَتلُهُ، قَالَ: يُقتَلُ بِأَرضٍ يُقَالُ لَهَا كَربَلَاءُ، فِي غُربَةٍ مِنَ الأَهلِ وَالعَشِيرَةِ. يَزُورُهُ يَا فَاطِمَةُ قَومٌ.

"فضل زیارت الحسینؑ" میں ہے، جناب حسن بن زیدؒ سے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اُنھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اعظم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے فرمایا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کردیا جائے گا۔ یہ سن کر آپؑ رونے لگیں۔

رسولِ اسلام نے فرمایا: صبر کیجیے اور اللہ رب العزت کے اَمر کو تسلیم کیجیے۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: میں صبر کرتی ہوں اور اُس کے امر کو قبول کرتی ہوں۔ لیکن یہ بتائیے انھیں کہاں قتل کیا جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: کربلا نامی سرزمین پر انھیں قتل کردیا جائے گا۔ اُس وقت وہ اپنے اہلِ بیتؑ کے ساتھ سفر میں ہوں گے۔ اے فاطمہؑ! قیامت تک

لوگ اُن کی زیارت کرتے رہیں گے"۔(فضل زیارت حسینؑ: ص ۳۴)

حضرت اُمِ سلمہؓ اور خبرِ شہادتِ حسینؑ

تاریخ دمشق عَن داوٗد: قَالَت اُمُّ سَلَمَةَ: دَخَلَ الحُسَینُ علیہ السلام عَلٰی رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَفَزِعَ. فَقَالَت اُمُّ سَلَمَةَ: مَالَكَ یَارَسُولَ اللهِ؛ قَالَ: اِنَّ جِبرِیلَ علیہ السلام اَخبَرَنِی اَنَّ ابنِی هٰذَا یُقتَلُ، وَاَنَّهُ اشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰی مَن یَقتُلُهُ.

"تاریخ دمشق میں ہے، حضرت اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ امام حسین علیہ السلام بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ رونے لگے۔ حضرت اُمِ سلمہؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: مجھے جبرئیل امینؑ نے خبر دی ہے کہ میرے اس فرزند کو قتل کر دیا جائے گا۔ اِن کے قاتل پر اللہ اپنا غضب نازل کرے گا"۔ ①

تاریخ دمشق عَن اُمِّ سلمة: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَیتِی، فَقَالَ: لَا یَدخُل عَلَیَّ اَحَدٌ. قَالَت: فَسَمِعتُ صَوتَهُ. فَدَخَلتُ فَاِذَا عِندَهُ حُسَینُ بنُ عَلِیٍّ علیہ السلام. وَاِذَا هُوَ حَزِینٌ. اَو قَالَت: یَبکِی فَقُلتُ: مَالَكَ یَارَسُولَ اللهِ؛

قَالَ: حَدَّثَنِی جِبرَیلُ اَنَّ اُمَّتِی تَقتُلُ هٰذَا بَعدِی. فَقُلتُ: وَمَن یَقتُلُهُ؛ فَتَنَاوَلَ مَدَرَةً. فَقَالَ: اَهلُ هٰذِهِ المَدَرَةِ یَقتُلُونَهُ.

"تاریخ دمشق میں حضرت اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن اللہ کے رسولؐ میرے گھر تشریف لائے، آپؐ نے فرمایا: میرے پاس کسی کو نہ آنے دینا۔ میں نے عرض کیا: حکم کی تعمیل ہوگی۔ لیکن اِس دوران میں نے اُنھیں کسی کے ساتھ بولتے ہوئے پایا۔ میں اُن کے پاس گئی تو اُس وقت

---

① تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۳؛ تھذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۰۹؛ کنز العمال: ج ۲، ص ۱۲۷

شہزادہ حسینؑ آپؐ کے پاس تھے۔ اُس وقت آپؐ بہت زیادہ محزون و مغموم تھے یا اُس نے کہا کہ آپؐ رو رہے تھے۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا بات ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جنابِ جبرئیل امینؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ میری اُمت میرے بعد اِنھیں قتل کردے گی۔

میں نے عرض کیا: کون قتل کرے گا؟ آپؐ نے مٹی کا ٹکڑا اُٹھایا اور فرمایا: اس مٹی کے علاقے والے اُنھیں شہید کریں گے"۔ (۱)

اَلْاِرْشَادُ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ: بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ جَالِسٌ وَالْحُسَیْنُ علیہ السلام جَالِسٌ فِیْ حِجْرِہٖ، اِذْ ھَمَلَتْ عَیْنَاہُ بِالدُّمُوْعِ. فَقُلْتُ لَہٗ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، مَا لِیْ اَرَاکَ تَبْکِیْ جُعِلْتُ فِدَاکَ؛ فَقَالَ: جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ علیہ السلام فَعَزَّانِیْ بِابْنِیَ الْحُسَیْنِ، وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ طَائِفَۃً مِنْ اُمَّتِیْ تَقْتُلُہٗ. لَا اَنَالَھُمُ اللّٰہُ شَفَاعَتِیْ.

"الارشاد میں حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ایک دن رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف فرما تھے اور شہزادہ حسینؑ اُن کی آغوش میں تھے۔ اچانک آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں قربان جاؤں میں کیا دیکھ رہی ہوں؟

آپؐ نے فرمایا: ابھی میرے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور مجھے میرے فرزند حسینؑ کی تعزیت پیش کی اور مجھے بتایا کہ میری اُمت کا ایک گروہ اُنھیں شہید کردے گا۔ اللہ رب العزت اُنھیں میری شفاعت سے محروم رکھے گا"۔ (۲)

---

(۱) تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۲؛ المناقب الکبری: ج ۲، ص ۲۳۸

(۲) ارشاد: ج ۲، ص ۱۳۰؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۱۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۳۶۸، بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۹

حضرت عائشہؓ اور خبرِ شہادتِ حسینؑ

الأمالی للطوسی عَن الحسین [ابن أبي غندر] عَن بعض أصحابنا عَن أبي عبد الله [الصّادق] علیہ السلام: كَانَ الحُسَينُ علیہ السلام ذَاتَ يَومٍ فِي حِجرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُلَاعِبُهُ وَيُضَاحِكُهُ. فَقَالَت عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا أَشَدَّ إِعجَابَكَ بِهٰذَا الصَّبِيِّ!

فَقَالَ لَهَا: وَيلَكِ وَيلَكِ! وَكَيفَ لَا أُحِبُّهُ وَلَا أُعجَبُ بِهِ، وَهُوَ ثَمَرَةُ فُؤَادِي، وَقُرَّةُ عَينِي! أَمَا إِنَّ أُمَّتِي سَتَقتُلُهُ، فَمَن زَارَهُ بَعدَ وَفَاتِهِ كَتَبَ اللهُ لَهُ حَجَّةً مِن حِجَجِي.

قَالَت: يَا رَسُولَ اللهِ! حَجَّةً مِن حِجَجِكَ! قَالَ: نَعَم، وَحَجَّتَينِ.

قَالَت: يَا رَسُولَ اللهِ! حَجَّتَينِ مِن حِجَجِكَ! قَالَ: نَعَم، وَأَربَعاً.

قَالَ: فَلَم تَزَل تَزِيدُهُ، وَهُوَ يَزِيدُ وَيُضعِفُ، حَتّٰى بَلَغَ سَبعِينَ حَجَّةً مِن حِجَجِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِأَعمَارِهَا.

"امالی طوسی میں حسین [ابن ابی منذر] سے روایت ہے کہ ہمارے کسی صحابی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ایک دن شہزادہ حسینؑ اپنے جدِ بزرگوار کی آغوش میں تھے۔ آپ کھیل رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! آپؐ کو اِس بچے سے کس قدر محبت ہے؟

آپؐ نے فرمایا: افسوس، افسوس! میں اِن سے کیسے محبت نہ کروں، ان سے میری محبت کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے۔ آپؑ میرے دل کا میوہ ہیں، میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ میری اُمت انھیں شہید کردے گی۔ جس آدمی نے ان کی شہادت کے بعد اِن کی قبر کی زیارت کی تو اللہ رب العزت میرے حجوں میں سے اُسے ایک حج کا ثواب عطا کرے گا۔

حضرت عائشہؓ نے کہا: کیا آپؐ کے ایک حج کا ثواب؟

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں، بلکہ دو حجوں کا ثواب عطا کرے گا۔

حضرت عائشہؓ نے ازراہِ تعجب کہا: یا رسولؐ اللہ! زائر حسینؑ کو اللہ تعالیٰ آپؐ کے دو حجوں کا ثواب دے گا؟

آپؐ نے فرمایا: بلکہ چار حجوں کا ثواب۔ اس طرح حضرت عائشہؓ اظہارِ تعجب کرتی رہیں اور رسولِ اعظمؐ زائر حسینؑ کے ثواب کو بڑھا بڑھا کر پیش کرتے رہے۔ نوبت ستر حجوں اور ستر عمروں تک جا پہنچی، یعنی جو آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کے حق کا عارف ہو اور وہ اُن کے روضہ کی زیارت کرے تو اللہ رب العزت اُس کے نامۂ اعمال میں رسولؐ اللہ کے ستر حج اور ستر عمروں کا ثواب لکھ دیتا ہے"۔ (1)

حضرت زینبؓ بنت جحش اور خبرِ شہادتِ حسینؑ

المعجم الكبير عَن أبي القاسم مولى زينب عَن زينب بنت جحش : إنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ نَائِماً عِندَهَا ، وحُسَينٌ عليه السلام يَحبو فِي البَيتِ ، فَغَفَلتُ عَنهُ ، فَحَبا حَتَّى بَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم ، فَصَعِدَ عَلى بَطنِهِ ... [فَبالَ] قالَت : وَاستَيقَظَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم ، فَقُمتُ إلَيهِ فَحَطَطتُهُ عَن بَطنِهِ ، فَقالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم : دَعِي ابني ، فَلَمّا قَضى بَولَهُ أخَذَ كوزاً مِن ماءٍ ، فَصَبَّهُ عَلَيهِ ، ثُمَّ قالَ : إنَّهُ يُصَبُّ مِنَ الغُلامِ ، وَيُغسَلُ مِنَ الجارِيَةِ .

قالَت : تَوَضَّأَ ، ثُمَّ قامَ يُصَلّي وَاحتَضَنَهُ ، فَكانَ إذا رَكَعَ وَسَجَدَ وَضَعَهُ ، وَإذا قامَ حَمَلَهُ ، فَلَمّا جَلَسَ جَعَلَ يَدعو وَيَرفَعُ يَدَيهِ وَيَقولُ ؛ فَلَمّا قَضَى الصَّلاةَ ، قُلتُ : يا رَسولَ اللهِ ، لَقَد رَأَيتُكَ

(1) امالی طوسی: ص ۶۶۸؛ کامل الزیارات: ص ۱۴۴؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۱۲۸؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۶۰

تَصنَعُ الیَومَ شَیئًا مَا رَأَیتُكَ تَصنَعُهُ!

قَالَ: إِنَّ جِبرِیلَ أَتَانِي وَأَخبَرَنِي أَنَّ ابنِي یُقتَلُ، قُلتُ: فَأَرِنِي إِذًا. فَأَتَانِي تُربَةً حَمرَاءَ.

"المعجم الکبیر میں ہے، ابوالقاسم جو حضرت زینبؓ بنت جحش کے آزاد کردہ غلام تھے، نے حضرت زینبؓ سے روایت کی۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں محوِ خواب تھے اور اُس وقت سبطِ اصغر حسینؑ گھر میں اپنے گھٹنوں کے بل چل رہے تھے کیونکہ آپؑ ان دنوں بہت چھوٹے تھے، آپؑ قدموں پر نہیں چل سکتے تھے۔ میں اپنے کاموں میں مصروف تھی کہ آپؑ نبی کریمؐ کے پاس پہنچ گئے اور اُن کے بطنِ مبارک پر چڑھ گئے اور اُن پر بول کر دیا۔ سیّد الانبیاءؐ بیدار ہو گئے۔ میں اُن کے پاس آئی اور بچے کو اُن کے شکمِ مبارک سے اُٹھانے لگی۔ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: میرے فرزند کو کچھ نہ کہیے، یہیں رہنے دیجیے۔ جب بچے نے بول مکمل کر لیا تو آپؐ نے پانی لیا اور اپنے جسم اور کپڑوں کو پانی سے دھو لیا۔

حضرت زینبؓ کہتی ہیں کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو حسینؑ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ جب رکوع اور سجدہ کیا تو اُنھیں زمین پر بٹھا دیا۔ پھر جب آپؐ نے قیام کیا تو بچے کو اُٹھا لیا۔ اس طرح آپؐ نے اپنی نماز مکمل کی۔ میں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: آج میں نے آپؐ کی وہ نماز دیکھی ہے جو اِس سے قبل کبھی نہیں دیکھی تھی۔

آپؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل امینؑ آئے اور اُنھوں نے مجھے خبر دی کہ آپؐ کے اِس فرزند کو قتل کر دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: کہاں قتل کیے جائیں گے؟ آپؐ نے سرخ رنگ کی مٹی میرے حوالے کی"۔ [1]

---

(1) معجم الکبیر: ج ۲۴، ص ۵۴؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۵؛ امالی طوسی: ص ۳۱۹؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۶۹؛ شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۳۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۲۹

آپؑ کی تاریخ شہادت کی خبریں

المعجم الكبير عَن أُمّ سلمة عَن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يُقتَلُ حُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عَلى رَأسِ سِتّينَ مِن مُهاجَرَتي.

"معجم الکبیر میں حضرت اُمِّ سلمہؓ نے رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: حسینؑ بن علیؑ کو تقریباً ۶۰ ہجری کے آخر میں شہید کیا جائے گا"۔ ①

تاريخ بغداد عَن سعد بن طريف عَن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام عَن أُمّ سلمَة عَن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يُقتَلُ حُسَينٌ عَلى رَأسِ سِتّينَ مِن مُهاجَرِي.

"تاریخ بغداد میں سعید بن طریفؒ سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، انھوں نے فرمایا کہ حضرت اُمِّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسینؑ تقریباً ۶۰ ہجری کے آخر میں شہید کر دیے جائیں گے"۔ ②

شرح الأخبار عَن سعد بن طريف عَن أبي جعفر محمّد بن علي [الباقر] عليه السلام: دَخَلَ الحُسَينُ عليه السلام عَلى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَهُوَ غُلامٌ صَغيرٌ، فَوَضَعَهُ عَلى بَطنِهِ، فَأَتاهُ جِبرَئيلُ عليه السلام، فَقالَ: يا مُحَمَّدُ، إنَّ ابنَكَ هٰذا تَقتُلُهُ أُمَّتُكَ عَلى رَأسِ سِتّينَ سَنَةً مِن هِجرَتِكَ. ثُمَّ أَراهُ التُّربَةَ الَّتي يُقتَلُ عَلَيها.

"شرح الاخبار میں سعید بن طریف سے روایت ہے، انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ ایک دفعہ سبط اصغر حضرت امام حسین علیہ السلام رسولِ ثقلینؐ کے پاس آئے اُس وقت حضرت جبرئیلؑ تشریف لے آئے

---

① المعجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۰۵

② تاریخ بغداد: ج ۱، ص ۱۳۹؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۸؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۶۱؛ امالی شجری: ج ۱، ص ۱۸۴

اور کہا: اے محمدؐ! آپؐ کے یہ فرزند تقریباً ۶۰ ہجری کے آخر میں شہید کر دیے جائیں گے۔ پھر اُس نے آپؐ کو وہ سرزمین دکھائی جہاں امام معصومؑ نے شہید ہونا تھا۔ (شرح الاخبار: ج ۳، ص ۱۳۵)
المعجم الکبیر میں بھی یہی روایت ہے جو ابھی گزری ہے۔[1]

مقامِ شہادت کی خبریں

الأمالي للطوسي عَن أبي بصير عَن أبي عبد الله الصادق علیہ السلام:
بَينَا الحُسَينُ علیہ السلام عِندَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إذْ أتاهُ جَبرَئيلُ علیہ السلام فَقالَ: يا مُحَمَّدُ، أتُحِبُّهُ؟ قالَ: نَعَم.
قالَ: أما إنَّ اُمَّتَكَ سَتَقتُلُهُ. فَحَزِنَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِذلِكَ حُزناً شَديداً. فَقالَ جَبرَئيلُ علیہ السلام: أيَسُرُّكَ أن اُرِيَكَ التُّربَةَ الَّتي يُقتَلُ فيها؟ قالَ: نَعَم.
قالَ: فَخَسَفَ جَبرَئيلُ علیہ السلام ما بَينَ مَجلِسِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إلى كَربَلاءَ حَتَّى التَقَتِ القِطعَتانِ هكَذا. وجَمَعَ بَينَ السَّبّابَتَينِ. فَتَناوَلَ بِجَناحَيهِ مِنَ التُّربَةِ. فَناوَلَها لِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. ثُمَّ دَحَا الأرضَ [أسرَعَ] مِن طَرفِ العَينِ.
فَقالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: طُوبى لَكِ مِن تُربَةٍ، وطُوبى لِمَن يُقتَلُ فيكِ.

"امالی طوسی میں ہے، ابوبصیرؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دفعہ سیّدالوریٰ شہزادہ حسینؑ رسولِؐ اسلام کے پاس تھے کہ جبرائیل امینؑ نازل ہوئے اور آپؐ سے فرمایا: اے محمدؐ! کیا آپؐ اپنے اِس شہزادے سے محبت رکھتے ہیں؟

[1] معجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۰۵؛ کنز العمال: ج ۱۲، ص ۱۲۹؛ امالی طوسی: ج ۱، ص ۱۸۳

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں! یہ میرے محبوب ہیں۔

جنابِ جبرائیلؑ نے کہا: آپؐ کی اُمت انھیں شہید کردے گی۔ یہ سن کر رسولِؐ اسلام بہت زیادہ محزون و مغموم ہوئے۔

جنابِ جبرائیلؑ نے کہا: کیا میں آپؐ کو وہ مقام دکھاؤں جہاں انھیں شہید کیا جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں دکھایئے۔

جنابِ جبرئیلؑ نے مجلسِ رسولؐ سے لے کر سرزمینِ کربلا کی درمیانی زمین کی سطح کو جھکا دیا حتیٰ کہ اس زمین کے دونوں ٹکڑے اس طرح مل گئے جس طرح دو اُنگلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے اپنے پَروں کے ساتھ وہاں کی مٹی اُٹھائی اور رسولِؐ امین نے بھی مٹی اُٹھائی۔ پھر زمین کے دونوں ٹکڑے پلک جھپکتے اپنے مقام پر چلے گئے۔

سیدالانبیاءؐ نے فرمایا: اے زمینِ کربلا تو خوش قسمت ہے اور سعادتِ ابدی ہے اُن کے لیے جنھوں نے تجھ پر جامِ شہادت پینا ہے"۔

كامل الزيارات عَن أَبِي خديجة سالم بن مكرم الجمال عَن أبي عبد الله [الصادق] عليه السلام: لَمَّا وَلَدَت فاطِمَةُ الحُسَينَ عليه السلام، جاءَ جَبرَئيلُ عليه السلام إلى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، فَقالَ لَهُ: إنَّ أُمَّتَكَ تَقتُلُ الحُسَينَ عليه السلام مِن بَعدِكَ. ثُمَّ قالَ: أَلا أُريكَ مِن تُربَتِهِ. فَضَرَبَ بِجَناحِهِ، فَأَخرَجَ مِن تُربَةِ كَربَلاءَ وَأَراها إيّاهُ. ثُمَّ قالَ: هٰذِهِ التُّربَةُ الَّتي يُقتَلُ عَلَيها.

"کامل الزیارات میں ابی خدیجہ سالم بن مکرم الجمالؒ سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا: جب فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت جبرائیلؑ رسولِؐ اسلام پر نازل ہوئے اور کہا: آپؐ کی اُمت آپؐ کے بعد حسینؑ کو قتل کردے گی۔

پھر عرض کیا: کیا میں آپؐ کو وہ سرزمین دکھاؤں؟ اُس وقت جنابِ جبرئیلؑ نے اپنے پَر زمین پر مارے تو کربلا کی زمین سامنے آگئی اور کہا: یہ وہ زمین ہے جہاں حسینؑ شہید کیے جائیں گے"۔ ①

الأمالی للشجری عَنْ أُمِّ سلمة: بَيْنَمَا حُسَيْنٌ عليه السلام عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي الْبَيْتِ. وَقَدْ خَرَجْتُ لِأَقْضِيَ حَاجَةً. ثُمَّ دَخَلْتُ الْبَيْتَ. فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَدْ أَخَذَ حُسَيْنًا عليه السلام فَأَضْجَعَهُ عَلَى بَطْنِهِ. فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ مِنَ الدَّمْعِ.

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ. مَا يُبْكِيكَ؟

قَالَ: رَحْمَةُ هٰذَا الْمِسْكِينِ. أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ عليه السلام أَنَّهُ سَيُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ. قَالَ: دُونَ الْعِرَاقِ. وَهٰذِهِ تُرْبَتُهَا قَدْ أَتَانِي بِهَا جِبْرِيلُ.

"امالی شجری میں حضرت اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ شہزادہ حسینؑ میرے گھر میں رسولؐ اسلام کے پاس تھے۔ میں قضائے حاجت کے لیے باہر گئی۔ جب واپس آئی تو دیکھا آپؐ نے حسینؑ کو اپنے سینے پر سُلا رکھا تھا اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے پریشان ہو کر پوچھا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کیوں گریہ کناں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ اپنے اس مسکین پر رحمت نازل فرمائے۔ مجھے ابھی جنابِ جبرائیلؑ نے خبر دی ہے کہ انھیں کربلا میں شہید کر دیا جائے گا۔

آپؐ نے فرمایا: یہ سرزمین ملکِ عراق میں ہے۔ اور یہ وہ مٹی ہے جو جبرئیلؑ نے میرے حوالے کی ہے"۔ (امالی شجری: ج ۱، ص ۱۶۶)

فضائل الصحابة لابن حنبل عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: كَانَ جِبْرِيلُ عليه السلام عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم وَالْحُسَيْنُ عليه السلام مَعِي. فَبَكَى فَتَرَكْتُهُ. فَدَنَا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم. فَقَالَ جِبْرِيلُ: أَتُحِبُّهُ يَا مُحَمَّدُ؟

① کامل الزیارات: ص ۱۳۰؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۶؛ ذخائر العقبیٰ: ص ۲۵۲

فَقَالَ: نَعَم. فَقَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ. وَإِن شِئْتَ أَرَيْتُكَ مِن تُرْبَةِ الأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا. فَأَرَاهُ إِيَّاهُ. فَإِذَا الأَرْضُ يُقَالُ لَهَا: كَرْبَلَاءُ.

"فضائل صحابہ ابن حنبل میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے اور شہزادۂ حسینؑ میرے پاس تھے۔ وہیں حضرت جبرئیل امینؑ تشریف لائے۔ شہزادہ رونے لگا تو میں نے اُنھیں چپ کرایا۔ جبرئیل امینؑ نے کہا: اے محمدؐ! کیا آپؐ اپنے اس شہزادے سے محبت کرتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں۔

جنابِ جبرئیلؑ نے کہا: آپؐ کی اُمت اِنھیں قتل کر دے گی۔ اگر آپؐ چاہیں تو مَیں وہ سرزمین دکھاؤں کہ جس میں اِنھیں قتل کیا جائے گا؟ اس وقت جبرئیل امینؑ نے آپؐ کو وہ زمین دکھائی کہ جس کا نام کربلا ہے"۔

تاریخ دمشق عَن جهمان: إِنَّ جِبرَيلَ علیہ السلام أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِتُرَابٍ مِن تُربَةِ القَرْيَةِ الَّتِي قُتِلَ فِيهَا الحُسَيْنُ علیہ السلام. وَقِيلَ: إِسمُهَا كَربَلَاءُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: كَربٌ وَبَلَاءٌ.

"تاریخ دمشق میں جمہان سے روایت ہے کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل امینؑ آئے اور اُن کے پاس اُس قریہ کی مٹی تھی کہ جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت معین کی گئی تھی۔ کہا گیا کہ اس زمین کا نام کربلا ہے"۔

رسولِ ثقلینؐ نے فرمایا: کرب وبلا۔ [1]

المعجم الكبير عَن أُمِّ سلمة: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَالِساً ذَاتَ يَومٍ فِي بَيتِي. فَقَالَ: لَا يَدخُل عَلَيَّ أَحَدٌ. فَانتَظَرتُ.

---

(1) تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۲؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۰؛ المعجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۳۳

فَدَخَلَ الحُسَيْنُ علیہ السلام . فَسَمِعتُ نَشِيجَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَبكي ،
فَاطَّلَعتُ فَإِذا حُسَينٌ علیہ السلام في حِجرِهِ ، وَالنَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَمسَحُ
جَبينَهُ ، وَهُوَ يَبكي . فَقُلتُ : وَاللهِ ، ما عَلِمتُ حينَ دَخَلَ!
فَقالَ : إنَّ جِبريلَ علیہ السلام كانَ مَعَنا فِي البَيتِ . فَقالَ : تُحِبُّهُ ؟
قُلتُ : أَمّا مِنَ الدُّنيا فَنَعَم .
قالَ : إنَّ اُمَّتَكَ سَتَقتُلُ هٰذا بِأَرضٍ يُقالُ لَها : كَربَلاءُ .
فَتَناوَلَ جِبريلُ علیہ السلام مِن تُربَتِها . فَأَراهَا النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم . فَلَمّا
اُحيطَ بِحُسَينٍ علیہ السلام حينَ قُتِلَ قالَ : مَا اسمُ هٰذِهِ الأَرضِ ؟ قالوا :
كَربَلاءُ . قالَ : صَدَقَ اللهُ ورَسولُهُ . أَرضُ كَربٍ وبَلاءٍ .

"المعجم الکبیر میں حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا: میں آرام کرنا چاہتا ہوں اندر کسی کو نہ آنے دینا۔ میں دروازے پر بیٹھ گئی تاکہ کسی کو اندر نہ جانے دوں کہ میں نے اچانک رسولِ خدا کی درد بھری آواز سنی کہ آپؐ گریہ کر رہے تھے۔ جب میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو حسینؑ آپؐ کی آغوش میں تھے۔ آپؐ اُن کی جبین مقدس پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور رو رہے تھے۔ میں نے آپؐ کے حضور عرض کیا: بخدا! حسینؑ آپؐ کے پاس کب آئے مجھے اُن کی آمد کا علم ہی نہیں ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ابھی جبرئیلؑ ہمارے پاس تھے۔ اُس نے مجھ سے پوچھا کیا آپ حسینؑ سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا: یہ میرے محبوب ہیں۔

جنابِ جبرئیلؑ نے کہا: آپؐ کی اُمت انھیں کربلا نامی سرزمین میں شہید کردے گی۔ حضرت جبرائیلؑ نے کربلا کی مٹی پیغمبرِ اسلام کے حوالے کی۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے ارضِ کربلا پر منزل کی تھی اور پوچھا تھا کہ اس زمین کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اس کا نام کربلا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اللہ رب العزت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا: یہ زمین کرب وبلا ہے"۔ (۱)

سرزمین طف

المعجم الكبير عن عائشة عن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أخبرني جبريل علیہ السلام أن ابني الحسين يقتل بعدي بأرض الطف، وجاءني بهذه التربة، وأخبرني أن فيها مضجعه.

"المعجم الکبیر میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، اس نے رسول کائناتؐ سے سنا، آپؐ نے فرمایا: مجھے جبرئیل امینؑ نے خبر دی ہے کہ میرے فرزند حسینؑ کو میرے بعد طف نامی سرزمین پر شہید کر دیا جائے گا۔ انھوں نے وہاں کی خاک بھی میرے حوالے کی ہے کہ میرے فرزند نے وہیں دفن ہونا ہے"۔ (۲)

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن أبي سلمة عن عائشة: كانت لنا مشربة، فكان النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إذا أراد لقيا جبريل علیہ السلام لقيه فيها، فلقيه رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرة من ذلك فيها، وأمر عائشة ألا يصعد إليه أحد.

فدخل حسين بن علي علیہ السلام ولم تعلم حتى غشيها، فقال جبريل علیہ السلام: من هذا؟ فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ابني، فأخذه النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجعله على فخذه، فقال: أما إنه سيقتل! فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ومن يقتله؟! قال: أمتك، فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أمتي تقتله؟! قال: نعم، وإن شئت أخبرتك

---

(۱) المعجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۰۸ و ج ۲۳، ص ۲۸۹؛ کنز العمال: ج ۱۳، ص ۶۵۶۔

(۲) المعجم الکبیر: ج ۳ ص ۱۰۷؛ اعلام النبوۃ: ص ۱۸۲؛ کنز العمال: ج ۱۳، ص ۱۲۳؛ امالی شجری: ج ۱، ص ۱۶۶؛ الخرائج والجرائح: ج ۱، ص ۶۸؛ بحار الانوار: ج ۱۸، ص ۱۱۳

بِالْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا. فَأَشَارَ لَهُ جِبْرِيلُ إِلَى الطَّفِّ بِالْعِرَاقِ، وَأَخَذَ تُرْبَةً حَمْرَاءَ. فَأَرَاهُ إِيَّاهَا. فَقَالَ: هٰذِهِ مِنْ تُرْبَةِ مَصْرَعِهِ.

"طبقات الکبریٰ میں ابوسلمہؓ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ ہمارے گھر میں غرفہ تھا۔ جب سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارادہ کرتے کہ حضرت جبرئیل امینؑ سے ملاقات کریں تو اُس میں تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ جب آپؐ وہاں تشریف لے گئے۔ جبرئیل امینؑ بھی وہاں تھے۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ اِدھر کوئی نہ آنے پائے۔ مجھے پتہ نہ چلا کہ شہزادہ حسینؑ اُس غرفے میں چلے گئے۔ حضرت جبرئیل امینؑ نے پوچھا: یہ کون ہیں؟

رسولؐ اسلام نے فرمایا: یہ میرے بیٹے ہیں۔ سیّد العرب والعجم نے شہزادے کو اُٹھایا اور اپنے زانو پر بٹھالیا۔

جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: آپؐ کے اِس شہزادے کو قتل کر دیا جائے گا۔

رسولؐ اسلام نے پوچھا: کون قتل کرے گا؟

جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: آپؐ کی اُمت قتل کرے گی۔

آپؐ نے فرمایا: کیا میری اُمت اِنھیں قتل کر دے گی؟

جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: جی ہاں۔ اگر آپؐ چاہیں تو مَیں وہ سرزمین آپؐ کو دکھا سکتا ہوں۔ حضرت جبرئیلؑ نے عراق کی سرزمینِ طف کی طرف اشارہ کیا اور وہاں کی سرخ مٹی اُٹھائی اور آپؐ کو دکھائی کہ یہ اُس زمین کی مٹی ہے جہاں آپؐ کے اِس شہزادے نے جامِ شہادت پینا ہے"۔ ①

المعجم الكبير عن عائشة: دَخَلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَهُوَ يُوحَى إِلَيْهِ. فَنَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ مُنْكَبٌّ، وَلَعِبَ عَلَى ظَهْرِهِ. فَقَالَ جِبْرَئِيلُ لِرَسُولِ

① طبقات کبریٰ: ج ۱، ص ۴۲۵؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۵؛ دلائل نبوت بیہقی: ج ۶، ص ۴۷۰؛ امالی شجری: ج ۱، ص ۱۷۷؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۲۴؛ بحار الانوار: ج ۳۶؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۵۹

اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَتُحِبُّهُ يَا مُحَمَّدُ؟

قَالَ: يَا جِبْرَئِيلُ، مَا لِي لَا أُحِبُّ ابْنِي؟! قَالَ: فَإِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهُ مِن بَعْدِكَ. فَمَدَّ جِبْرِيلُ علیہ السلام يَدَهُ، فَأَتَاهُ بِتُرْبَةٍ بَيْضَاءَ، فَقَالَ: فِي هٰذِهِ الأَرْضِ يُقْتَلُ ابْنُكَ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ، وَاسْمُهَا الطَّفُّ. فَلَمَّا ذَهَبَ جِبْرِيلُ علیہ السلام مِن عِندِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَالتُّرْبَةُ فِي يَدِهِ يَبْكِي، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّ جِبْرَئِيلَ علیہ السلام أَخْبَرَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ ابْنِي مَقْتُولٌ فِي أَرْضِ الطَّفِّ، وَأَنَّ أُمَّتِي سَتُفْتَتَنُ بَعْدِي.

ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فِيهِم: عَلِيٌّ علیہ السلام وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَحُذَيْفَةُ وَعَمَّارٌ وَأَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُم، وَهُوَ يَبْكِي. فَقَالُوا: مَا يُبْكِيكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي جِبْرَئِيلُ أَنَّ ابْنِيَ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بَعْدِي بِأَرْضِ الطَّفِّ، وَجَاءَنِي بِهٰذِهِ التُّرْبَةِ، وَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهَا مَضْجَعَهُ.

"المعجم الکبیر میں ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ آپؐ اپنے شانوں کو جھکا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں شہزادہ حسینؑ وہاں تشریف لائے اور آتے ہی اپنے نانا کی پشت سے کھیلنے لگے۔ کبھی آپؑ چڑھ جاتے اور پھر اُتر جاتے۔ جس طرح بچوں کی اُچھل کود ہوتی ہے۔ آپؑ بھی اپنے نانا سے اس طرح کھیلنے لگے۔

حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کو اس شہزادے سے بہت زیادہ محبت ہے؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے ان سے محبت کیوں نہ ہو یہ میرے فرزند ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: آپؐ کی رحلت کے بعد آپؐ کی اُمت انھیں شہید کر دے گی۔ پھر حضرت جبرئیلؑ نے اپنا ہاتھ کربلا کی طرف بڑھایا۔

وہاں کی سفید رنگ کی خاک اُٹھا کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کی اور عرض کیا: اے محمدؐ! اس سرزمین پر آپؐ کے اِس بیٹے کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اِس زمین کا نام طف ہے۔

جب حضرت جبرئیلؑ واپس چلے گئے تو سیّد الانبیاءؐ وہاں سے اُٹھ کر حضرت عائشہؓ کے پاس چلے آئے۔ وہ خاک آپؐ کے ہاتھ میں تھی۔ اُس وقت آپؐ رو رہے تھے۔ فرمایا: اے عائشہؓ! مجھے جبرئیل امینؑ نے ابھی خبر دی ہے کہ میرے فرزند حسینؑ کو طف نامی سرزمین پر قتل کر دیا جائے گا۔ میری اُمت میرے بعد آزمائش سے دوچار ہو جائے گی۔ پھر آپؐ اپنے اصحاب کی طرف تشریف لائے۔ اُس وقت وہاں حضرت علی علیہ السلام، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت عمارؓ اور حضرت ابوذرؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپؐ کے اصحاب نے آپؐ کو گریہ کناں دیکھا تو بھی عرض گزار ہوئے: یارسولؐ اللہ! آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے ابھی جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے حسینؑ کو طف نامی سرزمین پر شہید کر دیا جائے گا اور اُس نے یہ مقدس خاک بھی مجھے دی ہے کہ اِس خاک میں دفن کیے جائیں گے"۔ [1]

سرزمینِ عراق

المستدرک علی الصحیحین عَن أُمّ سلمة: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اضطَجَعَ ذَاتَ لَيلَةٍ لِلنَّومِ، فَاستَيقَظَ وَهُوَ حَائِرٌ، ثُمَّ اضطَجَعَ فَرَقَدَ، ثُمَّ استَيقَظَ وَهُوَ حَائِرٌ دُونَ مَا رَأَيتُ بِهِ المَرَّةَ الأُولَى، ثُمَّ اضطَجَعَ فَاستَيقَظَ وَفِي يَدِهِ تُربَةٌ حَمرَاءُ يُقَبِّلُهَا،

---

① المعجم الکبیر: ج۳،ص ۱۰۷؛ امالی شجری: ج۱،ص ۱۴۴؛ حدائق الوردیہ: ج۱،ص ۱۱۸،؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۴،ص ۵۵

فَقُلتُ: ما هٰذِهِ التُّربَةُ یا رَسُولَ اللهِ؟

قَالَ: أَخبَرَنی جِبریلُ. عَلَیهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَامُ. اَنَّ هٰذا یُقتَلُ بِأَرضِ العِراقِ. لِلحُسَینِ. فَقُلتُ لِجِبریلَ: أَرِنی تُربَةَ الأَرضِ الَّتی یُقتَلُ بِهَا. فَهٰذِهِ تُربَتُها.

"المستدرک علی الصحیحین میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرے میں تھے۔ آپؐ اپنے بستر پر لیٹے تاکہ نیند کریں۔ ابھی آپؐ کو نیند آئی ہی تھی کہ آپؐ حیران و پریشان ہو کر اُٹھ بیٹھے اور پھر لیٹ گئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد آپؐ بیدار ہو کر بستر سے اُٹھ بیٹھے۔ غم وحزن کے آثار آپؐ کے چہرۂ انور پر ہویدا تھے۔ اس طرح آپؐ متعدد مرتبہ لیٹے اور پھر اُٹھ بیٹھے۔ آخر کار میں نے آپؐ کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی خاک دیکھی جسے آپؐ بوسے دے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ خاک کون سی ہے؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی ہے کہ میرے فرزند حسین عراق کی سرزمین پر شہید کر دیے جائیں گے۔

میں نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا: مجھے وہ سرزمین دکھایئے کہ جس میں میرے فرزند نے ذبح ہونا ہے۔ یہ خاک اسی زمین کی ہے جہاں میرے حسینؑ نے دفن ہونا ہے"۔ ①

سرزمینِ بابل

طبقات الکبریٰ میں ہے، عمرہ بنت عبدالرحمن نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا جس میں حضرت عائشہؓ کی حدیث کو نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

① المستدرک علی الصحیحین: ج۴، ص ۴۴۰؛ المعجم الکبیر: ج۳، ص ۱۰۹؛ طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۴۲۳؛ دلائل نبوت بیہقی: ج۶، ص ۴۶۸؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص ۲۸۹؛ تاریخ دمشق: ج۱۴، ص ۱۹۲؛ کنز العمال: ج۳، ص ۶۵۷؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۹۳؛ بحار الانوار: ج۱۸، ص ۱۲۳

"میرے شہزادے حسینؑ کو بابل نامی سرزمین پر شہید کیا جائے گا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ خط پڑھا آپؑ نے تو فرمایا: ایسا ہو کر رہے گا"۔ (1)

فرات کے کنارے

الطبقات الکبریٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عَنْ عَامِر الشعبي عَن علي علیہ السلام عَن رَسُولِ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: أَخبَرَنِي جِبرَئِيلُ اَنَّ حُسَينًا يُقتَلُ بِشَاطِئِ الفُرَاتِ.

"طبقات الکبریٰ میں عامر شعبیؒ سے روایت ہے کہ اُس نے حضرت امام علی علیہ السلام سے اور آپؑ نے رسولِ ثقلینؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: مجھے جبرئیل امینؑ نے بتایا ہے: حسینؑ دریائے فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے"۔

مسند احمد حنبل عن عبدالله بن نجي عن أبيه عن علي علیہ السلام: دَخَلتُ عَلَى النَّبِيِّ ذَاتَ يَومٍ وَعَينَاهُ تُفِيضَانِ، قُلتُ: يَانَبِيَّ اللهِ أَغضَبَكَ اَحَدٌ؛ مَا شَأنُ عَينَيكَ تُفِيضَانِ؟ قَالَ: قَامَ مِن عِندِي جِبرَئِيلُ قَبلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الحُسَينَ يُقتَلُ بِشَطِّ الفُرَاتِ.

"مسند احمد ابنِ حنبل میں ہے، عبداللہ بن نجی نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت امام علی علیہ السلام سے سنا: آپؑ نے فرمایا: ایک دن میں رسولِ ثقلینؐ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے آپؐ کی مبارک آنکھوں میں آنسو دیکھے۔ میں نے عرض کیا: یا نبیؐ اللہ! آپؐ کو کس نے محزون کیا ہے؟ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو کیوں جاری ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ابھی جبرئیل امینؑ میرے پاس سے اُٹھ کر واپس گئے ہیں۔ اُنھوں نے بتایا:

---

(1) طبقات الکبریٰ: ج۱، ص۴۳۶؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص۴۱۸؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص۲۹۶؛ تاریخ دمشق: ج۴، ص۲۵۹

حسینؑ دریائے فرات کے کنارے شہید کردیے جائیں گے"۔ [1]

نبی کو جبرئیلؑ نے خاکِ کربلا دکھائی

كامل الزيارات عن أبي أسامة زيد الشحّام عن أبي عبد الله [الصادق] عليه السلام: نعى جبرئيل عليه السلام الحسين عليه السلام إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في بيت أمّ سلمة، فدخل عليه الحسين عليه السلام وجبرئيل عليه السلام عنده، فقال: إنّ هذا تقتله أمّتك.

فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: أرني من التربة التي يسفك فيها دمه. فتناول جبرئيل عليه السلام قبضةً من تلك التربة، فإذا هي تربةٌ حمراء.

"کامل الزیارات میں ابواسامہ زید الشحامؒ سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، حضرت جبرئیلؑ نے حضرت اُم سلمہؓ کے گھر رسولِ اسلام کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی۔ آپؐ وہیں تشریف فرما تھے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام آپؐ کے پاس حاضر ہوئے۔ اسی وقت حضرت جبرئیلؑ بھی وہیں آ گئے۔ اُنھوں نے کہا: آپؐ کے اس فرزند کو آپؐ کی اُمت شہید کردے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس سرزمین کی خاک مجھے دکھائی جائے جس پر ان کا مقدس خون بہایا جائے گا۔ جنابِ جبرئیلؑ نے خاکِ کربلا پیش کی جس کا رنگ سرخ تھا"۔ [2]

الأمالي للصدوق عن أبي الجارود عن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام: كان النبيّ صلى الله عليه وآله وسلم في بيت أمّ سلمة، فقال لها: لا يدخل عليّ

---

[1] مسند احمد حنبل: ج ۱، ص ۱۸۴؛ مسند ابن یعلی، ج ۱، ص ۲۵۶؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۸۹؛ المصنف ابن ابی شیبہ: ج ۸، ص ۶۳۲

[2] کامل الزیارات: ص ۱۲۸؛ بحار الانوار: ج ۴۴

اَحَدٌ. فَجَاءَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام وَهُوَ طِفْلٌ. فَمَا مَلَكْتُ مَعَهُ شَيْئًا حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَدَخَلَتْ أُمُّ سَلَمَةَ عَلٰى أَثَرِهِ. فَإِذَا الْحُسَيْنُ علیہ السلام عَلٰى صَدْرِهِ. وَإِذَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَبْكِي. وَإِذَا فِي يَدِهِ شَيْءٌ يُقَلِّبُهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

يَا أُمَّ سَلَمَةَ. إِنَّ هٰذَا جِبْرَئِيلُ علیہ السلام يُخْبِرُنِي أَنَّ هٰذَا مَقْتُولٌ، وَهٰذِهِ التُّرْبَةُ الَّتِي يُقْتَلُ عَلَيْهَا. فَضَعِيهَا عِنْدَكِ. فَإِذَا صَارَتْ دَمًا فَقَدْ قُتِلَ حَبِيبِي.

فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ. سَلِ اللهَ أَنْ يَدْفَعَ ذٰلِكَ عَنْهُ.
قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ. فَأَوْحَى اللهُ إِلَيَّ: أَنَّ لَهُ دَرَجَةً لَا يَنَالُهَا أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ. وَأَنَّ لَهُ شِيعَةً يَشْفَعُونَ فَيُشَفَّعُونَ. وَأَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ وُلْدِهِ. فَطُوبٰى لِمَنْ كَانَ مِنْ أَوْلِيَاءِ الْحُسَيْنِ. وَشِيعَتُهُ هُمْ. وَاللهِ. الْفَائِزُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

"امالی صدوق میں ابوجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت اُمِ سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا: کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ اُن دنوں حضرت امام حسین علیہ السلام طفلِ صغیر تھے۔ آپؑ اپنے نانا کے پاس چلے گئے۔ حضرت اُمِ سلمہؓ اُن کے پیچھے پیچھے چلی آئیں۔ دیکھا تو حسینؑ رسولِؐ اسلام کے سینے پر بیٹھے تھے اور نبی مکرمؐ رو رہے تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے چوم رہے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُمِ سلمہؓ سے فرمایا: ابھی مجھے جنابِ جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ "میرے اس بچے کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ اُس زمین کی خاک ہے کہ جس پر انھوں نے شہید ہونا ہے۔ اِس خاک کو اپنے پاس رکھیں۔ جب یہ خون بن جائے تو سمجھ لینا میرے یہ حبیبؑ شہید کر دیے

گئے ہیں۔

حضرت اُمِ سلمہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ اپنے رب کریم سے کہیں کہ وہ اِس مصیبت کو دُور کردے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے درخواست کی تھی مجھے جواب ملا تھا: حسینؑ کے لیے وہ مقام ومنزلت محفوظ ہے جو کائنات میں کسی دوسرے کے لیے نہیں ہے۔ اِن کے پیروکار ہیں جن کے مقدر میں شفاعت لکھ دی گئی ہے اور وہ دوسری مخلوق کی بھی شفاعت کریں گے۔ مہدی دوران منقلب زمانؑ اِنھی کی اولاد میں سے ہیں۔ حسینؑ کے پیروکار ہی کامیاب و کامران ہیں۔ سعادت مندی اُن کا طواف کرتی ہے۔ خدا کی قسم! قیامت کے دن وہی کامیاب ہونے والے ہیں"۔ [1]

مسند ابن حنبل عَن اَنَس : اِستَأذَنَ مَلَكُ المَطَرِ اَن يَأتِيَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم . فَأَذِنَ لَهُ . فَقَالَ لِاُمِّ سَلَمَةَ : اِحفَظِي عَلَينَا البَابَ. لَا يَدخُل اَحَدٌ.

فَجَاءَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَوَثَبَ حَتّٰى دَخَلَ. فَجَعَلَ يَصعَدُ عَلٰى مَنكِبِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم . فَقَالَ لَهُ المَلَكُ : أَتُحِبُّهُ ؛ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : نَعَم .

قَالَ: فَإِنَّ اُمَّتَكَ تَقتُلُهُ . وَ إِن شِئتَ أَرَيتُكَ المَكَانَ الَّذِي يُقتَلُ فِيهِ.

قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ. فَأَرَاهُ تُرَابًا أَحمَرَ. فَأَخَذَت اُمُّ سَلَمَةَ ذٰلِكَ التُّرَابَ . فَصَرَّتهُ فِي طَرَفِ ثَوبِهَا . قَالَ : فَكُنَّا نَسمَعُ يُقتَلُ بِكَربَلَاءَ.

---

[1] امالی صدوق: ص ۲۰۳؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۲۵

"مسند ابن حنبل میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ ایک دفعہ بارش پر مؤکل فرشتے نے اللہ رب العزت سے، آنحضرتؐ سے ملاقات کی درخواست کی۔ اللہ نے اُس کی درخواست منظور کرلی۔ تو وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت آپؐ حضرت اُم سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا: کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ میں دروازے پر بیٹھ گئی کہ کوئی اندر داخل نہ ہو۔ اچانک حسینؑ آئے اور اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور اُن سے کھیلنا شروع کر دیا۔ کبھی آپؑ حضورؐ کے شانوں پر سوار ہوتے اور کبھی اُتر جاتے۔ فرشتے نے آپؐ سے پوچھ لیا: کیا آپؐ کو ان سے بہت زیادہ پیار ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے عرض کیا: آپؐ کی اُمت انھیں بے دردی کے ساتھ قتل کردے گی۔ اگر آپؐ چاہیں تو میں وہ جگہ دکھا سکتا ہوں جہاں انھیں شہید کیا جائے گا۔

راوی کہتا ہے کہ فرشتے نے ہاتھ بلند کیا تو اُس کے ہاتھ میں سرخ رنگ کی خاک تھی۔ وہ خاک حضرت اُم سلمہؓ نے اپنے پاس رکھ لی تھی"۔ ①

الأمالی للطوسی عن سالم بن أبی الجعد عن أنس بن مالك :

إِنَّ عَظِيمًا مِن عُظَمَاءِ الْمَلَائِكَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي زِيَارَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم. فَأَذِنَ لَهُ. فَبَيْنَمَا هُوَ عِندَهُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ الْحُسَيْنُ عليه السلام. فَقَبَّلَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم وَأَجلَسَهُ فِي حِجْرِهِ. فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: أَتُحِبُّهُ؟

---

① مسند احمد حنبل: ج ۳، ص ۵۲۷؛ دلائل نبوت بیہقی: ج ۳، ص ۳۶۹؛ صحیح ابن حبان: ج ۱۵، ص ۱۴۲، المعجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۰۳؛ مسند ابی یعلیٰ: ج ۳، ص ۲۷۰، المحبوہ ابو نعیم، ص ۵۵۳؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۸۶؛ کنز العمال: ج ۱۳، ص ۶۵۷؛ امالی طوسی: ص ۳۳۰؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۹۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۱؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۵۵

قَالَ: أَجَل، أَشَدَّ الحُبِّ! إِنَّهُ ابنِي.
قَالَ لَهُ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقتُلُهُ. قَالَ: أُمَّتِي تَقتُلُ ابنِي هٰذَا؟!
قَالَ: نَعَم، وَإِن شِئتَ أَرَيتُكَ مِنَ التُّربَةِ الَّتِي يُقتَلُ عَلَيهَا.
قَالَ: نَعَم. فَأَرَاهُ تُربَةً حَمرَاءَ طَيِّبَةَ الرِّيحِ. فَقَالَ: إِذَا صَارَت هٰذِهِ التُّربَةُ دَماً عَبِيطاً فَهُوَ عَلَامَةُ قَتلِ ابنِكَ هٰذَا. قَالَ سَالِمُ بنُ أَبِي الجَعدِ: أُخبِرتُ أَنَّ المَلَكَ كَانَ مِيكَائِيلَ

"امالی طوسی میں ہے، سالم بن ابی الجعد نے انس بن مالک سے سنا کہ ایک دفعہ ایک عظیم فرشتے نے اللہ رب العزت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اجازت مانگی۔ جب اُسے اجازت ملی تو وہ آپؐ کے پاس حاضر ہوا۔ اِس دوران حضرت امام حسین علیہ السلام بھی وہاں حاضر تھے۔ آنحضرتؐ نے اُنھیں اپنی گود میں بٹھا لیا۔ فرشتے نے آپؐ سے کہا: کیا آپ کو اِن سے محبت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں، شدید محبت ہے کیونکہ یہ میرے فرزند ہیں۔ فرشتے نے کہا: آپؐ کی اُمت انھیں شہید کر دے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میری اُمت میرے اس فرزند کو ذبح کر دے گی؟ فرشتے نے عرض کیا: جی ہاں۔ اگر آپؐ چاہیں تو میں آپؐ کو اُس جگہ کی خاک دکھا سکتا ہوں؟

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں۔ اُس فرشتے نے آپؐ کی خدمت میں خاک پیش کی کہ جس کا رنگ سرخ تھا اور وہ خوشبو سے مہک رہی تھی۔ فرشتے نے کہا: جب یہ خاک اُبلتا ہوا خون بن جائے تو یہ نشانی ہو گی کہ آپؐ کے فرزند شہید ہو گئے ہیں۔

سالم بن ابی الجعد کی روایت ہے کہ اِس فرشتے کا نام میکائیل "تھا"۔[1]

---

[1] امالی طوسی: ص ۳۱۴؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۲۹

مجمع الزوائد عَن ابن عبّاس: كَانَ الحُسَينُ علیہ السلام جَالِسًا فِي حِجرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَقَالَ جِبرِيلُ علیہ السلام: أَتُحِبُّهُ؟

فَقَالَ: وَ كَيفَ لَا أُحِبُّهُ وَهُوَ ثَمَرَةُ فُؤَادِي؟! فَقَالَ: أَمَا إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقتُلُهُ. أَلَا أُرِيكَ مِن مَوضِعِ قَبرِهِ؟ فَقَبَضَ قَبضَةً. فَإِذَا تُربَةٌ حَمرَاءُ.

''مجمع الزوائد میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، ایک دفعہ حسینؑ اپنے نانا بزرگوارؐ کی آغوش میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جبرئیل امینؑ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: کیا آپؐ اِن سے محبت کرتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اِن سے کیسے محبت نہ رکھوں یہ تو میرے دل کا میوہ ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: آپؐ کی اُمت اِنھیں شہید کردے گی۔ کیا میں آپؐ کو اِن کا مدفن دکھاؤں؟ حضرت جبرئیلؑ نے سیّدالشہداؑ کے مدفن کی خاک آنحضرتؐ کے حوالے کی۔ اس خاک کا رنگ سرخ تھا''۔ [1]

المعجم الكبير عَن أَبِي أُمَامَةَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِنِسَائِهِ: لَا تُبكُوا هٰذَا الصَّبِيَّ. يَعنِي حُسَينًا علیہ السلام. قَالَ: وَكَانَ يَومَ أُمِّ سَلَمَةَ. فَنَزَلَ جِبرِيلُ علیہ السلام. فَدَخَلَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الدَّاخِلَ. وَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ: لَا تَدَعِي أَحَدًا يَدخُلُ عَلَيَّ. فَجَاءَ الحُسَينُ علیہ السلام. فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي البَيتِ أَرَادَ أَن يَدخُلَ. فَأَخَذَتهُ أُمُّ سَلَمَةَ. فَاحتَضَنَتهُ. وَجَعَلَت تُنَاغِيهِ وَتُسَكِّنُهُ. فَلَمَّا اشتَدَّ فِي البُكَاءِ خَلَّت عَنهُ. فَدَخَلَ حَتَّى جَلَسَ فِي حِجرِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

فَقَالَ جِبرِيلُ علیہ السلام: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقتُلُ ابنَكَ هٰذَا. فَقَالَ النَّبِيُّ

---

[1] مجمع الزوائد: ج۹، ص ۳۰۷؛ البدایہ والنہایہ: ج۶، ص ۲۳۷؛ کامل الزیارات: ص ۱۳۲

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یَقتُلُونَهُ وَهُم مُؤمِنُونَ بِی؟! قَالَ: نَعَم. یَقتُلُونَهُ. فَتَنَاوَلَ جِبرِیلُ تُربَةً. فَقَالَ: بِمَكَانِ كَذَا وَ كَذَا.

فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدِ احتَضَنَ حُسَيناً علیہ السلام، كَاسِفَ البَالِ مَهمُوماً. فَظَنَّت أُمُّ سَلَمَةَ أَنَّهُ غَضِبَ مِن دُخُولِ الصَّبِيِّ عَلَيهِ. فَقَالَت: يَا نَبِيَّ اللهِ، جُعِلتُ لَكَ الفِدَاءُ! إِنَّكَ قُلتَ لَنَا لَا تُبكُوا هٰذَا الصَّبِيَّ، وَأَمَرتَنِي أَلَّا أَدَعَ أَحَداً يَدخُلُ عَلَيكَ. فَجَاءَ، فَخَلَّيتُ عَنهُ.

فَلَم يَرُدَّ عَلَيهَا. فَخَرَجَ إِلَى أَصحَابِهِ، وَهُم جُلُوسٌ. فَقَالَ لَهُم: إِنَّ أُمَّتِي يَقتُلُونَ هٰذَا. وَ فِي القَومِ أَبُو بَكرٍ وَعُمَرُ. وَكَانَا أَجرَأَ القَومِ عَلَيهِ. فَقَالَا: يَا نَبِيَّ اللهِ، يَقتُلُونَهُ وَهُم مُؤمِنُونَ؟! قَالَ: نَعَم. وَهٰذِهِ تُربَتُهُ. وَأَرَاهُم إِيَّاهَا.

"المعجم الکبیر میں ابوامامہؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کی خواتین سے فرمایا تھا کہ میرے حسینؑ کا خاص خیال رکھا کرو، انھیں رونے نہ دیا کرو۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت اُمِ سلمہؓ کی باری تھی۔ رسولِؐ اسلام اُن کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ وہیں آپؐ پر حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ آنحضرتؐ نے حضرت اُم سلمہؓ سے فرمایا کہ کسی کو میرے پاس آنے کی اجازت نہ دینا۔ اتنے میں سبطِ اصغر حسینؑ وہیں تشریف لائے۔ جب اُن کی نگاہ اپنے جدِ بزرگوار پر پڑی تو آپؑ نے اُدھر جانے کی کوشش کی۔ اُم سلمہؓ نے انھیں اُٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا اور انھیں لوری دینے لگیں لیکن شہزادےؑ نے زور زور سے رونا شروع کر دیا تو اُنھوں نے شہزادےؑ کو چھوڑ دیا۔ آپؑ اپنے نانا کے پاس پہنچے اور اُن کی آغوش میں جا بیٹھے۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کی اُمت انھیں شہید

کر دے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ لوگ مجھ پر ایمان رکھتے ہوں گے پھر بھی انھیں شہید کر دیں گے؟

حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: جی ہاں، وہ انھیں شہید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ نے خاک پیش کی اور کہا کہ یہ اُس جگہ کی خاک ہے جہاں اُنھوں نے شہید ہونا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسینؑ کو سینے سے لگائے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے۔ آپؐ بہت زیادہ حیران و پریشان اور حزین و محزون نظر آ رہے تھے۔ حضرت اُمِ سلمہؓ نے خیال کیا کہ آنحضرتؐ شاید اس لیے غصے میں ہیں کہ اُس نے اُن کے پاس بچے کو اندر آنے سے کیوں نہیں روکا۔ عرض کیا: یا نبیؐ اللہ! قربان جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ اِس شہزادے کو کبھی نہ رُلانا۔ ابھی آپؐ نے حکم دیا تھا کہ آپؐ کے پاس کسی کو نہ آنے دوں۔ جب شہزادہؑ میرے پاس آیا اور میں نے اُنھیں روکنے کی کوشش کی تو وہ رونے لگے، اس لیے میں نے چھوڑ دیا اور وہ آپؐ کے پاس چلے آئے۔

رسولِ ثقلینؐ بچے کو اُٹھائے ہوئے مسجد میں آئے۔ وہاں آپؐ کے اصحاب تشریف فرما تھے اُن سے فرمایا: میری اُمت میرے بعد انھیں قتل کر دے گی۔ ان لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ بھی بیٹھے تھے۔ ان دونوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جو لوگ حسینؑ کو شہید کریں گے کیا وہ آپؐ پر ایمان رکھتے ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: جی ہاں! یہ خاک اُسی سرزمین کی ہے جس میں انھوں نے شہید ہونا ہے"۔ (1)

المعجم الکبیر عَنْ اُمِّ سلمة :قَالَ لی رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

(1) المعجم الکبیر: ج ۸، ص ۱۸۵؛ طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۲۴؛ مقتل الخوارزمی: ج ۱، ص ۱۵۸

اِجلِسِي بِالبَابِ، وَلَا يَلِجَنَّ عَلَيَّ اَحَدٌ. فَقُمتُ بِالبَابِ، اِذْ جَاءَ الحُسَينُ علیہ السلام، فَذَهَبتُ اَتَنَاوَلُهُ، فَسَبَقَنِي الغُلَامُ. فَدَخَلَ عَلَى جَدِّهِ. فَقُلتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ! اَمَرتَنِي اَنْ لَا يَلِجَ عَلَيكَ اَحَدٌ وَاِنَّ ابنَكَ جَاءَ، فَذَهَبتُ اَتَنَاوَلُهُ، فَسَبَقَنِي، فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ تَطَلَّعتُ مِنَ البَابِ، فَوَجَدتُكَ تُقَلِّبُ بِكَفَّيكَ شَيْئًا، وَدُمُوعُكَ تَسِيلُ، وَالصَّبِيُّ عَلَى بَطنِكَ!

قَالَ: نَعَم، اَتَانِي جِبرِيلُ، فَاَخبَرَنِي اَنَّ اُمَّتِي يَقتُلُونَهُ، وَاَتَانِي بِالتُّربَةِ الَّتِي يُقتَلُ عَلَيهَا، فَهِيَ الَّتِي اُقَلِّبُ بِكَفِّي.

"المعجم الکبیر میں حضرت اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دروازے پر بیٹھ جائیں اور میرے پاس کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ میں دروازے پر بیٹھ گئی کہ وہیں اچانک فرزندِ رسول حسینؑ آ گئے۔ میں نے آپؑ کو روکنے کی کوشش کی لیکن دوڑ کر اندر اپنے نانا کے پاس چلے گئے۔ میں نے بارگاہِ رسالتؐ میں عرض کیا: یا نبیؐ اللہ! اللہ رب العزت مجھے آپؐ کا فدیہ بنائے۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی کو اندر داخل نہ ہونے دوں۔ لیکن آپؐ کے یہ فرزند آئے۔ میں نے انھیں پکڑنے کی کوشش کی کہ وہ آپؐ کے پاس نہ جائیں لیکن وہ دوڑ کر آپؐ کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ جب میں نے اپنی بات ختم کر لی تو آپؐ کی طرف دیکھا۔ آپؐ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے آپؐ اپنی ہتھیلی پر اُلٹ پلٹ رہے تھے۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حسینؑ آپؐ کے شکمِ مبارک پر بیٹھے تھے۔ میں نے جب آپؐ سے استفسار کیا تو آپؐ نے فرمایا:

اے اُمِ سلمہؓ! ابھی میرے پاس جبرئیل امینؑ آئے ہیں اور مجھے بتایا ہے کہ میری اُمت انھیں شہید کردے گی۔ یہ خاک بھی مجھے انھوں نے دی

ہے جسے میں اپنی ہتھیلی پر لیے ہوئے ہوں۔ اسی خاک پر انھیں قتل کر دیا جائے گا۔ ①

المصنف لابن أبي شيبة عَن أُمِّ سَلمَة: دَخَلَ الحُسَينُ علیہ السلام عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَانَا جالِسَةٌ عَلَى البَابِ، فَتَطَلَّعتُ، فَرَأَيتُ فِي كَفِّ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شَيئًا يُقَلِّبُهُ، وَهُوَ نَائِمٌ عَلَى بَطنِهِ، فَقُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، تَطَلَّعتُ، فَرَأَيتُكَ تُقَلِّبُ شَيئًا فِي كَفِّكَ، وَالصَّبِيُّ نَائِمٌ عَلَى بَطنِكَ، وَدُمُوعُكَ تَسِيلُ!

فَقَالَ: إِنَّ جِبرَئِيلَ أَتَانِي بِالتُّربَةِ الَّتِي يُقتَلُ عَلَيهَا، وَأَخبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي يَقتُلُونَهُ.

"المصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت اُم سلمہؓ سے مروی ہے، حسینؑ بن علیؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، اُس وقت میں دروازے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس وقت میں نے رسولؐ اسلام کی ہتھیلی پر کوئی چیز دیکھی جسے آپؐ گردش دے رہے تھے اور شہزادہؑ آپؐ کے بطن مبارک پر سو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میں آپؐ کی ہتھیلی پر کوئی چیز دیکھ رہی تھی۔ بچہ آپؐ کے بطنِ مبارک پر سو رہا تھا اور آپؐ کی مبارک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابھی میرے پاس جبرئیل امینؑ آئے اور یہ خاک انھوں نے میرے سپرد کی اور مجھے خبر دی کہ میری اُمت انھیں شہید کر دے گی"۔ ②

---

① معجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۰۹؛ طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۲۳؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۱، ص ۱۵۸؛ شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۳۲

② المصنف ابن ابی شیبہ: ج ۸، ص ۱۳۲؛ مسند اسحاق بن راھویہ: ج ۴، ص ۱۳۰؛ الاحاد والمثانی: ج ۱، ص ۳۰۹؛ کنز العمال: ج ۱۳، ص ۶۵۷

الطبقات الکبریٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن عائشة: بينا رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم رَاقِدٌ إِذْ جَاءَ الحُسَينُ يَحبُو إِلَيْهِ. فَنَحَّيتُهُ عَنهُ. ثُمَّ قُمتُ لِبَعضِ أمرِي. فَدَنَا مِنهُ. فَاستَيقَظَ يَبكِي. فَقُلتُ: مَا يُبكِيكَ؟ قَالَ: إِنَّ جِبرِيلَ علیه السلام أَرَانِي التُّربَةَ الَّتِي يُقتَلُ عَلَيهَا الحُسَينُ. فَاشتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى مَن يَسفِكُ دَمَهُ! وَبَسَطَ يَدَهُ. فَإِذَا فِيهَا قَبضَةٌ مِن بَطحَاءَ. فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ. وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ. إِنَّهُ لَيَحزُنُنِي. فَمَن هٰذَا مِن أُمَّتِي يَقتُلُ حُسَينًا بَعدِي؟!

"الطبقات الکبریٰ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، آنحضرتؐ میرے گھر میں سو رہے تھے، وہیں حسینؑ بن علیؑ آئے اور کھیلنے لگے۔ میں نے اُنھیں آپؐ کے قریب نہ جانے دیا، تاکہ آپؐ کی نیند میں خلل نہ آئے۔ میں کسی کام کے سلسلے میں وہاں سے اُٹھی تو حسینؑ آپؐ کے قریب چلے گئے اور آپؐ کی آنکھ کھل گئی۔ میں نے اُنھیں روتے ہوئے پایا؟ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے جبرئیل امینؑ نے وہ خاک دکھائی ہے کہ جس پر حسینؑ نے شہید ہونا ہے۔ اللہ رب العزت اُس پر اپنا شدید ترین غضب نازل کرے جو اِن کا خون بہائے۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ کھولا تو اُس میں مٹھی بھر خاک تھی۔ آپؐ نے فرمایا: اے عائشہؓ! اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ بات مجھے محزون کر دیتی ہے کہ میری اُمت میں سے وہ کون ہے جو میرے بعد حسینؑ کو قتل کر دے گا"۔ (1)

المعجم الأوسط عن عائشة: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم أَجلَسَ حُسَينًا علیه السلام عَلَى فَخِذِهِ. فَجَاءَهُ جِبرِيلُ علیه السلام. فَقَالَ: هٰذَا ابنُكَ؟

(1) طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۲۷؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۵؛ کنز العمال: ج ۱۲، ص ۱۲۷

قَالَ : نَعَم . قَالَ : أُمَّتُكَ سَتَقتُلُهُ بَعدَكَ . فَدَمَعَت عَينَا رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

قَالَ : إِن شِئتَ أَرَيتُكَ تُربَةَ الأَرضِ الَّتِي يُقتَلُ بِهَا . قَالَ : نَعَم . فَأَتَاهُ جِبرَئِيلُ علیہ السلام بِتُرَابٍ مِن تُرَابِ الطَّفِّ.

"المعجم الاوسط میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسینؑ کو اپنے زانو پر بٹھایا کہ وہیں حضرت جبرئیلؑ حاضر ہوئے۔ اُس نے آپؐ سے کہا: کیا یہ آپؐ کے فرزند ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں۔ عرض کیا: آپؐ کی اُمت آپؐ کے بعد انھیں شہید کردے گی۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: اگر آپؐ چاہیں تو میں اُس زمین کی خاک آپؐ کو دکھا سکتا ہوں جس پر انھوں نے شہید ہونا ہے۔ اُس وقت حضرت جبرئیلؑ ارضِ طف کی خاک آپؐ کے پاس لے آئے"۔ [1]

المعجم الكبير عن عائشة : إِنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم . فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : يَا عَائِشَةُ . أَلَا أُعجِبُكِ ؛ لَقَد دَخَلَ عَلَيَّ مَلَكٌ آنِفاً . مَا دَخَلَ عَلَيَّ قَطُّ . فَقَالَ : إِنَّ ابنِي هٰذَا مَقتُولٌ ، وَقَالَ : إِن شِئتَ أَرَيتُكَ تُربَةً يُقتَلُ فِيهَا . فَتَنَاوَلَ المَلَكُ بِيَدِهِ . فَأَرَانِي تُربَةً حَمرَاءَ.

"المعجم الکبیر میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حسینؑ بن علیؑ رسولِ ثقلین کے پاس تشریف لائے۔ رسولؐ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہؓ! کیا میں تمھیں ایک عجیب بات بتاؤں۔ ابھی میرے پاس ایک عظیم فرشتہ حاضر ہوا جو اِس سے قبل میرے پاس کبھی نہیں آیا تھا۔ اُس نے کہا کہ

---

[1] المعجم الکبیر: ج ۳، ص ۲۳۹؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۱، ص ۱۵۹؛ کنزالعمال: ج ۱۲، ص ۱۲۳؛ امالی طوسی: ص ۳۱۶؛ شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۳۳

میرے اس بیٹے کو شہید کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا: اگر آپؐ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی خاک دکھاؤں کہ جس پر انھوں نے شہید ہونا ہے۔ فرشتے نے اس سرزمین کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس نے مجھے سرخ رنگ کی خاک دکھائی"۔ ①

مسند ابن حنبل عَن عائشة أو أمّ سلمة :إنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لِإِحداهُمَا : لَقَد دَخَلَ عَلَيَّ البَيتَ مَلَكٌ لَم يَدخُل عَلَيَّ قَبلَهَا ، فَقَالَ لِي : إنَّ ابنَكَ هٰذَا حُسَينٌ مَقتولٌ ، وَإِن شِئتَ أَرَيتُكَ مِن تُربَةِ الأَرضِ الَّتِي يُقتَلُ بِهَا ، قَالَ : فَأَخرَجَ تُربَةً حَمرَاءَ.

"مسند ابن حنبل میں حضرت عائشہؓ یا حضرت اُم سلمہؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن میں سے کسی ایک سے فرمایا کہ میرے پاس وہ فرشتہ جو آج تک میرے پاس کبھی نہیں آیا تھا اُس نے مجھ سے کہا کہ آپؐ کے اس بیٹے کو شہید کر دیا جائے گا۔ اگر آپؐ چاہیں تو میں اُس زمین کی خاک دکھاؤں کہ جس زمین پر انھوں نے شہید ہونا ہے؟ اُس فرشتے نے مجھے وہ خاک دکھائی کہ جس کا رنگ سرخ ہے"۔ ②

المعجم الكبير عَن أُمّ سلمة :كَانَ الحَسَنُ وَالحُسَينُ علیہما السلام يَلعَبانِ بَينَ يَدَيِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي بَيتِي ، فَنَزَلَ جبرِيلُ علیہ السلام ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إنَّ أُمَّتَكَ تَقتُلُ ابنَكَ هٰذَا مِن بَعدِكَ ، فَأَومَأَ بِيَدِهِ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام ، فَبَكَىٰ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، وَضَمَّهُ إِلَىٰ صَدرِهِ ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : وَدِيعَةٌ عِندَكِ هٰذِهِ التُّربَةُ ، فَشَمَّها رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقَالَ: وَيحَ كَربٍ وَبَلاءٍ!

---

① المعجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۵۷؛ کنز العمال: ج ۱۲، ص ۱۲۸

② مسند ابن حنبل: ج ۱۰، ص ۱۸۰؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۹۹

قَالَت : وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَا أُمَّ سَلَمَةَ ، إِذَا تَحَوَّلَت هٰذِهِ التُّرْبَةُ دَماً فَاعلَمِي أَنَّ ابنِي قَد قُتِلَ.

قَالَ : فَجَعَلَتهَا أُمُّ سَلَمَةَ فِي قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَعَلَت تَنظُرُ إِلَيهَا كُلَّ يَومٍ ، وتَقولُ: إِنَّ يَوماً تُحَوَّلِينَ دَماً لَيَومٌ عَظِيمٌ.

"المعجم الکبیر میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے۔ حسنؑ و حسینؑ دونوں شہزادے میرے گھر میں رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اس نے سیدالانبیاءؐ سے کہا: اے محمدؐ! آپؐ کی اُمت آپؐ کے بعد آپؐ کے اِس شہزادے کو قتل کردے گی۔ اُس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔

رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے اور حسینؑ کو اپنے سینے سے لگایا۔ پھر رسولِ اسلام نے فرمایا: یہ خاک آپ کے پاس امانت رہے۔ آنحضرتؐ نے اِس خاک کو سونگھا اور فرمایا: ہائے کرب و بلا۔

حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے کہا: اے اُم سلمہؓ! جب یہ خاک خون بن جائے تو سمجھ لینا میرے یہ فرزند مارے گئے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت اُم سلمہؓ نے وہ خاک ایک شیشی میں رکھ دی اور آپؓ روزانہ اِس خاک کی زیارت کرتیں اور کہتیں: اے خاک جس دن تو خون میں منقلب ہوگی وہ دن مصائب سے لبریز دن ہوگا"۔ ①

الأمالي للطوسي عَن زينب بنت جحش: كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذَاتَ يَومٍ عِندِي نَائِماً ، فَجَاءَ الحُسَينُ علیہ السلام ، فَجَعَلتُ أُعَلِّلُهُ مَخَافَةَ أَن يوقِظَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، فَغَفَلتُ عَنهُ ، فَدَخَلَ وَاتَّبَعتُهُ، فَوَجَدتُهُ وَقَد قَعَدَ عَلىٰ بَطنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... فَجَعَلَ

① المعجم الکبیر: ج۳،ص ۱۰۸؛ تہذیب الکمال: ج۴،ص ۳۰۸؛ تہذیب التہذیب: ج۱،ص ۵۸۹؛ تاریخ دمشق: ج۱۴،ص ۱۹۲

يَبُولُ عَلَيْهِ، فَأَرَدتُ أَنْ آخُذَهُ عَنهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: دَعِي ابني، يَا زَيْنَبُ، حَتّٰى يَفرُغَ مِن بَولِهِ.

فَلَمَّا فَرَغَ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقَامَ يُصَلِّي، فَلَمَّا سَجَدَ ارتَحَلَهُ الحُسَينُ علیہ السلام، فَلَبِثَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِحَالِهِ حَتّٰى نَزَلَ، فَلَمَّا قَامَ عَادَ الحُسَينُ علیہ السلام، فَحَمَلَهُ حَتّٰى فَرَغَ مِن صَلَاتِهِ، فَبَسَطَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَدَهُ، وَجَعَلَ يَقُولُ: أَرِنِي أَرِنِي يَا جَبرَئِيلُ.

فَقُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَقَد رَأَيتُكَ اليَومَ صَنَعتَ شَيئًا مَا رَأَيتُكَ صَنَعتَهُ قَطُّ! قَالَ: نَعَم، جَاءَنِي جَبرَئِيلُ علیہ السلام، فَعَزَّانِي فِي ابنِي الحُسَينِ، وَأَخبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي تَقتُلُهُ، وَأَتَانِي بِتُربَةٍ حَمرَاءَ.

"امالی طوسی میں حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت ہے، ایک دن سیّدالانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر سوئے ہوئے تھے کہ وہاں حسینؑ تشریف لائے۔ میں نے آپؑ کو اپنے پاس روکے رکھا تاکہ آپؑ اپنے نانا کے پاس نہ جائیں کہ کہیں حضورؐ کی نیند میں خلل نہ آئے۔ میں کسی اور کام میں مصروف ہوئی کہ حسینؑ اپنے نانا کے پاس چلے گئے۔ مَیں جب اُن کے پیچھے آئی تو اُنھیں رسولِ امینؐ کے بطنِ مبارک پر بیٹھا ہوا پایا اور آپؑ نے وہیں اُن کے بطنِ مبارک پر بول کر دیا۔ میں نے آپ کو وہاں سے اُٹھانا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے زینبؓ! انھیں میرے پاس رہنے دیجیے یہاں تک کہ آپؑ بول کرنے سے فارغ ہوگئے۔

اس کے بعد احمد مرسلؐ نے وضو کیا اور نماز کا ارادہ کیا۔ جب آپؐ سجدہ میں گئے تو حسینؑ ان پر سوار ہوگئے۔ جب تک حسینؑ سوار رہے آپؐ سجدے میں رہے۔ جب وہ اُترے تو آپؐ نے سجدہ سے سر اُٹھایا، قیام کیا۔ آپؐ کی دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی شکل رہی۔ آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ پھیلایا اور فرمانے لگے: اے جبرئیلؑ! مجھے دکھایئے۔

میں نے بعد میں آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! آپؐ نے آج وہ عمل کیا جو اس سے قبل میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں! میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور مجھے اپنے فرزند حسینؑ کی تعزیت پیش کی اور مجھے بتایا کہ میری اُمت انھیں قتل کر دے گی اور اُس نے سرخ رنگ کی خاک میرے حوالے کی"۔ ①

المستدرك على الصحيحين عَن شدّاد بن عبدالله عَن أمّ الفضل بنت الحارث: أنّها دَخلَت عَلى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقَالَت: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إنّي رَأيتُ حُلماً مُنكَراً اللّيلَةَ. قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَت: إنّهُ شَديدٌ. قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَت: رَأيتُ كَأَنّ قِطعَةً مِن جَسَدِكَ قُطِعَت وَوُضِعَت فِي حِجرِي.

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رَأيتِ خَيراً. تَلِدُ فَاطِمَةُ إن شَاءَ اللهُ غُلاماً، فَيَكُونُ فِي حِجرِكِ.

فَوَلَدَت فاطِمَةُ علیہا السلام الحُسَينَ علیہ السلام، فَكَانَ فِي حِجرِي، كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَدَخَلتُ بِهِ يَوماً إلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَوَضَعتُهُ فِي حِجرِهِ، ثُمَّ حانَت مِنّي التِفاتَةٌ، فَإذَا عَينَا رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تُهرِيقَانِ مِنَ الدُّمُوعِ.

قَالَت: فَقُلتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! بِأَبِي أنتَ وَأُمّي! مَا لَكَ؟

قَالَ: أتَانِي جِبرِيلُ علیہ السلام، فَأَخبَرَنِي أنّ أُمَّتِي سَتَقتُلُ ابنِي هٰذَا.

فَقُلتُ: هٰذَا! فَقَالَ: نَعَم. وَأتَانِي بِتُربَةٍ مِن تُربَتِهِ حَمرَاءَ.

"المستدرک علی الصحیحین میں ہے، شدّاد بن عبداللہ سے اور اُنھوں نے عبداللہ سے اور اُنھوں نے اُمِ فضل بنت حارثؓ سے، اُنھوں نے کہا کہ

---

① امالی طوسی: ص ۳۱۶؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۶۹؛ شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۳۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۹؛ معجم الکبیر: ج ۲۳، ص ۵۳؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۵

میں بارگاہِ رسالتؐ میں داخل ہوئی اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں نے رات ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: خواب میں کیا دیکھا ہے؟ اُنھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ آپؐ کے مبارک جسم کا ایک ٹکڑا آپؐ کے جسم سے علیحدہ ہوکر میری آغوش میں رکھ دیا گیا ہے۔

رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ نے خوبصورت خواب دیکھا ہے۔ عنقریب ان شاء اللہ فاطمہ زہراؑ کے ہاں بچے کی ولادت ہوگی۔ وہ بچہ آپ کی آغوش میں تربیت پائے گا۔

کچھ دنوں کے بعد حسینؑ کی ولادت ہوئی اور میں نے آپؑ کو اپنی آغوش میں لیا جس طرح کہ احمد مرسلؐ نے فرمایا تھا۔ ایک دن میں بارگاہِ رسالتؐ میں داخل ہوئی اور حسینؑ میری آغوش میں تھے۔ جب میں نے آپؐ کی طرف توجہ کی تو آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا نبیؐ اللہ! میرا باپ اور میری ماں آپؐ پر قربان، آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابھی میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور اُنھوں نے مجھے خبر دی کہ میرے اِس بیٹے کو میری اُمت قتل کر دے گی۔ میں نے عرض کیا: اِسی بیٹے کو؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں، اُس نے مجھے سرخ رنگ کی یہ خاک بھی میرے حوالے کی ہے"۔ ①

امام حسینؑ کی نصرت کے لیے نبی مکرمؐ کی دعوت

دلائل النبوۃ لأبي نعیم عن سحیم عن أنس بن الحارث:

سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُولُ: إِنَّ ابنِي هٰذَا يُقتَلُ بِأَرضٍ

① المستدرک علی الصحیحین: ج ۳، ص ۱۹۳؛ دلائل نبوت بیہقی: ج ۶، ص ۴۶۹؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۶؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۵۹؛ ارشاد: ج ۲، ص ۱۲۹؛ دلائل امامت: ص ۱۷۹؛ الملہوف: ص ۹۱؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۱۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۳۲۶؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۸؛ مثیر الاحزان: ص ۱۶

الْعِرَاقِ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنكُم فَلْيَنصُرهُ. قَالَ: فَقُتِلَ أَنَسُ مَعَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام.

"دلائلِ نبوت ابونعیم میں ہے، سُحیم نے انس بن حارثؓ سے سنا، اُنھوں نے کہا کہ میں نے رسولِؐ اسلام سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے یہ فرزند عراق کی سرزمین میں شہید کردیے جائیں گے۔ تم میں سے جو آپؑ کو پائے تو اُس پر اُن کی نصرت کرنا واجب ہے۔ راوی کہتا ہے کہ انس بن حارثؓ امام علیہ السلام کے ساتھ میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تھے"۔ ①

تاریخ دمشق عَن سحیم عَن أنَس بن الحارث: سَمِعتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: إنَّ ابنِي هٰذَا، يَعنِي الحُسَينَ علیہ السلام. يُقتَلُ بِأَرضٍ يُقالُ لَهَا: كَرْبَلَاءُ، فَمَن شَهِدَ ذٰلِكَ مِنكُم فَلْيَنصُرهُ. قَالَ: فَخَرَجَ أَنَسُ بنُ الحارِثِ إلىٰ كَرْبَلَاءَ. فَقُتِلَ مَعَ الحُسَينِ.

"تاریخ دمشق میں سحیمؒ سے روایت ہے، اُنھوں نے انس بن حارثؓ سے سنا، اُنھوں نے کہا کہ میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے فرمایا: میرے یہ فرزند حسینؑ کربلا نامی سرزمین میں قتل کردیے جائیں گے جو آپؑ کے ساتھ ہو اُس پر واجب ہے کہ وہ اُن کی نصرت کرے۔

راوی کہتا ہے کہ انس بن حارثؓ کربلا گئے اور وہیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوگئے۔ ②

سبطِ رسولؐ کے قاتل کی علامات

عیون اخبار الرضا میں حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

① دلائل نبوت ابونعیم: ج۲،ص ۵۵۴؛ اسد الغابہ: ج۱،ص ۲۸۸؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص ۱۶۰؛ ذخائر عقبیٰ: ص ۲۵۰؛ مثیر الاحزان: ص ۱۷؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۱،ص ۱۳۰؛ بحار الانوار: ج ۴۴،ص ۲۴۷

② تاریخ دمشق: ج۱۴،ص ۲۲۴؛ الاصابہ: ج۱،ص ۲۷۱؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸،ص ۱۹۹

فرمایا: "(امام) حسینؑ کو اُمت کا شریر ترین آدمی قتل کرے گا"۔ ①

كفاية الأثر عن عبدالله بن العبّاس: دَخلتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم وَالحَسَنُ عليه السلام عَلى عَاتِقِهِ، وَالحُسَينُ عليه السلام عَلى فَخِذِهِ، يَلثِمُهُمَا ويُقَبِّلُهُمَا .... ثُمَّ قَالَ: يَابنَ عَبّاسٍ! كَأَنّي بِهِ وَقَد خُضِبَت شَيبَتُهُ مِن دَمِهِ، يَدعو فَلَا يُجَابُ، وَيَستَنصِرُ فَلَا يُنصَرُ. قُلتُ: مَن يَفعَلُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟

قَالَ: شِرَارُ أُمَّتِي، مَا لَهُم؟ لا أَنَالَهُمُ اللهُ شَفَاعَتِي!

"کفایۃ الاثر میں ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ ایک دفعہ میں بارگاہِ نبوتؐ میں حاضر ہوا تو حسنؑ آنحضرتؐ کے شانے پر سوار تھے اور حسینؑ آپؐ کے زانو پر بیٹھے تھے۔ آنحضرتؐ دونوں کو بوسے دے رہے تھے...... آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباسؓ! گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں میرے اس شہزادے کی ریش مقدس اُن کے خون سے رنگین کر دی گئی ہے۔ یہ اپنی نصرت کے لیے آوازے بلند کرتے ہیں اور کوئی جواب نہیں دیتا۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اتنا بڑا جرم کون کرے گا؟

آپؐ نے فرمایا: میری اُمت کا بدترین آدمی یہ کام کرے گا۔ اِن لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی"۔ ②

پست ترین باپ کا پست ترین بیٹا

كتاب سليم بن قيس عن عبد الله بن جعفر بن أَبي طَالِب عَن رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: يُقتَلُ ابنِي الحُسَينُ بِالسَّيفِ، يَقتُلُهُ طَاغٍ ابنُ طَاغٍ، دَعِيٌّ ابنُ دَعِيٍّ، مُنَافِقٌ ابنُ مُنَافِقٍ.

---

① عیون اخبار الرضا: ج ۲، ص ۶۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۰۰

② کفایۃ الاثر: ص ۱۶؛ مستدرک الوسائل: ج ۱۵، ص ۲۷۶؛ بحار الانوار: ج ۳۶، ص ۲۸۵

"کتاب سلیم بن قیس میں ہے، عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے فرمایا: میرے فرزند حسینؑ تلوار سے شہید کیے جائیں گے، انھیں سرکش کا سرکش بیٹا اور پست ترین باپ کا پست ترین بیٹا اور منافق باپ کا منافق بیٹا شہید کرے گا"۔ [1]

دین میں رخنہ ڈالنے والا آدمی

الأمالي للطوسي بإسناده عن علي بن الحسين [زين العابدين] عليه السلام عن أسماء بنت عميس : فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ سَابِعِهِ [أي الحُسَينِ عليه السلام] جاءَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ : هَلُمِّي ابني ... ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا عَبدِ اللهِ، عَزِيزٌ عَلَيَّ، ثُمَّ بَكَى.

فَقُلتُ: بِأَبِي أَنتَ وأُمِّي، فَعَلتَ فِي هٰذَا اليَومِ وَفِي اليَومِ الأَوَّلِ فَما هُوَ ؟ فَقَالَ : أَبكِي عَلَى ابنِي هٰذَا ، تَقتُلُهُ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ كَافِرَةٌ مِن بَنِي أُمَيَّةَ ، لَا أَنَالَهُمُ اللهُ شَفَاعَتِي يَومَ القِيَامَةِ ، يَقتُلُهُ رَجُلٌ يَثلِمُ الدِّينَ، وَيَكفُرُ بِاللهِ العَظِيمِ !

ثُمَّ قَالَ : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ فِيهِمَا [أي الحَسَنِ وَالحُسَينِ] مَا سَأَلَكَ إِبرَاهِيمُ فِي ذُرِّيَّتِهِ ، اَللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا ، وَأَحِبَّ مَن يُحِبُّهُمَا ، وَالعَن مَن يُبغِضُهُمَا مِلءَ السَّمَاءِ وَالأَرضِ.

"امالی طوسی میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیسؓ کا بیان ہے: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے ساتویں دن تشریف لائے اور فرمایا: میرے بیٹے کو میرے پاس لے آؤ..... پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابو عبداللہؑ! آپؑ کے مصائب ناقابلِ برداشت ہیں۔ پھر آپؐ رونے لگے۔

[1] کتاب سلیم بن قیس: ج ۲، ص ۸۳۸؛ بحار الانوار: ج ۳۳، ص ۲۶۷

میں نے عرض کیا: میرے باپ اور ماں آپؐ پر قربان ہو جائیں۔ جب اس بچے کی ولادت ہوئی اُس دن اور پھر آج آپؐ نے گریہ کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: میں اپنے اِس فرزند کے مصائب پر رو رہا ہوں۔ اِنھیں بنی اُمیہ کا باغی، طاغی اور کافر گروہ قتل کرے گا۔ قیامت کے دن وہ میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔ اِنھیں وہ آدمی شہید کرے گا جو دین میں رخنہ ڈالنے والا ہوگا۔ وہ اللہ رب العزت کا منکر ہوگا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: خدایا! میں ان دونوں (حسنؑ وحسینؑ) کے بارے میں وہ سوال کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذُرّیت کے لیے کیا تھا۔ خدایا! تو اِنھیں اپنی محبت کا مرکز قرار دے اور اُس سے محبت کر جو اِن سے محبت کرے اور اُس سے اپنی رحمت دُور کر جو اِن سے بُغض رکھے اور اُن پر زمین و آسمان کی تمام مخلوق کی لعنت فرما"۔ ①

یزید ملعون

سیر أعلام النبلاء عَن أَبي عبيدة مرفوعاً عَن رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَا يَزَالُ أَمرُ أُمَّتِي قَائِمًا. حَتّٰى يَثلِمَهُ رَجُلٌ مِن بَنِي أُمَيَّةَ يُقَالُ لَهُ يَزِيدُ.

"سیر اعلام النبلاء میں ابوعبیدہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا کام چلتا رہے گا یہاں تک کہ اِس اُمت میں بنی اُمیہ کا ایک فرد رخنہ ڈالے گا جسے یزید کہا گیا ہے"۔ ②

---

① امالی طوسی: ص ۳۶۷؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۲۵۰؛

② سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۹؛ مسند ابی یعلی: ج ۱، ص ۳۹۹؛ مسند البزار: ج ۴، ص ۱۰۹؛ الفتن: ج ۱، ص ۲۸۱؛ الفردوس: ج ۵، ص ۹۲؛ کنز العمال: ج ۱۱، ص ۱۶۸؛ العمدہ: ص ۴۵۷

الملهوف: لَمَّا أَتَى عَلَى الحُسَينِ عليه السلام سَنَتانِ مِن مَولِدِهِ، خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله في سَفَرٍ لَهُ، فَوَقَفَ فِي بَعضِ الطَّرِيقِ، فَاستَرجَعَ، وَدَمَعَت عَيناهُ.

فَسُئِلَ عَن ذٰلِكَ، فَقالَ: هٰذا جَبرَئِيلُ يُخبِرُنِي عَن أَرضٍ بِشَطِّ الفُراتِ يُقالُ لَها: كَربَلاءُ، يُقتَلُ بِها وَلَدِيَ الحُسَينُ ابنُ فاطِمَةَ. فَقِيلَ لَهُ: مَن يَقتُلُهُ يا رَسُولَ اللهِ؟

فَقالَ: رَجُلٌ اسمُهُ يَزِيدُ، وَكَأَنِّي أَنظُرُ إِلىٰ مَصرَعِهِ وَمَدفَنِهِ.

"الملہوف میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی مبارک حیات کی دو بہاریں دیکھ چکے، رسولؐ اسلام سفر پر تھے۔ آپؐ نے ایک جگہ وقوف کیا اور وہیں کلمۂ استرجاعیہ پڑھا اور آپؐ رونے لگے۔ آپؐ سے رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک سرزمین ہے جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے جسے کربلا کہا جاتا ہے۔ اُس میں میرے فرزند حسینؑ شہید کیے جائیں گے۔ کسی نے آپؐ سے سوال کیا: یارسولؐ اللہ! اُنھیں کون قتل کرے گا؟

آپؐ نے فرمایا: ایک آدمی کہ جس کا نام یزید ہے گویا میں اُن کے مقتل اور مدفن کو دیکھ رہا ہوں"۔ [1]

كنز العمال عن ابن عمرو عن رسول الله صلى الله عليه وآله: يَزِيدُ، لا بارَكَ اللهُ فِي يَزِيدَ! الطَّعّانِ اللَّعّانِ. أَما إِنَّهُ نُعِيَ إِلَيَّ حَبِيبِي وَسَخِيلِي حُسَينٌ، أُتِيتُ بِتُربَتِهِ وَرَأَيتُ قاتِلَهُ. أَما إِنَّهُ لا يُقتَلُ بَينَ ظَهرانَي قَومٍ فَلا يَنصُرونَهُ إِلّا عَمَّهُمُ اللهُ بِعِقابٍ.

"کنزالعمال میں ہے، ابن عمروؓ نے رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا کہ

---

[1] ملہوف: ص ۹۳؛ مثیر الاحزان: ص ۱۸، الفتوح: ج ۴، ص ۳۲۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۶۳

آپ نے فرمایا: اللہ رب العزت یزید کو مبارک نہ کرے وہ بے برکت رہے جو لعنت کا حق دار ہے۔ مجھے اپنے حبیب و محبوب حسینؑ کی شہادت کی خبر دے دی گئی ہے۔ اُن کے مقتل کی خاک بھی میرے حوالے کی گئی ہے۔ میں نے اُن کے قاتل کو دیکھا ہے۔ آپؑ دو گروہوں کے درمیان شہید کیے جائیں گے۔ جو لوگ اُن کی نصرت نہ کریں گے تو اللہ سبحانہٗ ہی اُن سے انتقام لے گا"۔

المعجم الکبیر عن معاذ بن جبل :خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَغَيِّرَ اللَّونِ. فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، أُوتِيتُ فَوَاتِحَ الكَلَامِ وَخَوَاتِمَهُ. فَأَطِيعُونِي مَا دُمتُ بَينَ أَظهُرِكُم. وَ إِذَا ذُهِبَ بِي فَعَلَيكُم بِكِتَابِ اللهِ. أَحِلُّوا حَلَالَهُ، وَحَرِّمُوا حَرَامَهُ. أَتَتكُمُ المَوتَةُ أَتَتكُم بِالرَّوحِ وَالرَّاحَةِ. كِتَابٌ مِنَ اللهِ سَبَقَ. أَتَتكُم فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيلِ المُظلِمِ. كُلَّمَا ذَهَبَ رُسُلٌ جَاءَ رُسُلٌ. تَنَاسَخَتِ النُّبُوَّةُ. فَصَارَت مُلكاً. رَحِمَ اللهُ مَن أَخَذَهَا بِحَقِّهَا. وَخَرَجَ مِنهَا كَمَا دَخَلَهَا. أَمسِكْ يَا مُعَاذُ وَأَحصِ.

قَالَ: فَلَمَّا بَلَغتُ خَمسَةً قَالَ: يَزِيدُ، لَا يُبَارِكُ اللهُ فِي يَزِيدَ! ثُمَّ ذَرَفَت عَينَاهُ. فَقَالَ: نُعِيَ إِلَيَّ حُسَينٌ. وَأُتِيتُ بِتُربَتِهِ. وَأُخبِرتُ بِقَاتِلِهِ. وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ. لَا يُقتَلُ بَينَ ظَهرَانَي قَومٍ لَا يَمنَعُونَهُ إِلَّا خَالَفَ اللهُ بَينَ صُدُورِهِم وَقُلُوبِهِم. وَسَلَّطَ عَلَيهِم شِرَارَهُم. وَأَلبَسَهُم شِيَعاً. ثُمَّ قَالَ: وَاهاً لِفِرَاخِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِن خَلِيفَةٍ مُستَخلَفٍ مُترَفٍ. يَقتُلُ خَلَفِي وَخَلَفَ الخَلَفِ.

فَلَمَّا بَلَغتُ عَشَرَةً قَالَ: الوَلِيدُ اسمُ فِرعَونَ. هَادِمُ شَرَائِعِ

الْإِسْلَامِ، بَيْنَ يَدَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَسُلُّ اللهُ سَيْفَهُ، فَلَا غِمَادَ لَهُ، وَاخْتَلَفَ النَّاسُ، فَكَانُوا هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. ثُمَّ قَالَ: بَعْدَ الْعِشْرِينَ وَمِئَةٍ مَوْتٌ سَرِيعٌ، وَقَتْلٌ ذَرِيعٌ، فَفِيهِ هَلَاكُهُمْ، وَيَلِي عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ الْعَبَّاسِ.

"المعجم الکبیر میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپؐ کے مبارک چہرے پر خون کے آثار تھے۔ آپؐ نے فرمایا: میں محمدؐ ہوں۔ مجھے کلام کے فواتح اور خواتم عطا کیے گئے ہیں۔ جب تک میں تمھارے درمیان ہوں میری اطاعت کرو۔ جب میری رحلت ہوجائے تو تم پر کتاب اللہ کی اطاعت واجب ہے۔ اُس کے حلال کو حلال اور اُس کے حرام کو حرام قرار دینا۔ تم پر موت آئے گی۔ اللہ کی کتاب آچکی ہے۔ تم پر فتنے اِس طرح آئیں گے جس طرح اندھیری راتیں آتی ہیں اور پریشان کرتی ہیں۔ تمھیں اِسی طرح پریشان کریں گے۔ جب ایک رسولؐ اِس دنیا سے چلا تو دوسرا اُس کی جگہ آگیا۔ اب نبوت کا سلسلہ رُک گیا ہے۔ اللہ رب العزت اُس آدمی پر رحم کرے جس نے اُس کے حق کو اخذ کیا اور اُس سے اِس طرح نکلا جس طرح اُس میں داخل ہوا تھا۔ اے معاذ! رُکیے اور پانچ گنتی کیجیے۔

جناب معاذؓ کہتے ہیں کہ میں نے گنتی شروع کی اور جب پانچ پر پہنچا تو آپؐ نے فرمایا: یزید، اللہ رب العزت یزید کو مبارک نہ کرے۔ پھر آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے حسینؑ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے۔ اُن کے مقتل کی خاک میرے حوالے کی گئی ہے۔ مجھے اُن کے قاتل کا نام بتایا گیا ہے۔ اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ وہ قوم کے سامنے شہید کیے جائیں گے۔ اُن کا دفاع

نہیں کیا جائے گا۔ اللہ اس قوم کے درمیان پھوٹ ڈال دے گا اور اُن پر ایک شریر مسلط کرے گا اور وہ انھیں منتشر کر دے گا۔ اللہ آلِ محمدؐ پر رحم کرے پھر اِن کا ایک منہ زور آدمی اپنی حکومت کے استحکام کے لیے میری اولاد کو قتل کرے گا۔

معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ جب میں دس تک پہنچا تو آپؐ نے فرمایا: ولید، اس فرعون کا نام ہے جو اسلامی شرائع کو منہدم کرنے والا ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک مرد آئے گا کہ اللہ رب العزت اپنی تلوار کو نیام سے کھینچے گا وہ ایسی کھینچی ہوئی تلوار ہوگی کہ جس کا نیام ہی نہیں ہوگا۔ لوگ اس کے اردگرد اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح ہاتھ کی انگلیاں آپس میں جمع ہوتی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک سو بیس سال کے بعد اموات سریع ہوں گی، کثرت کے ساتھ قتل ہوں گے۔ اس میں بے پناہ ہلاکتیں ہوں گی۔ حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ایک آدمی اُن پر مسلط ہوگا"۔ ①

آپؐ کے قاتل کے لیے تباہی و ویرانی

الأمالی للشجری بإسناده عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: يُقتَلُ ابنِيَ الحُسَينُ بِظَهرِ الكُوفَةِ، الوَيلُ لِقَاتِلِهِ، وَخاذِلِهِ، وَتارِكِ نُصرَتِهِ.

"امالی شجری میں ہے، رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے فرزند حسینؑ کوفہ کے قریب شہید کیے جائیں گے۔ ان کے قاتل اور اُن سے اعراض کرنے والے اور نصرت سے منہ موڑنے والے کے لیے تباہی و بربادی ہے"۔ ②

---

① المعجم الکبیر: ج۲۰، ص۳۸ و ج۳، ص۱۲۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۱۶۵؛ کنز العمال: ج۱۱، ص۱۳۴؛ امالی شجری: ج۱، ص۱۶۹؛ الحدائق الوردیہ: ج۱، ص۱۱۷؛ شرح اخبار: ج۳، ص۱۳۹

② امالی شجری: ج۱، ص۱۸۳؛ الحدائق الوردیہ: ج۱، ص۱۱۲

کامل الزیارات عن عمر بن هبیرة: رَأَیتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَالحَسَنُ وَالحُسَینُ علیهما السلام فِي حِجرِهِ، یُقَبِّلُ هٰذَا مَرَّةً، وَهٰذَا مَرَّةً، وَیَقُولُ لِلحُسَینِ علیه السلام: إِنَّ الوَیلَ لِمَن یَقتُلُكَ.[1]

"کامل الزیارات میں عمر بن ہبیرہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہؐ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپؐ کی آغوش میں حسنؑ و حسینؑ بیٹھے تھے۔ آپؐ کبھی ایک شہزادے کو بوسے دیتے اور کبھی دوسرے کو بوسے دیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین علیہ السلام کے لیے فرماتے: اے حسینؑ! آپؑ کے قاتل کے لیے ویرانی وتباہی ہے"۔

عیون أخبار الرضا علیه السلام بإسناده عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: إِنَّ قَاتِلَ الحُسَینِ بنِ عَلِيٍّ علیه السلام فِي تَابُوتٍ مِن نَارٍ، عَلَیهِ نِصفُ عَذَابِ أَهلِ الدُّنیَا، وَقَد شُدَّت یَدَاهُ وَرِجلَاهُ بِسَلَاسِلَ مِن نَارٍ، مُنَكَّسٌ فِي النَّارِ، حَتّٰى یَقَعَ فِي قَعرِ جَهَنَّمَ، وَلَهُ رِیحٌ یَتَعَوَّذُ أَهلُ النَّارِ إِلٰى رَبِّهِم مِن شِدَّةِ نَتنِهِ، وَهُوَ فِیهَا خَالِدٌ ذَائِقُ العَذَابِ الأَلِیمِ، مَعَ جَمِیعِ مَن شَایَعَ عَلٰى قَتلِهِ، كُلَّمَا نَضِجَت جُلُودُهُم بَدَّلَ اللهُ عَلَیهِمُ الجُلُودَ، حَتّٰى یَذُوقُوا العَذَابَ الأَلِیمَ، لَا یُفَتَّرُ عَنهُم سَاعَةً، وَیُسقَونَ مِن حَمِیمِ جَهَنَّمَ، فَالوَیلُ لَهُم مِن عَذَابِ اللهِ تَعَالٰى فِي النَّارِ.

"عیون اخبار الرضاؑ میں ہے، رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسینؑ بن علیؑ کا قاتل آگ کے تابوت میں ہوگا۔ دنیا کے نصف لوگوں کے عذاب کے برابر اُس پر عذاب ہوگا۔ اُس کے ہاتھ اور پاؤں جہنم کی زنجیروں میں جکڑے ہوں گے۔ اُسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ جہنم

[1] کامل الزیارات: ص ۱۴۷؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۰۲

کی آخری تہہ تک پہنچ جائے گا۔ اُس پر جہنم کی وہ ہوا چلے گی کہ جس سے اہلِ جہنم اللہ سے پناہ مانگتے ہوں گے کیونکہ وہ اپنی تیزی اور تندی سے جسموں کو جھلسا دینے والی ہوگی۔ یہ ہوا اُس پر ہمیشہ ہمیشہ چلتی رہے گی۔ اُسی کے ساتھ وہ لوگ بھی ہوں گے جو حسینؑ کے قتل میں شرکت رکھنے والے ہوں گے۔ جب اُن کے جسم کی کھالیں جل جائیں گی تو اللہ اُن کے جسم پر نئی کھالیں پیدا کر دے گا۔[1] وہ اس طرح دردناک عذاب میں معذب رہیں گے۔ لمحہ برابر اُن سے عذاب دُور نہیں ہوگا۔ انھیں اُبلتا ہوا پانی پلایا جائے گا۔ جہنم میں اللہ رب العزت کے عذاب کی وجہ سے اُن کے لیے واہی اور تباہی ہے"۔[2]

عیون أخبار الرضا علیہ السلام بإسنادہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّ مُوسَى بنَ عِمْرَانَ سَأَلَ رَبَّهُ. فَقَالَ: يَا رَبِّ. إِنَّ أَخِي هَارُونَ مَاتَ. فَاغْفِرْ لَهُ. فَأَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَيْهِ: يَا مُوسَى. لَوْ سَأَلْتَنِي فِي الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ لَأَجَبْتُكَ مَا خَلَا قَاتِلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام. فَإِنِّي أَنْتَقِمُ لَهُ مِنْ قَاتِلِهِ....

"عیون اخبار الرضاؑ میں ہے، رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: پروردگار! میرے بھائی ہارونؑ رحلت فرما گئے ہیں تو ان کی مغفرت فرما۔ اللہ رب العزت نے اُن کی طرف وحی فرمائی۔ اے موسیٰؑ! اگر تم تمام اوّلین و آخرین کی مغفرت کے لیے دُعا کریں تو میں قبول کروں گا سوائے حسینؑ بن علیؑ کے قاتل

---

① سورۂ نساء کی آیت ۵۶ کی طرف اشارہ ہے۔

② عیون اخبار الرضاؑ: ج ۲، ص ۴۷، صحیفۃ الامام الرضاؑ: ص ۱۲۳؛ کشف الیقین: ص ۳۲۶، حدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۸؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۰۰؛ مناقب ابن مغازلی: ص ۶۶، مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۲، ص ۸۳؛ فرائد السمطین: ج ۲، ص ۲۶۳

کے، مَیں اُسے معاف نہیں کروں گا۔ میں اُس کے قاتل سے انتقام لوں گا"...... ①

عيون أخبار الرضا عليه السلام بإسناده عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : تُحشَرُ ابنَتِي فَاطِمَةُ يَومَ القِيَامَةِ، وَمَعَهَا ثِيَابٌ مَصبوغَةٌ بِالدَّمِ. فَتَعَلَّقُ بِقَائِمَةٍ مِن قَوائِمِ العَرشِ. فَتَقولُ: يَا عَدلُ! احكُم بَينِي وَبَينَ قَاتِلِ وُلدِي. قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم : فَيَحكُمُ اللهُ تَعالى لِابنَتِي وَرَبِّ الكَعبَةِ.

"عیون اخبار الرضاؑ میں ہے، حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن میری دُختر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اِس حالت میں محشور ہوں گی کہ آپؑ کے پاس خون سے رنگین کپڑے ہوں گے اور وہ ستونِ عرش کو پکڑ کر فرمائیں گی: "احکم الحاکمین! میرے اور میرے فرزند کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما"۔

رسولِ امینؐ نے فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! اللہ رب العزت میری دُختر کے حق میں فیصلہ فرمائے گا"۔ ②

الفتوح عن شرحبيل بن أبي عون : إنَّ المَلَكَ الَّذِي جَاءَ إلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم إنَّمَا كَانَ مَلَكَ البِحَارِ .... ثُمَّ حَمَلَ ذٰلِكَ المَلَكُ مِن تُربَةِ الحُسَينِ عليه السلام فِي بَعضِ أجنِحَتِهِ. فَلَم يَبقَ مَلَكٌ فِي سَمَاءٍ

① عیون اخبار الرضاؑ: ج ۲،ص ۴۷؛ صحیفۂ الامام الرضاؑ: ص ۳۶۳؛ اللہوف: ص ۸۳؛ المناقب ابن مغازلی: ص ۶۸

② عیون اخبار الرضاؑ: ج ۲،ص ۲۶؛ صحیفۂ امام رضاؑ: ص ۲۹؛ بحارالانوار: ج ۴۳،ص ۲۲۵؛ مناقب ابن مغازلی: ص ۳۵؛ فرائد السمطین: ج ۲،ص ۲۶۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱،ص ۵۲؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳،ص ۳۶۷

الدُّنيا إلّا شَمّ تِلكَ التُّربَةَ، وَصارَ فيها عِندَهُ أثرٌ وخَبَرٌ.

قالَ: ثُمَّ أخذَ النّبيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تِلكَ القَبضَةَ الّتي أتاهُ بِها المَلَكُ، فَجَعَلَ يَشُمُّها، وَهُوَ يَبكي، وَيَقولُ في بُكائِهِ: اللّهُمَّ لا تُبارِكْ في قاتِلِ وَلَدي، وَأصلِهِ نارَ جَهَنَّمَ.

"الفتوح میں شرحبیل بن ابی عونؒ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسولؐ خدا کی بارگاہ میں دریاؤں اور سمندروں کا فرشتہ حاضر ہوا۔ وہ فرشتہ تربتِ حسینؑ اپنے پَروں میں لے کر آسمان کی طرف چلا گیا۔ آسمان کے تمام فرشتوں نے اس خاک کی خوشبو سونگھی۔

راوی کہتا ہے کہ رسولؐ اسلام نے اُس فرشتے سے خاک حاصل کی اور اُسے سونگھنا شروع کیا۔ آپؐ اُسے سونگھ بھی رہے تھے، ساتھ رو بھی رہے تھے اور آپؐ کی زبان پر یہ دُعا تھی: "خدایا! میرے بیٹے کے قاتل سے ہر قسم کی برکات اُٹھا لے اور اُسے جہنم واصل کر"۔ (1)

آپؑ کی شہادت کی کیفیت

امالی صدوق رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میری نگاہ اپنے شہزادے حسینؑ پر پڑتی ہے تو اُس وقت مجھے تمام باتیں یاد آجاتی ہیں کہ جن سے انھیں میرے بعد گزرنا ہے۔ وہ میرے حرم اور میری قبر کے جوار میں رہنا چاہیں گے لیکن اُنھیں یہاں نہیں رہنے دیا جائے گا۔ پس میں نے خواب میں اُنھیں اپنے سینے کے ساتھ لگالیا اور انھیں دارِ ہجرت سے کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور میں نے اُنھیں شہادت کی خبر دی۔ پس وہ اپنے مقتل والی سرزمین کی طرف سفر کریں گے جس کا نام کرب و بلا اور قتل و فنا ہے۔ مسلمانوں کا ایک گروہ اُن کی نصرت کرے گا۔ قیامت کے دن یہی لوگ میری اُمت کے شہیدوں کے سردار ہوں گے۔ گویا کہ مَیں انھیں دیکھ رہا ہوں کہ اُنھیں تیر کا نشانہ بنایا گیا اور وہ

---

(1) الفتوح: ج ۴، ص ۳۲۴؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۶۳

اپنے مرکب سے زمین کی طرف آئے۔ پھر انھیں اس طرح ظلم و ستم سے ذبح کیا گیا کہ جس طرح جانور کو ذبح کیا جاتا ہے۔[1]

كفاية الأثر عن عبدالله بن العبّاس: دَخَلتُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَالحَسَنُ علیہ السلام عَلى عَاتِقِهِ، وَالحُسَينُ علیہ السلام عَلى فَخِذِهِ، يَلثِمُهُمَا وَيُقَبِّلُهُمَا، وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ والِ مَن والاهُمَا، وعادِ مَن عاداهُمَا. ثُمَّ قالَ: يَابنَ عَبّاسٍ، كَأَنّي بِهِ وَقَد خُضِبَت شَيبَتُهُ مِن دَمِهِ، يَدعو فَلا يُجابُ، وَيَستَنصِرُ فَلا يُنصَرُ. قُلتُ: مَن يَفعَلُ ذٰلِكَ يا رَسولَ اللهِ؟

قالَ: شِرارُ اُمَّتي، مالَهُم؟ لا أنالَهُمُ اللهُ شَفاعَتي!

"کفایۃ الاثر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوا۔ اُس وقت حسنؑ آپؐ کے کندھے پر اور حسینؑ آپؐ کے زانوئے اقدس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ اُنھیں بوسے دے رہے تھے اور اُنھیں چوم رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ خدایا! جو اِن سے محبت کرے تو اُس سے محبت کر اور جو اِن سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی کر۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اِن کی ریش مقدس اِن کے خون سے رنگین کر دی گئی ہے۔ لوگوں کو آواز دیتے ہیں لیکن انھیں کوئی جواب نہیں دیتا۔ وہ استغاثہ بلند کرتے ہیں لیکن کوئی اِن کی نصرت نہیں کرتا۔

میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! ایسا کون کرے گا؟

آپؐ نے فرمایا: میری اُمت کا شریر آدمی ایسا کرے گا، وہ میری شفاعت

---

[1] امالی صدوق: ص ۱۷۷؛ بشارۃ المصطفیٰ: ص ۱۹۹؛ الفضائل: ص ۱۰؛ مثیر الاحزان: ص ۲۲، بحار الانوار: ج ۲۸، ص ۳۹

سے محروم رہیں گے''۔ ①

كامل الزيارات عَن مسمع بن عبد الملك عَن أبي عبد الله [الصادق] عليه السلام: كَانَ الحُسَينُ عليه السلام مَعَ أُمِّهِ تَحمِلُهُ، فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله، فَقَالَ: لَعَنَ اللهُ قَاتِلِيكَ، وَلَعَنَ اللهُ سَالِبِيكَ، وَأَهلَكَ اللهُ المُتَوَازِرِينَ عَلَيكَ، وَحَكَمَ اللهُ بَينِي وَبَينَ مَن أَعَانَ عَلَيكَ!

فَقَالَت فَاطِمَةُ: يَا أَبَه، أَيَّ شَيءٍ تَقُولُ؟ قَالَ: يَا بِنتَاه، ذَكَرتُ مَا يُصِيبُهُ بَعدِي وَبَعدَكِ مِنَ الأَذَى وَالظُّلمِ وَالغَدرِ وَالبَغيِ، وَهُوَ يَومَئِذٍ فِي عُصبَةٍ كَأَنَّهُم نُجُومُ السَّمَاءِ، يَتَهَادَونَ إِلَى القَتلِ، وَكَأَنِّي أَنظُرُ إِلَى مُعَسكَرِهِم، وَإِلَى مَوضِعِ رِحَالِهِم وَتُربَتِهِم. فَقَالَت: يَا أَبَه! وَأَينَ هَذَا المَوضِعُ الَّذِي تَصِفُ؟ قَالَ: مَوضِعٌ يُقَالُ لَهُ كَربَلَاءُ، وَهِيَ ذَاتُ كَربٍ وَبَلَاءٍ عَلَينَا وَعَلَى الأُمَّةِ، يَخرُجُ عَلَيهِم شِرَارُ أُمَّتِي، وَلَو أَنَّ أَحَدَهُم شَفَعَ لَهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالأَرَضِينَ مَا شُفِّعُوا فِيهِم، وَهُمُ المُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ.

قَالَت: يَا أَبَه! فَيُقتَلُ؟ قَالَ: نَعَم يَا بِنتَاه! وَمَا قُتِلَ قِتلَتَهُ أَحَدٌ كَانَ قَبلَهُ، وَتَبكِيهِ السَّمٰوٰتُ وَالأَرَضُونَ، وَالمَلَائِكَةُ وَالوَحشُ وَالحِيتَانُ فِي البِحَارِ وَالجِبَالُ، لَو يُؤذَنُ لَهَا مَا بَقِيَ عَلَى الأَرضِ مُتَنَفِّسٌ، وَيَأتِيهِ قَومٌ مِن مُحِبِّينَا، لَيسَ فِي الأَرضِ أَعلَمُ بِاللهِ وَلَا أَقوَمُ بِحَقِّنَا مِنهُم، وَلَيسَ عَلَى ظَهرِ الأَرضِ أَحَدٌ يَلتَفِتُ إِلَيهِ غَيرُهُم، أُولَئِكَ مَصَابِيحُ فِي ظُلُمَاتِ الجَورِ، وَهُمُ الشُّفَعَاءُ، وَهُم وَارِدُونَ حَوضِي غَدًا،

① كفاية الاثر: ص ١١٦؛ مستدرك الوسائل: ج ١٠، ص ٢٧٦؛ بحار الانوار: ج ٣٦، ص ٢٥٨

أَعرِفُهُم إِذَا وَرَدُوا عَلَيَّ بِسِيمَاهُم . وَأَهلُ كُلِّ دِينٍ يَطلُبُونَ أَئِمَّتَهُم . وَهُم يَطلُبُونَنَا وَلَا يَطلُبُونَ غَيرَنَا . وَهُم قِوَامُ الأَرضِ بِهِم يَنزِلُ الغَيثُ.

"کامل الزیارات میں سمع بن عبدالملکؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کو آپؑ کی والدہ اُٹھائے ہوئے تھیں۔ رسولِ ثقلینؐ نے اُن سے حسینؑ کو لے لیا اور فرمایا:

اللہ سبحانہ آپؑ کے قاتل، آپؑ کے جسم کو لوٹنے والے اور آپؑ کے قتل میں شریک تمام لوگوں پر لعنت کرے اور اللہ رب العزت میرے اور آپؑ کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے عرض کیا: بابا جان! آپؐ کیا فرما رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میں نے اُن باتوں کا ذکر کیا ہے جو میرے بعد اِنھیں پیش آنے والی ہیں۔ اِنھیں مختلف قسم کی اذیتیں دی جائیں گی، اِن پر ظلم وستم ڈھائے جائیں گے۔ یہ اُس دن ایک بہت بڑے لشکر کے محاصرے میں ہوں گے اور وہ لشکر انھیں قتل کی دھمکیاں دے رہا ہوگا۔ گویا کہ میں اِن کے لشکر کی جگہ اور اِن کے اُترنے کی جگہ اور اِن کے قبور کو دیکھ رہا ہوں۔

سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے عرض کیا: بابا جان! وہ جگہ کہاں ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ جگہ کربلا ہے جو واقعی کرب و بلا پر مشتمل ہے۔ ہم اور ہماری اُمت ان مصائب و آلام سے دوچار ہے۔ ان پر میری اُمت کا شریر ترین فرد خروج کرے گا۔ ان ظالموں میں سے کسی ظالم کی شفاعت اگر آسمان و زمین کی تمام مخلوق مل کر کرے تو اُس کی شفاعت قطعاً قبول نہ ہوگی۔ یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

حضرت سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے عرض کیا: بابا جان! کیا انھیں شہید کر دیا جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں، اے میری شہزادی! انھیں شہید کر دیا جائے گا۔ ان سے پہلے کوئی ایسا مقتول نہیں ہوگا کہ جس پر تمام آسمان اور زمین، ملائکہ، جنگلوں کے وحشی جانور، دریاؤں، سمندروں کی مچھلیاں اور پہاڑ روئے ہوں۔ ان کی مظلومیت پر کائنات روئے گی۔ اگر انھیں اجازت ہوتی تو کائنات میں کوئی ذی روح باقی نہ رہے گا۔ ہمارے محب آئیں گے اور وہ اس زمین پر سب سے زیادہ ہمارے حقوق کے محافظ ہوں گے۔ یہی لوگ جور وستم کی تاریکیوں میں روشن چراغ ہیں اور شفاعت کرنے والے ہیں۔ وہ سب کل میرے پاس حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ جب وہ مجھ پر وارد ہوں گے تو میں ان کی نشانیوں کی وجہ سے انھیں پہچان لوں گا۔ مختلف اَدیان کے لوگ اپنے رہبروں کو تلاش کر رہے ہوں گے اور ان کے رہبر ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے۔ وہ ہمارے غیر کی تلاش میں نہیں ہوں گے۔ یہی لوگ اِس زمین کی آبادی اور خوش حالی کا باعث ہیں۔ انھی کی وجہ سے آسمان سے بارشیں برستی ہیں"۔ ①

آپؑ کا مزار اور آپؑ کا زائر

الارشاد: اِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ جَالِسًا وَحَولَهُ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَالحَسَنُ وَالحُسَيْنُ علیہم السلام. فَقَالَ لَهُم: كَيفَ بِكُم اِذَا كُنتُم صَرعَى وَقُبُورُكُم شَتَّى؟

فَقَالَ لَهُ الحُسَيْنُ علیہ السلام: اَنَمُوتُ مَوتاً اَو نُقتَلُ؟ فَقَالَ: بَل تُقتَلُ يَا بُنَيَّ ظُلماً. وَيُقتَلُ اَخُوكَ ظُلماً. وَتُشَرَّدُ ذَرَارِيُّكُم فِي الأَرضِ.

فَقَالَ الحُسَيْنُ علیہ السلام: وَمَن يَقتُلُنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: شِرَارُ

① کامل الزیارات: ص ۱۴۳؛ تفسیر فرات: ص ۱۷۱؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۶۳

النَّاسِ. قَالَ: فَهَل يَزُورُنَا بَعدَ قَتلِنَا اَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَم، طَائِفَةٌ مِن اُمَّتِي يُرِيدُونَ بِزِيَارَتِكُم بِرِّي وَصِلَتِي. فَإِذَا كَانَ يَومُ القِيَامَةِ جِئتُهُم اِلَى المَوقِفِ حَتّٰى آخُذَ بِأَعضَادِهِم فَأُخَلِّصُهُم مِن أَهوَالِهِ وَشَدَائِدِهِ.

''الارشاد میں ہے، ایک دفعہ سیّد الانبیا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ آپؐ کے اردگرد حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور حسنین شریفین علیہم السلام بیٹھے تھے۔ آپؐ نے اُن سب سے فرمایا: اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب تمھیں قتل کر دیا جائے گا اور تمھاری قبور مختلف جگہوں میں بنائی جائیں گی؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: کیا ہم طبعی موت سے ہم کنار ہوں گے یا ہمیں قتل کر دیا جائے گا؟

آپؐ نے فرمایا: اے فرزند! تم ظلم وستم کے ساتھ قتل کیے جاؤ گے۔ آپؑ کے برادرِ بزرگوار بھی قتل ہوں گے۔ تمھاری اولادوں کو منتشر کر دیا جائے گا؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے پوچھا: یارسولؐ اللہ! ہمیں کون قتل کرے گا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُمت کا شریر آدمی یہ بدترین کا انجام دے گا۔

سبطِ رسولؐ نے عرض کیا: ہماری شہادت کے بعد کوئی ہماری زیارت کرے گا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں بیٹے! میری اُمت کا ایک گروہ مجھ سے نیکی اور تعلق برقرار رکھنے کی بنا پر آپؑ کی زیارت پر کمربستہ رہے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو میدانِ محشر میں میں اُن کے پاس آؤں گا اور اُن کے بازوؤں سے پکڑ کر قیامت کی ہولناکیوں اور اُس کے شدائد اور مصائب سے اُنھیں نجات دوں گا''۔

كامل الزيارات عَن محمّد بن الحسين بن علي بن الحسين، عَن أَبِيهِ، عَن جَدِّهِ، عَن عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِب علیہ السلام: زَارَنَا رَسُولُ اللهِ

ذَاتَ يَوْمٍ. فَقَدَّمْنَا إِلَيْهِ طَعَاماً. وَأَهْدَتْ إِلَيْنَا أُمُّ أَيْمَنَ صَحْفَةً مِنْ تَمْرٍ. وَقَعْباً مِنْ لَبَنٍ وَزُبْدٍ. فَقَدَّمْنَا إِلَيْهِ. فَأَكَلَ مِنْهُ. فَلَمَّا فَرَغَ قُمْتُ وَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَاءً. فَلَمَّا غَسَلَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ وَلِحْيَتَهُ بِبِلَّةِ يَدَيْهِ. ثُمَّ قَامَ إِلَى مَسْجِدٍ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ. وَصَلَّى وَخَرَّ سَاجِداً. فَبَكَى وَأَطَالَ الْبُكَاءَ. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ. فَمَا اجْتَرَى مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ.

فَقَامَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام يَدْرُجُ حَتّٰى صَعِدَ عَلَى فَخِذَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَأَخَذَ بِرَأْسِهِ إِلَى صَدْرِهِ وَ وَضَعَ ذَقْنَهُ عَلَى رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَه. مَا يُبْكِيكَ؟ فَقَالَ لَهُ: يَا بُنَيَّ. إِنِّي نَظَرْتُ إِلَيْكُمُ الْيَوْمَ. فَسُرِرْتُ بِكُمْ سُرُوراً لَمْ أُسَرَّ بِكُمْ مِثْلَهُ قَطُّ. فَهَبَطَ إِلَيَّ جِبْرَئِيلُ. فَأَخْبَرَنِي أَنَّكُمْ قَتْلَى. وَأَنَّ مَصَارِعَكُمْ شَتَّى. فَحَمِدْتُ اللّٰهَ عَلَى ذٰلِكَ. وَسَأَلْتُ لَكُمُ الْخِيَرَةَ. فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَه. فَمَنْ يَزُوْرُ قُبُوْرَنَا وَيَتَعَاهَدُهَا عَلَى تَشَتُّتِهَا؟ قَالَ: طَوَائِفُ مِنْ أُمَّتِي يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ بِرِّي وَصِلَتِي. أَتَعَاهَدُهُمْ فِي الْمَوْقِفِ وَآخُذُ بِأَعْضَادِهِمْ. فَأُنْجِيْهِمْ مِنْ أَهْوَالِهِ وَشَدَائِدِهِ.

"کامل الزیارات میں ہے، محمد بن حسین بن علی بن حسینؑ نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے اپنے والد سے اور اُنھوں نے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم نے اُن کی خدمتِ اقدس میں کھانا پیش کیا۔ جنابِ اُمِ ایمنؓ نے ہماری طرف کھجوریں، دودھ اور مکھن کا ایک بہت بڑا پیالہ بھیجا تھا۔ وہ بھی ہم نے حضورِ پرنور کے سامنے رکھا۔ آپؐ نے کھانا تناول فرمایا۔ جب آپؐ

کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے آنحضرتؐ کے ہاتھ دُھلائے۔ جب آپؐ نے ہاتھ دھو لیے تو آپؐ نے اپنے تر ہاتھ اپنے چہرے اور ریش مقدس پر پھیرے۔ پھر آپؐ مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد سجدہ میں چلے گئے اور رونے لگے۔ آپؐ کے گریہ نے طول پکڑا۔ کافی دیر بعد آپؐ نے سر اُٹھایا لیکن ہم اہل بیتؑ میں سے کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ہم میں سے ہر آدمی خاموش تھا کہ آپؐ سے کون پوچھے کہ گریہ کی وجہ کیا ہے؟ اسی اثناء میں حسینؑ آپؐ کی طرف بڑھے اور آنحضرتؐ کے زانو پر جا بیٹھے۔ آپؐ کے سر مبارک کو پکڑا اور اپنی ٹھوڑی رسولؐ اللہ کے سر پر رکھ دی اور عرض کیا: بابا جان! آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹے! آج تم سب کو اکٹھے دیکھ کر میں بہت زیادہ خوش ہوں۔ اس سے قبل اس قدر کبھی خوش نہیں ہوا تھا۔ جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اُس نے مجھے آپؑ کی شہادت کی خبر دی۔ تمھاری قبور ایک دوسرے سے دُور دُور بنیں گی۔ یہ خبر غم سن کر میں نے اللہ کی حمد پڑھی اور تم سب کی خیریت کی دُعا مانگی۔

سبط اصغرؑ نے عرض کیا: بابا جان! ہماری قبور کی زیارت کے لیے کون لوگ آئیں گے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: جی ہاں بیٹے! میری اُمت کا ایک گروہ مجھ سے نیکی اور تعلق برقرار رکھنے کی بنا پر آپؑ کی زیارت پر کمر بستہ رہے گا۔ جب محشر برپا ہوگا تو میں اُن کے پاس آؤں گا اور اُن کے بازوؤں سے پکڑ کر قیامت کی ہولناکیوں اور اُس کے شدائد و مصائب سے اُنھیں نجات دلاؤں گا"۔ [1]

[1] کامل الزیارات: ص ۱۲۶؛ بحار الانوار: ج ۴۴ ص ۲۳۴؛ عوالی اللئالی: ج ۴ ص ۸۳

الأمالي للطوسي عن جابر عن أبي جعفر [الباقر] عن أمير المؤمنين عليه السلام: زارنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد أهدت لنا أم أيمن لبناً وزبداً وتمراً، فقدمناه، فأكل منه، ثم قام النبي صلى الله عليه وآله وسلم إلى زاوية البيت، فصلى ركعات، فلما كان في آخر سجوده بكى بكاءً شديداً، فلم يسأله أحد منا إجلالاً له.

فقام الحسين عليه السلام فقعد في حجره، وقال له: يا أبت، لقد دخلت بيتنا فما سررنا بشيء كسرورنا بدخولك، ثم بكيت بكاءً غمّنا، فلم بكيت؟

فقال: يا بني! أتاني جبرئيل آنفاً، فأخبرني أنكم قتلى، وأن مصارعكم شتى. فقال: يا أبت! فما لمن يزور قبورنا على تشتتها؟ فقال: يا بني! أولئك طوائف من أمتي يزورونكم، يلتمسون بذلك البركة، وحقيق علي أن آتيهم يوم القيامة حتى أخلصهم من أهوال الساعة من ذنوبهم، ويسكنهم الله الجنة.

"امالی طوسی" حضرت جابرؓ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، انھوں نے اپنے اسناد سے بیان کیا کہ امیر المومنین امام علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو حضرت اُم ایمنؓ نے ہمیں دودھ، مکھن اور کھجوریں ہدیہ کیں۔ ہم نے یہ تمام اشیاء آپؐ کے حضور پیش کیں۔ آنحضرتؐ نے کھانا تناول فرمایا اور گھر کے ایک گوشے میں تشریف لے گئے اور نوافل اَدا کیے۔ جب آپؐ آخری سجدے میں تھے تو آپؐ زور زور سے رونے لگے۔ ہم میں سے کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ آپؐ سے رونے کا سبب پوچھیں۔

میرے فرزند حسینؑ اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُن کی آغوش میں جا بیٹھے اور عرض

کیا: بابا جان! جب آپؐ ہمارے گھر میں تشریف لائے تو ہماری خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔ اب آپؐ کے غم وحزن نے ہمیں مغموم کر دیا ہے۔ آپؐ کیوں گریہ فرمارہے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیٹے! ابھی میرے پاس جبرئیل امینؑ آئے اور اُس نے مجھے آپؑ کے قتل کی خبر دی ہے۔ تم لوگوں کی قبور بھی ایک دوسرے سے دُور بنیں گی۔

شہزادۂ حسینؑ نے عرض کیا: جب ہماری قبور مختلف مقامات پر ہوں گی تو ہماری زیارات کے لیے کون آئے گا؟

آپؐ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ زیارت کے لیے تمھارے مزارات پر آئیں گے۔ وہ تمھاری قبور کے توسّل سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو مجھ پر واجب ہوگا کہ میں انھیں قیامت کی ہولناکیوں اور شدائد سے بچاؤں۔ اللہ رب العزت اُنھیں جنت میں جگہ عنایت کرے گا"۔ ①

---

① امالی طوسی: ص ۳۳۹؛ کامل الزیارات: ص ۱۲۵؛ بشارۃ المصطفیٰ: ص ۱۹۵؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۹۳؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۳۴

تیسری فصل

شہادتِ حسینؑ اور امیر المومنینؑ کے اقوال و ارشادات

اس فصل میں اُن روایات کو نقل کیا گیا ہے جو روایات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے منسوب ہیں کہ آپؑ نے کربلا کے واقعہ کو خود بیان فرمایا۔ آپؑ کی یہ تمام احادیث عہد خلافت سے تعلق رکھتی ہیں حریدبرآں آنحضرت علیہ السلام نے یہ روایات اُس وقت بیان کیں جب آپ کربلا میں موجود تھے۔

حضرت علی علیہ السلام اپنی خلافت کے دور میں تقریباً تین مرتبہ کربلا سے گزرے۔ جب آپؑ صفین کی طرف تشریف لے گئے تھے تو آپ کا گزر کربلا سے ہوا تھا۔ جب واپسی ہوئی تو آپؑ کربلا سے گزر کر واپس کوفہ تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ جنگ نہروان کے موقع پر بھی آپ کا گزر کربلا سے ہوا تھا۔

قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ آپؑ کے ان سفروں میں آپؑ کے بیٹے بالخصوص حسنین شریفینؑ بھی آپؑ کے ہمراہ تھے۔ یہ نکتہ جب ذہن میں ہو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام میدانِ کربلا میں وارد ہوئے تھے تو یہ ان کی چوتھی مرتبہ یہاں کی موجودگی تھی۔ اس سے قبل تین دفعہ آپ یہاں آ چکے تھے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب آنحضرت علیہ السلام کربلا آئے تھے تو آپ نے اس زمین کے بارے میں اتنے سارے سوالات کیے تھے جیسے آپؑ اس زمین سے ناواقف ہوں معلوم ہوا آپ جانتے تھے اور آپ چاہتے تھے کہ اصحاب کو کربلا سے متعارف کروانا چاہتے تھے۔

۱۔ امیر المومنینؑ زمینِ کربلا میں

کامل الزیارات: عن عبد الله بن میمون القداح عن جعفر بن محمد عن أبي عبد الله الصادق عليه السلام: مرّ أمير المؤمنين عليه السلام بكربلاء في

أُنَاسٍ مِن أَصحَابِهِ، فَلَمَّا مَرَّ بِهَا اغرَورَقَت عَينَاهُ بِالبُكَاءِ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا مُنَاخُ رِكَابِهِم، وَهٰذَا مُلقَى رِحَالِهِم، وَهُنَا تُهرَقُ دِمَاؤُهُم، طُوبَى لَكِ مِن تُربَةٍ، عَلَيكِ تُهرَقُ دِمَاءُ الأَحِبَّةِ!

"کامل الزیارات میں عبداللہ بن میمون قداحؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ایک دفعہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا اپنے اصحاب کے ہمراہ کربلا سے گزر ہوا تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپؑ نے روتے ہوئے فرمایا: یہ ان کے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہ اُن کی سواریوں کے اُترنے کا مقام ہے۔ یہاں اُن کا خون بہایا جائے گا۔ اے سرزمین! تو کس قدر خوش قسمت ہے کہ تجھ پر میرے پیاروں کے خون بہائے جائیں گے"۔ ①

تذكرة الخواص عن الحسن بن كثير وعبد خير: لَمَّا وَصَلَ عَلِيٌّ علیہ السلام إِلَى كَربَلَاءَ، وَقَفَ وَبَكَى، وَقَالَ: بِأَبِيهِ أُغَيلِمَةٌ يُقتَلُونَ هَاهُنَا، هٰذَا مُنَاخُ رِكَابِهِم، هٰذَا مَوضِعُ رِحَالِهِم، هٰذَا مَصرَعُ الرَّجُلِ، ثُمَّ ازدَادَ بُكَاؤُهُ.

"تذکرۃ الخواص میں حسن بن کثیرؒ اور عبد خیرؒ سے روایت ہے، جب حضرت علی علیہ السلام سرزمین کربلا میں پہنچے تو وہاں آپؑ نے وقوف کیا اور گریہ کیا اور فرمایا: میرا باپ قربان ان جوانوں پر جنھیں یہاں بے دردی کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔ یہ ان کے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے، یہ ان کے اُترنے کی جگہ ہے اور یہ اُس مردِ جلیل کا مقتل ہے اِس کے بعد آپؑ پھوٹ پھوٹ کر روئے"۔ ②

---

① کامل الزیارات: ص ۵۳ ح ۴؛ خصائص ائمہ: ص ۴۷؛ الخرائج والجرائح: ج ۱، ص ۱۸۳؛ بحار الانوار: ج ۱۰۱، ص ۱۱۴؛ ذخائر العقبیٰ: ص ۱۷۳

② تذکرۃ الخواص: ص ۲۵۰

دلائل النبوة لأبي نعيم عن أصبغ بن نباتة عن علي عليه السلام، قَالَ: أَتَيْنَا مَعَهُ مَوضِعَ قَبرِ الحُسَينِ، فَقَالَ: هَا هُنَا مُنَاخُ رِكَابِهِم وَمَوضِعُ رِحَالِهِم، وَهَا هُنَا مُهَرَاقُ دِمَائِهِم، فِتيَةٌ مِن آلِ مُحَمَّدٍ، يُقتَلُونَ بِهٰذِهِ العَرصَةِ، تَبكِي عَلَيهِمُ السَّمَاءُ وَالأَرضُ.

"دلائل نبوت میں ہے، ابونعیم سے، اس نے اصبغ بن نباتہ سے، اُس نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: جب ہم اُن کے ساتھ قبر حسینؑ پر پہنچے، تو آپؑ نے فرمایا: یہ اُن کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے، یہ اُن کے اُترنے کا مقام ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اُن کا خون بہایا جائے گا۔ آلِ محمدؐ کے نوجوانوں کو یہاں شہید کیا جائے گا۔ آسمان و زمین والے اُن پر روئیں گے"۔ ①

یہ کربلا ہے

الإرشاد عن جويرية بن مسهر العبدي: لَمَّا تَوَجَّهنا مَعَ أميرِ المُؤمِنينَ عَلِيِّ بنِ أَبي طالِبٍ عليه السلام إلى صِفّينَ، فَبَلَغنا طُفوفَ كَربَلاءَ، وَقَفَ عليه السلام ناحِيَةً مِنَ العَسكَرِ، ثُمَّ نَظَرَ يَميناً وَشِمالاً وَاستَعبَرَ، ثُمَّ قالَ: هٰذا، وَاللهِ مُناخُ رِكابِهِم، وَ مَوضِعُ مَنِيَّتِهِم. فَقيلَ لَهُ: يا أَميرَ المُؤمِنينَ، ما هٰذَا المَوضِعُ؟

قَالَ: هٰذَا كَربَلاءُ، يُقتَلُ فِيهِ قَومٌ يَدخُلونَ الجَنَّةَ بِغَيرِ حِسابٍ. ثُمَّ سارَ.

"ارشاد میں جویریہ بن مسہر سے روایت ہے، جب ہم حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ صفین کی طرف جارہے تھے تو ہم کربلا نامی سرزمین پر پہنچے تو

① دلائل نبوت، ابونعیم: ج ۲، ص ۵۸۲؛ صواعق محرقہ: ص ۱۹۳؛ الفصول المہمہ: ص ۱۷۱؛ ذخائر العقبیٰ: ص ۱۷۴، کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۲۴؛ شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۳۷

آنحضرتؑ اپنے لشکر کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے۔ آپؑ نے دائیں اور بائیں نگاہ کی تو آپؑ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور آپؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ اُن کے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے، یہ اُن کی آرزوؤں کی جگہ ہے۔

کسی نے آپؑ سے پوچھا: یا امیر المومنینؑ! یہ کون سی جگہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ کربلا ہے۔ اس میں ایک قوم قتل ہوگی وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوگی۔ پھر آپؑ وہاں سے چل پڑے"۔ [1]

کربلا...... ذات کرب وبلا

وقعة صفين عن الحسن بن كثير عن أبيه: إنَّ عَلِيًّا علیہ السلام أتى كَرْبَلَاءَ، فَوَقَفَ بِهَا، فَقِيلَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هٰذِهِ كَرْبَلَاءُ. قَالَ: ذَاتُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ. ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى مَكَانٍ، فَقَالَ: هَاهُنَا مَوْضِعُ رِحَالِهِمْ، وَمُنَاخُ رِكَابِهِمْ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى مَوْضِعٍ آخَرَ، فَقَالَ: هَاهُنَا مُهَرَاقُ دِمَائِهِمْ.

"وقعۃ الصفین میں ہے، حسن بن کثیرؒ نے اپنے والد سے سنا کہ حضرت امام علی علیہ السلام کربلا تشریف لائے اور آپؑ نے وہیں وقوف فرمایا۔ آپؑ سے پوچھا گیا: کیا یہ کربلا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں یہ زمین کرب و بلا رکھتی ہے۔ پھر آپؑ نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ جگہ ان کی سواریوں اور اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ پھر آپؑ نے ایک اور جگہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اس جگہ ان کا خون بہایا جائے گا"۔ [2]

---

[1] ارشاد: ج ۱، ص ۳۳۲؛ کشف الیقین: ص ۱۰۰؛ کشف الغمہ: ج ۱، ص ۲۷۹؛ بحار الانوار: ج ۴۱، ص ۲۸۶

[2] وقعۃ الصفین: ص ۱۴۲؛ بحار الانوار: ج ۳۲، ص ۴۲۰؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۳، ص ۱۷۱

باپ قربان اُس پر جس کی کوئی نصرت کرنے والا نہیں ہوگا

أسد الغابة عن غرفة الأزدي: دَخَلَنِي شَكٌّ مِن شَأنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَخَرَجتُ مَعَهُ عَلَى شَاطِئِ الفُرَاتِ، فَعَدَلَ عَنِ الطَّرِيقِ وَ وَقَفَ، وَوَقَفنَا حَولَهُ، فَقَالَ بِيَدِهِ: هٰذَا مَوضِعُ رَوَاحِلِهِم، وَمُنَاخُ رِكَابِهِم، وَمُهرَاقُ دِمَائِهِم، بِأَبِي مَن لَا نَاصِرَ لَهُ فِي الأَرضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا اللهُ!

فَلَمَّا قُتِلَ الحُسَينُ علیہ السلام خَرَجتُ حَتّٰى أَتَيتُ المَكَانَ الَّذِي قَتَلُوهُ فِيهِ، فَإِذَا هُوَ كَمَا قَالَ، مَا أَخطَأَ شَيئًا. قَالَ: فَاستَغفَرتُ اللهَ مِمَّا كَانَ مِنِّي مِنَ الشَّكِّ، وَعَلِمتُ أَنَّ عَلِيًّا علیہ السلام لَم يَقدَم إِلَّا بِمَا عُهِدَ إِلَيهِ فِيهِ.

"اُسد الغابہ میں غرفہ ازدی سے روایت ہے کہ میرے دل میں حضرت علی علیہ السلام کی عزت وشان ومنزلت کے بارے میں شک تھا کہ جس طرح آپؑ کے بارے میں کہا گیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں ہے، میں اُن کے لشکر میں تھا۔ جب آپؑ دریائے فرات کے کنارے آئے تو آپؑ نے راستہ چھوڑ دیا اور ایک جگہ پر آ کر کھڑے ہوگئے۔ ہم بھی آنحضرتؐ کے اِرد گرد کھڑے ہوگئے۔ آپؑ نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ اُن کی سواریوں کی جگہ ہے۔ یہ اُن کے اُونٹوں کے بیٹھنے اور خون کے بہنے کی جگہ ہے۔ میرے باپ اُن پر قربان جن کی نصرت کرنے والا زمین پر ہوگا اور نہ آسمان پر سوائے اللہ سبحانہ کے۔

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کر دیے گئے تو میں اُس جگہ پر آیا جہاں اُنھیں قتل کیا گیا تھا۔ بالکل وہی جگہ تھی کہ جس کی طرف حضرت امیر علیہ السلام نے اشارہ کیا تھا۔ میں نے وہیں اللہ سے معافی مانگی۔ اُس شک سے نجات ملی جو میرے دل میں تھا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ

حضرت علی علیہ السلام نے اپنی طرف سے کوئی اقدام نہیں کیا تھا سوائے اُس کے جس کے آپؑ پابند تھے"۔ (أسد الغابۃ: ج ۴، ص ۳۲۲)

اوّلین و آخرین کے سیّد و سالار

تهذيب الأحكام عَن محمّد بن سنان عمّن حدّثه عَن أَبي عبدالله [الصادق] علیہ السلام: خَرَجَ أَميرُ المُؤمِنينَ علیہ السلام يَسيرُ بِالنّاسِ، حَتّى إذا كانَ مِن كَربَلاءَ عَلى مَسيرَةِ ميلٍ أو ميلَينِ، فَتَقَدَّمَ بَينَ أَيديهِم حَتّى إذا صارَ بِمَصارِعِ الشُّهَداءِ، قالَ: قُبِضَ فيهَا مِئَتا نَبِيٍّ، وَ مِئَتا وَصِيٍّ، وَمِئَتا سِبطٍ شُهَداءَ بِأَتباعِهِم. فَطافَ بِها عَلى بَغلَتِهِ خارِجاً رِجلَيهِ مِنَ الرِّكابِ، وأَنشَأَ يَقولُ: مُناخُ رِكابٍ وَمَصارِعُ شُهَداءَ، لا يَسبِقُهُم مَن كانَ قَبلَهُم، وَلا يَلحَقُهُم مَن كانَ بَعدَهُم.

"تہذیب الاحکام میں محمد بن سنانؒ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ چل رہے تھے، یہاں تک کہ آپؑ کربلا سے ایک میل یا دو میل کے فاصلے پر پہنچے تو آپؑ سب سے آگے نکلے یہاں تک کہ شہداء کے مقتل پر آٹھہرے اور فرمایا: اسی سرزمین میں دو سو نبیوں اور ایک سو وصیوں اور دو سو شہداء کے اَسباط کی رحلت ہوئی۔ آپؑ نے اسی سرزمین پر اپنی سواری کے ساتھ چکر لگایا۔ اُس وقت آپؑ کے پاؤں مبارک رکابوں سے باہر تھے اور آپؑ کی زبان پر یہ الفاظ تھے: سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ، شہداء کے گرنے کی جگہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے مقام تک اوّلین پہنچ سکتے ہیں اور نہ آخرین پہنچ سکتے ہیں"۔ ①

---

① تہذیب الاحکام: ج ۶ ص، ۷۲؛ کامل الزیارات: ص ۴۵۳؛ الخرائج والجرائح: ج ۱ص ۱۸۳؛ بحار الانوار: ج ۱۰۱، ص ۱۱۴

بے مثل و بے مثال شہدا

المعجم الکبیر میں شیبان بن مخرم عثمانی سے روایت ہے، میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ جب آپؑ کربلا تشریف لائے تو آپؑ نے فرمایا: اس مقام پر کچھ لوگ شہید کیے جائیں گے کہ سوائے شہدائے بدر کے اُن کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کی یہ بات بھی آپؑ کے کذبات میں سے ہے۔ وہیں کچھ نشانات تھے۔ میں نے اپنے غلام سے کہا: اُٹھاؤ اور اسے اس جگہ پر گاڑھ دو۔ وقت گزرتا رہا۔ ہمیں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا علم ہوا کہ انھیں کربلا میں شہید کر دیا گیا ہے تو میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ وہیں آیا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا جسم مبارک اُسی مقام پر تھا کہ جس مقام پر ہم نے نشان لگایا تھا اور آپؑ کے اصحاب کے لاشے آپؑ کے اردگرد پڑے تھے"۔ ①

البداية والنهاية عَنْ محمد بن سعد وغيره من غير وجه عَنْ عَلِي بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام: أَنَّهُ مَرَّ بِكَرْبَلَاءَ عِنْدَ أَشْجَارِ الْحَنظَلِ وَهُوَ ذَاهِبٌ إِلَى صِفِّينَ. فَسَأَلَ عَنِ اسْمِهَا. فَقِيلَ: كَرْبَلَاءُ، فَقَالَ: كَرْبٌ وَبَلَاءٌ! فَنَزَلَ وَصَلَّى عِندَ شَجَرَةٍ هُنَاكَ.

ثُمَّ قَالَ: يُقْتَلُ هَاهُنَا شُهَدَاءُ هُمْ خَيْرُ الشُّهَدَاءِ غَيْرَ الصَّحَابَةِ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ. وَأَشَارَ إِلَى مَكَانٍ هُنَاكَ. فَعَلَّمُوهُ بِشَيْءٍ. فَقُتِلَ فِيهِ الْحُسَيْنُ علیہ السلام.

"البدایہ والنہایہ میں محمد بن سعد وغیرہ سے روایت ہے، انھوں نے اپنے اسناد سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں سنا کہ آپؑ کربلا سے گزرے۔ اُسی وقت آپ صفین کی طرف جا رہے تھے جہاں آپ کھڑے تھے۔

---

① المعجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۱۱؛ کفایۃ الطالب: ص ۴۲۷؛ طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۳۳۰؛ شرح الاخبار: ج ۳، ص ۱۳۸

وہاں حنظل کے درخت تھے۔ آپؑ نے اس زمین کا نام پوچھا تو کہا گیا:
اس زمین کا نام کربلا ہے۔
آپؑ نے فرمایا: کرب وبلا۔ آپؑ اپنی سواری سے اُترے اور اُن درختوں کے نزدیک نماز پڑھی۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اس مقام کے شہداء کائنات کے تمام شہداء سے افضل ہیں۔ وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ آپؑ نے اس مقام کی طرف اشارہ کیا کہ یہاں حسینؑ شہید کیے جائیں گے"۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۹۹)

اس سرزمین پر خون بہائے جائیں گے

المطالب العالية عن أبي يحيى عن رجل من بني ضبة: شَهِدتُ عَلِيًّا حِينَ نَزَلَ كَربَلَاءَ. فَانطَلَقَ فَقَامَ نَاحِيَةً. فَأَومَأَ بِيَدِهِ. فَقَالَ: مُنَاخُ رِكَابِهِم أَمَامَهُ، وَمَوضِعُ رِحَالِهِم عَن يَسَارِهِ. فَضَرَبَ بِيَدَيهِ الأَرضَ. فَأَخَذَ مِنَ الأَرضِ قَبضَةً. فَشَمَّهَا. فَقَالَ. وَانحَنَى: وَاحَبَّذَا الدِّمَاءُ يُسفَكُ فِيهِ.
ثُمَّ جَاءَ الحُسَينُ علیہ السلام. فَنَزَلَ كَربَلَاءَ. قَالَ الضَّبِّيُّ: فَكُنتُ فِي الخَيلِ الَّتِي بَعَثَهَا ابنُ زِيَادٍ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام. فَلَمَّا قَدِمتُ فَكَأَنَّمَا نَظَرتُ إِلَى مَقَامِ عَلِيٍّ علیہ السلام وَإِشَارَتِهِ بِيَدِهِ. فَقَلَبتُ فَرَسِي. ثُمَّ انصَرَفتُ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَسَلَّمتُ عَلَيهِ. وَقُلتُ لَهُ: إِنَّ أَبَاكَ كَانَ أَعلَمَ النَّاسِ. وَإِنِّي شَهِدتُهُ فِي زَمَنٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ: كَذَا وَكَذَا. وَإِنَّكَ وَاللهِ لَمَقتُولٌ السَّاعَةَ.
قَالَ: فَمَا تُرِيدُ أَن تَصنَعَ أَنتَ؛ أَتَلحَقُ بِنَا أَم تَلحَقُ بِأَهلِكَ؛
قُلتُ: وَاللهِ. إِنَّ عَلَيَّ لَدَينًا. وَإِنَّ لِي لَعِيَالًا. وَمَا أَظُنُّ إِلَّا سَأَلحَقُ بِأَهلِي.

قَالَ: أَمَّا لَا. فَخُذْ مِن هٰذَا الْمَالِ حَاجَتَكَ. وَإِذَا مَالٌ مَوضُوعٌ بَيْنَ يَدَيْهِ. قَبلَ أَنْ يُحْرَمَ عَلَيكَ. ثُمَّ النَّجَاءَ. فَوَاللّٰهِ. لَا يَسْمَعُ الدَّاعِيَةَ أَحَدٌ. وَلَا يَرَى الْبَارِقَةَ أَحَدٌ وَلَا يُعِينُنَا إِلَّا كَانَ مَلْعُوناً عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ. لَا أَجْمَعُ الْيَوْمَ أَمْرَيْنِ: آخُذُ مَالَكَ، وَأَخْذُلُكَ. فَانْصَرَفَ وَتَرَكَهُ.

"المطالب العالیہ میں ابویحییٰ سے روایت ہے، اُس نے بنی ضبہ کے کسی آدمی سے سنا: جب حضرت علی علیہ السلام کربلا میں وارد ہوئے تو میں آپؑ کے ہمراہ تھا۔ آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: اس جگہ کے آگے اُن کے اُونٹ بیٹھیں گے اور اس کے دائیں طرف اُن کی سواریوں کی جگہ ہے۔ پھر آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور زمین سے مٹی اُٹھائی اور اُسے سونگھا اور فرمایا: یہ جگہ کس قدر عزت و عظمت سے متصف ہے۔ یہاں مقدس خون بہائے جائیں گے۔ ایک عرصہ بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں وُرُود کیا۔ ضبی کا کہنا ہے کہ میں ابنِ زیاد کے اُس لشکر میں تھا جو امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے کربلا آیا تھا۔ میں اُس جگہ کی طرف بڑھا جس جگہ کی طرف حضرت علی علیہ السلام نے اشارہ کیا تھا۔ میں اپنے گھوڑے سے اُتر کر حسینؑ بن علیؑ کے پاس آیا۔ انھیں سلام کیا اور آپؑ سے عرض کیا: آپؑ کے والد بزرگوار تمام لوگوں سے اَعلم تھے۔ میں ایک زمانے میں اُن کے ہمراہ تھا۔ آپؑ نے یہ یہ فرمایا تھا۔ مجھے سب کچھ یاد ہے۔ بخدا آپؑ تھوڑی دیر بعد قتل کر دیے جائیں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اِس وقت تیرا کیا ارادہ ہے کیا تم ہمارے ساتھ رہنا چاہتے ہو یا اپنے اہل وعیال کی طرف جانا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: میں اس وقت مقروض ہوں۔ میرے اہل وعیال ہیں۔

میرا گمان ہے کہ میں عنقریب اپنے گھر والوں سے جاملوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، یہ مال لے لو اور اس سے اپنی حاجت کو پورا کرو اور یہ مال لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ اللہ کی قسم! جس کسی نے ہمارا استغاثہ سنا اور ہماری مدد نہ کی تو وہ رسولؐ اسلام کی زبان سے ملعون ہے۔

ضبی نے عرض کیا: اللہ کی قسم! آج کے دن میں دو چیزوں کو ایک جگہ جمع نہیں کروں گا۔ ان دو چیزوں میں سے ایک آپؑ سے مال کا اخذ کرنا ہے اور دوسری چیز آپؑ کی نصرت سے ہاتھ نکالنا ہے۔ میں ان دونوں کو اکٹھا نہیں کرسکتا۔

راوی کہتا ہے کہ ضبی میدانِ کربلا چھوڑ کر واپس چلا گیا"۔ (مطالب العالیہ، ج ۴، ص ۳۲۶)

ابا عبداللہ! فرات کے کنارے صبر کیجیے

مسند ابن حنبل عَن عبداللہ بن نُجَیّ عَن أَبِیه: أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام، وَكَانَ صَاحِبَ مِطهَرَتِهِ. فَلَمَّا حَاذَىٰ نِينَوىٰ، وَهُوَ مُنطَلِقٌ إِلَىٰ صِفِّينَ، فَنَادَىٰ عَلِيٌّ علیہ السلام: اِصبِر أَبَا عَبدِ اللهِ، اِصبِر أَبَا عَبدِ اللهِ بِشَطِّ الفُرَاتِ. قُلتُ: وَمَاذَا؟

قَالَ: دَخَلتُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذَاتَ يَومٍ وَعَينَاهُ تَفِيضَانِ، قُلتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ أَغضَبَكَ أَحَدٌ. مَا شَأنُ عَينَيكَ تَفِيضَانِ؟

قَالَ: بَل قَامَ مِن عِندِي جِبرِيلُ علیہ السلام قَبلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الحُسَينَ يُقتَلُ بِشَطِّ الفُرَاتِ.

قَالَ: فَقَالَ: هَل لَكَ إِلَىٰ أَن أُشِمَّكَ مِن تُربَتِهِ؟ قَالَ: قُلتُ: نَعَم. فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبضَةً مِن تُرَابٍ فَأَعطَانِيهَا. فَلَم أَملِك عَينَيَّ أَن فَاضَتَا.

"مسند ابنِ حنبل میں عبداللہ بن نجی سے روایت ہے، اُس نے اپنے والد سے سنا، اُس نے کہا کہ جب حضرت امام علی علیہ السلام صفین کی طرف جارہے تھے تو میں آپؑ کے ہمراہ تھا۔ آپ کے وضو کا برتن میرے پاس ہوتا تھا۔ جب آپ ارضِ نینوٰی میں وارد ہوئے تو امام علیہ السلام نے آواز بلند کی: اے ابا عبداللہ! اے ابا عبداللہ! فرات کے کنارے صبر کیجیے۔

اُس وقت میں نے عرض کیا: بات کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایک دن میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اُس وقت آپؐ گریہ فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپ کو کس نے غصہ دلایا ہے؟ آپؐ اس وقت کیوں رو رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ابھی میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ حسینؑ فرات کے کنارے قتل کردیے جائیں گے۔ جبرئیلؑ نے مجھ سے کہا: کیا میں آپؐ کو اس زمین کی خاک دکھاؤں؟

میں نے کہا: جی ہاں دکھایئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے اپنا ہاتھ ارضِ کربلا کی طرف بڑھایا اور وہاں سے خاک کی مٹھی بھری اور میرے حوالے کی۔ اس وقت سے مَیں گریہ کررہا ہوں"۔ [1]

"یہاں، یہاں"

وقعة صفّين عَن أَبِي جُحيفة : جَاءَ عُروَةُ البَارِقِيُّ إِلى سَعيدِ بنِ وَهبٍ، فَسَأَلَهُ وَأَنَا أَسمَعُ، فَقَالَ: حَدِيثٌ حَدَّثتَنيهِ عَن عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام. قَالَ: نَعَم. بَعَثَني مِخنَفُ بنُ سُلَيمٍ إِلى عَلِيٍّ علیہ السلام،

[1] مسند ابن حنبل: ج۱، ص ۱۸۳؛ مسند ابی یعلیٰ: ج۱، ص ۲۰۶؛ المعجم الکبیر: ج۳، ص ۱۵۵؛ تاریخ دمشق: ج۱۴، ص ۱۸۷؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص ۵۷۹؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص ۲۸۸؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۱، ص ۲۵۶؛ طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۴۲۹؛ مناقب کوفی: ج۲، ص ۲۵۳؛ الملاحم والفتن: ص ۲۳۷

فَأَتَيْتُهُ بِكَرْبَلَاءَ، فَوَجَدْتُهُ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: هَاهُنَا هَاهُنَا.
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَمَا ذٰلِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟
قَالَ: ثَقَلٌ لِآلِ مُحَمَّدٍ يَنْزِلُ هَاهُنَا. فَوَيْلٌ لَهُمْ مِنْكُمْ، وَوَيْلٌ لَكُمْ مِنْهُمْ! فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: مَا مَعْنَى هٰذَا الْكَلَامِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟! قَالَ: وَيْلٌ لَهُمْ مِنْكُمْ: تَقْتُلُونَهُمْ، وَوَيْلٌ لَكُمْ مِنْهُمْ: يُدْخِلُكُمُ اللهُ بِقَتْلِهِمْ إِلَى النَّارِ.

''وقعہ صفین میں ابوجحیفہ سے روایت ہے، عُروہ بارقی سعید بن وھب کے پاس آئے اور اُس سے کچھ سوالات کیے جنھیں مَیں سن رہا تھا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے مجھے حضرت علی علیہ السلام کی ایک حدیث سنائی تھی۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ اُس نے کہا: مخنف بن سُلیم نے مجھے حضرت علی علیہ السلام کی طرف بھیجا، میں کربلا آیا۔ میں نے آپؑ کو اشارے کرتے ہوئے پایا: ''یہاں، یہاں''۔ ایک آدمی نے آپؑ سے عرض کیا: امیرالمومنینؑ! آپؑ کیا فرما رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہاں آلِ محمدؐ نازل ہوں گے۔ اُن پر بہت بڑی مصیبت آئے گی۔ تمھاری طرف سے اُن پر مصائب ہی مصائب ہیں اور اُن کی طرف سے تمھارے لیے ابدی ہلاکت ہے۔

ایک آدمی نے کہا: امیرالمومنینؑ! آپؑ کی گفتگو کا مفہوم کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ان کی مصیبت تمھاری طرف سے یہ ہے کہ تم لوگ اُنھیں قتل کرو گے اور اُن کی طرف سے تمھارے لیے اَبدی ہلاکت اس لیے ہے کہ اُن کے قتل کی وجہ سے تم جہنم کی آگ کا ایندھن ہوں گے''۔ (1)

تاریخ دمشق میں عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ ''جب امیرالمومنین حضرت

(1) وقعہ صفین: ص ۱۴۱؛ بحارالانوار: ج ۴۱، ص ۳۳۸؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۳، ص ۱۷۵

علی علیہ السلام دریائے فرات کے کنارے پر تھے تو آپؑ نے فرمایا: یہاں آلِ رسولؐ آئیں گے اور لوگ انھیں قتل کردیں گے۔ پس اُن کی وجہ سے تمھارے لیے بربادی ہے اور تمھاری وجہ سے انھوں نے مصائب سے دوچار ہونا ہے"۔ (1)

میرا آلِ ابوسفیان سے کیا واسطہ؟

مقتل الحسین للخوارزمی عَن الحَاکم الجشمي: اِنَّ اَمِیرَ المُؤمِنِینَ علیہ السلام لَمَّا سَارَ اِلٰی صِفِّینَ نَزَلَ بِکَربَلَاءَ، وَقَالَ لِابنِ عَبَّاسٍ: أَتَدرِي مَا هٰذِهِ البُقعَةُ؛ قَالَ: لَا. قَالَ: لَو عَرَفتَهَا لَبَکَیتَ بُکَائِي. ثُمَّ بَکٰی بُکَاءً شَدِیداً. ثُمَّ قَالَ: مَالِي وَلِآلِ أَبِي سُفیَانَ! ثُمَّ التَفَتَ اِلَی الحُسَینِ علیہ السلام، وَقَالَ: صَبراً یَا بُنَيَّ! فَقَد لَقِيَ أَبُوكَ مِنهُم مِثلَ الَّذِي تَلقٰی بَعدَهُ.

"مقتل الحسین خوارزمی میں حاکم جشمی سے روایت ہے۔ جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے صفین کی طرف سفر کیا تو راستے میں کربلا میں منزل کی اور حضرت ابن عباسؓ سے کہا: اس بقعہ کے بارے میں جانتے ہو؟ اُس نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اگر تم اس بقعہ کے بارے میں جانتے ہوتے تو میری طرح روتے۔ پھر آپؑ پھوٹ کر رونے لگے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: میرا ابوسفیان سے کیا واسطہ؟ پھر آپؑ اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بیٹے صبر کرنا، تیرے والد بھی اِن مصائب سے گزرے ہیں کہ جن مصائب سے آپؑ کو میرے بعد گزرنا ہے"۔ (مقتل الحسین خوارزمی، ج ۱، ص ۱۶۲)

زمین و آسمان ان پر روئیں گے

شرح الأخبار عَن الأصبغ بن نباتة: سِرنَا مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام اِلٰی

(1) تاریخ دمشق: ج ۶۴، ص ۱۹۸؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۵۲

شَاطِئِ الفُرَاتِ، فَمَرَّ رَاهِبٌ. فَقَالَ لَهُ: يَا رَاهِبُ! أَينَ العَينُ الَّتِي هَاهُنَا؟ قَالَ: لَا أَعلَمُ بِهَا اِلَّا بِالخَبَرِ. فَإِنَّهُ يُقَالُ: إِنَّهُ لَا يَعلَمُ مَكَانَهَا اِلَّا نَبِيٌّ أَو وَصِيُّ نَبِيٍّ. فَأَخَذَ عَلِيٌّ علیہ السلام مَعَ الوَادِي، وَجَعَلَ يَنظُرُ يَمِينًا وَشِمَالًا. ثُمَّ قَالَ: إحفِرُوا هَاهُنَا. فَحَفَرُوا، فَوَجَدُوا حَجَراً. فَقَالَ: إرفَعُوهُ. فَرَفَعُوهُ. فَإِذَا عَينُ مَاءٍ تَحتَهُ. فَشَرِبنَا وَسَقَينَا دَوَابَّنَا. ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام لَنَا: يُقتَلُ هَاهُنَا مِن آلِ مُحَمَّدٍ فِتيَةٌ تَبكِي عَلَيهِمُ السَّمَاءُ وَالأَرضُ.

"شرح الاخبار میں اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے، ہم حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھے کہ ہم دریائے فرات کے کنارے پر آئے تو وہاں سے ایک راہب کا گزر ہوا۔ آپؑ نے اُس سے پوچھا: وہ چشمہ کہاں ہے جو یہاں تھا؟ اس نے کہا: میں اُس کے بارے میں صرف ایک بات جانتا ہوں کہ اُس چشمہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اُسے نبیؐ جانتا ہے یا نبیؐ کا وصی جانتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام اُس وادی میں پھرنے لگے۔ آپؑ کبھی دائیں دیکھتے اور کبھی بائیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اس جگہ کو کھودو۔ جب اُس جگہ کو کھودا گیا تو وہاں سے پتھر نکلا۔ آپؑ نے فرمایا: اس پتھر کو اُٹھاؤ۔ جب اُس پتھر کو اُٹھایا گیا تو اُس کے نیچے سے پانی کا چشمہ تھا۔ پس ہم نے اس کا پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: یہاں آلِ محمدؐ کے نوجوان قتل ہوں گے، اُن پر آسمان اور زمین روئیں گے"۔ (شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۳۷)

سرزمین کربلا میں امیر المومنینؑ کے خواب

کمال الدین عن ابن عبَّاس: کُنتُ مَعَ أَمِیرِ المُؤمِنِینَ علیہ السلام

فِي خُروجِهِ إِلى صِفِّينَ. فَلَمّا نَزَلَ بِنينَوى، وَهُوَ شَطُّ الفُراتِ، قالَ بِأَعلى صَوتِهِ: يَابنَ عَبّاسٍ، أَتَعرِفُ هٰذَا المَوضِعَ؟ قالَ: قُلتُ: ما أَعرِفُهُ يا أَميرَ المُؤمِنينَ.

فَقالَ: لَو عَرَفتَهُ كَمَعرِفَتي لَم تَكُن تَجوزُهُ حَتّى تَبكِيَ كَبُكائي.

قالَ: فَبَكى طَويلاً حَتَّى اخضَلَّت لِحيَتُهُ، وَسالَتِ الدُّموعُ عَلى صَدرِهِ، وَبَكَينا مَعَهُ، وَهُوَ يَقولُ: أَوهِ أَوهِ! ما لي وَلِآلِ أَبي سُفيانَ؟! ما لي وَلِآلِ حَربٍ، حِزبِ الشَّيطانِ، وَأَولِياءِ الكُفرِ؟ صَبراً يا أَبا عَبدِ اللهِ، فَقَد لَقِيَ أَبوكَ مِثلَ الَّذي تَلقى مِنهُم.

ثُمَّ دَعا بِماءٍ، فَتَوَضَّأَ وُضوءَ الصَّلاةِ، فَصَلّى ما شاءَ اللهُ أَن يُصَلِّيَ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحوَ كَلامِهِ الأَوَّلِ، إِلّا أَنَّهُ نَعَسَ عِندَ انقِضاءِ صَلاتِهِ ساعَةً، ثُمَّ انتَبَهَ، فَقالَ: يَابنَ عَبّاسٍ! فَقُلتُ: ها أَنا ذا. فَقالَ: أَلا اُخبِرُكَ بِما رَأَيتُ في مَنامي آنِفاً عِندَ رَقدَتي؟ فَقُلتُ: نامَت عَيناكَ، وَرَأَيتَ خَيراً يا أَميرَ المُؤمِنينَ.

قالَ: رَأَيتُ كَأَنّي بِرِجالٍ بيضٍ قَد نَزَلوا مِنَ السَّماءِ، مَعَهُم أَعلامٌ بيضٌ، قَد تَقَلَّدوا سُيوفَهُم، وَهِيَ بيضٌ تَلمَعُ، وَقَد خَطّوا حَولَ هٰذِهِ الأَرضِ خَطَّةً، ثُمَّ رَأَيتُ هٰذِهِ النَّخيلَ قَد ضَرَبَت بِأَغصانِها إِلَى الأَرضِ، فَرَأَيتُها تَضطَرِبُ بِدَمٍ عَبيطٍ، وَكَأَنّي بِالحُسَينِ نَجلي وَفَرخي وَمُضغَتي وَمُخّي قَد غَرِقَ فيهِ، يَستَغيثُ فَلا يُغاثُ، وَكَأَنَّ الرِّجالَ البيضَ قَد نَزَلوا مِنَ السَّماءِ يُنادونَهُ، وَيَقولونَ: صَبراً آلَ الرَّسولِ؛ فَإِنَّكُم تُقتَلونَ عَلى أَيدي شِرارِ النّاسِ، وَهٰذِهِ الجَنَّةُ يا أَبا عَبدِ اللهِ إِلَيكَ مُشتاقَةٌ، ثُمَّ يُعَزّونَني، وَيَقولونَ: يا أَبَا الحَسَنِ، أَبشِر، فَقَد أَقَرَّ اللهُ عَينَكَ بِهِ يَومَ القِيامَةِ، يَومَ يَقومُ النّاسُ لِرَبِّ

الغلمین، ثم انتبهت.

هكذا والذي نفس علي بيده، لقد حدثني الصادق المصدق أبو القاسم ﷺ أني سأراها في خروجي إلى أهل البغي علينا، وهذه أرض كرب وبلاء، يدفن فيها الحسين وسبعة عشر رجلاً كلهم من ولدي و ولد فاطمة علیها السلام، وانها لفي السموات معروفة، تذكر أرض كرب وبلاء، كما تذكر بقعة الحرمين وبقعة بيت المقدس.

ثم قال لي: يابن عباس، أطلب لي حولها بعر الظباء، فوالله، ما كذبت ولا كذبت قط، وهي مصفرة، لونها لون الزعفران.

قال ابن عباس: فطلبتها، فوجدتها مجتمعة، فناديته: يا أمير المؤمنين، قد أصبتها على الصفة التي وصفتها لي.

فقال علي علیہ السلام: صدق الله ورسوله. ثم قام علیہ السلام يهرول إليها، فحملها وشمها، وقال: هي هي بعينها، تعلم، يابن عباس، ما هذه الأبعار؟ هذه قد شمها عيسى بن مريم علیہ السلام، وذلك أنه مر بها ومعه الحواريون فرأى هذه الظباء مجتمعة، فأقبلت إليه الظباء وهي تبكي. فجلس عيسى علیہ السلام وجلس الحواريون، فبكى وبكى الحواريون، وهم لا يدرون لم جلس ولم بكى.

فقالوا: يا روح الله وكلمته، ما يبكيك؟! قال: أتعلمون أي أرض هذه؟ قالوا: لا.

قال: هذه أرض يقتل فيها فرخ الرسول أحمد، وفرخ الحرة الطاهرة البتول شبيهة أمي، ويلحد فيها، وهي أطيب من المسك، وهي طينة الفرخ المستشهد، وهكذا تكون طينة الأنبياء وأولاد الأنبياء، فهذه الظباء تكلمني وتقول: إنها

تَرعىٰ فِي هٰذِهِ الأَرضِ شَوقاً إِلىٰ تُربَةِ الفَرخِ المُبارَكِ، وَزَعَمَت أَنَّهَا آمِنَةٌ فِي هٰذِهِ الأَرضِ.

ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلىٰ هٰذِهِ الصِّيرانِ، فَشَمَّهَا، فَقالَ: هٰذِهِ بَعرُ الظِّباءِ عَلىٰ هٰذَا الطّيبِ، لِمَكانِ حَشيشِهَا، اَللّٰهُمَّ أَبقِهَا أَبَداً حَتّىٰ يَشُمَّهَا أَبوهُ، فَتَكونَ لَهُ عَزاءً وَسَلوَةً. قالَ: فَبَقِيَت إِلىٰ يَومِ النّاسِ هٰذَا، وَقَدِ اصفَرَّت لِطولِ زَمَنِهَا، هٰذِهِ أَرضُ كَربٍ وَبَلاءٍ.

وَقالَ بِأَعلىٰ صَوتِهِ: يا رَبَّ عيسَى بنِ مَريَمَ، لا تُبارِك فِي قَتَلَتِهِ، وَالحامِلِ عَلَيهِ، وَالمُعينِ عَلَيهِ، وَالخاذِلِ لَهُ، ثُمَّ بَكىٰ بُكاءً طَويلاً، وَبَكَينا مَعَهُ حَتّىٰ سَقَطَ لِوَجهِهِ وَغُشِيَ عَلَيهِ طَويلاً، ثُمَّ أَفاقَ، فَأَخَذَ البَعرَ، فَصَرَّهَا فِي رِدائِهِ، وَأَمَرَني أَن أَصُرَّها كَذٰلِكَ. ثُمَّ قالَ: يَابنَ عَبّاسٍ، إِذا رَأَيتَها تَنفَجِرُ دَماً عَبيطاً فَاعلَم أَنَّ أَبا عَبدِ اللّٰهِ قَد قُتِلَ بِها وَدُفِنَ بِها.

قالَ ابنُ عَبّاسٍ: فَوَاللّٰهِ، لَقَد كُنتُ أَحفَظُها أَكثَرَ مِن حِفظي لِبَعضِ مَا افتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ، وَأَنَا لا أُحِلُّها مِن طَرَفِ كُمّي، فَبَينا أَنَا فِي البَيتِ نائِمٌ إِذِ انتَبَهتُ، فَإِذا هِيَ تَسيلُ دَماً عَبيطاً، وَكانَ كُمّي قَدِ امتَلَأَت دَماً عَبيطاً، فَجَلَستُ وَأَنَا أَبكي وَقُلتُ:

قُتِلَ وَاللّٰهِ الحُسَينُ عليه السلام! وَاللّٰهِ ما كَذَبَني عَلِيٌّ قَطُّ في حَديثٍ حَدَّثَني، وَلا أَخبَرَني بِشَيءٍ قَطُّ أَنَّهُ يَكونُ إِلّا كانَ كَذٰلِكَ، لِأَنَّ رَسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله كانَ يُخبِرُهُ بِأَشياءَ لا يُخبِرُ بِها غَيرَهُ، فَفَزِعتُ وَخَرَجتُ، وَذٰلِكَ كانَ عِندَ الفَجرِ، فَرَأَيتُ ، وَاللّٰهِ المَدينَةَ كَأَنَّها ضَبابٌ، لا يَستَبينُ فيها أَثَرُ عَينٍ، ثُمَّ طَلَعَتِ

الشَّمسُ، فَرَأَيتُ كَأَنَّها كاسِفَةٌ، وَرَأَيتُ كَأَنَّ حيطانَ المَدينَةِ عَلَيهَا دَمٌ عَبيطٌ، فَجَلَستُ وَأَنَا بَاكٍ، وَقُلتُ: قَد قُتِلَ وَاللهِ الحُسَينُ علیہ السلام، فَسَمِعتُ صَوتاً مِن ناحِيَةِ البَيتِ، وَهُوَ يَقولُ:

اِصبِروا آلَ الرَّسولِ　　قُتِلَ الفَرخُ النُّحولُ

نَزَلَ الرّوحُ الأَمينُ　　بِبُكاءٍ وَعَويلِ

ثُمَّ بَكى بِأَعلى صَوتِهِ وَبَكَيتُ، وَأَثبَتُّ عِندي تِلكَ السّاعَةَ، وَكانَ شَهرُ المُحَرَّمِ وَيَومَ عاشوراءَ لِعَشرٍ مَضَينَ مِنهُ، فَوَجَدتُهُ يَومَ وَرَدَ عَلَينا خَبَرُهُ وَتاريخُهُ كَذٰلِكَ، فَحَدَّثتُ بِهٰذَا الحَديثِ أُولٰئِكَ الَّذينَ كانوا مَعَهُ، فَقالوا: وَاللهِ، لَقَد سَمِعنا ما سَمِعتَ وَنَحنُ فِي المَعرَكَةِ، لا نَدري ما هُوَ، فَكُنّا نَرىٰ أَنَّهُ الخِضرُ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ وَعَلَى الحُسَينِ.

"کمال الدین میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام جب صفین کی طرف جارہے تھے تو میں بھی آپؑ کے ہمراہ تھا۔ جب آپؑ نے نینویٰ میں دریائے فرات کے کنارے منزل کی تو آپؑ نے بلند آواز کے ساتھ فرمایا۔ اے ابن عباسؓ! اس جگہ کو جانتے ہو؟

میں نے عرض کیا: اے امیرالمومنینؑ! میں نہیں جانتا۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تم اسے میری طرح جانتے ہوتے تو یہاں سے نہ گزرتے مگر اس طرح روتے جس طرح میں رورہا ہوں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: آپؑ اتنا روئے کہ آپؑ کی ریش مقدس تر ہوگئی اور آپؑ کے آنسو آپؑ کے سینے پر بہنے لگے۔ میں نے بھی اُن کے ساتھ رونا شروع کیا۔ اُس وقت آپؑ فرمارہے تھے: ہائے افسوس! میرا ابوسفیان سے کیا واسطہ؟ میرا آلِ حرب، حزبِ شیطان اور اولیائے کفر سے کیا واسطہ؟

اے ابوعبداللہؑ! صبر کیجیے، آپؑ کے والد بھی ان مصائب سے گزرے ہیں جن سے آپؑ نے گزرنا ہے۔ پھر آپؑ نے وضو کے لیے پانی طلب کیا، وضو کیا اور نماز ادا کی۔ پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی۔ اس دوران آپؑ کو اُونگھ آگئی۔ کچھ لمحات کے بعد جب آپؑ بیدار ہوئے تو فرمایا: ابنِ عباسؓ! کہاں ہو؟ جنابِ ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: میں آپؑ کے پاس موجود ہوں۔ آنحضرتؑ نے فرمایا: ابھی جب میری آنکھ لگی تو میں نے خواب میں کچھ دیکھا ہے کیا وہ تمھیں نہ بتاؤں؟ ابنِ عباسؓ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: آپؑ کی آنکھیں سوگئی تھیں۔ امیر المومنینؑ! خواب میں کیا دیکھا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: آسمان سے نہایت ہی خوب صورت لوگ اُترے۔ اُن کے ہاتھوں میں سفید پرچم تھے۔ اُن کی گردنوں کے ساتھ تلواریں لٹکی ہوئی تھیں، جو بہت سفید تھیں اور وہ چمک رہی تھیں۔ انھوں نے اس زمین کے اردگرد خط کھینچا۔ پھر میں نے ان کھجور کے درختوں کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی شاخوں کو زمین پر گرایا تو اُن سے تازہ خون برآمد ہوا۔ پھر میں نے دیکھا، میرے فرزند حسینؑ، میرے جگر کے ٹکڑے، میری جان اور میری روح اس خون کے سیلاب میں ڈوب گئے ہیں۔ آپؑ استغاثہ بلند کرتے ہیں لیکن کوئی جواب نہیں دیتا۔ وہ خوب صورت سفید رنگ کے لوگ آسمان سے اُترتے ہیں اور اُنھیں آواز دیتے ہیں اور کہتے ہیں: آلِ رسولؐ! صبر کیجیے کہ تم شریر ترین لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہو۔

اے اباعبداللہؑ! اِدھر دیکھیے یہ جنت آپؑ کی مشتاق ہے۔ پھر وہ مجھے تعزیت پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ابوالحسنؑ! آپؑ کے لیے خوش خبری ہے۔ اللہ سبحانہٗ قیامت کے دن اِن کے ذریعے آپؑ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے گا۔ اُس دن تمام لوگ عالمین کے رب کے حضور حاضر ہوں گے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں علیؑ کی جان ہے بالکل اس طرح ہونا ہے کیونکہ مجھے صادق و مصدق ابوالقاسمؐ نے ایسی خبر اُس وقت دی تھی کہ جس وقت میں ظالموں کی طرف خروج کر رہا تھا۔ یہ سرزمین کرب وبلا والی سرزمین ہے۔ اس میں حسینؑ اور سترہ جوان دفن ہوں گے جو سب میری اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کی اولاد میں سے ہوں گے۔ آسمانوں کی تمام مخلوق اُنھیں جانتی ہے۔ کرب وبلا کا ذکر اُن کے نزدیک اس طرح ہوتا ہے جس طرح حرمین شریفین اور بیت المقدس کا ذکر ہوتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ! اس علاقہ میں چکر لگاؤ۔ اس زمین میں ایک خاص قسم کے ہرنوں کی مینگنیاں ہیں جن کا رنگ زردی مائل زعفرانی ہے، انھیں تلاش کرو۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اُن کی تلاش شروع کی۔ کچھ دیر کے بعد وہ مجھے مل گئیں۔ میں نے امیرالمومنینؑ کو آواز دی: وہ مینگنیاں جن کی ہمیں تلاش تھی وہ مل گئی ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے اللہ کے رسولؐ نے سچ فرمایا تھا۔ پھر آپؑ اپنی جگہ سے اُٹھے اور دوڑ کر میرے پاس تشریف لائے۔ اُن مینگنیوں کو دیکھا اور اُن کی خوشبو سونگھی اور فرمایا: واقعاً یہی مینگنیاں ہیں۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: اے ابن عباسؓ! ان مینگنیوں کو جانتے ہو کہ یہ کیا ہیں اور کیسی ہیں؟ یہ وہی مینگنیاں ہیں کہ جن کی خوشبو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سونگھی تھی۔ آپؑ اپنے حواریوں کے ساتھ یہاں سے گزر رہے تھے کہ آپؑ کی نگاہ ہرنوں کی ٹولی پر پڑی۔ وہ سب اکٹھے کھڑے تھے اور اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپؑ وہیں بیٹھ گئے اور اپنے حواریوں کے ساتھ مل کر گریہ کیا۔ حواریوں کو اس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا: اے روح اللہ! کلیم اللہ! آپؑ کیوں رو رہے ہیں؟

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: کیا تمھیں اس سرزمین کے فضائل کا علم ہے؟
انھوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ مقدس سرزمین ہے جہاں پیغمبر احمد مصطفیٰ کے فرزند جو آپؐ کی دختر کے فرزند ہیں شہید کیے جائیں گے اور اُنھیں یہاں دفن کیا جائے گا۔ اِن ہرنوں کی مینگنیوں کی خوشبو مشک سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس زمین کا تعلق فرزند رسولؐ سے ہے۔ یہ اس سرزمین کی نشانی ہے۔ پیغمبروںؑ اور اُن کی اولاد کی طینت ایسی ہوتی ہے۔ یہ ہرن اس زمین کا گھاس کھاتے ہیں۔ اس زمین کی کرامت سے ان کی مینگنیاں خوشبودار ہیں۔ ان ہرنوں نے مجھ سے کلام کیا ہے۔ انھوں نے مجھے کہا ہے کہ وہ اس زمین میں اس لیے رہ رہے ہیں کہ اُنھیں فرزند رسولؐ سے محبت ہے اور وہ یہ جانتے ہیں کہ یہ جگہ اور زمین امن کی زمین ہے۔ اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مینگنی اُٹھائی اور اُسے سونگھا اور فرمایا: یہ یہاں رہنے والے ہرنوں کی مینگنیاں ہیں۔ اس خوشبو کی وجہ یہ سرزمین ہے۔ خدایا! اس سرزمین کی حفاظت فرما تاکہ اس زمین کے عظیم شہید کے والد اس خوشبو سے محظوظ ہوں اور اُن کے لیے سامانِ تشفی و تسلی ہو۔
امیر المومنینؑ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا کی وجہ سے تا امروز یہ مینگنیاں یہاں پائی جاتی ہیں۔ ان کا رنگ زعفرانی ہے۔ ان میں خوشبو بھی موجود ہے اور یہ سرزمین کرب و بلا ہے۔
آپؑ نے بلند آواز سے فرمایا: اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے خدا! اس زمین کے شہدا پر اپنی برکات نازل فرما اور اُن کے اصحاب اور معاونین پر اپنی برکت نازل فرما۔ پھر آپؑ رونے لگے اور میں بھی رونے لگا۔
آنحضرتؑ اتنا روئے کہ غش کھا کر زمین پر گر گئے۔ جب غش سے افاقہ ہوا تو آپؑ نے اِن مینگنیوں کو اُٹھایا اور انھیں اپنی عبا کے دامن میں جمع کیا۔ آپؑ نے مجھے حکم دیا کہ میں انھیں تھیلی میں محفوظ کرلوں۔ آپؑ نے

یہ بھی فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! جب یہ خون بن جائیں تو سمجھنا میرے حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔

جناب ابنِ عباسؓ کا بیان ہے بخدا! میں نے اِن مینگنیوں کی اس طرح حفاظت کی جیسے اِن کی حفاظت واجباتِ الٰہی میں سے ہو۔ میں اس تھیلی کو ہمیشہ اپنی آستین کے پاس رکھتا تھا۔ اپنے سے اُنھیں جدا نہیں کرتا تھا۔ آخر ایک دن جب میں سو کر اُٹھا تو دیکھا تازہ خون جاری ہے اور میری آستین خون سے پُر ہے۔ میں بستر پر اُٹھ بیٹھا اور رونا شروع کر دیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: بخدا! حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔ میرے امامؑ نے سچ فرمایا تھا۔ جو کچھ آپؑ نے فرمایا وہ سچ ثابت ہوا کیونکہ پیغمبرؐ اسلام نے اُنھیں بہت سے اسرار سونپے تھے۔ جو کسی اور کے پاس نہیں تھے۔

میں حیرانی و سراسیمگی کی حالت میں باہر نکلا۔ یہ صبح کا وقت تھا۔ مدینہ کی عجیب حالت تھی۔ چاند کو گہن لگا تھا۔ ہر طرف گرد و غبار چھایا ہوا تھا۔ کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔ جب سورج نے طلوع کیا تو اُسے بھی گرہن لگا ہوا تھا۔ میں نے جب مدینہ منورہ کی دیواروں پر نگاہ کی تو وہاں تازہ خون کے چھینٹے نظر آئے۔ میں اس ماحول کو برداشت نہ کر سکا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور سمجھ لیا کہ فرزندِ رسولؐ شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے اپنے گھر کے اردگرد ایک آواز سنی جو کہہ رہا تھا:

"اے آلِ رسولؐ! صبر کرو، فرزندِ علیؑ و بتولؑ شہید ہو گئے ہیں۔ جبرئیلؑ آہ و زاری کے ساتھ نازل ہوئے اور وہ بلند آواز کے ساتھ رو رہے تھے"۔

میں بھی خوب رویا۔ تاریخ نوٹ کر لی۔ یہ دس محرم کا واقعہ تھا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو واقعی وہی تاریخ آپؑ کی شہادت کی تھی جس کے بارے میں مَیں نے آواز سنی تھی۔ وہ مینگنیاں بھی خون میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ جب میں نے یہ واقعہ

کچھ دوسرے لوگوں کو سنایا تو انھوں نے کہا: بخدا! ہم جحمہ (مدینہ کے قریب ایک مقام) میں تھے ہم نے وہی آواز سنی جو آپ نے سنی تھی۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ بولنے والا کون ہے لیکن ہمارا گمان ہے کہ وہ حضرت خضرؑ تھے"۔ ①

الفتوح: سَارَ [عَلِيٌّ علیہ السلام] حَتّٰى نَزَلَ بِدَيرِ كَعبٍ، فَأَقامَ هُنَالِكَ بَاقِيَ يَومِهِ وَلَيلَتِهِ. وَأَصبَحَ سَائِرًا حَتّٰى نَزَلَ بِكَربَلَاءَ، ثُمَّ نَظَرَ إِلىٰ شَاطِئِ الفُرَاتِ، وَأَبصَرَ هُنَالِكَ نَخِيلًا، فَقَالَ: يَابنَ عَبَّاسٍ، أَتَعرِفُ هٰذَا المَوضِعَ؟ فَقَالَ: لَا يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ مَا أَعرِفُهُ. فَقَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَو عَرَفتَهُ كَمَعرِفَتِي لَم تَكُن تُجَاوِزُهُ حَتّٰى تَبكِيَ لِبُكَائِي. قَالَ: ثُمَّ بَكىٰ عَلِيٌّ علیہ السلام بُكَاءً شَدِيدًا، حَتّٰى اخضَلَّت لِحيَتُهُ بِدُمُوعِهِ، وَسَالَتِ الدُّمُوعُ عَلىٰ صَدرِهِ، ثُمَّ جَعَلَ يَقُولُ: أَوَّاه! مَا لِي وَلِآلِ أَبِي سُفيَانَ! ثُمَّ التَفَتَ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام فَقَالَ: اِصبِر أَبَا عَبدِ اللهِ؛ فَلَقَد لَقِيَ أَبُوكَ مِنهُم مِثلَ الَّذِي تَلقىٰ مِن بَعدِي.

قَالَ: ثُمَّ جَعَلَ عَلِيٌّ علیہ السلام يَجُولُ فِي أَرضِ كَربَلَاءَ كَأَنَّهُ يَطلُبُ شَيئًا، ثُمَّ نَزَلَ وَدَعَا بِمَاءٍ، فَتَوَضَّأَ وُضُوءَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّىٰ مَا شَاءَ أَن يُصَلِّيَ، وَالنَّاسُ قَد نَزَلُوا هُنَالِكَ مِن قُربِ نِينَوىٰ إِلىٰ شَاطِئِ الفُرَاتِ.

قَالَ: ثُمَّ خَفَقَ بِرَأسِهِ خَفقَةً، فَنَامَ، وَانتَبَهَ فَزِعًا، فَقَالَ: يَابنَ عَبَّاسٍ! أَلَا أُحَدِّثُكَ بِمَا رَأَيتُ السَّاعَةَ فِي مَنَامِي؟

فَقَالَ: بَلىٰ يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ. فَقَالَ: رَأَيتُ رِجَالًا بِيضَ

① کمال الدین: ص ۵۳۲؛ امالی صدوق: ص ۶۹۴؛ الخرائج والجرائح: ج ۳، ص ۱۴۴، بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۵۲

الوُجُوهِ، فِي أَيدِيهِم أَعلَامٌ بِيضٌ، وَهُم مُتَقَلِّدُونَ بِسُيُوفٍ لَهُم، فَخَطُّوا حَولَ هٰذِهِ الأَرضِ خَطَّةً، ثُمَّ رَأَيتُ هٰذِهِ النَّخِيلَ وَقَد ضَرَبَت بِسَعفِهَا الأَرضَ، وَرَأَيتُ نَهراً يَجرِي بِالدَّمِ العَبِيطِ، وَرَأَيتُ ابنِيَ الحُسَينَ وَقَد غَرِقَ فِي ذٰلِكَ الدَّمِ، وَهُوَ يَستَغِيثُ فَلَا يُغَاثُ، ثُمَّ إِنِّي رَأَيتُ أُولٰئِكَ الرِّجَالَ البِيضَ الوُجُوهِ الَّذِينَ نَزَلُوا مِنَ السَّمَاءِ، وَهُم يُنَادُونَ: صَبراً آلَ الرَّسُولِ صَبراً، فَإِنَّكُم تُقتَلُونَ عَلَى أَيدِي أَشرَارِ النَّاسِ، وَهٰذِهِ الجَنَّةُ مُشتَاقَةٌ إِلَيكَ يَا أَبَا عَبدِ اللهِ، ثُمَّ تَقَدَّمُوا إِلَيَّ، فَعَزَّونِي وَقَالُوا: أَبشِر يَا أَبَا الحَسَنِ فَقَد أَقَرَّ اللهُ عَينَكَ بِابنِكَ الحُسَينِ غَداً يَومَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ العٰلَمِينَ.

ثُمَّ إِنِّي انتَبَهتُ، فَهٰذَا مَا رَأَيتُ، فَوَالَّذِي نَفسُ عَلِيٍّ بِيَدِهِ، لَقَد حَدَّثَنِي الصَّادِقُ المَصدُوقُ أَبُو القَاسِمِ ﷺ، أَنِّي سَأَرَى هٰذِهِ الرُّؤيَا بِعَينِهَا فِي خُرُوجِي إِلَى قِتَالِ أَهلِ البَغيِ عَلَينَا، وَهٰذِهِ أَرضُ كَربَلَاءَ الَّذِي يُدفَنُ فِيهَا ابنِيَ الحُسَينُ، وَشِيعَتُهُ، وَجَمَاعَةٌ مِن وُلدِ فَاطِمَةَ بِنتِ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَأَنَّ هٰذِهِ البُقعَةَ المَعرُوفَةَ فِي أَهلِ السَّمٰوٰتِ تُذكَرُ بِأَرضِ كَربٍ وَبَلَاءٍ، وَلَيُحشَرَنَّ مِنهَا قَومٌ يَدخُلُونَ الجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ.

ثُمَّ قَالَ: يَابنَ عَبَّاسٍ، اطلُب لِي حَولَهَا بَعرَ الظِّبَاءِ، فَطَلَبَهَا ابنُ عَبَّاسٍ فَوَجَدَهَا، ثُمَّ قَالَ: يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ، قَد أَصَبتُهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: اللهُ أَكبَرُ! صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ.

ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ عليه السلام يُهَروِلُ نَحوَهَا حَتّٰى وَقَفَ عَلَيهَا، ثُمَّ أَخَذَ قَبضَةً مِن بَعرِ الظِّبَاءِ، فَشَمَّهَا، فَإِذَا لَهَا لَونٌ كَلَونِ الزَّعفَرَانِ، وَرَائِحَةٌ كَرَائِحَةِ المِسكِ، فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: نَعَم هِيَ هٰذِهِ بِعَينِهَا،

ثُمَّ قَالَ : أَتَعلَمُ مَا هٰذِهِ يَابنَ عَبَّاسٍ؟ قَالَ : لَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ.

فَقَالَ: إِنَّ الْمَسِيحَ عِيسَى بن مَرِيَمَ علیہ السلام قَد مَرَّ بِهٰذِهِ الْأَرضِ وَمَعَهُ الحَوارِيُّونَ. فَشَمَّ هٰذَا البَعرَ كَمَا شَمَمتُهُ، وَأَقبلَت إِلَيهِ الظِّبَاءُ حَتّٰى وَقَفَت بَينَ يَدَيهِ . فَبَكٰى عِيسٰى ، وَبَكٰى مَعَهُ الحَوارِيُّونَ. وَهُم لَا يَدرونَ لِمَاذَا يَبكِي عِيسٰى علیہ السلام. فَقَالُوا : يَا رُوحَ اللهِ، مَا يُبكِيكَ؟ وَلِمَاذَا اختُلِستَ هَاهُنَا؟

فَقَالَ لَهُم : أَتَعلَمُونَ مَا هٰذِهِ الأَرضُ؟ قَالُوا : لَا يَا رُوحَ اللهِ.

فَقَالَ: هٰذِهِ أَرضٌ يُقتَلُ عَلَيهَا فَرخُ الرَّسُولِ أَحمَدَ المُصطَفٰى، وَفَرخُ ابنَتِهِ الزَّهرَاءِ قَرِينَةِ الطَّاهِرَةِ البَتولِ مَريَمَ بِنتِ عِمرَانَ. ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عِيسٰى إِلَى بَعرِ الظِّبَاءِ، فَشَمَّهُ، وَقَالَ: يَا مَعشَرَ الحَوارِيِّينَ ، هٰذَا بَعرُ الظِّبَاءِ عَلٰى هٰذَا الطِّيبِ؛ لِأَنَّهُ كَانَ مِن حَشِيشِ هٰذِهِ الأَرضِ . ثُمَّ مَضٰى عِيسَى بنُ مَريَمَ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ. وَقَد بَقِيَت هٰذِهِ البَعرَاتُ إِلٰى يَومِنَا هٰذَا مِن ذٰلِكَ الدَّهرِ ، حَتّٰى أَنَّهَا قَدِ اصفَرَّت لِطُولِ الزَّمَانِ عَلَيهَا ، فَهٰذِهِ أَرضُ الكَربِ وَالبَلَاءِ.

قَالَ: ثُمَّ بَكٰى عَلِيٌّ علیہ السلام وَقَالَ: يَا رَبَّ عِيسٰى، لَا تُبَارِك فِي قَاتِلِ وَلَدِي وَالعَنهُ لَعناً كَثِيراً. ثُمَّ اشتَدَّ بُكَاءُ عَلِيٍّ، وَبَكَى النَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى سَقَطَ عَلٰى وَجهِهِ، وَغُشِيَ عَلَيهِ؛ ثُمَّ أَفَاقَ. فَوَثَبَ، فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ. وَسَلَّمَ مِن كُلِّ رَكعَتَينِ. فَكُلَّمَا سَلَّمَ جَعَلَ يَتَنَاوَلُ مِن ذٰلِكَ البَعرِ فَيَشُمُّهُ . وَ يَقُولُ : صَبراً أَبَا عَبدِاللهِ، صَبراً يَا ثَمَرَةَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَرَيحَانَةَ حَبِيبِ اللهِ، ثُمَّ أَخَذَ كَفّاً مِن ذٰلِكَ البَعرِ ، فَصَرَّهُ فِي ثَوبِهِ، وَقَالَ: لَا يَزَالُ

هٰذَا مَصرُوراً أَبَداً أَو يَأتِيَ عَلَىَّ أَجَلِي.

ثُمَّ قَالَ: يَابنَ عَبَّاسٍ! إِذَا رَأَيتَهَا مِن بَعدِي وَهِيَ تَسِيلُ دَماً عَبِيطاً، فَاعلَم أَنَّ أَبَا عَبدِاللهِ قَد قُتِلَ.

قَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: فَوَاللهِ، لَقَد كُنتُ أَشَدَّ تَحَافُظاً لَهَا بَعدَ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام وَأَنَا لَا أُحِلُّهَا عَن طَرَفِي.

الفتوح میں ہے، حضرت علی علیہ السلام سفر کرتے ہوئے دیر کعب پہنچے۔ وہاں آپؑ نے ایک دن کا باقی حصّہ اور رات گزاری۔ پھر صبح سفر کیا اور کربلا میں ورُود کیا۔ آپ نے فرات کے کنارے پر نظر کی تو وہاں آپؑ کے کھجور کے درخت دیکھے۔ آپؑ نے ابن عباسؓ سے فرمایا: اے ابن عباسؓ! اِس جگہ کو جانتے ہو؟ انھوں نے کہا: اے امیرالمومنینؑ! میں نہیں جانتا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اگر تم اس سرزمین کو جانتے ہوتے تو یہاں سے میری طرح روئے بغیر نہ گزرتے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ پھر امام علی علیہ السلام نے بہت زیادہ گریہ کیا یہاں تک کہ آپؑ کی ریش مقدس آنسو سے بھیگ گئی اور آپؑ کے آنسو آپؑ کے سینے پر جاری تھے۔ پھر آنحضرتؑ کہہ رہے تھے۔ میں نے آلِ ابی سفیان کا کیا بگاڑا ہے۔ آپؑ نے اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کو دیکھا اور انھیں فرمایا: اے ابا عبداللہ! صبر کرنا، جن حالات سے میرے بعد آپؑ نے گزرنا ہے میں اُن سے گزر چکا ہوں۔

اِس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے اَرضِ کربلا میں اس طرح چکر لگائے، جیسے آپؑ کوئی چیز تلاش کر رہے ہوں۔ آخر آپ اپنی سواری سے اُترے اور وضو کے لیے پانی طلب کیا۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ آپ کا لشکر بھی وہیں فرات کے کنارے نینوا میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ نماز سے فراغت کے بعد آپؑ نے بیٹھے بیٹھے اپنا مبارک سر جھکایا تو آپؑ کو نیند آگئی۔ چند لمحوں

کے بعد آپؑ کی جب آنکھ کھلی تو ابنِ عباسؓ سے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! ابھی جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے آپؓ سے بیان کروں۔

ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: جی ہاں اے امیر المومنینؑ! فرمائیے۔

آپؑ نے فرمایا: ابھی میں نے خواب میں حسین وجمیل جوانوں کو دیکھا ہے جن کے ہاتھوں میں سفید علَم تھے اور وہ اپنی گردنوں میں تلواریں حمائل کیے ہوئے تھے۔ انھوں نے اس زمین کے اردگرد خط کھینچا ہے۔ پھر میری نگاہ ان کھجور کے درختوں پر پڑی جن کی ٹہنیاں جھکی ہوئی تھیں۔ وہاں مجھے خون کا دریا نظر آیا جس میں تازہ خون بہہ رہا تھا۔ میرے بیٹے حسینؑ اُس خونی دریا میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپؑ استغاثہ بلند کر رہے تھے۔ لیکن کوئی اُن کی مدد نہیں کرتا تھا۔ پھر میں نے وہیں سفید رو جوانوں کو دیکھا جو آسمان سے اُترے اور انھوں نے بلند آواز سے کہا: اے آلِ رسولؐ! صبر کیجیے، تم نے بدترین لوگوں کے ہاتھوں قتل ہونا ہے۔

اے ابا عبداللہؑ! اِدھر دیکھیے یہ جنت آپؑ کی مشتاق ہے۔ پھر وہ جوان میرے پاس آئے اور انھوں نے تسلی و تشفی دی اور کہا: ابوالحسنؑ! بشارت ہو۔ جب کل لوگ عرصۂ محشر میں جمع ہوں گے تو اُس وقت اللہ رب العزت حسینؑ کی قربانیوں کے توسّل سے آپؑ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں علیؑ کی جان ہے جو کچھ میں نے یہ خواب میں دیکھا اس بات کی خبر اس سے قبل صادق و مصدق ابوالقاسمؐ نے مجھے دی تھی کہ میں اس واقعہ کو خواب کی حالت میں اُس وقت دیکھوں گا جب میں باغی گروہ کے خلاف خروج کروں گا۔ یہ وہی سرزمین ہے جسے کربلا کہا جاتا ہے اس میں میرے فرزند حسینؑ، اُن کے اصحاب اور سیدہ فاطمہؑ بنت محمدؐ کی اولاد دفن ہوں گے۔ اس بقعۂ مبارکہ کو اہلِ آسمان اچھی طرح سے جانتے ہیں

وہ اِسے کرب و بلا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جب عرصۂ محشر میں بھی آئیں گے تو وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

آنحضرتؑ نے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! اس زمین میں آپ کو ہرنوں کی مینگنیاں ملیں گی اُنھیں تلاش کرو۔ جنابِ ابنِ عباسؓ نے زمین میں مینگنیوں کی تلاش شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابنِ عباسؓ نے مطلوبہ مینگنیاں تلاش کر لیں اور امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ مینگنیاں یہاں ہیں۔ امام علیہ السلام نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی اور فرمایا: میرے اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام وہاں سے اُٹھے اور اس جگہ تشریف لے گئے جہاں مینگنیاں موجود تھیں۔ آپؑ نے وہاں سے مٹھی بھر ہرنوں کی مینگنیاں اُٹھائیں اور اُنھیں سونگھا۔ ان مینگنیوں کا رنگ زعفرانی تھا اور اُن کی خوشبو مشک جیسی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، یہ وہی ہیں کہ جن کی تلاش تھی۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! کیا اِن کے بارے میں جانتے ہو کہ یہ کیا ہیں؟ انھوں نے عرض کیا: امیر المومنینؑ! میں نہیں جانتا۔

آپؑ نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ یہاں سے گزرے۔ آپؑ نے ان مینگنیوں کو اس طرح سونگھا جس طرح کہ میں نے انھیں سونگھا ہے۔ ہرن آپؑ کی طرف آئے اور آپؑ کے راستے میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ اُنھیں دیکھ کر حضرت عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ رو دیے۔ آپؑ کے حواری بھی رونے لگے۔ لیکن اُنھیں معلوم نہ تھا کہ نبیؑ کیوں رو رہے ہیں۔

حضرت ابنِ مریمؑ نے فرمایا: اے میرے حواریو! کیا تمھیں اس سرزمین کے بارے میں کوئی علم ہے؟

حواریوں نے کہا: اے روح اللہ! ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ آپؑ اپنے رونے کی وجہ بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ آپؑ نے

یہاں کیوں وقوف کیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس زمین کے بارے میں جانتے ہو؟
حواریوں نے کہا: اے روح اللہ! ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔
آپؑ نے فرمایا: یہ وہ سرزمین ہے کہ جس میں احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی کے فرزند ارجمند حسینؑ نے شہادت کی سعادت حاصل کرنی ہے۔ رسولؐ اللہ کی یہ وہ شہزادی ہوں گی جو میری والدہ طاہرہ، بتول مریم بنت عمرانؑ کے لیے فخر ہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زمین پر ہاتھ مارا اور مینگنیوں کو اپنے ہاتھ پر اُٹھایا اور اُنھیں سونگھا اور فرمایا: اے میرے حواریو! یہ ہرنوں کی مینگنیاں ہیں جو خوشبودار ہیں، ان کی خوشبو کی وجہ اس مقدس زمین کی گھاس ہے، اس کی وجہ سے یہ خوشبودار ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے چلے گئے اور یہ مینگنیاں یہاں باقی رہ گئیں جو آج تک یہاں باقی ہیں۔ طولِ زمان کی وجہ سے ان کا رنگ زعفرانی ہو گیا ہے۔ یہی زمین کرب وبلا ہے۔
حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، اس کے بعد امامؑ رونے لگے اور فرمایا: اے عیسیٰؑ کے رب! میرے بیٹے کے قاتل سے ہر قسم کی برکت اُٹھا لے اور اُس پر بے پناہ لعنت فرما۔ اس کے بعد آنحضرتؑ بہت روئے اور اپنے ساتھیوں کو بھی خوب رُلایا۔ روتے روتے غش میں چلے گئے۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا اور آپؑ نے آٹھ رکعت نوافل پڑھیں۔ ہر دو رکعت کو سلام پر ختم کیا۔ جب بھی دو رکعت پر سلام پڑھا تو ان مینگنیوں کو سونگھا اور فرمایا:
اے اباعبداللہ! صبر کرنا۔ اے رسولؐ اللہ کے ثمر! اے حبیبؐ اللہ کی خوشبو! صبر کرنا۔ پھر آپؑ نے کچھ مینگنیاں اُٹھائیں اور اُنھیں ایک کپڑے میں ڈالا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ مینگنیاں ہمیشہ اس طرح رہ جائیں گی۔ پھر آپؑ ابن عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُنھیں کہا: اے ابن عباسؓ! انھیں

اپنے پاس سنبھال کر رکھے۔ میرے بعد جب ان سے تازہ خون بہنے لگے تو سمجھنا ابا عبداللہ شہید کر دیے گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے: اللہ کی قسم! حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان مینگنیوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا اور ان کی خوب حفاظت کی"۔ (الفتوح: ج۲، ص۵۵۱)

قصہ ہرثمہ

وقعة صفين عن أبي عبيدة عن هرثمة بن سليم: غَزَونَا مَعَ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام غَزوَةَ صِفِّينَ. فَلَمَّا نَزَلنَا بِكَربَلَاءَ صَلَّى بِنَا صَلَاةً. فَلَمَّا سَلَّمَ رَفَعَ إِلَيهِ مِن تُربَتِهَا. فَشَمَّهَا. ثُمَّ قَالَ: وَاهاً لَكِ أَيَّتُهَا التُّربَةُ! لَيُحشَرَنَّ مِنكِ قَومٌ يَدخُلُونَ الجَنَّةَ بِغَيرِ حِسَابٍ. فَلَمَّا رَجَعَ هَرثَمَةُ مِن غَزوَتِهِ إِلَى امرَأَتِهِ وَهِيَ جَردَاءُ بِنتُ سُمَيرٍ. وَكَانَت شِيعَةً لِعَلِيٍّ علیہ السلام. فَقَالَ لَهَا زَوجُهَا هَرثَمَةُ: أَلَا أُعَجِّبُكِ مِن صَدِيقِكِ أَبِي الحَسَنِ؟ لَمَّا نَزَلنَا كَربَلَاءَ رَفَعَ إِلَيهِ مِن تُربَتِهَا. فَشَمَّهَا. وَقَالَ: وَاهاً لَكِ يَا تُربَةُ. لَيُحشَرَنَّ مِنكِ قَومٌ يَدخُلُونَ الجَنَّةَ بِغَيرِ حِسَابٍ. وَمَا عِلمُهُ بِالغَيبِ؟ فَقَالَت: دَعنَا مِنكَ أَيُّهَا الرَّجُلُ؛ فَإِنَّ أَمِيرَ المُؤمِنِينَ علیہ السلام لَم يَقُل إِلَّا حَقّاً.

فَلَمَّا بَعَثَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ البَعثَ الَّذِي بَعَثَهُ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام وَأَصحَابِهِ. قَالَ: كُنتُ فِيهِم فِي الخَيلِ الَّتِي بَعَثَ إِلَيهِم. فَلَمَّا انتَهَيتُ إِلَى القَومِ وَحُسَينٍ علیہ السلام وَأَصحَابِهِ. عَرَفتُ المَنزِلَ الَّذِي نَزَلَ بِنَا عَلِيٌّ فِيهِ. وَالبُقعَةَ الَّتِي رُفِعَ إِلَيهِ مِن تُرابِهَا. وَالقَولَ الَّذِي قَالَهُ. فَكَرِهتُ مَسِيرِي. فَأَقبَلتُ عَلَى

فَرَسِی حَتّٰی وَقَفْتُ عَلَی الْحُسَیْنِ علیہ السلام. فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، وَحَدَّثْتُهُ بِالَّذِی سَمِعْتُ مِنْ أَبِیْهِ فِی هٰذَا الْمَنْزِلِ.

فَقَالَ الْحُسَیْنُ علیہ السلام: مَعَنَا أَنْتَ أَوْ عَلَیْنَا؛ فَقُلْتُ: یَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، لَا مَعَكَ وَلَا عَلَیْكَ، تَرَكْتُ أَهْلِی وَوُلْدِی أَخَافُ عَلَیْهِمْ مِنِ ابْنِ زِیَادٍ.

فَقَالَ الْحُسَیْنُ علیہ السلام: فَوَلِّ هَرَبًا حَتّٰی لَا تَرٰی لَنَا مَقْتَلًا؛ فَوَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِیَدِهٖ، لَا یَرٰی مَقْتَلَنَا الْیَوْمَ رَجُلٌ وَلَا یُغِیْثُنَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ.

قَالَ: فَأَقْبَلْتُ فِی الْأَرْضِ هَارِبًا حَتّٰی خَفِیَ عَلَیَّ مَقْتَلُهُ.

"وقعہ صفّین میں ابوعبیدہ سے روایت ہے، اُس نے ہرثمہ بن سُلیم سے سنا، اُس نے کہا کہ غزوۂ صفّین میں ہم حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ جب ہمارا ورُود کربلا میں ہوا تو ہم نے آپؑ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب آپ نے سلام پڑھا تو اس زمین کی مٹی اُٹھائی اور اُسے سونگھا اور فرمایا: اے تربت! تو کس قدر خوش نصیب اور مقدس ہے کہ ایک قوم تجھ میں دفن ہوگی اور وہ قیامت کے دن بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوگی۔

جنگ کے بعد ہرثمہ واپس اپنے گھر آئے۔ اُن کی زوجہ حضرت علی علیہ السلام کی شیعہ تھیں جن کا نام جرو ابنت سُمیر تھا۔ ہرثمہ نے اپنی زوجہ سے کہا: میں نے آپؑ کے سردار حضرت ابوالحسنؑ کے ہاں ایک عجیب اَمر دیکھا ہے۔ جب ہم کربلا میں آئے تو وہاں آپؑ نے مٹی اُٹھائی اور اُسے سونگھا اور فرمایا: اے پاک و پاکیزہ مقدس خاک! تجھ میں دفن ہونے والی قوم قیامت کے دن بغیر حساب جنّت میں داخل ہوگی۔ کیا آپؑ علمِ غیب جانتے ہیں؟ اُن کی زوجہ نے اُن سے کہا: امیرالمومنینؑ جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق اور سچ ہوتا ہے۔

ہرثمہ کا بیان ہے: کچھ عرصہ بعد جب عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ سے کربلا کی طرف لشکر روانہ کیا تو میں اس لشکر میں موجود تھا۔ جب میں کربلا پہنچا تو مدمقابل حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اصحاب کو دیکھا تو مجھے وہ واقعہ یاد آ گیا جب ہم حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ اِسی مقام پر نازل ہوئے تھے اور آپؑ نے اس بقعہ کی مٹی اُٹھائی تھی اور اُسے خطاب کیا تھا۔ تو مجھے یہاں آنا اچھا نہ لگا۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچا اور اُنھیں سلام کیا اور میں نے اُن کی خدمت میں وہ واقعہ بیان کیا جو میں آپؑ کے والد سے اسی جگہ سن چکا تھا۔

فرزندِ رسولؐ نے فرمایا: کیا تم ہمارے معاون ہو یا ہمارے مخالف؟

میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! آپؑ کا معاون ہوں اور نہ آپؑ کے خلاف ہوں۔ پیچھے میری آل و اولاد ہے، ابن زیاد کے خوف سے یہاں آیا ہوں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: فوراً واپس چلا جا، ہمیں قتل ہوتا نہ دیکھ۔ اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے آج کے دن جس نے ہمیں قتل ہوتے دیکھا اور ہماری نصرت نہ کی وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

ہرثمہ کہتا ہے کہ میں فوراً وہاں سے واپس چلا آیا"۔ ①

الطبقات الکبری (الطبقة الخامسة من الصحابة) عَنْ أَبِي عبید الضبعي :دَخَلْنَا عَلَى أَبِي هَرْثَمِ الضَّبِّيِّ حِينَ أَقْبَلَ مِن صِفِّينَ ، وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى دُكَّانٍ ، وَلَهُ امرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا : جَرْدَاءُ ، هِيَ أَشَدُّ حُبًّا لِعَلِيٍّ علیہ السلام ، وَأَشَدُّ لِقَوْلِهِ

---

① وقعہ صفین: ص ۲۳۰؛ امالی صدوق: ص ۱۹۹؛ الملاحم والفتن: ص ۳۳۵؛ شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۳۱؛ بحارالانوار: ج ۴۱، ص ۳۳۷؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۳، ص ۱۳۹

تَصدِيقًا. فَجَاءَت شَاةٌ فَبَعَرَت. فَقَالَ: لَقَد ذَكَّرَنِي بَعرُ هٰذِهِ الشَّاةِ حَدِيثًا لِعَلِيٍّ عليه السلام. قَالُوا: وَمَا عِلمُ عَلِيٍّ بِهٰذَا؟

قَالَ: أَقبَلنَا مَرجِعَنَا مِن صِفِّينَ. فَنَزَلنَا كَربَلَاءَ. فَصَلّٰى بِنَا عَلِيٌّ صَلَاةَ الفَجرِ بَينَ شَجَرَاتٍ وَدَوحَاتِ حَرمَلٍ. ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا مِن بَعرِ الغِزلَانِ. فَشَمَّهُ. ثُمَّ قَالَ: أَوِّه. أَوِّه! يُقتَلُ بِهٰذَا الغَائِطِ قَومٌ يَدخُلُونَ الجَنَّةَ بِغَيرِ حِسَابٍ.

قَالَ: قَالَت جَردَاءُ: وَمَا تُنكِرُ مِن هٰذَا؟ هُوَ أَعلَمُ بِمَا قَالَ مِنكَ. نَادَت بِذٰلِكَ وَهِيَ فِي جَوفِ البَيتِ.

"طبقات الکبریٰ میں ابوعبید ضبی سے روایت ہے، ہم ابوہرثم ضبی کے پاس اُس وقت گئے جب وہ صفین کے معرکہ سے واپس لوٹے تھے۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر جنگ لڑے تھے۔ اُن کی بیوی حضرت علی علیہ السلام کی شیعہ تھیں اور آپؑ کے ہر قول کو حق اور سچ سمجھتی تھیں۔ اس دوران وہاں بکری آئی اور اُس نے مینگنیاں کیں تو ہرثم نے کہا: اس بکری کی مینگنیاں کرنے سے مجھے حضرت علی علیہ السلام کی ایک حدیث یاد آئی ہے۔ حاضرین نے کہا: وہ کیسی حدیث ہے؟

ہرثم نے کہا: جب ہم جنگِ صفین سے واپس ہوئے تو راستے میں کربلا میں وارد ہوئے تو وہاں حضرت علی علیہ السلام نے ہمارے ساتھ نمازِ صبح ادا کی۔ اس جگہ پر درخت اور حرمل کے پودے تھے۔ پھر آپؑ نے وہاں اپنے ہاتھ سے ہرنوں کی مینگنیاں اُٹھائیں اور اُنھیں سونگھا اور فرمایا:

(یہ سرزمین کس قدر پُر عظمت ہے کہ اس میں ایک قوم شہید کی جائے گی جو بغیر حساب جنّت میں داخل ہوگی)۔

یہ سن کر جرداء نے کہا: اس حدیث کا کون انکار کرسکتا ہے؟ آپؑ نے جو کچھ

فرمایا وہ سچ ہے۔ آپ تم سے بہتر جانتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ اس نے یہ آواز اپنے گھر کے اندر بلند کی جسے ہم نے باہر بیٹھے ہوئے سنا۔[1]

تهذيب الكمال عن هرثمة بن سلمى: خَرَجنا مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام فِي بَعضِ غَزوِهِ، فَسارَ حَتّى انتَهى إلى كَربَلاءَ، فَنَزَلَ إلى شَجَرَةٍ يُصَلّي إلَيها، فَأَخَذَ تُربَةً مِنَ الأَرضِ، فَشَمَّها، ثُمَّ قالَ: واهاً لَكِ تُربَةً! لَيُقتَلَنَّ بِكِ قَومٌ يَدخُلونَ الجَنَّةَ بِغَيرِ حِسابٍ.

قالَ: فَقَفَلنا مِن غَزاتِنا، وقُتِلَ عَلِيٌّ، ونَسيتُ الحَديثَ.

قالَ: فَكُنتُ فِي الجَيشِ الَّذينَ ساروا إلَى الحُسَينِ علیہ السلام، فَلَمّا انتَهَيتُ إلَيهِ نَظَرتُ إلَى الشَّجَرَةِ، فَذَكَرتُ الحَديثَ، فَتَقَدَّمتُ عَلى فَرَسٍ لي، فَقُلتُ: اُبَشِّرُكَ ابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وحَدَّثتُهُ الحَديثَ، قالَ: مَعَنا أو عَلَينا؟ قُلتُ: لا مَعَكَ ولا عَلَيكَ، تَرَكتُ عِيالاً وتَرَكتُ.

قالَ: أمّا لا، فَوَلِّ فِي الأَرضِ، فَوَالَّذي نَفسُ حُسَينٍ بِيَدِهِ، لا يَشهَدُ قَتلَنَا اليَومَ رَجُلٌ إلّا دَخَلَ جَهَنَّمَ.

قالَ: فَانطَلَقتُ هارِباً مُوَلِّياً فِي الأَرضِ حَتّى خَفِيَ عَلَيَّ مَقتَلُهُ.

"تہذیب الکمال میں ہرثمہ بن سلمی سے روایت ہے، ہم کسی جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ راستے میں درخت تھے۔ آنحضرتؑ وہیں اُترے اور نماز ادا کی اور وہاں سے کچھ مٹی اُٹھائی اور اُسے سونگھا اور فرمایا: اے خاک! تو کس قدر عظیم ہے کہ تجھ میں ایک قوم شہید ہوگی جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگی۔

---

[1] طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۳۲؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۰؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۸؛ مناقب کوفی: ج ۲، ص ۲۶؛ شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۳۶؛ المصنف ابن ابی شیبہ: ج ۸، ص ۶۳۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۶۵؛ کفایت الطالب: ص ۴۲۷

راوی کا بیان ہے ایک عرصہ بعد حضرت امام علی علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا۔ مجھے یہ حدیث بھول گئی۔ آخر ایک زمانہ آیا کہ کوفہ سے ایک لشکر حضرت امام حسین علیہ السلام کے خلاف نکلا۔ میں بھی اُسی لشکر میں تھا۔ جب میں کربلا آیا اور میری نگاہ اُن درختوں پر پڑی جن کے نیچے ہمارے لشکر نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی تھی تو مجھے وہ حدیث یاد آ گئی۔ میں فوراً حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس گیا اور آپؑ کے حضور کہا: رسولؐ کی شہزادی کے فرزند! میں آپؑ کو خوشخبری دیتا ہوں۔ میں نے اُنھیں حدیث سنائی۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: کیا تو ہمارا معاون ہے یا ہمارے دشمن کا؟

میں نے عرض کیا: آپؑ کا معاون ہوں اور نہ آپؑ کے دشمن کا میرے اہل و عیال ہیں جنھیں میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: تو ابھی یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ اُس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے۔ آج جو آدمی ہمارے قتل کے وقت یہاں حاضر ہوگا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

ہرثمہ کہتا ہے کہ میں فوراً وہاں سے واپس چلا اور دُور نکل گیا"۔ [1]

جناب حُذیفہ بن یمانؓ اور اخبارِ شہادتِ امام حسینؑ

الغيبة للنعمانی عَن عمرو بن سعد عَن أمير المؤمنين على بن أبي طَالِب علیہ السلام لحُذَيفَةَ بنِ اليمانِ: فَوَالَّذِي نَفسُ عَلِيٍّ بِيَدِهِ، لَا تَزَالُ هٰذِهِ الأُمَّةُ بَعدَ قَتلِ الحُسَينِ ابنِي فِي ضَلَالٍ وَظُلمٍ، وَعَسفٍ وَجَورٍ، وَاختِلَافٍ فِي الدِّينِ، وَتَغيِيرٍ وَتَبدِيلٍ لِمَا أنزَلَ اللهُ فِي كِتَابِهِ، وَ إظهَارِ البِدَعِ، وَ إبطَالِ السُّنَنِ،

---

[1] تہذیب الکمال: ج ۴، ص ۳۱۱؛ تہذیب التہذیب: ج، ص ۵۹؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۵ و ج ۶، ص ۲۶۱۹؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ص ۳۲۲۔

وَاخْتِلَالٍ وَقِيَاسِ مُشْتَبِهَاتٍ، وَتَرْكِ مُحْكَمَاتٍ، حَتَّى تَنْسَلِخَ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَتَدْخُلَ فِي الْعَمَى وَالتَّلَدُّدِ وَالتَّكَسُّعِ.

مَا لَكَ يَابَنِي أُمَيَّةَ! لَا هُدِيتَ يَابَنِي أُمَيَّةَ. وَمَا لَكَ يَابَنِي الْعَبَّاسِ! لَكَ الْأَتْعَاسُ، فَمَا فِي بَنِي أُمَيَّةَ إِلَّا ظَالِمٌ. وَلَا فِي بَنِي الْعَبَّاسِ إِلَّا مُعْتَدٍ مُتَمَرِّدٌ عَلَى اللهِ بِالْمَعَاصِي، قَتَّالٌ لِوُلْدِي، هَتَّاكٌ لِسِتْرِي وَحُرْمَتِي.

فَلَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ جَبَّارِينَ يَتَكَالَبُونَ عَلَى حَرَامِ الدُّنْيَا، مُنْغَمِسِينَ فِي بِحَارِ الْهَلَكَاتِ، وَفِي أَوْدِيَةِ الدِّمَاءِ، حَتَّى إِذَا غَابَ الْمُتَغَيِّبُ مِنْ وُلْدِي عَنْ عُيُونِ النَّاسِ، وَمَاجَ النَّاسُ بِفَقْدِهِ أَوْ بِقَتْلِهِ أَوْ بِمَوْتِهِ، أَطْلَعَتِ الْفِتْنَةُ، وَنَزَلَتِ الْبَلِيَّةُ، وَالْتَحَمَتِ الْعَصَبِيَّةُ، وَغَلَا النَّاسُ فِي دِينِهِمْ، وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْحُجَّةَ ذَاهِبَةٌ، وَالْإِمَامَةَ بَاطِلَةٌ، وَيَحُجُّ حَجِيجُ النَّاسِ فِي تِلْكَ السَّنَةِ مِنْ شِيعَةِ عَلِيٍّ وَنَوَاصِبِهِ لِلتَّحَسُّسِ وَالتَّجَسُّسِ عَنْ خَلَفِ الْخَلَفِ، فَلَا يُرَى لَهُ أَثَرٌ، وَلَا يُعْرَفُ لَهُ خَبَرٌ وَلَا خَلَفٌ.

فَعِنْدَ ذٰلِكَ سُبَّتْ شِيعَةُ عَلِيٍّ، سَبَّهَا أَعْدَاؤُهَا، وَظَهَرَتْ عَلَيْهَا الْأَشْرَارُ وَالْفُسَّاقُ بِاحْتِجَاجِهَا، حَتَّى إِذَا بَقِيَتِ الْأُمَّةُ حَيَارَى، وَتَدَلَّهَتْ، وَأَكْثَرَتْ فِي قَوْلِهَا: إِنَّ الْحُجَّةَ هَالِكَةٌ، وَالْإِمَامَةَ بَاطِلَةٌ! فَوَرَبِّ عَلِيٍّ، إِنَّ حُجَّتَهَا عَلَيْهَا قَائِمَةٌ مَاشِيَةٌ فِي طُرُقِهَا، دَاخِلَةٌ فِي دُورِهَا وَقُصُورِهَا، جَوَّالَةٌ فِي شَرْقِ هٰذِهِ الْأَرْضِ وَغَرْبِهَا، تَسْمَعُ الْكَلَامَ، وَتُسَلِّمُ عَلَى الْجَمَاعَةِ، تَرَى وَلَا تُرَى إِلَى الْوَقْتِ وَالْوَعْدِ، وَنِدَاءِ الْمُنَادِي مِنَ السَّمَاءِ؛ أَلَا ذٰلِكَ يَوْمٌ فِيهِ سُرُورُ وُلْدِ عَلِيٍّ وَشِيعَتِهِ.

"غیبت نعمانی میں عمرو بن سعد سے روایت ہے کہ اُس نے امیر المومنین

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے جناب حذیفہ بن یمان سے فرمایا: اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں مجھ علیؑ کی جان ہے۔ میرے فرزند حسینؑ کی شہادت کے بعد یہ اُمت ظلم وضلال میں مبتلا ہوجائے گی۔ دین میں اختلاف ہوجائے گا۔ اللہ رب العزت کی کتاب میں تغیر وتبدل پیدا کیا جائے گا۔ بدعات رائج کی جائیں گی۔ سنتوں کو تبدیل کیا جائے گا۔ قیاس اور شبہات پر عمل کیا جائے گا۔ محکمات متروک ہوجائیں گے۔ اُمت اسلام سے نکل کر اندھے پن اور حیرانی وسرگردانی میں داخل ہوجائے گی۔

اے بنی اُمیہ! تمھیں کیا ہے، اے بنی اُمیہ! تم ہدایت سے دُور رہے۔ اے بنی عباس! تمھیں کیا ہے، تمھارے مقدر میں بدبختی وشقاوت ہے۔ بنی اُمیہ والے سب ظلم ڈھانے والے ہیں۔ بنوعباس کے حکمران سرکش و باغی ہوں گے۔ یہ لوگ میری اولاد کو قتل کریں گے اور میری حرمت کو ضائع کریں گے۔ اس اُمت کے جبار حرام پر ٹوٹ پڑیں گے، ہلاکتوں کے سمندر اور خون کی وادیوں میں غوطہ زن ہوجائیں گے۔ یہاں تک کہ میرے ایک بیٹے اُن لوگوں کی نظروں سے غیب ہوجائیں گے۔ اُن کے فقدان یا قتل یا موت سے حیران و پریشان ہوں گے۔ فتنے نمودار ہوں گے۔ آزمائش نازل ہوگی، تعصب وعصبیت کی آندھیاں چلیں گی۔ لوگ دین میں غلو کریں گے۔ وہ حجت کو حجت نہیں سمجھیں گے اور امامت کے نظام کو باطل سمجھیں گے۔

اُس سال بہت سے شیعیانِ علیؑ اور نواصب خلف کے تجسس کے لیے حج پر جائیں گے لیکن اُن کے بارے میں انھیں نہ کوئی نشان ملے گا اور نہ کوئی خبر ملے گی۔ اُس کے نزدیک علیؑ کے شیعوں کو سب وشتم کیا جائے گا۔ اشرار اور فاسق لوگوں کو غلبہ حاصل ہوگا یہاں تک کہ اُمت حیران وسرگردان

ہو کر رہ جائے گی۔ اکثر لوگوں کی زبانوں پر یہ الفاظ ہوں گے کہ حجت ہلاک ہو گئے ہیں اور امامت کا نظام باطل ہو گیا ہے۔ پس علیؑ کے رب کی قسم! حجت قائم ہوگی اور وہ اپنے راستوں پر رواں دواں ہوگی اور اُس کا نظام مشرق و مغرب تک پھیل جائے گا۔ تو ان کا کلام سنے گا تو جماعت پر سلام کرے گا۔ تم دیکھو گے آپ کو کوئی ایک وقت اور وعدے تک کوئی نہ دیکھ سکے گا۔ آخر آسمان سے ندا دینے والا آواز دے گا۔ یہ وہ زمانہ ہوگا کہ جس میں اولادِ علیؑ اور اُن کے شیعہ خوش حال اور فارغ البال ہوں گے"۔ (غیبت نعمانی: ص ۱۴۳؛ بحار الانوار: ج ۲۸، ص ۷۱)

مسجد کوفہ اور شہادتِ حسینؑ کی خبریں

كامل الزيارات عن إبراهيم النخعي: خَرَجَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ، وَاجْتَمَعَ أَصْحَابُهُ حَوْلَهُ، وَجَاءَ الْحُسَيْنُ عليه السلام حَتَّى قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، إِنَّ اللهَ عَيَّرَ أَقْوَاماً بِالْقُرْآنِ، فَقَالَ: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ، وَايمُ اللهِ، لَيَقْتُلُنَّكَ بَعْدِي، ثُمَّ تَبْكِيكَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ.

"کامل الزیارات میں ابراہیم نخعی سے روایت ہے، امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف لائے تو آپؑ کے اصحاب آپؑ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ وہیں حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے اور آپؑ کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ اُنھوں نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: بیٹے! اللہ رب العزت نے اپنے قرآن کے ذریعے کچھ لوگوں کی مذمت کی ہے۔ فرمایا: "پھر نہ آسمان و زمین نے اُن پر گریہ کیا اور نہ ہی وہ مہلت ملنے والوں میں سے تھے"۔

اللہ کی قسم! وہ لوگ میرے بعد آپؑ کو شہید کریں گے۔ پھر آسمان اور زمین آپؑ پر روئیں گے"۔ (کامل الزیارات: ص ۱۸۰؛ بحارالانوار: ج ۴۵، ص ۳۵۹)

كامل الزيارات عن الحسن بن الحكم النخعي عن رجل: سَمِعتُ أَمِيرَ المُؤمِنِينَ عليه السلام وَهُوَ يَقُولُ فِي الرَّحبَةِ، وَهُوَ يَتلُو هٰذِهِ الآيَةَ: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْأَرْضُ وَ مَا كَانُوا مُنظَرِينَ، وخَرَجَ عَلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام مِن بَعضِ أَبوابِ المَسجِدِ، فَقالَ: أَمَا إِنَّ هٰذا سَيُقتَلُ، وَتَبكي عَلَيهِ السَّماءُ وَالأَرضُ.

"کامل الزیارات میں حسن بن حکم نخعی سے روایت ہے اُس نے ایک آدمی سے سنا اُس نے کہا کہ میں نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے سنا، آپؑ مسجد کوفہ کے صحن میں تھے۔ آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "پھر نہ آسمان وزمین نے ان پر گریہ کیا اور نہ ہی وہ مہلت ملنے والوں میں سے تھے"۔ تو اُسی وقت مسجد کے کسی دروازے سے حضرت امام حسین علیہ السلام نکل کر وہیں آگئے۔

آنحضرتؑ نے اُنھیں دیکھ کر فرمایا: یہ عنقریب درجۂ شہادت پر پہنچیں گے۔ آسمان اور زمین اُن پر گریہ کریں گے"۔ ①

حضرت امام حسینؑ کے قاتلوں کے بارے میں احادیث

كامل الزيارات عن جابر عن أبي عبد الله [الصادق] عليه السلام: قَالَ عَلِيٌّ عليه السلام لِلحُسَينِ عليه السلام: يَا أَبَا عَبدِ اللهِ! إِسوَةٌ أَنتَ قِدماً. فَقالَ: جُعِلتُ فِداكَ، مَا حَالِي؟ قَالَ: عَلِمتَ مَا جَهِلُوا، وَسَيَنتَفِعُ عَالِمٌ بِمَا عَلِمَ.

① کامل الزیارات: ص ۱۸۰، ص ۱۸۶، ۱۸۷؛ بحارالانوار: ج ۴۵، ص ۱۵ و ص ۲۱۲۔

يَا بُنَيَّ ، اسْمَعْ وَأَبْصِرْ مِن قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكَهُ .فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيَسْفِكَنَّ بَنُو أُمَيَّةَ دَمَكَ ، ثُمَّ لَا يُزِيلُونَكَ عَنْ دِينِكَ ، وَلَا يُنْسُونَكَ ذِكْرَ رَبِّكَ.فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَسْبِي ! أَقْرَرْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ ، وَأُصَدِّقُ قَوْلَ نَبِيِّ اللهِ ، وَلَا أُكَذِّبُ قَوْلَ أَبِي.

''کامل الزیارات میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ امیر المومنینؑ نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: اے ابوعبداللہ! یہ بات ثابت ہے آپؑ مخلوق کے لیے اُسوہ ہیں وہ آپؑ کی اقتدا کریں گے۔

آپؑ نے اپنے والد کے حضور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں میرا کیا حال ہے؟ میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟

آنحضرتؑ نے فرمایا: میں وہ کچھ جانتا ہوں جس سے دوسرے لوگ جاہل ہیں۔ عنقریب عالم اپنے علم سے استفادہ کرے گا۔ بیٹا! جن مصائب و آلام سے آپؑ نے ہمکنار ہونا ہے اُنھیں سنیے اور اُن پر صبر کیجیے۔ اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، بنواُمیہ آپؑ کا خون بہائیں گے۔ آپؑ کے دین کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور آپؑ سے آپؑ کے رب کا ذکر ختم نہیں کرا سکیں گے۔

یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا: جس ذات کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہی ذات میرے لیے کافی ہے۔ اُس نے میرے بارے میں جو کچھ نازل کر دیا ہے مَیں اُس کا اقرار کرتا ہوں۔ اللہ کے نبیؐ کا قول سچا ہے۔ میں اپنے والد بزرگوارؑ کے فرمان کو سچ کر کے دکھاؤں گا''۔ [1]

---

[1] کامل الزیارات: ص ۱۳۹؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۶۴

المعجم الكبير عَن أَبي حبرة: صَحِبتُ عَلِيًّا علیہ السلام حَتّٰى أَتَى الكُوفَةَ فَصَعِدَ المِنبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثنٰى عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: كَيفَ أَنتُم إِذَا نَزَلَ بِذُرِّيَّةِ نَبِيِّكُم بَينَ ظَهرَانَيكُم؟ قَالُوا: إِذًا نُبلِي اللهَ فِيهِم بَلَاءً حَسَنًا. فَقَالَ: وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ، لَيَنزِلُنَّ بَينَ ظَهرَانَيكُم، وَلَتَخرُجُنَّ إِلَيهِم، فَلَتَقتُلُنَّهُم، ثُمَّ أَقبَلَ يَقُولُ: هُمُ أَورَدُوهُم بِالغُرُورِ وَعَرَّدُوا أَحَبُّوا نَجَاةً لَا نَجَاةَ وَلَا عُذرَ

''المعجم الکبیر میں ابوحبرہ سے روایت ہے کہ میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھا کہ آپؑ کوفہ میں وارد ہوئے۔ آپؑ مسجد میں آئے اور منبر پر تشریف لے گے۔ اللہ رب العزت کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: اے اہلِ کوفہ! اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب تمھارے سامنے تمھارے نبی کی ذرّیت ہوگی؟

لوگوں نے جواب دیا: اللہ ہمیں اچھائی کی توفیق دے گا ہم اُن کا ساتھ دیں گے۔

آنحضرتؑ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم لوگ ان کے مدمقابل کھڑے ہوں گے۔ تم اُن کے خلاف خروج کروگے اور اُنھیں قتل کروگے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اُنھوں نے اِنھیں فریب سے اپنے پاس بلایا، پھر انھیں یکا وتنہا چھوڑ دیا۔ وہ نجات چاہتے تھے لیکن ایسے لوگوں کے لیے نجات ہے اور نہ کوئی عذر''۔ (معجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۱۰)

أَنسَاب الأَشرَاف عَن مُجَاهِدٍ: قَالَ عَلِيٌّ علیہ السلام بِالكُوفَةِ: كَيفَ أَنتُم إِذَا أَتَاكُم أَهلُ بَيتِ نَبِيِّكُم؟ قَالُوا: نَفعَلُ وَنَفعَلُ. قَالَ: فَحَرَّكَ رَأسَهُ، ثُمَّ قَالَ: بَل تُورِدُونَ، ثُمَّ تُعَرِّدُونَ فَلَا تُصدِرُونَ، ثُمَّ تَطلُبُونَ البَرَاءَةَ وَلَا بَرَاءَةَ لَكُم.

''انساب الاشراف میں مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام نے

کوفہ والوں سے فرمایا: اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب تمھارے پاس تمھارے نبیؐ کی آلِ اطہارؑ آئے گی۔

اہلِ کوفہ نے جواب دیا: ہم اُن کا احترام کریں گے۔

راوی کہتا ہے کہ آنحضرتؑ نے اپنے مبارک سر کو حرکت دی اور فرمایا: تم انھیں اپنے پاس بلاؤ گے، پھر انھیں بے سہارا چھوڑ دو گے۔ تم اُن کی مدد سے کنارہ کش ہو جاؤ گے۔ پھر تم برأت کا مطالبہ کرو گے۔ تمھارے لیے برأت نہیں ہوگی"۔ (انساب الاشراف: ج۲، ص۳۰۹)

یزیدی لشکر کے پرچم بردار

الارشاد عن سويد بن غفلة: إِنَّ رَجُلًا جاء إِلى أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ عليه السلام فَقَالَ: يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي مَرَرتُ بِوَادِي القُرىٰ، فَرَأَيتُ خالِدَ بنَ عُرفُطَةَ قَد مَاتَ بِهَا، فَاستَغفِر لَهُ.

فَقَالَ أَمِيرُ المُؤْمِنِينَ عليه السلام: مَه! إِنَّهُ لَم يَمُت وَلَا يَمُوتُ حَتّٰى يَقودَ جَيشَ ضَلالَةٍ، صَاحِبُ لِوَائِهِ حَبِيبُ بنُ جِمازٍ. فَقَامَ رَجُلٌ مِن تَحتِ المِنبَرِ، فَقَالَ: يَاأَمِيرَ المُؤْمِنِينَ! وَاللهِ، إِنِّي لَكَ شِيعَةٌ، وَإِنِّي لَكَ مُحِبٌّ. قَالَ: وَمَن أَنتَ؟ قَالَ: أَنَا حَبِيبُ بنُ جِمازٍ. قَالَ: إِيَّاكَ أَن تَحمِلَهَا، وَلَتَحمِلَنَّهَا، فَتَدخُلُ بِهَا مِن هٰذَا البَابِ، وَأَومَأَ بِيَدِهِ إِلى بَابِ الفِيلِ.

فَلَمَّا مَضىٰ أَمِيرُ المُؤْمِنِينَ عليه السلام، وَقَضَى الحَسَنُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام مِن بَعدِهِ، وَكَانَ مِن أَمرِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام وَمِن ظُهورِهِ مَا كَانَ، بَعَثَ ابنُ زِيادٍ بِعُمَرَ بنِ سَعدٍ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام، وَجَعَلَ خالِدَ بنَ عُرفُطَةَ عَلىٰ مُقَدِّمَتِهِ، وَحَبِيبَ بنَ جِمازٍ صَاحِبَ رَايَتِهِ، فَسَارَ بِهَا حَتّٰى دَخَلَ المَسجِدَ مِن بَابِ الفِيلِ.

[قَالَ المُفِيدُ:] وَهٰذَا ، أَيضاً ، خَبَرٌ مُستَفِيضٌ ، لَا يَتَنَاكَرُهُ أَهلُ العِلمِ ، الرُّوَاةُ لِلآثَارِ ، وَهُوَ مُنتَشِرٌ فِي أَهلِ الكُوفَةِ ، ظَاهِرٌ فِي جَمَاعَتِهِم ، لَا يَتَنَاكَرُهُ مِنهُمُ اثنَانِ ، وَهُوَ مِنَ المُعجِزِ الَّذِي بَيَّنَّاهُ.

"ارشاد میں سُوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے حضور آیا اور اُس نے عرض کیا: میرا وادیٔ قریٰ[1] سے گزر ہوا تو میں نے وہاں خالد بن عرفطہ کو دیکھا جو مر چکا تھا۔ آپؑ اُس کے لیے مغفرت فرمائیں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: نہیں وہ ابھی زندہ ہے اور وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ ایک گروہِ لشکر کی قیادت نہیں کرے گا۔ اُس لشکر کا پرچم بردار حبیب بن حمار ہوگا۔

ایک شخص کھڑا ہوگیا اور اُس نے کہا: اے امیر المومنینؑ! اللہ کی قسم! میں آپؑ کا شیعہ ہوں اور آپؑ کا محبّ ہوں۔

آنحضرتؑ نے فرمایا: تُو کون ہے؟ اُس نے کہا: میں حبیب بن حمار ہوں۔

آنحضرتؑ نے فرمایا: اُس گمراہ لشکر کے پرچم کو اُٹھانے سے بچنا۔ تو اس دروازے سے داخل ہوگا (آپؑ نے اپنے دستِ مبارک سے بابِ فیل کی طرف اشارہ کیا)۔

زمانہ گزرا، حضرت علی علیہ السلام اس دُنیا سے گزر گئے۔ اُن کے بعد آپؑ کے عظیم فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام بھی رحلت فرما گئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے عراق کا رُخ کیا اور میدانِ کربلا پہنچے تو ابنِ زیاد نے عمر بن سعد کو کربلا کی روانہ کیا اور اُس کے لشکر کے مقدمۃ الجیش کی

---

[1] وادیٔ قریٰ: مدینہ اور شام کے درمیان واقع ہے۔ یہ مدینہ کے اعمال میں داخل ہے۔ (معجم البلدان: ج۵، ص ۳۲۵)

ذمہ داری خالد بن عرفطہ کے حوالے کی۔ حبیب بن حمار اس لشکر کا پرچم بردار تھا۔ یہ فوجی پرچم اُٹھا کر مسجد کوفہ میں بابِ فیل سے داخل ہوا تھا جیسا کہ حضرت مولا علی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

حضرت علامہ شیخ مفیدؒ نے فرمایا: یہ وہ مشہور خبر ہے کہ جس کا اہلِ علم اور راویانِ آثار نے انکار نہیں کیا اور یہ خبر اہلِ کوفہ میں اس طرح معروف ہے کہ کوئی دو شخص بھی اس کا انکار نہیں کرتے۔ یہ آپؑ کے معجزات میں سے ہے جنھیں ہم نے بیان کیا ہے"۔ ①

حضرت امام حسینؑ کے بعض قاتلوں کے نام

الخرائج والجرائح عن أبي حمزة عن علي بن الحسين عن أبيه: لَمَّا أَرَادَ عَلِيٌّ أَنْ يَسِيرَ إِلَى النَّهْرَوَانِ اسْتَنْفَرَ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُعَسْكِرُوا بِالْمَدَائِنِ، فَتَأَخَّرَ عَنْهُ: شَبَثُ بْنُ رِبْعِيٍّ، وَعَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ، وَالْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، وَجَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيُّ، وَقَالُوا: أَتَأْذَنُ لَنَا أَيَّامًا نَتَخَلَّفُ عَنْكَ فِي بَعْضِ حَوَائِجِنَا وَنَلْحَقُ بِكَ؟

فَقَالَ لَهُمْ: قَدْ فَعَلْتُمُوهَا، سَوْأَةً لَكُمْ مِنْ مَشَايِخَ! فَوَاللّٰهِ، مَا لَكُمْ مِنْ حَاجَةٍ تَتَخَلَّفُونَ عَلَيْهَا، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ، وَسَأُبَيِّنُ لَكُمْ: تُرِيدُونَ أَنْ تُثَبِّطُوا عَنِّي النَّاسَ، وَكَأَنِّي بِكُمْ بِالْخَوَرْنَقِ، وَقَدْ بَسَطْتُمْ سُفَرَتَكُمْ لِلطَّعَامِ، إِذْ يَمُرُّ بِكُمْ ضَبٌّ، فَتَأْمُرُونَ صِبْيَانَكُمْ فَيَصِيدُونَهُ، فَتَخْلَعُونِّي وَتُبَايِعُونَهُ.

---

① ارشاد: ج۱ص۳۲۹؛ اختصاص: ص۲۸۰؛ بصائر الدرجات: ص۲۹۸؛ الخرائج والجرائح: ج۲،ص۷۴۵؛ ارشاد القلوب: ص ۲۳۵؛ اعلام الوریٰ: ج۱ص ۳۴۵؛ بحار الانوار: ج ۴۱،ص ۲۸۸؛ الاصابہ: ج۲،ص۲۰۹

ثُمَّ مَضٰى إِلَى الْمَدَائِنِ، وَخَرَجَ الْقَوْمُ إِلَى الْخَوَرْنَقِ، وَهَيَّأُوا طَعاماً. فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ عَلٰى سُفْرَتِهِمْ وَقَدْ بَسَطُوهَا، إِذْ مَرَّ بِهِمْ ضَبٌّ، فَأَمَرُوا صِبْيَانَهُمْ. فَأَخَذُوهُ وَأَوْثَقُوهُ وَ مَسَحُوا أَيْدِيَهُمْ عَلٰى يَدِهِ، كَمَا أَخْبَرَ عَلِيٌّ علیہ السلام، وَأَقْبَلُوا عَلَى الْمَدَائِنِ.

فَقَالَ لَهُمْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام: بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا! لَيَبْعَثُكُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ إِمَامِكُمُ الضَّبِّ الَّذِي بَايَعْتُمْ. لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهُوَ يَسُوقُكُمْ إِلَى النَّارِ.

ثُمَّ قَالَ: لَئِنْ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُنَافِقُونَ فَإِنَّ مَعِي مُنَافِقِينَ. أَمَا وَاللّٰهِ يَا شَبَثُ وَيَا ابْنَ حُرَيْثٍ لَتُقَاتِلَانِ ابْنِيَ الْحُسَيْنَ، هٰكَذَا أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

"الخرائج والجرائح میں ابوحمزہؒ سے روایت ہے، انھوں نے حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد بزرگوار سے سنا کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے نہروان جانے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے اہلِ کوفہ کو جمع کیا اور اُنھیں حکم دیا کہ وہ مدائن کی طرف جنگ کے لیے نکلیں۔ جب لشکر تیار ہوکر روانہ ہوا تو شبث بن ربعی، عمرو بن حریث، اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ بجلی پیچھے رہ گئے۔ ان لوگوں نے آنحضرتؐ سے کہا: ہمیں چند دنوں کی مہلت دی جائے۔ ہم اپنے ضروری کام کر کے آپؑ کے پیچھے آجائیں گے؟

امام علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: اللہ کی قسم! تمھیں کوئی مسئلہ اور حاجت درپیش نہیں ہے، تم پیچھے رہنے کے بہانے تلاش کر رہے ہو۔ جو کچھ تمھارے قلوب میں ہے اُسے میں اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ میں وہ بھی بیان کرنے والا ہوں کہ تم لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتے ہو۔ میں تمھیں

خورنق ① میں دیکھ رہا ہوں۔ تم کھانے کے لیے دستر خوان بچھاؤ گے کہ تمھارے قریب سے سوسمار کا گزر ہوگا، تم اپنے بچوں کو اُس کے پکڑنے کا حکم دو گے۔ وہ اُسے پکڑ کر تمھارے پاس لے آئیں گے۔ اُس وقت تم میری بیعت سے ہاتھ کھینچ لو گے اور اُس سوسمار کی بیعت کر لو گے۔

آنحضرتؑ مدائن کی طرف چلے آئے اور مذکورہ لوگ خورنق کی طرف نکلے۔ اُنھوں نے وہاں کھانا تیار کیا اور اُسے جونہی دستر خوان پر لگایا تو وہاں سے سوسمار کا گزر ہوا۔ اُنھوں نے اپنے بچوں کو اُس کے پکڑنے کا حکم دیا اور وہ اُسے پکڑ کر لے آئے۔ اِن لوگوں نے اپنے ہاتھ سوسمار کے ہاتھ پر رکھے۔ بالکل اس طرح کیا جس طرح کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا اور مدائن کی طرف متوجہ ہوئے۔

امیر المومنینؑ نے اُن سے فرمایا:

بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا

(یہ ظالموں کے لیے برا بدل ہے۔ سورۂ کہف: ۵۰)

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ رب العزت تمھیں محشور کرے گا۔ تمھارے آگے آگے سوسمار ہوگی جس کی تم نے بیعت کی ہے۔ تمھارا میدانِ محشر میں آنا میرے سامنے ہے۔ تمھیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ منافق لوگ رہتے تھے تو آج میرے ساتھ بھی وہی لوگ ہیں۔ اللہ کی قسم! اے شبث! اے ابنِ حریث! تم لوگ میرے بیٹے حسینؑ کے ساتھ جنگ کرو گے۔ یہ سب کچھ مجھے احمد مرسلؐ نے بتایا تھا"۔ ②

---

① حیرہ کی پشت پر محل ہے جس کا نام خورنق ہے۔ (المعجم البلدان: ج ۲، ص ۴۰۱)

② الخرائج والجرائح: ج ۱، ص ۲۲۵؛ ارشاد القلوب: ص ۲۷۵؛ بحار الانوار: ج ۳۳، ص ۳۸۱

نصرتِ حسینؑ سے رُوگردانی کرنے والے

(الف) براء بن عازب ①

الإرشاد عَن إسماعيل بن زياد: إنَّ عَلِيًّا علیہ السلام قَالَ لِلْبَرَاءِ بنِ عَازِبٍ يَوماً: يَا بَرَاءُ، يُقتَلُ ابنِيَ الحُسَينُ وَأنتَ حَيٌّ لَا تَنصُرُهُ. فَلَمَّا قُتِلَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام كَانَ البَرَاءُ بنُ عَازِبٍ يَقُولُ: صَدَقَ. وَاللهِ. عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام. قُتِلَ الحُسَينُ علیہ السلام وَلَم أنصُرهُ! ثُمَّ يُظهِرُ الحَسرَةَ عَلَى ذٰلِكَ وَالنَّدَمَ.

"الارشاد میں اسماعیل بن زیاد سے روایت ہے، ایک دن حضرت امام علی علیہ السلام نے براء بن عازب سے فرمایا: اے براء! میرے فرزند حسینؑ کو قتل کیا جائے گا تم زندہ ہو گے، لیکن اُن کی مدد نہ کرو گے۔

جب حسینؑ بن علیؑ شہید کر دیے گئے تو براء بن عازب کہتا تھا: اللہ کی قسم! امام علیؑ نے سچ فرمایا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کر دیے گئے ہیں میں اُن کی نصرت نہیں کر سکا۔ وہ ہمیشہ اپنی اس حسرت کا اظہار کرتا رہتا تھا اور وہ ساری زندگی اپنے اس عمل پر نادم رہا۔ ②

(ب) ابو عبداللہ الجدلی

رجال الكشي عَن أبي عبدالله الجدلي: دَخَلتُ عَلَى أميرِ

---

① براء بن عازب بن حارث بن عدی انصاری خزرجی، ابو عمارہ یا ابو عمرو رسولؐ اللہ اور امام علیؑ کے صحابی تھے۔ اس نے نبی کریمؐ کی حمایت میں جنگ میں شرکت کی۔ امام علیؑ کے ساتھ جنگِ جمل، صفین اور نہروان میں حاضر تھا۔ وہ غزوۂ شوشتر میں ابو موسیٰ کے ساتھ حاضر رہا۔ وہ عہدِ خلافت عثمانؓ میں رے کا عامل تھا۔ ۷۱ یا ۷۲ ہجری میں فوت ہوا۔ (طبقات کبریٰ: ج ۴، ص ۳۶۴؛ اسد الغابہ: ج ۱، ص ۳۶۲؛ تاریخ بغداد: ج ۱، ص ۱۷۷؛ الاصابہ: ج ۱، ص ۴۱۱؛ رجال کشی: ج ۱، ص ۲۴۵؛ امالی صدوق: ص ۱۸۳؛ رجال طوسی: ص ۲۷ و ص ۵۸۰۔

② الارشاد: ج ۱، ص ۲۳۱؛ کشف الیقین: ص ۹۹؛ کشف الغمہ: ج ۱، ص ۲۷۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۳۴۵؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۲، ص ۲۷۰۔

الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام. قَالَ: أُحَدِّثُكَ بِسَبعَةِ أَحَادِيثَ قَبلَ أَنْ يَدخُلَ عَلَيْنَا دَاخِلٌ. قَالَ: فَقُلْتُ: اِفعَل جُعِلتُ فِدَاكَ!

قَالَ: فَقَالَ: ... وَالرَّابِعَةُ: يُقتَلُ هٰذَا وَأَنْتَ حَيٌّ لَا تَنصُرُهُ.

قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى كَتِفِ الحُسَينِ علیہ السلام.

قَالَ: قُلتُ: وَاللهِ، إِنَّ هٰذِهِ لَحَيَاةٌ خَبِيثَةٌ.

"رجال کشی میں ابوعبداللہ جدلی[1] سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے قبل کہ ہمارے پاس کوئی تیسرا آدمی آئے میں تجھے سات باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں فرمایئے۔ آپؑ نے گفتگو کا آغاز کیا۔ آپؑ نے جو چوتھی حدیث فرمائی وہ یہ تھی: انھیں قتل کر دیا جائے گا تم زندہ ہو گے، لیکن اُن کی نصرت نہ کرو گے۔

آنحضرتؑ نے میرے سامنے اپنا دستِ مبارک امام حسین علیہ السلام کے کندھے پر مارا (میرے بیٹے حسینؑ قتل ہوں گے۔ اے ابوعبداللہ! تم اِن کی مدد نہ کرو گے)۔ اُس وقت میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا تو پھر میری زندگی خبیث زندگی ہو گی"۔ (رجال کشی: ج۱، ص ۳۰۷)

كامل الزيارات عَن أَبِي عبدالله الجدلي: دَخَلتُ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ علیہ السلام وَالحُسَينُ علیہ السلام إِلَى جَنبِهِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى كَتِفِ

---

[1] اُن کا نام عُبید بن عبد ہے۔ ابن سعد نے عبدہ بن عبد کے عنوان سے اِن کا ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے ان کا نام عبد یا عبدالرحمٰن بن عبد یا عبداللہ بجلی لکھا ہے۔ یہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ ایک قول کے مطابق یہ مختار ثقفیؒ کے معاون خاص تھے اور اس کی فوج کے امیر تھے۔ ائمہ اہلِ سنت نے انھیں اپنے ہاں امام علیؑ کے شیعوں میں شمار کیا ہے۔ ان سے احادیث اور کلام امیر المومنینؑ سے مروی ہے۔ یہ تمام باتیں بتاتی ہیں کہ وہ ایک اچھے انسان تھے۔ (کافی: ج۱، ص ۱۸۵؛ رجال طوسی: ص ۷۱؛ رجال برقی: ص ۴؛ خلاصۃ الاقوال: ص ۲۲۲، ۳۰۷، ۳۰۸؛ رجال ابن داؤد: ص ۲۱۸؛ طبقات کبریٰ: ج۶، ص ۲۲۸؛ تقریب التہذیب: ج۲، ص ۲۳۶؛ میزان الاعتدال: ج۴، ص ۵۴۴)

الحُسَینِ علیہ السلام. ثُمَّ قَالَ: اِنَّ هٰذَا یُقتَلُ وَلَا یَنصُرُهُ اَحَدٌ. قَالَ: قُلتُ: یَا أَمِیرَ المُؤمِنِینَ! وَاللهِ، اِنَّ تِلكَ لَحَیَاةُ سَوءٍ!! قَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ لَكَائِنٌ.

''کامل الزیارات میں ابو عبداللہ جدلی سے روایت ہے: ایک دفعہ میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا تو اُس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام آپؑ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ نے اُن کے شانے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ قتل کر دیئے جائیں گے۔ ان کی کوئی مدد نہ کرے گا۔ اُس وقت میں نے عرض کیا: یا امیرالمومنینؑ! بخدا تو پھر ہم تو بدبختوں کی طرح زندگی بسر کریں گے۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں! ایسا ہی ہوگا۔ [1]

امام حسینؑ کے قاتل کے بارے میں اخبارات

الفتوح عَن ابن عبّاس: لَمَّا رَجَعَ عَلِیٌّ علیہ السلام مِن صِفِّینَ وَ فَرَغَ مِن اَهلِ النَّهرَوانِ، دَخَلَ عَلَیهِ الأَعوَرُ الهَمدَانِی.

فَقَالَ لَهُ عَلِیٌّ علیہ السلام: یَا حَارِثُ! أَعَلِمتَ اَنِّی مُنذُ البَارِحَةِ کَئِیبٌ حَزِینٌ فَزِعٌ وَجِلٌ؟ فَقَالَ الحَارِثُ: وَلِمَ ذَاكَ یَا أَمِیرَ المُؤمِنِینَ؟ اَنَدِمتَ مِنكَ عَلَی قِتَالِ اَهلِ الشَّامِ وَاَهلِ البَصرَةِ وَالنَّهرَوانِ؟ فَقَالَ: لَا، وَیحَكَ یَا حَارِثُ! وَاِنِّی بِذٰلِكَ مَسرُورٌ، وَلٰکِنِّی رَأَیتُ فِی مَنَامِی أَرضَ کَربَلَاءَ، وَرَأَیتُ ابنِیَ الحُسَینَ مَذبُوحًا مَطرُوحًا عَلَی وَجهِ الأَرضِ! وَرَأَیتُ الأَشجَارَ مُنکَبَّةً، وَالسَّمَاءَ مُصَدَّعَةً، وَالرِّحَالَ مُتَطَامِنَةً، وَ سَمِعتُ مُنَادِیًا یُنَادِی بَینَ السَّمَاءِ وَالأَرضِ، وَهُوَ یَقُولُ: أَفَزَعتُمُونَا یَا قَتَلَةَ الحُسَینِ،

---

[1] کامل الزیارات: ص ۱۳۹؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۶۱

أَفزَعَكُمُ اللهُ وَقَتَلَكُم!

ثُمَّ إِنِّي انتَبَهتُ وَأَنَا مِنهُ عَلَى وَجَلٍ لِمَا رَأَيتُ، فَقَالَ لَهُ الحَارِثُ: كَلَّا يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ، لَا يَكُونُ إِلَّا خَيراً.

فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ علیہ السلام: هَيهَاتَ يَا حَارِثُ، سَبَقَت كَلِمَةُ اللهِ، وَنَفَذَ قَضَاؤُهُ، وَقَد أَخبَرَنِي حَبِيبِي مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّ ابنِي يَقتُلُهُ يَزِيدُ، زَادَهُ اللهُ فِي النَّارِ عَذَاباً.

"الفتوح" میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت امام علی علیہ السلام جنگِ صفین سے لوٹے اور اہلِ نہروان سے فارغ ہوئے تو اعور ہمدانی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

امام علیہ السلام نے اُنھیں فرمایا: اے حارث! کیا تمھیں معلوم ہے کہ میں گذشتہ رات سے حیران و پریشان اور محزون و مغموم ہوں۔

حارث نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! آپؑ کیوں محزون و مغموم ہیں؟ کیا اہلِ شام، بصرہ اور نہروان سے جنگ کرنے کی وجہ سے پریشان ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، اے حارث! افسوس ہے، یہ بات نہیں ہے۔ ان لوگوں سے جنگ کرنے سے مَیں خوش ہوں لیکن میں نے خواب میں اَرضِ کربلا دیکھی ہے جس میں میرے فرزند حسینؑ کو شہید کر دیا گیا ہے اور اُن کا بدنِ اطہر زمینِ کربلا پر بے گور و کفن چھوڑ دیا گیا ہے۔ زمینِ کربلا کے اشجار زمین کی طرف جھکے ہوئے ہیں، آسمان پھٹ چکا ہے۔ میں نے آسمان اور زمین کے درمیان ندا سنی جو کہہ رہا تھا:

اے حسینؑ کے قاتلو! تم نے حسینؑ کے قتل سے ہمیں خوف زدہ کر دیا ہے۔ اللہ رب العزت تمھارے قتل سے تمھیں ڈرا رہا ہے۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ اُس وقت سے میری یہ حالت بنی ہوئی ہے۔

حارث نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! پریشانی کی بات نہیں ہے، سب خیر ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے حارث! اللہ رب العزت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ مجھے میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس واقعہ کی خبر دی تھی کہ میرے فرزند کو یزید قتل کرے گا۔ اللہ سبحانہ اس پر عذابِ جہنم کو دوگنا کردے"۔(الفتوح: ج۲،ص ۵۵۳)

اس اُمت کا لعین انھیں شہید کرے گا

الفتوح عَن زهير بن الأرقم: لَمَّا أُصيبَ عَلِيٌّ علیہ السلام بِضَربَةِ ابنِ مُلجَمٍ، دَخَلتُ عَلَيهِ وَقَد ضَمَّ الحُسَينَ علیہ السلام إلى صَدرِهِ وَهُوَ يُقَبِّلُهُ ويَقُولُ لَهُ: يا ثَمَرَتي ورَيحانَتي، وثَمَرَةَ نَبِيِّ اللهِ وصَفِيِّهِ، وذَخيرَةَ خَيرِ العالَمينَ مُحَمَّدِ بنِ عَبدِ اللهِ، كَأَنّي أراكَ وَقَد ذُبِحتَ عَن قَليلٍ ذَبحاً! قالَ: فَقُلتُ: وَمَن يَذبَحُهُ يا أميرَ المُؤمِنينَ؟ فَقالَ: يَذبَحُهُ لَعينُ هذِهِ الأُمَّةِ، ثُمَّ لا يَتوبُ اللهُ عَلَيهِ، وَيَقبِضُهُ إذا قَبَضَهُ وَهُوَ مَلآنُ مِنَ الخَمرِ سَكرانُ. قالَ زُهَيرٌ: فَبَكَيتُ، فَقالَ لي عَلِيٌّ علیہ السلام: لا تَبكِ يا زُهَيرُ، فَالَّذي قُضِيَ كائِنٌ.

"الفتوح میں زُہیر بن اَرقم سے روایت ہے: جس وقت حضرت علی علیہ السلام ابن ملجم کی ضربت سے زخمی ہوئے تو میں اُس وقت آپؑ کے حضور حاضر ہوا۔ آپؑ نے اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا اور اُنھیں بوسے دیئے اور فرمایا: اے میرے دل کے میوہ اور خوشبو! اور اے اللہ کے نبی اور اُس کے صفی کے ثمر! اے خیر العالمین محمدؐ بن عبداللہ کے ذخیرہ! گویا کہ مَیں آپ کو بے دردی کے ساتھ ذبح ہوتے دیکھ رہا ہوں۔

اُس وقت میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! اُنھیں کون قتل کرے گا؟

آنحضرتؑ نے فرمایا: اُنھیں اس اُمت کا لعین ذبح کرے گا۔ اللہ رب العزت اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ زُہیر کہتے ہیں: یہ سن کر میں رونے لگا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے زُہیر! مت روئیں یہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔ (الفتوح: ج ۲، ص ۵۵۴)

(ج) سنان بن انس

شرح نهج البلاغة لابن أبي الحديد عن فضيل عن محمّد بن علي [الباقر] عليه السلام: لَمَّا قَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: سَلُونِي قَبلَ أَن تَفقِدُونِي، فَوَاللهِ، لَا تَسأَلُونِي عَن فِئَةٍ تُضِلُّ مِئَةً وَتَهدِي مِئَةً، إِلَّا أَنبَأتُكُم بِنَاعِقَتِهَا وَسَائِقَتِهَا قَامَ إِلَيهِ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَخبِرنِي بِمَا فِي رَأسِي وَلِحيَتِي مِن طَاقَةِ شَعرٍ.

فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عليه السلام: وَاللهِ، لَقَد حَدَّثَنِي خَلِيلِي أَنَّ عَلَى كُلِّ طَاقَةِ شَعرٍ مِن رَأسِكَ مَلَكاً يَلعَنُكَ، وَأَنَّ عَلَى كُلِّ طَاقَةِ شَعرٍ مِن لِحيَتِكَ شَيطَاناً يُغوِيكَ، وَأَنَّ فِي بَيتِكَ سَخلاً يَقتُلُ ابنَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم. وَكَانَ ابنُهُ قَاتِلُ الحُسَينِ عليه السلام يَومَئِذٍ طِفلاً يَحبُو، وَهُوَ سِنَانُ بنُ أَنَسٍ النَّخَعِيّ.[1]

"شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید نے روایت کی ہے کہ فضیل نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا: آپؑ نے فرمایا: جب حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے پوچھ لو اس سے قبل کہ مَیں اِس دنیا سے چلا جاؤں۔ اللہ کی قسم! تم لوگ مجھ سے اُس گروہ کے بارے میں سوال نہیں کرو گے جو سینکڑوں کو گمراہ کرے اور سینکڑوں کو ہدایت دے، مگر یہ کہ میں تمھیں قیامت تک اُس کے بلانے والے اور چلانے والے کی خبر دوں گا۔

آپؑ کے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا: آپؑ یہ بتائیں کہ میرے سر اور داڑھی میں کتنے بال ہیں؟

---

[1] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۲، ص ۲۸۶؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۹۷

امیر المومنینؑ نے فرمایا: مجھے میرے خلیل رسول اللہؐ نے خبر دی تھی کہ تیرے سر کے ہر بال پر ایک فرشتہ ہے، جو تجھے لعنت کرتا ہے۔ تیری داڑھی کے ہر بال پر شیطان ہے جو تجھے گمراہ کرتا ہے۔ تیرے گھر میں ایک لڑکا ہے جو رسول اللہؐ کے فرزند کو قتل کرے گا۔

جی ہاں! اُس وقت اُس کا ایک لڑکا تھا جو ابھی چل پھر نہیں سکتا تھا بلکہ گھٹنوں کے بل چلتا تھا اور وہ سنان بن انس نخعی تھا"۔ (1)

الإرشاد عَن أبي الحكم: سَمِعتُ مَشيَختَنا وَعُلَماءَنا يَقولونَ: خَطَبَ أَمِيرُ المُؤمِنِينَ عَلِيُّ بنُ أَبي طالِبٍ علیہ السلام فَقالَ في خُطبَتِهِ: سَلوني قَبلَ أن تَفقِدوني، فَوَاللهِ لا تَسأَلوني عَن فِئَةٍ تُضِلُّ مِئَةً وتَهدي مِئَةً، إلّا نَبَّأتُكُم بِناعِقِها وسائِقِها إلى يَومِ القِيامَةِ.

فَقامَ إلَيهِ رَجُلٌ، فَقالَ: أخبِرني كَم في رَأسي ولِحيَتي مِن طاقَةِ شَعرٍ؟

فَقامَ أَمِيرُ المُؤمِنِينَ علیہ السلام وقالَ: وَاللهِ، لَقَد حَدَّثَني خَليلي رَسولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ بِما سَأَلتَ عَنهُ، وإنَّ عَلى كُلِّ طاقَةِ شَعرٍ في رَأسِكَ مَلَكاً يَلعَنُكَ، وعَلى كُلِّ طاقَةِ شَعرٍ في لِحيَتِكَ شَيطاناً يَستَفِزُّكَ، وإنَّ في بَيتِكَ لَسَخلًا يَقتُلُ ابنَ رَسولِ اللهِ، وآيَةُ ذلِكَ مِصداقُ ما خَبَّرتُكَ بِهِ، ولَولا أنَّ الَّذي سَأَلتَ عَنهُ يَعسُرُ بُرهانُهُ لَأَخبَرتُكَ بِهِ، ولكِن آيَةُ ذلِكَ ما نَبَّأتُ بِهِ عَن لَعنَتِكَ، وسَخلِكَ المَلعونِ.

---

(1) امالی صدوق میں ہے کہ سعد بن وقاص کھڑا تھا۔ کامل الزیارات اور خصائص ائمہؑ میں بھی یہ روایت ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ سعد بن ابی وقاص حضرت علی علیہ السلام کے دورِ خلافت میں حکومتی عہدے پر متمکن نہیں تھا۔ یہ اُس زمانے میں کوفہ میں نہیں تھا۔ اس اعتبار سے امام علیہ السلام کے خطبے کے دوران اُس کی حاضری عقل سے بعید نظر آتی ہے۔

وَكَانَ ابنُهُ فِي ذٰلِكَ الوَقتِ صَبِيًّا صَغِيراً يَحبو. فَلَمّا كانَ مِن أَمرِ الحُسَينِ عليه السلام ما كانَ تَوَلّى قَتلَهُ. وَكَانَ الأَمرُ كَما قالَ أَميرُ المُؤمِنينَ عليه السلام.

"ارشاد میں ابوالحکم سے روایت ہے، میں نے اپنے مشائخ اور علماء سے سنا ہے کہ ایک دن امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے خطبہ دیا:

"مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے پوچھ لو، اس سے قبل کہ میں اِس دنیا سے رحلت کر جاؤں۔ اللہ کی قسم! تم لوگ مجھ سے اُس گروہ کے بارے میں سوال نہیں کرو گے جو سینکڑوں لوگوں کو گمراہ کرے اور سینکڑوں کو ہدایت کرے، مگر یہ کہ میں تمھیں قیامت تک اُس کے بلانے والے اور چلانے والے کی خبر دوں گا۔ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا: مجھے یہ بتائیں کہ میرے سر اور میری داڑھی کے بال کتنے ہیں؟

امیرالمومنینؑ نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے میرے خلیل، اللہ کے رسولؐ نے خبر دی ہے کہ تیرے سر کے ہر بال پر فرشتہ بیٹھا ہوا ہے جو تجھ پر لعنت کرتا ہے اور تیری داڑھی کے ہر بال پر ایک شیطان ہے جو تجھے گمراہ کرتا ہے۔ تیرے گھر میں ایک لڑکا ہے جو فرزند رسولؐ کو قتل کرے گا اور اُس کی علامت تجھے میری بتائی ہوئی خبر کا مصداق ہے اور اگر یہ نہ ہوتا کہ جو تُو نے سوال کیا ہے اس پر دلیل مشکل ہو جائے گی جسے شمار نہیں کر سکو گے تو میں اُس کی بھی تجھے خبر دیتا لیکن اُس کی نشان وہی ہے کہ جو میں نے تجھے بتائی ہے یعنی تجھ پر ملائکہ کا لعنت کرنا اور تیرے ملعون لڑکے کا پیدا ہونا کافی ہے۔

اُس وقت اس کا لڑکا چھوٹا سا بچہ تھا جو پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا بلکہ گھٹنوں کے بل چلتا تھا۔ جب یہ بڑا ہوا تو اِسے فرزند رسولؐ کے قتل کی ذمہ داری سونپی گئی۔ آخر وہی ہوا جس کے بارے میں امیرالمومنینؑ نے

خبر دی تھی"۔ ①

مزارِ حسینؑ اور زائرِ حسینؑ

عیون أخبار الرِّضا علیہ السلام بإسناده عن علیّ بن أبي طالب علیہ السلام:
كَأَنِّي بِالْقُصورِ قَدْ شُيِّدَتْ حَوْلَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام. وَكَأَنِّي بِالْمَحَامِلِ تَخْرُجُ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى قَبْرِ الْحُسَيْنِ. وَلَا تَذْهَبُ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ حَتَّى يُسَارُ إِلَيْهِ مِنَ الْآفَاقِ. وَذٰلِكَ عِنْدَ انْقِطَاعِ مُلْكِ بَنِي مَرْوَانَ.

"عیون اخبارِ رضا میں اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں (امام) حسینؑ کی قبر کے اردگرد محلات دیکھ رہا ہوں اور کوفہ سے آنے والے قافلے دیکھ رہا ہوں جو قبرِ حسینؑ کی طرف آرہے ہیں۔ یہ سلسلہ اُفق و آفاق سے دن رات جاری رہے گا۔ اس وقت بنی مروان کی سلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا"۔ ②

كامل الزيارات عن الحارث الأعور عن عليّ علیہ السلام: بِأَبِي وَأُمِّي الْحُسَيْنُ الْمَقْتُولُ بِظَهْرِ الْكُوفَةِ! وَاللهِ. كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْوُحُوشِ مَادَّةً أَعْنَاقَهَا عَلَى قَبْرِهِ مِنْ أَنْوَاعِ الْوَحْشِ. يَبْكُونَهُ وَيَرْثُونَهُ لَيْلًا حَتَّى الصَّبَاحِ. فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَإِيَّاكُمْ وَالْجَفَاءَ.

"کامل الزیارات میں حارث اعور سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میرے باپ اور میری ماں حسینؑ پر قربان! آپؑ کو کوفہ کے قریب قتل کیا جائے گا۔ بخدا! گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جنگلوں کے وحشی آپؑ

---

① ارشاد: ج ۱، ص ۳۳۵؛ احتجاج: ج ۱، ص ۶۱۸؛ کشف الیقین: ص ۹۰؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۳۴۴؛ بحارالانوار: ج ۲۰، ص ۱۳۵

② عیون اخبار رضا: ج ۲، ص ۴۷؛ بحارالانوار: ج ۲۱، ص ۲۸۷

کی قبر پر گردنیں جھکا کر رو رہے ہیں اور وہ رات سے صبح تک اپنے اپنے انداز میں مراثی پڑھتے ہیں۔ جب تم اس طرح کے اُمور دیکھو تو ظلم و جفا سے بچنے کی کوشش کرنا"۔ ①

نوادر

الغيبة للنعماني عَن فرات بن أحنف عَن أَبي عبد الله جعفر بن محمد عَن آبائه علیہم السلام عَن علي علیہ السلام: أَمَا وَاللهِ، لأُقتَلَنَّ أَنَا وَابنَايَ هٰذَانِ، وَلَيَبعَثَنَّ اللهُ رَجُلًا مِن وُلدِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ يُطَالِبُ بِدِمَائِنَا، وَلَيَغِيبَنَّ عَنهُم، تَمِييزاً لِأَهلِ الضَّلَالَةِ حَتّٰى يَقُولَ الجَاهِلُ: مَا لِلّٰهِ فِي آلِ مُحَمَّدٍ مِن حَاجَةٍ.

"غیبت نعمانی میں ہے، فرات بن احنف نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا اور آپؑ نے اپنے والد بزرگوار سے سنا کہ حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اور میرے دونوں فرزند قتل ہوں گے۔ اللہ رب العزت آخری زمانے میں میری اولاد میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا جو ہمارے خون کا بدلہ لے گا۔ ایک مدت تک وہ پردۂ غیبت میں رہیں گے۔ اُس زمانے میں جاہل کہے گا: اب اللہ کو آلِ محمدؐ کی ضرورت نہیں رہی"۔ ②

المصنّف لابن أبي شيبة عَن هَانِئ عَن عَلِيّ علیہ السلام: لَيُقتَلَنَّ الحُسَينُ ظُلماً، وَإِنِّي لَأَعرِفُ بِتُربَةِ الأَرضِ الَّتِي يُقتَلُ فِيهَا قَرِيباً مِنَ النَّهرَينِ.

"مصنف ابن ابی شیبہ میں ہانیؒ سے روایت ہے، اُنھوں نے حضرت امام علی علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حسینؑ کو ظلم و عدوان سے قتل کیا جائے گا۔

---

① کامل الزیارات: ص ۱۶۵؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۲۰۵

② غیبت نعمانی: ص ۱۳۱؛ بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۱۱۲

میں ان کے مقتل کو اچھی طرح سے جانتا ہوں جو دو دریاؤں کے قریب ہے"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۷، ص ۲۷۶)

المعجم الکبیر عَن هانی بن هانی عَن عَلیٍ علیہ السلام: لَيُقتَلَنَّ الحُسَينُ قَتلًا. وَإِنِّي لَأَعرِفُ التُّربَةَ الَّتي يُقتَلُ فِيهَا قَرِيباً مِنَ النَّهرَينِ.

"معجم الکبیر میں ہانی بن ہانیؒ سے روایت ہے، انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: (امام) حسینؑ کو ظلم و بربریت سے قتل کیا جائے گا۔ میں اُن کے مقتل کو جانتا ہوں جو دو دریاؤں کے قریب ہے"۔ ①

الخرائج والجرائح عَن أَبي سعيد عقيصا: خَرَجنا مَعَ عَلِيٍ علیہ السلام نُرِيدُ صِفِّينَ، فَمَرَرنَا بِكَربَلاءَ، فَقالَ: هٰذا مَوضِعُ الحُسَينِ وَأَصحابِهِ.

"الخرائج والجرائح میں ابو سعید عقیصاؒ سے روایت ہے، جب حضرت علی علیہ السلام صفین کی طرف جا رہے تھے تو میں آپؑ کے ساتھ تھا۔ ہمارا کربلا سے گزر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں حسینؑ اور آپؑ کے اصحاب نے شہید ہونا ہے"۔ ②

کتاب سلیم بن قیس عَن ابن عبّاس: لَقَد دَخَلتُ عَلىٰ عَلِيٍ علیہ السلام بِذِي قَارٍ، فَأَخرَجَ إِلَيَّ صَحِيفَةً، وَقَالَ لِي: يَا بنَ عَبَّاسٍ! هٰذِهِ صَحِيفَةٌ أَملاهَا عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَخَطِّي بِيَدِي. فَقُلتُ: يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ! اقرَأهَا عَلَيَّ. فَقَرَأَهَا. فَإِذَا فِيهَا كُلُّ شَيءٍ كَانَ مُنذُ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِلَى مَقتَلِ الحُسَينِ علیہ السلام وَكَيفَ يُقتَلُ، وَمَن يَقتُلُهُ، وَمَن يَنصُرُهُ، وَمَن يُستَشهَدُ مَعَهُ.

① معجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۱۰؛ طبقات کبریٰ: ج ۱، ص ۴۳۰؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۹۹؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۸، ص ۶۳۲؛ کنز العمال: ج ۱۳، ص ۶۷۳

② الخرائج والجرائح: ج ۱، ص ۲۲۲؛ بحار الانوار: ج ۳۳، ص ۴۱

فَبَکٰی بُکَاءً شَدِیداً وَأَبکَانِي.

فَکَانَ فِیمَا قَرَأَهُ عَلَيَّ: کَیفَ یُصنَعُ بِهِ، وَکَیفَ تُستَشهَدُ فَاطِمَةُ وَکَیفَ یُستَشهَدُ الحَسَنُ ابنُهُ علیہ السلام، وَکَیفَ تَغدِرُ بِهِ الأُمَّةُ. فَلَمَّا أَن قَرَأَ کَیفَ یُقتَلُ الحُسَینُ علیہ السلام وَمَن یَقتُلُهُ أَکثَرَ البُکَاءَ، ثُمَّ أَدرَجَ الصَّحِیفَةَ، وَقَد بَقِيَ مَا یَکُونُ إِلَی یَومِ القِیَامَةِ.

"کتاب سُلیم بن قیس میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت امام علی علیہ السلام کے حضور مقامِ ذی قار میں موجود تھا کہ آپؑ نے ایک صحیفہ نکالا اور فرمایا: اے ابن عباسؓ! یہ وہ صحیفہ ہے کہ جو مجھے رسولؐ اللہ نے لکھوایا تھا، جسے میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اُس وقت میں نے عرض کیا: یا امیرالمومنینؑ! مجھے سنائیں اِس میں کیا لکھا ہوا ہے؟ آپؑ نے اُسے پڑھا۔ اُس صحیفہ میں وہ تمام واقعات تھے جو رسولؐ اللہ کی رحلت سے لے کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت تک ہونے والے تھے کہ فرزندِ رسولؐ کس طرح قتل ہوں گے۔ اُنھیں کون قتل کرے گا؟ اُن کی نصرت کون کرے گا اور اُن کے ساتھ کون کون لوگ شہادت کی سعادت حاصل کرنے والے ہیں؟ اس کے بعد حضرت امیر علیہ السلام خوب روئے اور مجھے بھی خوب رُلایا۔ اس صحیفہ میں یہ بھی تھا کہ خود جنابِ امیر علیہ السلام کے ساتھ اُمت نے کیا سلوک کرنا ہے۔ اُس میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے واقعات بھی درج تھے۔ جب آپؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کی کیفیت بیان کی اور آپؑ کے قاتل کے بارے میں پڑھا تو بہت زیادہ گریہ کیا۔ علاوہ ازیں اس صحیفہ میں قیامت تک کے تمام واقعات درج تھے"۔ ①

---

① کتاب سلیم بن قیس: ج ۲، ص ۹۱۵؛ فضائل: ص ۱۱۹؛ بحارالانوار: ج ۲۸، ص ۷۳

فصل چہارم

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت، مزید روایات

﴿حضرت امام حسنؑ اور شہادتِ امام حسینؑ﴾

الأمالی للصدوق عَن المفضّل بن عمر، عَن الصّادق جعفر بن محمّد، عَن أبیه، عَن جدّه [زین العابدین] علیہم السلام: إنَّ الحُسَینَ بنَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ علیہ السلام دَخَلَ یَوماً إلَى الحَسَنِ علیہ السلام، فَلَمّا نَظَرَ إلَیهِ بَکیٰ، فَقالَ لَهُ: مَا یُبکیكَ یا أبا عَبدِاللهِ؟ قالَ: أبکی لِما یُصنَعُ بِكَ.

فَقالَ لَهُ الحَسَنُ علیہ السلام: إنَّ الَّذي یُؤتیٰ إلَيَّ سَمٌّ یُدَسُّ إلَيَّ فَاُقتَلُ بِهِ، وَلٰکِن لا یَومَ کَیَومِكَ یا أبا عَبدِاللهِ! یَزدَلِفُ إلَیكَ ثَلاثونَ ألفَ رَجُلٍ، یَدَّعونَ أنَّهُم مِن اُمَّةِ جَدِّنا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَیَنتَحِلونَ دینَ الإسلامِ، فَیَجتَمِعونَ عَلىٰ قَتلِكَ، وَسَفكِ دَمِكَ، وَانتِهاكِ حُرمَتِكَ، وَسَبيِ ذَراریكَ وَنِسائِكَ، وَانتِهابِ ثَقَلِكَ، فَعِندَها تَحُلُّ بِبَني اُمَیَّةَ اللَّعنَةُ، وَتُمطِرُ السَّماءُ رَماداً وَدَماً، وَیَبکی عَلَیكَ کُلُّ شَيءٍ حَتَّى الوُحوشُ فِي الفَلَواتِ، وَالحیتانُ فِي البِحارِ.

"امالی صدوق میں مفضل بن عمرؒ سے روایت ہے اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے اپنے والد بزرگوار سے اور اُنھوں نے اپنے والد گرامی سے سنا: اُنھوں نے فرمایا: ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس آئے تو انھیں دیکھ کر آپؑ رونے لگے۔
امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: یا ابا عبداللہؑ! آپؑ کیوں رو رہے ہیں؟
امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا: اُمت نے جو سلوک آپؑ سے کرنا ہے اُس پر رو رہا ہوں۔
امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ مجھے سازش کے ذریعے زہر دے کر شہید کردیا جائے گا، لیکن جو مصیبت آپؑ کی ہے وہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔ تیس ہزار کا لشکر آپؑ پر ہجوم کرے گا وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوں گے کہ وہ اُمت محمدیہ سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ وہ سب آپؑ کو قتل کریں گے اور آپؑ کا خون بہائیں گے۔ آپؑ کی اہانت کریں گے اور آپؑ کے اہل بیتؑ کو قیدی بنائیں گے، آپؑ کے خیام کو لوٹیں گے۔ یہ سب کچھ بنی اُمیہ کی طرف سے ہوگا۔ آسمان سے گرد وغبار اور پتھر برسیں گے۔ آپؑ پر پوری کائنات روئے گی، حتیٰ کہ جنگل کے جانور بھی آپؑ پر گریہ کریں گے اور سمندر کی مچھلیاں بھی آپؑ کا ماتم کریں گی"۔[1]

امامؑ خود اپنی شہادت کی خبر دیتے ہیں

الأخبار الطوال: سَارَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام مِن قَصرِ بَنِي مُقَاتِلٍ، وَمَعَهُ الْحُرُّ بنُ يَزِيدَ ..... فَسارَ مَعَهُ حَتّٰى أَتَوا كَربَلَاءَ . فَوَقَفَ الْحُرُّ وَأَصحَابُهُ أَمَامَ الحُسَينِ علیہ السلام وَمَنَعُوهُم مِنَ المَسِيرِ ، وَقَالَ : اِنزِل بِهٰذَا المَكَانِ، فَالفُرَاتُ مِنكَ قَرِيبٌ.
قَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام : وَمَا اسمُ هٰذَا المَكَانِ ؟ قَالُوا لَهُ : كَربَلَاءُ .

[1] امالی صدوق: ص ۱۷۷؛ ملہوف: ص ۱۹؛ مثیر الاحزان: ص ۲۳؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۸۶؛ بحارالانوار: ج ۴۵، ص ۲۱۸

قَالَ : ذَاتُ كَرْبٍ وبَلَاءٍ ! وَلَقَدْ مَرَّ أَبِي بِهٰذَا الْمَكَانِ عِنْدَ مَسِيرِهِ إِلَى صِفِّينَ، وَأَنَا مَعَهُ، فَوَقَفَ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَأُخْبِرَ بِاسْمِهِ. فَقَالَ: هَاهُنَا مَحَطُّ رِكَابِهِمْ، وَهَاهُنَا مُهْرَاقُ دِمَائِهِمْ. فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: ثَقَلٌ لِآلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، يَنْزِلُونَ هَاهُنَا.

ثُمَّ أَمَرَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام بِأَثْقَالِهِ، فَحُطَّتْ بِذٰلِكَ الْمَكَانِ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ، غُرَّةَ الْمُحَرَّمِ مِنْ سَنَةِ إِحْدَىٰ وَسِتِّينَ، وَقُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ، وَكَانَ قَتْلُهُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام قصر بنی مقاتل سے چلے تو آپؑ کے ساتھ ساتھ حُر بن یزید کا لشکر تھا، یہاں تک کہ دونوں لشکر میدانِ کربلا میں وارد ہوئے تو حُر کا لشکر امام علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور آگے جانے سے روک دیا۔ اُنھوں نے کہا: یہیں اُتر جاؤ۔ فرات آپؑ کے قریب ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون سا مقام ہے؟ لوگوں نے کہا: اس زمین کا نام کربلا ہے۔

یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: ہاں! یہ زمین کرب و بلا والی زمین ہے۔ جب میرے والد بزرگوار صفین کی طرف جا رہے تھے تو آپؑ یہاں سے گزرے تھے اور میں بھی آپؑ کے ہمراہ تھا تو آپؑ یہیں ٹھہرے تھے اور اس زمین کا نام کربلا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا:

یہ وہ جگہ ہے جہاں اُن کی سواریاں بیٹھیں گی اور یہ وہ جگہ ہے جہاں اُن کو شہید کیا جائے گا"۔ جب آپؑ سے پوچھا گیا کہ کون لوگ یہاں شہید کیے جائیں گے؟ تو آپؑ نے فرمایا: رسولؐ کے اہلِ بیتؑ کے جوان یہاں قتل کر دیے جائیں گے۔

اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو وہاں اُترنے کا حکم

دیا۔ امام علیہ السلام میدانِ کربلا میں بروز بدھ دو محرم ۶۱ ہجری وارد ہوئے تھے اور ۱۰ محرم کو شہید کردیے گئے تھے"۔ ①

حضرت سلمان فارسیؓ اور خبر شہادتِ امام حسینؑ

رجال الكشي عَن المسيّب بن نجبة الفزاري : لَمَّا أَتَانَا سَلمَانُ الفارِسِيُّ قَادِماً ، تَلَقَّيتُهُ فِيمَن تَلَقَّاهُ . فسارَ حَتَّى انتَهى إلى كَربَلاءَ . فَقالَ : مَا تُسَمّونَ هٰذِهِ ؟ قَالُوا : كَربَلاءُ . فَقالَ : هٰذِهِ مَصارِعُ إخواني . هٰذَا مَوضِعُ رِحالِهِم . وَهٰذَا مُناخُ رِكابِهِم . وَهٰذَا مُهراقُ دِمائِهِم . قُتِلَ بِهَا خَيرُ الأَوَّلينَ ، وَيُقتَلُ بِهَا خَيرُ الآخِرينَ .

ثُمَّ سارَ حَتَّى انتَهى إلى حَروراءَ . فَقالَ: مَا تُسَمّونَ هٰذِهِ الأَرضَ؟ قَالُوا : حَروراءُ . فَقالَ : حَروراءُ . خَرَجَ بِهَا شَرُّ الأَوَّلينَ ، وَيَخرُجُ بِهَا شَرُّ الآخِرينَ .

ثُمَّ سارَ حَتَّى انتَهى إلى بَانِقيا . وَ بِهَا جِسرُ الكوفَةِ الأَوَّلُ . فَقالَ: مَا تُسَمّونَ هٰذِهِ؟ قَالُوا : بَانِقيا . ثُمَّ سارَ حَتَّى انتَهى إلَى الكُوفَةِ . قَالَ: هٰذِهِ الكُوفَةُ ؟ قَالُوا : نَعَم . قَالَ: قُبَّةُ الإِسلَامِ .

"رجال کشی میں مسیب بن نجبہ فزاریؒ سے روایت ہے: جب حضرت سلمان فارسیؓ ارضِ کربلا میں آئے تو آپؓ نے پوچھا: اس زمین کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اس کا نام کربلا ہے۔ آپؓ نے کہا: جی ہاں! یہ میرے بھائیوں کے قتل ہونے کی زمین ہے۔ یہاں اُن کی سواریاں بیٹھیں گی اور یہاں اُن کے اُونٹ بیٹھیں گے اور یہاں انھیں قتل کیا جائے گا۔ یہاں کائنات کے خیرالاولین اور خیرالآخرین کو قتل کردیا جائے گا۔

---

① اخبار الطوال: ص ۲۵۱؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۲۳

حضرت سلمانؓ وہاں سے چل کر مقام حروراء پہنچے۔ آپؓ نے اُس جگہ کا نام پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ اس کا نام حروراء ① ہے۔ آپؓ نے کہا: اس جگہ سے شر الاوّلین والآخرین خروج کرے گا۔

پھر وہاں سے چل کر آپؓ بانقیا ② پہنچے۔ یہیں کوفہ اوّل کا پُل تھا۔ آپؓ نے پوچھا: اس جگہ کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: اس کا نام بانقیا ہے۔ پھر وہاں سے چل کر آپؓ کوفہ آگئے۔ آپؓ نے کہا: کیا یہ کوفہ ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں یہ کوفہ ہے۔ آپؓ نے کہا: یہ اسلام کا قبہ ہے"۔ ③

حضرت ابوذرؓ اور خبر شہادت امام حسینؑ

كامل الزيارات عَن عُروة بن الزبير :سَمِعتُ أَبَا ذَرٍّ وَهُوَ يَومَئِذٍ قَد أَخرَجَهُ عُثمَانُ إِلَى الرَّبَذَةِ .فَقَالَ لَهُ النَّاسُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، اَبشِر فَهٰذَا قَلِيلٌ فِي اللهِ تَعَالَى.

فَقَالَ: مَا أَيسَرَ هٰذَا ! وَلٰكِن كَيفَ أَنتُم إِذَا قُتِلَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام قَتلًا أَو قَالَ: ذَبحاً ؛

"کامل الزیارات میں عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوذرؓ سے سنا: یہ اُن دنوں کی بات ہے جب حضرت عثمانؓ نے آپ کو ربذہ کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔ لوگوں نے آپؓ سے کہا: اے ابوذرؓ! آپ کے لیے خوشخبری ہے، اللہ رب العزت کی خوشنودی کے لیے آپؓ سے یہ سلوک کیا گیا ہے۔ جب آپؓ نے اپنے رب کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے تو آپؓ کے لیے یہ جلاوطنی پریشانی کی بات نہیں ہے۔ آپؓ نے

---

① حروراء: کوفہ کے نزدیک ایک گاؤں ہے جو خوارج کی وجہ سے مشہور ہے۔ (مجمع البحرین: ج۱، ص ۳۸۵)

② بانقیا: کوفہ کے نزدیک گاؤں ہے۔ (معجم البلدان: ج۱، ص ۳۳۱)

③ رجال کشی: ج۱، ص ۷۳؛ بحار الانوار: ج ۲۲، ص ۳۸۶

کہا: یہ معمولی بات ہے۔ تم یہ بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا جائے گا"۔ ①

حضرت میثم تمارؓ اور خبر شہادتِ امام حسینؑ

علل الشرائع عن میثم التمار، لجبلة المكية: يا جبلة، اعلمي أنّ الحسين بن علي علیہ السلام سيّد الشهداء يوم القيامة، ولأصحابه على سائر الشهداء درجة.

"علل الشرائع میں میثم تمارؓ سے روایت ہے، آپ نے جبلہ مکیہ سے کہا تھا: اے جبلہ! میری بات غور سے سن! حسینؑ بن علیؑ قیامت کے دن جب پیش ہوں گے تو اُن کے سر پر تمام شہداءؑ کی سیادت کا تاج ہوگا۔ آپؑ کے تمام صحابہ باقی تمام شہداءؒ کے سردار ہیں"۔ ②

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور خبر شہادتِ امام حسینؑ

المستدرك على الصحيحين عن ابن عبّاس: ما كنّا نشكّ وأهل البيت متوافرون أنّ الحسين بن علي يقتل بالطفّ.

"المستدرک علی الصحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کی میدانِ کربلا میں شہادت کے بارے میں کثرت کے ساتھ احادیث ہیں جس کی وجہ سے ہم اور اہلِ بیتؑ کو اُن کی شہادت کے بارے میں کوئی شک نہیں تھا"۔ ③

اصحابِ امام علیؑ اور خبر شہادتِ امام حسینؑ

الإرشاد عن عبد الله بن شريك العامري: كنت أسمع أصحاب

---

① کامل الزیارات: ص ۱۵۳؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۲۱۹

② علل الشرائع: ص ۲۲۸؛ امالی صدوق: ص ۱۹۰؛ بحار الانوار: ج ۴۵

③ المستدرک علی الصحیحین: ج ۳، ص ۱۹۷؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۶۰

عَلِيٍّ عليه السلام إِذَا دَخَلَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ مِن بَابِ المَسجِدِ يَقولُونَ: هٰذَا قَاتِلُ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام، وَذٰلِكَ قَبلَ قَتلِهِ بِزَمَانٍ.

"ارشاد میں عبداللہ بن شریک عامریؒ سے روایت ہے، میں حضرت امام علی علیہ السلام کے اصحاب سے اکثر سنتا تھا کہ جب عمر بن سعد مسجد کوفہ میں داخل ہوتا تو وہ کہتے تھے کہ دیکھیے یہ حسینؑ بن علیؑ کا قاتل ہے۔ یہ حدیث حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے کی ہے"۔ ①

کعب احبار اور خبر شہادتِ امام حسینؑ

الأمالي للصدوق عن كعب الأحبار: أَنَّ فِي كِتَابِنَا: أَنَّ رَجُلًا مِن وُلدِ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يُقتَلُ، وَلَا يَجِفُّ عَرَقُ دَوَابِّ أَصحَابِهِ حَتّٰى يَدخُلُوا الجَنَّةَ، فَيُعَانِقُوا الحُورَ العِينَ.

"امالی صدوق میں ہے، کعب احبارؒ نے کہا: ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند قتل کر دیے جائیں گے۔ اُن کے اصحاب کی سواریوں کے پسینے ابھی خشک نہ ہوں گے کہ وہ جنّت میں داخل کر دیے جائیں گے اور وہ حورالعین سے معانقہ کریں گے"۔ ②

المعجم الكبير عن عمّار الدهني: مَرَّ عَلِيٌّ عليه السلام عَلىٰ كَعبٍ، فَقَالَ: يُقتَلُ مِن وُلدِ هٰذَا الرَّجُلِ رَجُلٌ فِي عِصَابَةٍ لَا يَجِفُّ عَرَقُ خُيُولِهِم حَتّٰى يَرِدُوا عَلىٰ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم. فَمَرَّ حَسَنٌ عليه السلام فَقَالُوا: هٰذَا يَا أَبَا إِسحَاقَ؟ قَالَ: لَا. فَمَرَّ حُسَينٌ عليه السلام فَقَالُوا: هٰذَا؟ قَالَ: نَعَم.

---

① الارشاد: ج ۲، ص ۱۳۱؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۲۱؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۶۳

② امالی صدوق: ص ۲۰۳؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۲۲۳

"المعجم الکبیر میں عمار دہنی سے روایت ہے، ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام کا گزر کعب اَحبار سے ہوا تو اُس نے کہا: اس مرد کے ایک فرزند قتل کر دیے جائیں گے، اُن کے بیٹے کے اصحاب کی سواریوں کے پسینے ابھی خشک نہ ہوں گے کہ انھیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کر دیا جائے گا۔ اُس وقت وہاں سے حضرت امام حسن علیہ السلام کا گزر ہوا تو لوگوں نے کہا: اے ابواسحق! تمھاری مراد یہ سردار ہیں؟

اُس نے کہا: نہیں۔ پھر وہاں سے حضرت امام حسین علیہ السلام کا گزر ہوا تو لوگوں نے پوچھا: کیا وہ یہی ہیں؟

کعب اَحبار نے کہا: جی ہاں! وہ ہستی یہی ہیں کہ جن کے اصحاب شہادت کے فوراً بعد جنت میں داخل ہوں گے"۔ ①

بنی اسد کے ایک مرد کی روایت

الطبقات الکبریٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عَن العریان بن الهیثم: كَانَ أَبِي يَتَبَدّى . فَيَنزِلُ قَرِيبًا مِنَ المَوضِعِ الَّذِي كَانَ فِيهِ مَعرَكَةُ الحُسَينِ علیہ السلام. فَكُنَّا لَا نَبدو إِلَّا وَجَدنَا رَجُلًا مِن بَنِي أَسَدٍ هُنَاكَ. فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَرَاكَ مُلازِمًا هٰذَا المَكَانَ. قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ حُسَينًا علیہ السلام يُقتَلُ هَاهُنَا. فَأَنَا أَخرُجُ لَعَلِّي أُصَادِفُهُ فَأُقتَلُ مَعَهُ.

فَلَمَّا قُتِلَ الحُسَينُ علیہ السلام. قَالَ أَبِي: إِنطَلِقوا نَنظُر هَلِ الأَسَدِيُّ فِيمَن قُتِلَ؟ فَأَتَينَا المَعرَكَةَ. فَطَوَّفنَا. فَإِذَا الأَسَدِيُّ مَقتُولٌ.

"طبقات الکبریٰ میں عریان بن ہیثم سے روایت ہے کہ میرے والد

---

① المعجم الکبیر: ج۳،ص ۱۱۷؛ تہذیب الاکمال: ج۶،ص ۲۱۰؛ طبقات الکبریٰ: ج۱،ص ۴۳۳؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴،ص ۱۹۹؛ سیر أعلام النبلاء: ج۳،ص ۲۹۰؛ شرح الاخبار: ج۳،ص ۱۳۶

دیہات میں رہتے تھے اور وہ اُس جگہ کے قریب تھے جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تھی۔ ہم نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اپنے قبیلے بنو اُسد کے ایک فرد کو دیکھا تو میرے والد نے اُس سے کہا: کیا تم نے اس جگہ ہر صورت رہنا ہے۔ اُس نے جواب دیا: جی ہاں! کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ اسی جگہ پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہید ہونا ہے۔ میں اُن کے ساتھ رہوں گا تا کہ اُن کی نصرت میں شہید ہو جاؤں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو میرے باپ نے مجھے کہا کہ چلیں، دیکھیں کہ وہ اسدی قتل ہوا ہے یا نہیں؟ جب ہم میدانِ جنگ میں آئے تو ہم نے اُس اسدی کو وہاں مقتول پایا"۔ ①

حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے متعلق روایات پر ایک نظر

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام اور آنحضرتؐ کے اصحاب نے متعدد مرتبہ فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی۔ اس طرح حضرت علی علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت میں بار بار اور مختلف مواقع پر اپنے چھوٹے شہزادے کی شہادت کی خبر دی۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے برادر کو خود اُن کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا:

لَا يَوْمَ كَيَوْمِكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ

"اے ابا عبداللہ! آپؑ کے مصائب عظیم ہیں جن کی مثال ناپید ہے"۔

ہم چاہتے ہیں کہ ان روایات و اخبار میں مزید غور وخوض سے کام لیں، تا کہ آپؑ کی شہادت سے متعلق تمام واقعات کی تفصیلات سامنے آجائیں کہ ان مظلوم کی شہادت کس زمانے میں ہوئی اور کس جگہ ہوئی؟ آپؑ کے قتل میں کن لوگوں نے شرکت کی اور اُن لوگوں کی قیادت کرنے والے کون افراد تھے۔ وہ لوگ جو آپؑ کی نصرت سے کنارہ کش ہوئے تھے وہ کون تھے۔ ان روایات میں جہاں آپؑ کی شہادت کی پیش گوئی موجود ہے، مذکورہ بالا تمام اُمور کی

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۳۵؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۱۴؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۱۹

بھی امامؑ کی شہادت سے قبل خبر دی گئی تھی۔ اِن مذکورہ روایات سے متعلق چند اُمور ہیں جن کا پیش کرنا ضروری ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱- قطعی صدور

واقعۂ کربلا سے متعلق جتنی روایات مصادر میں موجود ہیں وہ اس واقعہ سے قبل صادر ہوئی ہیں بلکہ سیّد الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے قبل بیان ہوئی۔ جب ایک منصف محقق اِن روایات پر بحث کرتا ہے تو وہ مطمئن ہوجاتا ہے کہ اس عظیم حقیقت سے کسی صورت انکار کرنا ناممکن نہیں ہے۔ اگر کسی کو کسی قسم کا تردّد لاحق ہو تو ان تفصیلات سے اُس کا تردّد زائل ہوجاتا ہے۔

۲- مذکورہ روایات کی اصل واساس

سبطِ رسولؐ کی شہادت سے تمام متعلقہ روایات کی اساس رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپؐ کے ان اَخبار کی اصل وحی ربانی ہے۔ اللہ رب العزت نے وحی کے ذریعے آپؐ کو ان واقعات سے آگاہ کر دیا تھا۔ جن احباب نے یہ روایات نقل کیں تو اُن سب کا ماخذ و مصادر سیّد الانبیاءؐ ہیں۔

۳- سیّد الشہداؑ اپنے انقلاب کے نتیجہ سے آگاہ تھے

جب مذکورہ روایات میں غور کیا جاتا ہے تو ہر قسم کے شکوک و شبہات زائل ہوجاتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے شہادت کا راستہ اپنے علم کی بنا پر اختیار کیا تھا لیکن وہ سوالات جو آپؑ کے خروج کے اسباب سے متعلق ہیں اُن کے جوابات ہم آپ کے فلسفۂ انقلاب کے ضمن میں پیش کریں گے۔

۴- تقدیرِ شہادت اور ارادہ انسانی کے درمیان عدم منافات

بعض روایات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت اللہ رب العزت نے لکھ دی تھی کہ آپؑ نے ہر صورت شہید ہونا تھا۔ جب جبرئیل امینؑ، رسولِؐ اسلام کے حضور

امام علیہ السلام کی شہادت کی خبر لائے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

أَفَلَا أُرَاجِعُ فِيهِ

"کیا اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، تاکہ آپؑ کے شہزادے مصائب سے بچ جائیں"۔

حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا تھا:

لَا، لِأَنَّهُ أَمْرٌ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ

"نہیں، اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ سبحانہ نے لکھ دیا ہے"۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت مقدراتِ الٰہی میں سے ہے اور اللہ رب العزت نے آپؑ کے مقدر میں شہادت لکھ دی تھی اور یہ کام حتماً ہونا تھا تو پھر آپؑ کا قتل گناہ کیوں ٹھہرا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس روایت کا کوئی وزن ہی نہیں ہے، خصوصاً سند کے اعتبار سے اِس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جہاں تک اسلامی تعلیمات کی بات ہے تو اُن سے یہ ثابت ہے کہ اِس کائنات میں جو کچھ وجود میں آتا ہے اس کی اساس تقدیرِ الٰہی ہے، لیکن مقدراتِ الٰہیہ انسانی ارادے کے منافی نہیں ہیں۔ نیز انسانی ارادہ اور اُس کی حریت دونوں اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں سے ہیں۔

اسی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام علیہ السلام کی شہادت اللہ رب العزت کے علم میں حتمی تھی اور اُس ذات نے آپؑ کی شہادت لکھ دی تھی کہ یہ واقعہ ہو کر رہے گا۔ اور اُن لوگوں کے ہاتھوں سے ہوگا جو مجرم قسم کے لوگ ہوں گے۔ اللہ رب العزت کی سنت تخلیق سے انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ جو کچھ اُس نے طے کر دیا ہے اُس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔

ساتویں قسم

مدخل: حسینیؑ انقلاب کے اَہداف و مقاصد

مدخل: حسینی انقلاب کے اَہداف و مقاصد

حضرت امام حسین علیہ السلام کا انقلاب اس کائنات کا ایک عظیم اور منفرد انقلاب تھا۔ اس ملکوتی انقلاب کے اَہداف ہیں جن کی معرفت ایک ضروری امر ہے۔ اس انقلاب کے اَہداف کی معرفت دو پہلوؤں سے نہایت ہی اہم ہے اور وہ یہ ہے:

① الاقتداء

② حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے اصحابِ باوفا کا سلوک

شیعہ علماء نے تقریباً پانچویں صدی ہجری سے واقعۂ عاشورا کے اَہداف و مقاصد پیش کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو ہر دور میں جاری رہا، لیکن ہم اس جدید دور میں اِسے ایک وسیع و عریض مشکل میں دیکھ رہے ہیں۔

اس عظیم واقعہ کے نمودار ہونے سے لے کر آج تک ہر دور میں مختلف آرا قائم کی گئی ہیں کہ یہ انقلاب کیوں واقع ہوا اور اس کے اَہداف کیا تھے؟ اس انقلاب اور اُس کے اَہداف کے بارے میں جو نقطہ ہائے نظر وجود میں آئے ہیں ان کو پیش کرنے سے قبل فرضیات اور بحث کے منہاج کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ اسی اساس پر متعلقہ اقوال اور نقطہ ہائے نظر کو ایک جگہ پر جمع کرنا ممکن ہے۔ اقوال اور نقطہ ہائے نظر کے درمیان اختلاف کی وجہ فرضیات اور بحث کے طور طریقوں کی عدم توضیح و وضاحت ہے۔ اگر فرضیات اور بحث کے طریقوں کی توضیح و تشریح ہوجائے تو پھر اُن کے درمیان اختلاف کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔

ہم مذکورہ بنیاد پر درج ذیل چار عناوین کے تحت اس تجزیہ و تحلیل کی مباحث کو پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

① اَہداف اور اس کے اِستخراجات کے ضروری اُدامر کا مطالعہ۔

② اَہداف اور اُن کے استخراج کی تحقیقی بحثوں کے طریقے۔

③ اَہداف کے متعلق نقطہ ہائے نظر اور اُن پر تنقید و تعریض۔

④ متعدد اَہداف

اوّل: فرضیات

اس اَمر میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم واقعۂ عاشورا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی نہضت کا جب بھی تجزیہ و تحلیل کریں گے تو ہمیں شیعہ مسلم عقائد، قرآن و سنت اور تاریخ کو اساس بنانا ہوگا۔ اسی طرح عقلی اور عقلائیہ مسلّمات کو سامنے رکھنا ہوگا۔ ان فرضیات کی ساخت و پرداخت، دینی عقائد اور عقلی و عقلائی مسلّمات کے ذریعے ممکن ہے۔ اِن میں سے جو اہم ہیں ہم اُن کا ذکر اختصار کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱- امامت و خلافتِ الٰہیہ کے عام اَہداف

جب بھی اہلِ تشیع امامت کی بحث کرتے ہیں تا کہ اُسے ثابت کریں تو وہ اُسے رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ امامت کی تعریف کیا ہے اور اس کی ذمہ داریاں کتنی ہیں؟ اِن ذمہ داریوں میں سے چار ذمہ داریاں اہم ہیں اور وہ یہ ہیں:

① قرآنِ مجید اور رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی توضیح و تشریح

② دینِ خداوندی کی حفاظت

③ تطبیقِ دین اور اُس کے تحقق کی کوشش و کاوش

④ الاقتداء

أئمہ اہلِ بیت علیہم السلام نے اپنی زندگی میں دینِ خداوندی کو اپنے وظیفہ کے مطابق بیان کیا اور اُس پر عمل کر کے دکھایا، اُن کے فرمودات اور اَفعال و اعمال کتابوں میں محفوظ ہیں جس طرح حضرت امام رضا علیہ السلام نے امام علیہ السلام کی ذمہ داریوں کو مفصل صورت میں پیش کیا ہے:

إِنَّ الْامام مستجاب الدعوة ، وعلی هٰذا فلو كان سيّد الشهداء يريد أن يدعو على أعدائه بالهلاك كما حدث

لقوم عاد وثمود. لدعا عليهم قبل أن يظفروا به ولأهلكهم الله جميعًا ، ولكنّه كان يريد أن يُقتل: كي يجزع عليه المؤمنون أوّلهم وآخرهم ويبكوا عليه ، ويتمنّوا أن يكونوا معه ليفوزوا معه الفوز العظيم المتمثّل في الشهادة، كي تُغفر لهم بذلك ذنوبهم ، ويكون بكاؤهم وحزنهم كفّارة لذنوبهم ، وهذا البكاء والحزن لم يكونا ليقعادون شهادة مثل هذا الرجل العظيم ، وبناءً على ذلك فإنّ شهادته علیہ السلام كانت الكفّارة لذنوب جميع المذنبين.

"امامؑ مستجاب الدعوىٰ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اگر سیّدالشہداءؑ اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنا چاہتے تو وہ ہلاک ہوجاتے جیسا کہ قومِ عاد وثمود کے ساتھ ہوا۔ اگر امام ان کے خلاف بددعا کرتے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کردیتا، لیکن وہ چاہتے تھے کہ آپؑ شہید ہوجائیں کہ اوّل و آخرین مومنین کے گریہ کی جزا دی جائے اور اُن کی حیرت وآرزو تھی کہ کاش وہ بھی امامؑ کے ساتھ عہدۂ شہادت پر فائز ہوتے، تاکہ اُن کے گناہ معاف ہوجاتے۔ ان کا حزن وغم اور رونا پیٹنا ان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا۔ اس عظیم انسان کی شہادت کا کفارہ ان کا رونا اور حزن نہیں بنتا۔ لہٰذا آپؑ کی شہادتِ عظمیٰ تمام مومنین کے گناہوں کا کفارہ بنی ہے"۔

امامت دین کی قیادت ورہبری ہے۔ مسلمانوں کا ایک منظم نظام ہے۔ دُنیاوی اُمور کی کامیابی وکامرانی اور اصلاح، امامت سے ہی ممکن ہے۔ امامت اہلِ ایمان کی عزت وعظمت ہے۔ امامت اسلام کی اصل بنیاد اور اُس کی شاخ ہے۔ امام ہی کے ذریعے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد کے تمام پہلو کمال کی حد تک پہنچتے ہیں۔ مالِ غنیمت اور صدقات کا حقیقی مصرف امامؑ کے ذریعے ممکن ہے۔ حدود اور احکام کا اجرا امام ہی کرتا ہے۔ ملک کی سرحدوں کی حفاظت اور ملک کے داخلی نظام، اصلاح کا دارومدار امامت پر ہی ہے۔

امام ہی اللہ رب العزت کے حلال وحرام کی تعیین وتشریح کرتا ہے اور اُس کے حدود کو قائم کرتا ہے۔ وہ اللہ کے دین کی حفاظت کرتا ہے۔ حجتِ بالغہ اور حکمت وموعظتِ حسنہ کے ذریعے اُس کی طرف دعوت دیتا ہے۔ امام اللہ سبحانہ کی طرف اُس کی مخلوق میں امین ہوتا ہے اور اُس کے بندوں پر حجت ہوتا ہے۔ اس کے ممالک میں اُس کا خلیفہ ہوتا ہے۔ وہ خداوند عالم کی طرف اس کے بندوں کو بلانے والا ہوتا ہے اور اس کی حُرمت کا محافظ ہوتا ہے۔ امام گناہوں سے پاک اور عیوب سے مبرا ہوتا ہے۔ وہ علم کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ حلم کا پیکر ہوتا ہے۔ دین کا نظام ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی عزت ہوتا ہے۔ منافقین کے لیے موت ہوتا ہے اور کفار کے لیے ہلاکت ہوتا ہے۔ اُمت کی رہبری اُسی سے ممکن ہے۔ وہ حکمرانی کے تمام اُصولوں کا عالم ہوتا ہے۔ اُس کی اطاعت کرنی واجب ہوتی ہے۔ وہ اللہ عزوجل کے اَمر کو قائم کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ اس کے بندوں کو نصیحت کرتا ہے اور اُس کے دین کا محافظ ہوتا ہے۔ (کافی: ج ۱، ص ۲۰۰)

یہ وہ بلند و بالا اَہداف ہیں، جن کا اجرا اور اُن کی حفاظت امام علیہ السلام کی ذمہ داری ہے۔ واقعۂ عاشورا اِن اُمور سے مستثنٰی نہیں ہے۔ مذکورہ ذمہ داریوں کے اجرا اور حفاظت کے لیے ہی یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا۔

﴿ ائمہ اہلِ بیتؑ کا علمِ غیب ﴾

اہلِ تشیع کے مؤکدہ اور ضروری عقائد میں سے ہے کہ ائمہ اہلِ بیتؑ غیب کا علم رکھتے ہیں، لیکن اس مطمحِ نظر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ علمِ غیب کس حد تک رکھتے ہیں۔ اختلاف جس قدر ہو لیکن اصل یہ ہے کہ شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُن کا علمِ غیب اللہ سبحانہ کے اذن کے باب اور اُس کے طولِ علم سے متعلق ہے اور وہ اس مرتبہ کے مطابق علمِ غیب رکھتے ہیں جس قدر اُن کا انسانی رُتبہ و مرتبہ ہے۔ علمِ غیب کے بارے میں کثرت کے ساتھ روایات موجود ہیں جو مصادرِ حدیث میں محفوظ ہیں۔ (کافی: ج ۱، ص ۲۰۰)

۳۔ علمِ غیب رکھنے کے باوجود اُن کا وظیفہ ظواہر پر عمل کرنا ہے

اِس بحث میں کثرت کے ساتھ مغالطہ پیش کیا گیا ہے جس کی وجہ سے بہت سی پریشانیاں

پیدا ہوگئی ہیں، جن کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین علیہم السلام علم غیب رکھتے تھے۔ ادائے واجبات کے لیے علمِ غیب کو اساس نہیں بناتے تھے۔ ظواہر پر عمل کرتے تھے۔ رسولِ خدا جب فیصلے کرتے تو آپؐ شواہد کو سامنے رکھتے اور اُن کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ آپؐ دورانِ فیصلہ اکثر فرماتے تھے:

"میں تمھارے درمیان جو فیصلے کرتا ہوں وہ گواہوں کی گواہی کی روشنی میں اور تمھاری قسموں کے مطابق کرتا ہوں۔ تم میں سے بعض لوگ اپنے موقف کو اپنے مقابل سے زیادہ واضح اور روشن صورت میں پیش کرتے ہیں تو میں اُس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہوں۔ اگرچہ وہ حق پر نہیں ہے اور میں نے اُسے اس کے بھائی کے مال میں سے کچھ حصّہ دینے کا حکم دیا ہے تو ایسے ہے جیسے میں نے اُسے جہنّم کی آگ کا قطعہ دے دیا ہے"۔ (کافی: ج ۷، ص ۴۱۴)

اگر ایسی بات نہ ہوتی تو پھر آپؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ مکہ جانے اور احرام اُتارنے سے کیوں سبکدوش ہوتے؟ یعنی اس اَمر پر صلح حدیبیہ شاہد ہے۔ آپؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ حج کے لیے مکہ معظمہ کی طرف چلے تھے جب آپؐ حدیبیہ میں پہنچے تھے تو آپؐ کو مشرکین کے ساتھ صلح کرنا پڑی اور آپؐ کو بغیر حج کیے واپس آنا پڑا۔ اسی طرح جنگِ اُحد اور دوسرے واقعات میں جو اس اَمر کی دلیل ہیں کہ آنحضرتؐ ظواہر پر عمل کرتے تھے۔

مزید وضاحت کے لیے عرض ہے کہ ائمہ اہلِ بیت علیہم السلام معاشرتی اُمور کو جاننے کے لیے متعارف اُسلوب اختیار کرتے تھے کیونکہ علمِ غیب پر عمل کرنا اُن کا وظیفہ نہیں تھا۔ جب اُنھیں معجزات و کرامات کا اظہار کرنا ہوتا تھا تو تب وہ علمِ غیب کو استعمال کرتے تھے کیونکہ وہاں رائج و متعارف اُسلوب اُن کا وظیفہ نہیں ہوتا تھا۔

حضرت علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جلاء العیون اور اپنے رسالہ حکمت شہادت امام حسینؑ میں لکھا ہے:

"عوام کے اَذہان میں یہ شبہ راسخ ہو کر رہ گیا ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی شہادت کا علم تھا تو پھر آپؑ نے اپنے اہلِ بیت سمیت کربلا کا سفر کیوں کیا تھا؟ اس سوال کے چند ایک جوابات پیشِ خدمت ہیں:

پہلا مختصر جواب یہ ہے کہ ہم پر واجب ہے کہ ائمہ اہلِ بیتؑ کے حالات (خصوصاً علمِ غیب اور قضا و قدر کے معاملے میں) کو اپنے احوال پر قیاس نہ کریں۔ اُن ذواتِ مقدسہ کی شرعی تکلیف اور ہے اور ہماری شرعی تکلیف اور ہے۔ اُن کے احوال ہمارے احوال کی مانند نہیں ہیں۔ اور وہ اشخاص جو اللہ رب العزت کی قضا پر اُسی کی قدر پر مُطلع ہیں تو اِس باب میں اُن کی تکلیف بھی ہماری تکلیف کی طرح ہو اور وہ اِن قضیوں کو اپنے سے دُور کرنے پر قادر ہوں تو اِس سے یہ لازم آتا ہے کہ اُن پر کوئی قضا جاری نہ ہو اور وہ کسی اِبتلاء میں مبتلا بھی نہ ہوں۔ ان کے تمام اُمورِ زندگی اُن کے اجسام کی رغبت کے مطابق واقع ہوں تو یہ کیفیت علیم و قدیر ذات کی مصلحت کے خلاف ہے۔ اِسی اعتبار سے ائمہ اہلِ بیتؑ علم بالواقع کی تکلیف نہیں رکھتے تھے۔ وہ عام لوگوں کی مانند ظاہری تکالیف رکھتے تھے۔ وہ اشیاء کی طہارت و نجاست کے باب میں ظاہری تکلیف رکھتے تھے۔ انسانوں کے کفر و ایمان کے معاملے میں ظاہر پر عمل پیرا تھے۔ اگر وہ علمِ واقع پر مکلف ہوتے تو اُن پر واجب تھا کہ وہ کسی کے ساتھ معاشرت نہ رکھیں اور ہر چیز کو نجس سمجھیں اور عالم میں اکثر لوگوں پر کفر کا حکم لگائیں۔ حقیقت یہی ہے جو ہم نے پیش کر دی ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ظواہر کے مکلف تھے کہ آپؑ اپنے اَعوان و اَنصار کے ساتھ کفار و منافقین سے جہاد کریں۔ ①

حضرت علامہ طباطبائیؒ نے اپنے اس رسالہ میں بھی یہی لکھا ہے جو امام کے علمِ غیب پر مشتمل ہے۔ آپؒ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کے اَہداف پر لوگوں کے نقطہ ہائے نظر پر تنقید بھی کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

نقل کے طریقے سے کثرت کے ساتھ روایاتِ متواترہ موجود ہیں کہ امامؑ علمِ وہبی کے ذریعے اکثر اُمور پر مطلع ہوتا ہے۔ کسی علم کے ذریعے مطلع نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کے اِذن سے تھوڑی سی توجہ و فکر کے ساتھ ہر چیز کو پہچان سکتا ہے۔ لیکن امام اس علم پر مکلف نہیں ہوتا۔ یہ بالکل اِس طرح ہے کہ جس طرح ایک انسان ارادہ پر قادر ہے اور نہ اپنی طلب پر قادر ہے۔

① جلاء العیون: ص ۷۰۰؛ مجموعہ رسائل اعتقادی: ص ۱۹۹ تا ۲۰۰

یہ علم اللہ رب العزت امامؑ کو عطا کرتا ہے، لیکن اس علم کا اُن کے اعمال میں کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ اس کا کسی خاص تکلیف سے تعلق ہوتا ہے کیونکہ ہر امر حتمی قضا سے مربوط ہوتا ہے۔ اس علم کا انسان کے امر، نہی یا ارادہ سے تعلق نہیں ہوتا۔ جب قضا حتمی ہو جائے تو انسان کے اختیار میں کچھ نہیں رہتا۔ بہت سے اُمور ہیں جو امامؑ سے متعلق ہیں کہ واقعیت آپؑ کے سامنے نہیں تھی۔ جس طرح کہا جاتا ہے کہ اگر کوفہ کے حالات امامؑ کے سامنے ہوتے تو آپؑ حضرت مسلم بن عقیلؑ کو سفیر بنا کر کیوں بھیجتے؟ آپؑ نے حضرت صیداویؓ کے ذریعے کوفہ والوں کی طرف خطوط کیوں جاری کیے تھے؟ پھر آپؑ مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف عازمِ سفر کیوں ہوئے تھے؟

ان سوالوں کے جوابات وہی ہیں جو ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔ امامؑ نے ان مقامات پر شواہد و قرائن کے مطابق عمل کیا تھا۔ (سرگزشت کتاب شہید جاوید، ص ۵۲۸ تا ۵۳۲)

۴۔ حضرت امام حسینؑ کا اپنی شہادت سے متعلق علم

تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں متواتر احادیث موجود ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام جب مکہ اور کربلا کی طرف روانہ ہوئے تھے تو آپؑ کو اپنی شہادت کا علم تھا۔ رسولؐ اسلام، حضرت امام علیؑ، حضرت سیّدہ فاطمہ زہراؑ، حضرت امام حسنؑ نے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا اپنے اپنے الفاظ میں ذکر کیا تھا۔ خود سیّد الشہداؑ نے بھی اپنی شہادت کا ذکر کیا تھا۔ یہ نصوص اِس مقدار میں موجود ہیں کہ اس اَمر میں شک کی گنجائش ہی نہیں رہتی، لیکن ان عظیم نصوص میں آپؑ کی شہادت کی دقیق تاریخ کا بیان موجود نہیں ہے۔

انقلاب کے اَہداف و اِستخراج کے تجزیہ و تحلیل کرنے کے بحثوں کے طریقے

نقطہ ہائے نظر کے مطالعہ اور مختار رائے تک پہنچنے کے بعد ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اجتماعی ظواہر میں اَہداف کے قواعد و اِستخراج کے اُسلوب کو بیان کریں بالخصوص تاریخ اور اُس کے عظیم مقدس لوگوں کی سیرتوں کی روشنی میں اِن مذکورہ اَہداف پر نظر ڈالیں۔ علاوہ اَزیں اُن فرضیات کو سامنے رکھیں کہ جس میں اِس بحث کے مسلّم اُصول بیان ہوئے ہیں۔ یہی اُصول و قواعد اس بحث کے تمام ابعاد اور قواعد کی طرف رہبری کرتے ہیں۔ اس طریقے سے ہم

اس نظریہ کی اکائی سے ہر قسم کے بُعد کو دُور کر سکتے ہیں۔

اب ہم ان اُصولوں اور قواعد کے بعض مقامات کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

① حضرت امام حسین علیہ السلام کے عظیم انقلاب کے اَہداف کو دو طریقوں سے بیان کیا جاسکتا ہے: اُن میں سے ایک طریقہ کلامی اُسلوب اور امامت کا عمومی وظیفہ ہے اور دوسرا طریقہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اَقوال اور وہ کتابیں ہیں جن میں امامؑ پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ ہم اِن دونوں مصادر کو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ رکھیں۔ اگر ہم ان میں سے صرف ایک کا مطالعہ کریں اور دوسرے مصدر کو چھوڑ دیں تو پھر ہم اس بحث کا تجزیہ و تحلیل نہیں کر سکتے۔

② جہاں تک حسینیؑ انقلاب کے اَہداف میں نظریات کا اختلاف ہے اس اختلاف کی وجہ مقصد اور مقصود کے درمیان جو اختلاف ہے اس کی طرف توجہ کا فقدان ہے۔ ہر وہ آدمی جو کسی شہر کی طرف سفر کرتا ہے اس کی غرض تجارت ہوتی ہے یا کسی مقدس مقام کی زیارت ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے وہ شہر اس کا مقصد ہوتا ہے اور اس کا قصد اور ہدف تجارت یا زیارت ہوتا ہے۔ واقعۂ عاشورا کی انتہا شہادت پر ہوئی تھی۔ اس لیے شہادت مقصد ہے مقصود اور ہدف نہیں ہے۔

مذکورہ بحث کے مطابق جب یہ کہا جائے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت کے لیے قربانی نہیں دی تھی، بلکہ آپؑ نے حکمِ خداوندی کے قیام، سنتِ نبویؐ کے اَحیا اور اُمت کے اُمور کی اِصلاح کے لیے قربانی دی تھی، تو یہ کلام اساس کو مفقود نہیں کرتا، کیوں شہادت مقصد تھا اور سنت کا احیا اور اُمور کی اصلاح مقصود تھا۔

③ حقیقی اَہداف اور اُن کے نتائج و آثار کے درمیان فرق کرنا واجب ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بعض اَہداف کی حقیقت کو اُجاگر کرنے کے لیے شہادت کی سعادت حاصل کی تھی۔ امامؑ کی شہادت کے بعد اگر کوئی بشر آپؑ کی مجالس عزا و بکا کو قائم کر کے کمالاتِ معنوی حاصل کرے اور اُخروی اجر حاصل کرے تو یہ اور بات ہے۔

جی ہاں! اگر یہ کہا جائے کہ فرزند رسولؐ نے قربانی اس لیے دی تھی کہ لوگ آپؑ پر گریہ کریں اور وہ انھی باتوں کو آپؑ کے انقلاب کا ہدف سمجھیں تو یہ نظریہ نہایت ہی غلط ہے۔ کچھ لوگوں نے مذکورہ نظریات اپنا کر اسے اُمت کی بخشش کا سامان خیال کیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت اس لیے دی تھی کہ اُمت کے گناہ معاف ہوں اور اُن کی شفاعت ہوجائے ایسے لوگ دَر حقیقت مغالطے میں ہیں۔

۳- حضرت امام حسینؑ کے انقلاب کے اَہداف کے اردگرد مختلف نظریات

ہم نے بحث کی ابتداء میں عرض کیا تھا کہ اس جدید دور میں سیّدالشہداءؑ کے انقلاب کے اَہداف کو اُمت کے سامنے رکھنا نہایت ضروری ہے۔ شیعہ علماء نے اس اَمر پر خوب کام کیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ اَمر واضح صورت میں سامنے آگیا ہے۔ اس میدان میں کثرت کے ساتھ کتابیں تالیف ہوئیں۔ البتہ جو آرا اور اَقوال اس اَمر کے متعلق قائم کیے گئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

① یزید کی بیعت سے انکار کرنا، تاکہ اسلام کے احیاء کے لیے حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ [1]

② شہادت کا استقبال۔ [2]

③ نفس کی حفاظت۔ (نظریہ آیت اللہ اشتہاردی)

④ ابتداء میں حکومت کے قیام کا قصد تھا۔ حضرت مسلم علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپؑ نے شہادت کا قصد کر لیا تھا۔ (نظریہ اُستاد مطہریؒ)

⑤ فرزند رسولؐ نے شہادت کا قصد اس لیے کیا تھا کہ لوگوں کو یزید کی حکومت کے خلاف کھڑا کریں اور اسلامی حکومت کا نظام قائم کردیں۔ (نظریہ علامہ عسکری)

⑥ آپؑ کو اپنی شہادت کا علم تھا، لیکن آپؑ نے اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کی۔ (نظریہ آیت اللہ اُستادی)

---

① شہید جاوید: ص ۱۱۳، ۱۱۷ و ۱۵۹ (نظریہ شیخ صالحی نجف آبادیؒ)

② سرگزشت کتاب شہید جاوید (نظریہ سید ابن طاؤسؒ)

⑦ ظاہری صورت میں دولتِ اسلامیہ کا قیام اور باطناً استقبالِ شہادت۔ (نظریہ آیت اللہ فاضل وسیّد اشراقی)

مذکورہ سات نظریات حقیقت میں چار نظریات ہی ہیں، یعنی:

(الف) نظریہ طلبِ شہادت (ب) نظریۂ حکومت کا قیام

(ج) نظریہ محافظتِ نفس

(د) پہلے اور دوسرے نظریہ کو جمع کیا جائے تو اُن دونوں کا حاصل یہ ہے۔ طلبِ شہادت اور حکومت کا قیام (چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں قول کا ماحاصل بھی یہی ہے)۔

جہاں تک پہلی تین آراء ہیں، وہ تو واضح ہیں۔ رہی بات چوتھی اور اُس کے بعد والی آرا کی تو اُن کی اُساس شیعہ علمِ کلام پر ہے کہ امامؑ اپنی شہادت کا علم رکھتے تھے۔

مندرجہ ذیل اصحاب آرا کی اپنی مذکورہ آرا سے مراد یہ دو حقیقتیں ہیں جنھیں چار صورتوں میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ وہ چار صورتیں درج ذیل ہیں:

① ہدف چند مراحل پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں امامؑ نے حکومت کے طلب کا ارادہ کیا۔ اُس کے بعد شہادت کا قصد کیا۔ (استاذ المطہریؒ)

② قصد بالواسطہ اور بلاواسطہ۔ (علامہ عسکری)

③ حکومت کا قیام حالانکہ امام کو اپنی شہادت کا علم بھی تھا۔ (آیت اللہ اُستادی)

④ ظاہری اور باطنی صورتیں۔ (آیت اللہ فاضل سیّد اشراقی)

اب ہم ان تمام نظریات پر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہیں:

۱۔ طلبِ شہادت کا نظریہ

اب تک طلبِ شہادت[1] کے نظریہ کی تفسیرات پیش کی جاتی رہی ہیں، لیکن آج تک

---

[1] حضرت علامہ شرف الدین آملی نے اپنی کتاب مجالسِ فاخرہ، ص ۹۳ میں نظریۂ طلبِ شہادت پر پینتیس دلائل نقل کیے ہیں اور اسی طرح علامہ محسن الامین نے اُعیانِ شیعہ کی پہلی جلد میں تقریباً بیس دلائل لکھے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی شہادت کا یقین تھا۔ یہی کچھ آیت اللہ اُستادی نے اپنی کتاب "شہید جاوید" میں لکھا ہے۔ آیت اللہ صافی گلپائگانی نے اپنی کتاب "شہید آگاہ" میں تینتیس دلائل لکھے ہیں کہ فرزندِ رسولؐ کو اپنی شہادت کا علم تھا۔

کچھ افراد اس نظریہ کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں، لیکن اس نظریہ کی چار تفاسیر پیش کی گئی ہیں کہ امام علیہ السلام کو اپنے مشن کے لیے شہادت مطلوب تھی۔ اس نظریہ کا ہر آدمی قائل ہے۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہے۔

۲۔ شہادتِ تکلیفیہ

یہ نظریہ بعض روایات کی اساس پر پیش کیا گیا ہے۔ اِن روایات میں سے مشہور ترین دو روایات ہیں:

الکافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہر امامؑ کی اپنی مسئولیت ہوتی ہے جس سے اُسے گزرنا ہوتا ہے۔ جب حضرت امام حسن علیہ السلام شہید ہوئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے لوح کی تیسری مہر کھولی، جس میں لکھا تھا کہ: آپؑ نے اسلام کے دشمنوں سے جنگ کرنی ہے۔ آخر میں آپؑ نے جامِ شہادت نوش کرنی ہے۔ آپؑ ایک قوم کے ساتھ شہادت کے لیے خروج کریں، اُن کی شہادت آپؑ کے ساتھ ہونی ہے"۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ تھے تو آپؑ نے راستے میں خواب میں دیکھا جس میں آپؑ سے کہا گیا تھا:

يَا حُسَيْنُ! اُخْرُجْ: فَإِنَّ اللهَ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَاكَ قَتِيلًا

"یا حسینؑ! آپؑ خروج کریں، اللہ رب العزت کی مشیت میں آپؑ کی شہادت لکھ دی گئی ہے"۔

بعض احبابِ علم نے انھی روایات کی اساس پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا انقلاب ایک شخصی تکلیف تھی اور امر خاص تھا۔ آپؑ کو حکم دیا گیا تھا کہ آپؑ نے شہید ہونا ہے۔ لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا انقلاب غیب میں لکھ دیا گیا تھا۔ غیبی ہاتھ نے اس انقلاب کی تفاصیل لکھی تھیں، جن سے امامؑ کو گزرنا تھا۔ اِن اَحباب نے اس پر اپنا یہ مطمح نظر پیش کیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا انقلاب حالتِ استثنائیہ سے مربوط تھا۔ یہ کوئی عمومی قاعدہ نہیں ہے۔ اس استثناء کو ہم قاعدہ نہیں بنا سکتے۔

ایک عالم دین نے لکھا ہے: ''اُسے واقعۂ کربلا کو صرف تکلیفِ شخصی کہا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اُسے کچھ اور نہیں کہا جاسکتا''۔ (مقصد الحسینؑ: ص۹)

ایک دوسرے عالم نے لکھا ہے: ''فرزندِ رسولؐ نے یہ جانتے ہوئے عزم کیا تھا کہ انھیں جلد شہید کر دیا جائے گا''۔

اس حکم کی مصلحت کے راز کو صرف خداوند عالم جانتا ہے کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

کچھ دوسرے علماء نے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: ''واقعہ کے اعتبار سے (امام حسینؑ کی شہادت کا سبب) بیان ممکن ہی نہیں ہے۔ ہاں! صرف معصومؑ ہی بیان کرسکتا ہے، بلکہ یہ ذاتِ اَحدیت کی مثلِ عقول کے احاطہ کے دائرہ سے مطلقاً خارج ہے۔

كُلَّمَا يَزْتَمُوهُ بِأَوْهَامِكُمْ فِيْ اَدَقِّ مَعَانِيْهِ فَهُوَ مَخْلُوْقٌ مِثْلُكُمْ مَرْدُوْدٌ اِلَيْكُمْ

''جب تم اپنے اَوہام کے ساتھ اس کے معانی تک رسائی چاہو گے تو اس کے معانی تک نہ پہنچ سکو گے، کیونکہ تمھارے اَوہام تمھاری طرح مخلوق ہیں وہ خالی ہاتھ واپس تمھارے پاس پہنچیں گے''۔ (دعاۃ الحسینیہ: ص ۱۳)

حضرت علامہ مجلسیؒ نے عجیب بات لکھی ہے: ''یہ قضیہ (حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی حکمت) حقیقت میں قضا و قدر کا فروعی مسئلہ ہے۔ احادیثِ پیغمبرؐ میں اس مسئلہ میں غور و فکر کی منع وارد ہے۔ اس میں سوچ و بچار نہ کی جائے۔ اس میدان میں عدمِ تفکیر اَحوط و اَولیٰ ہے۔ (مجموعہ وسائل اعتقادی: ص ۲۰۳)

صاحب الجواہر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے: ''آپؑ کی خاص تکلیف تھی جسے آپؑ نے اَدا کیا''۔ (جواہر کلام، شرح الاسلام: ج۲۱، ص ۲۹۶) [1]

---

[1] آیت اللہ صافی نے لکھا ہے کہ اُصولِ مذہبِ شیعہ اور احادیث معتبرہ میں ہے کہ ہر امامؑ کا اپنا برنامہ تھا جو انھیں اللہ کی طرف سے رسولِ خدا کے ذریعے ملا تھا۔ ان احادیث کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ امام حسینؑ کے لیے صرف اسلامی حکومت کے قیام کے لیے کاوش نہیں لکھی گئی تھی بلکہ آپؑ کے لیے لکھا گیا تھا کہ آپؑ نے انقلاب برپا کرنا ہے اور آخر میں شہادت کی سعادت حاصل کرنی ہے۔ (شہید آگاہ، ص ۸۰)

(ب) شہید فداء

یہ نظریہ بالکل مسیحی نظریہ کی مثل ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پھانسی پانے کو اس لیے قبول کیا تھا تاکہ اُن کی اُمت کے گناہ معاف ہو جائیں اور اُن کی مغفرت ہو جائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی شہادت اس لیے قبول کی، تاکہ آپؑ کے نانا کی اُمت بخشی جائے اور وہ اُن کے لیے شفیع قرار پائیں۔ یہ نظریہ حقیقت میں مسیحی نظریہ کی تفسیر ہے۔ ایسے نظریہ کی کوئی سند نہیں ہے۔ اس نظریہ کا عقیدہ رکھنے والے ایک عالم نے لکھا ہے:

"امام مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ اس کی ہر دُعا قبول ہوتی ہے۔ اگر سید الشہداءؑ اپنے دشمنوں کی ہلاکت چاہتے تو انھیں اپنی دعا سے اس طرح ہلاک کر سکتے تھے جس طرح قومِ عاد و ثمود ہلاک ہوئی تھی، لیکن آپؑ کا مقصود و مطلوب شہادت تھا، تاکہ اہلِ ایمان آپؑ پر گریہ وزاری کریں اور تمنا کریں کہ کاش وہ ان کے ہمراہ ہوتے تو شہادت جیسی عظیم کامیابی حاصل کرتے، تاکہ اُن کے گناہ معاف ہو جاتے اور ان کا آپؑ پر رونا اور محزون ہونا اُن کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا۔ یہ بکا اور حزن آپؑ ایسے عظیم انسان کی دردناک شہادت کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا۔ اس اعتبار سے آپؑ کی شہادت تمام گناہ گاروں کے گناہوں کا کفارہ قرار پائی۔ (اسرار الشہادۃ، آل اللہ صلوات اللہ علیہم، ص ۱۳۳ تا ۱۳۷)

علامہ نراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کلام کے مشابہ اپنی کتاب "محرق القلوب" میں کچھ یوں تحریر کیا ہے:

"فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی شہادت پر راضی تھے، اس لیے کہ اُنھوں نے شفاعتِ کبریٰ کے درجہ کو حاصل کرنا تھا، کیونکہ آپؑ کے محب و موالیوں کے لیے جہنم سے نجات ضروری تھی کہ آپؑ اپنی شہادت سے مقامِ شفاعت کو حاصل کریں اور پھر اس حق کے ذریعے اپنے دوستوں کو جہنم سے نجات دلائیں۔ آپؑ کے لیے یہ مقام و مرتبہ صرف شہادت سے ہی ممکن تھا۔ آپؑ نے شہادت کو قبول کیا، تاکہ آپؑ کی شہادت سے اُمت کے گناہ معاف ہوں اور وہ جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کریں"۔ (محرق القلوب: ص ۴)

جناب حمید عنایت نے محرق القلوب اور ریاض القدس جیسے خطباء کی کتابوں کے مطالعہ

سے یہ نتیجہ نکالا ہے:

"حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھانسی کے شبہ و اشتباہ سے خالی نہیں ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشریت کی اُخروی کامیابی کے لیے محرابِ صلیب میں اپنے آپ کو قربان کر دیا تھا۔ اُس طرح حضرت امام حسین علیہ السلام نے صحرائے کربلا میں شہادت کو قبول کیا، تاکہ ملّتِ اسلامیہ گناہوں سے پاک ہو جائے"۔ (اندیشہ سیاسی در اسلام معاصر: ص ۳۱۱)

(ج) سیاسی شہادت

حضرت امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کا ایک اُشہر نظریہ ہے کہ آپؑ کے انقلاب کا ہدف ایک خالصتاً اسلامی سیاست تھی کہ آپؑ اپنے اس انقلاب سے کفر و نفاق کی حکومت کا خاتمہ چاہتے تھے۔ جس دور میں آپؑ رہ رہے تھے وہ دور ایک بدترین دور تھا۔ اسلامی آثار کو مٹایا جا رہا تھا۔ قرآن اور رسولِ اسلام کی سنت کی خلاف ورزی ہو رہی تھی۔ آپؑ کے خروج کا ہدف ایک خالص اسلامی حکومت تھی۔ یہ تفسیر حقیقت میں امامؑ کے سیاسی انقلاب کا حقیقی تجزیہ ہے۔ آپؑ کی شہادت کے بعد اسلام اپنے حقیقی چہرے کے ساتھ نمودار ہوا۔ اس کی حقیقی صورت اُس دن سے لے کر آج تک روئے زمین پر موجود ہے۔ اِسی قضیے سے علماء نے نظریہ سیاسی شہادت کا استخراج کیا ہے۔

علامہ سیّد ہبۃ الدین شہرستانیؒ لکھتے ہیں: "جب فرزندِ رسولؐ سے بیعت کا مطالبہ کیا گیا تو اُس وقت آپؑ نے سمجھ لیا تھا کہ اگر اُنھوں نے یزید کی بیعت نہ کی تو قتل کر دیے جائیں گے۔ اگر بیعت کی تو بھی قتل کر دیے جائیں گے۔ آپؑ نے سمجھ رکھا تھا کہ اگر اُنھوں نے بیعت کی تو اپنے قتل کے ساتھ اپنے آباء و اجداد کا قتل کرائیں گے۔ ساتھ ہی اپنے جدِ بزرگوار کے آثار کو بھی قتل کرا دیں گے۔ اگر اُنھوں نے بیعت نہ کی تو اِس صورت میں صرف آپ ہی کا قتل ہوگا اور اِس قتل سے اُمت، دینی شعائر اور شرافت کو اَبدی زندگی مل جائے گی۔ (نہضت الحسین: ص ۳۱)

حضرت آیت اللہ ڈاکٹر آیتی نے لکھا ہے: "ماہ ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ سے قبل حضرت

امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ مسجد الحرام میں (خُطَ الْمَوْتُ عَلَى وُلْدِ آدَمَ......) کے الفاظ پر مشتمل خطبہ تھا۔ ہزاروں کی تعداد میں حجاج اور زائرین بیت اللہ وہاں موجود تھے۔ آپؑ نے اپنے اس خطبہ میں اسلامی حکومت کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ اُس وقت لوگوں نے خیال کیا تھا کہ یزیدی حکومت ختم ہونے والی ہے اور فرزند رسولؐ کو اپنا حقِ خلافت و ولایت ملنے والا ہے۔ لیکن حضرت حسینؑ بن علیؑ ہم سے یہ فرما رہے تھے کہ مطلوبہ نتائج میری اور میرے اصحاب کی شہادت سے ہی ممکن ہیں۔ میرا یہ ایک عظیم عمل ہے جو صاف و شفاف ہے جس سے ہدف کا حصول آسان ہے۔ (تاریخ عاشورا: ص ۸۱)

آپ نے ایک اور مقام پر لکھا ہے: فرزندِ رسولؐ نے مکہ معظمہ کو اس لیے نہیں چھوڑا تھا کہ آپؑ قتل نہ ہوں۔ آپؑ نے اس لیے چھوڑا تھا کہ قتل ہوں کہ آپؑ کے قتل سے اسلام کو دائمی حیات مل جائے۔ امام علیہ السلام نے اپنے فرمان خُطَ الْمَوْتُ عَلَى وُلْدِ آدَمَ......میں اس اَمر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ معاشرہ اور دین میں اس قدر فساد و بگاڑ پیدا ہوگیا ہے کہ جس کی اصلاح اب آسان نہیں رہی۔ اس اصلاح کے لیے یزید جیسے فاسق و فاجر کے ہاتھوں شہادت کی سعادت کا حصول ضروری ہوگیا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام جب مکہ میں تھے تو آپؑ نے اپنے خطاب میں فرمایا تھا کہ ہر صورت حالات کا مقابلہ کرنا ہے، چاہے اُن کی جان بھی کیوں نہ چلی جائے۔ آپؑ کا یہ خطبہ آپؑ کی شہادت کے پیغام کا حامل ہے کہ اُنھوں نے میدانِ کربلا میں درندہ صفت لوگوں کے ہاتھوں شہید ہونا ہے۔

علامہ ڈاکٹر شریعتیؒ کا عقیدہ بھی یہی ہے، وہ لکھتے ہیں: ''دیار و اَمصار سے حجاج کرام مسجد الحرام میں جمع تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے واضح صورت میں فرمایا کہ میں نے شہادت کا راستہ اختیار کرلیا ہے۔ ابنِ آدم نے ہر صورت مرنا ہے، اُسے موت سے مفر نہیں ہے''۔ (تاریخ عاشورا: ص ۸۱)

امامؑ کے اس خطبے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپؑ ہر صورت شہادت کے لیے تیار تھے ورنہ سیاسی انقلاب چاہنے والے لوگ موت کی بات نہیں کرتے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم اپنے دشمن کو

شکست دیں گے، اُس سے جنگ کریں گے، فتح ہمارا مقدر ہے۔ دشمن نے مغلوب ہونا ہے اور فتح ہمارا مقدر ہے۔

ڈاکٹر شریعتی کے نزدیک اسلام میں شہادت کی دو قسمیں ہیں: وہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

''اسلام میں شہادت کا حکم مستقل صورت میں موجود ہے جیسے نماز، روزہ، اور جہاد ہے۔ اس زمانے میں لوگوں کی نگاہ میں شہادت کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ ایک مجاہد دین کے راستے میں نکلے اور مارا جائے تو وہ شہادت ہے۔ لیکن میرے نزدیک جہاد ہی شہادت کا مبداء ہے کہ جس کے لیے ایک مجاہد کوشش وکاوش کرتا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ایک خاص شہادت ہے اور آپؑ اس شہادت کا ایک راز ہیں۔

۵- افسانوی و دیومالائی شہادت

بعض معاصر محققین کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو ایک سیاسی امر کی صورت میں نہ دیکھا جائے کہ کہیں وہ دیومالائی حالت سے خارج نہ ہوجائے تاکہ اس کے دائرہ تاثیر واثر ایک گروہ تک محدود نہ ہوجائے۔ ضروری ہے کہ اسے افسانوی اور دیومالائی صورت میں دیکھا جائے کہ جس کی تاثیر ازل سے اَبد تک باقی رہے۔

ان محققین نے اپنی رائے تو پیش کر دی، لیکن اپنی رائے کو دلیل سے ثابت نہیں کیا۔ اب درج ذیل نص میں غور کیجیے:

جب ہم اس مذکورہ شہادت پر آئیڈیالوجی فکر فرض کریں تو اس سے دین کی حُرمت اور اُس کی تقدیس ضائع ہوجائے گی۔ یہ لوگ افسانویت اور دیومالائیت کو ایک زمانے میں محدود کرتے ہیں اور اُسے سیاسی دیومالائیت بناتے ہیں اور دیومالائی نظریے کو محو کرتے ہیں اور اُس کی توجیہ دنیوی اُمور میں کرتے ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے ایک صاف وشفاف مثال پیش کرتا ہوں:

کربلا کا واقعہ دیومالائیت و افسانویت کے مفہوم پر مشتمل ہے۔ ایک شہید کا مفہوم حضرت امام حسین علیہ السلام کے تصور میں منظرعام پر آتا ہے کہ جس نے سرزمین کربلا میں جنگ کی

تھی اور آپ ۶۱ ہجری ماہِ محرم میں شہید کردیے گئے۔ اس واقعہ کی غالب روایات جذبات و عاطفیت کے پہلو پر مشتمل ہیں۔ اس کے برعکس اس واقعہ کو تاریخی اعتبار سے جدید تعبیرات سے پیش کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے حالانکہ یہ واقعہ ایک المناک واقعہ ہے اور درد کی بے مثال داستان ہے۔

جس طرح نجف آبادی نے لکھا ہے: ''حضرت امام حسین علیہ السلام پر ہونے والے مظالم کو دیومالائیت اور افسانویت کے آئینے میں نہ دیکھا جائے یا ایک شہید کو بطورِ ماڈل پیش نہ کیا جائے کہ جس نے اشقیاءؒ کے ہاتھوں قتل ہو کر ہمارے لیے فوز و فلاح کا سامان کر دیا ہے بلکہ حضرت امام حسین علیہ السلام ایک تاریخی شخصیت ہیں۔ آپؑ نے اپنے سیاسی ہدف کے حصول کے لیے شہادت کی سعادت حاصل کی۔ (زیرآسمان ہائے جہان: ص ۱۵۵ تا ۱۵۶)

جی ہاں یہ نظریہ، شہید الشہداء نظریہ کی ایک دوسری صورت ہے۔ بظاہر یہ دو نظریے ہیں لیکن دونوں کا مصدر ایک ہے۔

۲۔ نظریہ قیامِ حکومت

بعض علمائے کبار جیسے حضرت الشیخ مفیدؒ، حضرت علامہ شریف مرتضیٰؒ اور اس طرح علمائے معاصرین نے یہ رائے پیش کی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلامی حکومت کے قیام کے لیے قربانی دی تھی۔ انھوں نے مزید کہا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اور اس انکار کے بعد مدینہ منورہ کو چھوڑ دیا تھا اور آپؑ مکہ معظمہ کی طرف چلے آئے تھے تاکہ یزید کی بیعت نہ کرنا پڑے۔ پھر آپؑ نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو سفارت کے لیے کوفہ بھیج دیا تھا۔ آپؑ نے یہ سب کچھ حکومتِ اسلامیہ اور رسول اللہؐ کی سنت کے اَحیا کے لیے کیا تھا۔

حضرت شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے سوال و جواب کے دوران ''مسائل عکبریہ'' میں فرمایا ہے کہ فرزندِ رسولؐ کا ہدف تھا کہ آپؑ اپنے دشمن پر اس طرح فتح حاصل کریں جس طرح کہ مجاہدین اپنے جہاد سے فتح چاہتے ہیں۔

سوال: حضرت امام حسین علیہ السلام کو جب معلوم تھا کہ لوگ انھیں چھوڑ دیں گے اور آپؑ کی نصرت نہیں کریں گے اور اپنے اس سفر میں شہید کر دیے جائیں گے تو پھر آپؑ نے کوفہ کا سفر کیوں اختیار کیا تھا؟

جواب: آپ نے اس سوال کا جواب یہ دیا تھا کہ ہمارے پاس دلیل قطعی نہیں ہے کہ ہم کہہ سکیں کہ امام علیہ السلام کو ان حالات کا علم تھا۔ یہ روایت عقل کے اعتبار سے ہمارے لیے حجت نہیں ہے۔(مسائل عکبریہ: ص ۶۹ تا ۷۱؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۲۵۷، ۲۵۸)

حضرت علامہ شریف مرتضیٰؒ نے سوال و جواب کے ضمن میں اپنی کتاب تنزیہ الانبیاءؑ میں لکھا ہے: (مسئلہ) اگر کوئی سوال کرے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ کوفہ میں یزیدی نمایندے کی حکومت ہے۔ تمام اُمور اُس کے ہاتھ میں ہیں۔ علاوہ اَزیں اہلِ کوفہ نے آپؑ کے برادر اور والد بزرگوار کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اُسے بھی آپؑ جانتے تھے۔ ان حالات کے باوجود آپؑ نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ کوفہ کا سفر کیوں کیا تھا؟ حالانکہ اُس دور کی تمام اہم شخصیات نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا تھا۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے آپ کو کوفہ نہ جانے کا مشورہ دیا تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے جب آپؑ سے وداع کیا تو کہا تھا: میں آپؑ کو اللہ رب العزت کے حوالے کرتا ہوں اور وہ آپؑ کو قتل ہونے سے محفوظ رکھے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سفر میں تھے کہ آپؑ کو حضرت مسلم بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر ملی تو پھر آپؑ نے اپنا سفرِ کوفہ کیوں ترک نہ کیا؟ جب کہ کوفہ والوں کی خیانت اور بدیانتی آپؑ کے سامنے ظاہر ہو چکی تھی؟

آپؑ کی جمعیت معمولی سی تھی اور مدمقابل لشکر کثیر تعداد رکھتا تھا۔ ان حالات میں آپؑ کے پاس دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کا کیا جواز تھا؟ میدانِ کربلا میں ابنِ زیاد کی طرف سے اعلان ہوا تھا کہ آپؑ یزید کی بیعت کرلیں تو پھر آپؑ کو امان دی جاتی ہے۔ آپؑ نے اپنا اور اپنے جوانوں اور اصحاب کی خون ریزی کیوں قبول کرلی تھی؟ آپؑ نے اپنے آپؑ کو ہلاکت سے کیوں نہیں بچایا تھا؟

آپؑ کے برادر بزرگوار کا طریقہ بھی آپؑ کے سامنے تھا۔ انھیں کسی قسم کا خوف بھی نہ

تھا۔ پھر بھی اُنھوں نے حاکمِ شام سے صلح کر لی تھی۔ دونوں اماموں کے اِن دو افعال کو کس طرح صحیح کہا جاسکتا ہے؟

جواب: ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام یہ جانتے تھے کہ آپؑ ہر صورت حق تک پہنچیں گے۔ حق کے لیے قیام ضروری تھا، اس لیے آپؑ نے قیام کیا۔ آپؑ پر قیام کرنا واجب تھا۔ اس وجوب کی ادائیگی کے لیے ہر قسم کی مشقت آپؑ نے برداشت کرنی تھی۔

فرزندِ رسولؐ اُس وقت کوفہ کی طرف چلے تھے۔ جب آپؑ کو اُن کی وفاداری پر یقین آ گیا تھا کیونکہ اُن لوگوں نے آپؑ کی طرف خطوط لکھے تھے کہ وہ ہر صورت اُن کی مدد کریں گے اور اُن کی نصرت سے فرار نہیں کریں گے۔ یہ خط و کتابت کوفہ کے اشراف کی طرف سے تھی۔ جب امام حسن علیہ السلام اور حاکمِ شام کے درمیان صلح ہوگئی تھی تو اِس صلح کے بعد کوفہ کے لوگ امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے تھے۔ آپؑ نے اُنھیں وہی جواب دیا جو آپؑ پر واجب تھا۔

جب حضرت امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو پھر اہلِ کوفہ نے آپؑ کی طرف خطوط لکھے تھے۔ اُن دنوں ابنِ ہند زندہ تھا، حالات بدتر تھے۔ اُس وقت بھی آپؑ نے لوگوں کو خروج سے روک دیا تھا۔ جب حاکمِ شام فوت ہوا تو پھر اہلِ عراق نے آپؑ کی طرف خطوط جاری کیے تھے کہ وہ ہر صورت اُن کی نصرت کریں گے۔ آنحضرتؑ نے اُس وقت اہلِ کوفہ کو یزیدی نمائندے کے مقابلے میں مضبوط پایا تو آپؑ نے اپنے لیے کوفہ کا سفر واجب خیال کیا۔ آپؑ کے حساب و کتاب میں یہ بات نہ تھی کہ اہلِ کوفہ اُن سے غداری کریں گے اور حق کو چھوڑ دیں گے۔ جب حضرت مسلم بن عقیلؑ کوفہ میں وارد ہوئے تھے تو اکثر لوگوں نے آپؑ کی بیعت کر لی تھی۔

کچھ دنوں کے بعد ابنِ زیاد کوفہ میں داخل ہوا اور اُسے حضرت مسلمؑ کے کوفہ آنے کا علم ہوا۔ اُس وقت حضرت مسلمؑ حضرت ہانی بن عروہؓ کے گھر میں تھے۔ شریک بن اَعور، ہانی بن عروہؓ اور حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ جب ابنِ زیاد شریک کی عیادت کے لیے آئے گا تو حضرت مسلمؑ پردے سے باہر آ کر اُسے قتل کر دیں گے۔ ابنِ زیاد نے آ کر عیادت کی اور پھر وہاں سے واپس چلا گیا۔ جب حضرت مسلمؑ سے پوچھا گیا کہ آپؑ نے ابنِ زیاد کو قتل کیوں نہ کیا؟

آپؑ نے کہا: یہ دھوکا تھا کیونکہ رسولؐ اسلام کا فرمان ہے: "ایمان فریب کی اجازت نہیں دیتا"۔

اگر حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ ابنِ زیاد کو قتل کر دیتے تو معاملہ ہی ختم ہو جاتا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بے خوف خطر کوفہ میں داخل ہوتے اور کوفہ کا ہر آدمی آپؑ کی نصرت کے لیے تیار ہو جاتا اور آپؑ اپنے دشمن پر غالب آجاتے اور مسلمانوں کو یزیدی حکومت سے نجات مل جاتی۔

جب ابنِ زیاد نے حضرت ہانیؓ کو دارالامارہ میں محبوس کر لیا تو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے اہلِ کوفہ کے ذریعے دارالامارہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ابنِ زیاد نے فوراً دارالامارہ کے دروازے بند کرا دیے تھے کہ کہیں حضرت مسلمؑ کے لوگ اندر داخل ہو کر اُسے قتل نہ کر دیں۔ اس کے بعد اُس نے حضرت مسلمؑ کے لشکر کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا تھا۔ لوگ خوف کی وجہ سے وہاں سے نکلنے لگے۔ آخر میں بہت تھوڑے لوگ حضرت مسلمؑ کے ساتھ رہ گئے تھے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ مقتل کی کتابوں میں موجود ہے۔ حضرت مسلمؑ شہید کر دیے گئے۔ امامؑ کو دورانِ سفر ہی اُن کی شہادت کا علم ہو گیا تھا۔ مقتل کی کتابوں میں موجود ہے کہ آپؑ نے واپسی کا اشارہ کیا، لیکن اس وقت حضرت عقیلؑ کی اولاد آپؑ کے پاس جمع ہو گئی اور اُنھوں نے آپؑ سے کہا: بخدا ہم انتقام لیے بغیر واپس نہیں جائیں گے۔ یا اُن کا انجام بھی وہی ہو جو اُن کے بزرگوار کا ہوا ہے۔

یہ سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

لَا خَيْرَ فِي الْعَيْشِ بَعْدَ هٰؤُلَاءِ

"ان کے بعد زندگی میں اب کوئی لذت باقی نہیں رہی ہے"۔

اسی دوران حر بن یزید لشکر کے ساتھ وہیں آگیا اور اُس نے امام علیہ السلام کو واپس نہ جانے دیا کیونکہ ابنِ زیاد نے اُسے یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب کے ساتھ ساتھ رہے اور اُنھیں واپس نہ جانے دے۔

جب امام علیہ السلام نے دیکھا کہ آپؑ کو واپس جانے کی اجازت ہے اور نہ کوفہ جانے دیا جا رہا ہے تو آپؑ نے شام کا راستہ اختیار کیا۔ آپؑ ابھی راستے ہی میں تھے کہ عمر بن سعد ایک بہت بڑا لشکر لے کر وہیں پر آگیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ مقتل کی کتابوں میں تفصیل کے

ساتھ محفوظ ہے۔ مذکورہ حالات و کیفیات کے پیش نظر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ امام علیہ السلام نے اپنے آپ کو ہلاکت سے کیوں نہیں بچایا؟ آپؑ نے اس سلسلے میں بھرپور کوشش کی تھی۔

ایک اور روایت بھی موجود ہے کہ آنحضرتؑ نے عمر بن سعد سے کہا تھا: جہاں سے میں آیا ہوں مجھے واپس جانے دیں یا پھر مجھے یزید کی طرف جانے دیں۔ اگر یہ باتیں تمھیں قبول نہیں ہیں تو مجھے کسی سرحدی علاقے کی طرف جانے دیں، تاکہ میں وہاں تم لوگوں کے حکومتی معاملات سے ایک طرف ہو کر رہوں۔

عمر بن سعد نے عبیداللہ بن زیاد کی طرف لکھا کہ امام علیہ السلام کا اب ارادہ یہ ہے تو اُس نے انکار کر دیا اور جواب میں یہ شعر بھیجا:

اَلْاٰنَ اِذْ عَلِقَتْ مَخَالِبُنَا بِهٖ

یَرْجُوْ النَّجَاۃَ وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ

"اب جب ہمارے پنجے اس کی رگِ جان میں گڑھ گئے ہیں تو وہ چھٹکارا چاہتا ہے اب اُس کے لیے کوئی چھٹکارا نہیں ہے"۔

اِن لمحات میں آپؑ نے جان لیا تھا کہ اب وہ ابنِ زیاد کی حکومت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اگر وہ اپنے آپؑ کو اس کے حوالے کرتے ہیں تو ذلّت و عار کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آسکے گا۔ اس لیے آپ نے مدافعاتی راستہ اپنایا کہ وہ دشمن سے ٹکرا کر اپنا اور اپنی عزّتِ نفس کا دفاع کریں گے۔

خداوندعالم دشمن کے مقابلے میں فتح عنایت کرے گا۔ بعض اوقات معمولی اور کمزور لشکر کو غیر معمولی اور زوردار لشکر پر فتح حاصل ہو جاتی ہے۔ یا پھر شہادت کی سعادت کا راستہ تو محفوظ ہے۔

آنحضرتؑ نے اپنے ناصحین کے گمانوں کی مخالفت کی تھی جس طرح ابنِ عباسؓ وغیرہ ہیں، اُنھوں نے آپؑ سے کہا تھا کہ شاید آپؑ کو وہیں قتل کر دیا جائے۔ ظنوں کی اپنی ایک حالت ہوتی ہے۔ کسی آدمی کے نزدیک وہ قوی ہوتے ہیں اور کسی کے نزدیک ضعیف ہوتے ہیں۔ حضرت ابنِ عباسؓ کو کوفہ کے لوگوں کے خطوط پر یقین نہیں تھا۔ یہ وہ اُمور ہیں جو لوگوں کے حالات سے مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ تمام اُمور کو یہاں مفصل بیان نہیں کیا جاسکتا۔ (تنزیہہ الانبیاء: ص ۱۷۵ تا ۱۷۷)

جناب شیخ صالح نجف آبادیؒ ہمارے دور کی وہ واحد شخصیت ہیں کہ جنھوں نے حکومت کے قیام کے نظریئے کی بات کی ہے کہ امام علیہ السلام کے انقلاب کا ہدف اسلامی حکومت کا قیام تھا۔ اپنے اس نظریہ کے اثبات کے لیے اُنھوں نے بہت سے دلائل دیئے ہیں کہ امامؑ کا ہدف معین نہیں تھا بلکہ آپؑ کا عزم حالات کے مطابق تھا۔

آپؑ نے ہر پہلو کو سامنے رکھا اور اس کے مطابق اپنا ہدف معین کیا۔ پھر اُس ہدف کو پانے کے لیے بھرپور کوشش کی۔ اُنھوں نے لکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کے چار مراحل تھے۔ آپؑ نے اپنے ہر معین ہدف کو پانے کے لیے سعی کی۔ وہ مراحل درج ذیل ہیں:

(الف) آپؑ جب مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو یہ آپؑ کے انقلاب کا پہلا مرحلہ تھا۔ امام علیہ السلام کا ارادہ تھا کہ آپؑ مکہ معظمہ میں رہ کر بیت اللہ کے حجاج کرام کے ذریعے اپنے ہدف کو حاصل کرلیں گے۔ لوگ یزید کے خلاف ہوجائیں گے اس طرح ایک ظالم حکومت سے اُمت کو نجات مل جائے گی۔

(ب) اس مرحلے کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب آپؑ نے مکہ معظمہ سے کوفہ جانے کا ارادہ کیا اور آپؑ کا راستے میں حُر کے لشکر سے آمنا سامنا ہوا۔ اس مرحلے کا ہدف حکومتی نظام کے خلاف قیام کرنا تھا کہ جب ظالم حکومت کا سقوط ہوجائے گا تو پھر نئے حالات کو سامنے رکھ کر قرآنی حکومت کا نظام مرتب کیا جائے گا۔

(ج) حُر کے لشکر سے ٹکراؤ سے لے کر کربلا کی جنگ کی ابتداء تک یہ تیسرا مرحلہ ہے۔ اس میں آپؑ نے جنگ کیے بغیر پیدا ہونے والی سازشوں کے خلاف بند باندھنے کی کوشش کی، تاکہ صلح وصفائی کے ساتھ معاملات طے پاجائیں۔

(د) یہ وہ آخری مرحلہ ہے جب دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے تھے اور جنگ کا آغاز ہوگیا تھا۔ اس مرحلے میں آپؑ کا ہدف مقاومت اور اپنا مشرف دفاع تھا۔ (شہید جاوید: ص ۱۷۲)

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے:

حکومت کا قیام امام علیہ السلام کا پہلا ہدف تھا: صلح دوسرا ہدف تھا اور شہادت کا حصول تیسرا ہدف تھا۔ معنی ومفہوم یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے عسکری انتصار کے لیے مسلسل کوشش کی کہ لوگ

اُنھیں اور دشمن کے خلاف جنگ کریں تا کہ اسلامی حکومت قائم ہو جائے۔ ہر صورت آپؑ نے جنگ اور قتل و قتال سے گریز کیا تھا، لیکن لوگوں نے رسولِؐ اسلام کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا اور عالمِ اسلام کو بہت بڑے خسارے سے دوچار کر دیا"۔ (شہید جاوید: ص ۲۱۵)

نیز اہلِ سنت بھی یہی کہتے ہیں کہ واقعۂ عاشورا کا وقوع حکومت کے قیام کے لیے تھا۔

ابنِ کثیر نے اپنی تاریخ میں اس موضوع کو "قصہ حسینؑ بن علیؑ" کے عنوان سے پیش کیا ہے کہ آپؑ کے خروج کا سبب حکومت اسلامی کا قیام تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ)

شمس الدین ذھبی نے بھی امام علیہ السلام کے خروج کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ آپؑ مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف حکومت کے قیام کے لیے چلے تھے۔ (تاریخ اسلام وفایات المشاہیر والاعلام: ج ۵، ص ۵)

ابنِ جوزی لکھتے ہیں: "اہلِ عراق نے امام علیہ السلام کی طرف خطوط لکھے تھے کہ آپؑ کوفہ تشریف لائیں، تا کہ ہم آپؑ کی بیعت کریں لیکن اہلِ کوفہ نے آپؑ سے غداری کی"۔ (الرد المتعصب العنید، ص ۱۷)

ابنِ جوزی نے یہ بھی لکھا ہے کہ "حضرت امام حسین علیہ السلام نصرت کی اُمید رکھتے تھے کہ اہلِ کوفہ ہر صورت آپؑ کی مدد کریں گے اور وہ اپنی حکومت قائم کریں گے"۔

ہندو شاہ صاحبی نخجوانی نے بھی یہی کہا ہے: "اہلِ کوفہ نے فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط ارسال کیے کہ وہ اُن کے پاس تشریف لائیں اور اُنھوں نے قسمیں کھائیں کہ وہ ہر صورت آپؑ کی بیعت کریں گے اور بنی اُمیہ کے خلاف جنگ کریں گے اور اس راستے میں وہ اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا دیں گے۔ اہلِ کوفہ نے بار بار خطوط لکھے کہ وہ ہر صورت اُن کے پاس تشریف لائیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اُن کے فریب میں آگئے اور آپؑ کوفہ کی طرف چل پڑے"۔ (تجارب السلف: ص ۶۷، ۶۸)

اہلِ سنت کے اس بیان میں صراحت اور عدم اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ اُن لوگوں نے اِس موضوع کو تاریخی نظر سے اپنایا ہے۔ اُنھوں نے اس واقعہ کی تفسیر کلامی زاویوں سے نہیں کی ہے۔

۳- جان کی حفاظت کا نظریہ

ایک جدید ماہر کتابیات نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خروج کے بارے میں لکھا ہے کہ "حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ اور مکہ معظمہ سے عراق کا سفر صرف اپنی جان کی حفاظت کے لیے کیا تھا۔ آپ کا مقصد کسی قسم کا انقلاب تھا اور نہ دشمن سے جنگ تھا اور نہ آپؑ نے حکومت کے قیام کے لیے یہ سفر کیا تھا"۔ (کتاب ہفت سالہ چرا بہ صدا درآمد، ص ۱۹۲ تا ۱۹۴)

اُس نے یہ بھی لکھا: "شیعوں کا کہنا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جہاد کا ارادہ نہیں رکھتے تھے"۔ (مصدر سابق، ص ۱۵۴)

۴- شہادت اور قیامِ حکومت کا نظریہ

اس نظریہ کے طرف داران یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام دونوں چیزیں چاہتے تھے۔ آپؑ اسلامی حکومت کا قیام اور شہادت بھی چاہتے تھے۔ اس اَمر کی تائید اُن کثیر التعداد نصوص سے ہوتی ہے جو رسولِ اسلام اور آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام سے صادر ہوئی ہیں۔ فرزندِ رسولؐ کے اپنے اقوال، خطبات اور مکتوبات اس اَمر کے شاہد ہیں کہ آپؑ کے برنامہ میں شہادت لکھ دی گئی تھی۔ آپؑ نے اپنی شہادت کا راستہ اُس علم و معرفت کی روشنی میں طے کیا تھا جو آپؑ کو اپنے بزرگوں کی طرف سے ملا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب مدینہ منورہ سے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا اور آپؑ کے اس سفر کا اختتام کربلا میں ہوا تھا۔ آپؑ نے اس طویل سفر کے دوران مختلف مقامات اور مختلف مراحل میں اپنے اُقوال اور خطبات میں اپنی شہادت کا پیغام دیا تھا اور شہادت کس لیے؟ وہ اس لیے کہ اُمت کے اُمور کی اصلاح ہو، سنتِ نبویؐ کا اُحیا ہو، اور خلافتِ حقہ کا نظام ہو۔ یہ دونوں کلامی اور تاریخی حقیقتیں ایک مقام پر جمع ہو جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے اس نظریے کے تحت چار آرا منظرِ عام پر آجاتی ہیں:

(الف) مرحلہ وار اُہداف

حضرت علامہ اُستاذ شہید مطہریؒ کی گفتگو کا ماحصل یہ ہے: "حضرت امام حسین علیہ السلام کے

انقلاب کے اہداف چند مراحل پر مشتمل ہیں۔ مرحلہ اولیٰ میں آپؑ کا ہدف حکومت کا قیام تھا۔ حضرت مسلم بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر کے بعد آپؑ کا ہدف شہادتِ عظمیٰ کا حصول ہو گیا تھا۔

جب اہلِ کوفہ نے غداری کی اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے اپنی نصرت روک دی اور ابن زیاد کی طرفداری اپنائی تو امام علیہ السلام کے خطبات کا لہجہ بدل کر رہ گیا تھا اور آپؑ کے لفظ لفظ سے حماسۂ حسینیؑ ظاہر و باہر ہو رہا تھا۔ جب آپ کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر ملی تو آپؑ نے شہادت کو اپنا ہدف بنا لیا تھا"۔ (مجموعہ آثار استاد شہید مطہریؒ: ج ۱۷، ص ۱۷۳)

(ب) قصہ بالواسطہ اور بلاواسطہ

حضرت علامہ عسکریؒ نے "مرآۃ العقول" پر مقدمہ لکھا تھا کہ جس کا عنوان "معالم المدرسین" ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا قصد شہادت تھا، لیکن آپؑ کی خواہش تھی کہ لوگ یزیدؑ کے خلاف مسلح جدوجہد کریں اور اُس کی حکومت کو گرا کر اسلامی حکومت قائم کریں۔

جب مدینہ منورہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیعت کا مطالبہ کیا گیا تو آپؑ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ یہ خبر ہر طرف پھیل گئی۔ آپؑ نے مدینہ منورہ کو خیرباد کہا اور مکہ معظمہ کی طرف چل پڑے۔ آپؑ نے مکہ کا وہ راستہ اپنایا، جو مشہور راستہ تھا۔ آپؑ نے ابن زبیر کی طرح غیر معروف راستوں کو نہیں اپنایا تھا۔ اس سفر سے آپ مکہ پہنچے اور وہیں بیت اللہ میں پناہ لی۔ وہاں معتمرین اور حجاج کرام کا ہجوم تھا۔ یہ لوگ آپؑ کے پاس آتے اور آپؑ انھیں خطاب کرتے۔ آپؑ اُن کے سامنے اپنے جدِ بزرگوارؐ کی سیرت کو بیان کرتے اور خلیفۂ وقت کی پیغمبرؐ خدا کی سیرت سے انحراف پر روشنی ڈالتے۔ وہیں آپؑ نے اپنی دعوت کا اعلان کیا۔ اطراف و اکناف کے علاقوں کی طرف خطوط روانہ کیے اور اُمت کو پیغام دیا کہ وہ اُٹھیں اور اُن کا ساتھ دیں، تاکہ اس مسلح جدوجہد کے ذریعے حقیقی اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔ آپؑ نے لوگوں سے اپنی بیعت کا مطالبہ کیا۔ آپؑ نے اُن لوگوں سے اپنی ذاتی حکمرانی کے لیے نصرت نہیں مانگی تھی۔ آپؑ کے کسی خطاب اور مکتوب میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی کہ جس میں ذاتی حکومت کا ذکر ہو۔ کربلا کے راستے میں آپؑ نے جہاں کہیں منزل کی یا کوچ کیا تو

حضرت یحییٰؑ بن زکریا کی مظلومیت اور اپنے حقوق کی بات کی۔ حضرت یحییٰؑ نے اپنے دور کے طاغوت کا انکار کیا تھا اور فرزند رسولؐ نے اپنے دور کے طاغوت کی نفی کی تھی۔ آخر کار آپؑ کو قتل کر دیا گیا اور آپؑ کا سر مبارک بالکل اسی طرح طاغوت کو پیش کیا گیا تھا۔ حضرت یحییٰؑ اکیلے تھے، اُن کے ساتھ اُن کے اہل و عیال نہیں تھے لیکن اِدھر حضرت امام حسین علیہ السلام اکیلے نہیں تھے۔ آپؑ کے ساتھ آپؑ کے جوان، اصحاب اور اعوان و انصار تھے۔ سبھی شہید کر دیے گئے اور خاندانِ نبوت کی خواتین کو قیدی بنا لیا گیا تھا۔ جو آدمی حکومت کا طلب گار ہوتا ہے وہ ایسی باتیں نہیں کرتا جیسی باتیں امام علیہ السلام کی مقدس زبان پر جاری تھیں۔ ذاتی حکومت کے طالب لوگوں کے سامنے اپنے قتل کی باتیں نہیں کرتے۔ آپؑ لوگوں کی نصرت چاہتے تھے تاکہ ظالم حکومت کا خاتمہ ہو اور اُمت کی اصلاح ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا احیاء ہو۔ (1)

(ج) شہادت کے علم کے ساتھ ساتھ اسلامی حکومت کا قیام

حضرت آیت اللہ اُستادی فرماتے ہیں:

''ہم یہ نہیں کہتے کہ سبط رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہدف شہادت تھا، بلکہ آپؑ نے خروج کیا اور آپؑ کو اپنی شہادت کا علم تھا کہ آپؑ کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے باوجود بھی آپؑ نے خروج کیا، تاکہ اہلِ کوفہ کی دعوت کے ذریعے اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے''۔ (سرگزشت کتاب شہید جاوید: ص ۳۳۹)

آیت اللہ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

''جب اہلِ کوفہ نے امام علیہ السلام کو دعوت دی تو اُس وقت آپؑ کی شرعی تکلیف یہ تھی کہ آپؑ حکومت اسلامی کے قیام کے لیے اہلِ کوفہ کی دعوت کو قبول کریں حالانکہ امام علیہ السلام یہ بھی جانتے تھے کہ یہ امر متحقق نہیں ہوگا''۔ (مصدر سابق: ص ۳۷)

آپ نے ایک اور جگہ پر لکھا کہ ''کوفیوں کی دعوت کو قبول کرنا اور حکومت کے قیام کی مشروعیت شہادت کے علم کے ساتھ، امام علیہ السلام کا یہ جاننا کہ اگر آپؑ نے کوفیوں کی دعوت قبول کی

---

(1) مقدمہ مرآة العقول: ج ۲، ص ۳۰۳ تا ۳۹۴؛ معالم المدرسین: ج ۲، ص ۳۵۸

اور اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کی تو آپؑ کو شہید کر دیا جائے گا تو آپؑ کو شہادت کا یہ علم مذکورہ اُمور کے منافی نہیں تھا۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام ابتداء ہی سے ان تمام اُمور کو جانتے تھے"۔ (مصدر سابق، ص ۴۹۸)

(د) ظاہری اور باطنی اَطراف

بعض محققین نے حسینیؑ انقلاب کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے دو پہلو ہیں: ایک اُس کا ظاہری پہلو ہے اور دوسرا باطنی پہلو، تا کہ اس مسئلہ کو حل کیا جائے کہ امام علیہ السلام اپنی شہادت کا علم نہیں رکھتے تھے اور آپؑ حکومت کا قیام اور اپنے نانا کی اُمت کی اصلاح چاہتے تھے۔

کتاب "پاسدارانِ وحی" کے مؤلف نے اِس نظریہ کی رد میں لکھا ہے:

"جب کوفہ والوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف حکومت کے قیام کے لیے خطوط لکھے تھے تو امام علیہ السلام نے اُن کی دعوت کو قبول کر لیا تھا، لیکن یہ سب کچھ ظاہر میں تھا، واقع میں نہیں تھا۔ آپؑ نے حکومت کے قیام کے لیے ظاہر میں حرکت کی تھی، لیکن حقیقت میں آپؑ کا یہ ارادہ نہیں تھا کیونکہ آپؑ جانتے تھے کہ وہ کوفہ پہنچنے سے پہلے کربلا میں شہید کر دیے جائیں گے۔ اس لیے آپؑ نے شہادت کے لیے کربلا کا سفر کیا تھا"۔

مذکورہ اعتبار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کا ظاہری عمل آپؑ کے باطن کا برعکس تھا۔ ظاہر میں آپؑ کا سفر حکومت کے لیے تھا، لیکن آپؑ باطناً کربلا کی طرف جا رہے تھے، تا کہ وہیں دین کے دشمنوں سے جنگ کر کے شہید ہو جائیں۔ (مصدر سابق، ص ۳۷ تا ۳۸)

مندرجہ بالا آرا کو پیش کرنے کے بعد ہم بعض سوالات، ابہامات اور نقود و ارادہ پر مختصر صورت میں روشنی ڈالنا چاہتے ہیں:

① جن لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ امام علیہ السلام کا ہدف حکومت کا قیام تھا تو اُن صاحبان نے امام علیہ السلام کے علمِ شہادت پر روشنی نہیں ڈالی۔ اُنھوں نے تجاہل برتا ہے، حالانکہ اس اَمر پر متواتر نصوص موجود ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ مصدر جس سے مذکورہ ہدف کا استخراج کیا گیا ہے وہ امام علیہ السلام کے اَقوال، خطبات اور مکتوبات ہیں۔ اس مجموعہ میں

امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اُمت کے اَمر کی اصلاح احیائے سنت نبویؐ کے علاوہ ہمیں کوئی اور بات نظر نہیں آتی۔

آنحضرتؑ کے اس مذکورہ مجموعہ میں حکومت کے قیام کے عزم کی کہیں تصریح نہیں ملتی۔ جی ہاں! جہاں یہ بات ہے کہ امام علیہ السلام نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ بعض نصوص میں اشارے موجود ہیں کہ یزید اس قابل نہ تھا کہ جس کی بیعت کی جاتی۔ وہ خلافت کے اہل ہی نہ تھا، اس لیے آپؑ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔

جیسا کہ پہلے ہم نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہدف اور مقصد شہادت نہیں تھا، بلکہ شہادت آپؑ کا مقصود تھا۔ جن لوگوں نے مقصد اور مقصود کے درمیان طلب کو ہدف بنایا ہے تو اُن لوگوں نے ان تمام چیزوں کو آپس میں خلط ملط کر دیا ہے۔ اُنھوں نے امامؑ کے اقوال، خطبات اور مکتوبات سے تجاہل سے کام لیا ہے۔ آپؑ نے مذکورہ مجموعہ میں جو اہداف بیان کیے ہیں وہ طلبِ شہادت کا غیر ہیں۔

٢ ایک اور دوسری جہت کہ امام علیہ السلام کے کلام میں لفظِ ''خروج'' موجود ہے تو اس لفظ سے انقلاب مراد نہیں لیا جاسکتا۔ اس لفظ کا معنی و مفہوم آپؑ کے سفر کے تمام مراحل ہیں۔ آپؑ کا مدینہ منورہ سے خروج اِسے انقلاب کے خط سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ لیکن امام علیہ السلام نے خود اپنی گفتگو میں لفظِ خروج کی تفسیر فرمائی ہے۔ جب آپؑ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہونے کا عزم کیا تھا تو حضرت ابنِ عباسؓ اور حضرت محمد بن حنفیہؒ نے مدینہ منورہ سے یا مکہ معظمہ سے خروج کا سبب پوچھا تھا تو آپؑ نے جو جواب دیا تھا اُس میں جب کلمہ عَلٰی کے ساتھ متعدی ہو تو ''انقلاب'' کا معنی دیتا ہے، ورنہ صرف خروج کا معنی دیتا ہے۔ یہ تمام مواضع حرف ''اِلٰی'' کے ساتھ مقرون ہیں تو اس لحاظ سے مفہوم صرف خروج ہی ہے۔

٣ نفس کی محافظت وحفاظت کا نظریہ کسی اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ یہ علمِ کلام کے لحاظ سے صحیح ہے اور نہ تاریخ کے اعتبار سے صحیح ہے۔ یہ نظریہ پیش کرنے کے قابل ہی نہیں ہے۔ امام علیہ السلام اور اُن کی امامت کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اپنی جان کو دین پر مقدم

رکھیں۔ شاید کاتب محترم کے ذہن میں کچھ ملاحظات ہوں لیکن اُس نے یہاں اُن کا ذکر ہی نہیں کیا۔

④ ہم نے اپنے پہلے اور دوسرے فقرے میں نظریہ جمع کو بیان کیا ہے۔ اس پر گفتگو کرنا ضروری ہے۔ اس واقعہ کی بعض وجوہ سے تجاہل برتا گیا ہے۔ یہ نظریہ پہلے تین نظریات کی مثل ہے۔ ہم اپنے مقام پر اس پر بحث کریں گے۔

متعدد طبقات کی ہدفیت

حضرت امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کے ہدف کے بارے میں مختلف آرا پائی جاتی ہیں: یہاں ہم دو طبقاتی ہدفیت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ دونوں طبقات کا یقین ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی شہادت کا یقین تھا، لیکن آپؑ شہادت کو مقصد خیال کرتے تھے، مقصود اور ہدف خیال نہیں کرتے تھے۔

پہلے طبقات

ہم اِس طبقہ میں یومِ عاشورا کے ہدف کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی نظر میں دیکھنا چاہتے ہیں کہ خود آپؑ کا اس کے بارے میں نقطۂ نظر کیا تھا۔ جب ہم آپؑ کے اقوال، خطبات اور مکتوبات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اُن میں آپؑ کے اَہداف سامنے آتے ہیں۔ جب آپؑ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا تو اس مرحلہ میں آپؑ نے بعض اَہداف کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح جب آنحضرتؑ نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا سفر کیا تھا یا پھر مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف عازمِ سفر تھے تو اس دوران آپؑ نے اپنے کچھ اَہداف کا ذکر کیا۔

دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب یزید کی بیعت کرنے سے انکار کیا تھا تو اُس وقت آپؑ نے اپنے بعض اَہداف کا اعلان کیا تھا۔ پھر مدینہ سے مکہ کے سفر میں اور مکہ سے کوفہ کے سفر کے دوران اپنے موقف کا اظہار فرمایا تھا۔

پہلی قسم میں آپؑ نے یزید کے فسق کا اظہار کیا کہ وہ فاسق ہے اور وہ اسلامی حکومت کا خلیفہ نہیں بن سکتا۔ آپؑ نے مدینہ کے گورنر کے سامنے فرمایا تھا:

أَيُّهَا الأَمِيرُ! إِنَّا أَهلُ بَيتِ النُّبُوَّةِ، وَمَعدِنُ الرِّسَالَةِ، وَمُختَلَفُ المَلَائِكَةِ، وَمَحَلُّ الرَّحمَةِ، وَبِنَا فَتَحَ اللهُ وَبِنَا خَتَمَ، وَيَزِيدُ رَجُلٌ فَاسِقٌ شَارِبُ خَمرٍ، قَاتِلُ النَّفسِ المُحَرَّمَةِ، مُعلِنٌ بِالفِسقِ، مِثلِي لَا يُبَايِعُ لِمِثلِهِ، وَلٰكِن نُصبِحُ وَتُصبِحُونَ وَنَنتَظِرُ وَتَنتَظِرُونَ، أَيُّنَا أَحَقُّ بِالخِلَافَةِ وَالبَيعَةِ.

''ہم اہلِ بیتؑ نبوت ہیں، معدنِ رسالتؑ ہیں، ملائکہ کی آمد ورفت کا مرکز ہیں، محلِ رحمت ہیں، اللہ رب العزت نے اپنے دین کا ہمارے گھرانے سے آغاز کیا اور آخر تک ہمارا گھرانہ اسلام کے ساتھ رہے گا۔ یزید ایک فاسق و فاجر آدمی ہے، وہ شرابی ہے، محترم نفوس کا قاتل ہے، علانیہ فسق کرنے والا ہے۔ مجھ جیسا اُس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا۔ اب ہم اور تم دونوں آنے والے وقت کا انتظار کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کون خلافت اور بیعت کا حق دار ہے''۔

قَد عَلِمتَ إِنَّا أَهلُ بَيتِ الكَرَامَةِ وَمَعدِنُ الرِّسَالَةِ وَأَعلَامُ الحَقِّ الَّذِي أَودَعَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوبَنَا، وَأَنطَقَ بِهِ أَلسِنَتَنَا، فَنَطَقَت بِإِذنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَلَقَد سَمِعتُ جَدِّي رَسُولَ اللهِ يَقُولُ: (إِنَّ الخِلَافَةَ مُحَرَّمَةٌ عَلَى وُلدِ أَبِي سُفيَانَ). وَكَيفَ أُبَايِعُ أَهلَ بَيتٍ قَد قَالَ فِيهِم رَسُولُ اللهِ هٰذَا؟!

''تم خوب جانتے ہو کہ ہم ہی اہلِ بیتؑ کرامت ہیں اور معدنِ رسالت ہیں۔ ہم ہی حق کی علامات ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہمارے قلوب میں حق کی بلندیاں رکھ دی ہیں اور ہماری زبانوں پر اُسے جاری کر دیا ہے۔ یہ زبانیں اللہ عزوجل کے اِذن سے نطق کرتی ہیں۔ میں نے اپنے جدِ بزرگوار رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ابوسفیان کی اولاد پر خلافت حرام ہے۔ اہلِ بیتؑ کیسے اُن کی بیعت کریں جن کے بارے میں

اللہ کے رسولؐ نے یہ فرمادیا ہو؟"

آپؑ نے مروان کی تجویز سن کر فرمایا تھا:

عَلَى الْإِسْلَامِ السَّلَامُ إِذْ بُلِيَتِ الْأُمَّةُ بِرَاعٍ مِثْلِ يَزِيْدَ.....

وَقَدْ سَمِعْتُ جَدِّي رَسُولَ اللهِ يَقُولُ: (الْخِلَافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلَى آلِ أَبِي سُفْيَانَ الطُّلَقَاءِ وَأَبْنَاءِ الطُّلَقَاءِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلَى مِنْبَرِي فَابْقُرُوا بَطْنَهُ). وَلَقَدْ رَآهُ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ عَلَى مِنْبَرِهِ فَلَمْ يَفْعَلُوا بِهِ مَا أُمِرُوا، فَابْتَلَاهُمْ بِابْنِهِ يَزِيْدَ.

"اگر اُمت کی رہبری یزید جیسے شخص کے ہاتھوں میں ہو تو پھر اسلام پر فاتحہ پڑھ لینا چاہیے۔ میں نے اپنے جد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: خلافت خاندانِ ابوسفیان پر حرام ہے اور اگر کبھی معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اُسے قتل کردو، لیکن اہلِ مدینہ نے معاویہ کو منبرِ رسولؐ پر دیکھنے کے باوجود اُسے قتل نہیں کیا۔ اب اس کی سزا میں خدا نے اُنھیں یزید جیسے فاسق و فاجر کی حکمرانی کی مصیبت میں مبتلا کردیا ہے"۔ (مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۸۴)

دوسری قسم ان اُمور پر مشتمل ہے: اصلاحِ اُمت، احیاء اُمت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، سلطان جائر سے جنگ، عزتِ آباء۔

آپؑ نے فرمایا:

إِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشِراً وَلَا بَطِراً وَلَا مُفْسِداً وَلَا ظَالِماً، وَإِنَّمَا خَرَجْتُ لِطَلَبِ النَّجَاحِ وَالصَّلَاحِ فِي أُمَّةِ جَدِّي مُحَمَّدٍ، أُرِيْدُ أَنْ [آمُرَ] بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَسِيْرَ بِسِيْرَةِ جَدِّي مُحَمَّدٍ، وَسِيْرَةِ أَبِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ..... فَمَنْ قَبِلَنِي بِقَبُولِ الْحَقِّ فَاللهُ أَوْلَى بِالْحَقِّ وَمَنْ رَدَّ عَلَيَّ هٰذَا أَصْبِرُ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ بَيْنِي وَبَيْنَ الْقَوْمِ بِالْحَقِّ وَيَحْكُمَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ

"مدینہ سے میرا خروج نہ خود پسندی اور تفریح کی غرض سے ہے اور نہ فساد اور ظلم وستم میرا مقصد ہے۔ میں تو صرف اس لیے نکلا ہوں کہ اپنے نانا کی اُمت کی اصلاح کروں۔ میں اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام دینا چاہتا ہوں اور یوں اس انجام دہی میں اپنے نانا اور اپنے والدِ بزرگوار کی سیرت کی پیروی کروں۔ اب اگر کوئی میری دعوت کو حق سمجھ کر قبول کرے تو اُس نے اللہ رب العزت کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اگر میری دعوت کو مسترد کردے تو میں صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ میرے اور ان افراد کے درمیان فیصلہ کرے اور اللہ ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے"۔

جناب ابوعثمان نہدیؒ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے غلام سلیمان کے حوالے ایک خط کیا، جو بصرہ کے پانچ اشراف کے نام تھا اور اس خط کی تحریر یہ ہے:

......أَمَّا بَعدُ! فَإِنَّ اللهَ اصطَفىٰ مُحَمَّداً عَلىٰ خَلقِهِ وَأَكرَمَهُ بِنُبُوَّتِهِ، وَاختَارَهُ لِرِسَالَتِهِ. ثُمَّ قَبَضَهُ إِلَيهِ. وَقَد نَصَحَ لِعِبَادِهِ. وَبَلَّغَ مَا أُرسِلَ بِهِ. وَكُنَّا أَهلَهُ وَأَولِيَاءَهُ وَأَوصِيَاءَهُ وَوَرَثَتَهُ وَأَحَقَّ النَّاسِ بِمَقَامِهِ. فِي النَّاسِ. فَاستَأثَرَ عَلَينَا قَومُنَا بِذٰلِكَ، فَرَضِينَا وَكَرِهنَا الفُرقَةَ وَأَحبَبنَا العَافِيَةَ. وَنَحنُ نَعلَمُ أَنَا أَحَقُّ بِذٰلِكَ الحَقِّ المُستَحَقِّ عَلَينَا مِمَّن تَوَلَّاهُ. وَقَد أَحسَنُوا وَأَصلَحُوا. وَتَحَرَّوُا الحَقَّ فَرَحِمَهُمُ اللهُ وَغَفَرَلَنَا وَلَهُم. وَقَد بَعَثتُ رَسُولِي إِلَيكُم بِهٰذَا الكِتَابِ. وَأَنَا أَدعُوكُم إِلىٰ كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ. فَإِنَّ السُّنَّةَ أُمِيتَت. وَإِنَّ البِدعَةَ قَد أُحيِيَت. وَإِن تَسمَعُوا قَولِي وَتُطِيعُوا أَمرِي. أَهدِكُم سَبِيلَ الرَّشَادِ. وَالسَّلَامُ عَلَيكُم وَرَحمَةُ اللهِ.

"امابعد! اللہ رب العزت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخلوق میں مصطفیٰ قرار دیا اور آپؐ کو اپنی نبوت سے مکرم کیا، اُنھیں رسالت عطا

فرمائی پھر اُنھیں اپنے پاس بلا لیا۔ آنحضرتؐ نے اللہ کے بندوں کو نصیحت کی اور اُن کی طرف جو پیغام آیا اُسے پہنچایا۔ ہم آپؐ کے اہلِ بیتؑ اور اُن کے اولیاء و اوصیاء اور وارث ہیں۔ رسالت مآبؐ کی وجہ سے ہمارے حقوق بڑھ کر ہیں۔ ہم ہی تمام لوگوں میں ان کے مقام کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ ہماری قوم نے اپنے آپ کو ہم پر مقدم کیا، ہم اُن کے اقدام پر خاموش رہے۔ ہم نے اِفتراق و انتشار کو ناپسند کیا اور امن و سلامتی کی پاسداری کی۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ جو لوگ اس وقت حکمران بنے ہوئے ہیں وہ اس حکومت کی اہلیت نہیں رکھتے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم اس حق کے سب سے زیادہ مستحق ہیں جس پر دوسرے مسلط ہو گئے۔ حقِ ولایت ہمارا ہے، اور جن لوگوں نے ہمارے حق کو پہچانا اور ہمارا ساتھ دیا تو اُن لوگوں نے بھلائی سے کام لیا اور اصلاح کی اور حق کا ساتھ دیا۔ اللہ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے۔ ہمارے لیے اور اُن کے لیے مغفرت کا سامان کرے۔

میں نے تم لوگوں کی طرف پیغامبر بھیجا ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو اللہ رب العزت کی کتاب اور نبیؐ کی سنت کی دعوت دیتا ہوں۔ نبی اکرمؐ کی سنت کو مٹا دیا گیا ہے۔ بدعات کو زندہ کر دیا گیا ہے۔ میری بات غور سے سنیے اور میرے حکم کی تعمیل کیجیے۔ میں تمھیں نجات کے راستے کی ہدایت کرتا ہوں"۔ والسلام![1]

اہلِ کوفہ کے خط کا جواب

فَلَعَمْرِی مَا الْاِمَامُ اِلَّا الْعَامِلُ بِالْکِتَابِ، وَالْاٰخِذُ بِالْقِسْطِ، وَالدَّائِنُ بِالْحَقِّ، وَالْحَابِسُ نَفْسَهُ عَلٰی ذَاتِ اللّٰهِ.

---

[1] موسوعہ امام حسینؑ: ج ۳، ص ۳۰

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مَا كَانَ مِنَّا تَنَافُساً فِي سُلْطَانٍ، وَلَا الْتِمَاساً مِنْ فُضُولِ الْحُطَامِ. وَلٰكِنْ لِنُرِيَ الْمَعَالِمَ مِنْ دِيْنِكَ، وَنُظْهِرَ الْإِصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ، وَيَأْمَنَ الْمَظْلُوْمُوْنَ مِنْ عِبَادِكَ، وَيُعْمَلَ بِفَرَائِضِكَ وَسُنَنِكَ وَأَحْكَامِكَ. فَإِنْ لَمْ تَنْصُرُوْنَا وَتُنْصِفُوْنَا قَوِيَ الظَّلَمَةُ عَلَيْكُمْ، وَعَمِلُوْا فِي إِطْفَاءِ نُوْرِ نَبِيِّكُمْ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا.

"مجھے اپنی زندگی کی قسم! امام اور رہبر وہ ہوتا ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرے، عدل و انصاف کا راستہ اختیار کرے۔ حق کی پیروی کرے اور اپنے وجود کو اللہ سبحانہ کے لیے وقف کر دے۔ والسلام!

اے اللہ! تُو خوب جانتا ہے کہ ہم میں سے کوئی تاج و تخت کا طلب گار نہیں ہے، تو ہماری نصرت فرما، تا کہ ہم تیرے دین کی تعلیمات کو دیکھیں اور تیرے شہروں میں اصلاح و فلاح کا نظام نافذ کریں اور تیرے مظلوم بندوں کو پناہ ملے اور تیرے فرائض اور احکام پر عمل ہو۔ اگر تُو نے ہماری نصرت نہ کی تو ظالموں کا ظلم عام ہو جائے گا اور وہ تیرے نبیؐ کے نُور کو بجھا دیں گے۔ ہمیں اللہ سبحانہ کافی ہے اور ہم اس پر توکّل کرتے ہیں"۔

اصحابِ حُر سے پہلا خطاب

"اے لوگو! خدا سے ڈرو اور حق کو اہلِ حق کے لیے قبول کرو تو تمھارا یہ عمل اللہ رب العزت کی خوشنودی کا باعث بنے گا۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیتؑ، ولایت و رہبری کے لیے ان لوگوں (بنی اُمیہ) سے بہتر و برتر ہیں۔ جو ایسی چیزوں کے دعویدار ہیں جس کا وہ حق نہیں رکھتے، اُنھوں نے ظلم وستم اور اللہ سبحانہ کی دشمنی کا راستہ اپنایا ہے۔ اب اگر تمھیں انکار ہے ہم سے اعراض کرنا چاہتے ہو اور ہمارے حق سے غفلت اپنانا چاہتے ہو

اور اب اگر تمھاری وہ رائے نہیں ہے جسے تم نے اپنے خطوط میں لکھا تھا میں یہیں سے واپس چلا جاتا ہوں"۔

اصحابِ حُر سے دوسرا خطاب

مَن رَأَىٰ سُلطَانًا جَائِرًا مُستَحِلًا لِحُرَمِ اللهِ، نَاكِثًا لِعَهدِ اللهِ، مُخَالِفًا لِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَعمَلُ فِي عِبَادِ اللهِ بِالإِثمِ وَالعُدوَانِ، فَلَم يُغَيِّر عَلَيهِ بِفِعلٍ وَلَا قَولٍ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللهِ أَن يُدخِلَهُ مُدخَلَهُ.

"اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ظالم حاکم کو دیکھے جو اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال بنا رہا ہو، خداوند عالم سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ رہا ہو، رسولؐ اللہ کی سنت کی مخالفت کرنے والا ہو اور اللہ کے بندوں کے ساتھ ظلم وستم سے پیش آتا ہو اور یہ شخص ایسے حاکم کو دیکھنے کے باوجود اپنے عمل یا اپنے قول سے اس کی مخالفت نہ کرے تو اللہ رب العزت کو حق حاصل ہے کہ اس خاموش اور بے عمل شخص کو اسی ظالم کے ہمراہ عذاب میں مبتلا کرے"۔

یومِ عاشوراء: امامؑ کا پہلا خطبہ

"نہیں، اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں ایک پست اور ذلیل آدمی کی مانند اپنا ہاتھ تمھارے ہاتھ میں نہیں دوں گا اور نہ ہی ایک غلام کی مانند راہِ فرار اختیار کروں گا"۔ (ارشاد: ج ۲، ص ۹۸)

یومِ عاشورا: امامؑ کا دوسرا خطبہ

أَلَا وَ إِنَّ الدَّعِيَّ ابنَ الدَّعِيِّ قَد رَكَزَ بَينَ اثنَتَينِ، بَينَ السِّلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَهَيهَاتَ مِنَّا الذِّلَّةُ، يَأبَى اللهُ لَنَا ذٰلِكَ وَرَسُولُهُ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَحُجُوْرٌ طَابَتْ، وَحُجُوْرٌ طَهُرَتْ، وَأُنُوْفٌ حَمِيَّةٌ وَنُفُوْسٌ أَبِيَّةٌ، مِنْ أَنْ تُؤْثَرَ طَاعَةُ اللِّئَامِ عَلٰى مَصَارِعِ الْكِرَامِ.

"دیکھیے! پست، کم ہمت اور فرومایہ باپ کے پست اور کمین بیٹے ابنِ زیاد نے مجھے دو میں سے کسی ایک بات کے انتخاب پر مجبور کر دیا ہے۔ میں تلوار اُٹھاؤں یا ذلت قبول کرلوں۔ ذلت قبول کرنا ہمارے لیے ممکن ہی نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ اور اُس کے رسولؐ، طیب و طاہر، آغوش، بلند و ستواں ناک، غیرت مند نفس ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم عزت کی موت پر پست و کم ہمت لوگوں کی اطاعت کو ترجیح دیں"۔

جی ہاں! یہ وہ اقوال، خطبات اور مکتوبات ہیں۔ امامت کی ذمہ داریاں سخت ہیں جو اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اُن سے عہدہ برآں ہونا ضروری ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو منصب امامت اس لیے ملا تھا کہ آپؑ دینِ خداوندی کی ترویج و اشاعت کریں اور اُسے زوال و اضمحلال سے محفوظ رکھیں اور اُس میں تحریف نہ ہونے دیں، تا کہ آپ معاشرے کے ایک عظیم الشان قائد و رہبر کی صورت میں ظاہر و باہر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپؑ نے اپنی تمام ذمہ داریوں کو اپنے اُقوال، خطبات اور مکتوبات میں بیان کیا۔ پھر اس عظیم واقعہ کا تجزیہ ان اُہداف کے بغیر کیسے ممکن ہے اور یہ واقعہ وہ ہے کہ جس میں ان عظیم ہستیوں کا بے دردی کے ساتھ خون بہایا گیا۔

یہ پہلا طبقہ واقعۂ عاشورا کے اُہداف میں شمار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ صاحبان نے ان حالات و واقعات سے حکومت کا قیام، ہدف خیال کیا ہے۔ لیکن یہ عنوان اِن اُمور سے بہت دُور ہے۔ جس طرح کہ ہم نے اشارہ کیا کہ امام علیہ السلام کے اقوال و خطبات اور مکتوبات میں کہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جن کا مفہوم قیامِ حکومت ہو۔

اس پہلو کے اُہداف نے اُموی حکومت کے ستونوں کو متزلزل کر دیا تھا۔ اس واقعہ کربلا کے بعد انتقامی انقلاب نمودار ہوئے اور جلد یزیدی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

دوسرے طبقات

ان طبقات کے اَہداف کا تجزیہ وتحلیل اللہ سبحانہ اور اُس کے رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیائے کرام کے فرمودات کی روشنی میں کیا جاسکتا ہے۔ یہاں ان اَہداف کو تاریخی حیثیت سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ بلکہ اس واقعہ کے اَہداف کو تاریکی کے مقابلے میں مشعلِ نُور کے اعتبار سے دیکھا جاسکتا ہے۔ ان اَہداف میں حُریت اور انسانی کرامت کا مطالبہ ہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام اور بشری فطرت کے درمیان عاطفیت کا وہ تعلق وعلاقہ قائم ہوا جو اُس دن سے آج تک باقی ہے۔ اَہداف کے دوسرے طبقات کی تفسیر درج ذیل فرمودات سے ہوتی ہے:

إِنَّ لِقَتْلِ الْحُسَيْنِ حَرَارَةً فِي قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَبْرُدُ أَبَداً

''اہلِ ایمان کے قلوب میں قتلِ امام حسین علیہ السلام سے وہ حرارت پیدا ہوتی ہے جو کبھی ٹھنڈی نہیں ہوگی''۔ (مستدرک الوسائل: ج۱۰،ص ۳۱۸)

إِنَّ لِلْحُسَيْنِ فِي بَوَاطِنِ الْمُؤْمِنِيْنَ مَعْرِفَةً مَكْتُوْمَةً

''اہلِ ایمان کے دلوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی معرفت پوشیدہ ہے''۔ (الخرائج والجرائح: ج۲،ص ۸۴۲؛ بحار الانوار: ج ۴۳،ص ۲۷۲)

يَا حُسَيْنُ! أُخْرُجْ فَإِنَّ اللهَ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَاكَ قَتِيْلاً

''اے حسینؑ! آپؑ خروج کریں اللہ نے چاہا ہے کہ وہ تمھیں مقتول دیکھے''۔ (الملهوف: ص ۱۲۸)

شیعہ تعلیمات میں کچھ ایسے اُمور موجود ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذات والاصفات سے متعلق ہیں۔ ان تعلیمات کی روشنی میں اس نظریہ کو سمجھا جاسکتا ہے اور خصوصی احکام کے اَسرار سامنے آتے ہیں۔ ان تعلیمات میں سے چند درج ذیل ہیں:

① مرض سے شفا پانے کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر کی خاک کھانا حلال ہے۔ (وسائل الشیعہ: ج۱۰،ص ۴۵۸)

② خاکِ کربلا پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ (وسائل الشیعہ: ج۳،ص ۶۰۸)

③ خاکِ شفا کی تسبیح پر ذکر کرنا مستحب ہے۔ (مصدر سابق)

④ نومولود کو خاکِ شفا کی گھٹی دینا مستحب ہے۔ (وسائل الشیعہ: ج ۱۵، ص ۱۳۸)

⑤ میت کو خاکِ کربلا سے حنوط کرنا مستحب ہے۔ (وسائل الشیعہ: ج ۲، ص ۷۴۲)

⑥ زیارتِ اربعین کی تاکید۔ (وسائل الشیعہ: ج ۱۰، ص ۳۷۳)

⑦ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مختلف دینی مناسبات سے زیارت پڑھنا۔ (وسائل الشیعہ: ج ۱۰، ص ۳۹۱)

⑧ حضرت امام حسینؑ کے لیے عزا و بکا کی مجالس کا قیام کرنا۔ (وسائل الشیعہ: ج ۱۰، ص ۳۹۱)

⑨ حائرِ حسینیؑ میں مسافر کے لیے قصر اور اتمامِ نماز کا جواز۔ (وسائل الشیعہ: ج ۸، ص ۵۲۲)

⑩ سفر میں خاکِ شفا کا ساتھ رکھنا مستحب ہے۔ (وسائل الشیعہ: ج ۸، ص ۳۱۳)

⑪ پانی پیتے وقت امام حسین علیہ السلام کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ (وسائل الشیعہ: ج ۸، ص ۲۱۶)

یہ مذکورہ تمام باتیں دلالت کرتی ہیں کہ اللہ رب العزت اور اُس کے اولیائے کرام کے لیے اس انقلاب کے کچھ اَہداف تھے کہ امام حسین علیہ السلام ان اَہداف کے لیے انقلاب کے راستے پر گامزن ہوں۔

ہم نے جو ابھی متعدد طبقات کے اَہداف کی بات کی ہے تو اس کے مرکزی اَہداف یہی ہیں جو ہم نے پیش کیے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اپنے اس مقصد کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ آپؑ نے جلد اس واقعہ کے دوران شہید ہو جانا ہے اور آپؑ کی شہادت درج ذیل اَہداف کے لیے تھی:

① نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی اصلاح۔

② اِحقاقِ حق اور اِبطالِ باطل۔

③ عزت اور حریت۔

④ ظلم و جور کا خاتمہ۔

⑤ حکومتِ اسلامیہ کے لیے زمین کی ہمواری۔

اللہ رب العزت کو اس عظیم انقلاب کے عظیم اَہداف مطلوب تھے۔ جنھوں نے تاریخ کے ہر دور میں رہنا ہے۔ بعض لوگ اسے مقدس دیو مالائی داستان سے تعبیر کرتے ہیں یا ان اَہداف سے وہ عطوفت بیان کرتے ہیں جو بشر اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے درمیان پیدا ہوا ہے۔

جس طرح یہ انقلاب کسی مذہب و ملت کے ساتھ خاص نہیں، اسی طرح یہ تاریخ کے کسی زمانے کے ساتھ بھی خاص نہیں ہے۔ تمام اَدیانِ عالم کو اس انقلاب نے متاثر کیا اور اس طرح تاریخ کے ہر دور نے بھی اس سے ایک خاص اثر لیا۔

زمانۂ غیبت کے بعد ان طبقات نے اہلِ تشیع کے حالات کو منقلب کیا۔ اس انقلاب نے اَحرارِ عالم کو انقلابی نمونے اور قیادتیں عطا کیں۔

فصل اوّل

امام حسین علیہ السلام کا بیعت یزید سے انکار

﴿یزیدی حکومت کا آغاز﴾

طبقات الکبریٰ میں ہے، حاکم شام معاویہ ماہ رجب ۶۰ ہجری کو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کی موت کے بعد لوگوں نے یزید کی بیعت کی۔ [1]

تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے کہ یزید کو یکم رجب ۶۰ ہجری کو ولایت حاصل ہوئی۔ اُن دنوں مدینہ منورہ کا گورنر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان تھا۔ کوفہ کی ولایت نعمان بن بشیر انصاری کے پاس تھی۔ بصرہ کی امارت عبیداللہ بن زیاد نے سنبھال رکھی تھی۔ مکہ معظمہ کا عامل عمرو بن سعید بن عاص تھا۔ [2]

---

[1] طبقاتِ کبریٰ: ج۱،ص ۲۴۲؛ انساب الاشراف: ج ۳،ص ۳۶۸؛ تہذیب الکمال: ج۶،ص ۴۱۳؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴،ص ۲۰۶؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص ۱۷۷؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸،ص ۱۶۲؛ ارشاد: ج۲،ص ۳۲

[2] ولید بن عتبہ بن ابی سفیان بن حرب اپنے چچا معاویہ کی طرف سے ۵۷ھ میں مدینہ کا عامل ہوا۔ اُس سے پہلے مروان مدینہ کا عامل تھا۔ جب معاویہ فوت ہوا اور یزید کی بیعت چلی تو اُس نے یزید کی بیعت کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام پر سختی نہ کی۔ مروان نے اُسے ملامت کی کہ اُس نے سُستی کا مظاہرہ کیوں کیا ہے۔ یزید نے ولید کو معزول کر دیا۔ پھر اسے ۶۱ھ میں مدینہ کی ولایت عطا کی۔ پھر اسے ۶۲ھ میں معزول کر دیا۔ جب عبداللہ ابن زبیر نے خروج کیا تو ان دنوں یہ دمشق میں تھا۔ جب ضحاک بن قیس نے اس سے ابنِ زبیر کی بیعت کی بات کی تو ولید نے اُس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ ضحاک نے اسے قید کر دیا۔ جب معاویہ بن یزید فوت ہوا تو اہلِ شام نے اس کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا تو اُن دنوں اسے نیزہ کا وار کر کے مار دیا گیا۔ (تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۴۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲،ص ۵۲۹؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸،ص ۱۳۶)

تاریخ الطبری فِي حَوادِثِ سَنَةِ (٦٠ هـ) : فِي هٰذِهِ السَّنَةِ بويعَ لِيَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ بِالخِلافَةِ بَعدَ وَفَاةِ أبيهِ لِلنِّصفِ مِن رَجَبٍ فِي قَولِ بَعضِهِم ، وَفِي قَولِ بَعضٍ لِثَمانٍ بَقِينَ مِنهُ ، عَلَى مَا ذَكَرنَا قَبلُ مِن وَفَاةِ وَالِدِهِ مُعَاوِيَةَ. فَأَقَرَّ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ عَلَى البَصرَةِ. وَالنُّعمَانَ بنَ بَشِيرٍ عَلَى الكوفَةِ.

"تاریخ طبری (حوادث ۶۰ھ) اس سال یزید کی بیعت کی گئی۔ یہ ۱۵ رجب ۶۰ھ کا واقعہ ہے۔ بعض نے کہا ہے: ابھی رجب کے مہینے سے آٹھ دن باقی رہتے تھے، یزید نے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ کا گورنر بنایا۔ نعمان بن بشیر کو کوفہ کی ولایت عطا کی"۔ (تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۳۸)

البداية والنهاية : بويعَ لَهُ [أي لِيَزِيدَ] بِالخِلافَةِ بَعدَ أبِيهِ فِي رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ ، وَكَانَ مَولِدُهُ سَنَةَ سِتٍّ وَعِشرِينَ . فَكَانَ يَومَ بويعَ ابنَ أربَعٍ وَثَلاثِينَ سَنَةً . فَأَقَرَّ نُوّابَ أبِيهِ عَلَى الأَقَالِيمِ . لَم يَعزِل أحَداً مِنهُم . وَهٰذَا مِن ذَكَائِهِ.

"البدایہ والنہایہ میں ہے، یزید کی بیعت اس کے باپ معاویہ کی وفات کے بعد رجب ۶۰ ہجری میں کی گئی۔ یزید کی پیدائش ۲۶ھ ہے اور جب اُس کی بیعت کی گئی تو اُس وقت اُس کی عمر ۳۴ سال تھی۔ اس نے اپنے والد کے نائبین کو اُن کی ولایتوں پر باقی رکھا اور اُن میں سے کسی کو معزول نہ کیا۔ یہ اَمر اس کی ذکاوت میں شمار ہوتا ہے"۔ (البدایہ والنہایہ: ج۸، ص۱۴۶)

حضرت امام حسینؑ سے بیعت کا مطالبہ

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) : كَتَبَ يَزِيدُ مَعَ عَبدِاللهِ بنِ عَمرِو بنِ أُوَيسٍ العَامِرِيِّ ،عَامِرِ بنِ لُؤَيٍّ.

إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمَدِينَةِ: أَنِ ادْعُ النَّاسَ فَبَايِعْهُمْ، وَابْدَأْ بِوُجُوهِ قُرَيْشٍ، وَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَنْ تَبْدَأُ بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، یزید نے عبداللہ بن عمرو بن اویس عامر، عامر بن لوئی کو خط دے کر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان حاکمِ مدینہ منورہ کی طرف بھیجا کہ وہ لوگوں سے اس کے لیے بیعت لے۔ اُس نے لکھا کہ بیعت کی ابتدا قریشی سرداروں سے کی جائے اور ان سرداروں میں بیعت کا آغاز حسینؑ بن علیؑ سے کیا جائے"۔ [1]

الإرشاد: لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ، وَذٰلِكَ لِلنِّصْفِ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ مِنَ الْهِجْرَةِ. كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. وَكَانَ عَلَى الْمَدِينَةِ مِنْ قِبَلِ مُعَاوِيَةَ. أَنْ يَأْخُذَ الْحُسَيْنَ علیہ السلام بِالْبَيْعَةِ لَهُ. وَلَا يُرَخِّصَ لَهُ فِي التَّأَخُّرِ عَنْ ذٰلِكَ. فَأَنْفَذَ الْوَلِيدُ إِلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام فِي اللَّيْلِ فَاسْتَدْعَاهُ.

"ارشاد میں ہے، جب معاویہ اس دنیا سے رخصت ہوا تو یہ نصف رجب ۶۰ ہجری کا زمانہ تھا۔ یزید نے گورنر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کی طرف خط بھیجا کہ وہ حسینؑ بن علیؑ سے بیعت لے۔ اس کام میں جلدی کی جائے اور دیر نہ ہونے پائے۔ ولید نے امام علیہ السلام کو رات کے وقت بلایا اور آپؑ سے یزید کی بیعت کی بات کی"۔ [2]

---

[1] طبقات الکبریٰ: ج۱،ص ۲۴۲؛ تہذیب الکمال: ج۶،ص ۴۱۳؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴،ص ۲۰۶۔ ان دونوں کتابوں میں عبداللہ بن عمرو بن ادریس عامری کا نام ہے۔ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۶، ص ۲۶۰۲؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج۵،ص ۷، سیر اعلام النبلاء: ج۳،ص ۲۹۵

[2] ارشاد: ج۲،ص ۳۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۸۹؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۳۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۴؛ انساب الاشراف: ج۳،ص ۳۶۸

تاریخ الیعقوبی: مَلَكَ يَزِيدُ بنُ مُعَاوِيَةَ، وأُمُّهُ ميسونُ بِنتُ بَحدَلٍ الكَلبِي، فِي مُستَهَلِّ رَجَبٍ سَنَةَ ٦٠ھ ... وَكَانَ غَائِبًا، فَلَمَّا قَدِمَ دِمَشقَ كَتَبَ إِلَى الوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ بنِ أَبِي سُفيَانَ، وَهُوَ عَامِلُ المَدِينَةِ: إِذَا أَتَاكَ كِتَابِي هٰذَا، فَأَحضِرِ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ وَعَبدَاللهِ بنَ الزُّبَيرِ، فَخُذهُمَا بِالبَيعَةِ لِي، فَإِنِ امتَنَعَا فَاضرِب أَعنَاقَهُمَا، وَابعَث لِي بِرُؤُوسِهِمَا، وَخُذِ النَّاسَ بِالبَيعَةِ، فَمَنِ امتَنَعَ فَأَنفِذ فِيهِ الحُكمَ، وَفِي الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ وَعَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ، وَالسَّلَامُ.

"تاریخ یعقوبی میں ہے، یزید بن معاویہ یکم رجب ۶۰ ہجری کو تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ اس کی ماں میسون بن بجدل کلبی تھی۔ معاویہ کی موت کے وقت یہ وہاں موجود نہیں تھا۔ بعد میں دمشق آیا۔ اس نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کی طرف خط بھیجا۔ وہ اُن دنوں مدینہ منورہ کا حاکم تھا: جب میرا خط تمھیں ملے تو حسینؑ بن علیؑ اور عبداللہ بن زبیر کو اپنے پاس بلاؤ اور دونوں سے میری بیعت لو۔ اگر وہ انکار کریں تو انھیں قتل کردو اور اُن کے سر میری طرف بھیج دو۔ پھر دوسرے لوگوں سے بیعت لو۔ جو آدمی انکار کرے اس پر میرا حکم نافذ کرو، بالخصوص حسینؑ بن علیؑ اور عبداللہ بن زبیر کے معاملے میں تاخیر مت کرنا"۔ (تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۴۱)

الملهوف: لَمَّا تُوُفِّيَ مُعَاوِيَةُ بنُ أَبِي سُفيَانَ، وَذٰلِكَ فِي رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ مِنَ الهِجرَةِ، كَتَبَ يَزِيدُ بنُ مُعَاوِيَةَ إِلَى الوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ، وَكَانَ أَمِيرًا بِالمَدِينَةِ، يَأمُرُهُ بِأَخذِ البَيعَةِ لَهُ عَلَى أَهلِهَا وَخَاصَّةً عَلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، وَيَقُولُ لَهُ: إِن أَبَى عَلَيكَ فَاضرِب عُنُقَهُ وَابعَث إِلَيَّ بِرَأسِهِ.

"الملہوف میں ہے، جب معاویہ بن ابی سفیان فوت ہوا تو یہ رجب ۶۰ھ

کا زمانہ تھا تو یزید بن معاویہ نے ولید بن عتبہ کی طرف خط لکھا: وہ ان دنوں مدینہ منورہ کا عامل تھا کہ وہ اہلِ مدینہ سے اُس کی بیعت لے، بالخصوص حسینؑ بن علیؑ سے۔ اگر وہ انکار کرے تو اُنھیں قتل کر دے اور اُن کا سر میری طرف بھیج دے"۔ ①

المناقب لابن شهر آشوب: لَمَّا مَاتَ مُعَاوِيَةُ، كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى الوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ بنِ أَبِي سُفيَانَ بِالمَدِينَةِ يَأْخُذُ البَيعَةَ مِن هٰؤُلَاءِ الأَربَعَةِ أَخذاً ضَيِّقاً لَيسَت فِيهِ رُخصَةٌ: فَمَن تَأَبَّى عَلَيكَ مِنهُم فَاضرِب عُنُقَهُ وَابعَث إِلَيَّ بِرَأسِهِ.

"المناقب ابنِ شہر آشوب میں ہے، جب معاویہ فوت ہوا تو یزید نے ولید بن عتبہ کی طرف خط لکھا کہ وہ ان چار اشخاص ② سے سختی کے ساتھ بیعت لے۔ اگر اِن میں سے کوئی انکار کرے تو اُسے قتل کر دے اور اس کا سر میری طرف بھیج دے"۔ ③

تاريخ الطبري عن أبي مخنف: لَم يَكُن لِيَزِيدَ هِمَّةٌ حِينَ وَلِيَ إِلَّا بَيعَةَ النَّفَرِ الَّذِينَ أَبَوا عَلَى مُعَاوِيَةَ الإِجَابَةَ إِلَى بَيعَةِ يَزِيدَ حِينَ دَعَا النَّاسَ إِلَى بَيعَتِهِ، وَأَنَّهُ وَلِيُّ عَهدِهِ بَعدَهُ وَالفَرَاغَ مِن أَمرِهِم. فَكَتَبَ إِلَى الوَلِيدِ:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ. مِن يَزِيدَ أَمِيرِ المُؤمِنِينَ إِلَى الوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ. أَمَّا بَعدُ، فَإِنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ عَبداً مِن عِبَادِ اللهِ، أَكرَمَهُ اللهُ وَاستَخلَفَهُ وَخَوَّلَهُ وَمَكَّنَ لَهُ، فَعَاشَ بِقَدَرٍ وَمَاتَ بِأَجَلٍ، فَرَحِمَهُ اللهُ؛ فَقَد عَاشَ مَحمُوداً وَمَاتَ بَرّاً تَقِيّاً،

---

① الملهوف: ص ۹۶؛ مثیر الاحزان: ص ۲۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۴

② امام حسینؑ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیر و عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ۔

③ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۸۸؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۵؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۵

وَالسَّلَامُ. وَكَتَبَ إِلَيْهِ فِي صَحِيفَةٍ كَأَنَّهَا أُذُنُ فَأْرَةٍ: أَمَّا بَعْدُ، فَخُذْ حُسَيْنًا وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ بِالْبَيْعَةِ أَخْذًا شَدِيدًا لَيْسَتْ فِيهِ رُخْصَةٌ حَتَّى يُبَايِعُوا. وَالسَّلَامُ.

تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے کہ جب یزید والیِ ملک ہوا تو اُس کے لیے زمین ہموار کر دی گئی تھی۔ ہاں اُس نے یہ حکم جاری کیا کہ جب معاویہ نے اس کے ولی عہد ہونے کے لیے لوگوں سے بیعت طلب کی تھی تو جن لوگوں نے اُس کے کہنے پر بیعت نہیں کی تھی اُن سے بیعت لی جائے اور اُن کی طرف سے فراغت حاصل کی جائے۔ اس بنا پر اُس نے ولید بن عتبہ کی طرف یہ خط لکھا تھا:

رحمٰن و رحیم اللہ رب العزت کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ امیر المومنین یزید کی طرف سے ولید بن عتبہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ معاویہ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا۔ خدا نے اُسے کرامت و خلافت عطا کی اور حکومت سے سرفراز کیا۔ جتنی عمر اس کی تحریر تھی اُس وقت تک وہ زندہ رہا۔ جب مدت تمام ہوگئی تو وہ اس دنیا سے چل بسا۔ خدا اُس پر رحم کرے کہ زندگی بھر لائق ستائش رہے اور نیک و پرہیزگار ہو کر مرے...... والسلام!

اُس نے ایک اور خط میں لکھا: ''حسینؑ بن علیؑ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر سے سختی کے ساتھ بیعت لے اور اس معاملے میں اُن پر کسی قسم کی نرمی نہ کرے۔ [1]

الفتوح میں یہ روایت گذشتہ صفحات میں موجود ہے۔ [2]

الامامت والسیاست میں نافع بن جُبیر سے روایت ہے: جب معاویہ فوت ہوا تو میں اُس وقت دمشق میں موجود تھا۔ یزید اُن دنوں گھر سے غائب تھا۔ معاویہ نے یزید کی واپسی

---

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص۳۳۸؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص۵۲۹؛ اخبار الطوال: ص۲۲۷؛ البدایۃ والنھایۃ: ج۸، ص۱۴۶

[2] الفتوح: ج۵، ص۹؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۱۷۹

تک خلافت ضحاک بن قیس کے حوالے کی۔ یزید اپنے باپ کی موت کے دس دن بعد واپس آیا۔ اُس نے خالد بن حکم گورنر مدینہ ① کی طرف خط لکھا:

"اما بعد معاویہ بن ابی سفیان ایک فرد تھا۔ اللہ نے اُسے اپنے بندوں پر خلیفہ بنایا۔ جب تک اُس کی زندگی رہی وہ اس دنیا میں رہا۔ تمام فیصلے اللہ کے پاس موجود ہیں۔ اس کے اسماء پاک و پاکیزہ ہیں۔ ہر چیز کا مالک و مختار وہی ہے۔ ملکِ مقرب ہو یا نبیؐ مرسل ہو، سب اُس کے بندے ہیں اور اُس کے فیصلوں کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ پس اُس نے خوب صورت زندگی بسر کی اور سعادت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اللہ رب العزت نے اُس کی ذمہ داریاں ہمیں سونپ دی ہیں۔ اس کی جدائی کی مصیبت کس قدر عظیم ہے اور اُس کی زندگی ہمارے لیے کتنی بڑی نعمت تھی۔ خلیفہ کے فقدان پر خلافت آگے کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ ہم اللہ سے دارین میں اچھائی اور بھلائی کے طلبگار ہیں۔ وہی ذات ان اُمور کی مالک ہے، ہر چیز کا مالک وہ ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ مدینہ والے ہماری قوم ہیں اور ہمارے ہی دوست ہیں۔ وہ اپنی رائے میں ہمیشہ قابلِ تعریف رہے ہیں۔ خلافت کے تابع رہے ہیں۔ اُنھوں نے ہمیشہ محسن کا ساتھ دیا ہے اور تجاوز کار سے اِعراض کیا ہے۔ میرے لیے میری قوم سے بیعت لیجیے۔ سب سے پہلے امام حسینؑ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ ابنِ جعفر طیارؓ سے بیعت لیں۔ انھیں چاہیے کہ یہ اپنے ایمان کے ساتھ بیعت کریں"۔ ②

---

① صحیح روایت یہ ہے کہ ان دنوں مدینہ کا گورنر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان تھا۔

② امامت والسیاست: ج۱، ص ۲۲۳

امامؑ سے بیعت لینے میں ولید کی مروان سے مشاورت

تاریخ الطبری عن أبي مخنف: لَمَّا أَتَاهُ [أي الوَليدَ بن عُتبَةَ] نَعيُ مُعَاوِيَةَ فَظِعَ بِهِ وَ كَبُرَ عَلَيْهِ ، فَبَعَثَ إلى مَروانَ بنِ الحَكَمِ فَدَعَاهُ إلَيْهِ، وَكَانَ الوَليدُ يَومَ قَدِمَ المَدينَةَ قَدِمَهَا مَروانُ مُتَكَارِهًا .فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ الوَليدُ مِنهُ شَتَمَهُ عِندَ جُلَسائِهِ ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مَروانَ، فَجَلَسَ عَنهُ وَصَرَمَهُ. فَلَم يَزَل كَذٰلِكَ حَتّىٰ جَاءَ نَعيُ مُعَاوِيَةَ إلَى الوَليدِ . فَلَمّا عَظُمَ عَلَى الوَليدِ هَلاكُ مُعَاوِيَةَ وَمَا اُمِرَ بِهِ مِن أَخذِ هٰؤُلاءِ الرَّهطِ بِالبَيعَةِ. فَزِعَ عِندَ ذٰلِكَ إلىٰ مَروانَ ودَعَاهُ.

فَلَمّا قَرَأَ عَلَيهِ كِتَابَ يَزيدَ استَرجَعَ وتَرَحَّمَ عَلَيهِ، واستَشارَهُ الوَليدُ فِي الأَمرِ وقَالَ: كَيفَ تَرىٰ أن نَصنَعَ؟ قَالَ: فَإِنّي أَرىٰ أن تَبعَثَ السّاعَةَ إلىٰ هٰؤُلاءِ النَّفَرِ فَتَدعُوهُم إلَى البَيعَةِ وَالدُّخولِ فِي الطّاعَةِ. فَإِن فَعَلوا قَبِلتَ مِنهُم و كَفَفتَ عَنهُم، وَإِن أَبَوا قَدَّمتَهُم فَضَرَبتَ أَعنَاقَهُم قَبلَ أَن يَعلَموا بِمَوتِ مُعَاوِيَةَ؛ فَإِنَّهُم إن عَلِموا بِمَوتِ مُعَاوِيَةَ وَثَبَ كُلُّ امرِءٍ مِنهُم فِي جَانِبٍ وَأَظهَرَ الخِلافَ وَالمُنَابَذَةَ ودَعا إلىٰ نَفسِهِ.

''تاریخ طبری میں ہے، حاکمِ شام کی خبرِ مرگ سے ولید کو سخت تشویش ہوئی۔ اُس نے اُس کی موت کو اَمرِ عظیم خیال کیا۔ مروان بن حکم کے پاس کسی کو بھیجا کہ وہ اُسے بُلا لائے۔ ولید جس دن مدینہ منورہ آیا اُسی دن مروان بھی بادلِ نخواستہ مدینہ آیا تھا۔ اِس بات پر ولید نے اپنی مجلس میں اُسے گالیاں دی تھیں۔ جب اس بات کا مروان کو علم ہوا تو اُس نے ولید سے ملنا ترک کر دیا تھا اور اُس سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اِن حالات کو اتنا زمانہ نہ گزرا کہ حاکمِ شام کی خبرِ مرگ ولید کو پہنچی۔ تو ولید نے اِسے

اُمرِ عظیم خیال کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں سے بیعت لینے کا اُسے حکم ہوا تو وہ مروان سے مشورہ لینے پر مجبور ہوا، اور اُسے اپنے پاس بلا بھیجا۔ اُس نے مروان کے سامنے یزید کا خط پڑھا۔ مروان نے کلمۂ استرجاعیہ پڑھا اور اُس کے لیے رحمت کی دُعا کی"۔

مروان کا ولید کو مشورہ

ولید نے مروان سے مذکورہ امر میں مشورہ چاہا کہ اس بارے میں کیا کرنا چاہیے؟ مروان نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ اسی وقت مطلوبہ لوگوں کو اپنے پاس بلا بھیجو۔ جب وہ یہاں آئیں تو اُن سے یزید کی بیعت اور اطاعت گزاری کا اِقرار کرواؤ۔ اگر وہ مان جائیں تو تم بھی اُن کی بات مان لینا اور اُن سے باز رہنا۔ اگر انکار کریں تو سبھی کو قتل کر دینا۔ انھیں معاویہ کی موت کی خبر بھی نہ ہونے پائے۔ اگر انھیں یہ بات معلوم ہو گئی کہ معاویہ مر گیا ہے تو اُن میں سے ہر شخص اُٹھ کھڑا ہوگا اور مخالفت پر کمر کس لے گا، شاید وہ لوگوں کو اپنی اطاعت پر آمادہ کرے"۔ [1]

تاریخ دمشق عَن زُریق مولی معاویة: لَمَّا هَلَكَ مُعَاوِيَةُ بَعَثَنِي يَزِيدُ بنُ مُعَاوِيَةَ إِلَى الوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ، وَهُوَ أَمِيرُ المَدِينَةِ، وَكَتَبَ إِلَيهِ بِمَوتِ مُعَاوِيَةَ، وَأَن يَبعَثَ إِلَى هٰؤُلَاءِ الرَّهطِ، وَأَن يَأمُرَهُم بِالبَيعَةِ. قَالَ: فَقَدِمتُ المَدِينَةَ لَيلًا فَقُلتُ لِلحَاجِبِ: اِستَأذِن لِي. فَقَالَ: قَد دَخَلَ وَلَا سَبِيلَ لِي إِلَيهِ. فَقُلتُ: إِنِّي جِئتُ بِأَمرٍ. فَدَخَلَ فَأَخبَرَهُ. فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرِهِ.

فَلَمَّا قَرَأَ كِتَابَ يَزِيدَ بِوَفَاةِ مُعَاوِيَةَ وَاستِخلَافِهِ جَزِعَ مِن

---

[1] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۳۸؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۲۹؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۲۴۷

مَوتِ مُعَاوِيَةَ جَزَعاً شَدِيداً، فَجَعَلَ يَقومُ عَلَى رَاحِلَتِهِ، ثُمَّ يَرمِي بِنَفسِهِ عَلَى فِرَاشِهِ.

ثُمَّ بَعَثَ إِلَى مَروانَ، فَجَاءَ وَعَلَيهِ قَمِيصٌ أَبيَضُ وَمُلَاءَةٌ مُوَرَّدَةٌ، فَنَعَى لَهُ مُعَاوِيَةَ، وَأَخبَرَهُ أَنَّ يَزِيدَ كَتَبَ إِلَيهِ أَن يَبعَثَ إِلَى هٰؤُلَاءِ الرَّهطِ فَيَدعُوهُم إِلَى البَيعَةِ لِيَزِيدَ. قَالَ: فَتَرَحَّمَ مَروانُ عَلَى مُعَاوِيَةَ، وَدَعَا لَهُ بِخَيرٍ، وَقَالَ: إِبعَث إِلَى هٰؤُلَاءِ الرَّهطِ السَّاعَةَ، فَادعُهُم إِلَى البَيعَةِ، فَإِن بَايَعُوا وَإِلَّا فَاضرِب أَعنَاقَهُم. قَالَ: سُبحَانَ اللهِ! أَقتُلُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ وَابنَ الزُّبَيرِ؟! قَالَ: هُوَ مَا أَقُولُ لَكَ.

"تاریخ دمشق میں ہے، حاکمِ شام کے غلام زُریق سے روایت ہے کہ یزید نے مجھے مدینہ منورہ کے امیر ولید بن عُتبہ کے پاس بھیجا۔ اُس نے اس کی طرف اپنے باپ کی موت کے بارے میں لکھا تھا کہ اس کا باپ فوت ہوگیا ہے۔ اب حکومت اُس کے پاس ہے۔ میری طرف سے فلاں فلاں سے بیعت لیں۔ زُریق کہتا ہے کہ میں رات کے وقت مدینہ منورہ پہنچا اور حاجب سے کہا کہ وہ ولید سے میرے لیے اِذنِ دخول لے۔ اُس نے کہا: اب وہ اندر جاچکا ہے اِس بارے میں مَیں اب کچھ نہیں کرسکتا۔ میں نے اُسے کہا: میں ایک ضروری کام کے تحت یہاں آیا ہوں۔ یہ سن کر وہ اندر گیا اور ولید کو میرے آنے کی خبر دی تو مجھے اندر آنے کی اجازت دی۔ وہ اُس وقت بستر پر تھا جب اُس نے حاکمِ شام کی موت کی خبر پڑھی تو اُسے اُس کی موت کا شدید صدمہ پہنچا۔ اُس نے مروان کی طرف آدمی بھیجا تو اُس نے اُسے حاکمِ شام کی موت کی خبر دی اور اُسے کہا: یزید نے اُس کی طرف خط بھیجا ہے کہ وہ فلاں فلاں لوگوں سے بیعت لے۔ مروان نے حاکمِ شام کے لیے رحم کی دُعا کی اور کہا:

اِسی وقت اُن لوگوں تک پیغام بھیجو اور اِنھیں بیعت کی دعوت دو۔ اگر وہ بیعت کرلیں تو ٹھیک بصورتِ دیگر اُنھیں قتل کردو۔ ولید نے کہا: سبحان اللہ! کیا میں حسینؑ بن علیؑ اور ابنِ زبیر کو قتل کردوں؟ ایسا نہیں ہوسکتا۔ مروان نے کہا: بات وہی ہے جو میں نے کہہ دی ہے"۔ ①

الفتوح : لَمَّا وَرَدَ كِتَابُ يَزِيْدَ عَلَى الْوَلِيدِ بنِ عُتْبَةَ وَقَرَأَهُ قَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ! يَا وَيحَ الْوَلِيدِ بنِ عُتْبَةَ! مَنْ أَدخَلَهُ فِي هٰذِهِ الإِمَارَةِ. مَالِي وَلِلْحُسَيْنِ ابنِ فَاطِمَةَ؟!

قَالَ : ثُمَّ بَعَثَ إِلَى مَروانَ بنِ الحَكَمِ فَأَرَاهُ الكِتَابَ فَقَرَأَهُ وَاسْتَرْجَعَ. ثُمَّ قَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ. فَقَالَ الوَلِيدُ: أَشِرْ عَلَيَّ بِرَأْيِكَ فِي هٰؤُلَاءِ القَوْمِ كَيفَ تَرَىٰ أَنْ أَصْنَعَ؟ فَقَالَ مَروانُ : إِبعَثْ إِلَيْهِمْ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ فَتَدعُوهُم إِلَى البَيعَةِ وَالدُّخُولِ فِي طَاعَةِ يَزِيْدَ. فَإِنْ فَعَلُوا قَبِلتَ ذٰلِكَ مِنهُم وَإِن أَبَوا قَدِّمهُم وَاضرِب أَعنَاقَهُم قَبلَ أَنْ يَدرُوا بِمَوتِ مُعَاوِيَةَ؛ فَإِنَّهُم إِن عَلِمُوا ذٰلِكَ وَثَبَ كُلُّ رَجُلٍ مِنهُم فَأَظهَرَ الخِلَافَ وَدَعَا إِلَى نَفسِهِ. فَعِندَ ذٰلِكَ أَخَافُ أَنْ يَأتِيَكَ مِن قِبَلِهِم مَا لَا قِبَلَ لَكَ بِهِ وَمَا لَا يَقُومُ لَهُ إِلَّا عَبدَ اللّٰهِ بنَ عُمَرَ؛ فَإِنِّي لَا أَرَاهُ يُنَازِعُ فِي هٰذَا الأَمرِ أَحَداً إِلَّا أَنْ تَأتِيَهُ الخِلَافَةُ فَيَأخُذَهَا عَفواً. فَذَرْ عَنكَ ابنَ عُمَرَ. وَابعَثْ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ وَعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ أَبِي بَكرٍ وَعَبدِ اللّٰهِ بنِ الزُّبَيرِ. فَادعُهُم إِلَى البَيعَةِ. مَعَ أَنِّي أَعلَمُ أَنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ خَاصَّةً لَا يُجِيبُكَ إِلَى بَيعَةِ يَزِيْدَ أَبَداً وَلَا يَرَىٰ لَهُ عَلَيهِ طَاعَةً. وَوَاللّٰهِ. أَنْ لَو كُنتُ فِي مَوضِعِكَ لَم أُرَاجِعِ الحُسَينَ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى أَضرِبَ رَقَبَتَهُ

① تاریخ دمشق: ج ۱۹، ص ۱۷؛ تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص ۱۷۷

كَائِناً فِي ذٰلِكَ مَا كَانَ.

قَالَ: فَأَطْرَقَ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ إِلَى الْأَرْضِ سَاعَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: يَالَيتَ الْوَلِيدَ لَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ شَيْئاً مَذْكُوراً.

قَالَ: ثُمَّ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ. فَقَالَ لَهُ عَدُوُّ اللّٰهِ مَرْوَانُ: أَوَّهْ أَيُّهَا الْأَمِيرُ، لَا تَجْزَعْ مِمَّا قُلْتُ لَكَ، فَإِنَّ آلَ أَبِي تُرَابٍ هُمُ الْأَعْدَاءُ فِي قَدِيمِ الدَّهْرِ لَمْ يَزَالُوا، وَهُمُ الَّذِينَ قَتَلُوا الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ثُمَّ سَارُوا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَحَارَبُوهُ، وَبَعْدُ فَإِنِّي لَسْتُ آمَنُ أَيُّهَا الْأَمِيرُ أَنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَاجِلِ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ خَاصَّةً، أَنْ تَسْقُطَ مَنْزِلَتُكَ عِنْدَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ يَزِيدَ.

فَقَالَ لَهُ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ: مَهْلًا! وَيْحَكَ يَا مَرْوَانُ عَنْ كَلَامِكَ هٰذَا! وَأَحْسِنِ الْقَوْلَ فِي ابْنِ فَاطِمَةَ، فَإِنَّهُ بَقِيَّةُ وُلْدِ النَّبِيِّينَ.

"الفتوح میں ہے، جب یزید کا خط ولید بن عتبہ کو ملا اور اُس نے اُسے پڑھا تو کہا: "ہم اللہ کے لیے ہیں اور اس کی بارگاہ میں ہم نے جانا ہے"۔ اے ولید! تجھ پر افسوس ہے اس حکومت میں اُسے کس نے داخل کیا ہے، میرا حسینؑ بن علیؑ سے کیا کام جو میں انھیں پریشان کروں؟

راوی کہتا ہے: اُس نے مروان کو اپنے پاس بلایا اور یزید کا خط اُسے دیا۔ جب اُس نے خط پڑھا تو کلمۂ استرجاعیہ پڑھا اور اُس کے لیے رحم کی دُعا کی۔ ولید نے کہا: مجھے یہ بتا کہ میں ان لوگوں سے بیعت کس طرح لوں؟ اس اَمر میں تیری رائے کیا ہے؟

مروان نے کہا: مذکورہ لوگوں کو اپنی طرف بلاؤ اور انھیں بیعت کی دعوت دیں کہ وہ یزید کی اطاعت قبول کریں۔ اگر وہ بیعت کرلیں تو اُن کی بیعت قبول کرلو۔ اگر وہ ان انکار کریں تو اُنھیں قتل معاویہ کی موت کی خبر پھیلنے سے پہلے قتل کر دو۔ اگر یہ خبر پھیل گئی تو بہت سے لوگ کھڑے

ہو جائیں گے اور مخالفت کرنے لگیں گے اور لوگوں کو اپنی طرف بلالیں گے اور اپنی اطاعت پر آمادہ کرلیں گے، لیکن ابنِ عمرؓ کو میں نہیں سمجھتا کہ جدال وقتال کو پسند کریں یا حکومت کی خواہش کریں۔ ہاں! بے مانگے یہ حکومت اُن کے سر پر ڈال دی جائے تو یہ اور بات ہے۔

ہاں! حسینؑ بن علیؑ، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف آدمی بھیج اور انھیں بیعت کی دعوت دے لیکن مجھے معلوم ہے کہ حسینؑ بن علیؑ یزید کی کبھی بیعت نہیں کریں گے اور نہ وہ اس کی اطاعت پر راضی ہوں گے۔ بخدا اگر میں تیری جگہ ہوتا اور حسینؑ بن علیؑ میرے سامنے انکار کا لفظ اپنی زبان پر لانے کا ارادہ کر رہے ہوتے تو میں اُن کی گردن اُڑا دیتا۔ پھر دیکھتا یہ کیا ہوا ہے؟

راوی کہتا ہے: ولید بن عتبہ نے لمحہ بھر کے لیے اپنی گردن زمین کی طرف جھکائی، پھر سر اُٹھایا اور کہا: اے کاش! ولید تو پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، تیرا نام و نشان ہی نہ ہوتا۔ پھر اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اس وقت اُسے اللہ کے دشمن مروان نے کہا: اے امیر! تجھے کیا ہے تو کیوں پریشان ہو رہا ہے؟ میں نے جو بات تجھے کہی ہے اُس سے محزون نہ ہو۔ یہ دیکھ آلِ ابوتراب ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنھوں نے خلیفہ حضرت عثمانؓ کو قتل کیا تھا۔ پھر یہ امیرالمومنین سے جنگ کرنے نکل پڑے تھے۔ اے امیر! اگر تم نے حسینؑ بن علیؑ کا جلد فیصلہ نہ کیا تو یزید کے سامنے تیری قدر و منزلت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ ولید بن عتبہ نے کہا: جانے دیں مروان! تیری اس گفتگو پر بھی افسوس ہے۔ ابنِ فاطمہؑ کے بارے میں ایسی بات مت کر، جو اُن کی شان کے خلاف ہو، اُن کی شان کے مطابق گفتگو کر، وہ انبیاءؑ کی اولاد کے باقیات میں سے ہیں"۔ (1)

---

(1) الفتوح: ج۵، ص۱۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۱۸۰

الأخبار الطوال: لَمَّا وَرَدَ ذٰلِكَ [أي كِتَابُ يَزِيْدَ] عَلَى الْوَلِيدِ قُطِعَ بِهِ وَخَافَ الْفِتْنَةَ. فَبَعَثَ إِلَى مَروان. وَكَانَ الَّذِي بَيْنَهُمَا مُتَبَاعِداً. فَأَتَاهُ. فَأَقْرَأَهُ الْوَلِيدُ الْكِتَابَ وَاسْتَشَارَهُ. فَقَالَ لَهُ مَروانُ: أَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَلَا تَخَافَنَّ نَاحِيَتَهُمَا، فَلَيْسَا بِطَالِبَيْنِ شَيْئًا مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ. وَلٰكِن عَلَيْكَ بِالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ. فَابْعَثْ إِلَيْهِمَا السَّاعَةَ. فَإِنْ بَايَعَا وَإِلَّا فَاضْرِبْ أَعْنَاقَهُمَا قَبْلَ أَنْ يُعْلَنَ الْخَبَرُ. فَيَثِبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا نَاحِيَةً. وَيُظْهِرَ الْخِلَافَ.

"اخبار طوال میں ہے، جب ولید بن عتبہ کے پاس یزید کا خط آیا تو اُسے فتنہ وفساد کا یقین ہوگیا کہ اب بدامنی کے دور کا آغاز ہوا چاہتا ہے تو اُس نے مروان کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ اُن دنوں ان دونوں کے آپس میں حالات کشیدہ تھے۔ جب وہ آیا تو ولید نے اُس کے سامنے خط پڑھا اور اُس سے مشورہ طلب کیا تو مروان نے کہا: جہاں تک عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا معاملہ ہے تو اُن سے بے خوف رہیں۔ اُنھیں حکومت کی کوئی غرض نہیں ہے۔ لیکن حسینؑ بن علیؑ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے خوف ہے، انھیں اِسی وقت اپنے پاس بلاؤ۔ اگر وہ بیعت کرلیں تو ٹھیک، وگرنہ اُن دونوں کو قتل کردو۔ اس سے پہلے کہ معاویہ کی موت کی خبر عام ہو، ورنہ ان دونوں میں سے کوئی ایک کھڑا ہوجائے گا اور مخالفت پر کمربستہ ہوجائے گا"۔ (1)

الإمامة والسياسة: ذَكَرُوا أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْحَكَمِ لَمَّا أَتَاهُ الْكِتَابُ مِنْ يَزِيْدَ فَظِعَ بِهِ. فَدَعَا مَروانَ بْنَ الْحَكَمِ وَكَانَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَبْلَهُ. فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ مَروانُ وَذٰلِكَ فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ

(1) اخبار طوال: ص ۲۲۷؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۵؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۸۸

قَالَ لَهُ خَالِدٌ: اِحتَسِب صَاحِبَكَ يَا مَروانُ. فَقَالَ لَهُ مَروانُ: أُكتُم مَا بَلَغَكَ. اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيهِ رٰجِعُونَ. ثُمَّ أَقرَأَهُ الكِتَابَ وَقَالَ لَهُ: مَا الرَّأْيُ؟ فَقَالَ: أَرسِلِ السَّاعَةَ اِلٰى هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ فَخُذ بَيعَتَهُم؛ فَاِنَّهُم اِن بَايَعوا لَم يَختَلِف عَلٰى يَزِيدَ اَحَدٌ مِن اَهلِ الاِسلَامِ. فَعَجِّل عَلَيهِم قَبلَ اَن يُفشَى الخَبَرُ فَيَمتَنِعُوا.

"امامت والسیاست میں ہے، مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ جب خالد بن حکم کے پاس یزید کا خط آیا تو وہ محزون و مغموم ہو کر رہ گیا۔ اُس نے اپنے بھائی مروان بن حکم کو اپنے پاس بلا بھیجا۔ وہ اُس سے پہلے مدینہ کا حاکم تھا۔ مروان اُس کے پاس آیا۔ خالد نے اُسے حاکمِ شام کی موت سے آگاہ کیا اور یزید کے خط کا ذکر کیا۔

مروان نے خالد سے کہا: جو خبر تجھ تک پہنچی ہے اُسے فی الحال پوشیدہ رکھو۔ اُس نے کلمہ استرجاعیہ پڑھا۔ خالد نے اس کے سامنے خط پڑھا اور اس سے پوچھا: اب کیا کیا جائے؟ مروان نے کہا: اسی وقت اِن لوگوں کی طرف آدمی بھیج اور اُن سے بیعت لے لے۔ اگر ان لوگوں نے بیعت کر لی تو پھر یزید سے کوئی اختلاف نہیں کرے گا۔ اس خبر کے عام ہونے سے پہلے یہ کام کر لے"۔ (امامت و والسیاست: ج۲، ص۲۲۶)

الملهوف: أَحضَرَ الوَلِيدُ مَروانَ بنَ الحَكَمِ وَاستَشَارَهُ فِي أَمرِ الحُسَينِ علیہ السلام. فَقَالَ: اِنَّهُ لَا يَقبَلُ، وَلَو كُنتُ مَكَانَكَ لَضَرَبتُ عُنُقَهُ. فَقَالَ الوَلِيدُ: لَيتَنِي لَم أَكُ شَيئًا مَذكُوراً. ثُمَّ بَعَثَ اِلَى الحُسَينِ علیہ السلام.

"الملہوف میں ہے، ولید نے مروان کو اپنے پاس بلایا اور اُس سے مشاورت کی۔ مروان نے کہا: حسینؑ بن علیؑ کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے۔ اگر میں آج مدینہ کا گورنر ہوتا تو میں انھیں قتل کر دیتا۔ ولید نے کہا:

اے کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا مجھ سے یہ کام نہ لیا جاتا، پھر اُس نے امام حسین علیہ السلام کی طرف آدمی بھیج دیا"۔ ①

ولید کا امام حسینؑ کو بیعت کے لیے دعوت دینا

تاریخ الطبری عَن أَبی مخنف فِی دَعوَةِ الإمَامِ الحُسَینِ علیہ السلام وَابنِ الزُّبَیرِ مِن قِبَلِ الوَلیدِ: أرسَلَ عَبدَ اللهِ بنَ عَمرِو بنِ عُثمانَ، وَهُوَ إذ ذاكَ غُلامٌ حَدَثٌ إلَیهِما یَدعوهُما، فَوَجَدَهُما فِی المَسجِدِ وَهُما جالِسانِ، فَأَتاهُما فی ساعَةٍ لَم یَكُنِ الوَلیدُ یَجلِسُ فیها لِلنّاسِ وَلا یَأتِیانِهِ فی مِثلِها. فَقالَ: أجیبا الأَمیرَ یَدعو كُما. فَقالا لَهُ: اِنصَرِف الآنَ نَأتیهِ.

ثُمَّ أقبَلَ أحَدُهُما عَلَى الآخَرِ، فَقالَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَیرِ لِلحُسَینِ علیہ السلام: ظُنَّ فیما تَراهُ بَعَثَ إلَینا فی هٰذِهِ السّاعَةِ الَّتی لَم یَكُن یَجلِسُ فیها؟

فَقالَ حُسَینٌ علیہ السلام: قَد ظَنَنتُ أرى طاغِیَتَهُم قَد هَلَكَ، فَبَعَثَ إلَینا لِیَأخُذَنا بِالبَیعَةِ قَبلَ أن یَفشُوَ فِی النّاسِ الخَبَرُ. فَقالَ: وَأَنا ما أظُنُّ غَیرَهُ.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے، ولید نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر کی طرف بھیجا۔ اُن دنوں یہ نوجوان تھا۔ اُس نے اُن دونوں کو مسجد نبویؐ میں موجود پایا۔ یہ اُن کے پاس آیا اور کہا کہ آپ دونوں کو حاکمِ مدینہ اپنے پاس بلا رہا ہے۔ حالانکہ ولید بے وقت رات کسی کو اپنے پاس نہیں بلاتا تھا۔

دونوں صاحبان نے کہا: تم واپس جاؤ ہم ابھی آتے ہیں۔ جب وہ چلا گیا

---

① الملہوف: ص ۹۷؛ مثیر الاحزان: ص ۲۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۴

تو یہ دونوں صاحبان ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے کہ حاکمِ مدینہ اس وقت کیوں بلانا چاہتا ہے؟

عبداللہ بن زبیرؓ نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: ولید اس وقت کسی سے ملتا نہیں ہے۔ بتائیں اُس نے ہمیں اس وقت کیوں بلایا ہے؟

امام علیہ السلام نے جواب دیا: مَیں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کا طاغوت ہلاک ہوگیا ہے، ہمیں اسی لیے بلایا جارہا ہے کہ اس خبر کے فاش ہونے سے پہلے ہی بیعت کے لیے ہم سے مواخذہ کرلیا جائے۔ ابن زبیر نے کہا: میرا خیال بھی یہی ہے۔ پھر اس نے پوچھا: آپ کا کیا ارادہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس وقت میں اپنے جوانوں کو ساتھ لے کر ولید کے پاس جاتا ہوں۔ دروازہ پر اُن لوگوں کو روک دوں گا اور خود اس کے پاس چلا جاؤں گا"۔ ①

الإمامة والسياسة: ذَكَروا أَنَّ خَالِدَ بنَ الحَكَمِ ... أَرسَلَ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، وَعَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ وَعَبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ، فَلَمَّا أَتَاهُمُ الرَّسولُ قَالَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ لِلحُسَينِ علیہ السلام: ظُنَّ يَا أَبَا عَبدِ اللهِ فِيمَا أَرسَلَ إِلَينَا؟ فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: لَم يُرسِل إِلَينَا إِلَّا لِلبَيعَةِ، فَمَا تَرىٰ؟ قَالَ: آتِيهِ، فَإِن أَرَادَ تِلكَ امتَنَعتُ عَلَيهِ.

"امامت وسیاست میں ہے، مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ خالد بن حکم نے حسینؑ بن علیؑ، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرؓ کی طرف آدمی بھیجا۔ جب آدمی اُن کے پاس آیا تو عبداللہ بن زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: اس وقت ہمیں کیوں بلایا گیا ہے؟

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۳۶؛ کامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۲۹؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۶؛ اخبار طوال: ص ۲۲۷؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸، ص ۱۴۷

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں بیعت کے لیے بلایا گیا ہے۔ اب تم بتاؤ تمھارا کیا ارادہ ہے؟

ابن زبیر نے کہا: اگر اُس نے یہ بات کی تو میں بیعت نہیں کروں گا"۔ ①

الطبقات الکبری (الطبقة الخامسة من الصحابة) : فَبَعَثَ الْوَلِيدُ بنُ عُتبَةَ مِن سَاعَتِهِ نِصفِ اللَّيلِ، إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام وَعَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ، فَأَخبَرَهُمَا بِوَفَاةِ مُعَاوِيَةَ ودَعَاهُمَا إلَى البَيعَةِ لِيَزِيدَ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، ولید بن عتبہ نے آدھی رات کے وقت حسینؑ بن علیؑ اور عبداللہ بن زبیر کی طرف آدمی بھیجا۔ جب وہ آدمی آیا تو اُس نے اِن صاحبان کو حاکمِ شام کی موت کی خبر دی اور اُنھیں یزید کی بیعت کی دعوت دی"۔ ②

مثير الأحزان: بَعَثَ الوَلِيدُ إلَيهِم، فَلَمَّا حَضَرَ رَسُولُهُ قَالَ الحُسَينُ علیہ السلام لِلجَمَاعَةِ: أظُنُّ أنَّ طَاغِيَتَهُم هَلَكَ، رَأَيتُ البَارِحَةَ أنَّ مِنبَرَ مُعَاوِيَةَ مَنكُوسٌ وَدَارَهُ تَشتَعِلُ بِالنِّيرَانِ، فَدَعَاهُم إلَى الوَلِيدِ.

"مثیر الاحزان میں ہے، ولید نے اِن صاحبان کی طرف اپنا ایلچی بھیجا۔ جب اُس کا ایلچی حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا تو امام علیہ السلام نے مسجد میں جو لوگ موجود تھے اُن سے کہا: ان لوگوں کا طاغوت اس دنیا سے چل بسا ہے۔ میں نے گذشتہ رات خواب میں حاکمِ شام کے منبر کو اُلٹا پڑا ہوا

---

① امامت والسیاست: ج ۱، ص ۲۲۶

② طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۴۲؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۳؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۷؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۶؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۵؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۲؛ ارشاد: ج ۲، ص ۳۲

دیکھا ہے اور اُس کے گھر میں آگ لگی ہوئی دیکھی ہے"۔

الفتوح: بَعَثَ الوَلِيدُ بنُ عُتبَةَ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام وَعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ أَبِي بَكرٍ وَعَبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ وَعَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ فَدَعَاهُم. فَأَقبَلَ إلَيهِمُ الرَّسولُ، وَالرَّسولُ عَبدُ اللهِ بنُ عَمرِو بنِ عُثمانَ بنِ عَفَّانَ. لَم يُصِبِ القَومَ فِي مَنازِلِهِم. فَمَضى نَحوَ المَسجِدِ فَإِذَا القَومُ عِندَ قَبرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله. فَسَلَّمَ عَلَيهِم ثُمَّ قامَ وَقالَ: أَجيبُوا الأَميرَ.

فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: يَفعَلُ اللهُ ذٰلِكَ إذا نَحنُ فَرَغنا عَن مَجلِسِنا هٰذا إن شاءَ اللهُ.

قالَ: فَانصَرَفَ الرَّسولُ إلَى الوَلِيدِ فَأَخبَرَهُ بِذٰلِكَ. وَأَقبَلَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ عَلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام وَقالَ: يا أَبا عَبدِ اللهِ، إنَّ هٰذِهِ ساعَةٌ لَم يَكُنِ الوَلِيدُ بنُ عُتبَةَ يَجلِسُ فِيها لِلنّاسِ، وَإنّي قَد أَنكَرتُ ذٰلِكَ وَبَعثَهُ في هٰذِهِ السّاعَةِ إلَينا، وَدُعاءَهُ إيّانا لِمِثلِ هٰذَا الوَقتِ، أَتَرىٰ في أَيِّ طَلَبَنا؟

فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: إذا أُخبِرُكَ أَبا بَكرٍ، إنّي أَظُنُّ بِأَنَّ مُعاوِيَةَ قَد ماتَ. وَذٰلِكَ أَنّي رَأَيتُ البارِحَةَ في مَنامي كَأَنَّ مِنبَرَ مُعاوِيَةَ مَنكوسٌ، وَرَأَيتُ دارَهُ تَشتَعِلُ ناراً. فَأَوَّلتُ ذٰلِكَ في نَفسي أَنَّهُ ماتَ.

فَقالَ لَهُ ابنُ الزُّبَيرِ: فَاعلَم يَابنَ عَلِيٍّ أَنَّ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ. فَما تَرىٰ أَن تَصنَعَ إن دُعيتَ إلىٰ بَيعَةِ يَزيدَ، أَبا عَبدِ اللهِ؟

قالَ عليه السلام: أَصنَعُ أَنّي لا أُبايِعُ لَهُ أَبَداً، لِأَنَّ الأَمرَ إنَّما كانَ لي مِن بَعدِ أَخِي الحَسَنِ عليه السلام. فَصَنَعَ مُعاوِيَةُ ما صَنَعَ. وَحَلَفَ لِأَخِي الحَسَنِ عليه السلام أَنَّهُ لا يَجعَلُ الخِلافَةَ لِأَحَدٍ مِن بَعدِهِ مِن وُلدِهِ، وَأَن

يَرُدُّهَا إِلَيَّ إِن كُنتُ حَيًّا. فَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ قَدْ خَرَجَ مِن دُنْيَاهُ وَلَمْ يَفِ لِي وَلَا لِأَخِي الْحَسَنِ علیہ السلام بِمَا كَانَ ضَمِنَ فَقَدْ وَاللهِ أَتَانَا مَا لَا قِوَامَ لَنَا بِهِ. أُنْظُرْ أَبَا بَكْرٍ أَنِّي أُبَايِعُ لِيَزِيْدَ. وَيَزِيدُ رَجُلٌ فَاسِقٌ مُعلِنُ الْفِسقِ. يَشْرَبُ الْخَمرَ وَيَلعَبُ بِالْكِلَابِ وَالْفُهُودِ. وَيُبغِضُ بَقِيَّةَ آلِ الرَّسُوْلِ. لَا وَاللهِ لَا يَكُونُ ذٰلِكَ أَبَداً.

قَالَ: فَبَيْنَمَا هُمَا كَذٰلِكَ فِي هٰذِهِ الْمُحَاوَرَةِ إِذْ رَجَعَ إِلَيْهِمَا الرَّسُولُ فَقَالَ: أَبَا عَبْدِ اللهِ. إِنَّ الْأَمِيرَ قَاعِدٌ لَكُمَا خَاصَّةً فَقُومَا إِلَيْهِ. قَالَ: فَزَبَرَهُ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام. ثُمَّ قَالَ: إِنْطَلِقْ إِلَى أَمِيرِكَ. لَا أُمَّ لَكَ. فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِيرَ إِلَيْهِ مِنَّا فَإِنَّهُ صَائِرٌ إِلَيْهِ. وَأَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَصِيرُ إِلَيْهِ السَّاعَةَ إِن شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

قَالَ: فَرَجَعَ الرَّسُولُ أَيضاً إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ. فَقَالَ: أَصلَحَ اللهُ الْأَمِيرَ. أَمَّا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ خَاصَّةً فَقَدْ أَجَابَ وَهَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْكَ فِي إِثْرِي. فَقَالَ مَروَانُ بْنُ الْحَكَمِ: غَدَرَ وَاللهِ الْحُسَيْنُ. فَقَالَ الْوَلِيدُ: مَهْلاً! فَلَيْسَ مِثْلُ الْحُسَيْنِ يَغْدِرُ. وَلَا يَقُوْلُ شَيْئاً ثُمَّ لَا يَفعَلُ.

"الفتوح میں ہے، ولید بن عتبہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام، عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیر کی طرف عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو بھیجا۔ اُس نے ان مذکورہ شخصیات کو اپنے اپنے گھروں میں نہ پایا تو یہ مسجد نبویؐ میں آپہنچا۔ یہ تمام لوگ وہاں پر موجود تھے۔ اس نے سلام کیا اور کہا: انھیں اس وقت امیر بلا رہے ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہم جونہی اپنی مجلس سے فارغ ہوتے ہیں ان شاء اللہ وہاں حاضر ہوتے ہیں۔

راوی کہتا ہے: پیغام بر واپس ولید کے پاس گیا اور اُسے بتایا کہ اُس نے

پیغام پہنچا دیا ہے۔ عبداللہ بن زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا: ولید اس وقت مجلس قائم نہیں کرتا کیا وجہ ہے کہ اُس نے ہمیں اس وقت اپنے ہاں دعوت دی ہے وہ اس وقت ہم سے کیا چاہتا ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: حاکمِ شام مر گیا ہے۔ میں نے گذشتہ رات خواب میں حاکمِ شام کے منبر کو اُلٹا پڑا ہوا دیکھا ہے اور اس کے گھر کو آگ لگی ہوئی تھی۔ اُسی وقت میرے دل میں یہ بات آ گئی تھی کہ حاکمِ شام مر گیا ہے۔

ابن زبیر نے کہا: فرزندِ علیؑ! اگر ایسی بات ہے تو اب آپؑ کی پالیسی کیا ہوگی؟ اگر آپ کو یزید کی بیعت کے لیے کہا جائے تو آپؑ کا جواب کیا ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: مَیں یزید کی بیعت قطعاً نہیں کروں گا، کیونکہ میرے بھائی امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد مَیں ہی حکومت و رہبری کا حق دار ہوں۔ حاکمِ شام نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ اُس نے میرے بھائی امام حسنؑ کی شدید ترین مخالفت کی تھی۔ اُس نے خلافت کو صرف اپنی اولاد میں محدود کر دیا تھا۔ اب حاکمِ شام اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہے، اس نے میرے بھائی کے ساتھ وفا کی اور نہ میرے ساتھ وفا کی۔

اے ابوبکر! میں یزید کی قطعاً بیعت نہیں کروں گا۔ یزید ایک فاسق و فاجر آدمی ہے جو علانیہ فسق و فجور کرتا ہے۔ وہ کھلے عام شراب پیتا ہے اور کتوں سے کھیلتا ہے اور آلِ رسولؐ سے بُغض رکھتا ہے۔ نہیں، اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

ابھی ان دونوں کے درمیان بات جاری تھی کہ گورنر کا آدمی دوبارہ آیا اور کہا: اے ابا عبداللہ! تشریف لائیں۔ امیر آپؑ کا انتظار کر رہا ہے۔ یہ سن کر دونوں اپنی جگہ سے اُٹھے اور حکومتی آدمی سے کہا: اے بے مادر! اپنے امیر

کی طرف جا، اگر اللہ سبحانہ نے چاہا تو میں تیرے پیچھے آرہا ہوں۔
سرکاری ایلچی حاکم کے دربار میں پہنچا اور اُس نے رپورٹ دی کہ حسینؑ بن علیؑ تیرے پاس پہنچنے والے ہیں۔
مروان بن حکم نے کہا: بخدا حسینؑ نے دھوکا دیا ہے۔ وہ کبھی نہیں آئیں گے۔ ولید نے کہا: ٹھہر ٹھہر، حسینؑ ایسا آدمی ہے جو دھوکا نہیں دے سکتا۔ ایسی بات مت کر جو اُن کے شایانِ شان نہیں ہے۔ ①

ولید کے دربار میں جانے سے قبل امامؑ کی تدبیر

تاريخ الطبري عَن أَبِي مخنف: قَالَ [ابنُ الزُّبَيرِ لِلحُسَينِ علیہ السلام]: فَمَا تُرِيدُ اَن تَصنَعَ؛ قَالَ علیہ السلام: أَجمَعُ فِتيَانِي السَّاعَةَ ثُمَّ أَمشِي إِلَيهِ. فَإِذَا بَلَغتُ البَابَ احتَبَستُهُم عَلَيهِ ثُمَّ دَخَلتُ عَلَيهِ. قَالَ: فَإِنِّي أَخَافُهُ عَلَيكَ إِذَا دَخَلتَ. قَالَ: لَا آتِيهِ إِلَّا وَأَنَا عَلَى الِامتِنَاعِ قَادِرٌ.

فَقَامَ فَجَمَعَ إِلَيهِ مَوَالِيَهُ وَأَهلَ بَيتِهِ. ثُمَّ أَقبَلَ يَمشِي حَتّٰى انتَهىٰ إِلىٰ بَابِ الوَلِيدِ، وَقَالَ لِأَصحَابِهِ: إِنِّي دَاخِلٌ فَإِن دَعَوتُكُم أَو سَمِعتُم صَوتَهُ قَد عَلَا فَاقتَحِمُوا عَلَيَّ بِأَجمَعِكُم، وَإِلَّا فَلَا تَبرَحُوا حَتّٰى أَخرُجَ إِلَيكُم.

”تاریخ طبری میں ابو مخنف سے روایت ہے، ابن زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنے جوانوں کے ہمراہ ولید کے پاس جاتا ہوں۔ دروازے پر انھیں چھوڑ دوں گا اور خود اندر چلا جاؤں گا۔
ابن زبیر نے عرض کیا: جب آپؑ اکیلے اندر داخل ہوں گے مجھے آپؑ کی

① الفتوح: ج ۵، ص ۱۱؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۸۱

جان کا اندیشہ ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اُس کے پاس اس طرح جاؤں گا کہ آسانی کے ساتھ واپس بھی آسکوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے جوانوں اور خادموں کو ساتھ لیا۔ ولید کے دروازے پر پہنچے تو اپنے ہمراہیوں سے کہا: میں اندر جاتا ہوں، تم سب دروازے پر رہنا۔ اگر میں تمھیں بلاؤں یا میری آواز بلند ہو تو تم بھی اندر چلے آنا۔ نہیں تو جب تک میں باہر نہ آؤں تم اپنی جگہ پر موجود رہنا۔ یہ کہہ کر آپؑ داخل ہوئے اور فرمایا: السلام علیک یا امیر! اُس وقت مروان ولید کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ امام علیہ السلام نے مرگ امیر شام سے انجان بن کر کہا: میل ملاقات رکھنا ترکِ ملاقات سے بہتر ہے۔ خدا نے تم دونوں آدمیوں کے درمیان صلح کر دی ہے۔ لیکن دونوں خاموش رہے اور کسی بات کا جواب نہ دیا۔ امام علیہ السلام جب بیٹھے تو ولید نے یزید کا خط پڑھا اور آپؑ کو معاویہ کی موت کی خبر دی اور بیعت کا مطالبہ کیا"۔ (1)

الإرشاد: عَرَفَ الحُسَينُ علیہ السلام الَّذِي أَرَادَ. فَدَعَا جَمَاعَةً مِن مَوَالِيهِ وَأَمَرَهُم بِحَمْلِ السِّلَاحِ. وَقَالَ لَهُم: إِنَّ الوَلِيدَ قَدِ استَدعَانِي فِي هٰذَا الوَقتِ، وَلَستُ آمَنُ أَن يُكَلِّفَنِي فِيهِ أَمراً لَا أُجِيبُهُ إِلَيهِ، وَهُوَ غَيرُ مَأمُونٍ. فَكُونُوا مَعِي. فَإِذَا دَخَلتُ إِلَيهِ فَاجلِسُوا عَلَى البَابِ. فَإِن سَمِعتُم صَوتِي قَد عَلَا فَادخُلُوا عَلَيهِ لِتَمنَعُوهُ مِنِّي.

"الارشاد میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو اپنے ارادے سے آگاہ کر دیا۔ آپؑ نے اپنے جوانوں اور خادموں سے کہا کہ

(1) تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۳۹؛ کامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۲۹؛ امامت والسیاست: ج۱،ص ۲۲۶؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۶؛ اخبار الطوال: ص ۲۲۷

وہ مسلح ہو کر میرے ساتھ چلیں۔ آپؑ نے اُن سے کہا: ولید نے مجھے اس وقت بلایا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اُس نے مجھے اس وقت کیوں بلایا ہے۔ اُس نے مجھ سے جس چیز کا مطالبہ کرنا ہے میں اُس کے مطالبے کو پورا نہیں کرسکوں گا، اس لحاظ سے مَیں وہاں غیر محفوظ ہوں گا۔ تم سب میرے ساتھ رہنا۔ جب میں ولید کے دربار میں داخل ہو جاؤں تو تم دروازے پر رہنا۔ جب میری آواز بلند ہو تو تبھی اندر چلے آنا"۔ ①

البداية والنهاية عَن أَبِي مخنف: نَهَضَ حُسَينٌ علیہ السلام فَأَخَذَ مَعَهُ مَوَالِيَهُ وَجَاءَ بَابَ الأَمِيرِ، فَاستَأذَنَ فَأُذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ وَحدَهُ، وَأَجلَسَ مَوَالِيَهُ عَلَى البَابِ، وَقَالَ: إِن سَمِعتُم أَمراً يُرِيبُكُم فَادخُلُوا.

"البدایہ والنہایہ میں ابومخنف سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام ولید کے دربار کی طرف روانہ ہوئے تو اپنے جوانوں اور خادموں کو ساتھ لیا۔ جب دربار کے دروازے پر پہنچے تو اجازت لی۔ جب اجازت ملی تو اکیلے اندر داخل ہوئے اور اپنے اصحاب کو دروازے پر بٹھایا۔ اُن سے فرمایا: تمھیں کوئی مشکوک معاملہ دکھائی دے تو اندر داخل ہو جانا"۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۷، ص ۱۴۷)

الفتوح: أَقبَلَ الحُسَينُ علیہ السلام عَلَى مَن بِحَضرَتِهِ، فَقَالَ: قُومُوا إِلَى مَنَازِلِكُم فَإِنِّي صَائِرٌ إِلَى هذَا الرَّجُلِ، فَأَنظُرُ مَا عِندَهُ وَمَا يُرِيدُ. فَقَالَ لَهُ ابنُ الزُّبَيرِ: جُعِلتُ فِدَاكَ يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ! إِنِّي خَائِفٌ عَلَيكَ أَن يَحبِسُوكَ عِندَهُم، فَلَا يُفَارِقُونَكَ أَبَداً دُونَ أَن تُبَايِعَ أَو تُقتَلَ.

---

① الارشاد: ج ۲، ص ۳۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۸۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۴؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۴

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: إِنِّي لَستُ أَدخُلُ عَلَيهِ وَحدِي، وَلٰكِن أَجمَعُ أَصحَابِي إِلَيَّ وَخَدَمِي وَأَنصَارِي وَأَهلَ الحَقِّ مِن شِيعَتِي، ثُمَّ آمُرُهُم أَن يَأخُذَ كُلُّ وَاحِدٍ سَيفَهُ مَسلُولًا تَحتَ ثِيَابِهِ، ثُمَّ يَصِيرُوا بِإِزَائِي. فَإِذَا أَنَا أَومَأتُ إِلَيهِم وَقُلتُ: يَا آلَ الرَّسُولِ ادخُلُوا، دَخَلُوا وَفَعَلُوا مَا أَمَرتُهُم بِهِ. فَأَكُونُ عَلَى الامتِنَاعِ، وَلَا أُعطِي المَقَادَةَ وَالمَذَلَّةَ مِن نَفسِي، فَقَد عَلِمتُ وَاللهِ أَنَّهُ جَاءَ مِنَ الأَمرِ مَا لَا قِوَامَ بِهِ، وَلٰكِنَّ قَضَاءَ اللهِ مَاضٍ فِيَّ، وَهُوَ الَّذِي يَفعَلُ فِي بَيتِ رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا يَشَاءُ وَيَرضَى.

قَالَ: ثُمَّ صَارَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام إِلَى مَنزِلِهِ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَلَبِسَ وَتَطَهَّرَ بِالمَاءِ، وَقَامَ فَصَلَّى رَكعَتَينِ، وَدَعَا رَبَّهُ بِمَا أَحَبَّ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِن ذٰلِكَ أَرسَلَ إِلَى فِتيَانِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَمَوَالِيهِ وَأَهلِ بَيتِهِ فَأَعلَمَهُم بِشَأنِهِ، ثُمَّ قَالَ: كُونُوا بِبَابِ هٰذَا الرَّجُلِ فَإِنِّي مَاضٍ إِلَيهِ وَمُكَلِّمُهُ، فَإِن سَمِعتُم أَنَّ صَوتِي قَد عَلَا وَسَمِعتُم كَلَامِي وَصِحتُ بِكُم فَادخُلُوا يَا آلَ الرَّسُولِ وَاقتَحِمُوا مِن غَيرِ إِذنٍ، ثُمَّ اشهَرُوا السُّيُوفَ وَلَا تَعجَلُوا، فَإِن رَأَيتُم مَا تَكرَهُونَ فَضَعُوا سُيُوفَكُم ثُمَّ اقتُلُوا مَن يُرِيدُ قَتلِي.

ثُمَّ خَرَجَ الحُسَينُ علیہ السلام مِن مَنزِلِهِ وَفِي يَدِهِ قَضِيبُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَهُوَ فِي ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِن أَهلِ بَيتِهِ وَمَوَالِيهِ وَشِيعَتِهِ، حَتَّى أَوقَفَهُم عَلَى بَابِ الوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ، ثُمَّ قَالَ: أُنظُرُوا مَاذَا أَوصَيتُكُم فَلَا تَتَعَدَّوهُ، وَأَنَا أَرجُو أَن أَخرُجَ إِلَيكُم سَالِمًا إِن شَاءَ اللهُ.

"الفتوح میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام مسجد نبویؐ میں جو لوگ موجود

تھے اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے فرمایا: تم سب لوگ اپنے گھروں کی طرف چلے جاؤ، میں ولید کے پاس جاتا ہوں کہ وہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

ابن زبیر نے آپؑ سے کہا: اے دُخترِ رسولؐ کے فرزندِ ارجمندؑ! مجھے آپؑ کی جان کا اندیشہ ہے کہ وہ لوگ آپؑ کو قید کرلیں گے۔ آپؑ کو یزید کی بیعت پر مجبور کریں گے یا پھر آپؑ کو قتل کردیں گے؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں اکیلا نہیں جاؤں گا۔ میں اپنے جوانوں، خادموں اور اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ جب آپؑ نے اپنے جوانوں اور خادموں کو ساتھ لیا تو اُن سب کو مسلح کیا کہ وہ اپنی تلواریں اپنے کپڑوں کے نیچے پوشیدہ رکھیں اور آپؑ نے اُن سے کہا کہ جب میں اُن کی طرف اشارہ کروں اور کہوں: اے آلِ رسولؐ! اندر داخل ہوجاؤ تو اندر چلے آنا اور میں جو حکم دوں اس کی تعمیل کرنا۔ میں قطعاً یزید کی بیعت نہیں کروں گا اور کسی قسم کی ذلت کو قبول نہیں کروں گا۔ بخدا مجھے معلوم ہے کہ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، لیکن اللہ رب العزت کی قضا سے انکار ممکن نہیں ہے۔ وہ اپنے رسولؐ کے گھر والوں کے ساتھ اپنی مشیت و رضا کے مطابق سلوک کرے گا۔

راوی کہتا ہے: فرزندِ رسولؐ اپنے خانۂ اقدس پر تشریف لے گئے۔ آپؑ نے پانی منگوایا، خاص لباس زیبِ تن کیا، وضو کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے رب کے حضور دُعا مانگی۔ جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے جوانوں اور خادموں کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آجائیں۔ جب وہ سب آگئے تو آپؑ نے فرمایا: تم سب ولید کے دروازے پر رہنا اور میں اکیلا اندر چلا جاؤں گا۔ جب میری آواز کو بلند پانا اور میں تمھیں اندر بلاؤں تو بغیر اجازت کے اندر چلے آنا، اپنی تلواریں سونت لینا لیکن جلدی نہ کرنا۔

اگر تم وہاں کوئی ناپسندیدہ اَمر دیکھو اور کوئی میرے قتل کا ارادہ کرے تو اُسے قتل کر دینا۔

اس کے بعد فرزند علیؑ و بتولؑ خانۂ اقدس سے باہر آئے۔ آپؑ کے ہاتھ میں رسولؐ اسلام کا عصا تھا۔ آپؑ کے ساتھ تیس جوان تھے۔ آپؑ نے انھیں ولید کے دروازے پر کھڑا کیا اور خود اندر تشریف لے گئے۔ آپؑ نے اپنے جوانوں کو مزید تاکید کی کہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر کاربند رہنا، جلدی نہ کرنا۔ مجھے اُمید ہے کہ ان شاء اللہ میں سلامتی کے ساتھ واپس آؤں گا"۔ ①

المناقب لابن شهر آشوب: فَوَجَّهَ [الوَلِيدُ] فِي طَلَبِهِم [أَيِ الحُسَينِ علیہ السلام وابنِ الزُّبَيرِ وَعَبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ وَعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ أَبي بَكرٍ] وَكَانُوا عِندَ التُّربَةِ . فَقَالَ عَبدُ الرَّحمٰنِ وَعَبدُ اللهِ: نَدخُلُ دورَنا وَنغلِقُ أبوابَنا . وَقَالَ ابنُ الزُّبَيرِ : وَاللهِ مَا أُبايِعُ يَزِيدَ أَبداً . وَقَالَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام : أنَا لَا بُدَّ لِي مِنَ الدُّخولِ عَلَى الوَلِيدِ وأنظُرُ مَا يَقُولُ. ثُمَّ قَالَ لِمَن حَولَهُ مِن أهلِ بَيتِهِ : إذَا أنَا دَخَلتُ عَلَى الوَلِيدِ وَخَاطَبتُهُ وَخَاطَبَنِي وَنَاظَرتُهُ وَنَاظَرَنِي كُونُوا عَلَى البَابِ. فَإِذَا سَمِعتُمُ الصَّيحَةَ قَد عَلَت وَالأَصوَاتَ قَدِ ارتَفَعَت فَاهجُموا إلَى الدَّارِ . وَلَا تَقتُلوا أَحداً. وَلَا تُثيروا إلَى الفِتنَةِ.

"مناقب ابن شہر آشوب میں ولید نے حضرت امام حسین علیہ السلام، ابن زبیر، عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی طرف اپنا آدمی بھیجا۔ یہ تمام صاحبان اُس وقت پیغمبرؐ اسلام کے روضۂ اقدس پر عبادت کرنے میں

① الفتوح: ج۵،ص ۱۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱،ص ۱۸۲۔

مصروف تھے۔ عبدالرحمٰن اور عبداللہ نے کہا: ہم اپنے گھروں کی طرف جاتے ہیں اور اپنے دروازوں کو بند کردیتے ہیں۔ ابن زبیر نے کہا: بخدا! میں یزید کی بیعت کبھی نہیں کروں گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں ولید کے پاس ضرور جاؤں گا اور دیکھوں گا وہ کیا کہتا ہے؟ پھر آپؑ اپنے گھر تشریف لائے اور اپنے جوانوں کو ساتھ لیا اور اُن سے فرمایا: جب میں ولید کے پاس چلا جاؤں تو تم دروازے پر ٹھہرنا۔ میں اُس سے بات کروں گا وہ مجھ سے بات کرے گا۔ جب تم مجھے اُونچا بولتے ہوئے پاؤ تو دربار میں داخل ہوجانا لیکن کسی کو قتل نہ کرنا"۔ (مناقب بن شہرآشوب: ج ۴، ص ۸۸)

امام حسینؑ اور ولید کے درمیان بیعت یزید پر ہونے والے مذاکرات

الأمالی للصدوق عَن عبداللہ بن منصور عَن جعفر بن محمّد عَن أبیه عَن جدّہٖ [زین العابدین] علیہم السلام :بَعَثَ عُتبَةُ إلَی الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ علیہ السلام . فَقَالَ : إنَّ أَمِیرَ المُؤمِنِینَ أَمَرَكَ أن تُبَایِعَ لَهُ. فَقَالَ الحُسَینُ علیہ السلام : یَا عُتبَةُ. قَد عَلِمتَ أنَّا أهلُ بَیتِ الكَرَامَةِ وَمَعدِنُ الرِّسَالَةِ . وَأعلَامُ الحَقِّ الَّذِی أودَعَهُ اللهُ قُلُوبَنَا . وَأنطَقَ بِهِ أَلسِنَتَنَا . فَنَطَقَت بِإذنِ اللهِ. وَلَقَد سَمِعتُ جَدِّی رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُولُ: إنَّ الخِلَافَةَ مُحَرَّمَةٌ عَلَی وُلدِ أَبِی سُفیَانَ وَكَیفَ اُبَایِعُ أَهلَ بَیتٍ قَد قَالَ فِیهِم رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هٰذَا؟!

"امالی صدوق میں عبداللہ بن منصورؒ سے روایت ہے کہ اُس نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا اور آپؑ نے اپنے والد بزرگوار سے اور اُنھوں نے اپنے والد گرامی سے سنا اور اُنھوں نے فرمایا: ولید بن

عتبہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اپنا آدمی بھیجا کہ آپؑ یزید کی بیعت کریں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ولید! تو خوب جانتا ہے کہ ہم اہلِ بیتؑ کرامت اور معدنِ رسالتؐ ہیں، اور کلمۂ حق کو بلند کرنے والے ہیں کہ اللہ نے ہمارے قلوب کو ودیعت کیا ہے اور ہماری زبانیں حق و حقیقت کا اظہار کر کے رہیں گی۔ پس یہ اللہ کے اذن سے تعلق کرتی ہیں۔ میں نے اپنے نانا رسولؐ اللہ سے سنا: "خلافت اولادِ ابوسفیان پر حرام ہے؟" کیسے اہلِ بیتؑ اُن کی بیعت کریں جن کے بارے میں رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے"۔

الإرشاد: صَارَ الحُسَينُ علیہ السلام إِلَى الوَلِيدِ فَوَجَدَ عِندَهُ مَروانَ بنَ الحَكَمِ. فَنَعَى الوَلِيدُ إِلَيهِ مُعَاوِيَةَ فَاستَرجَعَ الحُسَينُ علیہ السلام. ثُمَّ قَرَأَ كِتَابَ يَزِيدَ وَمَا أَمَرَهُ فِيهِ مِن أَخذِ البَيعَةِ مِنهُ لَهُ.

فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: إِنِّي لَا أَرَاكَ تَقنَعُ بِبَيعَتِي لِيَزِيدَ سِرّاً حَتَّى أُبَايِعَهُ جَهراً. فَيَعرِفَ النَّاسُ ذٰلِكَ. فَقَالَ الوَلِيدُ لَهُ: أَجَل. فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: فَتُصبِحُ وَتَرَىٰ رَأيَكَ فِي ذٰلِكَ. فَقَالَ لَهُ الوَلِيدُ: إِنصَرِف عَلَى اسمِ اللهِ حَتَّى تَأتِيَنَا مَعَ جَمَاعَةِ النَّاسِ.

فَقَالَ لَهُ مَروَانُ: وَاللهِ لَئِن فَارَقَكَ الحُسَينُ السَّاعَةَ وَلَم يُبَايِع لَا قَدَرتَ مِنهُ عَلَى مِثلِهَا أَبَداً حَتَّى يُكثِرَ القَتلَى بَينَكُم وَبَينَهُ. احبِسِ الرَّجُلَ فَلَا يَخرُج مِن عِندِكَ حَتَّى يُبَايِعَ أَو تَضرِبَ عُنُقَهُ. فَوَثَبَ عِندَ ذٰلِكَ الحُسَينُ علیہ السلام وَقَالَ: أَنتَ. يَابنَ الزَّرقَاءِ تَقتُلُنِي أَو هُوَ؟! كَذَبتَ وَاللهِ وَأَثِمتَ. وَخَرَجَ يَمشِي وَمَعَهُ مَوَالِيهِ حَتَّى أَتَى مَنزِلَهُ.

"الارشاد میں ہے، جب فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام ولید کے پاس تشریف لے گئے تو وہاں مروان بن حاکم بیٹھا تھا۔ ولید نے آپؑ سے کہا:

حاکم شام فوت ہو گیا ہے۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے کلمہ استرجاعیہ پڑھا۔ پھر اُس نے یزید کا خط پڑھا جس میں بیعت کا ذکر تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ تم یزید کے لیے میری خفیہ بیعت پر قناعت کرو گے۔ جب تک میں ظاہر باہر اُس کی بیعت نہ کروں۔ لوگ بھی دیکھ لیں۔ ولید نے کہا: ٹھیک ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بارے میں تم بھی سوچ لو، ہم بھی سوچ بچار کر لیتے ہیں۔ جب صبح ہو گی تو اس معاملے میں تم اپنی رائے کو دیکھ لو گے۔

ولید نے کہا: اللہ کے نام کے ساتھ اب تشریف لے جاؤ۔ کل لوگوں کے ساتھ ہمارے پاس آ جانا۔ فوراً مروان نے کہا: بخدا! اگر حسینؑ اس وقت بغیر بیعت کیے چلے گئے تو پھر تم خون ریزی کے بغیر قدرت حاصل نہ کر سکو گے۔ انھیں گرفتار کر لو اور یہاں سے جانے نہ دو جب تک بیعت نہ کر لیں، ورنہ قتل کر دو۔

یہ سن کر فرزندِ رسولؐ اپنی جگہ سے اُٹھے اور گرج دار آواز میں فرمایا: یَابْنَ الزَّرْقَاءِ تو مجھے قتل کرے گا، یہ وہ قتل کرے گا۔ بخدا تو جھوٹا ہے اور تو نے یہ کہہ کر اللہ رب العزت کی نافرمانی کی۔ امام علیہ السلام کے تیور کو دیکھ کر مروان وہاں سے نکلا اور اپنے گھر کی طرف چلا گیا"۔[1]

الأخبار الطوال: دَخَلَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام عَلَى الْوَلِيدِ وَعِنْدَهُ مَرْوَانُ ، فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِ الْوَلِيدِ . فَأَقْرَأَهُ الْوَلِيدُ الْكِتَابَ . فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام : إِنَّ مِثْلِي لَا يُعْطِي بَيْعَتَهُ سِرّاً ، وَأَنَا طَوْعُ يَدَيْكَ ، فَإِذَا جَمَعْتَ النَّاسَ لِذٰلِكَ حَضَرْتُ ، وَكُنْتُ وَاحِداً مِنْهُمْ . وَكَانَ الْوَلِيدُ رَجُلًا يُحِبُّ الْعَافِيَةَ . فَقَالَ لِلْحُسَيْنِ علیہ السلام :

---

[1] ارشاد: ج ۲، ص ۳۳؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۸۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۴؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۴

فَانصَرِف اِذَن حَتّٰی تَأتِيَنَا مَعَ النَّاسِ. فَانصَرَفَ.

''اخبار الطوال میں ہے، جب سبط الوریٰ حضرت امام حسین علیہ السلام ولید کے دربار میں داخل ہوئے تو وہاں مروان بیٹھا ہوا تھا۔ آپؑ ولید کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ ولید نے آپؑ کے سامنے یزید کا خط پڑھا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

مجھ جیسا انسان خفیہ بیعت نہیں کرسکتا۔ جب لوگوں کا اکٹھ ہوگا تو میں وہاں حاضری دوں گا۔ ولید صلح پسند آدمی تھا تو اُس نے امام علیہ السلام سے کہا: ٹھیک ہے، اب آپ واپس تشریف لے جائیں کل پھر تشریف لے آنا۔ امام علیہ السلام واپس اپنی منزل کی طرف لوٹ آئے''۔ (اخبار الطوال: ص ۲۲۸)

تاریخ الیعقوبی: وَرَدَ الكِتَابُ [مِن يَزِيدَ] عَلَى الوَلِيدِ لَيلًا، فَوَجَّهَ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام وَإِلَى عَبدِاللهِ بنِ الزُّبَيرِ. فَأَخبَرَهُمَا الخَبَرَ. فَقَالَا: نُصبِحُ وَنَأتِيكَ مَعَ النَّاسِ. فَقَالَ لَهُ مَروَانُ: إِنَّهُمَا وَاللهِ إِن خَرَجَا لَم تَرَهُمَا. فَخُذهُمَا بِأَن يُبَايِعَا، وَإِلَّا فَاضرِب أَعنَاقَهُمَا. فَقَالَ: وَاللهِ مَا كُنتُ لِأَقطَعَ أَرحَامَهُمَا! فَخَرَجَا مِن عِندِهِ وَتَنَحَّيَا مِن تَحتِ لَيلَتِهِمَا. فَخَرَجَ الحُسَينُ علیہ السلام إِلَى مَكَّةَ.

''تاریخ یعقوبی میں ہے، یزید کا خط ولید کے پاس رات کے وقت پہنچا۔ ولید نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر کو اپنے پاس بلایا تو اُس نے اُن سے بیعت کی بات کی۔ اُنھوں نے کہا: کل صبح ہم لوگوں کے ساتھ تمھارے پاس حاضر ہوں گے۔ مروان نے کہا: اللہ کی قسم! اگر اب یہ دونوں یہاں سے واپس چلے گئے ہیں تو پھر ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے، انھیں گرفتار کر کے اِن سے بیعت لے لو۔ اگر یہ بیعت نہ کریں تو اُنھیں قتل کردو۔

ولید نے کہا: اللہ کی قسم! میں اِن سے قطع رحمی نہیں کروں گا۔ امام علیہ السلام اور

ابن زبیر اپنے گھروں کی طرف تشریف لے گئے۔ پھر امام علیہ السلام عازم مکہ ہوئے"۔ ①

المناقب لابن شهر آشوب: لَمَّا دَخَلَ [الحُسَينُ علیہ السلام] عَلَيْهِ (أي عَلَى الوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ) وَقَرَأَ الكِتَابَ قَالَ: مَا كُنتُ أُبَايِعُ لِيَزِيدَ. فَقَالَ مروانُ: بَايِعْ لِأَميرِ المُؤمِنِينَ. فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: كَذَبتَ وَيلَكَ! عَلَى المُؤمِنِينَ مَن أَمَّرَهُ عَلَيهِم؟ فَقَامَ مَروانُ وَجَرَّدَ سَيفَهُ وَقَالَ: مُر سَيَّافَكَ أَن يَضرِبَ عُنُقَهُ قَبلَ أَن يَخرُجَ مِنَ الدَّارِ وَدَمُهُ فِي عُنُقِي. وَارتَفَعَتِ الصَّيحَةُ، فَهَجَمَ تِسعَةَ عَشَرَ رَجُلًا مِن أَهلِ بَيتِهِ وَقَدِ انتَضَوا خَنَاجِرَهُم، فَخَرَجَ الحُسَينُ علیہ السلام مَعَهُم.

"مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، جب فرزند رسولؐ ولید کے دربار میں پہنچے تو اُس نے یزید کا خط پڑھا، آپؑ نے فرمایا: میں یزید کی بیعت ہرگز نہیں کروں گا۔ مروان نے کہا: امیر المومنین کی بیعت کیجیے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تُو نے جھوٹ کہا ہے، تجھ پر افسوس ہے اُسے اہلِ ایمان کا امیر کس نے بنایا ہے؟

مروان کھڑا ہوا اور اُس نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور کہا: ابھی تم دربار سے نکلنے نہ پاؤ گے کہ تمھیں قتل کر دیا جائے گا اور تمھارا خون میرے ذمے ہوگیا۔

ادھر حیدرِ کرّار کے فرزند نے اُسے للکارا، جونہی امام علیہ السلام کی آواز بلند ہوئی خاندانِ بنوہاشم کے انیس مسلح جوان اندر داخل ہوئے جن کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں۔ امام علیہ السلام ان کے ہمراہ واپس چلے گئے"۔ ②

---

① تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۴۱؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۵۷۲؛ المحن: ص ۱۴۲

② مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۸۸

تاريخ الطبري عن أبي مخنف :فَدَخَلَ [الْحُسَيْنُ] فَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالإِمْرَةِ ومَروانُ جالِسٌ عِندَهُ. فَقالَ حُسَينٌ عليه السلام كَأَنَّهُ لا يَظُنُّ ما يَظُنُّ مِن مَوتِ مُعاوِيَةَ : الصِّلَةُ خَيرٌ مِنَ القَطيعَةِ، أَصلَحَ اللهُ ذاتَ بَينِكُما. فَلَم يُجيباهُ في هٰذا بِشَيءٍ، وَجاءَ حَتّىٰ جَلَسَ، فَأَقرَأَهُ الوَليدُ الكِتابَ وَنَعىٰ لَهُ مُعاوِيَةَ، وَدَعاهُ إِلَى البَيعَةِ.

فَقالَ حُسَينٌ عليه السلام: إِنّا للهِ وَإِنّا إِلَيهِ راجِعونَ... أَمّا ما سَأَلتَني مِنَ البَيعَةِ، فَإِنَّ مِثلي لا يُعطي بَيعَتَهُ سِرّاً، وَلا أَراكَ تَجتَزِئُ بِها مِنّي سِرّاً دونَ أَن نُظهِرَها عَلىٰ رُؤوسِ النّاسِ عَلانِيَةً! قالَ: أَجَل. قالَ: فَإِذا خَرَجتَ إِلَى النّاسِ فَدَعَوتَهُم إِلَى البَيعَةِ، دَعَوتَنا مَعَ النّاسِ فَكانَ أَمراً واحِداً.

فَقالَ لَهُ الوَليدُ، وَكانَ يُحِبُّ العافِيَةَ: فَانصَرِف عَلَى اسمِ اللهِ حَتّىٰ تَأتِيَنا مَعَ جَماعَةِ النّاسِ. فَقالَ لَهُ مَروانُ: وَاللهِ لَئِن فارَقَكَ السّاعَةَ وَلَم يُبايِع لا قَدَرتَ مِنهُ عَلىٰ مِثلِها أَبَداً حَتّىٰ تَكثُرَ القَتلىٰ بَينَكُم وَبَينَهُ، احبِسِ الرَّجُلَ وَلا يَخرُج مِن عِندِكَ حَتّىٰ يُبايِعَ أَو تَضرِبَ عُنُقَهُ.

فَوَثَبَ عِندَ ذٰلِكَ الحُسَينُ عليه السلام فَقالَ: يَابنَ الزَّرقاءِ! أَنتَ تَقتُلُني أَم هُوَ؟ كَذَبتَ وَاللهِ وَأَثِمتَ. ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ بِأَصحابِهِ فَخَرَجوا مَعَهُ حَتّىٰ أَتىٰ مَنزِلَهُ.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام ولید کے دربار میں داخل ہوئے۔ آپؑ نے سلام کیا، وہیں پر مروان بھی بیٹھا ہوا تھا۔ آپؑ امیر شام کی موت سے انجان بن کر بیٹھے اور فرمایا: میل ملاقات رکھنا ترکِ ملاقات سے بہتر ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ نے تمہارے درمیان صلح کرا دی، لیکن ان دونوں نے امام علیہ السلام کی بات کا انھیں کوئی جواب نہ

دیا۔ امام علیہ السلام جب بیٹھ گئے تو ولید نے یزید کا خط پڑھ کر سنایا۔ حاکمِ شام کی موت کی خبر دی اور آپؑ سے بیعت کا طالب ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہماری بازگشت اسی کی طرف ہے۔ تم نے مجھ سے بیعت کا سوال کیا ہے۔ مجھ جیسا آدمی خفیہ طور پر بیعت نہیں کرسکتا اور میرا یہ عمل تمھارے لیے کافی بھی نہیں ہوگا۔ لوگوں کے اجتماع میں علانیہ بیعت ضروری ہے۔ ولید نے کہا: یہ صحیح ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کل جب تم لوگوں کو بلاؤ گے اور اُن سے بیعت لو گے تو ہمیں بھی بلا لینا۔ ولید نے جو صلح پسند انسان تھا اُس نے کہا: بسم اللہ، آپؑ واپس تشریف لے جائیں اور کل لوگوں کے ساتھ تشریف لائیں۔

مروان نے کہا: بخدا! اگر یہ اس وقت بیعت کیے بغیر واپس چلے گئے تو پھر تمھارے اور اِن کے درمیان خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔ انھیں گرفتار کرلو اور بیعت لے لو۔ اگر بیعت نہ کریں تو قتل کردو۔

جب فرزندِ رسولؐ نے مروان کی بات سنی تو آپؑ غضب ناک شیر کی مانند اپنی جگہ سے اُٹھے اور اُسے للکارا۔ یَا ابنَ الزَّرقَاءِ کیا تم مجھے قتل کرو گے یا پھر یہ؟ تُو نے جھوٹ بولا ہے اور گناہ گار ہوا ہے۔ پھر آپؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ اپنے خانۂ اقدس کی طرف واپس چلے آئے"۔ ①

الملہوف میں ہے، ولید بن عتبہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اپنا پیغام بر بھیجا۔ آنحضرتؑ اپنے تیس جوانوں کے ہمراہ تشریف لائے۔ ولید نے آپؑ کے سامنے حاکمِ شام کی موت کا اظہار کیا اور یزید کے لیے بیعت کا مطالبہ کیا۔

آنحضرتؑ نے فرمایا: اے امیر! بیعت خفیہ نہیں کی جاتی۔ کل جب تم لوگوں کو بلاؤ ہمیں بھی بلا لینا۔

---

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۳۹؛ الکافی فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۵؛ تذکرۃ الخواص: ۲۳۵؛ البدایہ والنہایہ: ج۸،ص ۱۴۷

مروان نے کہا: ولید! ان کا یہ عذر قبول نہ کرو۔ اگر بیعت نہ کریں تو انھیں یہیں قتل کردو۔

مروان کی بات سن کر امام علیہ السلام غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: یَابنَ الزَّرقَاءِ تجھ پر افسوس ہے۔ تو میری گردن زدنی کا حکم دیتا ہے؟ تُو نے جھوٹ بولا ہے اور گناہ کیا ہے۔ پھر آپؑ نے ولید سے فرمایا:

"ہم اہلِ بیتؑ نبوت ہیں، معدنِ رسالتؐ ہیں اور ملائکہ کی آماجگاہ ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے دین کا آغاز ہم سے کیا اور اس کا اختتام بھی ہم پر کرے گا۔ یزید ایک فاسق آدمی ہے، شرابی ہے، محترم نفوس کا قاتل ہے، علانیہ فسق و فجور کرتا ہے۔ وہ اس لائق ہی نہیں ہے۔ مجھ جیسا اُس جیسے کی بیعت نہیں کرسکتا۔ لیکن ہم بھی سوچ بچار کرتے ہیں اور تم بھی کرلو کہ خلافت و بیعت کا حق دار کون ہے؟" (الملھوف: ص ۹۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۵)

الفتوح: دَخَلَ الحُسَينُ علیہ السلام عَلَى الوَليدِ بنِ عُتبَةَ، فَسَلَّمَ عَلَيهِ، فَرَدَّ عَلَيهِ رَدًّا حَسَنًا، ثُمَّ أدناهُ وَقَرَّبَهُ. قالَ: وَمَروانُ بنُ الحَكَمِ هُناكَ جالِسٌ في مَجلِسِ الوَليدِ، وَقَد كانَ بَينَ مَروانَ وَبَينَ الوَليدِ مُنافَرَةٌ وَمُفاوَضَةٌ. فَأَقبَلَ الحُسَينُ علیہ السلام عَلَى الوَليدِ فَقالَ: أصلَحَ اللهُ الأَميرَ، وَالصَّلاحُ خَيرٌ مِنَ الفَسادِ، وَالصِّلَةُ خَيرٌ مِنَ الخَشناءِ وَالشَّحناءِ، وَقَد آنَ لَكُما أن تَجتَمِعا، فَالحَمدُ للهِ الَّذي أَلَّفَ بَينَكُما. قالَ: فَلَم يُجيباهُ في هٰذا بِشَيءٍ.

فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: هَل أَتاكُم مِن مُعاوِيَةَ كائِنَةُ خَبَرٍ؛ فَإِنَّهُ كانَ عَليلًا وَقَد طالَت عِلَّتُهُ، فَكَيفَ حالُهُ الآنَ؟ قالَ: فَتَأَوَّهَ الوَليدُ وَتَنَفَّسَ الصُّعَداءَ وَقالَ: أبا عَبدِ اللهِ آجَرَكَ اللهُ في مُعاوِيَةَ، فَقَد كانَ لَكَ عَمَّ صِدقٍ، وَقَد ذاقَ المَوتَ، وَهٰذا كِتابُ أميرِ المُؤمِنينَ يَزيدَ. فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: إنّا للهِ وَإنّا إلَيهِ راجِعونَ، وَعَظَّمَ اللهُ لَكَ الأَجرَ أيُّهَا الأَميرُ، وَلٰكِن لِماذا

دَعَوتَني؟ فَقالَ: دَعَوتُكَ لِلبَيعَةِ، فَقَدِ اجتَمَعَ عَلَيهِ النّاسُ.
فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: إنَّ مِثلي لا يُعطي بَيعَتَهُ سِرّاً، وإنَّما اُحِبُّ أن تَكونَ البَيعَةُ عَلانِيَةً بِحَضرَةِ الجَماعَةِ، ولكِن إذا كانَ مِنَ الغَدِ ودَعَوتَ النّاسَ إلَى البَيعَةِ دَعَوتَنا مَعَهُم فَيَكونُ أمرُنا واحِداً. فَقالَ لَهُ الوَليدُ: أبا عَبدِ اللهِ؛ لَقَد قُلتَ فَأَحسَنتَ فِي القَولِ، وأَجَبتَ جَوابَ مِثلِكَ وكَذا ظَنّي بِكَ، فَانصَرِف راشِداً عَلى بَرَكَةِ اللهِ حَتّى تَأتِيَني غَداً مَعَ النّاسِ.
فَقالَ مَروانُ بنُ الحَكَمِ: أيُّهَا الأَميرُ! إنَّهُ إذا فارَقَكَ في هذِهِ السّاعَةِ لَم يُبايِع، فَإِنَّكَ لَن تَقدِرَ مِنهُ ولا تَقدِرُ عَلى مِثلِها، فَاحبِسهُ عِندَكَ ولا تَدَعهُ يَخرُج أو يُبايِعَ، وإلّا فَاضرِب عُنُقَهُ. قالَ: فَالتَفَتَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام، وقالَ: وَيلي عَلَيكَ يَابنَ الزَّرقاءِ! أتَأمُرُ بِضَربِ عُنُقي؟! كَذَبتَ وَاللهِ! وَاللهِ لَو رامَ ذلِكَ أحَدٌ مِنَ النّاسِ لَسَقَيتُ الأَرضَ مِن دَمِهِ قَبلَ ذلِكَ، وإن شِئتَ ذلِكَ فَرُم ضَربَ عُنُقي إن كُنتَ صادِقاً.
قالَ: ثُمَّ أقبَلَ الحُسَينُ عليه السلام عَلَى الوَليدِ بنِ عُتبَةَ، وقالَ: أيُّهَا الأَميرُ، إنّا أهلُ بَيتِ النُّبُوَّةِ ومَعدِنُ الرِّسالَةِ ومُختَلَفُ المَلائِكَةِ ومَحَلُّ الرَّحمَةِ، وبِنا فَتَحَ اللهُ وبِنا خَتَمَ، ويَزيدُ رَجُلٌ فاسِقٌ، شارِبُ خَمرٍ، قاتِلُ النَّفسِ المُحَرَّمَةِ، مُعلِنٌ بِالفِسقِ، مِثلي لا يُبايِعُ لِمِثلِهِ، ولكِن نُصبِحُ وتُصبِحونَ ونَنتَظِرُ وتَنتَظِرونَ أيُّنا أحَقُّ بِالخِلافَةِ وَالبَيعَةِ.
قالَ: وسَمِعَ مَن بِالبابِ الحُسَينَ عليه السلام فَهَمّوا بِفَتحِ البابِ وإشهارِ السُّيوفِ، فَخَرَجَ إلَيهِمُ الحُسَينُ عليه السلام سَريعاً فَأَمَرَهُم بِالانصِرافِ إلى مَنازِلِهِم، وأقبَلَ الحُسَينُ عليه السلام إلى مَنزِلِهِ.

"الفتوح میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام دربارِ ولید میں تشریف لائے۔ آپ نے اُنھیں سلام کیا۔ ولید نے خوب صورت انداز میں سلام کا جواب دیا اور آپؑ کو اپنے قریب بٹھایا۔ راوی کہتا ہے: مروان وہیں موجود تھا، ولید اور مروان کے درمیان نفرت و منافرت کا ماحول گرم تھا۔

فرزندِ رسولؐ ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: خدا امیر کا بھلا کرے، صلح وصفائی جھگڑے فساد سے بہتر ہوتی ہے۔ صلہ رحمی قطع رحمی، بغض و عداوت سے بہتر ہے۔ آج تم دونوں ایک جگہ پر اکٹھے موجود ہو خوشی کی بات ہے۔ الحمدللہ وہ ذات تمھارے دلوں کو ایک دوسرے کے قریب کردے۔

راوی کہتا ہے: دونوں خاموش رہے اور اُنھوں نے امامؑ کو کوئی جواب نہ دیا۔

فرزندِ علیؑ و بتولؑ نے فرمایا: کیا حاکمِ شام کی طرف سے کوئی خبر آئی ہے۔ وہ کافی عرصے سے علیل تھا۔ اب اُس کا کیا حال ہے؟

راوی کہتا ہے: ولید نے لمبی سانس لی اور کہا: اے ابا عبداللہ! اللہ آپؑ کو حاکمِ شام کے بارے میں اجر عطا کرے۔ وہ آپؑ کے سچے اور اچھے چچا تھے۔ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ یہ خط ہے جو یزید نے میری طرف بھیجا ہے۔

امام علیہ السلام نے کلمۂ استرجاعیہ تلاوت فرمایا اور کہا: اللہ آپ کو اس صدمہ پر صبر کرنے کا عظیم اجر عطا کرے۔ تُو نے مجھے اس وقت کیوں بلایا ہے؟

ولید نے کہا: تمام لوگ یزید کی بیعت کر چکے ہیں، آپؑ کو یزید کی بیعت کی دعوت دی جاتی ہے۔

فرزندِ رسولؐ نے فرمایا: مجھ جیسا آدمی رات کے پردے میں بیعت نہیں کر سکتا۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کے اجتماع میں علانیہ بیعت ہو۔ جب کل لوگوں کو بیعت کے لیے بلانا تو مجھے بھی بلا لینا، تا کہ یہ مرحلہ اجتماعی صورت میں طے ہو جائے۔

ولید نے کہا: ابا عبداللہ! آپؑ نے بہترین بات کی ہے اور بہترین جواب دیا ہے۔ مجھے آپؑ سے ایسے جواب کی توقع تھی۔ اب آپؑ واپس تشریف لے جائیں اور کل صبح تشریف لے آنا۔

مروان نے کہا: اے امیر! اگر یہ اس وقت یہاں سے چلے گئے اور بیعت نہ کی تو پھر تو ان سے بیعت کبھی نہ لے سکے گا۔ فوراً انھیں گرفتار کر لے جب تک بیعت نہ کریں یہاں سے نہ جانے دے۔ اگر بیعت سے انکار کریں تو انھیں قتل کر دے۔

راوی کہتا ہے: امام علیہ السلام مروان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یا ابن الزرقا! تو میرے قتل کا حکم دے رہا ہے۔ بخدا تُو نے جھوٹ کہا ہے۔ اگر کسی نے ایسا ارادہ کیا ہے تو خوب جان لے میں اُس کے خون سے زمین کو رنگین کر دوں گا۔ اگر تجھے یہ مطلوب ہے اور تُو اپنے عزم میں سچا ہے تو پھر مجھے قتل کر۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد فرزندِ رسولؐ نے ولید سے کہا:

"اے امیر! ہم اہلِ بیتؑ نبوت ہیں، معدنِ رسالتؐ ہیں، ملائکہ کی آماج گاہ ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے دین کا آغاز ہم سے کیا اور اُس کا اختتام بھی ہم پر کرے گا۔ یزید ایک فاسق آدمی ہے، شراب پیتا ہے، محترم نفوس کا قاتل ہے۔ علانیہ فسق و فجور کرتا ہے۔ مجھ جیسا اُس جیسے کی کبھی بیعت نہیں کر سکتا۔ اب رات کا وقت ہے۔ ہم بھی صبح کرتے ہیں اور تم بھی صبح کرو۔ اس اَمر پر ہم بھی فکر کرتے ہیں اور تم بھی فکر کرو"۔

راوی کہتا ہے: جو جوان دروازے پر تھے اُنھوں نے ارادہ کیا کہ دروازہ کھولیں اور اپنی تلواریں نیام سے باہر کریں۔ امام علیہ السلام جلدی کے ساتھ دربار سے باہر آئے اور واپسی کا حکم دیا۔ پھر امام علیہ السلام اپنے گھر تشریف

لے آئے"۔ ①

مثیر الأحزان فِي خَبَرِ استِدعَاءِ الإمَامِ الحُسَينِ علیہ السلام وعَبدِ اللّٰهِ بنِ الزُّبَيرِ وعَبدِ اللّٰهِ بنِ مُطيعٍ وعَبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ وعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ أبِي بَكرٍ مِن قِبَلِ الوَلِيدِ: فَحَضَروا فَنَعى إلَيهِم مُعَاوِيَةَ وَأمَرَهُم بِالبَيعَةِ. فَبَدَرَهُم بِالكَلامِ عَبدُ اللّٰهِ بنُ الزُّبَيرِ. فَخَافَةُ أن يُجِيبُوا بِمَا لا يُرِيدُ. فَقَالَ: إنَّكَ وَلِيتَنَا فَوَصَلتَ أرحَامَنَا وَأحسَنتَ السِّيرَةَ فِينَا. وَقَد عَلِمتَ أنَّ مُعَاوِيَةَ أرَادَ مِنَّا البَيعَةَ لِيَزِيدَ فَأبَينَا ولَسنَا (نأمَنُ) أن يَكونَ فِي قَلبِهِ عَلَينَا. وَمَتى بَلَغَهُ أنَّا لَم نُبَايِع إلَّا فِي ظُلمَةِ لَيلٍ وتُغلِقُ عَلَينَا بَاباً لَم يَنتَفِع هُوَ بِذٰلِكَ؛ وَلٰكِن تُصبِحُ وتَدعُو النَّاسَ وَتَأمُرُهُم بِبَيعَةِ يَزِيدَ ونَكُونُ أوَّلَ مَن يُبَايِعُ.

قَالَ: وَأنَا أنظُرُ إلى مَروانَ وَقَد أسَرَّ إلى الوَلِيدِ أنِ اضرِب رِقَابَهُم. ثُمَّ قَالَ جهراً: لا تَقبَل عُذرَهُم وَاضرِب رِقَابَهُم. فَغَضِبَ الحُسَينُ وَقَالَ: وَيلِي عَلَيكَ يَابنَ الزَّرقَاءِ! أنتَ تَأمُرُ بِضَربِ عُنُقِي؟! كَذَبتَ وَلَؤُمتَ. نَحنُ أهلُ بَيتِ النُّبُوَّةِ وَمَعدِنُ الرِّسالَةِ. وَيَزِيدُ فَاسِقٌ. شَارِبُ الخَمرِ. وَقَاتِلُ النَّفسِ. وَمِثلِي لا يُبَايِعُ لِمِثلِهِ. وَلٰكِن نُصبِحُ وتُصبِحُونَ [ونَنظُرُ وتَنظُرونَ] أيُّنَا أحَقُّ بِالخِلافَةِ وَالبَيعَةِ.

فَقَالَ الوَلِيدُ: اِنصَرِف يَا أبَا عَبدِ اللّٰهِ مُصَاحِبًا عَلَى اسمِ اللّٰهِ وَعَونِهِ حَتّى تَغدُوَ عَلَيَّ.

"مثیر الاحزان میں ہے، ولید بن عتبہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام، عبداللہ

---

① الفتوح: ج۵، ص ۱۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۸۳

بن زبیر، عبداللہ بن مطیع، عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کو اپنے دربار میں بلایا۔ انھیں حاکمِ شام کی موت کی خبر دی اور اِن سے یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ عبداللہ بن زبیر نے بات کرنے میں پہل کی کہ کہیں اُس سے وہ بات کر دی جائے جو اُسے پسند نہیں ہے۔ اُس نے کہا: تم ہمارے حاکم ہو۔ صلہ رحمی کا حق ادا کیا ہے، ہمارے ساتھ تمھارا سلوک بھی اچھا رہا ہے۔ تمھیں معلوم ہے کہ حاکمِ شام نے ہم سے یزید کی بیعت لینا چاہی تھی لیکن ہم نے انکار کیا تھا اور یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔ اس وقت اس دربار میں ہم محفوظ نہیں ہیں۔ اگر تم نے ہم پر دروازے بند کر دیے اور رات کے وقت بیعت لی تو اِس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا۔ صبح ہونے دو۔ لوگوں کو اپنے پاس بلاؤ اور انھیں یزید کی بیعت کا حکم دو۔ سب سے پہلے میں اس کی بیعت کروں گا۔

راوی کہتا ہے: اُس وقت میری نگاہ مروان پر تھی۔ اُس نے ولید کی طرف ان لوگوں کے قتل کا اشارہ کیا۔ پھر بلند آواز سے کہا: ان کا عذر قبول نہ کر اور اِن سب کو قتل کر دے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے غضب ناک ہو کر فرمایا: یا بن زرقا! تجھ پر افسوس ہے تو میرے قتل کا حکم دیتا ہے؟ تو جھوٹا ہے اور یہ کہہ کر گناہ گار ہوا ہے۔ ہم اہلِ بیتِ نبوت ہیں، معدنِ رسالت ہیں۔ یزید ایک فاسق و فاجر شخص ہے، شرابی ہے، قاتل ہے، مجھ جیسا اُس جیسے کی کبھی بیعت نہیں کر سکتا۔ ہم صبح کرتے ہیں اور تم بھی صبح کرو۔ ہم بھی غور کریں گے اور تم بھی غور کرنا خلافت و بیعت کا استحقاق ہم رکھتے ہیں۔

ولید نے کہا: اے ابا عبداللہؑ! بسم اللہ واپس تشریف لے جائیے۔ کل صبح ہمارے پاس آجایئے"۔ (مثیر الاحزان: ص ۲۴)

الأمالي للصدوق عَن عبدالله بن منصور عَن جعفر بن محمّد

عَن أبيه عَن جدّه [زين العابدين] علیہ السلام: لَمّا سَمِعَ عُتبَةُ ذٰلِكَ [أى كلامَ الحُسَينِ علیہ السلام فى مُخالَفَةِ يَزِيدَ] دَعَا الكاتِبَ و كَتَبَ: بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ. إلىٰ عَبدِ اللهِ يَزِيدَ أميرِ المُؤمِنِينَ، مِن عُتبَةَ بنِ أبي سُفيانَ. أمّا بَعدُ، فَإنَّ الحُسَينَ بنَ عَليٍّ لَيسَ يَرىٰ لَكَ خِلافَةً وَلا بَيعَةً، فَرَأيَكَ فِي أمرِهِ، وَالسَّلامُ.

فَلَمّا وَرَدَ الكِتابُ عَلىٰ يَزِيدَ كَتَبَ الجَوابَ إلىٰ عُتبَةَ: أمّا بَعدُ، فَإذا أتاكَ كِتابي هٰذا فَعَجِّل عَلَيَّ بِجَوابِهِ، وَبَيِّن لِي فِي كِتابِكَ كُلَّ مَن فِي طاعَتِي أو خَرَجَ عَنها. وَليَكُن مَعَ الجَوابِ رَأسُ الحُسَينِ بنِ عَليٍّ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ الحُسَينَ علیہ السلام. فَهَمَّ بِالخُروجِ مِن أرضِ الحِجازِ إلىٰ أرضِ العِراقِ.

''امالی صدوق میں عبداللہ بن منصور سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، اور اُنھوں نے اپنے والد گرامی سے اور اُنھوں نے اپنے والد بزرگوار سے سنا، جب ولید بن عتبہ نے امام علیہ السلام کی یزید کے خلاف گفتگو سنی تو اُس نے کاتب کو بلایا اور اُس سے خط لکھوایا، وہ خط یہ ہے:

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن ورحیم ہے

یہ خط عتبہ بن ابی سفیان نے اللہ کے بندے یزید کے نام جاری کیا ہے۔

امابعد! حسینؑ بن علیؑ تیری خلافت کو جائز سمجھتے ہیں اور نہ بیعت کو۔ اس معاملے میں مَیں آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ والسلام!

جب یہ خط یزید کو ملا تو عتبہ کے جواب میں اس نے لکھا:

امابعد! جب تمھیں میرا یہ خط ملے تو اس کا جواب جلدی دینا۔ اپنے خط میں پوری تفصیل لکھو کہ کون لوگ میری اطاعت کے دائرہ میں ہیں اور کون لوگ اطاعت نہیں کر رہے ہیں؟ جواب کے ساتھ حسینؑ بن علیؑ کا سر میری طرف

بھیجو۔ جب امر کی اطلاع امام علیہ السلام کو ملی تو آپؑ نے حجاز سے عراق کی طرف خروج کا ارادہ کیا"۔

الفتوح: مَضٰی مَروانُ مُغضبًا [بَعدَ اَنْ وَبَّخَهُ الحُسَینُ علیہ السلام] حَتّٰی دَخَلَ عَلَی الوَلیدِ بنِ عُتبَةَ، فَخَبَّرَهُ بِمَا سَمِعَ مِنَ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ. قَالَ: فَعِندَهَا کَتَبَ الوَلیدُ اِلٰی یَزِیدَ بنِ مُعَاوِیَةَ یُخبِرُهُ بِمَا کَانَ مِن اَهلِ المَدینَةِ، وَمَا کَانَ مِنِ ابنِ الزُّبَیرِ... ثُمَّ ذَکَرَ لَهُ بَعدَ ذٰلِكَ أَمرَ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ اَنَّهُ لَیسَ یَرٰی لَنَا عَلَیهِ طَاعَةً وَلَا بَیعَةً. قَالَ: فَلَمَّا وَرَدَ الکِتَابُ عَلٰی یَزِیدَ غَضِبَ لِذٰلِكَ غَضَبًا شَدِیدًا، وَکَانَ اِذَا غَضِبَ انقَلَبَت عَینَاهُ فَعَادَ أَحوَلَ. قَالَ: فَکَتَبَ اِلَی الوَلیدِ بنِ عُتبَةَ: مِن عَبدِ اللّٰهِ یَزِیدَ اَمیرِ المُؤمِنِینَ اِلَی الوَلیدِ بنِ عُتبَةَ. اَمَّا بَعدُ، فَاِذَا وَرَدَ عَلَیكَ کِتَابِی هٰذَا فَخُذِ البَیعَةَ ثَانِیًا عَلٰی اَهلِ المَدینَةِ بِتَوکِیدٍ مِنكَ عَلَیهِم، وَذَرْ عَبدَ اللّٰهِ بنَ الزُّبَیرِ؛ فَاِنَّهُ لَن یَفُوتَنَا وَلَن یَنجُوَ مِنَّا اَبَدًا مَا دَامَ حَیًّا، وَلیَکُن مَعَ جَوَابِكَ اِلَیَّ رَأسُ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ، فَاِن فَعَلتَ ذٰلِكَ فَقَد جَعَلتُ لَكَ أَعِنَّةَ الخَیلِ، وَلَكَ عِندِی الجَائِزَةُ وَالحَظُّ الأَوفَرُ، وَالنِّعمَةُ وَاحِدَةٌ، وَالسَّلَامُ.

قَالَ: فَلَمَّا وَرَدَ الکِتَابُ عَلَی الوَلیدِ بنِ عُتبَةَ وَقَرَأَهُ تَعَاظَمَ ذٰلِكَ وَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ، لَا یَرَانِیَ اللّٰهُ قَاتِلَ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ، وَاَنَا لَا أَقتُلُ ابنَ بِنتِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَلَو أَعطَانِی یَزِیدُ الدُّنیَا بِحَذَافِیرِهَا.

"الفتوح میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام ولید کے دربار سے واپس چلے گئے تو مروان پیچ وتاب کھاتا ہوا ولید کے پاس پہنچا اور اُس سے کہا کہ حسینؑ بن علیؑ نے اُس کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تم نے دیکھا ہے اور یہ

سب کچھ تیری موجودگی میں ہوا۔

راوی کہتا ہے: ولید نے اُس وقت یزید کی طرف خط لکھا جس میں مدینہ کی مکمل رپورٹ تھی۔ اُس نے ابنِ زبیر کا حال لکھا اور آخر میں امام حسینؑ کا حال لکھا کہ وہ کسی صورت تیری بیعت نہیں کرنا چاہتے۔ جب یہ خط یزید کو ملا تو وہ سخت غصے ہوا۔ یزید کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ غصے میں آتا تھا تو اُس کی آنکھیں منقلب ہوجاتی تھیں۔ ایسے معلوم ہوتا جیسے وہ بھینگا ہے۔

راوی کہتا ہے: اُس نے ولید کی طرف خط لکھا: اللہ کے بندے یزید کا خط ولید بن عتبہ کے نام ہے۔ جب تجھے میرا یہ خط ملے تو تمام اہلِ مدینہ سے تاکیداً دوبارہ بیعت لے۔ عبداللہ بن زبیر ہم سے کبھی اپنی جان نہیں چھڑا سکتا۔ جب تیرا خط میرے پاس پہنچے اس کے ساتھ حسینؑ بن علیؑ کا سر بھی ساتھ ہو۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل کی تو میں تجھے بہت بڑے انعام سے نوازوں گا۔ والسلام!

جب یہ خط ولید کو ملا اور اُس نے اُسے پڑھا تو اُس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں حسینؑ بن علیؑ کو قتل نہیں کرسکتا۔ اگر یزید یہ ساری کائنات مجھے دے دے تو پھر بھی میں رسولؐ اللہ کی دختر کے فرزند کو قتل نہیں کروں گا"۔ ①

ملاحظہ فرمایئے کہ یہ بات ذکر کے لائق ہے کہ امالی اور الفتوح کی روایات مشہور کلام سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ مشہور روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کے پہلے خط کے دو یا تین دن بعد مدینہ منورہ کو چھوڑ دیا تھا۔ یہ خط مرگِ حاکمِ شام اور بیعت یزید کے امر پر مشتمل تھا۔

مندرجہ بالا تحقیق کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ والیِ مدینہ کے پاس حضرت امام حسین علیہ السلام

---

① الفتوح: ج۵، ص۱۷؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۱۸۵

کے بیعت کے انکار کے معاملے سے اتنی زیادہ فرصت نہ تھی کہ وہ بار بار یزید کی طرف مراسلے بھیجتا اور اُس سے جواب چاہتا۔

دوسری تحقیق یہ ہے کہ حاکمِ شام کی موت ۱۵ رجب ۶۰ ہجری کو ہوئی تھی۔ مشہور روایات کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام ۲۸ رجب کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ تو اس عرصے میں تین مراسلوں کا تبادلہ ممکن ہی نہیں ہے۔ کیونکہ مدینہ اور شام کا فاصلہ ۱۲۲۹ کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ تین دفعہ شام سے خطوط آئیں اور پھر مدینہ سے واپس شام کی طرف اُن کے جواب جائیں۔ اس تھوڑی سی مدت میں یہ کام ممکن ہی نہیں تھا۔ اُس دور میں تیز ترین سواری صرف گھوڑا تھا۔

اکثر مصادر میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام ۲۸ رجب کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے اور آپؑ ۳ شعبان کو مکہ معظمہ پہنچے تھے۔ اس لحاظ سے بعض نقول سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام نے مذکورہ دن مدینہ سے خروج کیا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام علیہ السلام کا مدینہ منورہ سے خروج اور مکہ معظمہ میں دخول کی تاریخی روایات مخلوط ہو کر رہ گئی ہیں۔ تاریخ کے پاس اس موضوع کی صحیح روایات موجود نہیں ہیں۔

امامؑ کے دربارِ ولید سے خروج کے بعد مروان اور ولید کے درمیان جھگڑا

تاریخ الطبری عن أبي مخنف: قَالَ مَروانُ لِلوَليدِ: عَصَيتَني! لَسا وَاللهِ لا يُمَكِّنُكَ مِن مِثلِهَا مِن نَفسِهِ أَبَداً. قَالَ الوَليدُ: وَبِّخ غَيرَكَ يا مَروانُ، إنَّكَ اختَرتَ لِيَ الَّتي فيهَا هَلاكُ ديني، وَاللهِ ما أُحِبُّ أنَّ لي ما طَلَعَت عَلَيهِ الشَّمسُ وَغَرَبَت عَنهُ مِن مالِ الدُّنيا وَمُلكِها وَأَنّي قَتَلتُ حُسَيناً. سُبحانَ اللهِ! أَقتُلُ حُسَيناً أن قالَ: لا أُبايِعُ؟! وَاللهِ إنّي لَأَظُنُّ امرَءاً يُحاسَبُ بِدَمِ حُسَينٍ لَخَفيفُ الميزانِ عِندَ اللهِ يَومَ القِيامَةِ. فَقالَ لَهُ مَروانُ: فَإِذا كانَ هٰذا رَأيَكَ فَقَد أَصَبتَ فيما صَنَعتَ. يَقولُ

هٰذَا لَهُ وَهُوَ غَيْرُ الحَامِدِ لَهُ عَلَى رَأْيِهِ.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے، مروان نے ولید سے کہا: تو نے میرا کہنا نہیں مانا۔ تجھے حسینؑ کے حوالہ سے دوبارہ ایسا موقع کبھی نہیں ملے گا۔

ولید نے کہا: مروان کسی اور کی ملامت کر، تو مجھے ایسا مشورہ دے رہا تھا جس میں میرے دین کی تباہی و بربادی تھی۔ واللہ! حسینؑ کو قتل کر کے سارے جہاں کی املاک جہاں تک آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے مجھے مل جائے تو بھی مجھے منظور نہیں۔ سبحان اللہ! حسینؑ کو صرف بیعت کے نہ کرنے پر میں قتل کروں، واللہ! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخص سے حسینؑ کے خون کی بازپرس ہو وہ قیامت کے دن خدا کے سامنے خفیف المیزان ٹھہرے گا۔

مروان نے کہا: اگر تیری یہ رائے ہے تو جو تُو نے کیا وہ بہتر کیا ہے"۔ [1]

الملهوف: قَالَ مَروانُ لِلوَلِيدِ : عَصَيتَنِي ! فَقَالَ : وَيحَكَ يَامَروانُ ! إِنَّكَ أَشَرتَ عَلَيَّ بِذَهَابِ دِينِي ودُنيَايَ . وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ مُلكَ الدُّنيَا بِأَسرِهَا لِي وَأَنَّنِي قَتَلتُ حُسَيناً . وَاللهِ مَا أَظُنُّ أَحَداً يَلقَى اللهَ بِدَمِ الحُسَينِ إِلَّا وَهُوَ خَفِيفُ المِيزَانِ . لَا يَنظُرُ اللهُ إِلَيهِ يَومَ القِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِ وَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ .

"الملہوف میں ہے، مروان نے ولید سے کہا: تو نے میری بات پر عمل نہیں کیا؟ ولید نے کہا: مروان تجھ پر افسوس! تُو نے مجھے میرے دین و دُنیا کی بربادی کا مشورہ دیا ہے۔ واللہ! یہ بات مجھے قطعاً پسند نہیں ہے کہ دنیا کے عوض حسینؑ کو قتل کروں۔ بخدا جس کے نامۂ اعمال میں حسینؑ کا قتل ہوگا وہ خفیف المیزان ٹھہرے گا اور نہ اُس کا تزکیہ ہوگا، اس کے لیے دردناک

---

[1] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۴۰ ؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۵؛ اخبار الطوال: ص ۲۲۸؛ امامت والسیاست: ج ۱، ص ۲۲۷؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۴۷

عذاب ہے"۔(اللہوف: ص ۹۸؛ مثیر الاحزان: ص ۲۴)

الفتوح: قَالَ مَروانُ بنُ الحَكَمِ لِلوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ: عَصَيتَنِي حَتَّى انفَلَتَ الحُسَينُ مِن يَدِكَ! أَمَا وَاللهِ لَا تَقدِرُ عَلَى مِثلِهَا أَبداً. وَ وَاللهِ لَيَخرُجَنَّ عَلَيكَ وَعَلَى أَمِيرِ المُؤمِنِينَ. فَاعلَم ذٰلِكَ. فَقَالَ لَهُ الوَلِيدُ بنُ عُتبَةَ: وَيحَكَ! أَشَرتَ عَلَيَّ بِقَتلِ الحُسَينِ، وَفِي قَتلِهِ ذَهَابُ دِينِي وَدُنيَايَ. وَاللهِ مَا أُحِبُّ أَن أَملِكَ الدُّنيَا بِأَسرِهَا وَأَنِّي قَتَلتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ ابنَ فَاطِمَةَ الزَّهرَاءِ. وَاللهِ مَا أَظُنُّ أَحَداً يَلقَى اللهَ بِقَتلِ الحُسَينِ إِلَّا وَهُوَ خَفِيفُ المِيزَانِ عِندَ اللهِ يَومَ القِيَامَةِ. لَا يَنظُرُ إِلَيهِ وَلَا يُزَكِّيهِ وَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ. قَالَ: فَسَكَتَ مَروَانُ.

"الفتوح میں ہے، مروان بن حکم نے ولید بن عتبہ سے کہا: ولید نے تو میری بات تسلیم نہیں کی۔ تمھیں حسینؑ کے لیے دوبارہ ایسا موقع نہیں ملے گا۔ واللہ! وہ تم پر اور امیر المومنین پر خروج کرے گا۔ میری یہ بات یاد رکھنا۔

ولید بن عتبہ نے مروان سے کہا: تجھ پر افسوس ہے کہ تُو نے مجھے حسینؑ کے قتل کا مشورہ دیا ہے۔ اگر مَیں ایسا کرتا تو میری دنیا باقی رہتی اور نہ میرا دین باقی رہتا۔ بخدا! اگر یہ ساری کائنات مجھے حسینؑ کے قتل کے عوض دی جائے تو بھی مجھے قبول نہیں ہے۔ واللہ! میرا یقین ہے کہ جس نے حسینؑ کو قتل کیا تو قیامت کے دن وہ ابدی خسارے میں ہوگا۔ اللہ اُس پر اپنی رحمت نازل نہیں کرے گا اور نہ اُس کی بخشش ہوگی۔ وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوگا۔

راوی کہتا ہے: ولید کی یہ بات سن کر مروان خاموش ہوگیا"۔ (۱)

---

(۱) الفتوح: ج ۵، ص ۱۴؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۸۴

مروان اور امام علیہ السلام کے درمیان راستے میں مناقشہ

الملهوف: أصبحَ الحُسَينُ علیہ السلام فَخَرَجَ مِن مَنزِلِهِ يَستَمِعُ الأَخبارَ، فَلَقِيَهُ مَروانُ فَقالَ: يا أبا عَبدِ اللهِ، إنّي لَكَ ناصِحٌ فَأَطِعني تُرشَد.

فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: وَما ذاكَ؟ قُل حَتّى أسمَعَ. فَقالَ مَروانُ: إنّي آمُرُكَ بِبَيعَةِ يَزيدَ أميرِ المُؤمِنينَ؛ فَإِنَّه خَيرٌ لَكَ في دينِكَ وَدُنياكَ. فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: إنّا لِلّهِ وَإنّا إلَيهِ راجِعونَ، وَعَلَى الإِسلامِ السَّلامُ، إذ قَد بُلِيَتِ الاُمَّةُ بِراعٍ مِثلِ يَزيدَ، وَلَقَد سَمِعتُ جَدّي رَسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقولُ: الخِلافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلى آلِ أبي سُفيانَ، وَطالَ الحَديثُ بَينَهُ وَبَينَ مَروانَ حَتَّى انصَرَفَ مَروانُ وَهُوَ غَضبانُ.

"الملہوف میں ہے، دوسرے دن حضرت امام حسین علیہ السلام حالات پر مطلع ہونے کے لیے خانہ اقدس سے باہر تشریف لائے تو راستے میں آپؑ کی مروان سے ملاقات ہوئی۔ مروان نے آپؑ سے کہا: اے ابا عبداللہ! میں آپؑ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپؑ میری بات مانیں تا کہ آپؑ کے حالات سنور جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: وہ کون سی بات ہے، بیان کرو تا کہ میں اُسے سنوں۔

مروان نے کہا: میں کہتا ہوں کہ آپؑ یزید کی بیعت کرلیں۔ یہ بات آپؑ کی دنیا اور دین کے لیے بہتر ثابت ہوگی۔

امام علیہ السلام نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر فرمایا:

پھر اسلام کا خدا حافظ ہے، جب یزید جیسے آدمی کو اُمت کا حکمران تسلیم کرلیا جائے۔ میں نے اپنے جدِ بزرگوار رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا:

آپؑ نے فرمایا: "خلافت آلِ ابی سفیان پر حرام ہے"۔

امام علیہ السلام اور مروان کے درمیان طویل بحث ہوئی۔ آخر میں مروان غصے سے پیچ و تاب کھاتا ہوا راستے سے الگ ہو گیا"۔ ①

الفتوح: أَصبَحَ الحُسَینُ علیہ السلام مِنَ الغَدِ [فَ] خَرَجَ مِن مَنزِلِهِ لِیَستَمِعَ الْأَخبَارَ. فَإِذَا هُوَ بِمَروانَ بنِ الحَكَمِ قَد عَارَضَهُ فِي طَرِيقِهِ. فَقَالَ: أَبَا عَبدِ اللهِ، إِنِّي لَكَ نَاصِحٌ فَأَطِعنِي تُرشَد وَتُسَدَّد. فَقَالَ الحُسَینُ: وَمَا ذٰلِكَ؟ قُل حَتّٰى أَسمَعَ. فَقَالَ مَروانُ: أَقُولُ إِنِّي آمُرُكَ بِبَيعَةِ أَمِيرِ المُؤمِنِينَ يَزِيدَ، فَإِنَّهُ خَيرٌ لَكَ فِي دِينِكَ وَدُنيَاكَ.

قَالَ: فَاسترجَعَ الحُسَینُ علیہ السلام، وَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ، وَعَلَى الإِسلَامِ السَّلَامُ، إِذ قَد بُلِيَتِ الأُمَّةُ بِرَاعٍ مِثلِ يَزِيدَ. ثُمَّ أَقبَلَ الحُسَینُ علیہ السلام عَلَى مَروانَ وَقَالَ: وَيحَكَ! أَتَأمُرُنِي بِبَيعَةِ يَزِيدَ وَهُوَ رَجُلٌ فَاسِقٌ؟! لَقَد قُلتَ شَطَطاً مِنَ القَولِ يَا عَظِيمَ الزَّلَلِ. لَا أَلُومُكَ عَلَى قَولِكَ لِأَنَّكَ اللَّعِينُ الَّذِي لَعَنَكَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَأَنتَ فِي صُلبِ أَبِيكَ الحَكَمِ بنِ أَبِي العَاصِ، فَإِنَّ مَن لَعَنَهُ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا يُمكِنُ لَهُ وَلَا مِنهُ إِلَّا أَن يَدعُوَ إِلَى بَيعَةِ يَزِيدَ.

ثُمَّ قَالَ: إِلَيكَ عَنِّي يَا عَدُوَّ اللهِ، فَإِنَّا أَهلُ بَيتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَالحَقُّ فِينَا، وَبِالحَقِّ تَنطِقُ أَلسِنَتُنَا. وَقَد سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: الخِلَافَةُ مُحَرَّمَةٌ عَلَى آلِ أَبِي سُفيَانَ وَعَلَى الطُّلَقَاءِ أَبنَاءِ الطُّلَقَاءِ، فَإِذَا رَأَيتُم مُعَاوِيَةَ عَلَى مِنبَرِي

① الملهوف: ص ۹۸؛ مثیر الاحزان: ص ۱۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۶

فَابقُروا بَطنَهُ .فَوَاللهِ لَقَد رَآهُ اَهلُ المَدينَةِ عَلى مِنبَرِ جَدّي فَلَم يَفعَلُوا مَا اُمِرُوا بِهِ. فَابتَلَاهُمُ اللهُ بِابنِهِ يَزِيدَ زَادَهُ اللهُ فِي النَّارِ عَذَابًا.

قَالَ: فَغَضِبَ مَروانُ بنُ الحَكَمِ مِن كَلَامِ الحُسَينِ علیہ السلام، ثُمَّ قَالَ: وَاللهِ لَا تُفَارِقُنِي أو تُبَايِعَ لِيَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ صَاغِرًا؛ فَإنَّكُم آلُ أبِي تُرَابٍ قَد مُلِئتُم كَلَامًا وَاُشرِبتُم بُغضَ آلِ بَنِي سُفيَانَ، وَحَقٌّ عَلَيكُم أن تُبغِضُوهُم، وَحَقٌّ عَلَيهِم أن يُبغِضُوكُم.

قَالَ: فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: وَيلَكَ يَا مَروَانُ! إلَيكَ عَنِّي فَإنَّكَ رِجسٌ، وَإنَّا أهلُ بَيتِ الطَّهَارَةِ الَّذِينَ أنزَلَ اللهُ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. فَقَالَ: إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ أَهلَ البَيتِ وَيُطَهِّرَكُم تَطهِيرًا.

قَالَ: فَنَكَسَ مَروانُ رَأسَهُ لَا يَنطِقُ بِشَيءٍ.

فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: أبشِر يَابنَ الزَّرقَاءِ بِكُلِّ مَا تَكرَهُ مِنَ الرَّسُولِ علیہ السلام، يَومَ تَقدَمُ عَلَى رَبِّكَ فَيَسأَلُكَ جَدِّي عَن حَقِّي وَحَقِّ يَزِيدَ. قَالَ: فَمَضَى مَروانُ مُغضَبًا حَتَّى دَخَلَ عَلَى الوَلِيدِ بنِ عُتبَةَ، فَخَبَّرَهُ بِمَا سَمِعَ مِنَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ.

"الفتوح میں ہے، جب صبح ہوئی تو حضرت امام حسین علیہ السلام نیرنگی حالات سے باخبر ہونے کے لیے گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ راستے میں مروان مل گیا۔ اُس نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: میں آپؑ کو نصیحت کرتا ہوں، تاکہ آپؑ میری نصیحت پر عمل کر کے اپنے آپؑ کو محفوظ کر لیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: بیان کرو تاکہ میں سنوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

مروان نے کہا: آپؑ یزید کی بیعت کر لیں، اس میں آپؑ کی دنیا اور دین

کی بہترین کا سامان ہے۔

راوی کہتا ہے: امام علیہ السلام نے مروان کی یہ بات سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ پھر فرمایا: اب جب اُمت یزید جیسے حکمران کے ذریعے آزمائش میں ڈال دی گئی ہو تو پھر اسلام کا خدا حافظ!

آپؑ نے مروان سے مزید کہا: تجھ پر افسوس تو مجھے یزید کی بیعت کی دعوت دیتا ہے۔ وہ تو ایک فاسق و فاجر آدمی ہے۔ تو نے مجھ سے ناحق بات کی ہے۔ میں تیری اس بات پر تیری ملامت نہیں کرتا کیونکہ اللہ کے رسولؐ نے تجھ پر اور تیرے باپ پر لعنت کی تھی۔ جی ہاں جس پر رسولؐ اسلام لعنت کریں تو وہی آدمی ہی یزید کی بیعت کی دعوت دے سکتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! مجھ سے دُور ہو، ہم اہلِ بیتؑ نبوت ہیں، ہم ہی حق پر ہیں، ہماری زبانیں حق ہی بولتی ہیں۔

میں نے آنحضرتؐ سے سنا تھا کہ آپؐ نے فرمایا: ''آلِ ابی سفیان پر خلافت حرام ہے۔ وہ آزاد کردہ غلام اور آزاد کردہ غلاموں کے بیٹے ہیں۔ جب کبھی تم ابن ہند کو میرے منبر پر دیکھو تو اس کا پیٹ پھاڑ ڈالنا''۔

اللہ کی قسم! اہلِ مدینہ نے اُسے میرے ناناؐ کے منبر پر سوار دیکھا لیکن آنحضرتؐ کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ اللہ رب العزت نے اب اُس کے بیٹے یزید کے ذریعے انھیں آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ اللہ اس کے آگ کے عذاب کو دُگنا کر دے۔

یہ سن کر مروان شدید غصے میں آگیا اور کہا: اللہ کی قسم! تم مجھ سے جدا نہ ہوں گے یا پھر یزید کی اطاعت کرو گے۔ تم آلِ ابوتراب گفتگو زوردار طریقے سے کرتے ہو، تمھارے دلوں میں آلِ ابوسفیان کے لیے بُغض کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ حق بنتا ہے کہ تم لوگوں سے بُغض رکھا جائے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مروان مجھ سے دُور ہو جا، اپنی راہ لے تو رجس ہے، ہم

اہلِ بیتؑ طہارت ہیں، اللہ سبحانہ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت تطہیر نازل فرمائی ہے۔ (سورۂ احزاب: آیت ۳۳)

اس کے بعد مروان کی زبان کو تالا لگ گیا۔ وہ مزید کچھ نہ بول سکا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: یا بن زرقا! تو رسولؐ اسلام کے نزدیک ایک ناپسندیدہ شخصیت ہے۔ کل جب تم بارگاہِ ربوبیت میں قدم رکھو گے تو میرے نانا تجھ سے میرے حق اور یزید کے حق کے بارے میں سوال کریں گے۔

یہ سن کر مروان چلتا بنا۔ شدید غصے کی حالت میں ولید کے پاس پہنچا اور امام علیہ السلام نے جو گفتگو کی اُس کے سامنے پیش کی"۔ ①

① الفتوح: ج۵، ص ۱۴؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۸۴

